

تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل عظیم الشان فقہی انسائیکلو پیڈیا



الْعَطَايَا النَّبَوِيَّةُ فِي  
الْفُتَاوَى الرَّضَوِيَّةِ

# فتاویٰ رضویہ



جلد 29

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

تقریباً نصف قرن  
اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# العطاء النبوی في الفتاویٰ الرضویہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

تحقیقات علامہ پرنسٹن چودھری صدی کا غفرم شان  
فقہی انسائیکلو پیڈیا

جلد ۲۹

امام احمد رضا بریلوی مدظلہ العالی

۱۳۳۰ — ۱۳۴۲  
۱۹۱۱ — ۱۹۲۵



رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ

انڈرون لوہاری دروازہ، لاہور پاکستان (۵۳۰۰۰)

۶۶۵۴۱۳

فون: ۶۶۵۴۰۲

نام کتاب	فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹
تصنیف	اعلیٰ حضرت شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
فیضانِ کرامت	مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سرپرستی	صاحبزادہ مولانا محمد عبد المصطفیٰ ہزاروی ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور شیخوپورہ
اہتمام	صاحبزادہ مولانا قادری نصیر احمد ہزاروی ناظم شعبہ نشر و اشاعت
ترجمہ عربی و فارسی عبارت	حافظ محمد عبدالستار سعیدی ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و شیخوپورہ
پیش لفظ	"
تبویب جدید	"
ترتیب فہرست	"
تخریج و تصحیح	مولانا نذیر احمد سعیدی ، مولانا حافظ محمد شہزاد ہاشمی ، مولانا غلام حسنی
کتابت	محمد شریف گل ، کریال کلاں (گوجرانوالہ)
پیشنگ	مولانا محمد منشا تابش قصوری صدر مدرس و انچارج شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
صفحات	۷۵۲
اشاعت	رجب المرجب ۱۴۲۹ھ / اگست ۲۰۰۵ء
ناشر	رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ ، اندرون لوہاری دروازہ ، لاہور
مطبع	
قیمت	



## ملنے کے پتے

- رضا فاؤنڈیشن ، جامعہ نظامیہ رضویہ ، اندرون لوہاری دروازہ ، لاہور
- ۰۳۰۰ / ۹۴۱۵۳۰۰ ۷۶۶۵۷۷۲
- مکتبہ اہل سنت ، جامعہ نظامیہ رضویہ ، اندرون لوہاری دروازہ ، لاہور
- ضیاء القرآن پبلیکیشنز ، گنج بخش روڈ ، لاہور
- شبیر برادرز ، ۳۰ بی اردو بازار ، لاہور

# اجمالی فہرست

۵	پیش لفظ
۱۲	فہرست مفصل
۳۹	فہرست ضمنی مسائل
۴۷	عروض و قوافی
۵۹	علم و تعلیم
۶۵	زبان و بیان
۶۹	وعظ و تبلیغ
۷۳	علم الحیوان
۷۵	تشریح ابدان
۷۹	علم حروف و ریاضی
۸۳	حقوق العباد
۸۵	لغت
۸۷	غراب
۸۹	احبار
۹۱	عقائد و کلام و دینیات

## فہرست رسائل

۱۱۹	○ قواعد القہار
۲۸۷	○ تلج الصدور
۳۰۳	○ التحبیر



- اعتقاد الاحباب ..... ۲۳۹
- سماح القهاس ..... ۲۱۱
- خالص الاعتقاد ..... ۴۳۳
- انبياء المصطفى ..... ۴۸۵
- اراحة العيب ..... ۵۱۱
- انوار الانتباه ..... ۵۴۹
- اسماء اربعين ..... ۵۷۱
- امور عشرون ..... ۶۱۲
- شرح المطالب ..... ۶۵۵



# پیش لفظ

الحمد لله ! اعلم حضرت امام المسلمین مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خزانہ علیہ اور ذخائر فقہیہ کو جدید انداز میں عصر حاضر کے قضاویوں کے عین مطابق منظر عام پر لانے کے لئے مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث، قدوة العلماء، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبد القیوم قساری ہزاروی علیہ الرحمہ کی زیر سرپرستی دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں مرصفاً فاؤنڈیشن کے نام سے جو ادارہ مارچ ۱۹۸۸ء میں قائم ہوا اتحادہ انتہائی کامیابی اور برقی رفتار کے ساتھ مجوزہ منصوبہ کے ارتقائی مراحل کو طے کرتے ہوئے اپنے اہداف کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اب تک یہ ادارہ امام احمد رضا کی متعدد تصانیف شائع کر چکا ہے جن میں بین الاقوامی میار کے مطابق شائع ہونے والی مندرجہ ذیل عربی تصانیف خاص اہمیت کی حامل ہیں :

- |     |   |           |
|-----|---|-----------|
| (۱) | الدولة المکیة بالمادة الغیبیة             | (۳۱ ۲ ۲۳) |
|     | مع فیوضات المکیة لمحِب الدولة المکیة      | (۳۱ ۳ ۲۶) |
| (۲) | انباء الحق ان کلامہ المصون بتیان کل شئ    | (۳۱ ۳ ۲۶) |
|     | مع التعليقات حاسم المفتی علی السید البیوی | (۳۱ ۳ ۲۸) |
| (۳) | کفل الفقیہ العام فی احکام قرطاس الدراہم   | (۳۱ ۳ ۲۴) |
| (۴) | صیقل الربیع عن احکام صجاورة الحرمین       | (۳۱ ۳ ۰۵) |
| (۵) | ہادی الاضیحة بالشاة الهندیة               | (۳۱ ۲ ۱۴) |

- (۶) الصافیۃ الموجیۃ لحکم جلود الاضحیۃ (۴۰۳۰۱ھ)  
(۷) الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ (۴۰۳۲۳ھ)

مگر اس ادارے کا عظیم ترین کارنامہ العطاویۃ النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ المعروف بہ فتاویٰ رضویہ کی تحریر و ترجمہ کے ساتھ عمدہ و خوبصورت اڈاز میں اشاعت ہے۔ فستادی مذکورہ کی اشاعت کا آغاز شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ / مارچ ۱۹۹۰ء میں ہوا تھا اور بفضلہ تعالیٰ جل مجدہ و بعنایت رسولہ الکریم تقریباً پندرہ سال کے مختصر عرصہ میں انتیسویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس سے قبل شائع ہونے والی اٹھائیس جلدوں کے مشمولات کی تفصیل سنین اشاعت، کتب و ابواب، مجموعی صفحات، تعداد سوالات و جوابات اور ان میں شامل رسائل کی تعداد کے اعتبار سے حسب ذیل ہے:

نمبر جلد	عنوانات	جلد سلسلہ	رسائل شامل	سنین اشاعت
۱	کتاب الطہارۃ	۲۲	۱۱	شعبان المعظم ۱۴۱۰ — مارچ ۱۹۹۰ء
۲	"	۳۳	۷	ربیع الثانی ۱۴۱۲ — نومبر ۱۹۹۱ء
۳	"	۵۹	۶	شعبان المعظم ۱۴۱۲ — فروری ۱۹۹۲ء
۴	"	۱۲۵	۵	رجب المرجب ۱۴۱۳ — جنوری ۱۹۹۳ء
۵	کتاب الصلوۃ	۱۴۰	۶	ربیع الاول ۱۴۱۴ — ستمبر ۱۹۹۳ء
۶	"	۲۵۷	۴	ربیع الاول ۱۴۱۵ — اگست ۱۹۹۳ء
۷	"	۲۶۹	۷	رجب المرجب ۱۴۱۵ — دسمبر ۱۹۹۳ء
۸	"	۳۳۷	۶	محرم الحرام ۱۴۱۶ — جون ۱۹۹۵ء
۹	کتاب الجنائز	۲۷۳	۱۳	ذیقعدہ ۱۴۱۶ — اپریل ۱۹۹۶ء
۱۰	کتاب الزکوۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج	۳۱۶	۱۶	ربیع الاول ۱۴۱۷ — اگست ۱۹۹۶ء
۱۱	کتاب النکاح	۴۵۹	۶	محرم الحرام ۱۴۱۸ — مئی ۱۹۹۷ء
۱۲	کتاب الطلاق، کتاب الطلاق	۳۲۸	۳	رجب المرجب ۱۴۱۸ — نومبر ۱۹۹۷ء
۱۳	کتاب الطلاق، کتاب ایمان			
	کتاب الحدود و التفسیر	۲۹۳	۲	ذیقعدہ ۱۴۱۸ — مارچ ۱۹۹۸ء
۱۴	کتاب السیر	۳۲۹	۷	جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ — ستمبر ۱۹۹۸ء

۱۵	۸۱	۱۵	کتاب السیر	محرم الحرام ۱۴۲۰ — اپریل ۱۹۹۹	۷۳۲
۱۶	۳۳۲	۳	کتاب الشریک، کتاب الوقت	جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ — ستمبر ۱۹۹۹	۶۳۲
۱۷	۱۵۳	۲	کتاب البیوع، کتاب الحوالہ، کتاب الکفا	ذیقعدہ ۱۴۲۰ — فروری ۲۰۰۰	۷۱۶
۱۸	۱۵۲	۲	کتاب الشہادۃ، کتاب القضاہ والعداوی	ربیع الثانی ۱۴۲۱ — جولائی ۲۰۰۰	۷۲۰
۱۹			کتاب الوکالہ، کتاب الاقرار		
			کتاب الصلح، کتاب المضاربہ		
			کتاب الامانات، کتاب العاقبہ		
			کتاب الہدیٰ، کتاب الامارہ		
۲۰	۲۹۶	۳	کتاب الاکراہ، کتاب الحجر	ذیقعدہ ۱۴۲۱ — فروری ۲۰۰۱	۶۹۲
			کتاب الغصب، کتاب الشفعہ		
			کتاب القسم، کتاب الزارعہ		
	۲۳۴	۳	کتاب السید الذبائح، کتاب الاضحیہ	صفر المظفر ۱۴۲۲ — مئی ۲۰۰۱	۶۳۲
۲۱	۲۹۱	۹	کتاب المنطقہ والاباحۃ	ربیع الاول ۱۴۲۳ — مئی ۲۰۰۲	۶۷۶
۲۲		۶		جمادی الاخریٰ ۱۴۲۳ — اگست ۲۰۰۲	۶۹۲
۲۳		۷		ذوالحجہ ۱۴۲۳ — فروری ۲۰۰۲	۷۷۸
۲۴		۹		ذوالحجہ ۱۴۲۳ — فروری ۲۰۰۳	۷۲۰
۲۵			کتاب المذایب، کتاب الاشریہ		
			کتاب الرہن، کتاب القسم		
	۱۸۳	۳	کتاب الرصایا	رجب المرجب ۱۴۲۴ — ستمبر ۲۰۰۳	۶۵۸
۲۶	۳۲۵	۸	کتاب الفرائض، کتاب الشی حد اول	محرم الحرام ۱۴۲۵ — مارچ ۲۰۰۴	۶۱۶
۲۷	۳۵	۱۰	کتاب الشی حد دوم	جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ — اگست ۲۰۰۴	۶۸۴
۲۸	۲۲	۶	کتاب الشی حد سوم	ذیقعدہ ۱۴۲۵ — جنوری ۲۰۰۵	۶۸۴

فتاویٰ رضویہ قدیم کی پہلی آٹھ جلدوں کے ابواب کی ترتیب وہی تھی جو معروف و متداول کتب فقہ و فتاویٰ میں مذکور ہے۔ وضا فاؤنڈیشن کی طرف سے شائع ہونے والی بیس جلدوں میں اسی ترتیب

ملاحظہ رکھا گیا ہے مگر فتاویٰ رضویہ قدیم کی چار مطبوعہ جلدوں (جلد نہم، دہم، یازدہم، دوازدہم) کی ترتیب ابواب فقہ سے عدم مطابقت کی وجہ سے محلی نظر تھی، چنانچہ ادارہ ہذا کے سرپرست اعلیٰ محسن المسنت مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و دیگر اکابر علماء و مشائخ سے استشارة و استفسار کے بعد اراکین ادارہ نے فیصلہ کیا تھا کہ جیسویں جلد کے بعد والی جلدوں میں فتاویٰ رضویہ قدیم کی ترتیب کے بجائے ابواب فقہ کی معروف ترتیب کو بنیاد بنایا جائے، نیز اس سلسلہ میں بحر العلوم حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب اعظمی وامت برکاتہم العالیہ کی گرانقدر تحقیق انیق کو بھی ہم نے پیش نظر رکھا اور اس سے بھرپور راہنمائی حاصل کی۔ عام طور پر فقہ و فتاویٰ کی کتب میں کتاب الاضیغہ کے بعد کتاب المحظوظ والاباحہ کا عنوان ذکر کیا جاتا ہے اور ہمارے ادارے سے شائع شدہ جیسویں جلد کا اختتام چونکہ کتاب الاضیغہ پر ہوا تھا لہذا اکیسویں جلد سے مسائل محظوظ و اباحہ کی اشاعت کا آغاز کیا گیا۔ کتاب المحظوظ والاباحہ (جو چار جلدوں ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴ پر مشتمل ہے) کی تکمیل کے بعد ابواب ہدایت، اثرب، رہن، قسم، وصایا اور فرائض پر مشتمل پچیسویں، چھبیسویں جلد منقذ شہود پر آئی۔ باقی بچے مسائل کلامیہ و دیگر متفرق عنوانات پر مشتمل مباحث و فتاویٰ اعلیٰ حضرت جو فتاویٰ رضویہ قدیم کی جلد نہم و دوازدہم میں غیر مرتب و غیر مترتب طور پر مندرج ہیں ان کی ترتیب و تبویب اگرچہ آسان کام نہ تھا مگر رب العالمین عز و جل کی توفیق، رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین کی نظر عنایت، اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے روحانی نصرت و کرامت سے راقم حقیر نے یہ گمانی بھی جوہر کر لی اور کتاب المحظوظ والاباحہ کی طرح ان بکھرے ہوئے متون کو ابواب کی لڑی میں پرو کر مرتبط و منضبط کر دیا ہے و اللہ الحمد۔

اس سلسلہ میں ہم نے مندرجہ ذیل امور کو بطور خاص ملاحظہ رکھا:

- (ا) ان تمام مسائل کلامیہ و متفرقہ کو کتاب الشی کا مرکزی عنوان دے کر مختلف ابواب پر تقسیم کر دیا ہے۔
- (ب) تبویب میں سوال و استفادہ کا اعتبار کیا گیا ہے نہ کہ جوابات میں مذکورہ مباحث کا۔
- (ج) ایک ہی استفادہ میں مختلف ابواب سے متعلق سوالات مذکور ہونے کی صورت میں ہر سوال کو مستفی کے نام سمیت متعلقہ ابواب کے تحت داخل کر دیا ہے۔
- (د) مذکورہ بالا دونوں جلدوں (نہم و دوازدہم قدیم) میں شامل رسائل کو ان کے عنوانات کے مطابق متعلقہ ابواب کے تحت داخل کر دیا ہے۔
- (ه) رسائل کی ابتداء اور انتہاء کو متناظر کیا ہے۔



( ۵ ) کتاب الشقی کے ابواب سے متعلق المحضرت کے بعض رسائل جو فتاویٰ رضویہ قدیم میں شامل نہ ہو سکے تھے ان کو بھی موزوں و مناسب جگہ پر شامل کر دیا ہے۔

( ۶ ) تبویب جدید کے بعد موجودہ ترتیب چونکہ سابق ترتیب سے بالکل مختلف ہو گئی ہے لہذا مسائل کی مکمل فہرست موجودہ ابواب کے مطابق نئے سرے سے مرتب کرنا پڑی۔

( ۷ ) کتاب الشقی میں شامل تمام رسائل کے مندرجات کی مکمل و مفصل فہرستیں مرتب کی گئی ہیں۔

## انتیسویں جلد

یہ جلد ۲۱۵ سوالوں کے جوابات اور مجموعی طور پر ۵۲۲ صفحات پر مشتمل ہے، اس جلد کی عربی و فارسی عبارات کا ترجمہ راقم الحروف نے کیا ہے، البتہ رسالہ خالص الاعتقاد کی بعض عبارات کا ترجمہ حضرت مولانا حسین رضا خان صاحب کیلئے جبکہ تبویب ابواب التہبیر اور تلح الصدق لایمان القدر کی اکثر عبارات کا ترجمہ حضرت علامہ مولانا محمد احمد مصباحی دامت برکاتہم العالیہ کے رشحات قلم کا اثر ہے۔ رسالہ قواعد القہار کا ترجمہ مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد عبد القیم قادری ہزاروی علیہ الرحمہ کا تحریر کردہ ہے۔ اور رسالہ اعتقاد الاحباب کی تزیین و ترتیب اور اور توضیح و تشریح غلیل العلما حضرت علامہ مولانا مفتی محمد غلیل خان قادری البرکاتی علیہ الرحمہ نے فرمائی ہے۔

پیش نظر جلد (کتاب الشقی حصہ چہارم) بنیادی طور پر مسائل کلامیہ و اعتقادیہ پر مشتمل ہے جو فتاویٰ رضویہ قدیم جلد نہم و دوازدہم میں متفرق طور پر مذکور ہیں ہم نے ان کو یکجا کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں اس جلد میں عروض و قوافی، علم و تعلیم، زبان و بیان، علم الحیوان، علم حروف و ریاضی، وعظ و تبلیغ، حقوق العباد، تشریح ابدان، خواب، لغت اور اجارہ کے بارے میں سوالوں کے جوابات بھی شامل ہیں۔ مذکورہ بالا عنوانات کے علاوہ متعدد عنوانات سے متعلق مسائل ضمناً زیر بحث آئے ہیں۔

انتہائی وقیع اور گرانقدر تحقیقات و تدقیقات پر مشتمل مندرجہ ذیل گیارہ رسائل بھی اس جلد کی زینت ہیں،

( ۱ ) قواعد القہار علی المجسمۃ الفجار المعروف بضرر قہاری (۱۳۱۸ھ)

آیات متشابہات پر آیاتوں کے اعتراضات کا مندرجہ جواب

- (۲) ان احاطۃ العیب بسیف الغیب  
علم غیب کے موضوع پر مدلل رسالہ
- (۳) خالص الاعتقاد مع تمہید رماح القہار علی کفر الکفار (۱۳۲۸ھ)  
مسئلہ علم غیب کا مدلل بیان
- (۴) انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفی (۱۳۱۸ھ)  
حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم ماکان و مایکون ہونے کا ثبوت
- (۵) انوار الانتباه فی حل نداء یارسول اللہ (۱۳۰۴ھ)  
یا رسول اللہ کہنے کے جواز پر زور دار دلائل
- (۶) شرح المطالب فی مبحث ابی طالب (۱۳۱۶ھ)  
ایمان ابو طالب کے بارے میں مفصل بحث
- (۷) اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والاول والاصحاب (۱۲۹۸ھ)  
اہل سنت و جماعت کے دینی عقائد حقہ کا بیان
- (۸) التبیان باب التذہب (۱۳۰۵ھ)  
مسئلہ تہذیب پر سیر حاصل بحث
- (۹) تلجہ الصمد لایمان القدر (۱۳۲۵ھ)  
مسئلہ قضاء و قدر کا روشن بیان
- (۱۰) اسماع الاسربعین فی شفاعۃ سید المحبوبین (۱۳۰۵ھ)

(۱۱) امور عشرین و مرعقاۃ سنین  
سنتی اور غیر سنتی میں امتیاز کرنے والے بیس امور کا بیان

## ضروری بات

گو مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال سے جامعہ نظامیہ رضویہ کو ناقابل برداشت صدمہ سے دوچار ہونا پڑا مگر یہ اس سر ایا کرامت و جودِ باجود کا فیضان ہے کہ ان کے فرزندِ ارجمند حضرت علامہ مولانا محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی مدظلہ العالی جو علوم دینیہ و عصریہ کے مستند فاضل

اور حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی علمی و تجزیاتی وسعت و فراست کے وارث و امین ہیں، نہایت صبر و استقامت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے تمام شعبہ جات کی ترویج و ترقی کے لئے شب و روز ایک کئے ہوئے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ جدید کی اشاعت و طباعت میں بھی بدستور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے نقوش جلیلہ پر گامزن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے شروع کردہ تمام تعلیمی، تصنیفی، تدریسی، تبلیغی اور اشاعتی منصوبے حسب معمول جاری و ساری ہیں۔ آپ حضرات سے درخواست ہے کہ دعاؤں سے نوازتے رہیے تاکہ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے مشن کو ان کے جسمانی و روحانی نائبین بحسن و خوبی ترقی سے ہمکنار کرنے میں اپنا کردار سرانجام دیتے رہیں، فقط۔



حافظ محمد عبدالستار سعیدی  
ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ  
لاہور و شیخوپورہ، پاکستان

رجب المرجب ۱۴۲۶ھ  
اگست ۲۰۰۵ء



# فہرست مضامین مفصل

## عروض و قوافی

کنز الایقہ نامی کتاب پر فن شاعری میں  
 ہمارت رکھنے والے ایک شخص کے چند  
 اعتراضات اور مصنف کنز الایقہ کی طرف سے  
 ان کے جوابات پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا علی  
 تحقیق اور فنی تبصرہ۔  
 پہلا اعتراض اور اس کا جواب۔  
 دوسرا اعتراض اور اس کا جواب۔  
 اختلاف حرکت قافیہ میں اساتذہ کی سندیں  
 حد تو ات پر ہیں۔  
 تائید کسے لے کچھ اشعار۔  
 تیسرا اعتراض اور اس کا جواب۔  
 جمع کے قوافی میں مغرد کا لحاظ نہ رکھا جائیگا

مستحق ضرور ہے لازم نہیں۔ ۴۹  
 چند اشعار مزیدہ۔ ۴۹  
 چوتھا اعتراض اور اس کا جواب۔ ۵۰  
 پانچواں اعتراض اور اس کا جواب۔ ۵۰  
 تقریب کسے کہتے ہیں۔ ۵۰  
 چھٹا ساتواں آٹھواں نواں اور دسواں اعتراض  
 اور ان کے جوابات۔ ۵۱  
 اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جواب۔ ۵۲  
 اعتراض اول پر تبصرہ۔ ۵۲  
 اعتراض دوم پر تبصرہ۔ ۵۲  
 اعتراض سوم پر تبصرہ۔ ۵۲  
 اعتراض چارم پر تبصرہ۔ ۵۲  
 اعتراض پنجم پر تبصرہ۔ ۵۲  
 اعتراض ششم پر تبصرہ۔ ۵۲



- ۵۵ اعتراض ہفتم پر تبصرہ۔  
 ۵۵ اعتراض ہشتم پر تبصرہ۔  
 ۵۵ اعتراض نهم پر تبصرہ۔  
 ۵۶ اعتراض دہم پر تبصرہ۔  
 ۶۱ گونا، کرینا اور کر دینا میں فرق اور اس  
 کی مثالیں۔  
 ۶۲ علم و تعلیم  
 ۶۲ پانچ سوالات پر مشتمل ایک استفتاء اور  
 اس کا مفصل جواب۔  
 ۶۴ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم نے ہماری ہر حاجت کے متعلق  
 حق و باطل اور نفع و ضرر پر ہمیں اطلاع فرمادیا۔  
 ۶۴ مسائل کو حیا کے پرانے میں بیان کرنا چاہئے  
 ترجمہ کرتے وقت کیا احتیاطیں ضروری ہیں  
 ایک ہی بات اختلاف طرز بیان سے تعظیم  
 سے توجہ تک بدل جاتی ہے۔  
 صحیح مقابل فرضی کا مطلب۔  
 ملا بد اور مفتاح الحجۃ میں زیادہ است و  
 الحقائق ہیں۔  
 بہشتی زیور اخلاط و خلالت و بطالت و  
 جہالت کا مجموعہ ہے۔  
 جاہل کے لکھے چوتھے مسئلہ کی علامہ کو  
 تصدیق نہیں کرنی چاہئے۔  
 تمام مسائل کہ صاحب مذہب رضی اللہ تعالیٰ

- ۵۵ عنہ کی طرف بلغہ قابل و عند نسبت  
 ۵۵ کئے جاتے ہیں، مکتبہ ظاہر الروایہ کے مسئلے  
 ۵۵ ہیں اور ان تک سانیہ متصلہ موجود، ہر مسئلہ  
 ۵۶ کے لئے جدا سند کی حاجت نہیں۔  
 ۶۱ صاحب در مختار کی سند۔  
 ۶۲ صاحب بحر کی سند۔  
 ۶۴ رقاۃ شرح مشکوٰۃ میں مذکور ایک حدیث  
 کے حوالہ کے بارے میں سوال کا جواب۔

### زبان و بیان

- ۵۹ نئے خلافت رضامندی و بلا رضامندی  
 میں فرق ہے۔  
 ۶۵ وقت کے بارے میں در مختار اور ہدایہ کی  
 عبارت کا مطلب۔  
 ۶۶ اس شعر کا مطلب۔  
 میری تعمیر میں منہر ہے اگر صورت فراہمی کی  
 ہیولی برق فرمیں کا ہے خون گرم دہقان کا  
 تین اشعار کے مطلب کے بارے میں ایک  
 سوال کا جواب۔  
 ۶۷ لفظ محمد کے عدد ۱۹۲ اور خدا  
 کے عدد ۶۰۵ ہیں۔  
 ۶۸ رسل کرام کی سیر من اللہ الی الخلق ہے اور  
 امت کی سیر من الرسل الی اللہ ہے۔  
 ۶۸ جے وساطت رسل اللہ تعالیٰ تک ساقی  
 محال ہے۔

- ۶۸۔ تصدیق سب رسولوں کی جزو ایمان ہے۔  
 ۶۸۔ برتس کو عربی میں حول کہتے ہیں کہ تحویل سے مشعر ہے۔  
 ۶۸۔ برتس بمعنی بارش ہے۔  
 ۶۸۔ ہر رسول کی رسالت بارش رحمت ہے۔  
 ۶۸۔ وعظ و تبلیغ

- ۶۸۔ واعظ کے لئے شرط اول مسلمان ہونا، شرط دوم سُنی ہونا، شرط سوم عالم ہونا اور شرط چارم خالص نہ ہونا۔  
 ۶۸۔ آئینہ المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین صاحبزادوں کے نام ابو بکر و عمر و عثمان ہیں۔  
 ۶۸۔ حضرت امام حسن و حسین و محسن کے نام حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹوں شبیر و شبیر و جبر کے ہم وزن و ہم معنی ہیں۔  
 ۶۸۔ آیات عذاب و اسماہ اشارہ اور آیات مدح و اسماہ انکار کے عدد میں مطابقت کی سات مثالیں۔

### حقوق العباد

- ۶۸۔ اگر کوئی شخص کسی عورت سے بد فعل کرے پھر اس کے خاوند سے معافی طلب کرے تو اس کے معاف کرنے سے معاف ہو جائے گا یا اس پر توبہ لازم ہے اور اگر فقط توبہ کرے تو کیا یہ گناہ معاف ہو جائے گا۔  
 ۸۳

### علم الحيوان

- ۶۸۔ کتا اور کل جانور چرند پرند کس کی اولاد ہیں

### تشریح ابدان

- ۶۸۔ کیا کسی شخص کے دواول ہو سکے ہیں۔  
 ۶۸۔ قلب کیا ہے۔  
 ۶۸۔ تکرہ تحت نفی مفید علم و استفراق ہوتا ہے۔  
 ۶۸۔ رواج انسانی مقبوض نہیں۔

### علم حروف و ریاضی

- ۶۸۔ تکمیل مجذور کے بارے میں خواب و زیر لہجہ خان قادری کے ایک سوال کا جواب۔  
 ۶۸۔ ایک آیت کریمہ کے عدد سے ایک رافضی

## لغت

بیشکیل اور عقیل کا معنی کیا ہے۔

## خواب

خواب کیا چیز ہے۔

خواب چار قسم ہے۔

پہلا حدیثِ نفس۔

دوسرا القارِ شیطان۔

تیسرا القارِ فرشتہ۔

چوتھا القارِ الہی۔

## احبارہ

جو شخص کسی کام کے لئے منتخب کیا گیا وہ

اس کو چوری طرح ادا نہ کرے یعنی قاصر

ہے تو اس کو کیا سمجھنا چاہئے۔

## عقائد و کلام و دینیات

آٹھ سوالات پر مشتمل استغفار کا جواب

علم غیب ذاتی اللہ عزوجل کے لئے خاص

ہے اور اللہ تعالیٰ کے بتانے سے انبیاء

کو معلوم ہونا ضروریاتِ دین سے ہے۔

آیات و احادیث سے تائید۔

زندگیوں کا ناچ حرام ہے۔ ادبیاء کرام کے

عُرسوں پر بے قید جاہلوں نے یہ معصیت پھیلانی ہے

خانہ کے شراب پینے کا وبال اس پر ہے

عورت اسے جماع سے منع نہیں کر سکتی۔

۸۵ امانت میں خیانت اور غدر و بد عہدی جائز

نہیں۔

کسی جرمِ قانونی کا ارتکاب کر کے اپنے آپ

کو ذلت پر پیش کرنا منع ہے۔

۸۷ غدار اور قانونی جرم کے بغیر ہندو کا مال ملے

تو اس کو لے لینا مباح ہے۔

۸۸ عورت کی خواہش مرد سے بہت زیادہ ہے

۸۹ عواذ اللہ تعالیٰ نے اس پر حیا ڈال دی ہے

۹۰ کٹھن کے لئے شریعت میں کوئی خاص وقت

مقرر نہیں ہے۔

تقویۃ الایمان ایک گراہی اور بے دینی

کی کتاب ہے۔

۹۱ دو ہائی کون ہیں، ان کی اصل کہاں سے نکل

۹۲ اور ان کے عقائد کیا ہیں۔

۹۳ ترو و شریف کی حقیقت کیا ہے

۹۴ خواجہ حسن نظامی دہلوی کی کتاب محرم نامہ

۹۵ کے بارے میں سوال کا جواب۔

۹۶ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۷ جلیل القدر صحابی ہیں، آپ کے فضائل

۹۸ و مناقب۔

۹۹ صحابہ سب کے سب اہلِ خیر و عدالت ہیں

۱۰۰ ادبیاء اللہ کے بارے میں چھ سوالات پر

۱۰۱ مشتمل ایک استغفار کا جواب۔

- روح انسانی بعد موت بھی زندہ رہتی ہے۔ ۱۰۳
- موت روح کے قائل ہندو ہیں۔ ۱۰۲
- میت اپنی قبر پر آنے والوں کو دیکھتا اور ان کی آواز کو سنا ہے۔ ۱۰۳
- اولیاء اللہ کے تصرفات اور فیض رسانی کے بارے میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی عبارت۔ ۱۰۳
- حیات شہداء و اولیاء کا ثبوت قرآن مجید حضور سیدنا غوث اعظم ضرور دستگیر اور خواجہ معین الدین چشتی ضرور غریب فوازیں۔ ۱۰۵
- عبارات علامہ سے تائید۔ ۱۰۵
- قرآن مجید میں جب سب کچھ موجود ہے تو پھر اماموں کا اختلاف کس بنا پر ہے۔ ۱۰۶
- قلم ہونے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ انک میں سکوت حکمت پر مبنی تھا۔ ۱۰۸
- سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ کے بارے میں چھ سوالات پر مشتمل استفتاء کا جواب۔ ۱۰۹
- سیدہ مریم کے روضہ نزار کے ساتھ نکاح ان کے نبی ہونے کا شرعی مطلبہ میں کوئی ثبوت نہیں۔ ۱۰۹
- چار نبیوں کو ابھی تک موت کا حقوق نہیں ہوا۔ ۱۰۹
- حیات انبیاء کے منکر گراہ بدیہی ہیں۔ ۱۰۹
- تمام اخبار بحیات حقیقی دنیاوی جسمانی زندہ ہیں۔ ۱۰۳
- حاشا زکوٰۃ رسول رسالت سے معزول کیا جاتا ہے نہ سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ و السلام معزول ہوں گے۔ ۱۱۰
- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی ہونا رسالت کے خلاف نہیں۔ ۱۱۱
- فسوخ پر حکم باطل ہے۔ ۱۱۱
- مسلم الثبوت کی ایک عبارت کے بارے میں سوال کا جواب۔ ۱۱۲
- مصنف مسلم الثبوت سنی حنفی ہیں آزاد خیال نہیں۔ ۱۱۲
- ایک محل محل سوال پر تبلیہ حدیث لولاٹ کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔ ۱۱۳
- اللہ تعالیٰ نے تمام جہان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے بنایا۔ ۱۱۳
- اللہ تعالیٰ کو عرش پر بٹھانے کے بارے میں ایک غلط فتویٰ کا رد۔ ۱۱۶
- اللہ تعالیٰ مکان و مکان سے پاک ہے۔ ۱۰۹
- عرش اس کا مکان ہے نہ دوسری جگہ۔ ۱۱۶
- استواء علی العرش پر گفتگو۔ ۱۱۶
- آیات تشابہات کے بارے میں اہلسنت کے دو مسلک ہیں۔ ۱۱۷
- ابن تیمیہ کو مادی اور مجرد عن المادہ کے درمیان فرق معلوم نہیں۔ ۱۱۷

## ○ رسالہ قواعد الفجاس علی

المجسمة الفجاس (قرآن مجید کی آیات مشابہات پر آریہ کے اعتراضات کا تحقیقی جواب)

اللہ عزوجل کی تنزیہ میں اہل سنت و جماعت کے پندرہ عقیدے۔

آیات مشابہات کے باب میں اہل سنت و جماعت کا اعتقاد۔

ہدایت و ضلالت کا بڑا اشارہ قرآن مجید کی آیات کا دو قسم ہونا ہے، محکمات اور متشابہات۔

استواء علی العرش کے معنی میں چار تفسیریں وجود تاویل۔

قرآن مجید میں استواء سات جگہ آیا ہے، ساتوں جگہ آفرینش زمین و آسمان کے ساتھ اور بلا فصل اس کے بعد آیا ہے۔

آیت کریمہ الرحمن علی العرش استوی آیات مشابہات میں سے ہے۔

ترتیب کتب سے تائید مسئلہ مذکورہ۔

چاروں اماموں کا اجماع ہے کہ استواء کے معنی کچھ نہ کہے جائیں اس پر ایمان واجب ہے اور معنی کی تفسیر حرام ہے۔

وہابیہ مجسمہ کی بے دینی۔

اکثر مسائل میں اہل سنت و متناقض فرقوں کے وسط میں رہتے ہیں۔

جو شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے

اور کہیں نہیں ہے، شرعاً اس کا کیا حکم ہے۔ ۱۳۹

فعل تحریر ضلالت تعمیر اور تجدید بقیر۔ ۱۳۹

ضرب قہاری ۱۳۰

تجدیدی گمراہ کی چند سطری تحریریں جو جہالتوں اور ضلالتوں کا بیان۔ ۱۴۰

مذکورہ بالا جہالتوں اور ضلالتوں کی خبر لینے کے لئے مصنف علیہ الرحمہ کی طرف چھ تپانچے تپہ تپانچہ۔ ۱۴۱

مصنف علیہ الرحمہ کی طرف ۲۵۰ ضربیں۔ ۱۴۱

ضرب اول جو ۳۳ ضربوں پر مشتمل ہے۔ ۱۴۱

دوسرا تپانچہ۔ ۱۴۴

تیسرا تپانچہ۔ ۱۵۰

اصلی تپانچہ قیامت کا تپانچہ جس سے مجسمی گمراہی کا سرور ہو جائے۔ ۱۵۰

جو اجسام پر روا ہے اللہ تعالیٰ پر روا نہیں۔ ۱۵۲

مکانی چیز کا ایک آن میں دو مختلف مکانوں میں موجود ہونا محال ہے۔ ۱۵۳

واجب ہے کہ مولیٰ تعالیٰ مکان سے پاک ہو کسی مخلوق کو ازلی ماننا باجماع مسلمین کفر ہے۔ ۱۵۴

مکان کا مکین کو محیط ہونا لازم۔ ۱۵۵

اگر مجسمہ کو مکانی فرض کیا جائے تو وہ حال سے خالی نہ ہوگا کہ جبر و قہر کی بے برابر ہوگا یا اس سے بڑا ہوگا اعدیہ دونوں باطل ہیں۔ ۱۵۵



جو مکانی ہو اور جزو لا تجزئی کے برابر ہو	۱۵۴	مقدار سے مفر نہیں۔
مقدار سے مفر نہیں۔	۱۵۴	مقدار غیر متناہی بالفعل باطل ہے۔
مقدار غیر متناہی بالفعل باطل ہے۔	۱۵۴	مقدار متناہی کے افراد متناہی ہیں۔
مقدار متناہی کے افراد متناہی ہیں۔	۱۵۴	امور عسائیہ القسبہ میں ایک کی ترجیح ارادے پر موقوف ہے۔
امور عسائیہ القسبہ میں ایک کی ترجیح ارادے پر موقوف ہے۔	۱۵۴	ہر مخلوق باللہ حادث ہے۔
ہر مخلوق باللہ حادث ہے۔	۱۵۴	مقداری کا وجود بے مقدار کے محال ہے۔
مقداری کا وجود بے مقدار کے محال ہے۔	۱۵۴	ہر مقدار متناہی قابل زیادت ہے۔
ہر مقدار متناہی قابل زیادت ہے۔	۱۵۴	جہات فرق و تحت دو مفہوم اضافی ہیں ایک کا وجود بے دوسرے کے محال ہے۔
جہات فرق و تحت دو مفہوم اضافی ہیں ایک کا وجود بے دوسرے کے محال ہے۔	۱۵۴	ازل میں سوا اللہ عز وجل کے کچھ نہ تھا۔
ازل میں سوا اللہ عز وجل کے کچھ نہ تھا۔	۱۵۴	ہر ذی ہمت قابل اشارہ حسید ہے۔
ہر ذی ہمت قابل اشارہ حسید ہے۔	۱۵۴	ہر قابل اشارہ حسیہ تمیز ہے۔
ہر قابل اشارہ حسیہ تمیز ہے۔	۱۵۴	ہر تمیز جسم یا جسمانی ہے۔
ہر تمیز جسم یا جسمانی ہے۔	۱۵۴	ہر جسم و جسمانی محتاج۔
ہر جسم و جسمانی محتاج۔	۱۵۴	اللہ تعالیٰ احتیاج سے پاک ہے۔
اللہ تعالیٰ احتیاج سے پاک ہے۔	۱۵۴	عرش زمین سے غایت بُعد پر ہے۔
عرش زمین سے غایت بُعد پر ہے۔	۱۵۴	عاجز و اسفل خدا نہیں ہو سکتا۔
عاجز و اسفل خدا نہیں ہو سکتا۔	۱۵۴	مکان و مکانی کو جہت سے چارہ نہیں۔
مکان و مکانی کو جہت سے چارہ نہیں۔	۱۵۴	جہات نفس اکند ہیں یا حمد و اکند۔
جہات نفس اکند ہیں یا حمد و اکند۔	۱۵۴	زمین گول ہے اور اس کی ہر طرف آبادی ثابت ہے۔
زمین گول ہے اور اس کی ہر طرف آبادی ثابت ہے۔	۱۵۴	اللہ تعالیٰ کے لئے مکہ و جہت کے اثبات پر ابن تیمیہ وغیرہ کی دلیل کا رد۔
اللہ تعالیٰ کے لئے مکہ و جہت کے اثبات پر ابن تیمیہ وغیرہ کی دلیل کا رد۔	۱۵۴	

شرح مطہرے تمام جہان کے مسلمانوں کو	۱۶۰
غار میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا ہے۔	۱۶۰
تعدد ہے جس کا جوف نہ ہو۔	۱۶۰
آسمان اعلیٰ کو فلک اطلس اور فلک الا فلک کہتے ہیں۔	۱۶۰
لا جرم ایمان لانا فرض ہے کہ وہ غنی	۱۶۱
بے نیاز مکان و جہت و جملہ اعراض سے	۱۶۱
پاک ہے۔	۱۶۱
تجدد اللہ یہ سنیں دلائل جلال ہست حق و	۱۶۱
و مبطل باطل ہیں۔	۱۶۱
رد جہالات مخالف۔	۱۶۲
ابن لیسہ دلس ہے۔	۱۶۲
دلس کا عنصر محمد بن قبول نہیں کرتے۔	۱۶۲
دراج پر جرح و تعدیل۔	۱۶۲
آبرا الیم سے دراج کی روایت ضعیف ہے	۱۶۲
مکان و منزل و مقام بمعنی مکانت و منزلت	۱۶۲
و مرتبہ شائع الاستعمال ہیں۔	۱۶۲
چوتھا تپانچہ	۱۶۲
آیات قشایہات میں اہلسنت کے صرف	۱۶۲
دو طریق ہیں۔	۱۶۲
طریق اول، تفریض	۱۶۲
فائدہ جلیلہ (حاشیہ)	۱۶۲
طریق دوم (کاویل)	۱۶۲
پانچواں تپانچہ	۱۶۲
متواترات صرف معدودے چند ہیں۔	۱۶۲

۱۹۵	۱۸۰	تجسنا تپانچہ
۲۰۰	۱۸۰	عرش کسی مکان میں نہیں بلکہ وہ بالائے تمام اجسام ہے۔
	۱۸۰	تخریب فیصلہ
	۱۸۸	سے اتنا تپانچہ
۲۰۱	۱۸۹	مسئلہ فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا
	۱۸۹	کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے
۲۰۲	۱۸۹	عرش کا مکانی الہی ہونا ثابت نہیں۔
	۱۸۹	کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے
۲۰۳	۱۸۹	فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کی
	۱۸۹	حاجت ثابت نہیں۔
۲۰۴	۱۸۹	قیح لذاتہ و صحیح بغیرہ حسن لذاتہ و حسن بغیرہ
۲۰۴	۱۹۰	سبب حجت اور خود ثبت احکام ہیں۔
۲۰۴	۱۹۰	مقام فضائل میں صفات بالا جامع مقبول
	۱۹۰	ہیں۔
۲۰۴	۱۹۰	عجول العین بہت ائمہ محققین کے نزدیک
	۱۹۰	مقبول ہے اور عجول الحال میں بھی بعض اکابر
	۱۹۰	کا مذہب مقبول ہے۔
۲۰۵	۱۹۰	جہالت میں جہالت حال کو تسلیم نہیں۔
۲۰۵	۱۹۰	عجول پایہ احتجاج سے ساقط ہے نہ کہ
	۱۹۰	پایہ اعتبار سے۔
۲۰۵	۱۹۳	مسئلہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز پڑھنا۔
	۱۹۳	لاکھوں تابعین اور ہزاروں صحابہ کرام
۲۱۱	۱۹۴	مقلد تھے۔
	۱۹۴	تقلید واجب شرعی ہے اور زائد رسالت سے
۲۱۲		

شروع ہوئی۔ ۴

۱۹۵

۲۰۰

۲۰۱

۲۰۲

۲۰۳

۲۰۴

۲۰۴

۲۰۴

۲۰۵

۲۰۵

۲۰۵

۲۱۱

۲۱۲

- تہذا وجہ کے بارے میں ایک فارسی  
منظم سوال و جواب۔
- ۲۱۲۔ بعض عقل لفظ جب کسی مقبول سے صادر ہوتا  
ہوگا قرآن انہیں معنی حسن پر محمول کریں گے اور  
جب کسی مردود سے صادر ہوگی جو صریح  
توجہ نہیں کر چکا ہو تو اس کی تعبیر عادت  
کی بنا پر معنی غیث ہی مفہوم ہوں گے۔ ۲۲۳
- ۲۱۳۔ لا مہدی الا عیسیٰ "حدیث صحیح نہیں۔ ۲۲۶
- ۲۱۴۔ حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ کے بارے  
میں حدیثیں حد تو اتنی تک پہنچی ہیں۔ ۲۲۶
- ۲۱۵۔ صحابہ کرام کے فضائل اور ان کی تعظیم کی  
ضرورت کا بیان۔ ۲۲۷
- ۲۱۶۔ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ  
سے اجتہادی خطا ہوئی۔ ۲۲۸
- ۲۱۷۔ ہر صحابی کے ساتھ حضرت اور رضی اللہ تعالیٰ  
عنه کہا جاتا تھا۔ ۲۲۸
- ۲۱۸۔ کوئی غیر نبی کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ ۲۲۸
- ۲۱۹۔ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نبی کے  
برابر ماننا کفر خالص ہے۔ ۲۲۸
- ۲۲۰۔ ایک اقرائی منکر غیر حکایت۔ ۲۲۸
- ۲۲۱۔ انبیاء کے بعد سب سے افضل سیدنا  
صدیق اکبر پھر فاروق اعظم ہیں رضی اللہ  
تعالیٰ عنہما۔ ۲۲۹
- ۲۲۲۔ مذہبی تقریبات کے لئے تعیین یوم کا انکار  
آجکل وہابیہ کا شعار ہے۔ ۲۲۹
- ۲۲۳۔ میلاد شریف کرانے اور اس میں قیام کرنے  
کے سنی و باطنی کی پہچان نہیں ہو سکتی کیونکہ
- ۲۲۴۔ میلاد شریف کا رواج کب سے ہے اور  
خاص ذکر پیدائش کے وقت تعظیماً قیام کرنا  
کہاں سے ثابت ہے۔
- ۲۲۵۔ جس طرح فقہ میں چار اصول ہیں عقائد میں  
بھی چار اصول ہیں۔
- ۲۲۶۔ فقہ میں اجماع اقوی الاولیٰ ہے۔
- ۲۲۷۔ سواد اعظم یعنی اہل سنت کا کسی مسئلہ عقائد  
پر اتفاق اقوی الاولیٰ ہے۔
- ۲۲۸۔ بارہ مغفار کے بارے میں پانچ سوالات پر  
مستمل استفتاء کا مفصل جواب۔
- ۲۲۹۔ منکر میلاد شریف و تقبیل اہل ایمان کے بچے نماز  
پڑھنے کا شرعی حکم کیا ہے۔
- ۲۳۰۔ ترکیب کبیرہ کو کافر کھنے والا خارجی اور نری  
کلمہ گوئی کو کافی جاننے والا یحیری ہے۔
- ۲۳۱۔ اہل سنت کا مذہب۔
- ۲۳۲۔ زید کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول مقبول  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر سکتا  
ہے مگر کوس کا نہیں۔ اس کے بچے نماز پڑھنا  
درست ہے یا نہیں۔
- ۲۳۳۔ غیۃ الطالبین سرکار غوث کی تصنیف نہیں ہے  
نیز اس میں الحاق بھی کر دیا گیا ہے۔
- ۲۳۴۔ کتاب مذکور میں تمام حنفیہ کو نہیں بلکہ بعض  
کو گمراہ کہا گیا ہے۔

- ۲۲۹ اکثر موقع پر وہابی بھی ایسا کر لیتے ہیں۔  
 جب سیدکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 خود رحمت میں تو آپ پر رحمت بھیجنے کا کیا  
 فائدہ ہے۔  
 حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت  
 تک کے تمام احوال کو دیکھتے ہیں۔  
 ۲۳۰ اجیار کرام سے امام الاجیار پر ایمان لانے  
 کا وعدہ لینے میں حکمت کیا تھی۔  
 ۲۳۱ اللہ تعالیٰ پر کچھ واجب نہیں تاہم تفضل  
 صحیح ہے۔  
 ۲۳۲ وہایت مطلقہ افضل ہے یا نبوت خاصہ۔  
 نبوت مطلقہ برہدول غیر نبی کی ولایت سے  
 ہزاروں درجے افضل ہے۔  
 ۲۳۳ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب  
 اولیا کرام تھے۔  
 ۲۳۴ افضل الصحابہ کون ہے۔  
 ۲۳۵ علم غیب سے متعلق ایک آیت کریمہ کے  
 بارے میں سوال کا جواب۔  
 ۲۳۶ اتھیل دہری اور سید احمد بریلوی کے معتقدوں  
 کے بارے میں استفتاء کا جواب۔  
 ۲۳۷ فضائل اعمال میں ضعافت بالا جماع مقبول  
 ہیں۔  
 ۲۳۸ نقشہ نوح علیہ السلام رجب میں چلی۔  
 ۲۳۹ تعزیر بنانے والے کو کافر، قیام و مولود کو  
 بدعت سیر اور ماضی اعراس بزرگان
- ۲۲۹ کو فعل لغو کہنے والا شخص سنی حنفی ہے یا  
 نہیں۔  
 ۲۳۰ دیوبندی اور غیر مقلد میں سے زیادہ فضلت  
 پر کون ہے۔  
 ۲۳۱ جو شخص مزارات اولیا کو تودہ خاک کئے  
 قبر راویا سے استہزاء و استغاضہ کا منکر  
 ہو، یا رسول اللہ کئے کو شرک قرار دے،  
 طعام فاحشہ و نیاز کو حرام سمجھے اور رسالت  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا منکر  
 ہو وہ شخص مسلمان ہے یا نہیں۔  
 ۲۳۲ مولوی قاسم دیوبندی، مولوی رشید احمد  
 گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی اور  
 مولوی محمود حسن دیوبندی کس مذہب کے  
 لوگ ہیں ان کے ساتھ کیسا خیال رکھنا  
 چاہئے۔  
 ۲۳۳ کتب و بابہ سے چند گستاخانہ کفریہ عبارت  
 باحوالہ۔  
 ۲۳۴ کھانا سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا  
 مانگنے کا ثبوت۔  
 ۲۳۵ دیوبند کے سور و پے انعام کے مقابلے  
 میں دو سور و پے انعام کا اعلان۔  
 ۲۳۶ میلاد شریف منانے کا ثبوت قرآن مجید  
 سے۔  
 ۲۳۷ تحریر بر سال شمس المساکین دربارہ مجلس  
 مبارک و قیام۔

- ۲۶۳۔ کلمی کھنڈے والے کی مذمت و خلافت کا بیان۔
- ۲۶۴۔ ایک مذہب پر قائم رہنا ضروری ہے اور جو ایک مذہب پر قائم نہیں رہتا وہ دوسرا یا غیر مقلد ہے۔
- ۲۶۵۔ محبس میلاد میں قیام مندوب ہے۔
- ۲۶۶۔ شمار سفیت کا لحاظ ضرور موقوف ہے۔
- ۲۶۷۔ مرتبہ کے چپے ناز کیسی۔
- ۲۶۸۔ ایمان بالغیب کے بارے میں ایک طویل استفتاء۔
- ۲۶۹۔ جب لعنت الہی اترتی ہے تو دل کی آنکھیں پھوٹ جاتی ہیں۔
- ۲۷۰۔ علم کے اسباب تین ہیں۔
- ۲۷۱۔ سائنس والے حد ہاتھوں میں خود مختلف ہیں۔
- ۲۷۲۔ اقلیدس کا ایک مسئلہ۔
- ۲۷۳۔ ارثا طیقی کا ایک مسئلہ۔
- ۲۷۴۔ جرد مقابلہ کا ایک مسئلہ۔
- ۲۷۵۔ قیام میلاد شریف کا ثبوت اور منکرین کا رد۔
- ۲۷۶۔ قبر میں سوال روح سے ہوتا ہے اور روح کسی نہیں مرقی۔
- ۲۷۷۔ حسینؑ کی مبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خلفاء اربعہ سے افضل قرار دینے والے شخص کے غلط استدلال کا رد جلیخ۔
- ۲۷۸۔ یہ عقیدہ کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ترین امت بعد رسول خدا صلی اللہ
- ۲۵۱۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ شیطان تمثیل نہیں کر سکتا، یا نیک لوگوں کی شکل بن کر دھوکا دے سکتا ہے بگ اپنے آپ کو الزا ظاہر کر سکتا ہے۔
- ۲۵۲۔ آثار ہزار عالم سے کیا مراد ہے۔
- ۲۵۳۔ بتدینا قیامت جو ہم کیا ارواح معدوم کر دی گئی تھیں۔
- ۲۵۴۔ روح بعد ایجاد کبھی فنا نہ ہوگی۔
- ۲۵۵۔ بدن کے ساتھ حدوث نفس خیال باطل غلاسفہ ہے۔
- ۲۵۶۔ ایمانی کی تعریف اور کامل ایمان۔
- ۲۵۷۔ ورود تاج پر عطا اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافع بلا سمجھنا۔
- ۲۵۸۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلس میلاد میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔
- ۲۵۹۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس بار ہا ستر ہزار صورتوں میں جلوہ گر ہوتی ہے۔
- ۲۶۰۔ چند قرآنی آیات کی تفسیر کے بارے میں استفسار۔
- ۲۶۱۔ خبر الہی مثل علم الہی ہے ان میں سے کسی کا خلاف ممکن نہیں مگر یہ استحالہ بالغیر ہے نفی قدرت نہیں کرتا۔
- ۲۶۲۔ مولا عز وجل کے وعدہ و وعید کسی میں مختلف ممکن نہیں۔
- ۲۶۳۔ صحابہ کرام کی عظمت و فضیلت اور انھیں



- ۲۸۸ فرمادی اور کسی عذر کی جگہ باقی نہ چھوڑی۔
- ۲۸۹ خالق ہونا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے یہ اختیار  
۲۹۰ نہ اس نے کسی کو دیا نہ اس کا کوئی اختیار  
۲۹۱ پاسکتا ہے۔
- ۲۸۹ انسان سے باز پرس کیوں ہوتی ہے۔
- ۲۹۱ انسان میں قصہ و ارادہ و اختیار کا ہونا ایسا  
واضح و بدیہی امر ہے جس کا انکار نہیں کر سکتا  
۲۹۱ مگر محذوق۔
- ۲۹۱ ہر شخص سمجھتا ہے کہ مجھ میں اور پتھر میں ضرور  
فرق ہے۔
- ۲۹۱ قرآن عظیم میں یہ کہیں نہیں فرمایا کہ اشخاص کو  
زیادہ ہدایت نہ کرو، ہاں یہ ضرور فرمایا ہے  
۲۸۳ کہ ہدایت و ضلالت سب اس کے ارادے  
سے ہے۔
- ۲۹۲ کسی بات کو حق جانتے کے لئے اس کی  
حقیقت کو جاننا لازم نہیں ہوتا۔
- ۲۹۴ عقیدہ اہلسنت یہی ہے کہ انسان نہ تو پتھر  
کی طرح مجبور محض ہے نہ ہی خود مختار بلکہ  
۲۹۹ ان دونوں کے درمیان میں ایک حالت ہے۔
- ۳۰۰ تنہا و جزا کیوں۔
- ۳۰۲ یہود و مغضوب علیہم ہیں۔
- ۳۰۲ نصاریٰ تین خدا مانتے ہیں۔
- ۳۰۲ مجوسی دو خالق مانتے ہیں یزدان اور  
احرمین۔
- ۲۸۷ تعالیٰ علیہ وسلم میں اہلسنت کا نہیں بلکہ ردائے  
کا ہے۔
- ۲۸۷ مسلمان کی روح بعد انتقال جہاں چاہے  
جاتی ہے۔
- ۲۸۱ زیارت قبور سنت ہے۔
- ۲۸۲ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کو تمام اولین و آخرین، مشرق و  
مغرب، عرش و فرش، ماتحت الثریٰ اور  
جلہ ماکان و مایکون الی آخر الایام کے ذریعے  
۲۸۲ ذریعے کا تفصیلی علم عطا فرمایا۔
- ۲۸۳ اذان میں نام اقدس سن کر انگلیں چومنا  
مستحب ہے۔
- ۲۸۳ بلا وجہ شرعی عذر ترک جماعت گناہ ہے  
اور اس کا عادی فاسق گمراہ ہے۔
- ۲۸۳ تقدیر سے متعلق ایک سوال کا جواب۔
- ۲۸۵ روحیں ازل سے پیدا نہ ہوئیں، ہاں جسم  
وہ ہزار برس پہلے نہیں۔
- ۲۸۵ ○ رسالہ تلجہ الصدور لایعانی
- انقدہ (مسئلہ قضا و قدر کا روشن  
بیان)
- ۲۸۷ جب اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر بندہ کچھ  
بھی نہیں کر سکتا تو پھر بندے سے مواخذہ اور  
باز پرس کیوں ہوگی۔
- ۲۸۸ اللہ تعالیٰ نے رسول بھیج کر، کتابیں اتار کر  
ہر بات کا حسن و قبح بتا کر اپنی نعمت تمام

۴۱	دعا کی حدیثیں متواتر ہیں۔	○ رسالہ التَّجْوِیْدُ بِبَابِ التَّدْبِیْرِ
۴۱۳	استعمالِ دو اسفنت ہے۔	(مسئلہ تدبیر پر سیر حاصل بحث)
۴۱۳	تدبیر کی بہت صورتیں فرض قطعی ہیں۔	تدبیر کو مستحسن جاننے والے کو کافر کہنا کیسا ہے
۴۱۴	حلال معاش کی طلب تلاش کی فضیلتیں۔	اور کافر کہنے والے پر کیا گناہ و تعزیر ہے۔
۴۱۸	ترک کسب سے ممانعت۔	فی الواقع عالم میں جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ جل جلالہ کی تقدیر سے ہے۔
۴۰۳	تلاشِ حلال، فکرِ معاش اور تعاطی اسباب	تدبیر زہارِ معطل نہیں۔
۴۰۵	ہرگز منافی توکل نہیں بلکہ عین مرضی الہی ہے	دنیا عالم اسباب ہے جس میں مسببات کو
۴۱۸	آدمی تدبیر کرے اور بھروسہ تقدیر پر رکھے۔	اسباب کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے۔
۴۱۹	تدبیر تقدیر سے باہر نہیں بلکہ وہ خود ایک تقدیر ہے	سنت الہیہ جاری ہوتی کہ سبب کے بعد
۴۰۵	آدمی کا ہر حق تدبیر میں منہمک ہو جانا	مستبب پیدا ہوتا ہے۔
۴۲۱	ممنوع و مذموم ہے۔	تقدیر کو جھوٹی کر تدبیر پر پھولنا کفار کی خصلت
۴۲۵	مسلمان کو کافر کہنا سہل بات نہیں۔	ہے۔
۴۰۵	مسلمان کو کافر کہنے والے پر توہر اور تجرہ	تدبیر کو محض جھٹ و مطرود اور فضول و
۴۲۵	نکاح ۵۵۴۴ ہے۔	مردود بنانا گراہ یا مجنون کا کام ہے۔
۴۰۵	روح اصل خلقت میں پاک ہے پھر	حضرت مرسلین صل اللہ تعالیٰ علیہم وسلم
۴۲۴	بہ اعتقاد ہی و بد عمل سے ناپاک ہو کر مستحق	سے بڑھ کر کوئی متوکل نہیں اور نہ ہی ان سے
۴۲۸	عذاب ہو جاتی ہے۔	زیادہ کسی کا تقدیر پر ایمان ہے۔
۴۲۸	فرض کے لئے امکانِ مشرط نہیں۔	انبیاء و مرسلین ہمیشہ تدبیر فرماتے۔ اس کی
۴۲۸	جنت و دوزخ میں مناظرہ۔	راہیں بتاتے اور خدا کسبِ حلال میں سعی
۴۲۹	ایک بے اصل جھوٹی حکایت۔	فرما کر رزقِ طیب کھاتے تھے۔
۴۰۵	علم ہیئت کے بارے میں ایک سوال	آیاتِ قرآنیہ سے مسئلہ کی تائید۔
۴۲۲	کا جواب۔	احادیث مبارکہ سے تائید۔
۴۲۲	تمام انبیاء و ملائکہ معصوم ہیں۔	تدبیر کو مطلقاً محلِ ماننے کی قباحیتیں۔
۴۱۱	دور سے سُنتنا اور حاضر و ناظر ہونا اللہ تعالیٰ	تدبیر کی بہت سی صورتیں مندوب و مستنون ہیں
۴۲۲	کی عطا سے اس کے محبوبوں کی شان ہے	

۳۳۹	ذات وصفت باری تعالیٰ	۳۳۲	مزارات کی مٹی منہ پر ملنا جائز ہے۔
۳۴۵	عقیدہ ثانیہ (دوسرا عقیدہ)	۳۳۲	طوافِ تطہیری صرف کعبہ معظمہ کا ہے۔
۳۴۵	سب سے اعلیٰ و سب سے اونٹے۔		انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سب دعائیں مقبول ہیں۔
۳۵۱	عقیدہ ثالثہ (تیسرا عقیدہ)	۳۳۲	مزارات اولیاء پر تاضری سنت رسولِ سنت صحابہؓ
۳۵۱	صدر نشینان بزمِ عز و جاہ۔		غیب کا معنی
۳۵۲	عقیدہ رابعہ (چوتھا عقیدہ)	۳۳۲	انبیاء کے لئے علمِ غیب کا ثبوت۔
۳۵۲	اعلیٰ طبقہ ملائکہ مقربین	۳۳۲	نبی کا معنی۔
۳۵۳	عقیدہ خامسہ (پانچواں عقیدہ)	۳۳۲	آئمہ المؤمنین سیتہ عائشہ صدیقہ کس معنی
	اصحابِ سید المرسلین و اہل بیت کرام	۳۳۵	میں روایت باری تعالیٰ کا انکار فرماتی ہیں
۳۶۳	تبیین ضروری	۳۳۵	آئمہ اعظم سردارانِ علماء میں داخل ہیں۔
	اصحابِ کرام کا ذکر جب بھی جو خیر کے ساتھ		اہلسنت کے نزدیک امیر معاویہ کی خطا
۳۶۳	ہی ہونا فرض ہے۔		خطا اجتہاد کی تھی۔
۳۶۳	عقیدہ سادسہ (چھٹا عقیدہ)		اجتہاد پر طعن جائز نہیں۔
۳۶۳	عشرہ مبشرہ و خلفائہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم	۳۳۵	خطا اجتہاد کی دو قسم پر ہے، مقرر و منکر
۳۷۵	عقیدہ سابعہ (ساتواں عقیدہ)	۳۳۶	مشاجرات صحابہ کرام میں مداخلت حرام۔
۳۷۵	مشاجرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم		حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
۳۸۰	عقیدہ ثامنہ (آٹھواں عقیدہ)		جو خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
۳۸۰	آئمت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ		سپر و فرمائی اس سے مقصود مسلح و
۳۸۲	عقیدہ ناسعہ (نواں عقیدہ)	۳۳۶	بندش جنگ تھا۔
۳۸۲	ضروریات دین		○ رسالہ اعتقاد الاجاب فی الجہیل
۳۸۵	قائدہ جلیلہ		والمصطفیٰ والاول والاصحاب
	مائی ہوئی باتیں چار قسم ہوتی ہیں،		(اہلسنت و جماعت کے دس سچے معتقدات)
	ضروریات دین، ضروریات مذہب	۳۳۹	کار و دشن بیان)
۳۸۵	اہل سنت، شائبات محکمہ، ظنیات	۳۳۹	عقیدہ اولیٰ (پہلا عقیدہ)
	محکمہ۔		

۳۸۶	عقیدہ عاشرہ (دسواں عقیدہ)	۳۸۶	مختلف علیہ الرحمہ کی تحقیق میں لفظ عالم غیب
۳۸۶	شرعیّت و طریقت +	۳۸۶	کا اطلاق حضرت عزت عزوجل کے ساتھ
	نبی ہونے کے باوجود سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ		خاص ہے کہ اس سے عرفی علم بالذات
	والسلام نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ		قبلا در ہے۔
۳۹۰	وسلم کا امتی ہونے کی خواہش کیوں کی۔	۳۹۰	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر
	عوام مومنین سے عوام ملائکہ کا مرتبہ زیادہ		ماکان وایکون کے تمام غیب منکشف
۳۹۱	ہے یا نہیں۔	۳۹۱	فرمادے گئے۔
۳۹۱	عوام مومنین کی تشریح۔	۳۹۱	ملا علی قاری کی ایک عبارت کی توجیہ۔
۳۹۲	تعلیم فرض قطعی ہے۔	۳۹۲	○ موما۳ القہار علی کفر الکفار
۳۹۳	فقہ کونہ ماننے والا شیطان ہے۔	۳۹۳	(تہذیب خالص الاعتقاد)
۳۹۳	فقہ کونہ ماننے کی قباحتیں۔	۳۹۳	رسالہ خالص الاعتقاد کی وجہ تصنیف
۳۹۳	آئین بالجہر نمازیں درست نہیں۔	۳۹۳	اور تفصیل پس منظر۔
	تعلیم کبھی قیام میں اور کبھی باادب بیٹھے		کفر پارٹی کی دو تدبیریں۔
۳۹۳	سے ہوتی ہے۔	۳۹۳	تدبیر اول معارضہ بالمثل
	رانا سنگھم آریہ کے افتراء و جہالت ناقصی		مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں، ضروریات
۳۹۵	و بے ایمانی پر مبنی ایک سوال کا جواب۔	۳۹۵	دین، ضروریات عقائد اہل سنت
۳۹۶	صاحب کشاف معجزی ہے۔	۳۹۶	علماے اہل سنت میں مختلف فہم۔
	مسئلہ مغفرت ذنب کی بحث اور اس کے		مسائل علم غیب کے اقسام و احکام۔
	بارے میں آریہ کے اعتراضات اور ان کے		و تابیہ کی متکاریاں
۳۹۶	جوابات کی تفصیل۔	۳۹۶	غایۃ المامول والے منور علی رامپوری کی
	رانا سنگھم اب آریہ نہیں نصرانی ہے لہذا		چوری اور سرزدوری۔
	روئے جواب جانب نصاریٰ کرتے ہوئے		منور علی رامپوری کی بکث چراغی۔
۴۰۲	سوال مذکور کا جواب باسلوب دیگر۔	۴۰۲	منور علی رامپوری کی کتب بیونت۔
	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے		سند میل جہانوی۔
۴۰۲	علم غیب عطائی کا ثبوت۔	۴۰۲	دوسری تدبیر۔

نامہ اول از حضرت سید حسینی حیدر میاں	۲۲۹
مارہروی بنام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہما	۲۳۰
نامہ دوم۔	۲۳۰
○ رسالہ خالص الاعتقاد	۲۳۱
(مسئلہ علم غیب پر عظیم اور مدلل کتاب	۲۳۲
جو ایک سو بیس دلائل پر مشتمل ہے)	۲۳۳
مراسلہ مصنف علیہ الرحمہ بنام حضرت سید	۲۳۴
حسین حیدر میاں مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۲۳۵
امر اول	۲۳۶
تمنیٰ نفیس کی افراہ و ازبیاں	۲۳۷
امر دوم	۲۳۸
بندہ دی کو علم غیب عطا ہونے کی سندیں اور	۲۳۹
آیات نفی کی مراد۔	۲۴۰
کون سا علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاص ہے۔	۲۴۱
اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب غیر محیط کا	۲۴۲
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلامات کو عطا	۲۴۳
ہونا قطعاً حق ہے۔	۲۴۴
ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے جس	۲۴۵
شی کا علم ہی نہ ہو اس پر ایمان لانا کیونکر	۲۴۶
ممکن ہے۔	۲۴۷
حوالہ جات۔	۲۴۸
وہابیہ پر غصیوں کی ترقیاں	۲۴۹
امر سوم	۲۵۰
ذاتی و عطائی کی جانب علم کا انقسام اور علم	۲۵۱
کی تصریحات۔	۲۵۲
علم کا ذاتی و عطائی کی طرف انقسام نفی اور	۲۵۳
محیط و غیر محیط کی طرف تقسیم یہی ہے۔	۲۵۴
اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونے کے قابل	۲۵۵
صرف علم ذاتی و علم محیط ہے۔	۲۵۶
حوالہ جات و تصریحات اللہ کو ام	۲۵۷
آیت کریمہ لا اعلم الغیب کی تہن	۲۵۸
نفیس تفسیری۔	۲۵۹
امر چہارم	۲۶۰
علم غیب سے متعلق اجماعی مسائل	۲۶۱
تمام مخلوق کے علوم کو علوم الہیہ سے وہ نسبت	۲۶۲
بھی نہیں جو کوڑا کر کوڑا ہونے سے ایک	۲۶۳
ذر اسی بوند کے کوڑا ہونے کو ہے۔	۲۶۴
یتنا ہی کو تنا ہی سے نسبت ضرور ہے۔	۲۶۵
جو کچھ دو حدود کے اندر ہو سب تنا ہی ہے	۲۶۶
بالفعل غیر تنا ہی کا علم تفصیل عنہ لوق کو	۲۶۷
مل ہی نہیں سکتا۔	۲۶۸
علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے	۲۶۹
بارے میں وہابیہ کے عقائد۔	۲۷۰
امر پنجم	۲۷۱
علم غیب کی اختلافی حدود اور مسلک عرفاء	۲۷۲
مجموعہ ماکان و مایکون کا علم، علوم مصطفیٰ صلی اللہ	۲۷۳
تعالیٰ علیہ وسلم کے سمندر کی ایک لہر ہے۔	۲۷۴
علم ماکان و مایکون سے متعلق ائمہ و علماء	۲۷۵
کے حوالہ جات۔	۲۷۶
ولیٰ فرد تمام نشاۃ محضی جہانی پر مستول	۲۷۷

۴۵۸	○ رسالہ انبیاء المصطفیٰ بحال	ہوتا ہے۔
۴۵۹	سورۃ اخفیٰ (نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم ماکان و مایکون ہونے کا بیان)	آیت کریمہ و علو آدم الاسماء کلہا کے متعلق حضرت سید عبد العزیز دباغ علیہ الرحمہ کا قول۔
۴۶۰	اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔	اشتر و قسم کے ہوتے ہیں۔
۴۶۱	علم عظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت کا بیان۔	قسم اول، اشتر قوی کہ زبان سے ایک بک کر ہے۔
۴۶۲	آیات قرآنی	قسم دوم، اشتر فعلی کہ زبان سے چپ ہے اور خجاست سے باز نہ آتے۔
۴۶۳	اہل سنت کے مذہب میں شی ہر موجود کو کہتے ہیں۔	دبا بید اشتر قوی و اشتر فعلی دونوں ہیں۔
۴۶۴	علم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوح محفوظ کو محیط ہے۔	سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بعض ارشادات۔
۴۶۵	لوح محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے۔	جعفر و حامد امیر المؤمنین سیبہ تا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کتابیں ہیں۔
۴۶۶	مکہ چیز نفی میں مفید محوم ہوتا ہے۔	زمین و در فطرا میں طائفہ چوں سفرہ الیست۔
۴۶۷	لفظ کل ایسا عام ہے جو کبھی خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پانچوں نبیوں کا علم حاصل تھا۔
۴۶۸	عام افادہ استغراق میں قطعی ہوتا ہے۔	نبیہ جلیل
۴۶۹	فصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی۔	تمام علماء، اولیاء، مصابہ اور انبیاء
۴۷۰	تخصیص متراخی نسخ ہے۔	و مایکون کی تکفیر کا نشانہ۔
۴۷۱	اخبار کا نسخ ناممکن ہے۔	امام احمد رضا کا سلسلہ اعتقاد علماء اولیاء
۴۷۲	تخصیص عقل عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی۔	اتمہ اور مصابہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ سے اللہ رب العالمین تک مسلسل مل ہوا ہے۔
۴۷۳	شرق و غرب، سما و ارض، عرش و فرش کا کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہیں۔	

- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم گھٹانے کے لئے جتنے دلائل پیش کئے جاتے ہیں ان سب کا جواب۔
- ۴۸۹ غموم آیات قطعہ قرآنیہ کی مخالفت میں اخبار و احادیث سے استناد محض غلط ہے۔
- ۴۸۹ برآین قاطعہ کی چند عبارات اور ان کا رد۔
- ۴۸۹ حدیث "واللہ لا ادری ما یفعل ربی و لا بکم" سے دباہیہ کے استدلال کا جواب۔
- ۴۹۰ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پر ایک اعتراض کا شیخ محقق کی طرف سے جواب۔
- ۴۹۱ احادیث مبارکہ
- ۴۹۲ سب امت تمام اعمال سمیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کی گئی۔
- ۴۹۳ اقوال ائمہ کرام
- ۴۹۴ علم الہی اور علم حسی میں فرق۔
- ۵۰۰ تصور میں حصر
- ۵۰۲ علم باعتبار انتشار و دو قسم کا ہے، ذاتی و عطا۔
- ۵۰۳ علم باعتبار متعلق و دو قسم کا ہے، علم مطلق و مطلق علم۔
- ۵۰۳ علم ذاتی و علم مطلق بلاشبہ اللہ عز و جل کے ساتھ خاص ہیں اور ہرگز کسی غیر خدا کے لئے ان کے حصول کا کوئی بھی قائل نہیں۔
- ۵۰۳ تصور میں حصر کو دعائے مخالفت سے اصف
- ۵۰۲ نفس نہیں بلکہ وہ اس کی صریح جہالت پر نص ہیں۔
- ۵۰۲ اپنے خاتمے کا حال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم نہ مانا صریح کفر ہے۔
- ۵۰۲ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت شان میں جامع ترمذی کی ایک جامع حدیث۔
- ۵۰۶ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینے اور عیب لگانے والے کا حکم۔
- ۵۰۷ جس نے کہا فلاں کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ ہے اس نے آپ کو عیب لگایا۔
- ۵۰۷ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے بارے میں مصنف علیہ الرحمہ کی ایک جسر و کتاب "مالی الجیب بعلوم الغیب" کا تعارف۔
- ۵۰۸ ○ زسالہ انرا حۃ العیب بیف
- ۵۰۲ الغیب (علم غیب کے مسئلہ پر مدلل تحریر اور اوٹام و دباہیہ کا رد و طبع)
- ۵۱۱ مدرسہ دیوبند سے ارسال کردہ ایک سوال۔
- ۵۱۱ جواب از مصنف علیہ الرحمہ
- ۵۱۲ تشبیہات و دباہیہ کا دغیبہ۔
- ۵۱۲ قرآن مجید نے ۲۳ برس میں بتدریج نزول اجلال فرمایا۔
- ۵۱۲ غیب اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

- ۵۱۲ جمیع ممالک و مایکون کا علم عطا ہوا۔  
 آیات قطعہ کے خلاف کوئی حدیث احادیث  
 مسلم نہیں ہو سکتی اگرچہ سند صحیح ہو۔  
 قرآن عظیم کے خلاف پر جو دلیل قائم کرے  
 اس پر چار باتیں ملحوظ رکھنا لازم ہیں۔  
 بہت علوم کا اظہار مصلحت نہیں ہوتا۔  
 نفی حقیقت ذاتیہ نفی حقیقت عطائیہ کو  
 مستلزم نہیں۔  
 میدان محشر کا منظر اور حضور شافع عشر علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام کی کرم نوازیں۔  
 غائدہ  
 شجرہ اولیٰ کا رد  
 امام ابن سیرین کی وفات سے سارے زمین  
 برس بعد امام احمد بن حنبل کی ولادت ہوئی۔  
 ابن سیرین کا وصال ۹ شوال سنہ ۱۱۰ھ کو ہے  
 جبکہ امام احمد بن حنبل کی ولادت ربیع الاول  
 سنہ ۱۶۴ھ کو ہوئی۔  
 وہابیہ کو اوروں کے فضائل سے اتنی عداوت  
 نہیں جتنی فضائل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم سے ہے۔  
 لطیفہ طلیہ  
 گنگوہی صاحب کی تاریخی جہالت کہ امام ابو یوسف  
 کو حسین بن منصور حلاج کا ہم عصر سمجھ بیٹھے۔  
 امام ابو یوسف کی وفات سنہ ۱۸۰ھ میں ہوئی۔  
 سلطان اور نگریب عالمگیر کی ایک حکایت سنہ ۵۱۷
- ۵۱۸ باب تشبیہ و استیساہ۔  
 ۵۱۸ تشبیہ ثانیہ کا رد۔  
 ۵۱۹ تشبیہ ثالثہ کا رد۔  
 ۵۱۹ دیوبندی کا حدیث میں صریح افتراء  
 اعلیٰ اُمت بارگاہ رسالت میں پیش  
 ہوتے ہیں۔  
 سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی  
 حیات و وفات اُمت کے لئے بہتر ہیں۔  
 ہر پر اور جمعرات کو اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور  
 پیش ہوتے ہیں اور جمعہ کو انبیاء کرام علیہم  
 الصلوٰۃ اور ملی باپ کے سامنے پیش  
 ہوتے ہیں۔  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور  
 روزانہ اعمال کی پیشی آپ کے فضائل میں  
 سے ہے۔  
 شجرہ رابعہ کا رد۔  
 حدیث ترمذی پر مصنف علیہ الرحمہ کی  
 محمد ثناء بحث اور راویوں کی جرح و تعدیل۔  
 وہابیہ کا عجب اوندھاپن کہ جو حدیث  
 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر  
 روشن دلیل ہے اُس کو الٹی دلیل نفی  
 ٹھہراتے ہیں۔  
 حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شریعت  
 حقیقت و دونوں کے حاکم ہیں لہذا آپ کے  
 احکام کبھی شریعت ظاہر پر اور کبھی حقیقت



- ۵۲۹ | اولیاء کرام بعد وفات زندہ ہیں مگر زمثل  
۵۲۹ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ۵۲۵  
۵۳۰ سب مسلمان قبروں سے کفن میں اٹھیں گے ۵۲۵  
۵۳۱ اولیاء اللہ کو دوزخ سے مشکل کے واسطے  
پکارنا کیسا ہے۔ ۵۲۵  
۵۳۲ "یا رسول اللہ" پکارنا اور یہ اعتقاد رکھنا  
کہ آپ بذات خود سینے میں کیسا ہے۔ ۵۲۵  
۵۳۲ حیات عینے علیہ السلام کے بارے میں ایک  
سوال کا جواب۔ ۵۲۴  
۵۳۳ میلاد شریف کب سے نکلا، کس نے نکالا  
امام اعظم نے کیا یا نہیں، زمانہ صحابہ میں  
تھیا یا نہیں۔ ۵۲۴  
۵۳۳ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شفیقا اللہ کا  
وکیلہ جائز ہے۔ ۵۲۸  
○ رسالہ انوار الانبیاء کا ختم  
حل منشاء یا رسول اللہ (یا رسول اللہ)  
کے جواز پر دلائل ۵۲۹  
۵۵۰ یا رسول اللہ کتابا مستبہر جائز ہے۔ ۵۵۰  
۵۵۰ احادیث اہل ادعیاء ثورہ سے اس کا ثبوت ۵۵۰  
۵۵۳ اقوال ائمہ اور فتاویٰ علماء سے ثبوت۔ ۵۵۳  
۵۵۳ تیمی شامی مجاہدین کا واقعہ کہ یہ قینوں  
تبع تابعی تھے۔ ۵۵۳  
۵۵۶ سیدنا غوث اعظم کی تعلیمات بسلسلہ ہذا۔ ۵۵۶  
اولیاء کرام کو نہ اکر نے کا طریقہ متواتر ہو  
خود انہوں نے اپنے متوسلین کو تعلیم فرمایا۔ ۵۵۶
- باطن پر ہوتے ہیں۔  
حقیقت باطن پر احکام کی مثالیں  
ایک نمازی کو قتل کرنے کا حکم  
چور کو قتل کرنے کا حکم۔  
مختصر راقہ سس علی اللہ تبارک علیہ وسلم کے  
خصائص میں سے ہے کہ آپ دو قبلوں اور  
دو ہجرتوں کے جامع ہیں اور شریعت و حقیقت  
دونوں آپ کے لئے جمع کر دی گئی ہیں۔  
امام سیوطی علیہ الرحمہ کی کتاب "خصائص بری"  
کی جہات سے تائید مزید۔  
عامر انبیاء کو صرف ظاہر شریعت، حضرت خضر  
کو صرف باطن پر جبکہ امام الانبیاء کو دونوں پر  
عمل کا اذن ہے علیہم الصلوٰۃ والسلام۔  
قیام ذکر و ولادت سید الانام علیہ وعلیٰ ذویہ  
افضل الصلوٰۃ والسلام بلاشبہ مستحب و مستحسن  
علیٰ سب اعلام و عادت مجاہدین کرام و خلیفہ  
و ہادیہ لناس۔  
مزارات پر جا کر مرادیں مانگنے سے منع کرنے  
والے شخص کے بارے میں سوال کا جواب  
حتیفی کی تعریف  
محفل میلاد شریف میں قیام کرنا مستحسن ہے  
اور یہ قیام چاروں مذاہب کے علماء و عام  
اہل اسلام کرتے ہیں۔  
اتمعیل و بلوی و تقویۃ الایمان کے ماننے والے  
یا اس کے مطابق عقائد رکھنے والا وہابی ہے۔

۵۵۸	اس مسئلہ میں چند واقعات	۵۵۸	شفاعت ایک ایک بچے کی زبان پر جاری
۵۶۱	علامہ جامی و شاہ ولی اللہ صاحب کی تصانیف سے اس مسئلہ کا اثبات	۵۶۱	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
۵۶۲	یا شیخ عبدالقادر و ناد علی و دیگر وظائف کے ذریعہ ثبوت	۵۶۲	شفاعت کے ثبوت میں چند آیات قرآنیہ
۵۶۳	و تابعیہ کے قول پر صحابہ سے ملے کر شاہ ولی اللہ تک سب مشرک ٹھہرتے ہیں	۵۶۳	پہلی آیت
۵۶۴	انتہیات کے بعد نہ اریا رسول اللہ کا اثبات	۵۶۴	دوسری آیت
۵۶۵	و تابعیہ کے مذہب پر نماز جو کہ عبادت ہے اس کے اندر شرک لازم آتا ہے	۵۶۵	تیسری آیت
۵۶۶	انتہیات میں معافی کا قصد کرتے ہوئے مکرار کی خدمت میں سلام عرض کرے	۵۶۶	چوتھی آیت
۵۶۷	اقبال اُمت بارگاہ رسالت میں پیش ہوتے ہیں	۵۶۷	پانچویں آیت
۵۶۸	○ رسالہ اسحاق الامام بعین فی شفاعۃ سیدنا المحبوبین (شفاعت کے بارے میں چالیس احادیث مقدسہ)	۵۶۸	آحادیث کثیرہ
۵۶۹	ہزار ہا محدثین احادیث شفاعت کے راوی ہیں حدیث کی ہر گونہ کتابیں صحاح، سنن، مسانید، معاجم، جوامع، مصنعات ان سے بالامال اہلسنت کا ہر قنفص، یہاں تک کہ زنان و اطفال بلکہ دیہاتی جنہاں بھی اس عقیدے سے آگاہ، خدا کا دیدار، محمد کی	۵۶۹	عصاۃ مشرک ہونا کی اور شفاعت کبریٰ کی حدیثیں
۵۷۰	مقصود شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بار بار شفاعت فرماتیں گے اور ہر مرتبہ بے شمار بندگان خدا کو نہایت بخشیں گے	۵۷۰	۵۶۹
۵۷۱	مقصود علیہ الرحمہ کی طرف سے ایسی چالیس احادیث شفاعت کا انتخاب جو مشہور احادیث شفاعت کے علاوہ ہیں اور جو شش جوام تک کم پہنچی ہیں	۵۷۱	۵۷۰
۵۷۲	حدیث ۲۵۱	۵۷۲	۵۷۱
۵۷۳	مقصود اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی	۵۷۳	۵۷۲

- شفاعت گناہوں میں آلودہ سخت خطاکاروں کے لئے ہوگی۔
- حدیث ۲۰: ہانکین کے لئے شفاعت
- حدیث ۲۱: اہل کبار کیلئے شفاعت
- حدیث ۲۲: اہل ذنوب کیلئے شفاعت
- حدیث ۲۳: زمین کے پتھروں، پتھروں اور ڈھیلوں کی تعداد سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت۔
- حدیث ۲۴: ہر سچے کلمہ گو کے لئے شفاعت
- حدیث ۲۵: ہر اس شخص کے لئے شفاعت جس کا خاتمہ عدم شرک پر ہوا۔
- حدیث ۲۶: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنم کا دوروازہ کھلوا کر ہر سچے کلمہ گو کو وہاں سے نکال دیتے ہیں۔
- حدیث ۲۷: رب فرمائے گا اے محبوب! تیری کیا مرضی ہے میں تیری امت کے ساتھ کیا کروں۔
- آر وہ دوزخ عرض کرے گا کہ اے محبوب! آپ نے اپنی امت میں رب کا غضب نام کو نہ چھوڑا۔
- حدیث ۲۸: فرمان سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ میرے سوا کسی نبی کو یہ منصب نہیں ملا۔
- حدیث ۲۹: ہر نبی کو ایک خاص مقبول دعا عطا ہوئی جو انھوں نے دنیا میں استعمال
- کر لی مگر امام الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ دعا آخرت کے لئے اٹھارہ کئی جس کے ذریعہ وہ اپنی ساری امت کو بخشواتیں گے۔
- حدیث ۳۰: تمام مخلوق الہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیاز مند ہو گئی یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی۔
- حدیث ۳۱: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لئے شفاعت چھپا رکھی کسی اور کو نہ دی
- حدیث ۳۲: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے دن انبیاء کے پیشوا اور خطیب ہوں گے۔
- حدیث ۳۳: جو شفاعت پر ایمان نہیں رکھتا وہ شفاعت کا اہل نہیں۔
- شب قدر میں تمام چیزیں سجدہ کرتی ہیں۔ ایک خط کا جواب جو وہ مولوی صاحبان کے درمیان اختلاف رائے کے بارے میں مولوی سید احمد نے لکھا۔
- تعلیم سادات کی اہمیت۔
- لوگ اپنے نسب پر ایمان ہوتے ہیں۔
- حاجے والسی پرا احمد آباد میں قیام کا واقعہ۔
- ایک راجپوتی عالم کی تصنیف پر تقریر لکھنے کا واقعہ۔
- عوام کو ضروری باتوں کا علم سکھانا ہی فرض ہے

- ۶۰۲ ترمیمات سابقہ متر و مکہ کی دو قسمیں۔ ۵۹۱ حوام مرتبہ سے اونچے ہرگز دائیں۔
- ۶۰۳ قسم اول ۵۹۱ مولانا عرم علی چشتی علیہ الرحمہ رضائی انجمن
- ۶۰۵ قسم دوم ۵۹۱ نعمانیہ لاہور کا دسٹل سوالات پر مشتمل خط
- ۶۰۷ عرض اخیر ۵۹۱ اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا جواب۔
- ۶۰۸ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ہمدوقی دینی امور ۵۹۱ اہل حق سے لغزش واقع ہو اس کا اختیار
- ۶۰۹ میں مشغولیت۔ ۵۹۲ واجب ہے۔
- ۶۱۰ مولانا سید دیدار علی شاہ اور اعلیٰ حضرت کے ۵۹۲ والہابہ اعلیٰ حضرت مولانا نقی علی حسینی و
- درمیان گفتگو۔ ۵۹۲ محب رسول مولانا عبد القادر صاحب قدس
- ۶۱۱ رسالہ امور عشرین در امتیاز عقائد ۵۹۵ سرہاکی جلالت شان۔
- ۶۱۲ سنین (سنتی اور غیر سنتی میں امتیاز ۵۹۶ مصنف علیہ الرحمہ کی کسیر نفسی۔
- ۶۱۳ کریموالے میں امور) ۵۹۶ تسنن ۱۳۳۰ ہجری تک اعلیٰ حضرت کی
- ۶۱۴ (علاقہ ریاست جے پور (راجستان) سے ۵۹۶ تعداد تصانیف کا بیان۔
- ۶۱۵ ارسال کردہ حافظ محمد عثمان کے خط کا جواب ۵۹۶ انجمن نعمانیہ لاہور میں اعلیٰ حضرت نے نسخہ
- ۶۱۶ جس میں جناب مولوی احمد علی شاہ صاحب ۵۹۶ ایک کے شائع شدہ رسائل خود ارسال
- ۶۱۷ کے بارے میں مصنف علیہ الرحمہ سے استفسار ۵۹۶ کئے تھے۔
- ۶۱۸ کیا گیا تھا) ۵۹۶ خالص اہلسنت کی ایک قوت اجتماعی کی
- ۶۱۹ نقل نامہ حافظ محمد عثمان صاحب بنام ۵۹۶ ضرور ضرورت ہے مگر اس کے لئے تین
- ۶۲۰ مصنف علیہ الرحمہ۔ ۵۹۶ چیزوں کی سخت حاجت ہے (۱) علماء
- ۶۲۱ نامہ مصنف علیہ الرحمہ بنام حافظ محمد عثمان ۵۹۶ کا اتفاق (۲) تحمل مشق قدر بالطاق
- ۶۲۲ صاحب۔ ۵۹۶ (۳) امرار کا اتفاق لوجہ الخلاق۔
- ۶۲۳ امور عشرین تصدیق طلبہ از جناب مولانا ۵۹۶ حدیث کا ارشاد کہ وہ زمانہ آنے والا ہے
- ۶۲۴ مولوی احمد علی شاہ صاحب مرزا پوری۔ ۵۹۹ کہ دین کا کام بھی بے روپیہ پیسے کے
- ۶۲۵ مصنف علیہ الرحمہ کے امور معرکہ کی تصدیق ۵۹۹ نہ چلے گا۔
- ۶۲۶ از جناب مولانا مولوی احمد علی شاہ صاحب۔ ۵۹۹ اشاعت علم دین کے اہم طریقے۔
- ۶۲۷ تصدیق تحریر از مصنف علیہ الرحمہ۔ ۶۰۲ فہرست عقائد حنفیہ میں کچھ ترمیمات۔

- ۶۲۹ بیان کرنا حرام۔  
۶۲۹ مسلمان ملانگہ بالا جماعت تمام غیر انبیاء سے افضل ہیں۔  
۶۲۹ تو یہ رسول کفر ہے۔  
۶۲۹ قرآنی کلمات پر مشتمل گناہ خط کے بارے میں سوال کا جواب۔  
۶۳۰ اردو اربع مومنین کا اپنے اپنے مکان میں گئے کا ثبوت۔  
۶۳۰ تو سوالات پر مشتمل ایک استفتاء کا جواب ۶۳۲  
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان روحانی معراج کے بارے میں ہے۔  
۶۳۲ معراج جسمانی کی تفصیل  
۶۳۳ رات میں معراج ہونے کی حکمت  
۶۳۵ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سب بکایت حقیقی زندہ ہیں۔  
۶۳۶ چار نبی بے عروسی موت اب تک زندہ ہیں  
۶۳۷ تحقیقی سادات پر مذہب سے مامون ہونے کی امید والی ہے۔  
۶۳۸ حضرت فاطمہ اور ان کی تمام ذریت ناز سے محفوظ ہے۔  
۶۳۸ اسی نوعیت کے ایک اور سوال کا جواب ۶۳۹  
۶۴۱ بدشگونئی جائز نہیں اور ہندوانہ طریقہ کا فریبیت نہیں ہو سکتا۔  
۶۴۲ کافر کو مجاز واذون بیعت و خلیفہ بنانا
- شیخ احمد نامی خادم روضۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ایک وصیت پر مشتمل اشتہار کے بارے میں استفتاء۔  
۶۱۸ عالم و جاہل کے گناہ میں فرق۔  
۶۱۹ صاحبزادہ والا قدر حضرت مولانا سید محمد میاں مارہروی کے ایک خط کا جواب جس میں کثر الاخرة نامی کتاب کی تصحیح و اصلاح کا ذکر کیا گیا ہے۔  
۶۲۰ ایک امام مسجد کے بارے میں سوال جو کھانے کی اشیاء پر اس لئے فاتحہ پڑھنے سے انکار کرتا ہے کہ اگر اس میں سے کوئی حصہ زمین پر گر گیا تو بے ادبی ہوگی اور فاتحہ دینے والے کو اس پر گناہ ہوگا۔  
۶۲۵ نیکی و بدی تو لے والی میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلڑا اگر بھاری ہے تو اوپر اٹھے گا اور بدیوں کا پلڑا نیچے بیٹھے گا۔  
۶۲۶ حضرت منصور، یازید، بسطامی اور شمس تبریزی کے اقوال انا الحق، سبحانی ما اعظم شأنی اور قم باذنی کی تحقیق۔  
۶۲۷ حضرت شاہ منصور علیہ الرحمہ کو سونے کی دی گئی۔  
۶۲۸ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈوبی کشتی ترانے والی کرامت۔  
۶۲۹ یہ روایت غلط و باطل ہے کہ غوث اعظم نے عذر ائیل علیہ السلام کو تھپڑ مارا اور اس کو

- کفر ہے۔ ۶۴۲ کا عدم اسلام ثابت۔ ۶۷۳
- مومن اور ولی میں کون سی نسبت ہے۔ ۶۴۳ فصل سوم، اقوال ائمہ کرام و علمائے اہل علم
- دور و شریف میں علیٰ ابراہیم و علیٰ ۶۴۴ جن سے کفرانی طالب ثابت۔ ۶۸۵
- الیٰ ابراہیم لانے کی وجہ۔ ۶۴۴ فصل چارم، علماء کی تصریحیں کہ دربارہ
- جن مضمون پر قرآن پاک دلالت کہے وہ ۶۴۴ ابوطالب قول تکفیر ہی حق و صحیح ہے۔ ۶۹۹
- بدولہ قرآنی ہے۔ ۶۴۴ فصل پنجم، علماء کی تصریحیں کہ کفرانی طا
- مشابہات میں قیاس کرنا مصلحت ہے ۶۴۴ ابوجامع اہل سنت ہے۔ ۷۰۱
- آل کے اندر اصحاب بھی شامل ہیں۔ ۶۴۴ فصل ششم، علماء کی تصریحیں کہ اسلام
- درجہ ولایت باقی رہنے اور نبوت ختم ہونے ۶۴۴ ابوطالب ماننا روا فاض کا مذہب ہے۔ ۷۰۳
- کی وجہ۔ ۶۴۴ فصل ہفتم، شبہات مخالفین کا رد۔ ۷۰۵
- نوشہ بشداء قدس بشرذ کی تشریح اور وہم کا ۶۴۴ تشبیہ اولی، کفالت نبی صلی اللہ تعالیٰ
- صحیح علاج۔ ۶۴۵ علیہ وسلم۔ ۷۰۵
- جہادت کی جامع و مانع تعریف۔ ۶۴۶ تشبیہ دوم، نصرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
- خیر خدا کے لئے سجدہ جہادت کفر ہے اور ۶۴۶ وسلم اور اس کے پانچ جواب۔ ۷۰۶
- سجدہ نیت حرام و کبیرہ ہے۔ ۶۴۹ تشبیہ سوم، محبت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
- قرآن مجید میں کل طیبہ کے دونوں جہیز ۶۴۹ عدم اسلام ابی طالب کی صلیتیں۔ ۷۰۸
- موجود ہیں۔ ۶۵۴ تشبیہ چارم، نفرت شریف نبی صلی اللہ
- مختصر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شافع عشر ۶۵۴ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۷۱۱
- ہونے کا ثبوت قرآن مجید سے۔ ۶۵۴ تشبیہ پنجم، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
- رسالہ شجر المطالب فی صیحت ۶۵۴ استغفار فرمانا۔ ۷۱۲
- ابی طالب (ایمان ابوطالب کے بارے ۶۵۵ تشبیہ ششم، حکایت جامع الانمول اور
- میں مفصل و مدلل بحث) ۶۵۵ جواب میں اُن اہل بیت کا ذکر جنہوں نے
- فصل اولی، آیات قرآنیہ جن سے ابوطالب ۶۹۱ کفرابی طالب کی تصریحیں کیں۔ ۷۱۲
- کا مسلمان نہ ہونا ثابت۔ ۶۹۱ تشبیہ ہفتم، عبادت شرح سفر السعادۃ
- فصل دوم، احادیث صریحہ جن سے ابوطالب ۷۱۳ تشبیہ ہفتم، وصیت نامہ امراء اس کے

۴۱۴	تین جواب۔	۴۱۴	علامہ کے نام جن سے کفرانی طالب کی تصریح
۴۱۵	سکبر نہم؛ روایت مغازی ابن اسحاق	۴۱۵	اس رسالہ میں منقول ہوئی۔
۴۱۸	اور اس کے سات جواب۔	۴۱۸	فصل دہم: اُن ایک سو تیس کتب تفسیر عقائد
۴۲۵	فصل ہشتم، کفرانی طالب و ابولہب کافری	۴۲۵	وغیرہ کے نام جن کی سنیدیں اس رسالہ میں منقول
۴۲۸	اور کافر کے لئے دعائے مغفرت کا حرام ہونا	۴۲۸	ہوئیں۔
۴۲۸	فصل نہم، اُن اسی صحابہ و تابعین و ائمہ	۴۲۸	تذیلی و کتابیں جن اس رسالہ میں مدد ملی گئی

۴۰۰	عقائد و کلام (ضمیمہ)	۴۰۰	جبر و مقابلہ کا ایک مسئلہ
۴۰۵	تھے و ساطتِ رسل اللہ تعالیٰ تک رسائی	۴۰۵	لغت (ضمیمہ)
۴۰۸	محال ہے۔	۴۰۸	کرنا، کر لینا اور کر دینا میں فرق اور اس
۴۰۸	تصدیق سب رسولوں کی جزو ایمان ہے۔	۴۰۸	کی مثالیں۔
۴۰۸	علمِ حروف و ریاضی (ضمیمہ)	۴۰۸	برس کو عربی میں حوّل کتے ہیں کہ تحویل
۴۰۸	لفظ محمد کے عدد ۹۲ اور خدا	۴۰۸	سے شعر ہے۔
۴۰۸	کے عدد ۶۰۵ ہیں۔	۴۰۸	برس بمعنی بارش ہے۔
۴۰۸	اقلیدس کا ایک مسئلہ	۴۰۸	مقام و منزل و مقام بمعنی مکانت و منزلت
۴۰۸	ارثماطیتی کا ایک مسئلہ	۴۰۸	مرتبہ شائع الاستعمال ہیں۔

# فہرست ضمنی مسائل

## فضائل سید المرسلین

ہر رسول کی رسالت باریش رحمت ہے۔  
 اللہ تعالیٰ نے تمام جہاں حضور اقدس صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بنایا۔  
 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی  
 ذات و صفات و فضائل و کمالات کبھی  
 زوال پذیر نہیں بلکہ ہمیشہ ممتزج ہیں۔  
 درود تاج پڑھنا اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم کو داخل بلا سمجھنا۔  
 نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رُوح اقدس  
 بارہا ستر ہزار صورتوں میں جلوہ گر ہوتی ہے  
 نبی ہونے کے باوجود سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 کا اُمتی ہونے کی خواہش کیوں کی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت شان  
 میں جامع ترمذی کی ایک جامع حدیث۔ ۵۰۶  
 ۶۸ قید اب عشر کا منظر اور حضور شافع عشر  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرم نوازیں۔ ۵۱۳  
 ۱۱۳ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور  
 روزانہ اعمال کی پیشی آپ کے خصائص  
 میں سے ہے۔ ۵۲۲  
 ۲۰۱ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شریعت و  
 حقیقت دونوں کے حاکم ہیں لہذا آپ کے  
 احکام کبھی شریعت ظاہر پر اور کبھی حقیقت باطنہ  
 پر ہوتے ہیں۔ ۵۲۹  
 ۲۵۸ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
 خصائص میں سے ہے کہ آپ دو قبلوں اور  
 دو ہجرتوں کے جامع ہیں اور شریعت و حقیقت  
 دونوں آپ کے لئے جمع کر دی گئی ہیں۔ ۵۳۶



۲۳۵ امام اعظم مزاران علماء میں داخل ہیں۔  
 ۵۷۵ بولی فرد تمام نشاۃ منقرضی جسمانی پرستی ہوتا ہے  
 ۵۸۷ تعلیم سادات کی اہمیت۔  
 ۵۷۵ والہاجہ اعظم حضرت مولانا فتی علی حنفی و  
 محبوب رسول مولانا عبد القادر صاحب قدس  
 ۵۹۵ سرہا کی جلالت شان۔  
 ۵۸۰ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈوبی  
 کشتی ترانے والی کرامت۔  
 ۵۲۹ سرسین ملائکہ بالا جماع تمام غیر انبیائے فضل ہیں  
 حقیقی سادات پر عذاب سے مامون ہونے  
 ۶۳۸ کی امید واثق ہے۔  
 ۶۳۸ حضرت قاضی ورائلی تمام ذریت ہمارے محفوظ ہے  
 ۶۳۸ درود شریف میں علیٰ ابراہیم وعلی  
 ۶۴۳ الیٰ ابراہیم لانے کی وجہ۔  
**نماز و امامت**  
 شرح مطہر نے تمام جہان کے مسلمانوں کو  
 ۱۶۰ نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا ہے۔  
 ۱۹۳ مسئلہ غیر مقلدوں کے پچھے نماز پڑھنا۔  
 ۲۲۹ جمعہ کی نماز کے بعد احتیاطاً الظهر ۱۲ رکعت  
 ۲۰۵ پڑھنا ضروری ہے یا نہیں۔  
 ۲۲۳ منکر میلاد شریف و تقبیل ابہامین کے بچے  
 ۲۱۹ نماز پڑھنے کا شرعی حکم کیا ہے۔  
 ۲۶۴ تردید کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول مقبول  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر سکتا  
 ہے مگر کرے گا نہیں، اس کے پچھے نماز پڑھنا

بارگاہ الہی میں وجاہت ہمارے آقا کی  
 ہے کسی اور کی نہیں۔  
 منتخب شفاعت کبریٰ اسی سزا کار کا  
 خاصہ ہے۔  
 واروئے دوزخ عرض کرے گا کہ اے محبوب!  
 آپ نے اپنی امت میں رب کا غضب تمام  
 کو نہ چھوڑا۔

## فضائل و مناقب

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 جلیل القدر صحابی ہیں، آپ کے فضائل و  
 مناقب۔  
 ۹۸ صہ سب کے سب اہل بیرونہ الت ہیں۔  
 ۹۸ حضور سیدنا غوث اعظم ضرور دستگیر اور  
 خواجہ معین الدین چشتی ضرور غریب نواز ہیں۔  
 ۱۰۵ صحابہ کرام کے فضائل اور ان کی تعلیم کی  
 فرضیت کا بیان۔  
 انبیاء کے بعد سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر  
 محمد فاروق اعظم ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔  
 ۲۲۹ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب اولیاء کرام تھے  
 ۲۳۳ افضل الصحابہ کون ہے۔  
 ۲۳۳ صحابہ کرام کی عظمت و فضیلت اور انھیں لالچی  
 بچنے والے کی مذمت و خطرات کا بیان۔  
 ۲۶۴ اہم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ کس معنی  
 ۳۰۵ میں رویت باری تعالیٰ کا انکار فرماتی ہیں۔

۱۲۴	۲۲۱	درست ہے یا نہیں۔
	۲۶۷	قرآن مجید میں استواء عرش استوا کا کیا ہے،
		ساتوں جگہ آفرینش زمین و آسمان کے ساتھ
۱۲۶	۲۸۳	اور بلا فصل اس کے بعد آیا ہے۔
	۳۹۳	آیت کریمہ الرحمن علی العرش استوی
۱۲۸	۵۶۶	آیات تشابہات میں سے ہے۔
		آیات تشابہات میں اہل سنت کے طرف
۱۷۰	۵۶۶	دو طرفی ہیں۔
		پندرہ قرآنی آیات کی تفسیر کے بارے میں
۲۵۹	۵۶۶	استفسار۔
		آیت کریمہ لا اعلیٰ العرش کا تین
۳۵۰		تفسیر تفسیریں۔
		آیت کریمہ وعلیٰ آدمہ الاسماء کلہا
	۲۰۵	کے متعلق حضرت سید عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمہ
۴۶۲	۲۸۲	کا قول۔
		قرآن مجید نے ۲۳ برس میں بتدریج
۵۱۲		نزل اجل فرمایا۔
	۶۰	قرآن میں کلمہ طیبہ کے دونوں حصے
۶۵۳	۱۱۶	موجود ہیں۔
		<b>فوائد حدیثیہ</b>
	۱۱۷	ترجمہ کرتے وقت کیا احتیاطیں ضروری ہیں۔
		استواء علی العرش پر گفتگو۔
		آیات تشابہات کے بارے میں اہل سنت
	۱۱۷	کے دو مسلک ہیں۔
		حدیث و سنن کا بڑا غلط فہمی قرآن مجید کی
		آیات کا دو قسم ہونا ہے، محکمات اور
	۱۲۲	تشابہات۔
	۳	استواء علی العرش کے معنی میں چار تفسیریں

- ۱۶۶۔ حدیث ترمذی پر مصنف علیہ الرحمہ کی محدثانہ بحث اور راویوں کی جرح و تعدیل۔ ۵۲۲
- ۱۶۷۔ صحاح شریف کی ہولناکی اور شفاعت کبریٰ کی حدیثیں۔ ۵۴۴
- ۱۶۸۔ مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے ایسی چالیس احادیث شفاعت کا انتخاب جو مشہور احادیث شفاعت کے علاوہ ہیں اور گوشت عوام تک کم پہنچی ہیں۔ ۵۴۶
- فوائد فقہیہ**
- ۱۶۹۔ حنفی کی تعریف ۵۴۲
- ۱۷۰۔ حیات کی جامع و مانع تعریف۔ ۶۴۰
- فوائد اصولیہ**
- ۱۷۱۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُقی ہونا رسالت کے خلاف نہیں۔ ۱۱۰
- ۱۷۲۔ فسوخ پر حکم باطل ہے۔ ۱۱۰
- ۱۷۳۔ مورثا ویتہ النسبہ میں ایک کی ترجیح ارادے پر موقوف ہے۔ ۱۵۴
- ۱۷۴۔ ہر مخلوق بالارادہ حادث ہے۔ ۱۵۴
- ۱۷۵۔ جہالت عین جہالت حال کو مستلزم نہیں۔ ۱۹۰
- ۱۷۶۔ مجہول پایہ احتجاج سے ساقط ہے نہ کہ پایہ اعتبار سے۔ ۱۹۰
- ۱۷۷۔ جس طرح فقہ میں چار اصول ہیں عقائد میں بھی چار اصول ہیں۔ ۲۱۳
- ۱۷۸۔ تفسیر کا غنہ محمد بنی قبول نہیں کرتے۔ متواترات صرف محدود سے چند ہیں۔ صحیح لذاتہ و صحیح لغویہ و حسن لذاتہ و حسن لغویہ سب حجت اور خود مثبت احکام ہیں۔ مقام فضائل میں ضعاف بالاجماع مقبول ہیں۔
- ۱۷۹۔ مجہول العین بہت ائمہ محققین کے نزدیک مقبول ہے اور مجہول الحال میں بھی بعض ائمہ کا مذہب مقبول ہے۔
- ۱۸۰۔ "لامہدی الا عیسیٰ" حدیث صحیح نہیں۔ ۲۶
- ۱۸۱۔ حضرت امام مہدی اور حضرت یحییٰ کے ہاں میں حدیثی حد تو اتنی کم پہنچی ہیں۔ انجیل دہلوی اور سید احمد بریلوی کے معتقدوں کے بارے میں استفتاء کا جواب۔ فضائل اعمال میں ضعاف بالاجماع مقبول ہیں۔ دعا کی حدیثیں متواتر ہیں۔ برائیں قاطعہ کی چند عبارات اور ان کا رد۔ حدیث "واللہ لا ادری ما یفعل جب و لا یکم" سے دباہر کے استدلال کا جواب۔ ۲۸۹

۶۱	۲۱۵	فقہ میں اجماع اقوی الاولیہ ہے۔
		سواء اعظم یعنی اہل سنت کا کسی مسئلہ
	۲۱۵	عقائد پر اتفاق اقوی الاولیہ ہے۔
۱۶۶	۲۸۸	نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی۔
۱۶۶	۲۸۸	تخصیص متراخی نسخ ہے۔
۱۶۶	۲۸۸	اختیار کا نسخ ناممکن ہے۔
		تخصیص عقل عام کو قطعیت سے نازل
	۲۸۸	نہیں کرتی۔
۶۴۲	۲۸۹	مقوم آیات قطعیہ قرآنہ کی مخالفت میں اخبار
		احادیث سے استناد محض غلط ہے۔
۶۴۲	۵۱۳	آیات قطعیہ کے خلاف کوئی حدیث احادیث
		مسلم نہیں ہو سکتی اگرچہ سند صحیح ہو۔
	۵۱۳	نفی حقیقت ذاتیہ نفی حقیقت عطا سیدہ کو
	۵۱۳	مستلزم نہیں۔
۱۹۴	۶۴۳	جب مضموی پر قرآن پاک دلالت کرے وہ
		بدول قرآنی ہے۔
۱۹۵	۶۴۳	مشابہات میں قیاس کرنا ضلالت ہے۔
۳۹۲		<b>افتاء ورسم المفتی</b>
۳۹۳	۶۱	جاہل کے لئے جوئے مسئلہ کی علامہ کو تصدیق
۳۹۳		نہیں کرنی چاہئے۔
		تمام مسائل کو صاحب مذہب رضی اللہ تعالیٰ
		عنه کی طرف بلفظ قال و عند نسبت
		کئے جاتے ہیں، کتب ظاہر الروایہ کے مسئلے
		میں اور ان تک اسانید متصلہ موجود، ہر مسئلہ
		کئے جاتے ہیں، کتب ظاہر الروایہ کے مسئلے
		میں اور ان تک اسانید متصلہ موجود، ہر مسئلہ

## اسماء الرجال

۱۶۶	۲۸۸	تاجی لیسہ مدلس ہے۔
۱۶۶	۲۸۸	درجہ پر جرح و تعدیل
۱۶۶	۲۸۸	ابوالہیثم سے درجہ کی روایت ضعیف ہے

## بیعت و خلافت

۶۴۲	۲۸۹	کافر بیعت نہیں ہو سکتا۔
		کافر کو مجاز و ماذون بیعت و خلیفہ بنانا
۶۴۲		کفر ہے۔

## تقلید

۱۹۴	۵۱۳	لاحکوں تابعین اور ہزاروں صحابہ کرام مقلد تھے
		تقلید واجب شرعی ہے اور زمانہ رسالت
۱۹۵	۶۴۳	سے شروع ہوئی۔
۳۹۲	۶۴۳	تقلید فرض قطعی ہے۔
۳۹۳		فقہ کو نہ ماننے والا شیطان ہے۔
۳۹۳		فقہ کو نہ ماننے کی قباحتیں۔

## تاریخ و تذکرہ

۶۲		صاحب در مختار کی سند
۶۲		صاحب بحر کی سند
		امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ
		عنه کے تین صاحبزادوں کے نام ابوبکر و

- عمر و عثمان ہیں۔
- حضرت امام حسن و حسین و محسن کے نام حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹوں شبر و شعبیر و مبشر کے ہم وزن و ہم معنی ہیں۔
- مصنف مسلم الثبوت سنی حنفی میں آزاد خیال نہیں۔
- کشتی نوح علیہ السلام رجب میں چلی۔
- صاحب کشاف معتزلی ہے۔
- جعفر و جعفر امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کتابیں ہیں۔
- آمام ابن سیرین کی وفات سے ساڑھے تین برس بعد امام احمد بن حنبل کی ولادت ہوئی۔
- ابن سیرین کا وصال ۹ شوال سنہ ۲۵۵ھ کو ہے جبکہ امام احمد بن حنبل کی ولادت ربیع الاول سنہ ۲۴۱ھ کو ہوئی۔
- گنگوہی صاحب کی تاریخی جہالت کہ امام ابو یوسف کو حسین بن منصور راجع کا ہمعصر سمجھ بیٹھے۔
- آمام ابو یوسف کی وفات سنہ ۱۸۲ھ میں ہوئی
- سلطانی اور نگریب عالمگیر کی ایک حکایت میلاد شریف کب سے نکلا، کس نے نکالا
- امام اعظم نے کیا یا نہیں، زمانہ صواب میں تھا یا نہیں۔
- تین شامی مجاہدین کا واقعہ کہ یہ تینوں تیغ تاملی تھے۔
- ۵۵۳
- ۸۰ اولیاء کرام کو زندا کرنے کا طریقہ متواتر ہے
- خود انہوں نے اپنے متوسلین کو تعلیم فرمایا۔ ۵۵۶
- اس سلسلہ میں چند واقعات۔ ۵۵۶
- ۸۱ صحیح سے واپسی پر احسہ آباد میں قیام کا واقعہ۔ ۵۸۹
- ۱۱۲ ایک درامپوری عالم کی تصنیف پر تقریباً دیکھنے کا واقعہ۔ ۵۹۰
- ۳۹۶ سن ۱۳۳۰ ہجری تک اعلیٰ حضرت کی قیاد و تصانیف کا بیان۔ ۵۹۶
- ۴۶۶ انجمن نہانیہ لاہور میں اعلیٰ حضرت نے سنہ ۱۲۲۷ھ تک کے شائع شدہ رسائل خود ارسال کئے تھے۔ ۵۹۶
- ۶۰۸ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ہمد و ثنی دینی امور میں مشغولیت۔
- ۵۱۵ مولانا سید دیدار علی شاہ اور اعلیٰ حضرت کے درمیان گفتگو۔ ۶۱۰
- ۵۱۶ حضرت منصور، یازید بطلانی اور شمس تبریزی کے اقوال انا الحق، سبحانی
- ۵۱۶ صا اعظم شانی اور قسم باذنی کی تحقیق۔ ۶۲۶
- ۵۱۷ حضرت شاہ منصور علیہ الرحمہ کو شولی کرنا دی گئی۔ ۶۲۸
- ۵۴۷ چار نبی بے عسدر و ضی موت اب تک زندہ ہیں۔ ۶۳۷

## حدود و تعزیم

زبانے خلافت رضامندی و بے رضامندی میں فرق ہے۔

## فلسفہ و سائنس

روح انسانی متجزی نہیں۔

مکان کا مکین کو محیط ہوتا لازم۔

اگر معبود کو مکانی فرض کیا جائے تو دو

حال سے خالی نہ ہوگا کہ جو لای تجزی کے

برابر ہوگا یا اس سے بڑا ہوگا اور یہ

دونوں باطل ہیں۔

جو مکانی ہو اور جو لای تجزی کے برابر نہ ہو

اسے مقدار سے مفر نہیں۔

مقدار غیر قناہی بالفعل باطل ہے۔

مقدار قناہی کے افراد قناہی ہیں۔

مقداری کا وجود بے مقدار کے محال ہے

ہر مقدار قناہی قابل زیادت ہے۔

جہات فوق و تحت دو مفہوم اضافی ہیں

ایک کا وجود بے دوسرے کے محال ہے

ہر ذی جہت قابل اشارہ حسیہ ہے۔

ہر قابل اشارہ حسیہ متمیز ہے۔

ہر متمیز جسم یا جسمانی ہے۔

ہر جسم و جسمانی محتاج

مکان و مکانی کو جہت سے چارہ نہیں۔

جہات نفس اکند ہیں یا حدود اکند۔ ۱۵۸

آسمان اعلیٰ کو فلک اطلس اور فلک الافلاک

کہتے ہیں۔ ۱۶۰

وجود آسمان پر لائل اور فلاسفہ کا زور۔ ۲۰۰

بدن کے ساتھ حدوث نفس خیالی باطل

فلاسفہ ہے۔ ۲۵۳

سائنس والے صد ہا باتوں میں خود مختلف ہیں ۲۷۰

قناہی کو قناہی سے نسبت ضرور ہے۔ ۳۵۰

جو کچھ دو حدوں کے اندر ہو سب قناہی ہے ۳۵۱

## وقت

وقت کے بارے میں درمختار اہل ہدایہ کی

جہات کا مطلب۔ ۶۶

## منطق

توہین اور ول میں کون سی نسبت ہے۔ ۶۲۳

## خط و اباحت

مسائل کو حیا کے پیرائے میں بیان کرنا چاہیے ۶۰

دندنیوں کا ناچ حرام ہے۔ اولیا کرام کے

مُرسوں پر بے قیود جابلوں نے یہ معصیت

پھیلانی ہے۔ ۹۲

خلوند کے شراب پینے کا وبال اس پر ہے

خورت اسے جہاں سے منع نہیں کر سکتی۔ ۹۳

آمانت میں خیانت اور قدر و بد ہمدی

۴۸۸	۹۲	تلفظ کل ایسا عام ہے جو کبھی خاص ہو کر مستقل ہی نہیں ہوتا۔	جائز نہیں۔
۴۸۸	۹۳	عام افادۂ استفراق میں قطعی ہوتا ہے۔	کسی جرم قانونی کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرنا منع ہے۔
۵۱۸		باب تشبیہ واسع ہے۔	غدر اور قانونی جرم کے بغیر ہندو کا مال ملے تو اس کو لے لینا مباح ہے۔
	۹۴	<b>طہیبت</b>	تکلف کے لئے شریعت میں کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے۔
۲۳۲	۹۴	علم ہیئت کے بارے میں ایک سوال کا جواب۔	قبس میلاد میں قیام مندوب ہے۔
	۲۶۶		استعمال دوا مستحب ہے۔
	۳۱۳	<b>رد پر مذہبیاں و مناظرہ</b>	آدمی کا ہمد تن تدبیر میں نہ تک ہو جب نامنوع و مذموم ہے۔
۱۴۰	۳۲۱	تجدی گمراہ کی چند سطری تحریر میں چوہ جالتوں اور ضلالتوں کا بیان۔	تہمت علوم کا اظہار معصیت نہیں ہوتا۔
	۵۱۳	مذکورہ بالا جہالتوں اور ضلالتوں کی خبر لہنے کے لئے مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے چھپا نچے۔	قیام ذکر و عبادت سید الانام علیہ و علی ذریعہ افضل الصلوٰۃ والسلام بلا شبہ مستحب و تحسن علمائے اعلم و عادت مجہین کرام و خیف و یایہ نام۔
۱۴۰	۵۴۰	اللہ تعالیٰ کے لئے مکان و جہت کے اثبات پر ابن تیمیہ وغیرہ کی دلیل کا رد۔	یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیخ اللہ کا ولیف بارت ہے۔
۱۵۹	۵۴۸	رد جہالات مخالفت	عوام مرتبے سے اونچے ہرگز نہ اڑیں۔
۱۶۲	۵۹۱	وہابیہ پر غصہ کی تر قیاں	بدشگونی جائز نہیں اور ہندو از طریقہ۔
۲۲۳	۶۴۱	وہابیہ کا مجب اور دعا ہے کہ جو حدیث حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رد میں دلیل ہے اس کو الٹی دلیل لکھی ٹھہراتے۔	<b>بلاغت</b>
۵۲۹			نکرہ تحت نفی مفید عموم و استفراق ہوتا ہے۔
	۷۶		

## کتاب الشقی (حصہ چہارم)

### عروض وقوافی

مسئلہ از سہارن پور ضلع ایڈر مسئلہ جناب چودھری مولوی عبدالحیہ خان صاحب

۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۱ھ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مائتہ حاضرہ موبد ملت ظاہرہ عالی جناب مولوی مفتی احمد رضا خان صاحب  
ادام اللہ تعالیٰ خلال اشادہ علی راس الطالبین ، پس از آداب مجر و نیاز و سلام سنوں ۔ بارہ سے  
ایک صاحب نے کنز الخیر پر مندرجہ پرچہ باضافہ و ترسیم کر کے بھیجا ہے جس کے جوابات ذیل بغرض ملاحظہ  
اعلیٰ حضرت ارسال ہیں ۔ بعد ملاحظہ اس امر کی تسبیح فرمائی جائے کہ اعتراض کس حد تک صحیح ہیں اور جوابات  
کس حد تک کافی ، تاکہ اس کے مطابق غلطہ رد کیا جائے ۔ معترض صاحب فنی شاعری میں دستگاہ  
قادر رکھتے ہیں اور عروض وقوافی میں مہارت کامل ۔

( ۱ ) سفر ثانیل محمد الرسول اللہ ۔

اعتراض ، مضاف پر الف لام نہیں آتا ۔

جواب : میں نے عنوان کتاب پر سوانح نام کتاب کے کچھ تحریر نہ کیا ، باقی سب عبارت تالیف  
کاتب ہے "لائزہ وائزہ وذر اخیری" ( اور کوئی بوجہ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجہ  
نہ اٹھانے کی ۔ ت )

لے القرآن اکرم ۱۶۳/۶







یہاں بھی علامہ جمعہ داد کے علیحدہ کرنے سے قافیہ مفرد کا صحیح نہیں رہتا، ایک استاد جن کا نام مجھ کو یاد نہیں  
 فرماتے ہیں،

تم درود اس نام پر پڑھتے رہو اسے مونیں! چھوڑ دو سب ذکر جب ہو ذکر ختم الرسلیں  
 (۴) صفحہ ۵۵

وہ کسی کا بھی نہیں محتاج ہے اس کے سب محتاج ہیں چھوٹے بڑے  
 اعتراض، قافیہ غلط، یوں چاہئے "اس کی ہی محتاج ہے ہر ایک شے"  
 جواب نمبر ۲ میں گزر چکا۔

(۵) صفحہ ۵۵

پاک ہے وہ جسم و جوہر عرض سے مادہ سے اور مکان سے مرض سے  
 اعتراض: جوہر کے مقابل مرض بھگتی ہے اور نیز مرض۔ یوں چاہئے،  
 ہے مرض اور جسم و جوہر سے وہ پاک مادہ سے اور مرض اور گھر سے پاک  
 جواب: یہ ضرورت جانتے ہیں اس کا نام قفریس ہے، اگرچہ یہ قفریس قبیح ہے لیکن جائز ہونے  
 میں شک نہیں، اکثر اہل فارس نے لغات عربی میں بموجب شہرت عام کہ ہے مثل حرکت لغات ثلاثہ  
 ملا فقی، متر

رہیں خوش حرکت و شیریں ادا بود

گفن بھگتیں۔ لیکن شغالی کہتا ہے، طر

از لہ حیض خاطرش گفن کند

پس ایک زبان کے لغت کو دوسری میں قفریس کر کے لانا صحیح ہاں عربی کو عربی، فارسی کو فارسی میں  
 قفریس کر کے تضاد ناجائز۔ بایں ہمہ اس قفریس کو میں بھی پسند نہیں کرتا اور اب میں نے ان  
 تمام متغیر الحركات لغات کو اصلی حرکات سے طیس کر کے درست کر لیا ہے۔ شعر کو جناب نے ترمیم  
 فرما کر جو تحریر فرمایا ہے اس میں پاک ہر دو جگہ متعہ المعنی ہے پھر میری کج میں نہیں آتا کہ قافیہ کر کر  
 درست ہو گا۔ ہاں اس طرح ترمیم کیا جائے

وہ مرض اور جسم و جوہر سے ہے پاک مادہ سے اور مرض گھر سے ہے پاک

یا یوں،

ہے مرض اور جسم و جوہر سے پاک مادہ سے اور مرض گھر سے پاک

تب درست ہے۔ لیکن اس میں یہ قیاس ہے کہ ضمیر (وہ) کسی جگہ نہیں آتا، میں نے ترمیم اس طرح کی ہے:۔

وہ مکاں سے اور مرض سے پاک ہے جسم و جوہر سے عرض سے پاک ہے اس میں اگرچہ کلمہ مادہ کا دور ہوا جاتا ہے لیکن بندش میں شگفتگی ہوتی ہے اور مادہ کی توضیح یوں بھی ہو سکتی ہے کہ جب مرض سے پاک ہے لا محالہ مادہ سے بھی پاک ہے کہ مادی شے کو مرض لازمی ہے۔

(۶) صفحہ ۱۵

حاضر و ناظر وہی ہے ہر جگہ کچھ نہیں پوشیدہ اس سے بے شبہ  
اعتراض: شبہ غلط ہے، صبح:۔

حاضر و ناظر وہ ہے ہر ایک جا اس سے پوشیدہ نہیں کوئی ذرا  
جواب: چونکہ اس تفریس کو میں خود مقبول کہہ چکا ہوں لہذا اس سے مجھ کو اتفاق ہے۔

(۷) صفحہ ۱۶

وہ عجیب عسدری اور دعوات ہے بیشبہ وہ قاضی الحاجات ہے  
اعتراض: قافیہ، ترمیم، شرک و کفر و فسق سے نفرت آئے۔

جواب: ترمیم تسلیم۔

(۸) صفحہ ۱۷

ہے وہ راضی طاعت و ایمان سے شرک و کفر و فسق سے ناغوش وہ ہے  
اعتراض: ترمیم، بالیقین وہ قاضی الحاجات ہے

جواب نمبر ۲ مفصل گزرا، اس کو غلط سمجھنا معترض کی غلطی ہے۔

(۹) صفحہ ۱۸

حق ہے مزاج محمد دیں پناہ آسمانوں پر الٰہی ماشار اللہ  
اعتراض: بغیر اضافت محمد دیں پناہ کی ترکیب اجنب ہے۔

جواب: جناب بغیر اضافت کہوں رکھتے ہیں، اگر محمد کی دال کو خفیت اضافت دی جائے  
تو کیا حرج ہے، شعر و زبی سے نہیں گئے گا:

حق ہے مزاج محمد دیں پناہ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

(۱۰) الٰہی ماشار اللہ غلط ہے۔ ترمیم:۔

حق ہے معراج محمد بالیقین آسمانوں پر گئے سلطان دیں  
وقس هذا البواقي۔

جواب: ماشاء اللہ ہمزہ کو آپ ظاہر کر کے کیوں پڑتے ہیں، ہمزہ کو ماشاء اللہ کے الف اور اللہ کے لام میں ادغام کر کے پڑتے۔ جناب نے ترمیمی شعر کہا ہے اس شعر اور اس کی خوبی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آسمانوں پر گئے سلطان دیں۔ اس میں انتہائے سیر معراج آسمانوں تک ثابت ہوتی ہے، اور شعر کتاب میں الی ماشاء اللہ کا کلمہ ایسا پر معنی ہے جس میں انتہائے سیر کی کچھ حد ہی نہیں رہتی اور جس کی تفسیر نکات قاب قوسین او ادق سے حریق ہے کمالا یخفی علی اهل البصيرة (جیسا کہ اہل بصیرت پر پوشیدہ نہیں۔۔۔) تمت۔

### الجواب

کامل النصاب چودھری صاحب زیت عالیہ و بزرگ آیام و یالیہ۔ بعد اوائے ہدیہ سنت طمس، نواز شہناہ اسی وقت تشریف لایا، بکمال اختصار جواب حاضر۔ جو کچھ حضرت معترضی کے خلاف گزارش کی گئی تھی اس پر نمبر حرفی ہوں گے (ب ح ۲) اور خلاف جناب معروض ہوگا اس پر نمبر عددی ۱، ۲، ۳، ۴ اور مشترک پر مشترک۔

(اعترض اول) (۱) بے محل ہے اور جواب کافی (ب) میں زیر اعتراض لہجے تھے تو اسم تاریخی الموسوم بہ کیوں ترک ہوا کون سی ترکیب ہے موسوم باسم تاریخی چاہئے (تلاخ) الموسوم بہ (۲) المعروف بہ یہ کا تصنف الف لام ہیں عندہ الہیہ تال معلوم بھینو ان کی بھی تفسیر چاہئے تھی (ھ) (۱) ان کنز الاخرۃ کے نام ہونے پر ایک باریک مواخذہ بر محل ہوتا تائے مدورہ شکلا یا ہے اور لفظاً وقف میں یا اور وصل میں تاؤ لا عام اعتبار کتابت کا ہے اور لفظ بھی لیجے تو محل محل وقف ہے اور الف لام سے ترکیب ترکیب عربی، تو بہر حال ۵ ہی عدد ہونے نہ ۴۰۰، ہاں منقول حوام پر کنز الاخرت پڑھے تو باعتبار تلفظ تاریخ صحیح ہو سکتی ہے مگر ایک علی تصنیف اس سے غفلت رہنا اولیٰ۔

(اعترض دوم) (۲) میں اور ہاں کا قافیہ میرب ضرور ہے (۳) حالے ظالمے پر قیاس

عن مطلب یہ ہے کہ الموسوم اور المعروف پر جو الف لام ہے۔ یہ کا بیستہ لوگ بولتے اور کائنات پٹواری میں لکھے ہیں لا عندہ الہیہ تال معلوم بھینو یعنی جانچ پر تال سے معلوم ہوا اس جملے میں ان لوگوں نے ایک خرابی تو یہ کہ عندہ کو عندہ کہا اور دوسری جگہ الف لام داخل کیا ۱۲ عبد اللہ بن علی۔

صحیح نہیں کہ زہری جب متحرک ہو تو قبل کی حرکت میں اختلاف بالا جواز دے عیب ہے جیسے دلش و گلشن  
بخلات اختلاف دل کہ زہری ساکن ہے جیسے یہاں۔ (۴) کہن بفتح یا و مضمتین دونوں طرح سے جس کی  
سند یہی اشعار اور ان کی امثال بے شمار ہیں۔ حضرت مولوی قدس سرہ سے

نفس فرعون نے ست ہاں میسرش مکن تانیا رو یاد زان کھنڈ کہن

(نفس فرعون ہے خیر دار اس کو سیرت کر، تاکہ وہ پرانے کفر کی یاد نہ لائے۔ ت)

اکابر نے اس کثرت سے کہن کا قافیہ من یا بزنی یا حسن و غیر ایسی کہی باندھا (۵) جاری مکن غفل کا تب ہے  
صحیح فارسی کہن ہے (۶) زہر و زہر دونوں بفتح ہیں (۷) حدیث شریف میں مؤمن ہر روز معتد بفتح یہ دم  
ہی ہے مؤمن یا مکر امین وارندہ و یا ففتح امین و اسشتہ شدہ یعنی جس سے مشورہ طلب کیا گیا اسے امین  
بنایا گیا تو خلاف شرفینا خیانت ہے۔ لہذا فقیر کو ان گزارشوں پر حیرت ہے کہ یہی حکم شریعت و مقتضائے انصاف  
ہے (۸) منش اور دو نقش میں ضرور اختلاف حرکت ہے اور عیب ہے۔ کوئی عیب لفظی خواہ معنوی ایسا نہیں  
جس کی مثال اساتذہ کے کلام سے نہ دی گئی ہو اس سے نہ وہ جائز ہوتا ہے نہ عیب ہونے سے باہر آتا ہے  
اور نہ اس میں ان کی تقلید روا ہو۔ اکثر محققین مثل ابن الہمام رحمہ اللہ تھانے تصریح فرماتے ہیں کہ ان کا  
باندھ جانا بے پرواہی پر محمول ہو گا کہ قادر کن تھے دوسرا باندھ سے تو قبل و عجز پر محمول ہو گا، میں نے اس  
مصرعہ کو یوں بدلا ہے :

وہ یگانہ ہے صفات و ذات میں حکم میں افعال میں ہر بات میں

(اقرض سوم) کا (و) وہ جواب صحیح ہے جو جناب نے دیا کہ اس کا لٹا فاسق ہے درنہ

اکابر کے کلام میں بکثرت موجود ہے

قلوب العارفين لها عيون تروى ما لا يروا الناظرون

واجبة تطير بغير ريش الى ملكوت رب العالمينا

والسنة بسر قد تناجي بغيث عن كسراه كاتينا

(عارفوں کے لئے دل کی آنکھیں ہیں وہ دیکھتی ہیں جو ہم میں سے دیکھنے والے نہیں دیکھتے۔

اور ان کے بازو ہیں کہ وہ پروں کے بغیر اڑتے ہیں پروردگار عالم کی بادشاہی میں۔

اور ان کی زبانیں ہیں جو ایسے خفیہ راز کہہ دیتی ہیں جو کرانا کاتبین سے پوشیدہ ہیں شیخ

طه الذر المختار كتاب الجهاد باب المرتد مطبع تجنيدى دلي ۳۹۱/۱

(اعتراض ہفتم) وہی ششم ہے مگر (ی) (۱۳) قاضی الحاجات باثبات یا برقرار رکھنا عجیب ہے میں نے اسے یوں بدلا ہے۔

بالمیقین وہ قاضی حاجات ہے (یا)

(۱۴) اس کے پہلے مصرعہ وہ عجیب عرض اور دعوات ہے "میں عجیب عرض ترکیب فارسی ہے لفظ اور سے اس پر عطف ناجائز ہے۔ اسی پر اعتراض کیوں نہ ہوا۔ میں نے اسے یوں تبدیل کیا اور وہ عجیب العرض والدعوات ہے (۱۵)

(۱۵) اسی صفحہ کا شعر "بے دلیل و محبت و برہان ایک" میں بھی عطف پر ترکیب فارسی میں تواظہار فون ناجائز اس پر بھی اعتراض نہ ہوا۔ میں نے اسے یوں بدلا اور حاجت محبت نہیں ایمان میں ایک (۱۶)

(۱۶) صفحہ کے پہلے مصرعہ "خالق خیر اور شمشادہ ہے" میں وہی بات ہے کہ ترکیب اور عطف ہندی اور اب وہ سخت معنی فاسد کو رویم کہ شرک کا عطف معاذ اللہ خالق خیر پڑھا اور شمشادہ ہے "یہ بھی اعتراض سے رہ گیا میں نے اسے یوں بدلا اور

خالق ہر خیر و شمس اللہ ہے

(اعتراض ہشتم) وہی دوم ہے والکلام الکلام (بد) اس میں یوں تبدیل "شرک و کفر و فسق سے نفرت اسے" بہت سخت قبیح واقع ہوئی اگر کروڑوں قافیہ تبدیل بلکہ روی رکھتے بلکہ ہر مصرعہ خارج از وزن ہوتا تو بھی ان کروڑوں کی شناخت اس تبدیلی کی کروڑوں حصہ کو نہ پہنچتی۔ نفرت بھاگنے اور بھاگنے کہتے ہیں اللہ عز وجل کی طرف اس کی نسبت محال نہیں (یہ) (۱۷) نیز اس مصرعہ ہے وہ راضی طاعت و ایمان سے "میں ترکیب فارسی کے بعد اظہار فون ممنوع تھا۔ اس پر اعتراض نہ ہوا۔ میں نے یہ شعر یوں بدلا ہے۔

طاعت و ایمان سے راضی ہے وہ جی شرک و کفر و فسق سے ناراض ہے

(ی) (۱۸) اسی صفحہ میں "بعض افضل بعض پر ہیں بالضرور" تھا لفظ ضرور ہے یا بالضرورۃ، بالضرور کوئی چیز نہیں۔ میں نے اسے یوں بدلا ہے،

بعض افضل بعض سے ہیں پُر ضرور

(اعتراض نہم) (ی) "حق ہے معراج محمد دی پناہ" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ فلک اضافت پر اعتراض یہاں ہے فلک تک دو تک جگہ لے گا۔ بیس صک پر اول ان کے حضرت آدم ابو البشر



میں بھی شک تھا وہ کیوں جائز رکھا گیا۔ (بیچ) اگر شک نامعقول ہو تو دیں پناہ کو صفت کیوں مانئے بلکہ  
 بحدت جتنہ اجلہ مستقلہ مدحیہ ہے یعنی وہ دیں پناہ میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اسی کے نظائر خود  
 قرآن عظیم میں ہیں (یٰط) یہ بھی نہ سہی کیوں نہ ٹھہرائیں کہ مخاطب سید کو خدا ہے یعنی اسے دیں پناہ (۱۹) یہ جواب  
 کہ خفیف اضافت دی جائے گی نہیں اب ورنہ غامض غامض غامض نہیں ہو سکتا غامض کی گنجائش  
 تو پہلے ہی نہ تھی۔ وہی پناہ غامض ہے اب کسر و ال یہ قطع کر دے گا غامض غامض مع غامض۔  
 (اعتراف دوم) صحیح ہے (۲۰) ماشاء اللہ یعنی جو اس طرح پڑھا جائے ماشاء اللہ کسی قاعدہ کا  
 مقتضی نہیں صرف ہمزہ جیک جائز و شائع ہے مگر اب الف و لام میں اتنا ہے کہ کہیں ہو کر الف  
 مگر جائے گا اور یوں پڑھا جائے گا ماشاء اللہ میں نے اسے دو طرح بدلا ہے آسمانوں پر الی ماشاء اللہ یعنی  
 ہمزہ محذوف اور الف شاربہ الف ساقط ہو کر شیخ لام سے مل گیا۔ دوم آسمانوں لما شاء اللہ " لام  
 بمعنی الی بکثرت شائع اور خود قرآن عظیم میں واقع اور اصل کسی تکلف کی حاجت نہیں (ی) اس تبدیل پر  
 جو اعتراض جناب نے کیا وہ صحیح ہے واقعی مفاد اصل و بدل میں زمین و آسمان کا تفاوت ہے یہ ایک  
 اربعین ہے مع انصاف تام یعنی جس متعلق بحضرت مقرر اور جس متعلق بجناب و السلام فقیر کی رائے میں وہ سب  
 جگہ بھیجے کی نہ حاجت نہ حصول منفعت کہ بہت تبدیلیں جو درکار ہیں رہ جائیں۔ بعض کہ درکار نہیں عمل میں  
 آتیں بعض کہ خود اشد اعظم تبدیل کے محتاج ہوں ظہور پائیں۔ امید کہ یہاں کی ترمیم کے بعد کوئی غلط نہ شرعی  
 باقی رہی نہ شعری، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ جناب کو فقیر نے لکھا تھا کہ اخلاط شعریہ سے قطع نظر کروں گا اس  
 کے جواب میں فرمائش جناب پر وہ بھی زیر نظر رکھے گئے۔ میری عظیم بے فرصتی بحد کثرت کار اور اس پر محض تنہائی۔  
 اور پھر علالت و نقاہت کا دس مہینے سے وہ رہ ضرور باعث دیر و تاخیر ہوں گے۔ اگر عجلت نہ فرماتیں اور  
 منظر حضرت عز وجلہ ہو تو کام پورا اور تمام نقائص سے مبرا ہو جائے گا۔ آئندہ جو رائے سامی ہو۔  
 والتسليم مع التكرم۔

مسلم از مطبع اہلسنت و جماعت بریلی مستوفی اجاز احمد صاحب قیصر مراد آبادی کاتب

مطبع مذکور ۵ رجب ۱۳۳۵ھ

۵۔ اسی پر آپ کو قیصر مسلمان کا دعویٰ ہے

کبھی یادِ حسنہ اگر لیں کبھی ذکرِ بیتاں کر لیں

یہ بحرِ ہزج سالم ہے یا مزارِ احسن مسیح؟ کریں اور کریں میں کیا فرق ہے؟ اور کریں کی فارسی  
 کیا ہوگی؟

## الجواب

مٹمن سالم ہے قین کا نوری قلیع میں مسبب قاعدہ نہ آئے گا لہذا مبیع نہیں ہاں ایک مصرع مبیع ہے  
 مگر اسیران قفس کا دم ٹمٹا جاتا ہے اے صیاد

فعل کا اثر اپنے لئے حاصل کرنا ہو خواہ دوسرے کے لئے اُسے مطلقاً کرنا کہیں گے اور کر لینا وہاں کہ اپنے لئے  
 تحصیل اثر مقصود ہو اگرچہ اس قدر کہ اُس سے فراغ حاصل ہو اس میں نے بات کر لی یعنی کہ چکا اہد کر دینا وہاں کہ  
 دوسرے تک وصول اثر مقصود ہو نفع خواہ ضرر، نکاح کر دیا یعنی اپنا اور کر دیا یعنی دوسرے سے اور کیا دونوں کو  
 شامل ہے ہر اپنا چاک کر لیا اور دوسرے کا کر دیا اور کیا عام۔ فارسی میں اس مختصر ترکیب کا ترجمہ نہیں اور یہ فقط  
 کرنے ہی سے خاص نہیں بلکہ ہر فعل میں ہے جیسے کھا لو پی لو مگر دو ہیں ہو گا جہاں دوسرے پر اثر پہنچے گا وہ  
 نہ کہا جائے گا انار توڑ دو یعنی دوسرے کو اور توڑ لو یعنی اپنے لئے اور اگر دوسرے کے لئے توڑ رہا ہے اس  
 سے کھا انار توڑ تو ایک بات نہیں یہاں وہی معنی فرما رہا ہے کہ یہ اثر اپنے لئے ہے فقط۔



# علم و تعلیم

مسئلہ از اسامہ ڈاکٹر ذکریا ضلع میرٹھ مدرسہ حفاظت الاسلام مرسلہ نشی نمود علی مدرسہ مذکورہ  
۲۹ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

(۱) اس زمانہ میں جبکہ عام جماعت کی گھٹا پھیل ہوئی ہے تو اس وجہ سے قرآن پاک، حدیث شریف، فقہ حنفیہ کا جو بعض مسائل شرعیہ ہونے کے مشابہت، نفاس، جماع، طلاق، ثبوت نسب وغیرہ کے کتب بالا کا ترجمہ کر کے عوام کے فہم پر لکھا کرنا کیا منع ہے؟

(۲) کتب فقہ حنفیہ کی درسی وغیرہ کی مشابہت کفر الدقائق، شرح وقایہ، ہدایہ، درمختار، عالمگیری، شامی، قاضیان وغیرہ اور ان کی شروح جو مشہور مدارس عربیہ میں داخل درس ہیں آیا صحیح ہیں یا فرضی؟

(۳) جو مسائل کتب مذکورہ بالا سے اخذ کیے اور وہ میں کر دئے جائیں تاکہ عوام انہیں سے فائدہ مند ہوں تو کیا وہ قابل یقین و عمل نہ ہوں گے جیسے کتب فارسی وارود مالاہد منہ، مفتاح الجنۃ، بہشتی زیور وغیرہ۔

(۴) جو شخص باوجود دعائے حنفیت کرتے ہوئے کتب بالا سے انکار کرے اور کہے کہ انکے مسائل فرضی ہیں حنفی مذہب کے نہیں جس کی وجہ ایک گروہ عظیم کا کتب لا سے اعتقاد خراب ہو جائے یہ لوگ اپنے دعویٰ میں قطع ہو گئے یا غیر قطع؟

(۵) اکثر لوگ بہشتی زیور کے بعض مسائل پر کہ حنفیہ طور سے فصل نجاست اور ثبوت نسب وغیرہ میں ہیں

اعراض کرتے ہیں ہم نے ان کی تحقیق کتب فقہ میں کی تو شرع و قیام، در مختار، کنز الدقائق میں پاتے جاتے ہیں ایک مفتی صاحب کہتے ہیں کہ مسائل فرضی ہیں ان کا کیا کرنا صحیح ہے؟

### الجواب

(۱) ایسے سوال میں قرآن حکیم کا شامل کرنا ضرور ادب ہے اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہماری ہر حاجت کے متعلق حق و باطل، نفع و ضرر پر ہمیں مطلع فرمایا۔ جس طرح ہم نماز روزہ سکھایا یونہی جماع و استنجاء پر تعلیم فرمایا مگر امور پر شہم کا ذکر طرز بیان مختلف ہو جانے سے مختلف ہو جاتا ہے۔ ایک ہی مسئلہ اگر حیا کے پیرایہ میں بیان کیا جائے تو کنز اری لڑکی کو اس کی تعلیم ہو سکتی ہے اور بے حیائی کے طور پر ہو تو کوئی مذہب آدمی مردوں کے سامنے بھی بیان نہیں کر سکتا خصوصاً ترجمہ کہ وہ گویا مسلم کی طرف سے اس کی زبان کا بیان ہوتا ہے، تو نہایت ضرور ہے کہ اس کی عظمت و شان ملحوظ رہے، وہ لفظ لکھے جائیں جو اس کے کہنے کے ہوں، بعض گمراہوں نے ترجمہ قرآن مجید میں اس کا لحاظ نہ رکھا یہ سخت ضرور ادب ہے۔ غرض ایک ہی بات اختلاف طرز بیان سے تعلیم سے توہین لگتی ہے جیسا و شش فرمائیے، تناول فرمائیے، نوش جان فرمائیے، کھاؤ، منکو، تھورو، زہر مار کرو اور تعظیم و توہین میں کس قدر مختلف ہیں تو صرف اتنا غور کہ ہم نے ترجمہ کیا ہے کافی نہیں ہو سکتا جبکہ طرز بیان یہودہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) صحیح مقابل فرضی کے لئے تو اس قدر بس ہے کہ وہ کتاب جس کی طرف نسبت کی جائے اس کی ہو اگرچہ کتنے ہی اغلاط پر مشتمل ہو، جن کتابوں کے نام مسائل نے ان میں کوئی فرضی نہیں، کنز سے قاضی خان تک چھٹے نام مذکور ہوئے یہ سب صحیح معنی معتمد بھی ہیں مگر احتیاطاً کیا حاصل اس کی تفصیل ہم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اگر کتب مذکورہ بالا سے صحیح ترجمہ کیا جائے اور طرز بیان بھی مقبول و محمود ہو اور اپنی طرف سے کچھ اضافہ ہو تو وہ گویا انھیں کتابوں کا وجود ثانی ہوگا یقیناً تو احتیادیات میں درکار ہوتا ہے اور قابل عمل وہ مسئلہ جو مفتی ہو۔ مالا بد میں بھی آیا ہے اور مفتاح الجنتہ تو دوبارہ کے ہاتھ میں رہی جس میں بہت کچھ اصلاح ہوئی اور بہشتی زیور اغلاط و ضلالت و بطلالت و جہالت کا مجموعہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) کنز سے قاضی خان تک جتنی کتابوں کے نام نے ان کی نسبت کوئی حنفی نہیں کیا کہ ان کے مسائل حنفیہ کے خلاف ہیں اور فرضی ہیں تو سوال ہی فرضی ہے۔ مالا بد و مفتاح الجنتہ کے بعض زیادات الحاقات کو اگر کسی نے ایسا کیا تو بیجا نہ کہا اور بہشتی زیور لاف العیرو ولا فی التخییر (مذق لکھے ہیں نہ شکر میں، یعنی کسی شمار میں نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) بیشتی زیور کا حال بالا جمال اور گزرا بیشک اس میں بہت مسائل باطل و ساختہ ہیں وہ کسی طرح اس قابل نہیں کہ کوئی مسلمان اُسے دیکھے یا اپنے گھر میں رکھے مگر عالم جید بعض رذو و ابلال، مفتی صاحب کا اس پر اعتراض بجا ہے اور عوام اُس کے مسائل سے جتنی بھی نفرت کریں اُن کے حق میں مصلحت وغیرہ ہے۔  
قال علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

ایاکم و آتاکم لایضلونکم و اُن سے دُور بھاگو اور اپنے سے دُور رکھو کہیں وہ یفتن و نکوٹ

تھیں گمراہ نہ کریں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈالیں۔  
علامہ کرام نے وصیت فرمائی کہ جاہل کے ٹکے ہوتے مسئلہ پر تصدیق نہ کرو اگرچہ مسئلہ فی نفسہ صحیح ہو کہ اس کی تصدیق نگاہ عوام میں وقعت کا تہ کی موجب ہوگی، وہ یہ سمجھ لیں گے کہ یہ بھی کوئی مفتی ہے، پھر اور جو اپنی جہالت سے غلط فتویٰ دیکھے گا اُس پر بھی اعتبار کریں گے، جب جاہل کے لئے یہ حکم ہے تو چہ جائزہ جنت و جہنم کے لئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مشئلہ ازجے پور راجپوتانہ بازار ہوا محل مرسلہ محمد یوسف حدیسی مدرسہ فیض محمدی  
۲ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ درمختار و شرح وقایہ و ہدایہ و فتاویٰ عبد الکریم و کنز الدقائق و قدوری وغیرہ المصلیٰ وغیرہ کتب فقہیہ میں وہ مسائل جو بلفظ قال ابو حنیفہ و عند ابی حنیفہ (ابو حنیفہ نے فرمایا اور ابو حنیفہ کے نزدیک یوں ہے۔ ت) منقول ہیں کیا اُن کی اسناد بقاعدہ محدثین صاحب کتاب سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ تک پہنچتی ہیں تو ایک مسئلہ کی سند بطور نظیر کے ارقام فرمادیں۔

### الجواب

تمام مسائل کہ صاحب مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بلفظ قال و عند نسبت کئے جاتے ہیں کتب ظاہر الروایہ کے مسئلے ہیں اور اُن تک اسانید متصلہ موجود ہر مسئلہ کے لئے جدا اسناد کی حاجت نہیں جس طرح صحیح بخاری تک ہم اسانید متصلہ رکھتے ہیں، صحیح کی تمام حدیثیں ہمارے پاس انہیں سندوں سے ہیں ہر حدیث میں حدید سند کی ضرورت نہیں۔ صاحب درمختار رضی اللہ تعالیٰ عنہ درمختار میں فرماتے ہیں :

صحیح مسلم باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ تھری کتب خانہ کراچی ۱/۱

میں اس (علم فقہ) کو روایت کرتا ہوں اپنے استاد  
شیخ عبد النبی خلیل سے ، وہ روایت کرتے ہیں  
مصنف (یعنی شیخ الاسلام ابو عبد اللہ محمد بن عبد  
عزیز قرطبی) سے وہ ابن کثیر مصری (یعنی علامہ  
محقق زین صاحب بحر الرائق) سے وہ اپنی سند  
کے ساتھ جڑتا ہے صاحب مذهب امام ابو حنیفہ  
رضی اللہ عنہ کیساتھ (مصنف کے اس قول تک کہ  
یہ فقہ ملائکہ کے بارے میں سند و طرق کے ساتھ ہماری اجازت  
میں مفصل مذکور ہے (ت)

محقق زین روایت کرتے ہیں علامہ ابن شلی صاحب فتاویٰ  
سے وہ ابن شکر شراح وہابیہ سے وہ امام  
ابن ہمام مصنف فتح القدير و زاد الفقير سے وہ  
علامہ قاری الہدایہ سے وہ علامہ مسطور الدین  
سیرانی سے وہ سید جلال الدین صاحب کفایہ  
سے وہ امام عبد العزیز بخاری صاحب کشف  
بزدوی سے وہ کنزہ وافی و کافی کے مصنف  
حافظ الدین نسفی سے وہ امام شمس الائمہ  
کردری سے وہ ہدایہ ، کفایہ المنقی و التجنیس  
کے مصنف امام برہان الدین سے وہ امام  
فخر الاسلام علی بزدوی سے وہ امام شمس الائمہ  
خرخی صاحب مبسوط سے وہ امام شمس الائمہ  
طرائی سے وہ قاضی ابو علی نسفی سے وہ امام

ابی اسود یہ عن شیخنا الشیخ عبد التی  
الخلیل عن المصنف (ای شیخ الاسلام  
ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الغزالی  
التمرتاشی) عن ابن نجیم المصری (ای  
العلامة المحقق زین صاحب البحر الرائق)  
بسندہ الی صاحب المذهب ابی حنیفہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ (الح قولہ) کما  
هو مبسوط فی اجازتنا بطرق جدیدة  
عن الشاخر المتبحرین الکبار الیہ

علامہ صاحب بحر کی سند یہ ہے :

المحقق زین عن العلامة ابن الشلی  
صاحب الفتاوی عن ابن المشحنة شراح  
الوہابیة عن الامام ابن الہمام صاحب  
فتح القدير و زاد الفقير عن الامام  
العلامة قاری الہدایة عن العلامة  
علاء الدین السیرانی عن السید جلال الدین  
صاحب الکفایة عن الامام عبد العزیز  
البخاری صاحب کشف بزدوی عن الامام  
حافظ الدین النسفی صاحب کنزہ وافی  
و کافی عن الامام شمس الائمہ کردری  
عن الامام برہان الدین صاحب الہدایة  
و کفایة المنقی و التجنیس عن الامام  
فخر الاسلام علی البزدوی عن

الامام شمس الاثمة السرخسی صاحب البیوط  
شرح کافی الامام الحاکم الشہید عن  
الامام شمس الاثمة الحلوانی عن القاضي  
ابی علی النسفی عن الامام الفضل عن  
ابی عبد اللہ السبذمونی عن ابی حفص  
الصغیر عن ابیہ الامام ابی حفص اکبر عن  
الامام محمد عن سراج الامة الامام الاعظم  
وايضاً عن محمد بن یعقوب عن ابی حنیفہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

فضل سے وہ ابو عبد اللہ سبذمونی سے  
وہ ابو حفص صغیر سے وہ اسپیٹ والد  
امام ابو حفص کبیر سے وہ امام محمد سے  
وہ سراج الامة امام اعظم ابو حنیفہ  
سے نبیذ امام محمد روایت کرتے  
ہیں امام یعقوب (ابو یوسف) سے اور  
وہ امام ابو حنیفہ سے ماضی اللہ تعالیٰ  
عنہم۔ (ت)

صاحب مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک فقیر کی سند صدر جداول فتاویٰ فقیر اور بفضلہ تعالیٰ  
کتب ظاہر الروایہ بلکہ کتب لواور بلکہ بکثرت کتب علماء و مشائخ تک بلسانید مقصد موجود۔ واللہ  
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از احمد آباد گزات محلہ جالپور مرسلہ مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب  
۹ صفر القفر ۱۳۳۷ھ

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مآ علی قاری کی عبارت اگر آپ کے زیر نظر ہو تو یہ پتا چلتا ہے کہ یہ مرقاۃ  
کی کون سی باب و فصل اور کون سے صحابی کی حدیث کی شرح میں مآ علی قاری نے یہ حدیث نقل  
کی ہے اس کی بناء کو ضرورت ہے عنون و مشکور ہو گا عبارت یہ ہے ،  
انہ بلغنی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
علیہ وسلم ان من قال لا الہ  
الا اللہ سبعین الف غفر اللہ تعالیٰ  
لہ ومن قیل لہ غفر لہ ایضاً۔  
مجھ تک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
کی یہ حدیث پہنچی ، آپ نے فرمایا کہ بے شک  
جس شخص نے ستر ہزار مرتبہ کہا لا الہ الا اللہ  
اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا اور جس کیلئے  
یہ کہا گیا اس کی بھی مغفرت فرمائے گا۔ (ت)

سہ الجوال راتی



## الجواب

مولانا اگر حکم استلام علیکم ورحمۃ و برکاتہ !  
 یہ عبارت مرقاة کتاب الصلوٰۃ، باب ما علی المأموم من التابوۃ، فصل ثانی، حدیث علی و  
 معاذ بن جبل علیہما الرضوان کی شرح میں ہے۔ مطبع مصر جلد دوم صفحہ ۱۰۲۔

## زبان و بیان

مسئلہ از ملک بنگال ضلع فرید پور مرسلہ شمس الدین صاحب  
نمائے خلافت رضامندی و بلا رضامندی میں کیا فرق ہے؟

الجواب

عمل و بے حاصل سوال ہے۔ خلافت رضاد عدم رضامیں عموم و خصوص مطلق ہے وہ بات جس کی  
طرف نہ رغبت نہ نفرت، خلافت رضانیس بلا رضا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ

اول: یزول ملک عن المسجد والمصلیٰ  
بالفعل وبقوله جعلته مسجداً  
مسجد اور عید گاہ میں فعل نماز سے مالک کی ملکیت  
زائل ہو جاتی ہے اور یہ کہنے سے بھی ملکیت زائل  
ہو جاتی ہے کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا۔ (ت)

یہ وہ جس پر بنا ہوا ہے "یا" کے معنی دے گا یا "اور" کے؟

دوم: واذابنی مسجدالم یزول  
ملکہ عنہ حتیٰ یفرز عن ملکہ بطریقہ  
جس شخص نے مسجد بنائی تو اس سے باقی کی ملکیت  
زائل نہ ہوگی جب تک اس کا راستہ مالک کے

اُسے اپنی ملکیت سے مجاز کر دے اور جب تک لوگوں

15

یہ دو جہیں پر م دوسری جگہ ہے اس کے معنی "یا" کے ہونے یا "اور" کے؟ اور وجہ کیا ہے؟

الجاب

پہلی عبارت درختدار کی ہے اور اس میں واو بمعنی "یا" ہے یعنی مسجد میں قبل نماز سے ملک مالک زائل ہو جاتی ہے اور مالک کے اس قول سے بھی کریں نے اس کو مسجد کر دیا۔ دونوں میں جوہر کافی ہے دونوں کا وجود ضروری نہیں۔ رد المحتار میں اسی رنگ کیا۔

لم یرد انه لا یزول بدو نہ لما عرفت انہ  
 یزول بالفعل ایضا بلا خلاف بحکمہ تعالیٰ اعلم  
 اس سے یہ مراد نہیں کہ اس کے بغیر ملکیت زائل نہیں  
 ہوگی اس لئے کہ تو بجاں چکا ہے کہ ملکیت تو محض  
 فعل نماز سے بھی زائل ہو جاتی ہے اس میں نماز پڑھنے کی عام اجازت نہ دے دے (ت)

دوسری جہالت دہریہ کی ہے اور اس میں داؤد بھٹی "یا" نہیں بلکہ امران ضرور ہے اور اسی کے بعد طرہین کے نزدیک ایک بار غار باذن ہونا لازم، اور امام ابو یوسف کے نزدیک صرف زبانی ہے کہ کہ دینا کافی کر میں نے اسے مسجد کیا۔ اسی کو اس جہالت کے متصل دہریہ میں بتایا،

وقال ابو يوسف يزول ملكه لقوله جعلته  
مسجداً ۱۔

اور قولِ امامِ ابروِ سفتِ پرہیِ فترتِی ہے کہ دونوں میں سے جو ہر کافی ہے فعل و قول کا جمع ہوتا ضرر میں۔  
روا کرتے ہیں ہے۔

در رخصتے میں ہے کہ تنویر، در اور وقایہ میں امام  
ابو یوسفؒ کے قول کو مقدم کیا گیا ہے اور وقف  
و قضایں اس کا ارجح ہونا معلوم ہو چکا ہے (ت)

۶۲۴/۱	المکتبۃ العربیۃ کراچی	کتاب الوقت	سہ ہدایۃ
۳۶۹/۳	دار احیاء التراث العربی بیروت	مطلب فی احکام الحجۃ	سہ رد المحتار
۶۲۴/۱	المکتبۃ العربیۃ کراچی	۔	سہ ہدایۃ
۳۶۰/۳	دار احیاء التراث العربی بیروت	۔	سہ رد المحتار

مسئلہ از مدرسہ منتظر السوم برقی مدرسہ مولوی اکبر حسین دہلی پوری طالب علم

۲۸ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ

یعنی خدمت اللہ تعالیٰ کے لئے اعلیٰ اعضاء سے کہ ایک شعر کے معنی میں نہایت فکر کرتا ہوں لیکن سمجھ میں نہیں آتا۔ امید کہ میں حضور کی ذات اقدس سے کامیاب ہوں گا، شعر یہ ہے:۔  
میری تعمیر میں مغفہ اک صورت خرابی کی  
بیونی برق خرمی کا ہے خون گرم دہقان کا

### الجواب

بیونی مادے کو کہتے ہیں جس میں شے کی قابلیت اور استعداد ہوتی ہے اور "خون گرم" سخی کا سبب کہ دہقان کی سخی سے کھینچ کی پیداوار ہے۔ اور اس کا حاصل خرمی کہ برق گرمے تو اسے بالکل عیست و نابود کر دے۔ تو کہتا ہے کہ وہ خون گرم دہقان کے سبب پیدا ہوا۔ وہی برق خرمی کا مادہ بنا کہ حرارت میں برق بننے کی استعداد تھی اور وہی بالآخر اپنے پیدا کردہ خرمی پر بجلی ہو کر گر اور اسے فنا کر گیا تو اس تعمیر میں خرابی کی صورت پنہاں تھی کہ:۔

لدا للوت وانشوا للخراب جرمہ کے لئے اور عمارتیں بناؤ خراب و برباد

ہونے کے لئے۔

مسئلہ از پہلی بیت علامہ احمد زئی مدرسہ مولوی سید محمد عمر الدہلوی شہر دہلی ۱۸ ربیع ۱۴۲۷ھ

(۱) میں آں وقت ہوں کہ آدم نبود کہ حوا معدوم بود آدم نبود

(۲) میں آں وقت کہ دم خدا را نبود کہ ذات و صفات خدا ہم نبود

(۳) خود سے ہم نے محمد کو جو دیکھا فرما تین سو ساٹھ برس پایا خدائے پہلے

(۱) میں اس وقت تھا کہ آدم نہ تھا کہ حوا معدوم تھی اور آدم نہ تھا۔

(۲) میں نے اس وقت خدا کو سجدہ کیا کہ خدا کی ذات و صفات بھی موجود نہ تھیں۔

ان تینوں شعروں کا مطلب تحریر فرمائیے کہ یہ اشعار کس کے ہیں اور کس کتاب میں ہیں؟ ایک شخص نے مجھ سے ان شعروں کا مطلب دریافت کیا ہے مگر مجھے نہیں معلوم میں کیسے بتاؤں۔ لہذا انتخاب سے سوال ہے کہ مطلب تحریر فرمائیے فقط المستفتی محمد عمر

### الجواب

ایسے اشعار کا مطلب اس وقت پرچھا جاتا ہے جب معلوم ہو کہ قائل کوئی معتبر شخص تھا ورنہ

بے معنی لوگوں کے ذہان کیا قابل انتفاع۔

شعر اول کے مصرعہ اخیر میں آن دم نبو و چاہے خود تافیر غلط ہے، بہر حال اس کا مطلب صحیح و صاف ہے۔  
وجود ارج قبل اجسام کی طرف اشارہ ہے۔  
شعر دوم صریح کفر ہے۔

شعر سوم میں دراصل تین سوتیرہ برس کا لفظ ہے۔ فرماں ہمارے بریلی کے شاعر تھے ان کی زندگی میں انکی یہ غزل چھپی تھی۔ فقیر نے بھی دیکھی تھی اس میں تین سوتیرہ کا لفظ تھا، اس میں شاعر نے یہ نعل و بیہودہ و لغو مطلب لکھا ہے کہ لفظ محمد کے عدد ۹۲ ہیں اور لفظ خدا کے عدد ۹۰۵، ظاہر ہے کہ ۹۰۵ سے ۹۲ بقدر ۵۱۳ کے مقدم ہے۔ بیہودہ معنی اور بے معنی بات، واستغفر اللہ العظیم۔ یہ وہ ہے جو شاعر صاحب نے سمجھا تھا اور اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محمد سے مراد مرتبہ رسالت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجمعین جو جس کا سر صرف سما ہے کہ رویت و روایت و روایت و اسے سب کا بیدار ہے اور انہار رسالت کے یہی نتائج ہیں۔ اس کے عدد ۲۰۰ ہیں اور رسول ۲۱۳ کہ حقیقتہً مسبب ظلال رسالت محمد علی صاحبہما افضل الصلوٰۃ والحقۃ ہیں مجموعہ ۵۱۳ ہوا۔ رسل کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سیر من اللہ الی اللہ ہے اور امت کی سیر من الرسل الی اللہ۔ جب تک رسولوں پر ایمان نہ لائے اللہ عزوجل پر ایمان نہیں لی سکتا۔ پھر اس تک رسائی تو ہے وساطت رسل محال ہے اور تصدیق سب رسولوں کی جزا ایمان ہے لا تفرق بین احد من سلسلہ (ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے) برس کو عربی میں حول کہتے ہیں کہ تحویل سے شعر ہے، رسولوں کی بدلیاں بھی تحویل تھیں اور برس معنی بارش ہے ہر رسول کی رسالت بارش رحمت ہے یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آدم سے خاتم تک اسے رسالت میں یہ تین سوتیرہ تصور فرمائے تین سوتیرہ ابراہیم سے خاتم تک ان سب کی تصدیق سے بہرہ ور نہ ہو خدا تک رسائی نالک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## وعظ و تبلیغ

مسئلہ از سہرام ضلع گیا محلہ چیان ٹولی عرف نیم کالے خاں در مسئلہ کلیم مراجع الدین احمد صاحب

۱۳۳۵ھ اشوال

دیوبندی سہارنپوری، نانوتوی وال آبادی وغیرہ اس میں جہد کی تعمیر و تحفظ میں بلا ترجیح یکدیگر  
جو کچھ اقوال مختلف بیان کرتے ہیں کہاں تک حق بجانب ہے تا وقتیکہ بدعت واجب، مندوب، مباح،  
عوام، مکروہ اور بدعت کی وجہ حسن و قبح اور فرق درمیان بدعت و مباح و تخصیص حدیثیں،

(۱) من سن سنة حسنة ومن سن سنة سيئة  
جس نے اچھا طریقہ اپنایا اور جس نے بُرا طریقہ اپنایا (ت)

(۲) من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد  
جو شخص ہمارے دین میں کوئی نئی بات نکالے وہ مردود ہے۔ (ت)

(۳) من ابتدع بدعة ضلالة لا يرضها الله ورسوله  
جس نے کوئی ایسی نئی بات نکالی جو بُری ہے جسے اللہ و رسول پسند نہیں فرماتے (ت)

۱۔ مسند الامام احمد بن حنبل المکتب الاسوی بیروت ۴/۳۶۱ و صحیح مسلم کتاب العلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۳۱

۲۔ صحیح مسلم کتاب الاضیاء باب نقص الاحکام الباطلة الخ ۶/۴۶

۳۔ جامع الترمذی کتاب العلم باب الاخذ بالسنة واجتناب البدعة امین غسینی دہلی ۲/۹۲

کے مطابق ہر امور حسنہ کو میسر ہے پاک رہنے کا حال مفصل نہ کر سنا میں کہ عوام غلط فہمی سے حق تلفی کر کے امور حسنہ کو بامیزش منوعات کے مذہب نہ کر دیں اگر اس کا التزام مذکورین اپنے اپنے وعظ میں نہ کریں تو مورد الزام ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

### الجواب

واعظ کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ مسلمان ہو، دیوبندی عقیدے والے مسلمان ہی نہیں ان کا وعظ مستنا حرام اور دانستہ انہیں واعظ بنانا کفر۔ علما کے حرمین شریفین نے فرمایا ہے کہ:

«من شك في كفره وعذابه فقد كفر» جس نے ان کے کفر اور عذاب میں شک کیا اس نے کفر کیا۔ (ت)

اسی طرح تمام دہریہ و غیر متقدمین فاتحہ جمیعہ اخوان الشیاطین (کہ وہ سب شیطانوں کے بھائی ہیں۔ ت) دوسری شرط سنی ہونا غیر سنی کو واعظ بنانا حرام ہے اگرچہ بالفرض وہ بات ٹھیک ہی کے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

«من دقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام» جس نے کسی بد مذہب کی توفیر کی اس نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔

تیسری شرط عالم ہونا، جاہل کو واعظ کہنا ناجائز ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

اتخذ الناس رؤسا جعلا لافضلہم افاقوا بغیر  
علم فضلوا واضلوا  
دعوتِ جاہلوں کو رہنما بنایا پس جہاں بخل کی گئی تو انہوں نے  
بے علم احکام شرعی بیان کرنے شروع کئے تو  
آپ بھی گمراہ ہوئے اور ادروں کو بھی گمراہ کیا۔

چوتھی شرط فاسق نہ ہونا، جمیع المتعاقی وغیرہ میں ہے:

لا تفتقدیہ للاحامة تعظیہ کیونکہ اسے امامت کے لئے مقدم کرنے میں اسکی

۲۵۶/۱	طبع مجتہدانی دہلی	باب الزند	۱۱۰۲	حدیث	۲۱۹/۱
۹۴ ص	طبع المہنت وجماعت بریلی	حسام الحرمین علی منکر الکفر والمین	۱۱۰۲	حدیث	۲۱۹/۱
۲۱۹/۱	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	باب کیف یقبض العلم	۱۱۰۲	حدیث	۲۱۹/۱
۲۰/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب کیف یقبض العلم	۱۱۰۲	حدیث	۲۱۹/۱

وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً۔  
 قسطنطین ہے حالانکہ شرعاً مسلمانوں پر اسکی توہین واجبہ (ت)  
 اور جب یہ سب شرائط مجتمع ہوں مستی صحیح العقیدہ عالم دین متقی و عارفانے تو عزم کو اس کے وہ  
 میں دخل دینے کی اجازت نہیں وہ ضرور مصالح شرعیہ کا لحاظ رکھے گا ہاں اگر کسی جگہ کوئی خاص مصحت ہر جس  
 پر اسے اطلاع نہیں تو پیش از وہ خط مطلع کر دیا جائے کہ یہاں یہ حالت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم





# علم الحيوان

مسئلہ ۱۵  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں ،  
گنا اور گنا جانور چرند و پرند کس کی اولاد میں ہیں ؟

## الجواب

ہر جانور کرمادہ سے پیدا ہوتا ہے اپنی قسم کے اس پہلے جانور کی اولاد میں ہے جسے رب عزوجل  
نے ابتداء بنایا تھا ، مثلاً سب میں پہلا گھوڑا جو مٹی اور پانی سے رب عزوجل نے بنایا سب گھوڑے  
اس کی نسل ہیں ، یونہی گتے وغیرہ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

---



## تشریح ابدان

مسئلہ ۱۶ مسئلہ مولیٰ نواب محمد سلطان احمد خاں صاحب ۲۹ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

تذکرہ کہتا ہے حال میں دو شخص ایسے پائے گئے ہیں جن کے دو دو دل ہیں اور ڈاکٹروں نے بھی اس کو اپنے طور پر جانچ کیا ہے، بجز کہتا ہے کہ ایک شخص کے دو دل نہیں ہو سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ما جعل الله لرجل قلبین فی جوفہ ۱۔ اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ رکھے (د)

اس پر خالہ کہتا ہے خدائے تعالیٰ نے یہ بھی تو فرمایا ہے:

هو الذی یصورکم فی الامحام کیف یشاء ۲۔ وہی ہے جو تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے۔ (د)

پس یہ امر عجائب صنع باری سے ہے جیسے کہ ایک شخص ایسا بھی موجود ہے جس کا دل داہنی طرف ہے اسی طرح عجیب خلقت بچے ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے ہیں، کیا انسان کیا جانور۔ اور پہلی آیت تو اس شخص کے بارے میں اتنی ہے جو دعویٰ کرتا تھا کہ اس شخص کے دو دل ہیں لہذا میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم و فہم رکھتا ہوں۔ چونکہ اس وقت میں لوگ طرح طرح سے آپ کی مخالفت پر کمر بستہ تھے اس لئے اس شخص نے

۱۔ القرآن الکریم ۲/۳۳  
۲۔ " " ۶/۳

کہہ دیا جس سے لوگ آپ سے برگشتہ ہو جاتیں تو خدا تعالیٰ نے اس کا جھوٹ ظاہر کر دیا۔ پس علماء دین قوم سے بقلب استفسار ہے کہ مشاہیر و روایت کا کیا ہے اور اس بارہ میں کیا اعتقاد رکھنا چاہئے؟  
القوا کلام نفیسکم فی قلبی تو جبر و اھن دیتی (اپنا نفیس کلام میرے دل میں ڈالو، میرے رب سے اجر پاؤ گے۔ ت)

### الجواب

قلب وہ عضو ہے کہ سلطان اعلیٰ میں عقل و فہم و مشاقت و اختیار و رضا و انکار ہے ایک شخص کے دو دل نہیں ہو سکتے، دو بادشاہ در آئیں نہ گنجد (ایک سلطنت میں دو بادشاہ نہیں ہوتے۔ ت) آیت کریمہ میں ساجد نکر ہے اور تحت نفی داخل ہے تو مفید عزم و استغراق ہے یعنی اللہ عز و جل نے کسی کے دو دل نہ بنائے، ذکر فقط اس شخص خاص کی نسبت انکار فرمایا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الاول فی الجسد مضغۃ اذا صلحت  
صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسدت  
الجسد کلہ الا دھنی القلبیہ  
ٹھنڈے ہو بدن میں ایک پارہ گوشت ہے کہ وہ  
ٹھیک ہے تو سارا بدن ٹھیک رہتا ہے اور  
وہ بگڑ جائے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے، سٹنٹے ہو وہ

دل ہے۔

تو اگر کسی کے دو دل ہوں، ان میں ایک ٹھیک رہے ایک بگڑ جائے تو چاہئے مگر ایک ان میں سارا بدن بگڑا اور سنبھلا وہ دونوں ہو اور یہ محال ہے۔ جب دو دل میں ایک نے ارادہ کیا یہ کام کیجے دوسرے نے ارادہ کیا نہ کیجے تو اب بدن ایک کی اطاعت کرے گیا دونوں کی یا کسی کی نہیں۔ ظاہر ہے کہ دونوں کی اطاعت محال ہے، اور کسی کی نہ ہو تو ان میں کوئی قلب نہیں کہ قلب تو وہی ہے کہ بدن اسی کے ارادے سے حرکت و سکون ارادی کرتا ہے اور اگر ایک کی اطاعت کرے گا دوسرے کی نہیں تو جس کی اطاعت کرے گا وہی قلب ہے اور دوسرا ایک بد گوشت ہے کہ بدن میں صورت قلب پر پیدا ہو گیا جیسے کسی کے پنجے میں پتھر انگلیاں اور بعض کے ایک ہاتھ میں دو ہاتھ لگے ہوتے ہیں ان میں جو کام دیتا ہے اور ٹھیک موقع پر ہے وہی ہاتھ ہے اور سارا بد گوشت ہے۔ ڈاکٹروں کا بیان اگر سچا ہو تو اس کی یہی صورت ہوگی کہ بدن میں

صحیح البخاری کتاب الایمان باب فضل من استبرأ لفریضہ  
صحیح مسلم کتاب المساقات باب اخذ اللہل و ترک الشہات  
تقدیمی کتب خانہ کراچی ۱۳/۱  
۲۸/۲

ایک بد گوشت بصورتِ ذل زیادہ پیدا ہو گیا ہوگا۔ ہاتھ میں تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اصلی اور زائد دونوں ہاتھ کلام دیں مگر قلب میں یہ ناممکن ہے۔ آدمی روح انسانی سے آدمی ہے اور اسی کے مرکب کا نام قلب ہے اور روح انسانی متعزّی نہیں کہ آدمی ایک دل میں رہے آدمی دوسرے میں۔ تو جس سے وہ احاطہ متعلق ہوگی تو وہی قلب ہے دوسرا سلب ہے، اور آیہ کریم میں یصوّدکم فی الارحام کیف یشاء فرمایا ہے کہ ماں کے پیٹ میں تمہاری تصویر بناتا ہے جیسی وہ چاہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ کیف تشارون وبتخیلاتکم تمہاری تخیلات جیسی تم چاہو اور اپنے خیالات میں گھر ڈو لسی ہی تصویر بنادے، یہ محض باطل ہے اور اس نے اپنی مشیت بتادی کہ کسی کے جوف میں میں نے دُودل نہ رکھے تو اس کے خلاف تصویر نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔









اس کے عدد چودہ سو پچاس ہیں اور بھی عدد ابو بکر غنیمت علی سعد کے۔  
 اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ باب المار والسین ترجمہ حسن بن علی ۱۱۶۵ دار الفکر بیروت ۱/۵۵۴  
 القرآن الکریم ۱۵۹/۶ ۱۳/۲۵

(۶) نہیں اور افضیٰ بلکہ مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے :

اولئك هم الصديقون والشهداء عند ربهم لهم اجرهم ونورهم۔  
وہی اپنے رب کے حضور صدیق و شہید ہیں اُن کیلئے  
ہے اُن کا ثواب اور اُن کا نور۔

اس کے عدد ۱۵۲، اہی اور یہی عدد ہیں ابو بکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر کے۔

(۷) نہیں اور افضیٰ بلکہ اللہ عز و جل فرماتا ہے :

والذین آمنوا بالله ورسوله اولئك هم الصديقون والشهداء عند ربهم لهم اجرهم ونورهم۔  
جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر  
وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق و شہید ہیں  
ان کے لئے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور۔

آیہ کریمہ کے عدد ۲۰۱۹ اور یہی عدد ہیں صدیق خادق ذوالنورین علی طلحہ زبیر سعد سعید ابو عبیدہ عبد الرحمن  
بن عوف کے۔

الحمد للہ آیہ کریمہ کا تمام و کمال جلد مدح بھی پورا ہو گیا اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے  
اسمائے طیبہ بھی سب آگئے جس میں اصلاً تکلف و تصنیع کو دخل نہیں، کچھ روزوں سے آٹھ دیکھتی ہے یہ تمام  
آیات عذاب و اسمائے اشرار و آیت مدح و اسمائے انبیاء کے مدد معنی خیال میں مطابقت کئے جی میں صرف  
چند منٹ صرف ہوئے اگر کچھ کراہاد ہو رہے جاتے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی مگر بوجہ تعالیٰ اس قدر  
بھی کافی ہے۔ واللہ الحمد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سبحان القرآن الکریم ۱۹/۵۴

سبحان القرآن الکریم ۱۹/۵۴

## حقوق العباد

مسئلہ ۱۹ از شہر ربی محلہ لودی ٹولہ مسئلہ نظیر احمد شہر کٹہہ شنبہ ۲۳ شعبان ۱۳۳۴ھ  
کوئی شخص اگر کسی کی عورت کے ساتھ بد فعلی کرے اور اس عورت کے خاوند سے معافی چاہے تو  
کیا معاف ہو جائے گا یا توبہ بھی اس پر لازم ہوگی؟ اگر فقط توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جائے تو اس وقت  
میری عرض یہ ہے کہ حق العباد تو معاف نہیں ہوتا تا وقتیکہ صاحب حق سے معافی نہ ملے، کیا یہ حق العباد  
نہیں ہے؟ مفصلاً تحریر فرمائیں۔ بیتوا تو جہودا (یہاں فرمائیے اجر دینے جاؤ گے۔ ت)

### الجواب

عورت جس کا شوہر ہو یا باپ بھائی وغیرہم اولیاء جن کو اس امر سے عار پہنچے فرض کیجئے وہ اس  
شخص میں تو اس کے ساتھ معاذ اللہ بدکاری اگرچہ اس کی رضا کے ہے تو ہمارے حقوق میں گرفتاری ہے،  
ایک حق مولے عروج مل کا کہ اس کی نافرمانی کی، دوسرا اس عورت کا کہ اس کی عصمت خراب کی، تیسرا اس کے  
شوہر کا۔ یوں ہی باقی دست حق تعالیٰ کا، جب تک یہ سب معاف نہ کریں معاف نہ ہوگا بجا لیکر ان کو اطلاع  
پہنچ جائے۔ اور اگر برضا سے زنی ہے تو عورت اور دونوں گیارہ سخت حقوق میں گرفتار ہوئے، ایک حق  
مولے عروج مل کا، دس اُن دسوں کے، اور اس عصمت میں عورت کا حق نہ ہوگا کہ وہ راضی ہے اور عورت  
زنا کے باعث نکاح سے خارج نہیں ہوتی مگر اس حالت میں کہ شوہر کے باپ یا بیٹے سے یہ امر واقع ہو تو

نکاح فاسد ہو جائے گا۔ شوہر ہمیشہ کسے حرام ہو جائے گی کہ کبھی حلال نہیں ہوتی۔ شوہر پر فرض ہو گا کہ اسے  
پھوڑ دے مگر بے اس کے پھوڑے نکاح سے نکلے گی اب بھی نہیں، دوسری جگہ نکاح نہ کر سکے گی۔  
واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

## لغت

منہ ۲ مکملہ از کانپور محلہ نایک محمد قیوم مرسلہ مولانا مولوی محمد آصف صاحب قادری دھرمی برکاتی  
۱۴ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ

یا حبیب محبوب اللہ روحی خداک۔ قبلہ قبلہ رستان و کعبہ ابابہ ایمان مظلوم العالی۔ بہر تسلیمات  
قدویانہ و قناتے حضور شرف آستانہ۔ الفاظ تشکیل و عقل یعنی دانا کی صحت و تعلیم سے مطلع فرمائیں۔  
جناب جلال کھنوی آنجنابی کو کترین نے حسب ذیل تحریر بھیجی تھی ہر دو الفاظ مذکورہ ان کے نزدیک غلط ہیں۔  
تشکیل اور عقل ذوق مرحوم کے مندرجہ ذیل اشعار میں پائے جاتے ہیں :۔

نور معنی ہے ہر شکل نتیجہ اُسس کا      اللہ اللہ رے نہیہ شکل شہنشاہ تشکیل  
دانش آموز چوگر تربیت عام تری      بیہ جنوں کو بنا دے ابھی انسان عقل  
خیالت میں ہے

عقل بفتح اول و کسراف مرد بزرگ و بسیار دانا      عقل (ع) پر زبر اور ق کے نیچے زیر (بزرگ اور  
و زانو بند شتر و نام پسر ابی طالب کہ دانا تر بود      بہت عقل و ادا آدمی۔ اور اُونٹ کا زانو بند۔  
پہ نسبت قریشی      اور ابو طالب کے بیٹے کا نام کہ وہ قریش کی نسبت  
زیادہ عقل مند تھا۔ (ت)

۱۰

اس تحریر کا جواب جناب جلال نے یہ تحریر فرمایا تھا:

”ذوق نے پوشکیل و عقیل معنی داننا ہا نہ صا ہے آپ کے نزدیک وہ پایہ اعتبار میں ہو گا میرے نزدیک نہیں، اس لئے کہ پوشکیل و عقیل معنی داننا کسی لغت معتبر میں مثل صراح و قاموس کے نہیں نکلتا، نہ اساتذہ پارس کے اشعار میں ہے، پھر کچھ نگر میں مان لوں اور صاحب خیانت بھی عقیل کو معنی داننا لکھ کر یں مگر صاحب خیانت کا مانہ جو لغت میں ان میں سے بھی کسی نے لکھا ہے۔“ خافہم بیچارے جلال۔

## الجواب

صدا الفان عربی ہیں کہ اردو میں غیر معنی عربی پر مستعمل ہیں ان معانی کو قاموس میں تلاش کرنا حماقت ہے بلکہ اردو کے اہل زبان سے دریافت کرنا چاہئے۔ ذوق مرحوم اس زبان کے مسلم اساتذہ سے بچے۔ معترض صاحب کا تخلص جلال ہے لفظ تخلص اس معنی پر کون سے قاموس میں ہے، اردو میں جلال ”خصہ“ کو کہتے ہیں، جلال آگیا۔ عربی میں اس معنی پر کب سے بلکہ خصہ بھی عربی میں ”گلے کا اچھوٹا“ ہے نہ کہ غشم۔ اس قسم کے الفاظ کی فہرست لکھی جائے تو ایک رسالہ ہو۔ انھیں میں پوشکیل و عقیل بھی ہیں۔ پوشکیل معنی حسین اور عقیل معنی صاحب عقل معترض کا کہنا کہ ”ذوق نے پوشکیل و عقیل معنی داننا“ ہا نہ صا“ محض نادانی ہے پوشکیل معنی داننا ”شعر ذوق میں کہاں سے کہاں بلکہ عقیل و داننا میں بھی عقیل داننا کے نزدیک فرق ہے عقل و مسلم لے واحد نہیں علمہ اکبر من عقلہ (اس کا علم اس کی عقل سے بڑا ہے۔ ت) مشہور ہے بھجان تک میرے کان کا سنا ہوا ہے معترض کا مذہب شیعہ تھا ایسی حالت میں جناب اور فرمایا نہ چاہئے۔ والسلام مع الکرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## خواب

مسئلہ ۲۱ از کانپور عملہ مولفج مرسلہ امام الدین صاحب امام مسجد شکر اللہ صاحب سوداگر  
۱۳ ربیع الآخر شریف

خواب کیا چیز ہے؟

### الجواب

خواب چار قسم ہے۔

ایک حدیث نفس کہ دن میں جو خیالات قلب پر غالب ہو جاتے ہیں اور اس طرف سے عواس مغل ہوئے  
عالم مثال بقدر استعداد منکشف ہوا انہیں خیالات کی شکلیں سامنے آئیں یہ خواب محل و بے معنی ہے اور  
اس میں داخل ہے وہ جو کسی غلطی کے غلبہ اس کے مناسبات نظر آتے ہیں مثلاً صفراوی آگ دیکھے ٹھنسی پانی۔  
دوسرا خواب القائے شیطان ہے اور وہ اکثر وحشتناک ہوتا ہے شیطان آدمی کو ڈراتا یا  
خواب میں اس کے ساتھ کہلاتا ہے اس کو فرمایا کہ کسی سے ڈر نہ کرو کہ تمہیں ضرر نہ دے۔ ایسا خواب  
دیکھے تو بائیں طرف تین بار تھوک دے اور اٹھ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھے۔  
تیسرا خواب القائے فرشتہ ہوتا ہے اس سے گزشتہ و موجودہ و آئندہ غیب ظاہر  
ہوتے ہیں مگر اکثر یہ تاویل قریب یا بعید میں دلہذا محتاج تعبیر ہوتا ہے۔



چوتھا خواب کہ رب العزت بلا واسطہ القاء فرمائے وہ صاف صریح ہوتا ہے اور احتیاجِ تعبیر سے  
بری۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

## اخبار

مسئلہ ۲۲ از کراچی فیمنسٹب رام باغ گاڑی حادثہ ۱۹ ربیع الآخر ۱۴۳۹ھ  
جو شخص جس کام کے لئے منتخب کیا گیا وہ اس کو پوری طرح سے ادا کرے یعنی قاصر ہے تو اس کو  
کیا بھنا چاہئے؟ بیتوا قہر دوا (بیان کیجئے اجر دیئے جاؤ گے۔ ت)

### الجواب

اس میں ہزاروں صورتیں ہو سکتی ہیں، ایسی گول بات قابل جواب نہیں ہوتی۔ کیا کام، کیا انتخاب  
کیے نہ کرنا، ایک ایسے کام کے لئے منتخب کیا تھا جو اس کے لئے مباح ہے نہ کیا تو کیا الامام اور اگر اس پر  
فرض تھا اور نہ کیا تو سخت گناہگار اور حرام تھا اور نہ کیا تو بہت اچھا کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

•

•

•

## عقائد و کلام و دینیات

مسئلہ ۲۳ از حسن پور ضلع مراد آباد بذریعہ طفیل احمد صاحب قادری برکاتی رضوی  
مسئلہ حافظ اکرام اللہ خاں ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ

سوال اول، تقریبہ الامیان مولوی اسلمیل کی فرائض الطابع کھنڈ کی چھٹی جلد کے صفحہ ۲۲۹ پر جو سوس شریفین کی تردید میں کچھ نظم ہے اور رنڈی وغیرہ کا ذکر دیا ہے اسے جو پڑھا تو جہان تک عقل نے کام دیا سچا معلوم ہوا کیونکہ اکثر سوس میں رنڈیاں ناچتی ہیں اور بہت بہت گناہ ہوتے ہیں اور رنڈیوں کے ساتھ ان کے یار آشنا بھی آتے ہیں اور آنکھوں سے سب آدمی دیکھتے ہیں اور طرح طرح کے خیال آتے ہیں کیونکہ خیال بد و نیک اپنے قبضہ میں نہیں، ایسی اور بہت ساری باتیں لکھی ہیں جن کو دیکھ کر تسلی بخش جواب دیجئے۔

سوال دوم، اور اس کتاب کے صفحہ ۳۰۰ پر دربارہ علم غیب کے جو فتوے درج ہیں کہ مچھرانے کا آپ کو علم ہو جاتا ہے اس کے جواب میں جو مولوی صاحب نے درج کی سورہ نمل آیہ چار بارہ، سورہ انفک آیہ پنجم و سورہ اعراف و سورہ احقاف اور اس سے آگے حدیث شریف پیش کی ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو علم غیب کیا کل کا بھی حال معلوم نہیں تھا کہ کیا ہوگا حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے، اور یہ کہنا کہ شیطان کو علم زیادہ ہے اور آپ کو کم، تو عرض ہے کہ بہت ساری باتیں ایسی ہیں کہ ہمارے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں دی گئیں اور وہی کو دی گئیں

مثلاً سیدنا علیہ السلام کو تخت اور لڑائی کے لئے گھوڑے اور اونٹ اور ہمارے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں پیدل چل کر لڑتے تھے۔ بہت ساری باتیں عرض حال ہے جس سے طول ہونے کا خیال ہے۔ قسمل بخش جواب یا دلیل عنایت کیجئے اور وہ آیت مع ترجمہ جس سے کہ علم غیب معلوم ہوتا ہے اور حدیث شریف جس سے علم غیب پایا جاتا ہے اور وہ مثل حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی جو تمت لگائی گئی تھی اگر علم غیب ہوتا تو آپ کو کیوں خبر نہ ہوئی۔

سوال سوہر: اگر کسی عورت کا خاوند شراب پیتا ہے اور شراب پی کر عورت سے جماع کرے تو اس عورت کو کیا کرنا چاہئے؟

سوال چہارم: اگر کوئی ہندو کوئی چیز میرے پاس نقد یا سامان دیکھ گیا تو اس کو نہ دینا چاہئے، جانتے ہے یا نا جانتے؟ یا کوئی چیز بھول گیا تو میں نے اس کو اٹھایا تو دینا چاہئے یا نہیں؟ غرض ہندوؤں کا مال چوری ہو گا دے کر لینا جانتے ہے یا نہیں؟

سوال پنجم: یہ جو مشہور ہے کہ عورت کو خواہش نفس مرد سے تو سمجھ زیادہ ہے، اس کا پتہ شریعت سے چلتا ہے یا نہیں؟

سوال ششم: کنگا و اڑھی میں کس کس وقت کیا جائے؟

سوال ہفتم: مولوی اشرف علی تھانہ بھون والے کے کچھ غمان پر ٹھنا جانتے ہے یا نہیں؟

سوال ہشتم: وہ کہن سی باتیں ہیں جن کی وجہ سے کتاب تقریر الایمان خراب ہے؟

## الجواب

جواب سوال اول: رنڈیوں کا ناچ بے شک حرام ہے، اولیائے کرام کے عرسوں میں مقید جاہلوں نے یہ مصیبت پھیلادی ہے۔

جواب سوال دوم: علم غیب ذاتی کہ اپنی ذات سے بے کسی کے دئے ہوئے اللہ عز و جل کے لئے خاص ہے اُن آیتوں میں یہی معنی مراد ہیں کہ بے خدا کے دئے کوئی نہیں جان سکتا اور اللہ کے بتائے سے اجیار کو معلوم ہونا ضروریات دین سے ہے، قرآن مجید کی بہت آیتیں اس کے ثبوت میں ہیں، از انجلہ سورۃ جن میں فرماتا ہے:

عَلَّمَ الْغَيْبَ فَلَا يَظْهَرُ عَلَيْهِ غَيْبٌ أَحَدًا أَلَمْنَ أَلَفْنِي مَنْ  
اللہ ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے خاص غیب پر کسی کو مستط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ

رسول ﷺ

رسولوں کے۔

اور فرماتا ہے،

تلك من انباء الغيب نوحىها اليك ﷺ

یغیب کی باتیں ہیں کہ ہم تمہیں بتاتے ہیں۔

اور فرماتا ہے،

وما هو علم الغيب بضيق ﷺ

یہ بھی غیب کی باتیں بتانے میں بخل نہیں فرماتا۔

اس مسئلہ کے بیان کو رسالہ انباء المصطفیٰ و رسالہ خالص الاعتقاد دیکھئے کہ کتنی آیتوں، حدیثوں اور اقوال ائمہ دین سے ثبوت ہے۔ جو شخص شیطان کے علم کو زیادہ بتاتا ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتا ہے اور کافر ہے اس کے بیان کو علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ حسام الحرمین دیکھئے، یہ سب کتابیں بریلی مطبع اہلسنت سے مل سکتی ہیں۔ کوئی دولت کوئی نعمت، کوئی عزت جو حقیقتہً دولت و عزت ہو ایسی نہیں کہ اللہ عزوجل نے کسی اور کو دی ہو اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا نہ کی ہو، جو کچھ جسے عطا ہوا یا عطا ہو گا دنیا میں یا آخرت میں وہ سب حضور کے صدقہ میں ہے حضور کے طفیل میں ہے حضور کے ہاتھ سے عطا ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

انما انا قاسم واللہ الماعطی ﷺ دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں۔

جواب سوال سوم: خاوند کے شراب پینے کا وبال اس پر ہے عورت اسے جماع سے منع نہیں سکتی۔

جواب سوال چہارم: امانت میں خیانت جائز نہیں اگرچہ ہندو کی ہو، فدرود ہندی جائز نہیں اگرچہ ہندو سے ہو، خیانت و فدرود کے سوا اس کا بھی لحاظ ضرور ہے کہ کسی جرم قانونی کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرنا بھی منع ہے۔ حدیث میں ہے،

من اعطى السذلة من نفسه ﷺ جو شخص بغیر کسی مجبوری کے اپنے آپ کو نجوشی

لہ القرآن الکریم ۲۷/۲۹۶

لہ " " ۱۱/۳۵

لہ " " ۸۱/۲۴

لہ صحیح البخاری کتاب العلم باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقد فی الدین تھری گتب خانہ کراچی ۱/۱۷

لہ کتاب الجہاد باب قول اللہ تعالیٰ فان شہ نفسہ ﷺ کتاب الجہاد باب قول اللہ تعالیٰ فان شہ نفسہ ﷺ ۱/۳۹۹

طاغی غیور مکرہ فلیس منائیے  
اور جب نہ غور ہو نہ قانونی جرم تو پھر جس طرح اس کا مال ملے مباح ہے۔  
وقت پرپیش کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

**جواب سوال پنجم:** ضرر اس کی اصل ہے، حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ "عورت کو مرد سے سوچے زائد خواہش (شہوت) ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر حیا ڈال دی ہے۔"  
**جواب سوال ششم:** کنگھے کے لئے شریعت میں کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے اعتدال کا حکم ہے، نہ تو یہ ہو کہ آدمی جتنی شکل بنا رہے ہو کہ ہر وقت مائیکہ چوٹی میں گرفتار، خیر الامور اوسطها (بہترین امور وہ ہے جو درمیان ہو۔ ت)

**جواب ہفتم:** اشرف علی کی نسبت علامہ نے حرمین شریفین نے اسی کتاب حسام الحرمین میں فرمایا ہے:

من شك في كفره وعذابه  
فقد كفر به  
جو اس کے اقرار کفر پر مطلع ہو کر اس کے کافر و معذب ہونے تک کرے وہ بھی کافر ہے۔

**جواب سوال ہشتم:** "تقویۃ الایمان" ایک مگر اہی اور بے دینی کی کتاب ہے۔ علامہ نے حرمین شریفین نے اس گروہ کو گمراہ و بے دین کہا ہے اور فرمایا ہے:

اولئك حزب الشيطان الا ان حزب  
الشيطان هم الخسرون  
یہ لوگ شیطان کے گروہ ہیں خبردار ہر شیطان ہی کے گروہ نقصان میں ہیں

اس کتاب اور اس کے مصنف کے کلمات کفر کو کبہ شہابیہ میں بطور نمونہ شتر کے قریب بیان کئے ہیں جس میں صفات کے حوالہ سے اس کی جہارتیں اور پھر اس کے کلمہ کفر ہونے پر آئین حدیث ائمہ کی روایتیں لکھی ہیں اور اس رسالہ کو دیکھتے تو آپ کو معلوم ہو کہ یہ شخص کیسا بے دین تھا بیدین کی کتاب دیکھنا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۔ الترغیب والترہیب الترغیب فی النہد فی الدنیا ۱۶ حدیث ۶۰ مصطفیٰ البانی مصر ۱۶۹/۲

۲۔ المقاصد المحمدہ حدیث ۶۰۵ دار الکتاب العربی بیروت ص ۳۰۲

کنز العمال حدیث ۴۳۸۴۵ توسل الرسالہ بیروت ۲۲۵/۱۹

۳۔ کشف الخفاہ " ۱۲۲۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۲۶/۱

۴۔ حسام الحرمین مع تمہید ایمان مطبع الحسنت بریلی ص ۹۲

۵۔ القرآن الکریم ۱۹/۵۸

۳۔ **مسئلہ** از مراد آباد مدرسہ اہلسنت بازار دیوان مرسلہ مولوی ابوالحسن عبد اللہ و صاحب  
طالب علم مدرسہ مذکور یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ء  
و بانی جو مشہور ہیں وہ کوئی سافرقہ ہے اور ان کی اصل کہاں سے نکلی، اور ان کے عقائد  
کیا ہیں، اور ان کی بابت حدیث میں کیا وارد ہے؟

### الجواب

و بانی ایک بے دین فرقہ ہے جو محبوبانِ خدا کی تعظیم سے جلتا ہے اور طرح طرح کے  
رجیوں سے اُن کے ذکر و تعظیم کو مٹانا چاہتا ہے، ابتداءً اس کی مجلسیں لیں سے ہے کہ اللہ عزوجل  
نے تعظیم سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم دیا اور اُس ملعون نے نہ مانا اور زمانہ اسلم میں اس کا  
بادی ذوالخویرہ عیسٰی ہوا جس نے حضور اقدس سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت ارفع میں کلمہ توہین کہا  
اس کے بعد ایک پورا گروہ خوارج کا اس طریق پر چلا جن کو امیر المؤمنین مولیٰ علی نے قتل فرمایا لوگوں نے  
کہا خدا تعالیٰ کو جس نے ان کی نجاستوں سے زمین کو پاک کیا امیر المؤمنین نے فرمایا یہ منقطع نہیں ہوئے ابھی  
ان میں کے ماؤں کے پیٹوں میں ہیں باپوں کی پیٹوں میں ہیں کلمہ قطع قرن فشاقت جب ان میں کی  
ایک سنگت کا شادی جاسے گی دوسری سر اٹھائے گی حق یوں انفرجہم بخروج مع المسیح الدجال  
یہاں تک کہ ان کا کپڑا گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔ اس حدیث کے مطابق ہر زمانہ میں یہ لوگ  
نئے نئے نام سے ظاہر ہوتے رہے یہاں تک کہ بارہویں صدی کے آخر میں ابن عبد الوہاب نجدی اس  
فرقہ کا سرغنہ ہوا اور اس نے کتاب التوحید "نکلی اور توحید الہی عزوجل کے پردے میں انبیاء و  
اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خود حضور اقدس سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی توہین دل  
کھول کر کی اس کی طرف نسبت کر کے اس گروہ کا نام نجدی و بانی ہوا۔ ہندوستان میں اس فتنہ ملعونہ  
کو اسمعیل دہلوی نے پھیلا یا کتاب التوحید کا ترجمہ کیا اس کا نام "تقویۃ الایمان" رکھا، دلی عقیدہ  
وہ ہے جو تقویۃ الایمان میں کئی جگہ صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ:

"اللہ کے سوا کسی کو نہ مانا اور وہی کا ماننا محض غلط ہے۔"

اس کے قبیحین جو گروہ ہیں عقائد میں سب ایک ہیں مگر اعمال میں یوں متفرق ہوئے کہ ایک فرقے نے

۲۰۵/۱۱	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	حدیث ۳۱۲۴۴	سلف کنز العمال
۱۲	مطبوعہ طبعی اندرون لوباری دروازہ لاہور	الفصل الاول	تقویۃ الایمان
۵	" " " " " "	مقدمۃ الكتاب	" "



۳۱۔ علامہ از مراد آباد مدرسہ اہلسنت بازار دیوان مرسلہ مولوی ابوالمسعود عبدالودود صاحب  
طالب علم مدرسہ مذکور حکم مجادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

مولود شریف کی حقیقت کیا ہے اور محفل میلاد میں خاص وقعت ذکر ولادت شریف حضور

۱۳۳/۱۱	مؤسسه الرساله بیروت	حدیث ۳۰۹۶۲	کتاب الزکوة
۱۳۵/۱۱	مؤسسه الرساله بیروت	حدیث ۳۰۹۵۰	کتاب الزکوة
۱۳۴/۱	مؤسسه الرساله بیروت	حدیث ۳۰۹۵۲	کتاب الزکوة
۱۳۶/۱	مؤسسه الرساله بیروت	حدیث ۳۰۹۴۲	کتاب الزکوة
۱۳۹/۱۱	مؤسسه الرساله بیروت	حدیث ۳۰۹۴۹	کتاب الزکوة
۱۳۹/۱	مؤسسه الرساله بیروت	حدیث ۳۰۹۴۹	کتاب الزکوة

پُر نور احمد مجتہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کھٹے ہونا اور لوگوں کو کھڑے ہونے کے لئے حکم دینا اور عقیدہ اشعار خوش الحانی سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

### الجواب

یہ سب باتیں جائز و مستحسن و باعث برکات ہیں اور ان کی اصل قرآن عظیم کے ان احکام کا ماننا ہے کہ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمت لوگوں کے سامنے خوب بیان کرو، وَذَكِّرْهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ اَللّٰهُ انھیں اللہ کے دلی یاد دلاؤ، قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فليفرحوا تم حکم دو کہ اللہ کے فضل اور اللہ کی رحمت کی خوشی منائیں، لَتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲ رام نگر ضلع بنارس حلقہ امام الدین صاحب ۹ جمادی الاول ۱۳۳۶ء  
گزشتہ محرم خواجہ حسن نظامی دہلوی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ”محرم نامہ“ رکھا ہے خواجہ صاحب ایک مشہور شخصیت کے آدمی ہیں اس لئے ان کی اس کتاب کی بڑی اشاعت ہوئی اس کا ایک نسخہ ناچیز کے ایک دوست نے بھی منگایا اس محرم نامہ میں خواجہ صاحب نے عام بزم امیر پر اور حضرت عمر دین العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خصوصاً نہایت سخت و شدید حملے کئے ہیں اور ان کے متعلق ایسی باتیں لکھی ہیں جن سے مذہب محرم نامہ پڑھنے والوں کے خیالات میں نہایت الجھل پڑ گئی ہے، لہذا محرم نامہ مذکور سے اخذ کر کے کچھ حوالہ کرتا ہوں اور دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ باتیں کیسی ہیں تاکہ معلوم کر کے خود کو اور دیگر برادران اہل سنن کو خیالات کی کشمکش سے چھڑاؤں، محرم نامہ میں ہے:

(۱) بغیر سوچے تم کو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت عثمان کی شروع خلافت سے لے کر قتل عثمان تک جنگ جمل، جنگ صفین، فیصلہ صفین اور آخر تک ہر بڑے چھوٹے فساد کی غیبیاد میں عمرو بن العاص کا ہاتھ ضرور تھا۔

(۲) حضرت علی کو دھوکا دے کر خلافت حضرت عثمان کو انھوں نے دلوائی۔

۱۱/۹۳	۱۱	۱۱	۱۱
۵/۱۲	۵	۵	۵
۵۸/۱۰	۵۸	۵۸	۵۸
۹/۴۸	۹	۹	۹

(۲) اور پھر سب سے پہلے مخالفت عثمان پر یہ آمادہ ہوئے۔

(۳) حضرت عثمان کی بہن کو طلاق دی۔

(۵) اور مسجد میں سخت کلامی کا افتتاح بھی انہی عمرو بن العاص نے حضرت عثمان کے ساتھ کیا۔

(۶) یہی عمرو بن العاص تھے جنہوں نے لوگوں کو علانیہ جوش دلا کر حضرت عثمان کے مار ڈالنے پر ترغیب دی۔

(۷) اور پھر یہی عمرو بن العاص تھے جو معاویہ کے وزیر بن کر حضرت علی سے خون عثمان کا انتقام لینے آئے۔

(۸) فیصلہ خلافت میں ابو موسیٰ اشعری کو دھوکا دینے والے بھی یہی تھے۔

(۹) بنی امیہ اور عمرو بن العاص جیسے چند آدمیوں کی یہ آگ لگائی جوتی ہے جو آج تک نہیں بجی۔

مندرجہ بالا باتوں کا تعلق اگرچہ زیادہ تر تاریخ سے ہے لیکن چونکہ اس کا ایک ایک حرف مذہب پر اثر ڈال رہا ہے اس لئے ناچرز نے دارالافتاء کے دروازے ہی پر دستک دینی مناسب سمجھی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق تین باتیں اور پوچھتی ہیں،

(۱) حضرت کا نسب نامہ۔

(۲) آیا آپ کی حضور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی رشتہ داری تھی یا نہیں؟

(۳) کسی گروہ کو آپ کے صحیح النسب ہونے میں کلام ہے؟ محرم نامہ ذکر کی نسبت یہ دریافت کنا ہے کہ آیا اس کا پڑھنا سنیوں کے لئے کیسا ہے اور اس کو درست سمجھنا؟

### الجواب

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابہ کرام سے ہیں ان کی شہادت میں گستاخی نہ کرے گا مگر افضی۔ جس کتاب میں ایسی باتیں ہوں اس کا پڑھنا سنی مسلمان سنیوں پر حرام ہے ایسے مسئلہ میں کتابوں کے حوالے کی کیا حاجت، اہلسنت کے مضمون عقائد میں تصریح ہے: الصحابة کلہم عدول لا نذکرہم صحابہ سب اہل غیر و عدالت ہیں ہم ان کا الابیخیرینہ ذکر نہ کریں گے مگر بھلائی سے۔

اگر کوئی شخص اہل سنت کی کتابوں کو نہ مانے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

لے من الرض الا زہر شرح الفہم الاکبر افضل الناس بعد علیہ الصلوٰۃ والسلام مصنف ابابکر مصرع

اسلم الناس و آمن عمرو بن العاص -  
 مرواه الترمذی عن عقبه ابن عامر  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ -

بہت لوگ وہ ہیں کہ اسلام لائے مگر عمرو بن  
 العاص ان میں ہیں جو ایمان لائے (اس کی  
 ترمذی نے عقبہ ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت کیا۔ (۷)

ان عمرو بن العاص صحت صالحی قریشی۔  
 مرواۃ الترمذی والامام احمد فی مسندہما عن  
 سیدنا طلحہ بن عبید اللہ احمد  
 العشرۃ المبشرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم  
 (احمد بن -)

عمرو بن العاص صالحی قریشی سے ہیں۔  
 (ترمذی اور امام احمد نے اپنی مسند میں اسے سیدنا  
 طلحہ بن عبید اللہ جو عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہم اجمعین سے ایک ہیں۔ سے روایت  
 کیا۔ ت)

نعم اهل البيت عبد الله وابو عبد الله  
وامر عبد الله - س واء البغوى وابو يعلى  
عن طلحة س عنى الله تعالى عنه .

واخرجه ابن سعد في الطبقات بسند صحيح عن ابن ابي مليكة و مراد (اسس) کہ ابن سعد نے طبقات میں صحیح سند ساتھ ابن ابی علیہ کے روایت کیا اور اتنا زیادہ کیا (یعنی عبد اللہ بن عمرو بن العاص، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ ذات السلاسل میں اُسی النبی فوج کا سردار کیا جس میں صدیق اکبر و فاروق اعظم

۳۵۶/۵	دار الفکر بیروت	مناقب عربین العاصم حدیث ۳۸۴۰	جامع الترمذی ابواب المناقب
۳۸۴۱	"	"	سنن الترمذی
۳۹۰/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	حدیث ۱۳۸۵	مسند امام احمد بن حنبل عن طبر بن عبد اللہ
۳۹۰/۱	"	۱۳۸۴	"
۳۱۳/۱	مؤسستہ علوم القرآن	حدیث ۶۴۱	مسند ابی یعلیٰ

تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ایک بار اہل مدینہ طیبہ کو کچھ ایسا خوف پیدا ہوا کہ متفرق ہو گئے، سالم مولیٰ ابی حذیفہ اور عمرو بن العاص دونوں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہما تلواریں کر مسجد شریف میں حاضر رہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور اس میں ارشاد کیا،

الا كان مقرر عكم الى الله والى رسوله  
الا فعلتم كما فعل هذا ان الر حبلان  
المؤمنان بله

مگر اگر احادیث کو بھی نہ مانے تو قرآن عظیم کو تو مانے گا، اللہ عزوجل فرماتا ہے،  
لا يستوى منكم من افق من قبل الفتح وقاتل  
اوليك اعظم درجة من اللذين  
انفقوا من بعد وقاتلوا وكلا وعد  
الله الحسنى والله بما تعملون  
خبير

اللہ عزوجل نے صحابہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دو قسم فرمایا، ایک مومنین قبل فتح مکہ، دوسرے مومنین بعد فتح مکہ۔ فریق اول کو فریق دوم پر فضیلت بخشی اور دونوں فریق کو فرمایا کہ اللہ نے اُن سے بھلائی کا وعدہ کیا۔ عمرو بن العاص مومنین قبل فتح مکہ میں ہیں۔ صحابہ فی تمیز الصحابہ میں ہے،

عمرو بن العاص بن وائل بن هاشم  
بن شعيبة بالتصغير ابن سهم بن  
عمرو بن هيص بن كعب بن لؤي قرشي  
السهمي امير مصر يكنى ابا عبد الله و  
ابا محمداً أسلم قبل الفتح في صفر سنة  
عمر بن عاص بن وائل بن هاشم بن شعيبة  
(تصغير کے ساتھ) بن سهم بن عمرو بن هيص  
بن كعب بن لؤي قرشي السهمي امير مصر يكنى  
ابو عبد الله و ابو محمداً أسلم قبل الفتح في صفر سنة

۱۰ مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث عمرو بن العاص المکتب الاسلامی بیروت ۲۰۳/۴  
۱۰ القرآن الکریم ۵/۱۰

ثبات وقیل بین الحسد یبیدۃ و کہا گیا ہے کہ حدیثیہ اور خیر کے درمیان  
خیبر ہے اسلام لائے۔ (ت)

اور بعد فتح قوراہ خدا میں جو ان کے جہاد میں آسمان و زمین ان کے آواز سے گونج رہے  
ہیں اور اللہ عزوجل نے وہ فوج فریق سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور بعض القلب معترضین جو ان پر  
طعن کریں کہ فلاں نے یہ کام کیا فلاں نے یہ کام کیا اگر ایمان رکھتے ہوں تو ان کا منہ تمہ آیت سے بند  
فرما دیا کہ واللہ بما تعملون خیبر مجھے خوب معلوم ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو، مگر میں تو تم سب سے  
بھلائی کا وعدہ فرمایا چکا۔ اب یہ بھی قرآن عظیم ہی سے پوچھ دیجئے کہ اللہ عزوجل نے جس سے بھلائی  
کا وعدہ فرمایا اس کے لئے کیا ہے، فرماتا ہے:

ان الذین صبت لہم منا الحسنی  
اولئک عنہا مبعدون لا یسعون  
حسبہا وہم فی ما اشتہت انفسہم  
خلدون لا یحزنہم الفزع الاکبر  
وتلقیہم الملئکۃ ہذا یومکم  
الذی کنتم توعدون

بیشک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہر  
جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اس کی بھٹک تک  
نہنیں گے اور اپنی من مانتی نعمتوں میں ہمیشہ  
رہیں گے وہ قیامت سب سے بڑی گھبراہٹ  
انہیں غلبے نہ کرے گی اور ملائکہ ان کا استقبال  
کرینگے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن  
جس کا تم سے وعدہ تھا۔

ان ارشادات الہیہ کے بعد مسلمان کی شان نہیں کسی صحابی پر طعن کرے، بغرض مسئلہ  
بغرض باطل طعن کرنے والا جتنی بات بتاتا ہے اُس سے ہزار حصے زائد سہی اس سے یہ کہتے  
انتم اعلم ام اللہ کہ کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ کیا اللہ کو ان باتوں کی خبر نہ تھی یا نہ وہ ان سے  
فرمایا چکا کہ میں نے تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا تھا کہ تم مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ تو اب اعتراض  
نہ کرے گا مگر وہ جسے اللہ عزوجل پر اعتراض مقصود ہے۔ عسیر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ حرف العین ترجمہ عمر بن العاص ۵۸۸۲ دار صادر بیروت ۲/۲

۲۔ القرآن الکریم ۱۰/۵۷

۳۔ ۱۰۲/۲۱

۴۔ ۱۴۰/۲

جلیل القدر قریشی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جدِ امجد کعب بن لوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سے، اور ان کی نسبت وہ ملعون کلمہ طعن فی النسب کا اگر کہا ہوگا تو کسی رافضی نے، پھر وہ صدیق و فاروق کو کب چھوڑتے ہیں عمر و بن عاص کی کیا گفتی، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ  
مَنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۖ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ أَعْلَمُ  
پلٹا کھائیں گے۔ (ت) وَاللَّهُ تَعَالَىٰ أَعْلَمُ  
میں ۳۳۳ از کانپور محلہ روٹی گو دام مسجد حسینی مستری مرسلہ محمد یعقوب خاں

۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

(۱) حضرات اولیاء اللہ بعد وصال زندہ رہتے ہیں یا نہیں؟ اگر زندہ رہتے ہیں تو کوئی دلیل قلعی ان کی حیاتِ ابدی پر ہے یا نہیں؟ اور اگر نہیں زندہ رہتے تو اس پر کوئی براہین قاطعہ ہے یا نہیں؟

(۲) اولیاء اللہ کے تصرفات اور ان کے فیوض و انوار و برکات بعد وصال بھی موجود رہتے ہیں یا بعد موت ظاہری وہ سب ختم ہو جاتے ہیں؟ حاجتمندوں کا بزرگانِ دین کی درگاہوں سے فیضیاب ہونا برحق ہے اور اس پر کوئی دلیل شرعی ہے؟ اگر ہے تو کیا دلیل ہے اور اگر نہیں ہے تو کیا یہ سب محض توہمات ہیں؟ ان کے توہمات ہونے پر کیا دلیل ہے؟

(۳) بزرگانِ دین کی درگاہوں میں حاضر ہونا اور ان سے یہ کہنا کہ آپ مستجاب الدعوات اور مقبول بارگاہ ہیں ہمارے لئے دعائیں کہجے کہ خداوندِ عالم ہماری وہ غرض پوری کر دے۔ شریعتِ خرا میں اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں؟ اگر اس کی کوئی اصل ہے تو کس کتاب میں ہے؟

(۴) اولیاء اللہ کو مزارات پر جانے سے خبر ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ان میں یہ احساس ہے تو بارگاہِ ذوالجلال میں عرض کر کے کسی مصیبت زدہ کی تکلیف اور مصیبت کا ازالہ کر اس یا نہیں۔

(۵) حضرت غوثِ پاک قدس سرہ کو دستگیر کتنا جائز ہے یا نہیں؟

(۶) حضرت خواجہ معین الدین سجوی قدس سرہ کو غریب نواز کے لقب سے پکارنا جائز ہے یا نہیں؟

## الجواب

الہسنیت کا مذہب یہ ہے کہ روح انسانی بعد موت بھی زندہ رہتی ہے، موت بدی کہلاتے ہیں  
روح کے لئے نہیں۔ انہما خلقتم للابد تم ہمیشہ رہنے کے لئے بنائے گئے ہو۔ امام جلال الدین  
سیوطی شرح الصدور میں بعض ائمہ کرام سے نقل فرماتے ہیں کہ کسی نے ان کے سامنے موت و روح  
کا ذکر کیا، فرمایا،

سبحن الله هذا قول اهل البدع۔ سبحان الله يا بد مذہبوں کا قول ہے۔

اللہ عز وجل فرماتا ہے،

كل نفس ذائقة الموت۔ ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔

موت جب تک واقع نہ ہوئی معدوم کا مزہ کہاں سے آیا اور جب واقع ہوئی اگر روح مر جائے تو  
موت کا مزہ کون چکھے۔ یوں ہی الہسنیت و جماعت کا اجماع اور صحیح حدیثوں کی تصریح ہے کہ ہر میت  
اپنی قبر پر آنے والوں کو دیکھتا اور اس کا کلام سُنتا ہے موت کے بعد سمیع، بصر، علم، ادراک سب  
بدستور باقی رہتے ہیں بلکہ پہلے سے بہت زیادہ ہو جاتے ہیں کہ یہ صفیں روح کی تھیں اور روح  
اب بھی زندہ ہے، پہلے بدن میں مقید تھی اور اب اس قید سے آزاد ہے۔ ادیانے کرام سے  
اس طرح عرضی حاجت بلا طعنه جاتے ہیں۔ امام اجل تقی الملتہ والدین علی بن عبدالحکام کی سبکی  
قدس سرہ الملکی نے کتاب مستطاب شفا السقام اور شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اشعۃ اللمعات اور دیگر کاموں میں اپنی تصنیفات میں ان مسائل کی تحقیق جمیل  
فرمائی۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر حوزی میں زیر آیہ کریمہ والقہر اذا اتسق  
لکھتے ہیں،

بعض از خواص ادیان اللہ را کہ آلاء جبارہ  
تکمیل و ارشاد دینی نوع خود گردانیدہ  
اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا  
اللہ تعالیٰ کے بعض خاص ادیان ہیں جن کو  
بندوں کی تربیت کا طہ اور راہنمائی کے لئے  
ذریعہ بنایا گیا ہے، انھیں اس حالت میں بھی

۱ شرح الصدور باب فضل الموت خلافت اکیڈمی سوات ص ۵

۲ باب مقرر الارواح ص ۱۰۶

۳ القرآن الکریم ۱۸۵/۳



دنیا کے اندر تصرف کی طاقت و اختیار دیا گیا ہے اور کامل وسعتِ مدارک کی وجہ سے ان کا استغراق اس طرف متوجہ ہونے سے مانع نہیں ہوتا۔ صوفیائے اولیہ باطنی کمالات ان اولیاء اللہ سے حاصل کرتے ہیں اور غرض مند و محتاج لوگ اپنی مشکلات کا حل ان سے طلب کرتے اور پاتے ہیں (ت)

جلا دینا گویا کہ رُوح کو بے مکان کرنا ہے جبکہ  
دُفن کرنا گویا کہ رُوح کے لئے ٹھکانہ بنانا ہے۔  
اسی سبب سے دُفن شدہ اولیاء اللہ اور دیگر  
صلیٰ علیہمُ السَّلَام نفع و فائدہ کا حصول جاری ہے اور  
ان کے لئے امداد و فائدہ رسائی بھی تصور ہے (ت)

مقامِ علیین ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے اس کا  
 پتلا حصہ سدرة المنتہیٰ اور اوپر والا عرش مجید کے  
 دائیں پاسے سے ملتا ہے، نیک لوگوں کی  
 رو میں قبض ہونے کے بعد وہاں پہنچتی ہیں مغربی  
 یعنی اُسیبا، واولیاء تو وہیں برقرار رہتے ہیں جبکہ  
 عام صالحین کو ان کے مراتب کے مطابق آسمان  
 دُنیا یا آسمانِ وزمین کے درمیان چارہ ذرزم میں  
 ٹھہراتے ہیں اور وہ عجل کا تعلق قبروں کے ساتھ  
 بھی قائم رہتا ہے، چنانچہ وہ زیارت کیلئے قبر پر

مقام علیین بالا کے ہفت آسمان ست پانچ  
آں متصل بسدرۃ المنتہی است و بالا کے آں  
متصل بر پایہ راست عرش مجید شاد و باغ نیاں  
بعد از قبض و رانجامی رسند و مقربان یعنی  
انبیاء و اولیاء و ران مستقر می مانند و عوام صلوات  
و ابر حسب مراتب در آسمان دنیا یا در میان  
آسمان و زمین یا در چادر زمزم قرار می دهند  
و تعلق بقبر نیز ایں ادوار را می باشد کہ بعضی  
زیارت کنندگان و اقارب و دیگر دوستان

۱ فتح العزیز (تفسیر عزیزی) پارہ نم تحت آیت والقمر اذا قسفت مسلم بکبر لال کنواں بی ہذا  
۲ سورۃ عبس استفادہ از اول آید فوجن ~ ~ ~ ص ۳۸

برقبر مطلع و مستانس میگردند زیرا کہ روح را  
 قُرب و بُعد مکانی مانع ایں دریافت  
 نمی شود، و مثال آن در وجود انسانی روح  
 بصری است کہ ستارہا تے ہفت آسمان  
 درون چاہ سے تو اندر لے لے  
 آئینا لے عزیز و اقارب اور دوستوں سے آگاہ  
 ہوتے ہیں اور ایں سے انس حاصل کرتے ہیں  
 کیونکہ مکانی قُرب و بُعد روح کے لئے اس مرتبہ  
 و علم سے مانع نہیں ہوتا، اس کی مثال انسانی  
 وجود میں روح بصری ہے جو ساتوں آسمانوں کے  
 ستاروں کو چاہ کے اندر دیکھ سکتی ہے۔ (ت)

حیات شہداء قرآن عظیم سے ثابت ہے اور شہداء سے علماء افضل، حدیث میں ہے:  
 روز قیامت شہداء کا خون اور علماء کی دوات کی سیاہی تو لے جائیں گے علماء کی دوات  
 کی سیاہی شہداء کے خون پر غالب آئے گی۔

اور علماء سے اولیاء افضل ہیں، توجب شہداء زندہ ہیں اور فرمایا کہ انھیں مردہ نہ کہو، تو اولیاء کہ ہر جہا  
 اُن سے افضل ہیں ضروران سے بہتر جی ابدی ہیں، قرآن عظیم کے ایجازات میں یہ بھی ہے کہ امر ارشاد  
 فرماتے ہیں اور اس سے اس کے امثال اور اس سے امثل پر دلالت فرمادیتے ہیں، جیسے:  
 لا تقبل لہما اُحیت ولا تنہرہما۔ ان سے ہوں نہ کہنا اور انھیں نہ جھڑکنا (ت)  
 ماں باپ کو ہوں کہنے سے ممانعت فرمائی جو کہ اس سے زیادہ ہودہ خود ہی منع ہو گیا، اور یہیں دیکھتے  
 حیات شہداء کی تصریح فرمائی اور حیات انبیاء کا ذکر نہیں کہ اعلیٰ خود ہی مفہوم ہو جائے گا، اس لالہ انھیں  
 میں اولیاء بلاشبہ داخل۔

حضور سیدنا طرٹ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور دستگیر ہیں، اور حضرت سلطان الہند  
 معین الحق والدین ضرور غریب نواز۔ سیدنا ابوالحسن نور الدین بھٹہ الابرار شریفین میں سیدنا  
 ابو القاسم عسمر بن ابراہیم سے روایت فرماتے ہیں،  
 قال سمعت السید الشیخ عبدالقادر یحییٰ فی سناپنے مولیٰ حضرت سید شیخ عبدالقادر

لے فتح العزیز (تفسیر عزیزی) پارہ عم سورۃ مطففین مقام اربع انبیاء و علیٰ مسلم بکد پوہلی ص ۸۲  
 لے کنز العمال حدیث ۲۸۷۱۵ موسستہ الرسالہ بیروت ۱۴۱۱ھ  
 لے القرآن الکریم ۲۳/۱۷ ۲۸۸۹۹-۲۸۹۰۲

جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بار بار فرماتے سنا کہ  
میرے بھائی حسین حجاج کا پاؤں پھسل گیا  
کے وقت میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کی دستگیری کرتا  
اُس وقت میں ہوتا تو ان کی دستگیری فرماتا اور  
میرے اصحاب اور میرے مریدوں اور مجھ سے محبت  
رکھنے والوں میں قیامت تک جس سے نفوش  
ہوگی میں اس کا دستگیر ہوں۔

الجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول  
غیر مصنف حثواخی حسین الحلّاج فلم  
یکن فی زمانہ من یاخذ بیدہ و لو کنت  
فی زمانہ لاخذت بیدہ وانا لکل من  
عشرہ مرکوبہ من اصحابی و مریدعی و  
صحبی الی یوم القیمة اُخذ بیدہ

والحمد للہ رب العالمین۔

تمام مسلمانوں کی زبانوں پر حضور کا لقب غوث اعظم ہے یعنی سب سے بڑے فریادرس شاہ ولی آقا  
صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب درکنار خود اسماعیل دہلوی نے جاہلی حضور کو غوث اعظم یا دیکھا ہے۔  
فریادری و دستگیری نہیں تو کیا ہے، حضرت شیخ مہر الدلت ثانی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں،

بعد از رحلت ارشلو پناہی تو گاہی روز عید زیارت  
مزار ایشان رفتہ بود و در اثنا سے توجہ بزار  
متبرک التغات تمام از روحانیت مقدس ایشان  
ظاہر گشت و از کمال غریب فوازی نسبت  
خاصہ نمود و اکہ بحضرت خواجہ احمد  
منسوب بود و رحمت فرمودند

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۹ از موضع درو ضلع فیضی مال مرسلہ مٹھو نوربات ۹ جمادی الاول ۱۳۳۶ھ  
اللہ تعالیٰ کا جو فرمان ہے وہ کلام پاک ہے، اس میں سب فیصلے موجود ہیں، اس سے کوئی  
فیصلہ بچا نہیں ہے، باب اماموں کا جو اختلاف ہے وہ کس بنا پر ہے؛ ایک فعل حرام اور کسی کے  
یہاں وہی فعل حلال ہے اور کسی کے یہاں وہی فعل فرض اور کسی کے یہاں وہی فعل سنت، بعض کے

یہاں واجب \_\_\_\_\_ مثلاً ایک فعل امام شافعی کے یہاں جائز ہے اور ہمارے  
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ناجائز، اور کچھ لوگ اس فعل کو کرتے ہیں اور ہم بچتے ہیں، اور یہ  
بھی سنا ہے کہ خدا کے حرام کو حلال جانتے والا کافر، اور یہ بھی سنا ہے کہ غیر مقلد کے پیچھے پیانا جائز  
نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے، حضور اس کی تسکین ہو۔

دوسرے یہ کہ جناب باری نے اپنے محبوب کو سب مراتب عنایت فرمائے ہیں اکثر وہاں یہ کہ  
جھگڑا سنیے کو ملتا ہے تو حضرت بنی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مثال پیش کرتے ہیں تہمت والی۔  
میرے حضور اگر اڑشیں یہ ہے کہ بعض موقع پر جناب باری کی طرف سے پردہ ہوتا تھا کیا؟

## الجواب

قرآن عظیم میں بے شک سب کچھ موجود ہے مگر اسے کوئی نہ سمجھ سکتا اگر حدیث اس کی شرح نہ فرماتی  
قال اللہ تعالیٰ:

لَقَبِينِ لِلنَّاسِ مَا نَزَلَ إِلَيْهِمْ لَعَلَّ  
اور حدیث بھی کوئی نہ سمجھ سکتا اگر ائمہ مجتہدین اس کی شرح نہ فرماتے، ان کی سمجھ میں ملامت مختلف  
ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:  
رَبِّتْ هَبْذَ يَبْلَغُهُ اَوْحَدٌ لَهْ مَسْن  
بہت سے لوگ جن تک بات پہنچائی جاتی وہ  
سامع یلہ  
سننے والے سے زیادہ اس کو یاد رکھنے والے  
ہوتے ہیں۔ (ت)

اور فرماتے ہیں:

رَبِّتْ حَامِلٌ فَقَدْ اَلْبَسَتْهُ هُوَ  
بہت سے فقہ ائمہ ان لوں سے وہ زیادہ فقیہ  
افقہ منہ یلہ  
ہوتا ہے جس کو وہ پہنچاتے ہیں۔ (ت)

اس تفسیر فی الدین میں اختلاف مراتب باعث اختلاف ہوا اور ائمہ مصلحت الہیہ احادیث

لہ القرآن الکریم ۴۴/۱۶

سنن ابن ماجہ باب من یبلغ علما ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱  
جامع الترمذی ابواب العلم باب ماجاء فی الحث علی تبلیغ العلم امین کمپنی دہلی ۹۰/۲  
سنن ابن ماجہ باب من یبلغ علما ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱

مختلف آئیں، کسی صحابی نے کوئی حدیث سنی اور کسی نے کوئی، اور وہ بلاد میں متفرق ہوئے، ہر ایک نے اپنے علم شائع فرمایا، یہ دوسرا باعث اختلاف ہوا۔ عبد اللہ بن عمر کا علم امام مالک کو آیا، اور عبد اللہ بن عباس کا امام شافعی کو، اور افضل العباد عبد اللہ بن مسعود کا علم ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ کو، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماعی حلال کھراں یا حرام کو حلال بنا جو کفر کیا گیا ہے وہ ان چیزوں میں ہے جن کا حرام یا حلال ہونا ضروریات دینی سے ہے یا کم از کم نص صریح قطعیہ سے ثابت ہو۔ اجتہادی مسائل میں کسی پٹن بھی جائز نہیں نہ کہ معاذ اللہ ایسا خیال۔ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز باطل محض ہے کہ اصلاً ہوتی ہی نہیں، اس کی تفصیل ہمارے رسالہ النہی الاکید میں ہے ان غیر مقلدوں پر کلمہ فقہاء کرام شترہ جہ سے کفر لازم ہے اور ان کے پیچھے نماز ہو سکتا کیا معنی۔ امام اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں:

لا تجوز الصلوة خلف اهل الاھواء۔ بد مذہبوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (د)

اللہ عز وجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن عظیم اتارا کہ ہر چیز ان پر روشن فرمادی۔ قال اللہ تعالیٰ:

نزلنا عليك الكتاب تبییناً لما اختلف فیہ من الدلائل۔ ہم نے تم پر یہ فتر آں اتارا کہ ہر چیز کا شرف کیا۔ (روشن بیان ہے۔ د)

قرآن عظیم تھوڑا تھوڑا کر کے تفسیر برس میں نازل ہوا، جتنا قرآن عظیم اُترتا گیا حضور پر غیب روشن ہوتا گیا، جب قرآن عظیم پورا نازل ہو چکا روز اول سے روز آخر تک کا مبع کا مابین و مابین کا علم محیط حضور کو حاصل ہو گیا، تمامی نزول قرآن سے پہلے اگر کوئی واقعہ کسی حکمت الہیہ کے سبب منکشف نہ ہوا ہو تو اساطیر علم اقدس کا منافی نہیں معہذا زمانہ انک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا جس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور کو علم نہ تھا، اپنے اہل کی برات اپنی زبان سے ظاہر فرمایا یہ بہتر ہوتا یا یہ کہ رب السموات والارض نے قرآن کریم میں شترہ آیتیں ان کی برات میں نازل فرمائیں جو قیام قیامت تک مساجد و مجالس و مجامع میں تلاوت کی جائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فتح القدر کتاب الصلوة باب الامامة مکتبہ نور برضویہ سکھر ۳۰۴/۱  
۵ القرآن الکریم ۵/۵

ہم سائلہ از شہر عقبہ کو تو انی مسئلہ عزیز الدین صاحب پیشکار ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ کا نکاح بعد ولادت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے یوسف نجار حضرت مریم کے خالہ زاد بھائی سے ہوا ہے یا نہیں؟

(۲) حضرت مریم غیبیہ ہیں یا نہیں؟

(۳) اب کے پیغمبر زندہ ہیں اور کہاں کہاں ہیں؟

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا چوتھے آسمان پر ہیں؟

(۵) ایک شخص زندہ ہونے پیغمبروں کا قائل نہیں ہے اور آیت قد خلت من قبلہ السّٰسَل (ان سے پہلے رسول ہو چکے۔ ت) کو استدلال میں لاتا ہے، اس آیت کا کیا مطلب ہے؟

(۶) اور اُسی کا یہ قول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر اُترینگے تو وہ رسول ہوں گے یا نہیں

اور اگر وہ رسول نہ ہوں اور اُمت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اُس وقت ہوں تو خلافت

کلام پاک ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کسی کی رسالت نہ چھینے گا، اور کیا اُن کی اُمت بلا رسول کے

رہ جائے گی؟

### الجواب

(۱) شرع مطہر میں اس کا کہیں ثبوت نہیں، نہ تفسیری کے یہاں بھی صرف منکسر لکھا ہے

ہاں وہ جنت میں حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے ہوں گی، کمافی الحدیث۔

(۲) نہیں، کوئی عزت غیبیہ نہیں۔

(۳) ہاں بایں معنی کہ اب تک لائق موت اصلاً نہ ہوا چار نبی زندہ ہیں، عیسیٰ وادریس

علیہما الصلوٰۃ والسلام آسمان پر اور الیاس و خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام زمین پر۔

شرح مقاصد میں ہے :

ما ذهب اليه العلماء من العلماء انہ - بزرگی علماء اس طرف گئے ہیں کہ چار انبیاء

اربعة من انبياء في شجرة الاحياء - زندوں کے ذمہ میں ہیں، حضرت خضر اور

سَلَامَةُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۷/۵

المخفف والياس في الامراض و عيسى  
و ادريس في السماء عليهم الصلوة  
و السلام  
حضرت الیاس علیہا الصلوٰۃ زمین میں جبکہ  
حضرت عیسیٰ اور حضرت ادريس علیہما الصلوٰۃ  
و السلام آسمان پر۔ (ت)

(۴) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب اسری انجیل آسمان دوم پر پایا  
استقبالی سرکار و اقتدار حضور کے لئے تمام انبیاء کرام علیہم افضل الصلوٰۃ و السلام اولاً  
بیت المقدس میں جمع ہوئے پھر ہر نبی کو ان کے محل میں دیکھا اس سے ظاہر یہ کہ مقام سیدنا مسیح علیہ السلام  
آسمان دوم ہے اور مشہور چہارم۔ و اللہ تعالیٰ اعلم

(۵) حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ و الثناء کا منکر گمراہ بدین ہے اور غلت سرے سے طریق  
موت پر بھی دلیل نہیں نہ کہ معاذ اللہ استمرار موت یہ لفظ صرف انصاف کے عہد پر وال ہے جیسے بلا تشبیہ  
یہ کہنا کہ سلطان محمد خاں خامس سے پہلے اتنے سلاطین ہو گزرے اس سے یہ نہ سمجھا جائے گا کہ  
سلطان حمید خاں زندہ ہی نہیں۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام سب بیمات حقیقی دنیاوی جہانی زندہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

الانبياء احياء في قبورهم  
یہملون  
انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام اپنی قبروں میں  
زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،  
ان الله حرم على الامم ان  
تأكل اجساد الانبياء فتبى الله  
حي يروى في  
بے شک اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے جسم کو  
کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ  
کا نبی زندہ ہوتا ہے اس کو رزق دیا جاتا  
ہے۔ (ت)

(۶) عاش زکوی رسول رسالت سے معزول کیا جاتا ہے نہ سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ

۱۔ شرح القامد المحسنه الفصل الرابع المبحث السابع دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/۳۱۱

۲۔ مسند ابی یعلیٰ حدیث ۲۴۱۲ مؤستہ علوم القرآن بیروت ۳/۳۴۹

۳۔ سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز باب ذکر وفاتہ و دفنہ صلی اللہ علیہ وسلم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۹

والسلام رسالت سے معزول ہوں گے، نہ حضور کا امتی ہو یا رسالت کے خلاف، وہ قبل  
نزول اپنے عہد میں بھی ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی تھے اور بعد از  
بھی امتی ہو کر اتریں گے، تمام انبیاء و مرسلین اپنے عہد میں بھی حضور کے امتی تھے اور اب بھی امتی  
ہیں، جب بھی رسول تھے اور اب بھی رسول ہیں کہ ہمارے حضور نبی الانبیاء ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ:  
لَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَلَئِنَّكَ أَنتَ الْغَافِلُ (تم ضرور ضرور اس پر ایمان لاؤ اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ ت)  
ہاں اس وقت وہ اپنی شریعت پر حکم فرماتے تھے اب کہ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحبہ افضل الصلوٰۃ  
والتحیۃ نے اگلی شریعتیں منسوخ فرمادیں، ایک حضرت مسیح نہیں جو کوئی رسول بھی اب ظاہر ہو شریعت محمدیہ  
پر ہی حکم کرے گا کہ منسوخ پر حکم باطل، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:  
”اگر کسی میرا زمانہ پاتے تو میری اتباع کے سوا انہیں کچھ محتاجش نہ ہوتی“

اور اس کا کہنا کہ ان کی امت بلا رسول کے رہ جائے گی” اس کی سخت جہالت پر دلیل ہے اور  
اگر سمجھ کر کہے تو اس کی نصرانیت، کیا اب نصرانی امت مسیح ہیں، کیا اب وہ ان کے دین پر ہیں،  
حاشا کہ بت کلمۃ تخرج من افواہہم (کتب بڑا بول ہے کہ ان کے مونہوں سے نکلتا ہے۔ ت)  
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مشہور از بریل مدرسہ اہلسنت وجماعت مستولہ مولوی شیخ احمد صاحب بیسپوری طالب علم  
در سہ مذکور ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسلم القبول میں جو یہ دو مذہب بیان  
کئے ہیں یہ باطل و مردود ہیں یا نہیں؟ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف آزاد خیال شخص ہیں پہلے  
کی بنا پر ارادہ میں عبد مختار محض ہوا دوسرے کی بنا پر افعال قلوب جزئیہ کا خالق ہوا جہاں  
یہ ہے

وقیل بل موجود فیجب تخصیص اور کہا گیا ہے بلکہ قصد بروجہ ہے چنانچہ قصود خلق  
القصد المصمم من عسوم کے عسوم سے بندے کے مصمم ارادہ کی تخصیص

۱۱۱ القرآن الحکیم ۳/۸۱

۱۱۱ مسند احمد بن حنبل عن جابر بن عبد اللہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/۳۸۴  
دلائل النبوة لابن نعیم الفصل الاول عالم المکتب بیروت الجزء الاول ص ۸  
۱۱۱ القرآن الحکیم ۵/۱۸۵



بقریہ عقل واجب ہے (ت)

ایک سطر بعد : ۱

وعندی مختار بحسب الادراكات الجزئية  
الجسمانية مجبور بحسب العلوم  
الكلية العقلية ۛ

اور میرے نزدیک بندہ اور اکات جزئیہ جسمانیہ  
کے اعتبار سے مختار اور علوم کلیہ عقلیہ کے اعتبار  
سے مجبور ہے۔ (ت)

الجواب

پہلا مذہب باطل ہے، اس کا زور فقر کے وسائل القمع العین میں ہے۔ مذہب دوم محض عمل و بے معنی ہے جس کا اصل کوئی متصل نہیں، مصنف کس قدر حقیقی میں آزاد خیال نہیں، مگر اس بحرِ غمخوار میں غلط زنی سے ممانعت فرمائی گئی تھی اس پر جو آت باعث لغزش و زلزلت ہوئی اور ہوتی ہی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۸ نمبر از کتابچہ نئے سڑک مسجد حاجی شکر اللہ مرحوم  
۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ء

زیرِ خدا کی مشاق میں یہ کلمات تو ہینفہ کہتا ہے گویا بتو خدا اچھا خاصہ رُٹ ہو گیا ،  
آیا زیرِ خدا کی مشاق میں ایسے کلمات تو ہینفہ کہنے سے کافر ہو گیا یا مسلمان رہا ؟ مجھے چونکہ بجز  
مضمر کی تحقیقاتِ علیہ کے تسکین نہیں ہوتی اس واسطے عریضہ خدمت میں روانہ کیا جاتا ہے ۔

الاجواب

ایسے محل محل سوال پر کوئی حکم نہیں ہو سکتا، لفظ ابتر صاف دلائل کو رہا ہے کہ یہ کسی بات پر تصریح ہے، وہ بات کیا تھی اور اس کا قائل یہ تھا یا دوسرا، مثلاً کسی کافر یا مرتد یا منافق خبیث نے اپنے معبود کے لئے کوئی بات ایسی کہی جس سے اس کا پھیلنا سمٹنا ثابت ہو یا اسی قدر کہ یہ ناپاک تغیرات اس کی شان سے ٹھہریں اس پر کسی مسلمان نے اس اندھے کافر کی آنکھیں کھولنے کو یہ تنبیہ کی تو توہین اس کافر مرتد نے کی نہ کہ اس مسلمان نے، غرض اس میں بہت ضرورتیں ہو سکتی ہیں، مفصل بات کہی جلتے تو حکم دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۰ مسلم الثبوت فائدة عند المجيئة لا قدرة في البعد اصله المطبع الانصاري دہلی ص ۹

۲۹ مسئلہ از تین پازہ اندرون باری عجب میان ضلع بختی مرسلہ سلطان احمد خاں مرزا پوری

8

۱۵ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ

لولاك لما خلقت الافلاك كوطائے دین ہمیشہ سے محفل میلاد شریف میں بیان کرتے آئے اور اب بھی بیان کرتے ہیں اور اکثر علمائے دینی نے برسر مجلس اس حدیث کو بتلایا کہ یہ حدیث قدسی ہے اور بہت سی اردو میلاد کی کتابوں میں بھی لکھا ہے اور تمام دنیا کے میلاد خواں اسی کو پڑھتے ہیں مگر کسی عالم نے کہیں اس کی نسبت کچھ اعتراض نہ کیا اور مولانا غلام امام شہید کے میلاد شریف شہیدی میں یہی حاشیہ پر لکھا ہے کہ حدیث قدسی ہے، اسی طرح بہت سی اردو کی میلاد کی کتابوں میں ہے، اور لغات کشوری میں بھی لکھا ہے کہ قدسی ہے، برعکس اس کے مولانا محمد یعقوب صاحب نے اس حدیث کی بابت بیان کیا کہ یہ حدیث قدسی نہیں ہے اور نہ کسی حدیث میں ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے اکثر بزرگان دین سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بیشک یہ کوئی حدیث نہیں ہے بلکہ اس کے معنی صحیح ہیں۔ اس حدیث کی نسبت جو کچھ حکم خدا و رسول کا ہو بیان فرمائیں۔

### الجواب

یہ ضرور صحیح ہے کہ اللہ عزوجل نے تمام جہان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بنایا اگر حضور نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا۔ یہ مضمون احادیث کثیرہ سے ثابت ہے جن کا بیان ہمارے رسالہ تلاو الافلاك بجلال احادیث لولاك میں ہے اور انہی لفظوں کے ساتھ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی بعض تصانیف میں لکھی مگر سنداً ثابت یہ لفظ ہیں۔

خلقت الدنيا واهلها لاعرفهم كرامتك (یعنی اللہ عزوجل اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ و منزلتک عندی ولولاك یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ) میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس لئے بنایا کہ تمہاری عزت اور مرتبہ جو میری بارگاہ ہے ان پر ظاہر کروں، اسے محمد! اگر تم نہ ہوتے میں دنیا کو نہ بناتا۔

اُس میں تو فقط الافلاك کا لفظ تھا اس میں ساری دنیا کو فرمایا جس میں افلاك و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب داخل ہیں۔ اسی کو حدیث قدسی کہتے ہیں کہ وہ کلام الہی جو حدیث

۱۳۸/۲

دارالکتب العلمیہ بیروت

حدیث ۲۱۲۱

سنة كشف الغطاء

۲۹۴/۳

دار احیاء التراث العربی بیروت

ذکر وجود الی السام

سنة تاریخ دمشق الكبير

طبع

84

۱۵ جمادی الاول ۱۳۳۹ هـ

باب بیان احوال الدین الفقیہ

اور سیر النبیین ہے،

قال اسحق بن راہویۃ اجمع اهل العلم  
على انه تعالى على العرش استوى  
وهو يعلم كل شئ في اسفل الارض  
السابعة انتہی۔

اور جامع ترمذی میں بعد ذکر حدیث،

لو انکم ولیمت اجلا یجبل الی الارض السفلی  
لہبط علی اللہ ثم قرأ رسول اللہ صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هو  
الاول والاخر والظاہر و  
الباطن وهو کل شئ علیمؕ

مترجم ہے،

قراءة الآية تدل علی انه امر اذ بہبط  
على اللہ علی علم اللہ وقدرته  
وسلطانه وعلم اللہ فی  
ھکھل مکانت وهو علی العرش  
ھکھما وصفت فی کتابہ احد

اسحاق بن راہویۃ نے کہا، تمام اہل علم کا اس پر  
اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش پر استواء فرمایا  
اور وہ ساتویں زمین کے نیچے ہر شئی کو جانتا  
ہے (انتہی)۔ (ت)

اگر تم کوئی رتی نیچے والی زمین کی طرف لشکاو تو  
وہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے گی۔ پھر رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت کریمہ  
تلاوت فرمائی، وہی اول، وہی آخر، وہی ظاہر،  
وہی باطن، اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔ (ت)

آیت کریمہ کی تلاوت اس بات پر دلالت کرتی  
ہے کہ رتی کے اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے سے  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مراد  
یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم، قدرت اور  
سلطنت میں پہنچتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا علم  
ہر جگہ ہے جبکہ وہ خود عرش پر ہے۔ جیسا کہ اس  
نے اپنی کتاب میں خود اپنا یہ وصف بیان  
فرمایا ہے۔ (ت)

اور یہ جو مشہور ہے کہ یہ مذہب مخالف کا ہے غلط ہے۔ بلکہ یہ مذہب جمہور محققین متفقہ و متوافیہ و

۱۔ سیر اعلام النبلاء ترجمہ اسحاق بن راہویۃ ۷۹، موسسۃ الرسالہ بیروت ۳۷۰/۱۱

۲۔ جامع الترمذی جواب التفسیر سورة الحديد امین گیلانی دہلی ۱۶۲/۲

۳۔

مالکیہ و حنابلہ و محدثین وغیرہم کا ہے البتہ بعض ضابطہ استواء مع بیان الکلیفیت کے قائل ہو گئے ہیں اور استواء پر پروردگار کو مثل استواء مخلوقات کے سمجھتے ہیں یہ مذہب مردود ہے، والتفصیل سبل یتدعی بسطاً بسیطاً و قیماً ذکرنا کفاً، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (اور تفصیل بہت یادہ و مست کو چاہتی ہے جبکہ ہم نے جو کچھ ذکر کیا اس میں کفایت ہے، اور اللہ تعالیٰ درست بات کو خوب جانتا ہے۔ ت)

حررہ محمد کرامت علی عفی عنہ

### الجواب

حاشا للہ! یہ ہرگز عقیدہ اہلسنت کا نہیں، وہ مکان و ممکن سے پاک ہے، نہ عرش اس کا مکان ہے نہ دوسری جگہ۔ عرش و فرش سب حادثات ہیں، اور وہ قدیم ازلی ابدی سرمدی جب تک یہ کچھ نہ تھے کہاں تھا، جیسا جب تھا ویسا ہی اب ہے اور جیسا اب ہے ویسا ہی ابہ الابد تک رہے گا۔ عرش و فرش سب متغیر ہیں، حادث ہیں، فانی ہیں اور وہ اور اس کی صفات تغیر و حدوث و فنا سب سے پاک۔ استواء پر اجماع نقل کرنے کی کیا حاجت۔ خود رحمن عسٹر و جلی فرماتا ہے،

الرحمن علی العرش استواءً ۱

وہ بڑا مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا

جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے (ت)

مگر اعتقاد اہلسنت کا وہ ہے جو ان کے رب عزوجل نے راسخین فی العلم کو تعلیم فرمایا،

والرأسخون فی العلم یقولون أمتابہ ۲

اور وہ پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے

حکلی من عند ربنا وما یفکسوا الا ۳

سب ہمارے رب کے پاس ہے، اور نصیحت

اولوالالباب ۴

نہیں مانتے مگر عقل والے۔ (ت)

اعتقاد اہل سنت کا وہ ہے جو ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا،

الاستواء معلوم والکیف مجهول والایمان ۵

استواء معلوم ہے اور کیفیت مجهول اور اس

پر ایمان واجب والسؤال عنہ بدعة ۶

پر ایمان واجب اور اس کی تفتیش گمراہی۔

۱۔ القرآن الکریم ۵/۲۰

۲۔ " " ۴/۳

۳۔ الدر المنثور تحت الآیۃ ۵۴/۴

۴۔ فتح الباری کتاب التوحید باب قبلہ وکان عرشہ علی الماء

۵۔ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۲۹/۲

۶۔ مصنف ابوبانی مصر ۱۷۹/۱

اہلسنت کے دوسرے آیات متشابہات میں ہیں سلف صالح کا مسلک تعویض کا ہم نہ ان کے  
معنی جانیں نہ ان سے بحث کریں جو کچھ ان کے ظاہر سے سمجھ میں آتا ہے وہ قطعاً مراد نہیں اور جو کچھ ان کے  
رب عز وجل کی مراد ہے ہم اس پر ایمان لاتے۔

امتا بہ کل من عند ربنا یہ ہم سب اس پر ایمان لاتے سب ہمارے  
رب کے پاس سے ہے۔ (ت)

دوسرا مسلک متاخرین کا کہ حفظ دین عوام کے لئے معنی محال سے پھر کسی قریب معنی صحیح کی طرف  
لے جائیں، مثلاً استواء بمعنی استیلا بھی آتا ہے،

قد استوی بشور علی العراق من غیر سیف اودم مہراق

(تحقیق بشور عراق پر غالب آ گیا تلوار کے ساتھ خون بہاتے بغیر۔)

مگر یہ مسلک باطل کہ آیات معیت تو تاویل پر محمول ہیں اور آیت استواء ظاہر پر یہ ہرگز مسلک  
اہل سنت نہیں۔ عرش پر ہے دوسری جگہ نہیں، یہ صاف ممکن کو بار بار سب عرش پر معاذ اللہ اس  
کے لئے جبکہ ثابت کی جب تو اور مکانات کی نفی کی۔ عالمگیری، طریقہ محمدیہ، حدیقہ ندویہ،  
تانا رخانیہ، خلاصہ، جامع الفصولین، خزائن المغنیین وغیرہ میں تصریح ہے کہ رب عز وجل  
کے لئے کسی طرح کسی جگہ مکان ثابت کرنا کفر ہے۔ متاخرین حابلہ میں بعض خیار مجسمہ ہو گئے  
جیسے ابن تیمیہ وابن قیم۔ ابن تیمیہ کہتا ہے کہ میں نے سب جگہ ڈھونڈا کہیں نہ پایا اور معدوم ہے  
ان دونوں میں کچھ فرق نہیں یعنی جو کسی جگہ نہیں وہ ہے ہی نہیں لیکن رب عز وجل تو معاذ اللہ  
غیر کسی جگہ ہے، اسس الحق سفیہ کو اگر مادی اور مجرد علی المادہ کا فرق نہ معلوم ہو تو وہ سیف قاطع  
جو اوپر پہننے ذکر کی اسس کی گردن کاٹنے کو کافی جگہ عاوض ہے جب جگہ تھی ہی نہیں کہاں تھا وہ شاید  
یہ کہ لگا کہ جب جگہ نہ تھی وہ بھی نہ تھا یا یہ کہ لگا کہ جب جگہ بھی قدیم ازلی ہے اور دونوں کفر ہیں جب اس کا  
معبود اس کے نزدیک بغیر کسی جگہ میں موجود ہوتے نہیں ہو سکتا تو جگہ کا محتاج ہوا، اور جو محتاج  
ہے اللہ نہیں تو حقیقتہً ان پر انکار خدا ہی لازم ہے ایسے عقیدے والے کے جو کچھ نماز، منوع و ناجائز  
ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۔ القرآن الکریم ۳/۹

۲۔ فتح الباری کتاب التوحید باب قوله وكان عرشه على الماء مصنفه البانی مصر ۱۴/۱۶۶



# قوارع القہار علی المجسمۃ الفجار

(جمیت باری تعالیٰ کے قاتل فاجروں پر  
قہر فرمانے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے سخت مصیبتیں)

ملقب بلقب تاریخی

## ضربِ قتاری

۱۳ ۱۸

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحنك يا من تعالیٰ عما یقول المجسمۃ  
الظالمون علوا کبیرا + صلّ و  
سلم و بارک علی من اتانا  
بشیرا نذیرا + داعیا الیک باذنک  
سراجا منیرا + و علی الہ  
وصحابتہ و اہلسنتہ و جماعتہ  
کثیرا کثیرا +

پاک ہے تو اسے وہ ذات جو بلند ترین ہے اس  
بات سے جو جسم ثابت کرنے والے ظالم لوگ  
کھتے ہیں۔ رحمت و سلامتی اور برکت فرما اس  
شخصیت پر جو ہمارے پاس بشیر و نذیر ہیں کہ  
تشریف لائے اور تیری طرف دعوت دینے والے  
تیرے حکم سے روشن چراغ ہیں اور ان کی آل و  
صحابہ و اہلسنت و جماعت پر کثرت در کثرت

سے۔ (ت)

### اللہ عزوجل کی تنزیہ میں اہلسنت و جماعت کے عقیدے

- (۱) اللہ تعالیٰ ہر عیب و نقصان سے پاک ہے۔
- (۲) سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی چیز کی طرف کسی طرح کسی بات میں اصلاً احتیاج



نہیں رکھتا۔

(۳) مخلوق کی مشابہت سے منزہ ہے۔

(۴) اس میں تغیر نہیں آسکتا ازل میں جیسا تھا ویسا ہی اب ہے اور ویسا ہی ہمیشہ ہمیشہ رہے گا، یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ پہلے ایک طور پر ہو پھر بدل کر اور حالت پر ہو جائے۔

(۵) وہ جسم نہیں جس میں کسی چیز کو اس سے لگاؤ نہیں۔

(۶) اسے مقدار عارض نہیں کہ اتنا یا اتنا کہہ سکیں، لمبا یا چوڑا یا ڈلدار یا موٹا یا پستلا

یا بہت یا تنہو یا گنتی یا قول میں بڑا یا چھوٹا یا بھاری یا ہلکا نہیں۔

(۷) وہ شکل سے منزہ ہے، پھیلا یا سمٹا، گولی یا لمبا، ٹکونا یا چوکھوٹا، سیدھا یا ترچھا

یا اور کسی صورت کا نہیں۔

(۸) حدود و نہایت سے پاک ہے اور اس معنی پر نامحدود بھی نہیں کہ بے نہایت

پھیلا ہوا ہو بلکہ یہ معنی کہ وہ مقدار وغیرہ تمام عراض سے منزہ ہے، غرض نامحدود کہنا نفی حد کیلئے ہے نہ اثبات بے مقدار بے نہایت کے لئے۔

(۹) وہ کسی چیز سے بنا نہیں۔

(۱۰) اس میں اجزا یا حصے فرض نہیں کر سکتے۔

(۱۱) جہت اور طرف سے پاک ہے جس طرح اُسے دہننے باتیں یا نیچے نہیں کہہ سکتے یونہی

جہت کے مینے پر آگے دیکھے یا اوپر بھی ہرگز نہیں۔

(۱۲) وہ کسی مخلوق سے مل نہیں سکتا کہ اس سے ملتا ہوا ہو۔

(۱۳) کسی مخلوق سے جدا نہیں کہ اس میں اور مخلوق میں مسافت کا قاصد ہو۔

(۱۴) اُس کے لئے مکاں اور جگہ نہیں۔

(۱۵) اُنٹھے بیٹھے اُترنے، چڑھنے، چلنے، ٹھہرنے وغیرہ تمام عراض جسم و جسمانیات سے

منزہ ہے۔

محل تفصیل میں عقائد تشریحی بے شمار ہیں۔ یہ پندرہ کہ بعد حاجت یہاں مذکور ہوئے اور ان کے

سوائے جملہ مسائل کی اصل یہی تین عقیدے ہیں جو پہلے مذکور ہوئے اور ان میں بھی اصل الاصول

حقیقہ ادا کرنے ہے کہ تمام مطالبہ پیہ کا حاصل و خلاصہ ہے ان کی دلیل قرآن عظیم کی وہ سب

آیات ہیں جن میں باری عز و جل کی تسبیح و تقدیس و پاکی و بے نیازی و بے مثل و بے نظیری ارشاد

ہوتی آیات تسبیح خود کس قدر کثیر وافر ہیں، وقال تعالیٰ والملك القدوس السّلمیّ یا وشاہ نہایت پاک  
والا ہر عیب سے سلامت، وقال تعالیٰ فان اللہ غنی عن العالمین بے شک اللہ سارے جہان سے  
بے نیاز ہے، وقال تعالیٰ فان اللہ هو الغنی الحمید بے شک اللہ ہی بے پروا ہے سب خوبیوں پر راہ،  
وقال تعالیٰ لیس کشلہ شیء اس کے مثل کوئی چیز نہیں، وقال تعالیٰ هل تعلم لہ سمیّا کیا تو  
جانتا ہے اس کے نام کا کوئی، وقال تعالیٰ ولہ یکت لہ کفوا احد اس کے جوڑ کا کوئی نہیں۔  
ان مطالب کی آیتیں صریح ہیں، یہ آیات محکمات ہیں، یہ اُم الکتاب ہیں، ان کے معنی میں کوئی خفا و  
اجمال نہیں، اصل وقت و اشکال نہیں جو کچھ ان کے صریح لفظوں سے بے پردہ روشنی و ہریدہ ہے  
بے تغیر و تبدل یہ تخصیص و تاویل اس پر ایمان لانا ضروریات دین اسلام سے ہے، وباللہ التوفیق۔

## آیات مشابہات کے باب میں اہلسنت کا اعتقاد

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا)،

هو الذی انزل علیک الکتب  
منہ آیت محکمات هن امم الکتب و  
اخر متشبهات فاما الذین فی  
قلوبہم نزغ فیتبعون ما تشاہ  
منہ ابتغاء الفتنة وابتغاء  
تاویلہ و ما یعلم  
تاویلہ الا اللہ و الراسخون  
فی العلم یقولون  
امتابہ کل مت عند  
رأبنا و ما یذکرا الا

(موضح القرآن میں اس کا ترجمہ یوں ہے) وہی ہے جس نے اتاری تہ پر کتاب اس میں بعض  
آیتیں نچی ہیں سو جڑ ہیں کتاب کی، اور دوسری  
ہیں کی طرف طے۔ سو جن کے دل میں پھرے جو  
وہ لگتے ہیں اُن کے وحب وایوہ ہے تلاش  
کرتے ہیں مگر اہی اور تلاش کرتے ہیں اُن کی کل  
جیشانی، اور ان کی کل کوئی نہیں جانتا سوائے  
اللہ کے۔ اور جو مضبوط علم والے ہیں سو کہتے  
ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب کچھ ہمارے رب  
کی طرف سے ہے، اور سمجھائے وہی سمجھتے ہیں

۱۰ القرآن الکریم ۹۴/۳

۱۱ ۱۱/۲۲

۱۲ ۱۲/۱۱۲

۱۳ القرآن الکریم ۲۲/۵۹

۱۴ ۱۴/۳۱

۱۵ ۱۵/۱۹

اولو الايام

جن کو عقل ہے۔

اور اس کے فائدے میں لکھا۔

اللہ صاحب فرماتا ہے کہ ہر کلام میں اللہ نے بعضی باتیں رکھی ہیں جن کے معنی صاف نہیں کھینے تو جو گمراہ جو ان کے معنی عقل سے لگے پکڑنے اور جو مضبوط علم رکھے وہ ان کے معنی اور آیتوں سے ملا کر سمجھے جو جو کتاب کی ہے اس کے موافق سمجھ پائے تو سمجھے اور اگر نہ پائے تو اللہ پر چھوڑ دے کہ وہی بہتر جانے ہم کو ایمان سے کام لے لیتے۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید انار ہے ہدایت قرآن اور بندہ کو جانچنے آنے کو، بفضل بہ کثیر اور یھدی بہ کثیراً اسی قرآن سے بہتوں کو گمراہ فرماتے اور بہتروں کو راہ دکھاتے۔ اس ہدایت و ضلالت کا بڑا منشا قرآن حکیم کی آیتوں کا دو قسم ہونا ہے، حکمتات جن کے معنی صاف بے وقت ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کی پاکی و بے نیازی و بے مثل کی آیتیں جن کا ذکر اوپر گزرا، اور دوسری تشابہات جن کے معنی میں اشکال ہے یا تو ظاہر لفظ سے کچھ سمجھ ہی نہیں آتا جیسے حروف مقطعات المسود وغیرہ یا جو سمجھ میں آتا ہے وہ اللہ عزوجل پر محال ہے جیسے الرحمن علی العرش استوی (وہ بڑا اعلیٰ والا اس نے عرش پر استواء فرمایا۔ ت) یا شہم استوی علی العرش (پھر اس نے عرش پر استواء فرمایا۔ ت) پھر جن کے دلوں میں کجی و گمراہی تھی وہ تو ان کو اپنے صاحب کا پاکر ان کے ذریعہ سے بے حلوں کو بے کاسانے اور دین میں فتنے پھیلانے لگے کہ دیکھ قرآن میں آیا ہے اللہ عرش پر بیٹھا ہے، عرش پر چڑھا ہوا ہے، عرش پر ٹھہر گیا ہے۔ اور آیات حکمت جو کتاب کی جڑ تھیں ان کے ارشاد دل سے بجلا دئے حالانکہ قرآن عظیم میں تو استواء آیا ہے اور اس کے معنی چڑھنا، بیٹھنا، ٹھہرنا ہونا کچھ ضرور نہیں یہ تو تحساری اپنی

سورة القرآن الكريم ٤/٤

۱۵ موضح القرآن ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر ۱۳۱۱ تاج کتب لاہور ص ۶۲

\* \* \* \* \*

سورة القرآن الكريم ٢٦/٢

5/40 \* \* \*

١٤      "      "      ٥٣/٤      ١٠/٣      ١٠/٣

مجھ ہے جس کا حکم خدا پر لگا رہے ہو ما انزل اللہ بہا من سلطنتہ (اللہ تعالیٰ نے اس پر کوئی دلیل نازل نہ فرمائی۔ ت) اگر بالفرض قرآن مجید میں یہی الفاظ چرٹنا، بیٹنا، ٹھہرنا آتے تو قرآن ہی کے حکم سے فرض قطعی تھا کہ انھیں ان ظاہری معنی پر نہ سمجھو جو ان لفظوں سے ہمارے ذہن میں آتے ہیں کہ یہ کام تو اجسام کے ہیں اور اللہ تعالیٰ جسم نہیں مگر یہ لوگ اپنی گمراہی سے اسی معنی پر جم گئے انھیں کو قرآن مجید نے فرمایا:

الذین فی قلوبہم نہ یستقیمون ان کے دل پھر سے ہوئے ہیں۔

اور جو لوگ علم میں پختے اور اپنے رب کے پاس سے ہدایت رکھتے تھے وہ سمجھے کہ آیات حکمت سے قطعاً ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان و جہت و جسم و اعراض سے پاک ہے بیٹھے، چرٹنے، بیٹنے سے منزہ ہے کہ یہ سب باتیں اس بے عیب کے حق میں عیب ہیں جن کا بیان انشاء اللہ المستعان عنقریب آتا ہے اور وہ ہر عیب سے پاک ہے ان میں اللہ عزوجل کے لئے اپنی مخلوق عرش کی طرف حاجت نکالے گی اور وہ ہر احتیاج سے پاک ہے اسی میں مخلوقات سے مشابہت ثابت ہوگی کہ اٹھنا، بیٹنا، چرٹنا، اترنا، سرکنا، ٹھہرنا اجسام کے کام ہیں اور وہ ہر مشابہت خلق سے پاک ہے تو قطعاً یقیناً ان لفظوں کے ظاہری معنی جو ہماری سمجھ میں آتے ہیں ہرگز مراد نہیں، پھر آخر سمجھنے کی الیں۔ اس میں یہ ہدایت والے دور روش ہو گئے۔ اکثر نے فرمایا جب یہ ظاہری معنی قطعاً مقصود نہیں اور تاویل مطلب متعین و محدود نہیں تو ہم اپنی طرف سے کیا کہیں، یہی بہتر کہ اس کا علم اللہ پر چھوڑیں ہیں ہمارے رب نے آیات تشابہات کے پیچھے پھنسنے سے منع فرمایا اور ان کی تعبیر مراد میں غرض کرنے کو گمراہی بتایا تو ہم حد سے باہر کیوں قدم دھریں، اسی قرآن کے بتائے جس پر قناعت کریں کہ امتنا بہ حکم من عندنا بنا جو کچھ ہمارے مولیٰ کی مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے حکم تشابہ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ یہ مذہب جمہور اللہ سلف کا ہے اور یہی اسلم و ادنیٰ ہے، اسے مسلک تغویض و تسلیم کہتے ہیں۔ ان ائمہ نے فرمایا استواء معلوم ہے کہ ضرور اللہ تعالیٰ کی ایک جہت ہے اور کیف مجہول ہے کہ اس کے معنی ہماری سمجھ سے ورہ ہیں اور ایمان اس پر واجب ہے کہ نص قطعی قرآن سے ثابت ہے اور سوال اس سے بڑھ

۱۱ القرآن الکریم ۴/۱۲

۱۲ " " " ۴/۳

۱۳ " " " ۴/۳

ہے کہ سوال نہ ہو گا مگر تعصیب مراد کے لئے اور تعصیب مراد کی طرف راہ نہیں اور بعض نے خیال کیا کہ جب اللہ عزوجل نے حکم مشابہ دو قسمیں فرما کر حکمت کو کھنکام الکتب فرمایا کہ وہ کتاب کی جڑ ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ہر فرع اپنی اصل کی طرف پلٹتی ہے تو آیہ کریمہ نے تاویل مشابہات کی راہ خود بتا دی اور ان کی ٹھیک معیار میں شجہادی کہ ان میں وہ درست و پاکیزہ احتمالات پیدا کرو جن سے یہ اپنی اصل یعنی حکمت کے مطابق آجائیں اور نعتہ و خلل و باطل و محال راہ نہ پائیں۔ یہ ضرور ہے کہ اپنے نکالے ہوئے معنی پر تعصیب نہیں کر سکتے کہ اللہ عزوجل کی یہی مراد ہے مگر جب معنی صاف و پاکیزہ ہیں اور مخالفت حکمت سے بری و منزہ ہیں اور محاورات عرب کے لحاظ سے بن بھی سکتے ہیں تو احتمالی طور پر بیان کرنے میں کیا حرج ہے اور اس میں نفع یہ ہے کہ بعض عوام کی طبائع صرف اتنی بات پر مشکل سے قناعت کریں کہ ان کے معنی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے اور جب انھیں دکا جائے گا تو خواہ مخواہ ان میں ٹکر کی اور حرص بڑھے گی،

ابن ابی آدم لہر یوں علی ما منعہ <sup>۱</sup> انسان کو جس چیز سے منع کیا جائے وہ اس پر حریص ہوتا ہے۔ (مت)

اور جب فکر کریں گے فتنے میں پڑیں گے گراہی میں گریں گے، تو یہی انسب ہے کہ ان کی افکار ایک مناسب ملامت معنی کی طرف کر حکمت کے مطابق محاورات سے موافق ہوں پھر دی جائیں کہ فتنہ و ضلوع سے نجات پائیں یہ مسلک بہت علمائے متاخرین کا ہے کہ نظر بحال عوام اسے اختیار کیا ہے اسے مسلک تاویل کہتے ہیں یہ علماء جو جوہر کثیرہ تاویل آیت فرماتے ہیں ان میں چار وجہیں نفیس و واضح ہیں،

**اول** استعارہ یعنی قہر و غلبہ ہے یہ زبان عرب سے ثابت و پیدا ہے عرش سب مخلوقات سے اوپر اور اونچا ہے اس لئے اس کے ذکر پر اکتفا فرمایا اور مطلب یہ ہوا کہ اللہ تمام مخلوقات پر قاهر و غالب ہے۔

عنہ سوا کا الطبرانی و من طریقہ الدیلمی	اس کو طبرانی نے روایت کیا اور دیکھی نے طبرانی کے
عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما	طریق پر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی صلی اللہ تعالیٰ
عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ (مت)

لہ القرآن الحکیم ۳/۶

۲۳۱/۱	دار الکتب العلمیہ بیروت	۸۸	۶۴۴
۱۹۹/۱	" " "	"	"

**دوم استواء** بمعنی علوی ہے، اور علوانہ عز وجل کی صفت ہے نہ علو مکان بلکہ علو ملکیت و سلطان۔ یہ دونوں معنی امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں ذکر فرمائے جس کی عبارت عنقریب آتی ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ۔

**سوم استواء** بمعنی قصد و ارادہ ہے، ثمر استوی علی العرش یعنی پھر عرش کی طرف متوجہ ہوا یعنی اس کی آفرینش کا ارادہ فرمایا یعنی اس کی تخلیق شروع کی، یہ تاویل امام ابوالحسن امام ابوالحسن اشعری نے افادہ فرمائی۔ امام اسماعیل ضریر نے فرمایا، انہ الصواب یہی ٹھیک ہے، نقلہ الامام جلال الدین سیوطی فی الاتقان (اس کو امام جلال الدین سیوطی نے اتقان میں نقل کیا ہے۔ ت)

عن قالہ الفراء والاشعری وجماعة اهل المعانی  
ثم قال یجوز تعدیته بعلی ولوکات کما  
ذکرہ لتعدی بآلف کما ف  
قولہ تعالیٰ ثم استوی علی  
السماء و فیہ ان حروف المعانی  
تنوب بعضها عن بعضها کما  
نص علیہ فی الصحاح وخیرھا و  
قد روی الامام البیہقی فی کتاب الاسماء  
والصفات عن الفراء ان تقول کان مقبلا  
علی فلان ثم استوی علی یشاتحن  
والی سواء علی معنی اقبل الی  
و علی ۱۲ منہ

فأر، اشعری اور اہل معانی کی ایک جماعت کا  
یہ قول ہے، پھر امام سیوطی نے کہا کہ یہ قول  
اس کے علی کے ساتھ متعدی ہونے سے  
بہید ہے اگر مطلب وہی ہوتا جو انہوں نے  
ذکر کیا ہے تو یہ الی کے ساتھ متعدی ہوتا  
جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ثم استوی الی السماء  
میں ہے، مگر اس پر یہ اعتراض ہے کہ حرف ایک دیگر  
کی جگہ استعمال ہوتے رہتے ہیں جیسا کہ صحاح و دیگر میں  
اس نص کی گتہ ہے اور امام بیہقی نے کتاب الاسماء  
والصفات میں فرمایا ہے روایت کی گئی ہے کہ وہ فلاں  
کی طرف متوجہ ہوا پھر وہ مجھے برا بھلا کہتے تھے میری طرف  
متوجہ ہوا یعنی چاہے استوی الی تکہ یا استوی علی  
دونوں برابر ہیں ۱۲ منہ دتا

۱۔ الاتقان فی علوم القرآن النسخ الثالث والاربعون فی الحکم والمصابہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۹۵

۲۔ کتاب الاسماء والصفات بابا چار فی قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی العرش متوی الکلیۃ الاثریہ ساکنہ بل شیخ نور محمد ۱۲

چہاں سے استوار یعنی فراخ و تمامی کار ہے یعنی سلسلہ خلق و آفرینش کو عرش پر تمام فرمایا اُس سے باہر کوئی چیز نہ پائی، دنیا و آخرت میں جو کچھ بنایا اور بنائے گا دائرۂ عرش سے باہر نہیں کہ وہ تمام مخلوق کو حاوی ہے۔ قرآن کی بہتر تفسیر وہ ہے جو قرآن سے ہو۔ استوار بمعنی تمامی خود قرآن عظیم میں ہے، قال اللہ تعالیٰ،

فلما بلغ أشده واستوى  
جب اپنی قوت کے زمانے کو پہنچا اور اُس کا  
شباب پورا ہوا۔

اسی طرح قول تعالیٰ،  
کمزح اخرج شطاء فأنزله فاستغلظ  
جیسے پودا کہ اس کا خوش نکلا تو اس کو بوجھل کیا  
تو وہ ٹوٹا ہوا تو وہ اپنے ستے پر درست  
ہوا۔ (ت)

میں استوار حالت کمال سے عبارت ہے، یہ تاویل امام حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی نے  
امام ابو الحسن علی بن خلف ابن بطلال سے نقل کی اور یہ کلام امام ابو طہر قرظونی کا ہے کہ سراج العقول  
میں مافادہ فرمایا، اور امام عبد الوہاب شعرائی کی کتاب الیراقیت میں منقول۔

أقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اور اس کے سوا یہ ہے کہ قرآن عظیم میں یہ استواء  
سات جگہ مذکور ہوا، ساتوں جگہ ذکر آفرینش آسمان و زمین کے ساتھ اور بلا فصل اُس کے  
بعد ہے، سورۃ اعراف و سورۃ یونس علی الصلوۃ والسلام میں فرمایا،

ایدیکم اللہ الذی خلق السموات والارض  
فی ستة ایام ثم استوی علی العرش  
سورۃ رعد میں فرمایا،

اللہ الذی رفع السموات بغير عمد  
اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں کو

سۃ القرآن الکریم ۱۳/۲۸

۲۹/۲۸

سۃ الیراقیت والجواهر بحوالہ سراج العقول المبحث السابع مصطفیٰ البانی مصر ۱۰۲/۱

سۃ القرآن الکریم ۳/۱۰

ترونها ثم استوى على العرش

بغیر ستون کے بلند کیا تم دیکھ رہے ہو پھر عرش پر  
استواء فرمایا۔ (ت)

سورہ طہ ص ۱۱۱ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرمایا:

تَنْزِيلًا مِّنْ خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ  
الْعُلَىٰ ۖ الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ  
اسْتَوَىٰ

قرآن نازل کر وہ ہے اس ذات کی طرف سے  
جس نے پیدا کیا زمین کو اعد بلند آسمانوں کو،  
وہ رحمن ہے جس نے عرش پر استواء فرمایا۔ (ت)

سورہ فرقان میں فرمایا:

الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا  
بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ  
عَلَى الْعَرْشِ

وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان دونوں  
کے درمیان کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر  
استواء فرمایا (ت)

سورہ رعد میں فرمایا:

هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي  
سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ

یہ مطالبہ کہ اول سے یہاں تک اجمالاً مذکور ہوئے حدیث ائمہ دین کے کلمات عالیہ میں ان کی  
تصریحات جلیہ ہیں انہیں نقل کیجئے تو دفتر عظیم ہو، اور فقیر کو اس رسالہ میں التزام ہے کہ جن کتابوں  
کے نام مخالف گنام نے اخوانے عوام کے لئے لکھ دئے ہیں اس کے رد میں انہی کی عبارتیں نقل کرے  
کہ مسلمان دیکھیں کہ وہ بانی صاحب کس قدر بے حیا، بیباک، متکار، چالاک، بد دین، ناپاک ہوتے  
ہیں کہ جن کتابوں میں ان کی گمراہیوں کے طریقہ رد لکھے ہیں انہی کے نام اپنی سند میں لکھ دیتے ہیں حتیٰ  
چو دلاور ست دزد سے کہ بکف چسپراغ وارد  
(چو رکبسا دلیر ہے کہ ہاتھ میں چراغ لئے ہوئے ہے۔ ت)

۲/۱۳	۵۳/۲۰	۵۹/۲۵	۲/۵۷
۲	۵۳	۵۹	۲
۱۳	۲۰	۲۵	۵۷
۵۳	۲۰	۵۹	۲
۵۹	۲۵	۲	۵۷



مباحث آئندہ میں جو عبارات اُن کتابوں کی منقول ہوں گی انہیں سے ان شمار ائمہ العظیم میں بیان واضح ہو جائیں گے یہاں صرف آیات متشابہات کے متعلق بعض عبارات نقل کروں جن میں مطلب ساری بھی ظاہر ہو اور یہ بھی کھل جائے کہ آیا کریم الرحمن علی العرش استوی آیات متشابہات سے ہے یا وہ یہ بھی کہ جس طرح مخالف کا مذہب تا مذہب یقیناً صریح ضلالت اور عنان لغت جسد اہل سنت ہے۔ یونہی اجماع اس آیت کے معنی جاننے پر مخالف سلف صالح و جمہور ائمہ اہلسنت و جماعت ہے۔

(۱) موضع القرآن کی عبارت اور گزری۔

(۲) معالم و مدارک و کتاب الاسماء والصفات و جامع البیان کے بیان یہاں سنئے کہ یہ پانچوں کتابیں بھی انہیں کتب سے ہیں جن کا نام مخالف نے مقرر کیا۔ معالم التنزیل میں ہے:

اما اهل السنة يقولون الاستواء على  
العرش صفة لله تعالى بلا كيف  
يجب على الرجل الايمان به ويحكم  
العلم فيه الحق الله عز وجل لا  
يعني ربه اهل سنت، وہ یہ فرماتے ہیں کہ عرش پر استواء اللہ عزوجل کی ایک صفت ہے چونی دو چگونگی ہے، مسلمان پر فرض ہے کہ اُس پر ایمان لائے اور اس کے معنی کا علم خدا کو سونپے۔

مخالف کو سونپے کہ اُسی کی مستند کتاب نے خاص مسئلہ استواء میں اہلسنت کا مذہب کیا لکھا ہے شرم رکھتا ہے تو اپنی خرافات سے باز آئے اور عقیدہ اپنا مطابق اعتقاد اہلسنت کرے۔

(۳) اُسی میں ہے:

ذهب الاكثر من امت الوداد  
في قوله "والراسخون في العلم" و  
تسم الكلام عند قوله "و  
ما يعلم تاويله الا الله"  
وهو قول ابن كعب  
يعني جمهور ائمة دين صحابة و تابعين رضي الله  
تعالى عنهم اجمعين کا مذہب یہ ہے کہ  
والراسخون في العلم سے جہادات شروع  
ہوئی پہلا کلام وہیں پورا ہو گیا کہ متشابہات کے  
معنی اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا

لے معالم التنزیل تحت الآیة ۵۴، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۳۷/۲

ومائثثة وعروۃ بن الزبیر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما ،  
ورواۃ طاؤس عن ابن  
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
وبہ قال المحس وأکثر التابعین  
واختارہ الکشاف والفراء والاعفی  
(الحاشیہ قال) ومما یصدق  
ذلک قرأۃ عبد اللہ ان تاویلہ  
الاعفی اللہ والراسخون فی  
العلم یقولون امتاؤ فی  
حرف الب ویقول الراشحون  
فی العلم امتاؤ ،  
وقال عمر بن عبد العزیز  
فی هذه الآية انتم علم  
الراسخین فی العلم  
تاویل القراءت الی امت  
قالوا امتاؤ کل من عند  
مربنا وهذا القول اقیس فی  
العربیۃ واشبه بظاہر  
الآیۃ ۱

(۴) مدارک التنزیل میں ہے ،

منہ ایت محکمات احکمت  
عباس تھا بیان حفظت من الاحتمال و

یہی قول حضرت سیدہ قاریان صحابہ ابی بن کعب  
اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور عروہ  
بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے اور یہی  
امام طاؤس نے حضرت عبد اللہ بن عباس  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ، اور  
یہی مذہب امام حسن بصری و اکثر تابعین کا ہے  
اور اسی کو امام کسائی و فراء و اعفی نے اختیار  
کیا اور اس مطلب کی تصدیق حضرت عبد اللہ  
بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس قرأت  
سے بھی ہوتی ہے کہ آیات مشابہات کی  
تفسیر اللہ عزوجل کے سوا کسی کے پاس نہیں  
اور بچے علم والے کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور  
ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت بھی  
اسی معنی کی تصدیق کرتی ہے۔ امیر المؤمنین  
عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا  
ان کی تفسیر میں حکم علم والوں کا مٹھائے علم  
بس اس قدر ہے کہ کہیں ہم ان پر ایمان لائے  
سب ہمارے رب کے پاس سے ہے ، اور  
یہ قول عربیت کی رو سے زیادہ دلنشین اور ظہر  
آیت سے بہت موافق ہے۔

یعنی قرآن عظیم کی بعض آیتیں حکمت ہیں جن  
کے معنی صاف ہیں احتمال و اشتباہ کو ان میں

الاشقیاء هن امر الکتب اصل الکتاب  
تعمل المتشابهات علیها وتود الیها  
واخر متشابهات مشقیات محتلات  
مثال ذلك الرحمن علی العرش استوی  
فالاستواء یکون بمعنی المجلوس  
وبمعنی القداسة والاستیلاء و  
لا یجوز الاول علی الله تعالی  
بدلیل المحکم وهو قوله تعالی  
لیس کمثله شئ ، فاما الذین  
فی قلوبهم زیغ فیلحق  
الحق وهم اهل البدع فیتبعون  
ما تشابه فیستعلقون  
بالمشابه الذی یحتمل ما ینزه  
الیه المبتدع مما لا یطابق المحکم  
ویحتمل ما یطابقه من قول  
اهل الحق منه ابتغاء الفتنة  
طلب ان یفتنوا الناس دینهم  
ویضلوهم وابتغاء تاویل وطلب ان  
یؤ ولوه التاویل الذی یشتمونه  
وما یعلم تاویلہ الا الله ای لا یهتدی  
الی تاویلہ الحق الذی یجب ان یحمل  
علیه الا الله امر مختصراً

گزر نہیں یہ آیات تو کتاب کی اصلی ہیں کہ مشابہات  
انہیں پر عمل کی جائیں گی اور ان کے معنی انہیں  
کی طرف پھیرے جائیں گے اور بعض دوسری  
مشابہات ہیں جن کے معنی میں اشکال احتمال  
ہے جیسے کریم الرحمن علی العرش استوی  
بیٹھنے کے معنی پر بھی آتا ہے اور قدرت و ظہر کے  
معنی پر بھی، اور پہلے معنی اللہ عزوجل پر محال ہیں  
کہ آیات حکمت اللہ تبارک و تعالیٰ کو بیٹھنے سے پاک و منزہ  
بتا رہی ہیں ان حکمت سے ایک یہ آیت ہے پس  
کشلہ شئ اللہ کے مثل کوئی چیز نہیں، پھر وہ جن کے  
دل حق سے پھرے ہوئے ہیں اور وہ بد مذہب لگ  
ہوئے وہ تو آیات مشابہات کے دیکھے پڑتے ہیں  
ایسی آیتوں کی آڑ لیتے ہیں جن میں ان کی بد مذہبی  
کے معنی کا احتمال ہر سکے جو آیات حکمت کے مطابق  
نہیں اور اس مطلب کا بھی احتمال ہر جو حکمت  
کے مطابق اور اہلسنت کا مذہب ہے وہ بد مذہب  
ان آیات مشابہات کی آڑ اس لئے لیتے ہیں کہ  
فتنہ اٹھائیں لوگوں کو سچے دین سے بھگائیں انکے  
وہ معنی بتائیں جو اپنی خواہش کے موافق ہوں،  
اور ان کے معنی تو کوئی نہیں جانتا مگر اللہ، اللہ  
ہی کو خبر ہے کہ ان کے حق معنی کیا ہیں جن پر ان کا  
آثار نا واجب ہے انتہی۔

مگر اہل حق انہیں کھول کر دیکھے کہ یہ پاکیزہ تقریر یہ آیت و تفسیر اس کی مگر ابھی کیسا رد واضح و

(۵) امام بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں فرماتے ہیں:

(۶) اُنسیں۔

(۷) اُسی میں کئی کئی سے روایت کی،

۱۵۰ باب الاسماء والصفات للبعث باب ما جاز في قول الله تعالى الرحمن على العرش استوى - المكتبة الشريعة اسلامية  
 ۱۶۹ باب قول الله تعالى العيسى عليه السلام اتى متوفيك رافعا الي -  
 ۱۵۱ باب ما جاز في قول الله تعالى الرحمن على العرش استوى -

سئل ربيعة الراي عن قول الله تبارك  
وتعالى "الرحمن على العرش استوعب"  
كيف استوى؟ قال الكيف غير معقول  
والاستواء غير مجهول ويجب علمت  
وعليك الايمان بذلك كله

(۹) اُسی میں بطریق امام احمد بن ابی حنبلہ  
ما وصف الله تعالى من نفسه في كتابه  
فتفسيره ثلاثه والسكوت  
عليه

بطریق اسحق بن عیسی انصاری زائد کیا،  
لیس لاحد ان یفسرہ بالعربیة و  
لا بالفارسیة۔

(۱۰) اُسی میں حاکم سے روایت کی انھوں نے امام ابو بکر احمد بن اسحاق بن ایوب کا عقائد نامہ لکھا یا جس میں مذہب اہلسنت مندرج تھا اس میں لکھا ہے :  
الرحمن علی العرش استوی بلا کیف لکھ  
رحمن کا استواء یہ چون وہ بیچگون ہے۔

یعنی اس باب میں صنعت صالح سے روایات  
بکثرت ہیں اور اس طریقہ سکوت پر امام شافعی  
کا مذہب دلالت کرتا ہے اور یہی مسئلہ

(۱۱) اُسی میں ہے :  
والاثر مبحث السلف في مثل  
هذه الاشياء وعلى هذه الطريقة  
يبدل مذهب الشافعي رضي الله تعالى عنه

[illegible]

والیہا ذہب احمد بن حنبل والحیث  
بن الفضل البلخی ومن المتأخرین المسلمین  
الخطابیؒ

امام احمد بن حنبل و امام حسین بن فضل بن علی اور متاخرین  
سے امام ابو سلیمان خطابی کا ہے۔

الحمد للہ امام عظیم سے روایت عنقریب آتی ہے، ائمہ ثلاثہ سے یہ موجود ہیں۔ ثابت ہوا کہ چاروں  
اماموں کا اجماع ہے کہ استواء کے معنی کچھ نہ کہے جائیں اس پر ایمان واجب ہے اور معنی کی تفتیش  
حرام۔ یہی طریقہ مجاز سلف صالحین کا ہے۔

(۱۲) اسی میں امام خطابی سے ہے،

و نحن احرى بان لا نتقدم فيما تأخر  
عنه من هو اكثر علما واقدم ثمانا  
وسنا، ولكن الزمان الذي نحن  
فيه قد صار اهللہ حزیب من  
منكر لما يرد من نوع هذه  
الاحادیث من اساء مكذب به  
اصلا، وفي ذلك تكذيب الصلاء  
الذین صادوا هذه الاحادیث  
وهم ائمة الدين ونقله السنن و  
الواسطة بيننا وبين رسول الله صلى الله  
تعالى عليه وسلم، والطائفة الاخرى  
مسلمة للرواية فيها ذاهبة في تحقيق  
منها مذهبها يكاد يفضي بهم الى القول  
بالقضية ونحن نرغب عن الامر  
معاً، ولا نرضى بواحد منهما  
مذهباً، فيحت علينا ان نطلب

یعنی جب اُن ائمہ کرام نے جو ہم میں سے علم میں  
زائد اور زمانے میں مقدم اور عمر میں بڑے تھے  
قشایہات میں سکوت فرمایا تو یہیں ساکت  
رہنا اور ان کے معنی کچھ نہ کہنا اور زیادہ لائق تھا  
مگر ہمارے زمانے میں دو گروہ پیدا ہوئے ایک  
تو اس قسم کی حدیثوں کو سرے سے نہ کرتا اور  
جھوٹ بتاتا ہے اس میں علمائے رواۃ احادیث  
کی تکذیب لازم آتی ہے حالانکہ وہ دین کے امام  
ہیں اور سنتوں کے ناقل اور نبی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم تک ہمارے وسائل و وسائل۔  
اور دوسرا گروہ ان روایتوں کو مان کر اُن کے  
ظاہری معنی کی طرف ایسا جاتا ہے کہ اس کا  
کلام اللہ عز وجل کو خلق سے مشابہ کر دینے تک  
پہنچا جاتا ہے اور ہمیں یہ دونوں باتیں ناپسند  
ہیں ہم ان میں سے کسی کو مذہب بنانے پر  
راضی نہیں تو ہمیں ضرور ہوا کہ اس باب میں

۱۔ کتاب الاسماء والصفا ہیستی باب قول اللہ الرحمن علی العرش الکبیر الاثریر ساکن علی شہودہ ۱۵۲/۲

لما يرد من هذه الأحاديث إذا صحت من طريق النقل والسند، تأويلها يخرج على معاني أصول الدين ومذاهب العلماء ولا تبطل الرواية فيها أصلاً، إذا كانت طرقها مرضية ونقلتها عدد ولا.

جو صحیح حدیثیں آئیں اُن کی وہ تاویل کر دیں جس سے اُن کے معنی اصول عقائد و آیات حکامات کے مطابق ہو جائیں اور صحیح روایتیں کہ علماء و ثقات کی سند سے آئیں باطل نہ ہونے پائیں۔

(۱۳۳) امام ابو القاسم لائکائی کتاب السنہ میں سیدنا امام محمد سرور مذہب حنفی علیہ السلام نے فرماتے:

اتفق الفقهاء كلهم من المشرق الى المغرب على الايمان بالقراءات والاحاديث التي جاء بها الثقات عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في صفة الرب من غير تشبيه ولا تقييد فمن فر شياً من ذلك فقد خرج عما كان عليه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم و فارق الجماعة فانهم لم يصفوا و لم يفسروا و لكن آمنوا بما في الكتاب والسنّة ثم مكثوا.

شرق سے مغرب تک تمام ائمہ مجتہدین کا اجماع ہے کہ آیات قرآن عظیم و احادیث صحیحہ میں جو صفات الہیہ آئیں اُن پر ایمان لائیں بلا تشبیہ و بلا تفسیر و ترجمان میں سے کسی کے معنی بیان کرے وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقے سے خارج اور جماعت علماء سے جدا ہوا اس لئے کہ ائمہ نے نہ ان صفات کا کچھ حال بیان فرمایا نہ اُن کے معنی کچھ بلکہ قرآن و حدیث پر ایمان لاکر چُپ رہے۔

طریقہ یہ کہ امام محمد کے اس ارشاد و ذکر اجماع ائمہ اجداد کو خود ہی نے بھی کتاب العلل میں نقل کیا اور کہا محمد سے یہ اجماع لائکائی اور ابو محمد بن قدامہ نے اپنی کتابوں میں روایت کیا بلکہ خود ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی اُسے نقل کر گیا و اللہ الحمد و لہ الحجة السامیة (حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور غالب محبت اسی کی ہے۔ ت)

(۱۳۴) نیز مدارک میں زیر سورۃ طہ ہے،

لے کتاب الاسماء والصفات صبیحی باب ما ذکر فی القدم الرجل المکتبۃ الاثریہ ساکنہ بل شیخ پورہ ۸۶/۲

لے کتاب السنۃ امام ابو القاسم لائکائی

مگر اہل اپنی ہی مستند کی اس عبارت کو سوچئے اور اپنا ایمان ٹھیک کر لے۔

قال السلف الاستواء معلوم و  
الكيفية مجهولة  
سلف نے فرمایا، استواء معلوم ہے اور کیفیت  
مجهول ہے۔ (ت)

(۱۸) سورۃ طہ میں لکھا،  
سئل الشافعی عن الاستواء  
فاجاب امنت بلا تشبیہ واتهمت  
یعنی امام شافعی سے استواء کے معنی پوچھے  
گئے، فرمایا، میں استواء پر ایمان لایا اور

[illegible]



نفسی فی الامساك وامسكت  
عن الغوص فيه كل  
الامساك به

وہ معنی نہیں ہو سکتے جن میں اللہ تعالیٰ کی مشابہت  
مخلوق سے نکلے اور میں اپنے آپ کو اُس کے معنی  
سمجھنے میں متہم رکھتا ہوں مجھے اپنے نفس پر اطمینان  
نہیں کہ اس کے صحیح معنی سمجھ سکوں لہذا میں نے  
اُس میں فکر کرنے سے یک قلم قطعی دست کشی کی۔

(۱۹) سورۃ اعراف میں لکھا،

اجمع السلف علی ان استواء علی  
العرش صفة له بلا کیف تؤمن  
به و نکل العلم الی اللہ تعالیٰ بحکمہ

سلف صالح کا اجماع ہے کہ عرش پر استواء  
اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ چون و بے چگون  
ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اُس کا علم  
خدا کو سونپتے ہیں۔

(۲۰) طر فیر کہ سورۃ اعراف میں تو صرف اتنا لکھا کہ اس کے معنی ہم کچھ نہیں جانتے اور

سورۃ فرقان میں لکھا،

قد صرفی سورۃ الاعراف تفصیل  
معناہ

یونہی سورۃ سجدہ میں لکھا قد صرف سورۃ الاعراف (سورۃ اعراف میں غزیر است) یونہی  
سورۃ مدید میں قد صرف تفصیل فی سورۃ الاعراف وغیرہا (اس کی تفصیل سورۃ اعراف  
وغیرہ میں گزر چکی ہے۔)

دیکھو کیسا صاف بتایا کہ اس کے معنی کی تفصیل یہی ہے کہ ہم کچھ نہیں جانتے، اب تو لکھا  
کہ دبیہ مجتہد کا اپنی سند میں کتاب الاسماء و معالم و مدارک و جامع البیان کے نام لے کر بنا

۱۵	جامع البیان محمد بن عبد الرحمن الشافعی آریۃ ۵/۲	دار نشر المکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ۱۶/۲
۱۵	۵۴/۴	۲۲۳/۱
۱۵	۵۹/۲۵	۸۹/۲
۱۵	۴/۲۲	۱۵۴/۲
۱۵	۴/۵۴	۳۳۶/۲

کیسی سخت بے حیائی تھا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

## وہابیہ مجتہدہ کی بددینی

صفات متشابہات کے باب میں اہلسنت کا عقیدہ تو معلوم ہو گیا کہ ان میں ہمارا حصہ بس اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو کچھ مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے، ظاہر لفظ سے جو معنی ہماری سمجھ میں آتے ہیں اُن سے اللہ تعالیٰ یقیناً پاک ہے اور مراد الہی پر ہمیں اطلاع نہیں لہذا ہم اُن کے معنی کچھ کہہ ہی نہیں سکتے یا بطور تاویل کچھ کہیں بھی تو وہی کہیں گے جو ہمارے رب کی شانِ قدوسی کے لائق اور آیاتِ محکمات کے مطابق اور اہلسنت کو اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم عطا فرمائی ہے وہ ہمیشہ راہِ وسط ہوتی ہے اُنس کے دونوں پہلوؤں پر افراط و تفریط دو ہونا کھٹک گیا تھا یہیں اسی لئے اکثر مسائل میں اہلسنت دو فرقہ متناقض کے وسط میں رہتے ہیں جیسے راضی ناصبی یا خارجی مرجی یا قدری جبری یا باطنی ظاہری یا دینی یا تمعیل پرست گورپرست و علیٰ ہذا القیاس۔ اسی طرح یہاں بھی دو فرقہ باطلہ نکلے مشتبہ۔ معطلہ جنہیں جہید بھی کہتے ہیں صفات متشابہات سے یکسر منکر ہی ہو گئے یہاں تک کہ ان کا پہلا پیشوا جہد بن درہم مردود کہتا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اپنا خلیل بنایا نہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کلام فرمایا۔ یہ گمراہ لوگ اپنے افراط کے باعث امتنا بہ کل من عندنا بننا (ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ ت) سے بے بہرہ ہوئے۔ اُن کی طرف تعقیض پر انتہا کے تفریط میں مشبہ آئے جنہیں حشریہ و مجتہد بھی کہتے ہیں ان خبیثوں نے صاف صاف مان لیا کہ ہاں اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ہے جسم ہے جوت ہے۔ اور جب یہ سب کچھ ہے تو پھر چڑھنا اُترنا اٹھنا بیٹھنا چلنا ٹھہرنا سب آپ ہی ثابت ہے یہ مردود وہی ہوئے جنہیں قرآنِ عظیم نے فی قلوبہم من یغیر (ان کے دلوں میں زلیخ ہے۔ ت) فرمایا اور گمراہ فتنہ پرداز بنایا تھا۔ وہابیہ ناپاک کو آپ جانیں کہ سب گمراہوں کے فضلہ خوار ہیں مختلف بد مذہبوں سے کچھ کچھ عقائد ضلالت کو اپنا بھرت پورا کیا ہے یہاں بھی مذہب کے اور اُن کے پیشوا اسمعیل نے صراطِ ناستقیم میں جو اپنے جاہل پیر کی اللہ تعالیٰ سے

لہ القرآن الحکیم ۴/۳

لہ ۴/۳

دوستانہ ملاقات اور ہاتھ سے ہاتھ ملا کر گڈ مارنگ (GOOD MORNING) ثابت کی تھی (دیکھو کتاب مستطاب المکوبۃ الشہابیہ علی کفریات ابی الوہابیہ) لہذا اس کے بعضہ بہت صاف صاف مجسمہ بہوت کا مدہب بقوت مان گئے اور اس کی جڑ بھی وہی ان کا پیشوائے قبیل اپنے رسالہ ایضاح الحق العصریہ میں جھگیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو مکان و جہت سے پاک جانا بدعت و ضلالت ہے جس کے رد میں کوکبہ شہابیہ نے تحفۃ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز صاحب کی یہ تحریر پیش کی تھی کہ اہل سنت و جماعت کے عقیدے میں اللہ تعالیٰ کے لئے مکان نہیں، نہ اس کے لئے فوق یا تحت کوئی جہت ہو سکتی ہے۔ اور کراچی و عالمگیری کی یہ عبارت،

یَنْفَرُ بِاثْبَاتِ الْمَكَانِ اللَّهُ تَعَالَى  
یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ماننے سے آدمی  
کافر ہو جاتا ہے۔

اور فتاویٰ امام اجل قاضی خاں کی یہ عبارت،  
ساجد قال خداے بر آسمان می داند کہ میں  
چیز سے ندانم کیوں کفرالات اللہ تعالیٰ  
منزلہ عن المسکان یکہ  
اور فتاویٰ خلاصہ کی یہ عبارت،

لو قال نرد بان بنہ و باسماں بر آئے و با حسدا  
جنگ کن یکفر لانہ اثبت المکان للہ  
تعالیٰ یکہ  
اگر کوئی یہ کہے نیزہ لے اور آسمان پر جا اور خدا  
سے جنگ کر، تو کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے  
اللہ تعالیٰ کے لئے مکان مانا (ت)

(دیکھو کوکبہ شہابیہ)

انھیں مجسمہ گستاخ کے تازہ افراخ سے ایک صاحب سسوائی بکاسہ لیسے گراہ ہزاری حنظل  
نواب بھوپالی قنوجی آنجنائی از سر نو اس فقہ خرابیہ کے بادی و بانی اور اس شہوت فہوس جل جلالہ  
۱۔ تحفۃ اثنا عشریہ باب پنجم در النیات  
۲۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب السیر الباب التاسع  
۳۔ بکر الرائق باب احکام المرتبہ  
۴۔ فتاویٰ قاضی خاں باب مایکون کفر آمن المسلم  
۵۔ خلاصۃ الفتاویٰ کتاب الفاظ الکفر فصل ۲ جنس ۲ مکتبہ حیدر کوٹہ

ص ۱۴۱

سمیل اکیڈمی لاہور

۲۵۹/۲

نوری کتب خانہ پشاور

۱۲۰/۵

ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۸۸۴/۲

نور کشور لکھنؤ

۳۴۲/۲

مکتبہ حیدر کوٹہ

کی شان میں مدعی غیوب جیسی و مکانی ہوئے، چارم محرم الحرام ۱۳۱۸ ہجریہ قدسیہ کو اس باب اور انہیں صاحب کے متعلق دو امر دیگر میں حضرت تاج المحققین عالم اہلسنت و اہل علم العالی سے استفادہ ہوا حضرت نے نفس حکم نہایت اجمال ارشاد فرمایا پورے دو مہینے کے بعد نسبت و ششم صفر کو ان کے متعلق ایک پریشان تحریر گراہی و جہالت و سفاہت و ضلالت کی بولتی تصویر آئی ایسے خیانات کیا قابل التفات مگر حفظ عقائد عوام و نصرت سنت و اسلام کے لحاظ سے یہ چند سطور لوجہ اللہ مسطور اہل حق بنکاد و انصاف نظر فرمائیں اور امر عقائد میں کسی گمراہ مکار کے کھنہ میں نہ آئیں، دعا تو فیقی الا یا اللہ علیہ توکلت والیہ انیب (مجھے تو فیق مرن اللہ تعالیٰ سے ہے اسی پر میں نے توکل کیا ہے ادا اسی کی طرف میرا رجوع ہے۔)

مسئلہ از سہ سوالی قاضی محلہ مدرسہ حاجی فرحت علی صاحب م محرم ۱۳۱۸ء  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص یہ کہے کہ اللہ رب العزت عرش پر بیٹھا ہے اور کہیں نہیں ہے شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اللہ عز وجل مکان و جہت و جلوس و غیرہ تمام عوارض جسم و جسمانیات و غیوب و نقائص سے پاک ہے۔ یہ لفظ کہ اس شخص نے کہا سخت گمراہی کے معنی دیتا ہے اس پر توبہ لازم ہے عقیدہ اپنا مطابق اہل سنت کہے۔ واللہ اعلم۔

نقل تحریر ضلالت تخییر از نجدی بقیر

مسئلہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر ہی ہونا۔

الجواب

الرحمن علی العرش استوی اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا یا چڑھایا ٹھہرا۔ ان تین معنی کے سوا اس آیت میں جو کوئی اور معنی کہ گاؤہ و عقی ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام شریف میں سأت جبکہ اس مضمون کو ذکر فرمایا ہے۔ دیکھو فتح الکونین تفسیر قاری شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی و تفسیر موضح القرآن

مولفہ شاہ عبد القادر صاحب دہلوی و ترجمہ لفظی شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی و کتاب الاسماء والصفات  
بہت ہی و کتاب الامام ذہبی و تفسیر ابن کثیر و معالم التنزیل و جامع البیہان و مدارک وغیرہ اور  
محیط ہونا باری تعالیٰ کا ہر چیز پر فقط از روئے علم ہے۔ قال تعالیٰ: احاط بكل شئ علماً  
(اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے ہر چیز کا احاطہ کیا، احاطہ معنی گھیرنے کا ہے) عرش کا مکان الہی ہونا ثابت ہے،  
چنانچہ بخاری کی معراج کی حدیث میں فرمایا:

وهو في مكانه (اور وہ اپنے مکان میں ہے۔ ت)

اور مشکوٰۃ کے باب الاستغفار والتوبہ میں مسند احمد کی حدیث میں وارد ہے کہ:  
وعن ق وجلاط واسرافاع مکانی المیزان میری عزت میرے جلال اور میری کبریا کا مکان کی قسم اور  
ہاں جن صفات سے کلام شارع ساکت ہے اُن میں سکوت لازم ہے بعض اشخاص بریلی نے  
جو علم منقول و مقام اہل حق سے پہلے بہرہ ہیں اس عقیدہ صحیحہ کے معتقد کو بزور گمراہی گمراہ بنایا و ما  
لہم بہ من علم (ان کو اس کا علم نہیں۔ ت) ایسے شخص سے اہل اسلام کو بچنا چاہیے۔

## ضربِ قہاری

۱۲ ۱۸

مسلمانو! دیکھو اس گمراہ نے ان چند سطور میں کیسی کیسی جہالتیں ضلالتیں تناقض مفاہمتیں  
اللہ و رسول پر افتراء علا و کتب پر تھمتیں بھردی ہیں،  
اولاً ادعا کیا کہ استوار علی العرش میں بیٹھنے، چڑھنے، ٹھہرنے کے سوا جو کوئی اور معنی کہہ رہی  
ہے اور اس کی سند میں کمال جرأت و حیاتی اُن نو کتابوں کے نام لگے دئے۔  
ثانیاً زعم کیا کہ احاطہ الہی صرف از روئے علم ہے حالانکہ اس مسئلہ کا یہاں کچھ ذکر نہ تھا  
مگر اس نے اس بیان سے اپنی وہ گمراہی پائی چاہی ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور عرش کے سوا

سہ القرآن الکریم ۱۲/۶۵

سہ صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ و کلم اللہ موسیٰ علیہ السلام قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۲۰/۲

سہ مشکوٰۃ المصابیح باب الاستغفار والتوبہ الفصل الثانی .. .. ص ۲۰۴

سہ القرآن الکریم ۲۸/۵۳

پیدا کرنا یا یہ انھیں معنی سوم کے قریب ہے جو اوپر گزرے۔  
**ضرب ۳۵:** اس سورۃ اور سورۃ فرقان کے سوا کہ وہاں استوار کی تفسیر سے سکوت مطلق ہے  
 باقی پانچوں جگہ اُس کے معنی استیلا و غلبہ و قابو پائے۔ حدید میں ہے،  
 ثم استوی استولی علی العرش (پھر عرش پر استوار فرمایا۔ ت)  
 رد میں ہے،

استولی بالاعتدال ونفوذ السلطان  
 اعرف میں ہے،

اعراف الاستیلاء الی العرش وان  
 کان سبخنہ وتعالی مستولیا علی  
 جمیع المخلوقات لان العرش اعظمها  
 واعلاها ۛ

یعنی اللہ تعالیٰ کا قابو اس کی تمام مخلوقات پر  
 ہے خاص عرش پر قابو ہونے کا ذکر اس لئے  
 فرمایا کہ عرش سب مخلوقات سے جسامت میں  
 بڑا اور سب سے اوپر ہے۔

**ضرب ۳۶:** سورۃ طہ میں بعد ذکر معنی استیلا ایک وجہ یہ نقل فرمائی،  
 لما کان الاستواء علی العرش وهو  
 صیر الملک مما یردف الملک جعلوه  
 کنایۃ عن الملک فقال استوی فلان  
 علی العرش ای ملک وان لم یقع  
 علی السیرور البتۃ وهذا کقول الملک  
 ید فلان مبسوطۃ ای جواد وان  
 لم یکن لہ ید س اس ۛ

یعنی جبکہ تخت نشینی آثار شاہی سے ہے تو عرف  
 میں تخت نشینی ہوتے اور اس سے سلطنت مراد  
 لیتے ہیں، کہتے ہیں فلاں شخص تخت نشین ہوا یعنی  
 بادشاہ ہوا اگرچہ اصلاً تخت پر نہ بیٹھا ہو جس  
 طرح تیرے اس کہنے سے کہ فلاں کا ہاتھ کشادہ  
 ہے اُس کا کنی ہو نامراد ہوتا ہے اگرچہ وہ  
 سرے سے ہاتھ ہی نہ رکھتا ہو۔

حاصل یہ کہ استوار علی العرش معنی بادشاہی ہے حقیقتہً بیٹھنا ہرگز لازم نہیں، جب

جلد	دارک التزلی (تفسیر القسفی)	آیۃ	دارالکتب العربیہ بیروت	جلد
۱	۱/۱۳	۴/۵۰	۲۲۳/۴	۱
۲	۵۳/۶		۵۹/۲	۲
۳	۵/۲۰		۴۸/۳	۳

کہیں نہیں۔  
**ثالثاً** منہ بھر کر اُس سب سے بڑے کو گالی دی کہ اُس کے لئے مکان ثابت ہے، عرش اس کا مکان ہے، اور اُس کے ثبوت میں بزور زبان دو حدیثیں نقل کر دیں۔  
**رابعاً** یہ تین دعویٰ تو منطوق عبارت تھے مفہوم استثنائے بتایا کہ استواء علی العرش کے معنی اللہ تعالیٰ کا عرش پر بیٹھنا، چڑھنا، ٹھہرنا مطابق سنت ہیں۔  
 خاصاً اپنے معبود کو بیٹھانے، چڑھانے، ٹھہرانے ہی پر قناعت نہ کی بلکہ ان لفظوں کے مفہوم سے کہ جن صفات سے کلام شارع ساکت ہے اُن میں سکوت لازم ہے تمام تشابہات استواء کی طرح انہیں معافی پر محمول کر لیں جو اُن کے ظاہر سے مفہوم ہوتے ہیں۔  
 سادساً باوصف ان کے اصل دعویٰ یہ ہے کہ نہ عرش کے سوا کہیں نہیں۔  
 ہم بھی ان چند باتوں کی بعونہ تعالیٰ اسی ترتیب پر چھ تپانچوں سے خبر لیں اور ساتوں تپانچے میں دوسرے تپانچے کے متعلق اجمال کو شمالی کریں و باللہ التوفیق۔

## پہلا تپانچہ

مگر اہ نے ادعا کیا کہ اللہ تعالیٰ کے بیٹھنے، چڑھنے، ٹھہرنے کے سوا جو کوئی اور معنی استواء کے کچھ بدعتی ہے، اور اُس پر اُن نو کتابوں کا حوالہ دیا۔  
**ضرب اول** فقیر نے اگر یہ التزام نہ کیا ہوتا کہ اُس کی گمانی ہوئی کتابوں سے سند لائے گا تو آپ سیرور دیکھتے کہ یہ تپانچہ اُس گمراہ کو کیہ مگر خاک و خون میں ڈالتا مگر اجمالاً اقوال ذکرہ بالا ہی ملاحظہ ہو جائیں کہ اُس گمراہ نے کس کس امام دین و سنت کو بدعتی بنا دیا، امام ابو الحسن علی ابن بطال، امام ابن حجر عسقلانی، امام ابو ظاہر قزوینی، امام عارف شعرائی، امام جلال الدین سیوطی، امام اسماعیل ضریر حنفی کہ خود امام اہلسنت سیدنا امام ابو الحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، تو کم از کم اُس ضرب کو ساکت ضرب سمجھتے بلکہ تیرا کہ امام نسفی و امام بیہقی و امام نبوی و امام علی بن محمد ابو الحسن طبری و امام ابو بکر بن فرک و امام ابو منصور بن ابی ایوب کے اقوال عنقریب آتے ہیں۔ یہ حضرات بھی اس بدعتی کے طور پر معاذ اللہ بدعتی ہوئے، اور کہیں ضرب اور گزریں جملہ تیغیتیں ہوتیں، آگے چلے اور اب صرف اس کے مستندوں سے اس کی خبر لیجئے۔

**ضرب دوم** مدارک شریف سورۃ سجدہ میں استواء علی العرش کا حاصل اس کا احداث اور

خلق کے باب میں یہ محاورہ ہے جی کا اٹھنا بیٹھنا سب ممکن تو خالق عزوجل کے بارے میں اُس سے معاذ اللہ حقیقتہً بیٹھنا سمجھ لینا کیسا ظلم صریح ہے۔

**ضرب ۳۴** : معالم سورة اعراف کا بیان تو وہ تھا کہ اہلسنت کا طریقہ سکوت ہے اتنا جانتے ہیں کہ استوار اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اور اس کے معنی کا علم اللہ کے سپرد ہے، یہ طریقہ سلف صالحین تھا، سورہ رعد میں استوار کو علو سے تاویل کیا۔ یہ معنی دوم ہیں کہ اوپر گزرے۔

**ضرب ۳۸** : امام بیہقی نے کتاب الاسماء میں دربارہ استوار ائمہ متقدمین کا وہ مسلف ارشاد فرمایا جس کا بیان اوپر گزرا۔ پھر فرمایا،

وذهب ابو الحسن عن جت اسمعيل الاشعري  
الى ان الله تعالى جل ثناؤه فعل في العرش  
فعل استواء استواء كما فعل في غيره  
فعل استواء من قا او نعمة او غيرها  
من افعاله ثم لم يكن الاستواء  
الا انه جعله من صفات  
الفعل لقوله تعالى ثم  
استوى على العرش و ثم  
للتواخي والتواخي انما يكون  
في الافعال والفعال الله تعالى  
توجد بلا مباشرة منه اياها  
ولا حركة يله

یعنی امام اہلسنت امام ابو الحسن اشعری نے  
فرمایا کہ اللہ عزوجل نے عرش کے ساتھ کوئی  
فعل فرمایا ہے جس کا نام استوار رکھا ہے  
جیسے من و تو زید و عمرو کے ساتھ افعال فرمائے  
اور ان کا نام رزق و نعمت وغیرہ رکھا اُس فعل  
استوار کی کیفیت ہم نہیں جانتے اتنا ضرور ہے  
کہ اُس کے افعال میں مخلوق کے ساتھ ملنا  
چھوٹنا، اُس سے لگا ہوا ہونا یا حرکت کرنا نہیں  
جیسے بیٹھے چرچنے وغیرہ میں ہے اور استوار کے  
فعل ہونے پر دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے  
فرمایا پھر عرش پر استوار کیا تو معلوم ہوا کہ  
استوار حادث ہے پہلے نہ تھا اور حدوث  
افعال میں ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی صفات ذات  
حدوث سے پاک ہیں، تو ثابت ہوا کہ استوار  
اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت ذاتی نہیں بلکہ اس کے  
کاموں میں سے ایک کام ہے جس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں۔

سہ کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ما جاء في قول الله تعالى الرحمن على العرش استوى المكتبة الاثرية ساكنة مل شيوخہ ۱۵۲



**ضرب ۳۹:** ابو الحسن علی بن محمد طبری وغیرہ ائمہ متکلمین سے نقل فرمایا،

القدیم سیخنه عالی علی عرشہ  
لا قاعد ولا قائم ولا صاحب و  
لا مبائن عن العرش، یرید بہ  
مباينة الذات التي هي بمعنى  
الاعتزال او التباعد لان المسافة والمباينة  
التي هي ضد ها والقيام والقعود ضد  
اوصاف الاجسام، والله عز وجل احد  
صمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له  
كفو احد، فلا يجوز عليه ما يجوز  
على الاجسام تبارك وتعالى له

**ضرب ۴۰:** امام استاذ ابوبکر بن فورک سے نقل فرمایا کہ انھوں نے بعض ائمہ اہلسنت سے حکایت کی،

استوی بمعنى علا ولا یرید بذلک علوا  
بالمسافة والتحيز والکون  
فی مکان متمکنا فیہ ولكن یرید معنى  
قول الله عز وجل وامنتم من فی السماء  
ای من فوقها علی معنى نفی الجحد عنه و  
انه ليس مما یحويه طبق او یحیط بہ  
قطر یلہ

امام بیہقی فرماتے ہیں،

قلت وهو علی هذه الطريقة من  
حاصل یہ کہ اس طریقہ پر استوار صفات ذات

سہ کتاب السماء والارض للبیہقی باب الجوار فی قول تعالی الرحمن علی العرش استوی المکتبۃ الاثریہ سانگلہ مل شیخوہ ۱۵۶/۲  
۱۵۶/۲

ہے ہو گا کہ اللہ سبحانہ ذاتہ اپنی تمام مخلوق سے  
بلند و بالا ہے نہ بلندی مکان بلکہ بلندی ملکیت  
وسلطان ، اور اب پھر کا لفظ نظر بحدوث عرش  
ہو گا کہ وہ بلندی ذاتی ہر حادث سے اُس کے  
حدوث کے بعد متعلق ہوتی ہے جیسے قرآن عظیم  
میں فرمایا کہ پھر اللہ شاہد ہے اُن کے افعال پر  
یعنی جب ان کے افعال پیدا ہوئے تو شہود الہی  
ان سے متعلق ہوا جس طرح علم الہی مستقیم ہے  
مگر یہ علم کہ چیز حادث ہو گئی اس کے حادث  
کے بعد ہی متعلق ہو گا یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ ازل  
میں جانتا تھا کہ اشیا پیدا ہو چکیں حالانکہ جنور  
ناپید تھیں۔

نقل فرمایا ،

میرا قول وہی پہلا ہے کہ اللہ عزوجل نے عرش  
کے ساتھ فعل استواء کیا اور ایک عرش  
ہی کیا وہ تمام اشیا سے بالا اور سب سے  
جدا ہے باری معنی کہ نہ اشیا اس میں حلول  
کری نہ وہ ان میں ، نہ وہ ان سے کسی کے  
نہ ان سے کوئی مشابہت رکھے ، اور یہ جدائی  
نہیں کہ اللہ تعالیٰ اشیا سے ایک کئی سے  
پر ہو ، ہمارا رب حلول و فاعلہ و عزالت  
سے بہت بلند ہے ۔ جل و علا ۔

دیکھو ائمہ اہلسنت بیٹھے ، چرٹھے ، ٹھرنے کی کیسی جرکات رہے ہیں ۔

صفات الذات وكلمة ثم تعلقت بالمستوى  
عليه ، لا بالاستواء وهو كقولہ عز وجل  
ثم الله شهيد على ما يفعلون یعنی  
ثم يكون عملهم فيشهدده وقد اشار  
ابو الحسن علي بن اسعيل الى هذه  
الطريقة حكاية ، فقال وقال بعض  
اصحابنا انه صفة ذات ولا يقال له  
يزل مستويا على عرشه كما ان العلم  
بان الاشياء قد حدثت من صفات  
الذات ، ولا يقال له يزل  
عالمها بان قد حدثت ولما حدثت  
بعديہ

**ضرب الم** پھر امام اہلسنت قدس سرہ سے نقل فرمایا ،  
وجوابی هو الاول وهو ان الله مستوي  
على عرشه وانه فوق الاشياء بان  
منها بمعنى انها لا تحلله ولا يحلها  
ولا يسها ولا يشبهها وليست  
البيئونة بالعزلة ، تعالى الله  
ما بنا عن الحلول والمماسه  
علوا كبيرا

کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ما جاز فی قول تالی الرحمن علی العرش استوی المکتبۃ الاسلامیہ ساکنہ فی شہرہ ۱۴۲۰ھ  
کے

**ضرب ۴۲:** پھر امام اہلسنت سے نقل فرمایا،

وقد قال بعض اصحابنا ان الاستواء  
صفة الله تعالى ينفي الاعوجاج  
یعنی بعض ائمہ اہلسنت نے فرمایا کہ صفت  
استواء کے معنی ہیں کہ اللہ عزوجل کجی سے  
پاک ہے۔

**اقول** (میں کہتا ہوں۔ ت) اس تقدیر پر استواء صفات سلطیہ سے ہوگا جیسے غنی یعنی  
کسی کا محتاج نہیں، یونہی مستوی یعنی اس میں کجی اور اعوجاج نہیں اور اب علی غرہ مستقر ہوگا  
اور اسی علو ملک و سلطان کا مفید اور شہ تر اخی فی الذکر کے لئے، کقولہ تعالیٰ ثم قال  
من الذين آمنوا (پھر ایمان والوں میں ہوا۔ ت) و قوله تعالیٰ خلقه من تراب ثم قال له  
كن فيكون (اس کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس کو قویا ہوجا، تو وہ ہو گیا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم  
**ضرب ۴۳:** پھر امام استاذ ابو منصور ابن ابی ایوب سے نقل فرمایا کہ انہوں نے مجھے کدھجیا،

ان کشيدوا من متاعى اصحابنا ذهبوا  
الى ان الاستواء هو القهر والغلبة  
ومعناه ان الرجلين غلب العرش و  
قهره، وفائدته ان اخبار عنت قهروا  
مملوكاته، وانها لم تقهره وانما  
خص العرش بالذكور لانه اعظم  
المملوكات فغلبه بالاعلى على الادنى،  
قال والاستواء بمعنى القهر و  
الغلبة شأنه في اللغة كما  
يقال استوعب فلان على التحيه  
اذ غلب اهلهما وقال الشاعر في

یعنی بہت متاخرین علمائے اہل سنت اس طرح  
لگے کہ استواء بمعنی قہر و غلبہ ہے، آیت کے  
معنی یہ ہیں کہ رحمن عز وجل عرش پر غالب اور  
اس کا قاہر ہے، اور اس ارشاد کا فائدہ یہ  
خبر دینا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنی تمام مملوکات پر  
قابو رکھتا ہے مملوکات کا اس پر قابو نہیں۔  
اور عرش کا خاص ذکر اس لئے فرمایا کہ وہ  
جسامت میں سب مملوکات سے بڑا ہے تو  
اس کے ذکر سے باقی سب پر تنبیہ فرمادی اور  
استواء بمعنی قہر و غلبہ زبان عرب میں شائع ہے  
پھر نثر و نظم سے اس کی نظیریں پیش کیں کہ

لے کتابی سار والستاء للیمتی باب جار فی قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی عرش استوی المکتبۃ الاشرفیہ ساکنہ فی شہرہ ۱۵۴

لے القرآن الکریم ۱۴/۶۰

لے ۵۹/۲

بشر بن مروان سے  
قد استوعب بشر علی العراق  
من غیر صیفت و دم مہروانی  
یریدانہ غلب اہلہ من  
غیر محاربتہ لہ  
جیب کوئی شخص کسی بستی والوں پر غالب آجائے تو  
کہہ جاتا ہے: استوعی قلان علی الناحیۃ۔ اور شاعر نے بشر  
بن مروان کے بارے میں کہا: تحقیق بشر عراق پر غالب آگیا  
تو اس کے ساتھ خون بہائے بغیر۔ شاعر کی مراد یہ ہے کہ وہ  
جنگ کے بغیر بستی والوں پر غالب آگیا۔ (ت)  
مگر اہل دیوبند! تم نے دیکھا کہ تمہاری ہی پیش کردہ کتابوں نے تمہیں کیا کیا سزا سے کردار کو پہنچایا  
مگر تمہیں جہان کہاں!

## دوسرا تپانچہ

جاہل بے فروغ نے بک دیا کہ اللہ تعالیٰ کا احاطہ فقط از روئے علم ہے اس میں اللہ عز و جل کی  
قدرت کا بھی منکر ہوا، اللہ عز و جل کی صفت بصر سے بھی بے بھر ہوا، اپنی مستند کتابوں کا بھی غلط  
کیا، خود اپنی ہیودہ تحریر سے بھی تناقض و اختلاف کیا۔ وجود سنئے،  
ضرب ۳۴: قال اللہ تعالیٰ،  
الا انہم فی مریۃ من لقاء ربہم  
الا انہ بکل شئ محیط  
ضرب ۳۵: قال اللہ تعالیٰ،  
وکان اللہ بکل شئ محیط  
ضرب ۳۶: قال اللہ تعالیٰ،  
واللہ منہم درائہم محیط  
ان تینوں آیتوں میں اللہ عز و جل کو محیط بتایا ہے، احاطہ علم کی آیت بڑا ہے،  
سنا ہے وہ شک میں ہیں اپنے رب سے ملنے  
سے۔ سنا ہے خدا ہر چیز کو محیط ہے۔  
اللہ ہر شے کو محیط ہے۔

۱۔ کتاب السار والصلح المبینی بابا جاری قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی ہر شے استوعی المکتبۃ الاثریۃ سانکھ پل شیخ پورہ ۱۵۳/۲

۲۔ العتہ آل الکیم ۵۴/۲۱

۳۔ " " ۱۲۹/۲

۴۔ " " ۲۰/۸۵

وان الله قد احاط بكل شئ علماً  
 ضرب ۴۷ ترجمہ رفیع الدین ہے،  
 خبردار ہو تحقیق وہ بیچ شک کے ہیں ملاقات پروردگار اپنے کی سے، خبردار ہو تحقیق  
 وہ ہر چیز کو گھیر رہا ہے۔  
 ضرب ۴۸ اُسی میں ہے،  
 اور ہے اللہ ساتھ ہر چیز کے گھیرنے والا۔  
 ضرب ۴۹ اُسی میں ہے،  
 اور اللہ اُن کے پیچھے سے گھیر رہا ہے۔  
 ضرب ۵۰ موضح القرآن میں ہے،  
 سُنتا ہے وہ دھوکے میں ہیں اپنے رب کی ملاقات سے، سُنتا ہے وہ گھیر رہا ہے  
 ہر چیز کو۔  
 ضرب ۵۱ اُسی میں زیر آیت ثانیہ ہے،  
 اور اللہ نے اُن کے گرد سے گھیرا ہے۔  
 ان دونوں تیرے مستند مترجموں نے بھی یہ احاطہ خود اللہ عزوجل ہی کی طرف نسبت کیا۔  
 ضرب ۵۲ اُسی میں زیر آیت ثانیہ ہے،  
 اللہ کے دُعب میں ہے سب چیزیں۔ یہ احاطہ از روئے قدرت لیا۔  
 ضرب ۵۳ جامع البیان میں زیر آیت اولیٰ ہے،

لہ القرآن الکریم ۱۲/۶۵			
۵۳۰	ص	۵۲۹	ص
۵۳۱	ص	۵۳۰	ص
۵۳۲	ص	۵۳۱	ص
۵۳۳	ص	۵۳۲	ص
۵۳۴	ص	۵۳۳	ص
۵۳۵	ص	۵۳۴	ص
۵۳۶	ص	۵۳۵	ص
۵۳۷	ص	۵۳۶	ص
۵۳۸	ص	۵۳۷	ص
۵۳۹	ص	۵۳۸	ص
۵۴۰	ص	۵۳۹	ص

الكل تحت علمه وقدرته -

فہرست ۵۴ : زیر آیت ثانیہ :

عرب ۵۵: ہر اک شریف میں زیر آیت شامل ہے۔

ضرب ۵۶ کتاب الاسما میں ہے،

۱۰۔ شرعے مستندوں نے احاطہ فقط از روئے علم ہونا کیسا باطل کیا۔

فصل ۵ : اللہ عزوجل کی بصر بھی عیب ہے، قال تعالیٰ ،

ضرب ۵۸: اس کا معنی عیوضاً ہے۔

ضرب ۵۹: قدرت بھی عیسیٰ، قال تعالیٰ،

ضرب ۶۰ : خالقیت بھی محیط ہے، قال تعالیٰ :

۲۵۲/۲

[illegible]

٢٥ دارك التزويل (تفسير النسخي) - ٢٠/٨٥ دار الكتاب العربي بيروت ٢٢٤/٢

مكتبة الاسكندرية العامة، جامع الازهر، ذكر الاسماء التي تمتع في التسمية في المكتبة الاثرية، مكتبة علي بن ابي طالب

٥٥ القرآن الكريم ١٩/٩٠ ٥٦ القرآن الكريم ٢٠/٢ و ١٠٩/٢ و ١٠٩/٢ و ١٢٨/٢ وغيره

104/9 \* \* 5

ضرب ۶۱: ملکیت بھی محیط ہے، قال تعالیٰ:

بیدار ملکوت حکل شئ۔ اے اسی کے ہاتھ میں ہر چیز کا قبضہ ہے (ت)  
اس نے خود وہابی نے فقط ازروئے علم کہہ کر ان تمام صفات الہیہ کے احاطہ سے انکار کر دیا، آنکھیں  
رکھتا ہو تو سوچئے کہ اپنی گہری جہالت کی گنا ٹوپ اغویری میں کتنی آیتوں کا رد کر گیا۔

بالجہد از مذہب معتزلی لیجئے تو جہاں سے لاسے کہ ہمارے مولیٰ تمہارے کا علم محیط ہے جیسا کہ  
سورۃ طلاق میں فرمایا، اور احاطہ علم کے معنی ہمیں معلوم ہیں کہ

لا یعزب عنہ مشقال ذرۃ فی السموات۔ اس سے غائب نہیں ذرہ بھر کو کچھ بھروسہ ہو  
ولا فی الارض شیء اور نہ زمین میں۔ (ت)

اور ہمارا مولیٰ عز وجل محیط ہے جیسا کہ سورۃ نساء، سورۃ قصص و سورۃ بروج میں ارشاد فرمایا  
اور اس کا احاطہ ہماری عقل سے ورہا ہے۔

امثالبہ کل من عندہ من یشاء ہم اس پر ایمان لاتے سب ہمارے رب  
کے پاس سے ہے۔ (ت)

اور اگر مسلک متاخرین چلتے تو اللہ تعالیٰ جس طرح ازروئے علم محیط ہے یونہی ازروئے قدرت  
ازروئے سمیع و ازراہ بعرواز جہت ملک و ازویر غلی و غیر ذلک، تو فقط علم میں احاطہ منحصر کر دینا ان  
سب صفات و آیات سے منکر ہو جانا ہے۔

ضرب ۶۲: یوقوت چند سطر بعد مانے گا کہ جتنی صفتیں کلام شارع میں وارد ہیں ان سے سکوت  
نہ ہو گا یہاں احاطہ ذات سے سکوت کیسا، انکار کر گیا مگر وہابی را حافظ نباشد، یہ کیسا صریح  
تناقض ہے۔

## تیسرا تپانچہ

اصل تپانچہ قیامت کا تپانچہ جس سے محنتی مگر اسی کا سر ہو جائے  
یہ مذہب گمراہ نے صاف بک دیا کہ اس کا معبود مکان رکھتا ہے عرش پر بستا ہے

۱۔ القرآن اکرم ۸۳/۲۶

۲۔ ۳/۲۴

۳۔ ۶/۳





**ضرب ۱۱۰ :** امام بہیقی کتاب الاسماء والصفات میں امام اہل ابو عبد اللہ علیہ سے زیر اسم پاک متعالیٰ نقل فرماتے ہیں :

معناه المرتفع عن امت یجوز علیہ  
ما یجوز علی المحدثین من الان واج  
والاولاد والجوارح والاعضاء واتخاذ  
السیر للجلوس علیہ ، والاحتجاب  
بالستور عن ان تنفذ الابصار الیہ ، و  
الانتقال من مکان الی مکان ، ونحو  
ذلك فان اثبات بعض هذه الاشياء  
یوجب النہایة ، وبعضها یوجب الحاجة  
وبعضها یوجب التعلیل والاستعانة ، و  
شئ من ذلك غیر لائق بالتقدیم  
ولا جاز علیہ

یعنی نام الہی متعالیٰ کے یہ معنی ہیں کہ اللہ  
عز وجل اس سے پاک و منزہ ہے کہ جو باتیں  
مخلوقات پر روا ہیں جیسے جرد ، بیٹا ، آلات  
اعضاء ، تخت پر بیٹھنا ، پڑوں میں چھپنا ، ایک  
مکان سے دوسرے کی طرف انتقال کرنا جس  
طرح چڑھنے اترنے ، چلنے ، ٹھہرنے میں ہوتا  
ہے ، اس پر روا ہو سکیں اس لئے کہ ان میں  
بعض باتوں سے نہایت لازم آئے گی بعض سے  
احتیاج بعض سے بدلنا متغیر ہونا اور ان میں سے  
کوئی امر اللہ عز وجل کے لائق نہیں ، نہ اس  
کے لئے امکان رکھے ۔

کیوں پچھتائے تو نہ ہو گے کتاب الاسماء کا حوالہ دے کر ، گفت ہزار گفت و بابیہ مجسمہ کی  
بے حیاتی پر ۔

**ضرب ۱۱۱ :** باب ما جاء فی العرش میں امام سلیمان خطابی علیہ الرحمۃ سے نقل فرماتے ہیں :

لیس معنی قول المسالین ان الله تعالى  
استوی علی العرش هو انه معاس له ، و  
ممكن فيه ، او متعريف جهة  
من جهاته ، لكنه بائن من جميع خلقه ،  
وانما هو خبر جاء به التوقيف  
فقلنا به ، ولفينا عنه التكييف  
اذ ليس كمشكلة شعث وهو

مسلمانوں کے اس قول کے کہ اللہ تعالیٰ عرش  
پر ہے یہ معنی نہیں کہ وہ عرش سے لگا ہوا ہے  
یا وہ اس کا مکان ہے یا وہ اس کی کسی جانب  
میں ٹھہرا ہوا ہے بلکہ وہ تو اپنی تمام مخلوق سے  
نرالا ہے یہ تو ایک خبر ہے کہ شرع میں وارد  
ہوئی تو ہم نے مائی اور چنگولی اس سے دور و  
مسلوب جانی اس لئے کہ اللہ کے مشابہ کوئی

لے کتاب الاسماء والصفات بہیقی جامع ابواب ذکر الاسماء التي قبض فی التثنية المکتبۃ الاشرفیہ ساکنہ محلہ شہزادہ

کمال دوری و بعد از این که در میان بنی احمد بنی قریه  
۱ کتاب الاسماء والصفات باب ما جاء فی العرش والحوسنی المكتبة الاثرية ساجدة علی شیخ پوره ۱۳۹/۲  
۲ کتاب الاسماء والصفات جمیع سماوات الارباب ذکر الاسماء التي تتبع نطق التثنية المكتبة الاثرية ساجدة علی شیخ پوره ۱۴۰/۲

~ ~ ~ ~ ~

مکان میں موجود ہونا محال، اور یہ اُس سے بھی شنیع تر ہے کہ عرش تا فرش تمام مکانات بالا و زیری دفعۃً اُس سے بھرے ہوئے ہا تو کہ تجزیہ و خیرہ مدد با استعمالِ لازم آنے کے علاوہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو اسفل و ادنیٰ کتنا بھی میح ہو گا لا جرم قطعاً یقیناً ایمان لانا پڑے گا کہ عرش و فرش کچھ اُس کا مکان نہیں، نہ وہ عرش میں ہے نہ ماتحت الارضی میں، نہ کسی جگہ میں، ہاں اُس کا علم و قدرت و سمیع و بصیرہ ملک ہر جگہ ہے جس طرح امام ترمذی نے جامع میں ذکر فرمایا۔

**ضرب ۷۶: پھر فرمایا،**

واستدل بعض اصحابنا فی نفی المكات  
عنه تعالیٰ بقول النبی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم انت الظاہر فلیس  
فوقک شیء وانت الباطن فلیس  
دونک شیء "واذا لم یکن  
فوقہ شیء ولا دونہ  
شیء لہ یکون فی مکان یلہ

یعنی اور بعض ائمہ اہلسنت نے اللہ عز و جل سے نفی مکان پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس قول سے استدلال کیا کہ اپنے رب عز و جل سے عرض کرتے ہیں تو ہی ظاہر ہے تو کوئی تجربے اوپر نہیں، اور تو ہی باطن ہے تو کوئی تیرے نیچے نہیں۔ جب اللہ عز و جل سے نہ کوئی اوپر ہوا نہ کوئی نیچے تو اللہ تعالیٰ کسی مکان میں نہ ہوا۔

یہ حدیث صحیح مسلم شریف و سنن ابی داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درواہ البیہقی فی الاسم الاول والاخر (اسے بیہقی نے اسم اول و آخر میں ذکر کیا ہے۔ ت)  
اقول حاصل دلیل یہ کہ اللہ عز و جل کا تمام اکملہ زیر و بالا کو بھرے ہونا تو پراہنہ محال ہے ورنہ وہی استعمالِ لازم آتیں، اب اگر مکان بالا میں ہو گا تو اشیاء اس کے نیچے ہوں گی اور مکان زیرین میں ہو گا تو اشیاء اس سے اوپر ہوں گی اور وسط میں ہو گا تو اوپر نیچے دونوں ہونگی حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، نہ اس سے اوپر کچھ ہے نہ نیچے کچھ۔ تو واجب ہوا کہ محلے تعالیٰ مکان سے پاک ہو۔

**ضرب ۷۷: عرش و فرش جس جگہ کو معاذ اللہ مکان الہی کہو اللہ تعالیٰ ازل سے اس میں مشکن تھا یا اب مشکن ہوا، پہلی تقدیر پر وہ مکان بھی ازل میں تھا اور کسی مخلوق کو ازل ماننا باجماع مسلمین**

۱۔ کتاب الاسماء والصفات باب المعارج فی العرش والعرسی المکتبۃ الاشرفیہ سانگلہ بلی شیخ پورہ ۱۳۲/۲

کفر ہے دوسری تقدیر پر اللہ عزوجل میں تغیر آیا اور یہ خلاف شان الہیت ہے۔  
**ضرب ۷۸:** اقول مکان خواہ بعد مروجہ ہو یا مجرد یا سطح حاوی مکین کو اس کا محیط ہونا لازم  
 محیط یا تماس بعض شے مکان بعض یا بعض مکان ہے نہ مکان شے، مثلاً ٹوپی کو نہیں کہہ سکتے  
 کہ پہننے والے کا مکان۔ تم جوتا پہنے ہو تو یہ نہ کہیں گے کہ تمہارا مکان جوتے میں ہے، تو عرش اگر  
 معاذ اللہ مکان الہی ہو لازم کہ اللہ عزوجل کو محیط ہو، یہ محال ہے۔ قال اللہ تعالیٰ، مکان اللہ  
 بکل شئ محیط اللہ تعالیٰ عرش و فرش سب کو محیط ہے۔ وہ احاطہ عقل سے ور اسے  
 اور اس کی شان قدوسی کے لائق ہے اس کا غیر اسے محیط نہیں ہو سکتا۔  
**ضرب ۷۹:** نیز لازم کہ اللہ عزوجل عرش سے چھوٹا ہو۔  
**ضرب ۸۰:** نیز محدود و محصور ہو۔

**ضرب ۸۱:** ان سب شناختوں کے بعد میں آیت سے عرش کی مکانیت نکالی تھی وہی  
 باطل ہوگئی، آیت میں عرش پر فرمایا ہے اور عرش مکان خدا ہو تو خدا عرش کے اندر ہوگا نہ کہ  
 عرش پر۔

**ضرب ۸۲:** اقول جب تیرے نزدیک تیرا معبود مکانی ہو تو وہ حال سے غالی نہیں  
 جز۔ لای تجزی کے برابر ہوگا یا اس سے بڑا، اول باطل ہے کہ اس تقدیر پر تیرا معبود ہر چھوٹی چیز  
 سے چھوٹا ہو، ایک دانہ ریگ کے ہزارویں لاکھویں حصے سے بھی کتر ہوا، نیز اس صورت میں خدا  
 آیات و احادیث میں دید و وجہ و ساق و غیرہ کا انکار ہوگا کہ جب متشابہات ظاہر پر محمول ٹھہریں  
 تو یہاں بھی معانی مفہوم ظاہرہ مراد لینے واجب ہوں گے اور جز۔ لای تجزی کے لئے آنکھ، ہاتھ،  
 چہرہ، پاؤں ممکن نہیں۔ اگر کہتے وہ ایک ہی جز۔ لای تجزی سب اعضاء کے کام دیتا ہے، لہذا ان  
 ناموں سے مستثنیٰ ہوا تو یہ بھی باطل ہے کہ اولاً تو اس کے لئے یہ اشیاء مانی گئی ہیں نہ یہ کہ وہ  
 خود یہ اشیاء ہے۔ ثانیاً ہا عیننا اور بلید ا کا کیا جواب ہوگا کہ جز۔ لای تجزی میں دو  
 فرض نہیں کر سکتے اور مجسمہ طتان تو صراحتہ اس کا ابطال ہے جو ہر فرد میں بسط کہاں، اور  
 ثانی بھی باطل ہے کہ اس تقدیر پر تیرے معبود کے ٹکڑے ہو سکیں گے اس میں مجھے فرض کر سکیں گے  
 اور معبود حق عزوجل اس سے پاک ہے۔

**ضرب ۸۳:** اقول جو کس چیز پر بیٹھا ہو اس کی تین ہی صورتیں ممکن، یا تو وہ بیٹھک اس کے برابر ہے یا اس سے بڑی ہے کہ وہ بیٹھا ہے اور جگہ خالی باقی ہے یا چھوٹی ہے کہ وہ پورا اس بیٹھک پر نہ آیا کچھ حصہ باہر ہے۔ اللہ عزوجل میں یہ تینوں صورتیں محال ہیں وہ عرش کے برابر ہو تو جتنے حصے عرش میں ہو سکتے ہیں اس میں بھی ہو سکیں گے، اور چھوٹا ہو تو اسے خدا کہنے سے عرش کو خدا کہنا ادا ہے کہ وہ خدا سے بھی بڑا ہے اور بڑا ہو تو بالفعل جسے متعین ہو گئے کہ خدا کا ایک حصہ عرش سے ملے اور ایک حصہ باہر ہے۔

**ضرب ۸۴:** اقول خدا اس عرش سے بھی بڑا بنا سکتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو عاجز ہوا حالانکہ ان الله على كل شيء قدير (بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ ت) اور اگر ہاں تو اب اگر خدا عرش سے چھوٹا نہیں برابر بھی ہو تو جب عرش سے بڑا بنا سکتا ہے اپنے سے بڑا بھی بنا سکتا ہے کہ جب دونوں برابر ہیں تو جو عرش سے بڑا ہے خدا سے بھی بڑا ہے اور اگر خدا عرش سے بڑا ہے تو غیر متناہی بڑا نہیں ہو سکتا کہ لاتناہی الابد والاکل قاطعہ سے باطل ہے لاجرم بقدر متناہی بڑا ہوگا، مثلاً عرش سے دو گنا فسر ض کیجئے، اب عرش سے سوائی ڈیڑھ سو گنی انگلی مقداریں کو پوچھتے جانیے کہ خدا ان کے بنانے پر قادر ہے یا نہیں، جہاں انکار کرو گے خدا کو عاجز کہو گے اور اقرار کرتے ہو گے تو وہی مصیبت آئے آئے گی کہ خدا اپنے سے بڑا بنا سکتا ہے۔

**ضرب ۸۵:** اقول یہ تو ضرور ہے کہ خدا جب عرش پر بیٹھے تو عرش سے بڑا ہو ورنہ خدا اور مخلوق برابر ہو جائیں گے یا مخلوق اس سے بڑی ٹھہرے گی اور جب وہ بیٹھے والا اپنی بیٹھک سے بڑا ہے تو قطعاً اس پر پورا نہیں آ سکتا جتنا بڑا ہے اتنا حصہ باہر ہے گا تو اس میں دو حصے ہونے ایک عرش سے لگا اور ایک الگ۔ اب سوال ہو گا کہ یہ دونوں حصے خدا ہیں یا جتنا عرش سے لگا ہے وہی خدا ہے باہر والا خدائی سے جدا ہے یا اس کا عکس ہے یا اُن میں کوئی خدا نہیں بلکہ دونوں کا مجموعہ خدا ہے، پہلی تقدیر پر دو خدا لازم آئیں گے دوسری پر خدا و عرش برابر ہو گئے کہ خدا تو اتنے ہی کا نام رہا جو عرش سے ملے ہوا ہے، تیسری تقدیر پر خدا عرش پر نہ بیٹھا کہ جو خدا ہے وہ الگ ہے اور جو لگا ہے وہ خدا نہیں، چوتھی پر عرش خدا کا مکان نہ ہوا کہ وہ اگر مکان ہے تو اُسے ٹکڑے کا جو اس سے ملے اور وہ خدا نہیں۔

**ضرب ۸۶ :** اقول جو مکانی ہے اور جزوہ لای تجزے کے برابر نہیں اُسے مقدار سے مفر نہیں اور مقدار غیر متناہی یا فعل یا مطلق ہے اور مقدار متناہی کے افراد متناہی ہیں اور شخص معین کو اُن میں سے کوئی قدر معین ہی عارض ہوگی، تو لاجرم تیرا معبود ایک مقدار مخصوص محدود پر ہوا اس تخصیص کو علت سے جارہ نہیں شکار و گز کا ہے تو دو کروڑ کا کیوں نہ ہوا، دو کروڑ کا ہے تو کروڑ کا کیوں نہ ہوا، اس تخصیص کی علت تیرا معبود آپ ہی ہے یا اس کا غیر، اگر غیر ہے جب تو سچا خدا ہی ہے جس نے تیرے معبود کو استے یا اتنے گز کا بنایا، اور اگر خود ہی ہوتا ہم ہر حال اس کا حادث ہونا لازم کہ امور متساویۃ النسبۃ میں ایک کی ترجیح ارادے پر موقوف، اور ہر مخلوق بالارادہ حادث ہے تو وہ مقدار مخصوص حادث ہوتی اور مقداری کا وجود یہ مقدار کے محال، تو تیرا معبود حادث ہوا اور تقدم الشی علی نفسه کا لزوم علاوہ۔

**ضرب ۸۷ :** اقول ہر مقدار متناہی قابلِ زیادت ہے تو تیرے معبود سے بڑا اور اس کے بڑے سے بڑا ممکن۔

**ضرب ۸۸ :** اقول جہات فوق و تحت دو مفہوم اضافی ہیں ایک کا وجود بے دوسرے کے محال ہر کچھ جانتا ہے کہ کسی چیز کو اوپر نہیں کہہ سکے جب تک دوسری چیز نیچے نہ ہو، اور ازل میں اللہ عزوجل کے سوا کچھ نہ تھا۔ صحیح بخاری شریف میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

كان الله تعالى ولم يكن شئ غيره. اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے سوا کچھ نہ تھا۔

تو ازل میں اللہ عزوجل کا فوق یا تحت ہونا محال، اور جب ازل میں محال تھا تو ہمیشہ محال رہے گا ورنہ اللہ عزوجل کے ساتھ حوادث کا قیام لازم آئے گا اور یہ محال ہے۔ کتاب الاسماء والصفات میں امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے ہے،

اذا قيل لله العزيز فانا يواد به	جب اللہ تعالیٰ کو عزیز کہا جائے تو اس سے
الاعتراف له بالقدر السدى	اس کے قدم کا اعتراف ہے کہ جس کی بنا پر ازل سے اس کی
لا يتهيأ معه تغيرة عما له يسذل	قدرت و طاقت پر کوئی تغیر نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ
عليه من القداسة والقوة ، و	کہ پاکیزگی کی طرف راجع ہے ان چیزوں سے جو

صحیح البخاری کتاب بدء الخلق باب ما جازى قول الله تعالى وهو الذي بيده الخلق التوقيدي كنهانہ کراچی ۱/۲۵۳

فذلك عائد الى تنزيهه تعالى عما يحوز على  
المصنوعين لاعراضهم بالحدوث في  
انفسهم للحوادث ان تصيبهم وتغيرهم في  
مخلوق كمن لم يمسسه الله تعالى  
حوادث تغير باقته (ت)

**ضرب ۸۹:** اقول ہر ذی ہمت قابل اشارہ حبیب ہے کہ اوپر ہوا تو انگلی اوپر کواٹھا کر بتا سکے ہیں کہ وہ ہے اور نیچے ہوا تو نیچے کو۔ اور ہر قابل اشارہ حبیب متغیر ہے اور متغیر جسم یا جسمانی ہے اور ہر جسم جسمانی محتاج ہے اور اللہ عزوجل احتیاج سے پاک ہے تو واجب اگر ہمت سے پاک ہو نہ اوپر ہو نہ نیچے نہ آگے نہ پیچھے، نہ دہنے نہ بائیں تو قطعاً لازم کہ کسی مکان میں ہو۔

**ضرب ۹۰:** اقول عرش زمین سے غایت بھد پر ہے اور اللہ بندے سے نہایت قریب میں۔  
قال اللہ تعالیٰ:

نحن اقرب اليه من حبل الوريد ۵  
ہم تمہاری شدرگ سے زیادہ قریب ہیں (ت)  
قال اللہ تعالیٰ:

اذا سألک عبادک عن فانی  
جب تجھ سے میرے متعلق میرے بندے سوال کریں  
قريب یتے  
تو میں قریب ہوں۔ (ت)

تو اگر عرش پر اللہ عزوجل کا مکان ہوتا اللہ تعالیٰ ہر دور تر سے زیادہ ہم سے دور ہوتا، اور وہ  
بہن قرآن باطل ہے۔

**ضرب ۹۱:** مولیٰ تعالیٰ اگر عرش پر چڑھا بیٹھا ہے تو اس سے اتر بھی سکتا ہے یا نہیں، اگر نہیں  
تو عاجز ہوا اور عاجز خدا نہیں، اور اگر ہاں تو جب اترے گا عرش سے نیچے ہو گا تو اس کا اسفل ہونا  
بھی ممکن ہو اور اسفل خدا نہیں۔

**ضرب ۹۲:** اقول اگر تیرے معبود کے لئے مکان ہے اور مکان و مکانی کو ہمت سے چارہ  
نہیں کہ جہات نفس اکٹہ ہیں یا حدود اکٹہ، تو اب دو حال سے خالی نہیں، یا تو آفتاب کی طرح صرف  
ایک ہی طرف ہو گا یا آسمان کی مانند ہر جہت سے محیط۔ اولیٰ باطل ہے بوجہ:

لے کن الہام والصفا للبعث جماع ابواب ذکر الاسرار التي تفتح نفی الشیء الی المکتبۃ الاشرفیہ لکھنؤ شہرہ ۱۴/

لے القرآن الکریم ۱۶/۵۰

لے ۱۸۶/۲

اولاً آیہ کریمہ وکان اللہ بکل شیء محیطاً (اللہ تعالیٰ کی قدرت ہر چیز کو محیط ہے۔ ت) کے مخالف ہے۔

ثانیاً کریمہ اینما تولوا فثم وجہ اللہ (تم جہر پھرتو وہاں اللہ تعالیٰ کی ذات ہے) کے خلاف ہے۔

ثالثاً زمین کروئی یعنی گول ہے اور انیس کی ہر طرف آبادی ثابت ہوتی ہے اور محمد اللہ ہر جگہ اسلام پہنچا ہوا ہے نہی پرانی دنیا میں سب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلمے سے گونج رہی ہیں شریعت مطہرہ تمام بقاع کو عام ہے۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ  
لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا  
وہ پاک ذات ہے جس نے اپنے خاص بندے پر  
قرآن نازل فرمایا تاکہ سب جہانوں کے لئے ڈر  
سنائے والا ہو۔ (ت)

اور صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان احدكم اذا كان في الصلوة فامس الله  
تعالى قبل وجهه فلا يتنحن احد قبل  
وجهه في الصلوة يگہ  
جب تم میں کوئی شخص نماز میں ہوتا ہے تو اللہ  
تعالیٰ اس کے منہ کے سامنے ہے تو ہرگز کوئی  
شخص نماز میں سامنے کو کھکا نہ ڈالے۔

اگر اللہ تعالیٰ ایک ہی طرف ہے تو ہر پارہ زمین میں نماز پڑھنے والے کے سامنے کیونکر ہو سکتا ہے۔  
مس ابعد ان گراہوں مکان وجہت ماننے والوں کے پیشروں ابن تیمیہ وغیرہ نے اللہ تعالیٰ کے جہت بالا میں ہونے پر خود ہی یہ دلیل پیش کی ہے کہ تمام جہان کے مسلمان دُعا و مناجات کے وقت ہاتھ اپنے سروں کی طرف اٹھاتے ہیں۔ پُر ظاہر کہ یہ دلیل ذیل دلیل کیلئے کہ اللہ کو ام جس کے پرچے اُڑ چکے اگر ثابت کرے گی تو اللہ عزوجل کا سب طرف سے محیط ہونا کہ ایک ہی طرف ہوتا تو وہیں کے

۱۲۶/۴ لے العتہ آن الکریم

۱۱۵/۲ " " "

۱/۲۵ " " "

۱۰۴/۱ صحیح البخاری کتاب الاذان باب حل یلقت لامرئیل بہ قہری کتب خانہ کراچی



مسلمان سر کی طرف یا تہ اٹھاتے جہاں وہ سروں کے مقابل ہے باقی اطراف کے مسلمان سروں کی طرف کیونکر اٹھاتے بلکہ سمت مقابل کے رہتے والوں پر لازم ہوتا کہ اپنے پاؤں کی طرف یا تہ بٹھائیں کہ ان مجسمہ کا معبود ان کے پاؤں کی طرف ہے۔ بالکل پہلی شق باطل ہے۔ دہری دوسری اس پر یہ احاطہ عرض کے اندر اندر ہرگز نہ ہو گا ورنہ استوار باطل ہو جائے گا، ان کا معبود عرض کے اوپر نہ ہو گا نیچے مسترار پائے گا، مجموعہ عرض کے باہر سے احاطہ کرے گا اب عرض ان کے معبود کے پیٹ میں ہو گا تو عرض ۲۱ کا مکان کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ وہ عرض کا مکان ٹھہرا اور اب عرض پر بیٹھا بھی باطل ہو گیا کہ جو چیز اپنے اندر ہو اس پر بیٹھا نہیں کہہ سکتے کیا تمہیں کہیں گے کہ تم اپنے دل یا جگر یا طحال پر بیٹھے ہو سہو، مگر اہو! اللہ یوں قائم ہوتی ہے۔

**ضرب ۹۲:** اقول شرح مطہر نے تمام جہاں کے مسلمانوں کو نماز میں قبل کی طرف منہ کرنے کا حکم فرمایا، یہی حکم دلیل قطعی ہے کہ اللہ عزوجل جہت و مکان سے پاک و بری ہے، اگر خود حضرت عزت جلوار کے لئے طرف و جہت ہوتی تو محض مہل و باطل تھا کہ اصل معبود کی طرف منہ کر کے اس کی خدمت میں کھڑا ہونا اس کی عظمت کے حضور پیشہ ٹھکانا اس کے سامنے خاک پر منہ بن چھوڑ کر ایک اور مکان کی طرف سجدہ کرنے لگیں حالانکہ معبود دوسرے مکان میں ہے، بادشاہ کا بھرتی اگر بادشاہ کو چھوڑ کر دیوان خانہ کی کسی دیوار کی طرف منہ کر کے آداب جوابجا لائے اور دیوار ہی کے سامنے یا تہ ہانڈ سے کھڑا رہے تو بے ادب مسخرہ کہلاتے گا یا مجنون پاگل۔ ہاں اگر معبود سب طرف سے زمین کو گھیرے ہوتا تو البتہ جہت قبلہ مقرر کرنے کی جہت نکل سکتی کہ جب وہ ہر سمت سے محیط ہے تو اس کی طرف منہ تو ہر حال میں ہو گا ہی، ایک ادب قاعدہ کے طور پر ایک سمت خاص بنا دی گئی، مگر معبود ایسے گھیرے سے پاک ہے کہ یہ صورت وہی طور پر متصور ہے، ایک یہ کہ عرض تا فرش سب جگہیں اس سے بھری ہوں جیسے ہر خلا میں ہوا بھری ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ عرض سے باہر باہر افلاک کی طرح محیط عالم ہو اور بیچ میں خلا جس میں عرض و کرسی، آسمان و زمین و مخلوقات واقع ہیں اور دونوں صورتیں محال ہیں پچھلی اس لئے کہ اب وہ صمد نہ رہے گا، صمد وہ جس کے لئے جوت نہ ہو اور اس کا جوت تو اثنا بڑا ہوا صمد خدا جب خالق عالم آسمان کی شکل پر ہوا تو تمہیں کیا معلوم ہوا کہ وہ یہی آسمان اعلیٰ ہو جسے فلک اعلیٰ فلک الانلاک کہتے ہیں، جب تشبیہ ٹھہری تو اس کے استمالے پر کیا دلیل ہو سکتی ہے، اور پہلی صورت اس سے بھی شفیع تر و بدیہی البطلان ہے کہ جب مجسمہ گمراہوں کا وہی معبود عرض تا فرش ہر مکان کو بھرے ہوئے ہے تو معاذ اللہ ہر پاخانے فصل خانے میں ہو گا مڑوں کے پیٹ اور عورتوں کے

رحم میں بھی ہوگا، راہ چلنے والے اُسی پر پاؤں اور جوتا رکھ کر چلیں گے۔ لہذا اس تقدیر پر تمہیں کیا معلوم کہ وہ یہی ہوا ہو جو ہر جگہ بھری ہے۔ جب احاطہ جسمانیہ ہر طرح باطل ہوا تو بالضرورت ایک ہی کنارے کو ہوگا اور شک نہیں کہ کرۂ زمین کے ہر سمت رہنے والے جب نمازوں میں کبچے کو منہ کریں گے تو سب کا منہ اسی ایک ہی کنارے کی طرف ہوگا جس میں تم نے خدا کو فرض کیا ہے بلکہ ایک کا منہ ہے تو دوسرے کی پیٹھ ہوگی، تیسرے کا بازو، ایک کا سر ہوگا تو دوسرے کے پاؤں۔ یہ شریعت مطہرہ کا سخت عیب لگانا ہوگا۔ لاجرم ایمان لانا فرض ہے کہ وہ غنی بے نیاز مکان و جنت و جلا اعراض سے پاک ہے واللہ الحمد۔

**ضرب ۹۴:** اقول صحیحین میں ابو ہریرہ اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ و ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ينزل مابين كل ليلة الى سماء الدنيا  
حين يبقى ثلث الليل الاخر فيقول من  
يدعوني فاستجب له الحديث.  
ہمارا رب عز وجل ہر رات تہائی رات رہے  
اس آسمانِ زیریں تک نزول کرتا اور ارشاد  
فرماتا ہے: وہ ہے کوئی دعا کرنے والا کہ میں اس کی  
دعا قبول کروں۔

اور ارصاد صحیحہ متواترہ نے ثابت کیا ہے کہ آسمان و زمین دونوں گول بشکل کرہ ہیں آفتاب ہر آن طلوع و غروب میں ہے، جب ایک موضع میں طالع ہوتا ہے تو دوسرے میں غروب کرتا ہے، آٹھ پہرہیں حالت ہے تو دن اور رات کا ہر حصہ بھی فرضی آٹھ پہرہ باختلاف مواضع موجود رہے گا اس وقت یہاں تہائی رات رہی تو ایک لمحہ کے بعد دوسری جگہ تہائی رہے گی جو پہل جگہ سے ایک مقدار خفیف پر مغرب کو ہٹی ہوگی ایک لمحہ بعد تیسری جگہ تہائی رہے گی و علیٰ ہذا القیاس، تو واجب ہے کہ مجسمہ کا مجہود جن کے طور پر یہ نزول وغیرہ سب معنی حقیقی پر حمل کرنا لازم، ہمیشہ ہر وقت آسمان پر بارہویں مہینے اسی نیچے کے آسمان پر رہتا ہو، غایت یہ کہ جو رات سر کرتی چلتے خود بھی ان لوگوں کے محاذات میں سر کرنا ہو خواہ آسمان پر ایک ہی جگہ بیٹھا آواز دیتا ہو بہر حال جب ہر وقت اسی آسمان بد براج رہا ہے تو عرش پر بیٹھنے کا کوئی سادقت آئے گا اور آسمان پر اترنے کے کیا معنی ہوں گے۔

صحیح البخاری کتاب التہجد باب الدعاء والصلوة من آخر الليل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۵۳/۱  
صحیح مسلم کتاب صلوة المسافرین باب صلوة الليل و عدد رکعاتہا ۲۵۶/۱

بھلا اللہ یہ عیسٰی لائل جلال میں ثبت حق و مبطل باطل ہیں، تین اخادۃ اکبرہ کرام اور سترہ  
 اخادۃ صغیرہ سے علام کہ بلامراجعت کتاب ارتقا لا تکلم دیں، چودہ ایک جلسہ واحدہ تخفیف میں اور باقی  
 تین نماز کے بعد جلسہ ثانیہ میں۔ اگر کتب کلامیہ کی طرف رجوع کی جائے تو ظاہر ہے کہ لائل ان میں ان سے جدا ہونے بہت ان میں  
 جدید تازہ ہونے اور عجب نہیں کہ بعض مشرک بھی یلین مگر نہ زیادہ کی فرصت نہ حاجت، نہ اس رسالے میں  
 کتب دیگر سے استناد کا قرار داد، لہذا اسی پر اقتصاد و قناعت، اور توفیق الہی ساتھ ہر تو انھیں  
 میں کفایت و ہدایت، والحمد للہ رب العالمین۔

اب روقہ حالات محالہ یعنی وہ جو اس بے علم نے اپنی گراہی کے زور میں  
 دوسریں پیش خویش اپنی مفید جان کر پیش کیں۔

ضرب ۹۵: حدیث صحیح بخاری تو ان علامۃ الدہر صاحب نے باطل آنکھیں بند کر کے عکس دی  
 اپنے مہر و کامکانی و جسم ہونا جو ذہن میں جم گیا ہے تو خواہی خواہی بھی ہر اہی ہر اسوجتا ہے، حدیث  
 کے لفظ یہ ہیں:

فقال وهو مكانه يا رب خفف عناقات امتي لا تستطيم هذا اليه  
 آپ نے اپنی جگر پر فرمایا: اے رب! ہم پر  
 تخفیف فرما کیونکہ میری امت میں استطاعت  
 نہیں۔ (مت)

یعنی جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کچاس نمازیں فرض ہوئیں اور حضور سدرہ سے واپس  
 آئے آسمان ہنرم پر رومی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تخفیف چاہنے کے لئے گزارش کی حضور مبشورۃ  
 جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر عازم سدرہ ہوئے اور اپنے اسی مکان سابق پر پہنچ کر  
 جہاں تک پہلے پہنچے تھے اپنے رب سے عرض کی والہی! ہم سے تخفیف فرما دے کہ میری امت سے  
 اتنی نہ ہو سکیں گی۔

یہاں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکان ترقی کا ذکر ہے، باؤلے فاضل نے  
 جھٹ ضمیر حضرت عورت کی طرف پھردی یعنی حضور نے عرض کی اس حال میں کہ خدا اپنے اسی  
 مکان میں بیٹھا ہوا تھا کہیں چلا نہ گیا تھا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بصیر صاحب  
 کو اتنی بھی نہ سوجھی کہ وہو مکانہ جملہ عالیہ قال اور اس کے مقولے کے درمیان واقع ہے

لے صحیح البخاری کتاب التوجیہ بالقرآن تعالیٰ وکلم اللہ تعالیٰ علیا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۲۰/۲

من لم يجعل الله له نوراً فما له من نور  
جس کے لئے اللہ تعالیٰ نور نہ بنائے تو اس کے لئے نور نہیں۔ (ت)

و روی حدیث المعراج ابن شہاب الزہری عن انس بن مالک عن ابی ذر وقادة عن انس بن مالک عن مالک بن صعصعة رضى الله تعالى عنه یس فی حدیث واحد منهما شرف من ذلك ، وقد ذکر شریک جت عبد الله بن ابی نمر فی روایتہ ہذا ما یستدل به علی انه لم یحفظ الحدیث كما ینبغي له

یعنی یہ حدیث معراج امام ابن شہاب زہری نے حضرت انس بن مالک انھوں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور قتادہ نے حضرت انس بن مالک انھوں نے حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ان روایات میں اصلاً ان الفاظ کا پتر نہیں اور بیشک شریک نے روایت میں وہ باتیں ذکر کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حدیث جیسی چاہئے انھیں یاد نہ تھی۔

**ضرب ۹۷ :** وجود مخالفت بیان کر کے فرمایا ،

سورة القرآن الكريم ٢٠/٢٢

سید میزان الاعتماد بحوالہ انسانی ترجمہ ۲۶۹۶ شریک بن عبد اللہ دارالعرفۃ بیروت ۲۶۹/۲

٢٤٩١ • دار الكتب العلمية بيروت ٢١٥/١

۱۸۵/۲ سے کتاب المسار والصحف للبیہقی باب ما جاء فی قول اللہ ثم ما فعل فی الخزانة المکتبة الاثریة سانخو بل غفرلہ

ثم. في هذا القصة بطولها انما هي  
حكاية حكاها شريك عن انس بن مالك  
رضي الله تعالى عنه من تلقاء نفسه ،  
لم يعثرها الى رسول الله صلى الله  
تعالى عليه وسلم ولا رواها عنه ولا  
اضافها الى قوله ، وقد خالفه فيما تفرد  
به عنها عبد الله بن مسعود و عائشة و  
ابو هريرة رضي الله تعالى عنهم وهم احفظ  
واكبر واكثر

یعنی پھر یہ قصہ حدیث مرفوع نہیں شریک نے صرف  
حضرت انس کا اپنا قول روایت کیا ہے جسے  
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کیا  
نہ حضور کا قول روایت کیا اور ان الفاظ میں  
ان کی مخالفت فرمائی حضرت عبد اللہ بن مسعود و  
حضرت ام المؤمنین صدیقہ و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہم نے ، اور وہ حفاظ میں زائد ، عمر میں زائد ،  
عدد میں زائد ۔

ضرب ۹۸ : پھر امام ابوسلیمان خطابی سے نقل فرمایا ،

وفي الحديث نفقة اخرى تفرد بها  
شريك ايضا لم يذكرها غيره ، وهي  
قوله فقال وهو مكانه والمكان  
لا يضاف الى الله تعالى سبحانه انما هو  
مكان النسبي صلى الله تعالى عليه وسلم  
ومقامه الاول الذي اقيم فيه

یعنی یہ لفظ مکان بھی صرف شریک نے ذکر کیا اور وہ  
کی روایت میں انس کا پتہ نہیں اور مکان اللہ  
سبحانہ کی طرف منسوب نہیں ، اس سے مراد تو  
جسے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکان اور حضور کا  
وہ مقام ہے جہاں اس نزول سے پہلے قائم  
کئے گئے تھے ۔

کیوں کہ تو نہ ہوئے ہو گئے ، مگر توبہ و ہجرت گمراہ کو کیا کہاں !

ضرب ۹۹ : اقول مسند امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مسند سیدنا ابی سعید خدری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایک بار اس سند سے مروی ،

حدثنا ابو سلمة انما ليث عن يزيد بن الهاد عن عمرو بن ابی سعيد الخدري .

دوبارہ پڑی ،

۱۸۹/۲ کے کتاب سارہ الصفا للبیہقی باب جاء فی قول اللہ تعالیٰ ثم دنا فتد فی الکعبة الاثر یہ سانگلہ بل شیخ پور ۱۸۹/۲

۱۸۹/۲ کے مسند احمد بن حنبل مروی از ابو سعید الخدری دار الفکر بیروت ۱۹/۲

ان میں صرف اس قدر ہے کہ رب عزوجل نے فرمایا: ابعزتی وجلائی مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم۔

ارتفاع مکانی کا اصول ذکر نہیں۔ سبباً یہ اس مسئلہ سے روایت فرمائی،

حدثنا يحيى بن اسحق انا ابن لهيعة عن دراج عن ابي الهيثم  
عن ابي سعيد الخدري .

یہاں سرے سے قسم کا ذکر ہی نہیں صرف اتنا ہے کہ :

قال الرب عز وجل لا ازال اغفر لهم  
ما استغفروا فيہ

امام اجل حافظ الحدیث عبد العظیم منذری نے بھی یہ حدیث کتاب الترغیب والترہیب میں بحوالہ مسند امام احمد و مستدرک حاکم ذکر فرمائی انھوں نے بھی صرف اسی قدر نقل کیا کہ بعض ذوق و جبلائی۔ اور امام جلیل بدالی الدین سیوطی نے جامع صغیر و جامع کبیر میں بھی بحوالہ مسند احمد و ابی یعلیٰ و حاکم ذکر کی ان میں بھی اتنا ہی ہے ارتفاع مکانی کا لفظ کسی میں نہیں، ہاں بیہقی نے کتاب الاسماء میں یہ حدیث اسس طریق اخیر ابن نعیم سے روایت کی۔

حيث قال اخبرنا علي بن احمد بن محمد ان ابا احمد بن عبيد

ثنا جعفر بن محمد ثنا قتيبة ثنا ابن لهيعة عن دمر اج عن ابي الهيثم

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۱/۲	دارالطکریروت	مروی از ابو سعید خدری	مسند احمد بن حنبل
۴۱ و ۲۹/۳	"	"	"
۴۱/۳	"	"	"
۴۶۹/۲	مصطفی ابابن مصر	الترغیب فی الاستغفار	کتاب الذکر والدعاء
۲۲۱/۱	المکتبة الاثرية بعلکابل شیخ	اثبات العزقة	کتاب السار والصفاء فی حق باب ما جاء فی اثبات العزقة

یہاں لفظ (ارتفاع مکانی) ہے اس سند میں اول تو ابن کثیر موجود ان میں محدثین کا جو کلام ہے معلوم و مسموع و مسموع باب احکام میں ان کی حدیث پر آمد کو وہ تراویح میں تو باب صفات تراویح الابواب ہے۔  
**ضرب ۱۰۰:** اقول وہ دلس میں کافی فتح المغیث (جیسا کہ فتح المغیث میں ہے) اور دلس کا عنق محدثین قبول نہیں کرتے۔

**ضرب ۱۰۱:** اقول وہ دراج سے راوی ہیں اور دراج ابو الہیثم سے، میزان الاعتدال میں دراج کی توثیق صرف یحییٰ سے نقل کی۔ اور امام احمد نے ان کی تضعیف فرمائی اور ان کی حدیثوں کو منکر کہا۔ امام فضیل رازی نے کہا وہ ثقہ نہیں۔ امام نسائی نے فرمایا منکر الحدیث ہیں۔ امام ابو حاتم نے کہا ضعیف ہیں۔ ابن عدی نے ان کی حدیثیں روایت کر کے کہہ دیا، اور حفاظ ان کی موافقت نہیں کرتے۔ امام دارقطنی نے کہا ضعیف ہیں۔ اور ایک بار فرمایا، متروک ہیں۔ یہ سب اقوال میزان الاعتدال میں ہیں، بالآخر ان کے باب میں قول منع یہ ٹھہرا جو حافظ الشان نے تقریب میں لکھا کہ:

صدوق فی حدیثہ عن ابی الہیثم آدمی فی نفسہ سچے ہیں مگر ابو الہیثم سے ان کی تضعیف ہے۔  
 روایت ضعیف ہے۔

اور یہاں یہ روایت ابو الہیثم ہی سے ہے تو حدیث کا ضعف ثابت ہو گیا بڑے محدث جی! اسی لئے پر احادیث صحیح کہا تھا۔

**ضرب ۱۰۲:** یہ سأت ضرب میں ان خاص خاص حدیثوں کے متعلق آپ کے دم پر تھیں۔ اب عام لیجئے کہ یہ حدیث اور اس جیسی اور جو لاؤ سب میں منہ کی کہاؤ مکان و منزل و مقام بمعنی مکان و منزل

و لہذا مرقات میں اسی حدیث کے نیچے لکھا، و ارتفاع مکانی ای مکانی ۱۲

فہو اسی مقام پر تحقیق والے نے بھی مکان سے مراد مکانہ لیا ہے، المراد هنا ارتفاع مکانہ لیس المکان لان الله موجود بلا مکان و دلیلہ حدیث اہل الیمن۔ نذیر احمد سعیدی

۱ میزان الاعتدال ترجمہ ۲۶۶۷ دراج ابو الہیثم دار المعرفہ بیروت ۲۵۰/۲۳

۲ تقریب التہذیب ترجمہ ۱۸۲۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۸۳/۱

۳ مرقات المفاتیح باب الاستغفار والتوبہ فصل ثانی مکتبہ جدیدہ کوئٹہ ۱۵۵/۵

مرتبہ ایسے شائع الاستعمال نہیں کر کسی ادنیٰ ذی علم پر مخفی رہیں مگر جاہل بخود کا کیا علاج۔  
**ضرب ۱۰۴:** اقول ممکن کہ مکان مصدر بھی ہو تو اس کا حاصل کون و وجود و ارتقاع و اعتلاء وجود الہی ہو گا۔

**ضرب ۱۰۴:** اضافت تشریف بھی کہی کسی ذی علم سے سنی ہے، کعبہ کو فرمایا، بیعت میرا گھر۔  
 جبریل امین کو فرمایا، مرو حنا ہماری روح۔ ناقہ صالح کو فرمایا، ناقۃ اللہ اللہ کی اونٹنی۔  
 اب کہہ دینا کہ اللہ کا بڑا شیش محل تو اوپر ہے اور ایک چھوٹی سی کوٹھری رات کو سونے کی تختی بن کر رکھی ہے اور تیرا محبوب کوئی جائزہ بھی ہے اونچی سی اونٹنی پر سوار بھی ہے صر  
 بیجا باشش و انچہ خواہی گوئے

(بے حیا ہو جا اور جو چاہے کہت)

وہی تیری جان کے دشمن امام بیہقی جی کی کتاب الاسماء کا نام تو نے ہمیشہ کے لئے اپنی جان کو آفت لگا دینے کے واسطے لے دیا اسی کتاب الاسماء میں بعد عبارت مذکورہ سابق فرماتے ہیں،  
 قال ابو سلیمان وھمنا لفظۃ اخبرنی فی قصۃ الشفاعۃ مرواھا قتادۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیما یتونی یعنی اھل البشریا یتونی للشفاعۃ "جاتا ذن علی ربی فی دارہ فیؤذن لی علیہ اعم فی دارہ التی دورھا لا ولیائہ وہم الجنۃ یقولہ عز وجل "لھم دار السلام عند ربھم" و یقولہ تعالیٰ "واللہ یدعو الی دار السلام" و کما یقال بیت اللہ و حرم اللہ، یریدون البیت الذی جعل اللہ مشابۃ

ابو سلیمان نے فرمایا کہ یہاں شفاعت کے واقعہ میں ایک دوسرا لفظ ہے جس کو حضرت قتادہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انھوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا، تو میرے پاس اہل محشر آئیں گے شفاعت کی درخواست کریں گے، تو میں اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کروں گا اس کے گھر میں، تو بے اجازت شفاعت ہوگی، فی دارہ سے مراد وہ دار ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کے لئے دار بنایا اور وہ جنت ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور اللہ تعالیٰ دار السلام کی طرف دعوت دیتا ہے (جنت کو) اللہ تعالیٰ کا دار (کننا) ایسے ہی ہے جیسے بیت اللہ اور حرم اللہ کہا جاتا ہے اور یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ بیت جس کو



لناس، والمحمم الذی جعلہ امنا  
ومثله روح الله علی سبیل التفضیل  
له علی سائر الاسما واحواذنا ذلک فی  
ترتیب الکلام کقولہ حبیل و عیلا  
(ای حکایت عت فرعون) امن  
ما سولکم الذی ارسل الیکم لمجنون ۵  
فاضاف الرسول الیہم و انما هو  
مرسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ و  
وسلم و ارسل الیہم اح باختصار۔

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے مرتبہ بنایا اور وہ حرم  
جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے جاسے اس  
بنایا اس طرح روح اللہ کہا گیا کہ جس کا مطلب ہے  
کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو باقی روحوں پر فضیلت  
دی اور یہ صرف کلامی ترتیب ہے جیسے اللہ تعالیٰ  
کا ارشاد فرعون سے حکایت کرتے ہوئے ہے کہ  
اس نے کہا، بنی اسرائیل! تمہارا رسول جو تمہاری  
طرف بھیجا گیا وہ مجنون ہے۔ تو یہاں رسول کی  
اضافت بنی اسرائیل کی طرف کی حالانکہ وہ صرف  
اللہ کے رسول ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم، لیکن اللہ تعالیٰ  
نے اس کی طرف بھیجا ہے اح باختصار (ت)

ضرب ۵۰ | کہ حدیث اول سے بھی جواب آخر ہے یہ دونوں حدیثیں بھی فرض کر لیں اور مکان اسی  
تیرے گمان ہی کے معنی پر رکھیں اور اس کی نسبت جانب حضرت عزت بھی تیرے ہی حسب دلخواہ  
قرار دیں تو غایت یہ کہ دو حدیث آحاد میں لفظ مکان وارد ہوا اس قدر کیا قابل استثناء و لائق اعتما  
کہ ایسے مسائل ذات و صفات الہی میں احادیث اصفاً قابل قبول نہیں وہی تیرے دشمن مستند، امام  
بہیقی اسی کتاب الاسماء والصفات میں فرماتے ہیں،

تولک اهل النظر اصحابنا الاحتجاج باخبارنا  
الآحاد فی صفات الله تعالیٰ اذا لم یکن  
لہا انفرد منہا اصل فی الکتاب او  
الاجماع واشتغلوا بتاویلہ یلہ  
ہمارے ائمہ متکلمین الطہنت و جماعت نے مسائل  
صفات الہیہ میں اخبار آحاد سے سند لائی قبول  
نہ کی جبکہ وہ بات کہ تنہا ان میں آئی اُس کی اصل  
قرآن عظیم باجماع امت سے ثابت نہ ہو اور ایسی  
حدیثوں کی تاویل میں مشغول ہوئے۔

اُسی میں امام غزالی سے نقل فرمایا،

سے کتاب الاسماء والصفات باب جار فی قول الله تعالیٰ ثم دنا فتلیٰ انھ المکتبۃ الاثریہ سانگلہ علی شیخوہ ۱۸۴/۲  
سے باب ذکر فی القدم والرجل ۹۲/۲

اس میں اور اس قسم کی صفات کے اثبات میں  
قاعدہ یہ ہے کہ یہ اثبات صرف کتاب اللہ یا قطعی حدیث  
سے ہو، اگر ان دونوں سے نہ ہو پھر اس کا ثبوت  
ابن احادیث سے ہو جو کتاب اللہ اور قطعی صحیح حدیث  
سے مستند کسی ضابطہ کے مطابق اور ان کے معانی  
کے موافق ہو، اور جو ان کے مخالف ہو تو پھر اس  
صفت کے اسم کے اطلاق پر ہی اکتفا کیا جانا ضروری  
ہوگا اور اس کی مراد کے لئے ایسی تاویل کی جائیگی  
جو اہل دین اور اہل علم کے مستند اقوال کے معانی  
کے موافق ہو، اور ضروری ہے کہ اس صفت میں  
کوئی تشبیہ کا پہلو نہ ہو۔ یہی وہ قاعدہ ہے جس  
پر کلام کو طبعی کیا جائے اور اس باب میں یہی  
قابل اعتماد قاعدہ ہے۔ (ت)

**ضرب ۱۰۶:** اقول تری سب جہالتوں سے قطع نظر کی جائے تو ذرا اپنے دعوے کو سوچو کہ احادیث  
مہریم میر سے عرش کا مکان الہی ہونا ثابت ہے۔ صریح ہونا بالائے طاق ان احادیث سے اگر بغرض  
باطل ثابت ہوگا تو یہ تیرے معبود کے لئے تیرے زعم میں مکان ہے اس سے یہ کیونکر نکلا کہ وہ مکان  
عرش ہی ہے۔ خود اپنا دعویٰ سمجھنے کی لیاقت نہیں اور پلے صفات الہیہ میں کلام کرنے۔  
**ضرب ۱۰۷:** اقول بلکہ حدیث اول میں تو سدرۃ المنتہی کا ذکر ہے کہ

پھر آپ اس سے اوپر گئے جہاں کا صرف  
اللہ تعالیٰ کو ہی علم ہے حتیٰ کہ آپ سدرۃ المنتہی  
پر آئے اور رب العزت کا قرب پایا پھر اور قرب  
پایا حتیٰ کہ دو کمائوں کے فاصلہ پر ہوئے یا اس سے  
بھی زیادہ قرب پایا، واللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ہی

الاصل فی هذا وما اشبهه فی اثبات  
الصفات أنه لا يجوز ذلك الا ان یکون  
بکتاب ناطق او خبر مقطوع بصحته،  
فان لو یکونا فیما یثبت صفت اخبار  
الاحادیث المستندة الی اصل فی الکتاب  
او فی السنة المقطوع بصحتها او بموافقة  
معانیها وما کانت بخلاف ذلك فالوقوف  
عن اطلاق الاسم به هو الواجب  
و یتأول حیث شد علی ما یلیق بمعانی  
الاصول المتفق علیہ من اقوال اهل  
الدین والعلوم نفی التشبیہ فیہ، هذا  
هو الاصل الذی ینفی علیہ الکلام  
والمعتد فی هذا الباب یہ

ثم علا به فوق ذلك بما لا یعلیه الا الله  
حتى جاء سدرۃ المنتہی و دنیا  
الجبب اسباب العزة فتدلی حتی  
کان منه قرب قوسین او ادنی فاوحی  
الیہ فیما ادحی خمسمین

مسئولۃ علیہ الحدیث۔

قرآنی جو قرآنی اس وحی میں پچاس نمازیں بھی  
ہیں۔ الحدیث (ت)

تو اگر تیرے زعم باطل کے طور پر اطلاق مکاتیب ثابت ہوگا تو سمدہ پر نہ عرش پر، انھیں کو احادیث صریح کہتا  
لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

## چوتھا پتیا نچہ

یہ ادعا کہ استواء علی العرش کے معنی بیٹنا، چڑھنا، ٹھہرنا مطابق سنت ہیں۔

**ضرب ۱۰۸:** اقول تم وہابیہ کے دھرم میں تشریح کا منصب تین قرن تک جاری رہا تھا اور  
اس کے بعد عومات و اطلاقات شریعہ کا دروازہ بھی بند ہو گیا، تو نے اسی تحریر میں لکھا ہے، جو بات امروہ میں  
میں بعد قرونِ ثلثہ کے ایجاد ہوئی بالاتفاق بدعت ہے وکل بدعة ضلالة (اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ ت)۔

اب ذرا تھوڑی دیر کو مروی کہ استواء علی العرش کے ان تینوں معنی کا صحابہ کو امر یا تاہم یا  
تبع تابعین کے ائمہ سنت سے ہر سانیہ مجرمہ ثبوت دیکھے ورنہ خود اپنے ہی گمراہ بدعت فی الزمان ہونے کا  
افراد کچھ تیرہ صدی کے دو ایک ہندوؤں کا لکھ دینا سنت نہ ثابت کر سکے گا۔

**ضرب ۱۰۹:** اقول تو نے اسی تحریر میں نماز کے بعد باتھا کر دھو مانگنے کے انکار میں لکھا، کسی صحیح  
حدیث قولی و فعلی و تقریری سے ثابت نہیں، لکھ کی شرم اور غیر مقلدی کی لاف ہے تو ان تینوں معنی کا ثبوت  
بھی کسی حدیث صحیح سے دو ورنہ اپنے لکھے کو سر پر ہاتھ رکھ کر دو۔

**ضرب ۱۱۰:** اقول یہ تو لازمی ضربیں تھیں اور تحقیقا بھی قرآن حکیم کے معنی اپنی رائے سے کہنا سخن  
شنیع و ممنوع ہے تو ایسے معنی کا سلسلہ صالح سے ثبوت دینا ضرور اور قول ہے ثبوت مردود و مجبور۔

**ضرب ۱۱۱:** ہر مائل جتنا ہے کہ مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ نے استواء کو اپنی مدح و ثنائیں ذکر فرمایا ہے  
معاذ اللہ بیٹھے چڑھنے، ٹھہرنے میں اس کی کیا تعریف نکلتی ہے کہ ان سے اپنی مدح فرماتا اور مدح بھی  
ایسی کہ بار بار ہنگامہ رسالت سورتوں میں اس کا بیان آتا تو ان معانی پر استواء کو لینا مدح و تعریف میں  
قدح و تخریف میں کو دینا ہے لاجرم بالیقین یہ ناقص و بے معنی معانی ہرگز مراد رب العزت نہیں۔

**ضرب ۱۱۲:** اوپر معلوم ہو چکا کہ آیات تشابہات میں اہل سنت کے صرف دو طریق ہیں:

۱۔ صحیح البخاری، کتاب التوحید باب کلم اللہ جسے لکھا قیدی کتب خاندراچی ۱/۱۲

یعنی جو شخص عامی یا بخوری یا محدث یا مفسر یا فقیہ  
اس قسم کی آیات و احادیث نے اُس پر فرض  
ہے کہ جمیعت اور اُس کے قوابع مثل صورت و  
مکان و جہت سے اللہ تعالیٰ کی تزیہ کرے  
یقین جانے کہ ان کے حقیقی لغوی معنی مراد نہیں  
کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہیں اور جانے کہ  
ان کے کچھ معنی ہیں جو اللہ سبحانہ کے جلال کے لائق  
ہیں اور جو لفظ وارد ہوئے ان میں اصلاً تصرف  
نہ کرے نہ کسی دوسرے لفظ عربی سے بدلے نہ کسی  
اور زبان میں ترجمہ کرے کہ تبدیل و ترجمہ تو جب جائز  
ہو کہ پہلے معنی مراد ہو لیں نہ لفظ وارد سے کوئی مشتق  
نکال کر اطلاق کرے جیسے استوی آیا ہے مستوی  
نہ کہ نہ لفظ وارد پر قیاس کرے یہاں آیا ہے  
اس کے قیاس سے ساعد و کف نہ بدلے اور فرض  
ہے کہ اپنے دل کو بھی اس میں فکر سے روکے اگر  
دل میں اس کا خطرہ آئے تو فوراً نماز و ذکر و تلاوت  
میں مشغول ہو جائے، اگر ان جمادات پر دوام نہ ہو سکے  
تو کسی علم میں مشغول ہو کر دجیان بنادے، یہ بھی  
نہ ہو سکے تو کسی حرفت یا صنعت میں یہ بھی نہ جانے  
تو کھیل کود میں گرفتار جمادات میں فکر کرنے سے کھیل کود  
ہی بھلا ہے بلکہ اگر گناہوں میں مشغول ہو تو اس  
(باقی اگلے صفحہ پر)

جانتے ہی نہیں ترجمہ کیا کریں امیر المؤمنین عربی عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گزرا کہ ان کا تفسیر میں غلطی علم بس اس قدر ہے کہ کہیں ہم ان پر ایمان لائے۔ کتاب الاسماء گزرا کہ ہمارے اصحاب متقدمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم استواء کے کچھ معنی نہ کہتے نہ اس میں اصلاً زبان کھولتے۔

امام سفین کا ارشاد گزرا کہ ان کی تفسیر بھی ہے کہ تلوات کچھ اور خاموش رہتے، کسی کو جائز نہیں کہ عربی یا فارسی کسی زبان میں اس کے معنی کہے۔

سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گزرا کہ ان کے معنی نہ کہنا ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول، اور اسی پر سلف صالح کا اجماع ہے۔

طریق دوم کہ متاخرین نے بغیر درستی اختیار کیا اس کا یہ غشا تھا کہ وہ معنی نہ رہی جن سے اللہ عزوجل کا خلق سے مشابہ ہونا متوہم ہو بجز اس کے جنال و قدوسیت کے معنی پیدا ہو جائیں۔ بیٹھنا، چڑھنا، ٹھہرنا تو خاص اجسام کے کام اور باری عزوجل کے حق میں صریح عیب ہیں تو تم نے تاویل خاک کی بجائے اور ہم کی جڑ بجا دی۔

باجملہ یہ تینوں معانی دونوں طریقہ اہلسنت سے دور و مہر ہیں ان کو مطابق سنت کہنا نام زدگی کا فور رکھنا ہے اب آپ ملاحظہ ہی کر لیں کہ ان اہلسنت نے ان معانی کو کیسا کیسا رد فرمایا ہے، دو ایک ہندیوں کے قدم نے اگر غوش کی اور خیال نہ رہا کہ ان لفظوں سے ترجمہ ہرگز صحیح نہیں تو ان کا کفنا ائمہ سلف و خلف کے اجماع کو رد نہیں کر سکتا نہ وہ مسلک اہلسنت قرار پا سکتا ہے مگر وہابیوں بلکہ سب گمراہوں کی ہمیشہ یہی حالت رہی ہے کہ ڈوبتا سوار پکڑتا ہے، جہاں کسی کا کوئی لفظ تازہ مہر پکڑ لیا غوش ہو گئے اور اس کے مقابل تصریحات ظاہر و سلف و خلف بلکہ ارشادات صریحہ قرآن و حدیث کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

سے بہتر ہے کہ ان کی نہایت فسق سے اور اس کا انجام کفر، و ایذا ذہانہ تعالیٰ ۱۲ منہ

بل لو اشتغل لملأہی البدنیۃ کانت  
اسلم من المؤمن فی هذا البحر البعید  
غورہ بل لو اشتغل بالمعاصی البدنیۃ  
کان اسلم فان ذلک غایتہ لفسق و هذا  
عاقبتہ الشریک آمہ مختصراً۔

سے الجامع العوام

بالائے طاق رکھ دیا مگر اہل حق بحمد اللہ تعالیٰ غیب جانتے ہیں کہ شاہراہ ہدایت اتباعاً مجبور ہے جس سے  
سہو اخلاقی اگرچہ معذور ہے مگر اس کا وہ قول متروک و مجبور ہے، وہ جانتے ہیں کہ نکل جواد کبوتہ  
لکل صاسم ثبوتہ و لکل عالمہ حقوۃ ہر تیز گھوڑا کبھی ٹھوکر کھالیتا ہے اور ہر تیز بُراں کبھی کر جاتی ہے اور  
ہر عالم سے کبھی کوئی لغزش و قورح پاتی ہے، و باللہ العصبۃ۔

**ضرب ۱۱۳** اب اپنے مستندات سے ان معافی کا رد سُٹتے جاسیے جنہیں آپ نے براہ جہالت مطابق  
سنت بلکہ سنت کو انہیں میں منحصر بتایا، مدارک شریفین سے گزرا،

الاستواء بمعنی الجلوس لا یجوزہ علی اللہ تعالیٰ بلہ  
استواء بیٹھنے کے معنی پر اللہ عزوجل کے حق  
میں محال ہے۔

**ضرب ۱۱۴** کتاب الاسماء سے گزرا،

متعال عن انت یجوز علیہ اتخاذا  
السیر للجلوس بلہ  
اللہ عزوجل اس سے پاک و برتر ہے کہ بیٹھنے  
کے لئے تخت بنائے۔

**ضرب ۱۱۵** اسی میں امام ابو الحسن طبری وغیرہ اکثر مشکلیں سے گزرا استواء کے یہ معنی نہیں کہ  
مولے تعالیٰ عرش پر بیٹھا یا کھڑا ہے، یہ جسم کی صفات ہیں اور اللہ عزوجل ان سے پاک۔

**ضرب ۱۱۶** اُسی میں فراغی سے یہ حکایت کر کے کہ استواء بمعنی اقبال ہے اور ابن عباس  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے چڑھنے سے تفسیر کی، فرمایا،

استوی بمعنی اقبل صحیح و لا انت  
الاقبال هو القصد و القصد هو  
الاسادة و ذلک جاؤف صفات  
اللہ تعالیٰ، اما ما حکى عن ابن عباس  
یعنی استواء بمعنی اقبال صحیح کہ اقبال قصد ہے اور  
قصد ارادہ ہے، یہ تو اللہ سبحانہ کی صفات میں  
جائز ہے، مگر وہ جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ  
عنہما سے حکایت کی کہ استواء چڑھنے کے معنی

عہد امام جلال الدین سیوطی نے اتقان میں فرمایا، مارد باندہ تعالیٰ منزہ عن الصعود ایضاً یہ معنی  
یوں مردود ہوئے کہ اللہ تعالیٰ چڑھنے سے پاک ہے ۱۲۸

۱۳۶/۱ دارالکتب العربیہ بیروت (تفسیر النسخی) آیت ۴/۷  
۱۳۶/۱ دارالکتب العربیہ بیروت (تفسیر النسخی) آیت ۴/۷  
۱۳۶/۱ دارالکتب العربیہ بیروت (تفسیر النسخی) آیت ۴/۷  
۱۳۶/۱ دارالکتب العربیہ بیروت (تفسیر النسخی) آیت ۴/۷

پر ہے یہ قرآنِ کلمی کی تفسیر سے اندکی اور کلمی ضعیف ہے اور خود ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کلمی نے دوسری جگہ یوں روایت کی کہ استوا کے معنی حکم الہی کا چرٹنا ہے۔

یعنی محمد بن مروان نے کلمی سے اُس نے ابو صالح سے اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کے قول "ثم استوى على العرش" میں عرش پر استوا کے معنی ٹھہرنا ہے یہ روایت منکر ہے اور خود کلمی نے اسی سند سے دوسری جگہ یوں روایت کی کہ عرش پر استوا کے معنی حکم الہی کا ٹھہرنا ہے یہاں ٹھہرنے کو حکم کی طرف پھیرا اور یہ ابو صالح اور کلمی اور محمد بن مروان سب کے سب علامتے محدثین کے نزدیک متروک ہیں ان کی کوئی روایت حجت لانے کے قابل نہیں کہ ان کی روایتوں میں منکرات بکثرت ہیں اور ان میں ان کا عجوبہ بونا آشکارا ہے حبیب بن ابی ثابت نے فرمایا ہم نے اس ابو صالح کا نام کہا تو روئے زن "رکھ دیا تھا۔ امام سفیان نے فرمایا خود کلمی نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو صالح نے مجھ سے کہا جتنی حدیثیں میں نے تجھ سے بیان کی ہیں سب جھوٹ ہیں۔ نیز کلمی نے کہا

مرضى الله تعالى عنها فانما اخذته عن تميم الكلبى والكلبى ضعيف والرواية عنه في موضع آخر من الكلبى عن ابي صالح عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما استوى يعنى صعدا مرة واحدة مخلصا۔

**تہرب ۱۱۶ اُسی میں فرمایا :**

عن محمد بن مروان عن الكلبى عن ابي صالح عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما في قوله تعالى "ثم استوى على العرش" يقول استقر على العرش هذه الرواية منكورة وقد قال في موضع آخر بهذا الاسناد استوى على العرش يقول استقر امرة على السرير ورد الاستقر الى الامر، وابو صالح هذا والكلبى ومحمد بن مروان كلهم متروك عند اهل العلم بالحديث لا يثبتون بشئ من رواياتهم لكثرة المناكير فيها وظهور الكذب منهم في رواياتهم اخبرنا ابو سعيد العماليق (فذكر باسناد) عن حبیب بن ابی ثابت قال كنا نسبيہ "دروغ نہ تہ" یعنی اباصالح مولیٰ ام ہاشم، واخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ (فاسند) عن سفین قال قال الكلبی قال فی ابو صالح

لے کتاب الاسماء والصفات باب "الرجل على العرش استوى" المکتبۃ الاثریہ سانگلہ بل شیخ پورہ ۱۵۵/۲

كل ما حدثك كذب ، واخبرنا بالباقي  
(بسنده) عن الكلبي قال قال لي ابو بصير  
انظر كل شيء رويت عن عت  
ابن عباس رضي الله تعالى عنها فلا  
تروا ، واخبرنا ابو سهل احمد بن محمد  
المزكي ثنا ابو الحسين محمد بن عاصم  
الطاطري اخبرني ابو عبد الله السراسقي  
قال سمعت محمد بن اسمعيل الجعفي  
يقول محمد بن مروان الكلبي صاحب  
الكلبي سكتوا عنه لا يكتب حديثه  
البتة او فخره .

وكيف يجوز ان يكون مثل هذا الاقوال  
صحيحة عن ابن عباس رضي الله تعالى  
عنهما ثم لا يروى بها ولا يصرح بها احدا  
من اصحابه الثقات الاثبات ثم  
شدة الحاجة الى معرفتها، وما  
تفرد به الكلبي وامثاله يوجب المحذور  
والحمد يوجب الحديث الحاجة المحذور  
الى ما خصه به والبارك  
تعالى قديم لم يزل به

قیمت: ۱۰۰ روپے

۱۔ کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب الرحمن علی العرش استوی المکتبۃ الاثریہ سانحکله بل شیخ پورہ ۲/۶۵۹



### ضرب ۱۱۹: اُنسی میں ہے:

ان الله تعالى لا مكان له ولا مركب و  
ان الحركة والسكون والانتقال والاستقرار  
من صفات الاجسام والله تعالى احد  
صمد ليس كمثله شئ ۱۱۹  
باختصار۔

بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے نہ مکان ہے نہ کوئی  
چیز ایسی جس پر سوار ہو اور بیشک حرکت اور  
سکون اور پھنا اور ٹھہرنا یہ جسم کی صفات ہیں اور  
اللہ تعالیٰ احد صمد ہے کوئی چیز اس سے مشابہت  
نہیں رکھتی احد باختصار۔

### ضرب ۱۲۰: مارک شریف میں فرمایا،

تفسیر العرش بالسبب والاستواء  
بالاستقرار كما تقول المشبهة باطل  
دیکھا تو نے حق کیسا واضح ہوا، واللہ الحمد۔

عرش کے معنی تخت اور استواء کے معنی ٹھہرنا  
کہنا جس طرح فرقہ مجبور کرتا ہے باطل ہے۔

## پانچواں تپانچہ

اقول یہ تو اوپر واضح ہو گیا کہ یہ مدعی خود ہی دعوے پر نہ جما اور جن صفات سے کلام شارح مسکت  
نہیں اُن سے سکوت و کفار اُن کا صاف انکار کر گیا مگر یہاں یہ کہنا ہے کہ اس مدعی ہیاک کے نزدیک  
تسلیم و عدم سکوت کا وہ مطلب ہرگز نہیں جو اہلسنت کے نزدیک ہے یعنی کچھ معنی نہ کہنا صرف احوالاً اتنی  
بات پر ایمان لے آنا کہ جو کچھ مراد الہی ہے حق ہے یا تاویل کو کے صاف و پاک معنی کی طرف ڈھال دینا جن میں  
مشابہت خلوق و جسمیت و مکان و جہت کی بڑا صوفیہ پیدا ہو۔ اس مسلک پر ایمان لانا تو استواء کے معنی  
بیٹھا، چرخا، ٹھہرنا نہ بتانا ان کے علاوہ اور معانی کو کہ ائمہ اہلسنت نے ذکر فرمائے بہت وضوالت رہتا  
ہو جو اس کا مسلک وہی مسلک جس سے کہ جو کچھ وارد ہوا وہ اپنے حقیقی لغوی معنی معنوم و قباد پر  
محمول ٹھہرا کر مانا جائے گا۔ شروع سے اب تک جو لکھا گیا وہ اسی ضلالت طعنہ کے زد میں تھا اتنا اور اس کے  
کان میں ڈال دوں شاید خدا کچھ دے اور ہدایت کرے کہ اسے جے غرہ یا یہ ناپاک مسلک جو استرا میں قصور  
اور باقی مشابہات میں مطلقاً تیرا ہے (کھل گرا ہی کا غصہ دستہ ہے) اس طریقہ پر تیرا میوہ جسے تو اپنے

۱۔ کتاب السار والصفات باب محل نظر و ان انا یا تیمم اللہ انہ المکتبۃ الاشرفیہ شیخ پورہ ۱۹۲/۲  
۲۔ مارک التزلی (تفسیر الحنفی) آیت ۵۴/۲ دار الکتاب العربی بیروت ۵۶/۲

دوسری میں ایک صورت تراش کر معبود سمجھ لیا ہے اگر بیت خانہ چین کی ایک صورت ہو کہ زردہ جاسے تو میرا ذکر۔  
**ضرب ۱۲۱ تا ۱۸۲** جانتا ہے وہ تیرا وہی معبود کیسا ہے،

لہ وجہ کو جبہ الافات فیہ عینان  
 تنظرات و لکن من سخط علیہ  
 لا ینظر الیہ ثم العجب ان وجہ الی  
 کل جہۃ واعظم عجائبہ مع ذلک یعرفہ  
 نحن یغضب علیہ فلیت شعری کیف  
 یعرف عن جہۃ ماہوالی مکل وجہۃ بل  
 المصلی ما دام یصل یقبل علیہ بوجہہ  
 فاذا انصرف صوف لہ صوت فلتکن خبیۃ  
 ونفس ایضا بل قد وجد من قبل الیمن لہ  
 اذنان یادون لمن یرض علیہ  
 جہۃ ذوقرة الم شحمة اذنیہ  
 انما اللحیۃ فلو توجہا ببل  
 شاب امر لہ یدان کالانسان  
 فیہما یمن و شمال وساعد  
 و کف و اصابع مبسوطات  
 الی بعمید و ثبما قبض و  
 قد یحشولہ جنب و ضحک  
 یخبر عن قم یغفر و اسنان  
 تکثر لہ حقو تعلقت بہ  
 الرحیم و مرجلات و ساق  
 قد جلس علی السیریر  
 مد لیا قد مہ و اضعمہما  
 علی کمرہ و ربما استلق

اس کا انسان جیسا چہرہ، اس میں دو آنکھیں  
 دیکھتی ہیں لیکن جن دو ناراض ہوا کسی طرف نہیں دیکھتا پھر جب ہم  
 کہ اس کا چہرہ ہر طرف ہے، اسی سے بڑھ کر عجیب یہ  
 کہ اس کے باوجود جس سے ناراض ہوا اس سے چہرہ  
 پھیر لے، کاش بکھر ہوتی، جو ہر طرف ہو وہ کس طرح  
 دوسری طرف پھر جائے، بلکہ جب تک نمازی نماز  
 میں ہے تو وہ اپنے چہرہ کو نمازی کی طرف کرتا ہے  
 اور جب وہ نمازی خارج ہو جاتا ہے تو وہ بھی پھر  
 جاتا ہے، اس کی آواز ہے تو آہٹ اور سانس  
 بھی ہوگا، بلکہ جن کی طرف سے پایا جاتا ہے اسی  
 کے دوکان میں جس سے راضی ہوا اس پر کان لگاتا  
 ہے، قد آور ہے اس کے سر کے بال دونوں کانوں  
 سے نیچے تک بڑھتے ہوئے ہیں، لیکن دائرہ نہیں  
 بلکہ نوجوان بے دائرہ ہے، انسان کی طرح  
 اس کے دو ہاتھ ہیں ان میں ایک دایاں دوسرا  
 بایاں ہے، اس کا بازو اور جھلی اور انگلیاں  
 ہیں، دور تک اس کے ہاتھ پھیلے ہوئے، کبھی  
 ہاتھوں کو بند کرتا ہے اور کبھی کھول کر پھرتا ہے، اس کا  
 پہلو ہے، ہنستا ہے، اپنے منہ سے خبر بتاتا ہے،  
 اس کے دانت ہیں جو چاہتے ہیں، اس کا زیر جوار  
 ہے جس سے دم نکلتا ہے، دو پاؤں ہیں، پندلی  
 ہے، تخت پر بیٹھ کر دونوں پاؤں کو لٹکاتا ہے اور  
 ان دونوں کو کمری پر رکھتا ہے اور کبھی چت لیٹا

واحدة احدی سر جلیہ علی الاخری  
 قلابد من ظہر وقفا ویستافس للصدس  
 ایضا فیس نور صدس خلقت الملائكة  
 قد صاء فی کل مسجد علیہا لیسجد  
 الساجدون وبقیة الاعضاء لو تفصل  
 الاغیر اعم واشمل انه علی صورة  
 الانسان اذ خلق آدم علی صورة  
 الرحمن یسجد ویسجد ویسجد ویسجد  
 وقد یاق الارض وکانت اخصر  
 وطائہ بسوخم وج ثم یجیئ یوم  
 القیمة فیطوف الارض مکتب  
 ثیابا ازاد رداء یستر المؤمن بکتفه  
 رداؤه علی وجهه فی جنه  
 عدن لہ ظل ظلیل یصیب بہ  
 من یشاء ویصرف عنه من  
 یشاء یاق یوم القیام فی ظل  
 من الغمام یتعجب ویستعجب ویسجد  
 ویسجد ویسجد ویسجد وقد یتقدس  
 نفسه شیئا تحمله وعراشه اربعة  
 املاک اثنان تحت سر جلیہ الیسفی و  
 اثنان تحت اجلہ الیسفی تقبل شدید  
 الوزر ویأط منه العرش اطیط الرجل  
 الجدید من ثقل الراكب الشدید ربالبس حلة  
 خضره ونسفی من ذهب وجلس علی کرسی  
 ذهب تحه فرش من ذهب ودره ستر من

ایک ٹانگہ کو دوسری پر رکھتا ہے لہذا اس کی  
 پیٹھ اور گتھی ہونگی، اور چھاتی سے مانوس کو چھاتی  
 اس کی چھاتی کے نور سے فرشتے پیدا ہوئے،  
 اس کے قدم ہر مسجد میں ہیں تاکہ سجدہ کرنے والا  
 ان قدموں پر سجدہ کرے اور باقی اعضاء جس کی  
 تفصیل نہیں صرف یہ خبر عام و اشمل ہے کہ  
 وہ انسانی صورت پر ہے کیونکہ اس نے آدم  
 کو اپنی صورت پر پیدا کیا، چڑھتا ہے، اترتا ہے  
 چلتا ہے، دوڑتا ہے، کبھی زمین پر آتا ہے لوہ  
 آخری قدم موضع دج میں ہوتا ہے، پھر قیامت  
 کو آکر زمین پر چکر لگائے گا، لباس والا  
 تہیہ اور چادر پہنے ہوئے، اپنے دامن سے  
 مومن کو ڈھانپتا ہے، اس کی چادر چہرہ پر ہے  
 جنت عدن میں اس کا گہرا سایہ ہے جس کو چاہتا  
 ہے اس پر ڈالتا ہے اور جس چیز پر نہیں چاہتا  
 نہیں ڈالتا، قیامت میں بادل کے سایہ میں  
 آئے گا۔ آجھٹ دیا کرتا ہے میلوں آگے پیچھے ہر جا  
 مذاق کرتا ہے، کبھی کسی چیز سے گھن کرتا ہے، اس کا  
 عرش چار حکم ہیں، دو اس کے دہنے قدم اور  
 دو اس کے بائیں قدم کے نیچے ہیں شدید بوجھ  
 ڈالے تو اس سے عرش اس طرح آواز نکالتا ہے  
 جیسے نیا کچاوا بھاری سوار سے آواز پیدا کر رہا ہے  
 کبھی سبز بوڑا پہنتا ہے اور سونے کے بوتے  
 دیں اور سونے کی کرسی پر بیٹھا اور اس کے نیچے  
 سونے کا بستر اور پاس مومینوں کے پرستار ہوتے ہیں

لَوْلَا سَجَلَاءُ فِي خُفْرَةٍ فِي رَوْحَةٍ خُفْرَاءِ  
الْأُغْيُرِ ذَلِكَ مَا نَطَقَتْ بِبَعْضِهِ الْآيَاتِ  
وَوَسَدَتْ بِالْبَاقِيِ الْإِحَادِيثِ ، أَقْبَ  
عَلَى أَكْثَرِهَا فِي كِتَابِ الْأَسْمَاءِ وَ  
الْصِفَاتِ .

اس کے پاؤں سبزے کے ہاتھ میں سبزے پر ہوتے  
ہیں بعض میں وہ صفات ہیں جن کو قرآنی آیات بیان کیا  
اور باقی وہ جن کے بارے میں احادیث وارد ہوئی ہیں  
ان میں سے اکثر کہ کتاب الاسماء والصفات  
میں پیش کیا ہے۔ (ت)

کیوں اسے جاہل بے خرد ! اسے حدیث احاد و ضعیف ارتقاء مکانی سے منکر اپنے معبود کو مکانی  
ماننے والے ! کیا ایسے ہی معبود کو پوجتا ہے پھر اس میں اور انسان کے جسم میں چھوٹے بڑے کے سوا  
فرق کیا ہے ، مگر الحمد للہ اہلسنت ایسے بچے رب حقیقی معبود کو پوجتے ہیں جو احد ، صمد ، بے مشبہ و غرق و  
بیچون و بیگون ہے ،

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَهُ يَكُنْ لَدَ كُفُوًا  
أَحَدًا ۝

نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا  
اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔ (ت)

جسم و جسمانیات و مکان و جہات و اعضاء و آلات و تمام حیرت و نقصانات سے پاک و منزہ ہے یہ سب  
اور اس کے مثل جو کہ وارد ہوا ان میں جو کہ روایت ضعیف ہے اور زیادہ وہی ہو گا اور صریح تشبیہ کی صاف  
تصریحیں کہ تاویل محاوروں سے بعید ہیں اسی میں طبعی اُسے قیہ خدا کے موافق بندے ایک بڑے کے برابر ہی  
نہیں سمجھتے اور جو کہ روایت صحیح مگر خبر احاد ہو اُسے بھی جبکہ متواترات سے موافق الٰہی نہ ہو پایہ قبول پر  
جگہ نہیں دیتے ،

فَإِنَّ الْإِحَادَ لَا تُفِيدُ الْإِعْتِمَادَ ۝ بَابُ  
الْإِعْتِمَادِ وَلَوْ فَضِّلَتْ فِي أَحَدٍ الْكِتَابِ  
بِاصْحَابِ الْأَسْنَادِ .

اعتقاد کے باب میں اخبار احاد اگرچہ صحیح کتاب  
اور صحیح سند سے ہوں وہ اعتقاد کے لئے مفید  
نہیں ہیں۔ (ت)

وہ گئے متواترات ، اور وہ نہیں مگر معبود سے چند ، اور وہ بھی معروف و مشہور محاورات بہ عرب  
کے موافق تاویل پسند مثل : "يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كُفْرُهُمْ وَلَاحِقَهُمُ الْعَذَابُ" "وَأَتَيْنَاهُ الْوُزُونَ" وغیرہ ، ان میں تاویل  
کیجئے تو راہ روشن اور تغویض کیجئے تو سب سے احسن ، نہ یہ کہ منہ بھر کر خدا کو گالی دیکجئے اور اس کو کلمہ  
صاف صاف مکان مان لیجئے ، یا اٹھتا ، بیٹھتا ، چڑھتا ، اترتا ، چلتا ، ٹھہرتا ، تسلیم کیجئے۔ اللہ عزوجل

اتباع حق کی توفیق دے اور مخالفتِ اہلسنت سے ہر قول و فعل میں محفوظ رکھے، آمین!

## چھٹا تپاخچہ

اقول طرف تماشا ہے جب اس گمراہ نے سب مصائب اپنے سر پر اوڑھ لئے اپنے معبود کو مکانی کہہ دیا، جسم مان لیا، عرش پر مٹکی، شہر کو جہت میں جان لیا، پھر یہ کیا غلط سوچا کہ اور کہیں نہیں کہہ کر طرح طرح اپنے ہی لکھے سے تناقص کیا۔

**ضرب ۱۸۳:** اچھا ہے تو قرآن و حدیث سے ثبوت دے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر تو ہے اور عرش کے سوا کہیں نہیں، یہ اور کہیں نہیں۔ کوئی آیت حدیث میں ہے: **اَمْ تَقُولُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ** یا یہود کی طرح بے جا سنے بوجھے دل سے گھر کو خدا پر حکم ٹھادیتے ہو۔

**ضرب ۱۸۴:** جب تو اس سبوح و قدوس جل جلالہ کو مکان سے پاک نہیں مانتا تو اب کوئی دہر نہیں کہ اور آیات و احادیث جن کے ظاہر الفاظ سے اور جگہ ہونا مفہوم ہوا اپنے ظاہر سے پھیری جائیں، تیرے طور پر ان سب کو معنی لغوی حقیقی ظاہر و باہر پر عمل کرتا واجب ہوگا، اب دیکھ کہ تونے کتنی آیات و احادیث کا انکار کر دیا اور کتنی بار اپنے اس لکھے سے کہ جو شرع میں وارد ہے اس سے سکوت نہ ہوگا صاف تناقص کیا سب میں پہلے تو یہی حدیث صحیح بخاری وہو مکانہ ہے جس میں تونے بزور زبان ضمیر حضرت عزت جل شانہ کی طرف شہزادی اور پھر مکانہ سے معنی زبردستی عرش مراد لے لیا حالانکہ وہاں **سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی** کا ذکر ہے تو عرش ہی پر ہونا غلط ہوا کبھی سدرہ پر بھی شہزاد۔

**ضرب ۱۸۵:** صحیح بخاری حدیث شفاعت میں **اَنْسَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ** ہے،

فاستاذن علی مابلی فی دارہ فیسودن  
لی علیہ ۛ  
میں اپنے رب پر اذن طلب کروں گا اس کی  
جوہلی میں تو مجھے اس کے پاس حاضر ہونے کا  
اذن ملے گا۔

ظاہر ہے کہ تخت کو جوہلی نہیں کہتے، نہ عرش کسی مکان میں ہے، بلکہ وہ بالواسعہ جملہ اجسام ہے!

سہ القرآن الکریم ۴/۸۰

سہ صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ **وَلَمْ يَكُنْ لَّيْلٌ وَلَا نَوْمٌ لِّہٖ** قدیمی کتب خانہ کراچی ۴/۱۲۰  
سہ باب ۲۰۰ وجہ مہذہ خیرۃ الی رہنا غفرۃ ۲/۱۱۰

۵ جرم یہ جوئی جنت ہی ہوگی۔

ضرب ۱۸۶: صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے:

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم  
جَنّاتٌ مِنْ فِضَّةٍ أُنْتَهَمَا وَمَا فِيهِمَا  
وَجَنّاتٌ مِنْ ذَهَبٍ أُنْتَهَمَا وَمَا فِيهِمَا  
وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَيْهِ  
سَبْعُ مِائَاتٍ وَجَلَّ الْأَسَدُ الْكَبِيرُ وَأَعْلَى  
وَجْهَهُ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو جنتیں  
ہیں جن کے برتن اور تمام سامان چاندی کا ہے  
دو جنتیں ہیں جن کے برتن اور تمام سامان سونے کا ہے  
اللہ تعالیٰ کے دیدار اور قوم میں صرف کبرائی کی چادر  
ہوگی جو جنت عدن میں اس کے چہرے پر ہوگی حال  
ہوگی۔ (ت)

یہاں جنت عدن میں ہونے کی تصریح ہے۔

ضرب ۱۸۷: بزار و ابن ابی الدنیا اور طبرانی بسند جید قوی اوسط میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

حدثني زيد بن ابي جنت هر روز جمعہ میں مرفوعاً راوی  
فاذا كان يوم الجمعة نزل تبارك وتعالى  
من عليين على كرسيته ثم حفت الكرسى  
بنابر صنف نور وجاء النبيون حتى  
يجلسوا عليها  
جب جمعہ کا روز ہوگا تو اللہ تبارک و تعالیٰ علیین سے  
کرسی پر نزول فرمائے گا پھر اس کے گرد نور کے  
منبر بچھائے جائیں گے، انبیاء عظیم العقولہ  
والسلام تشریف لاکر ان منبروں پر جملہ کر  
ہوں گے۔ الحدیث (ت)

یہاں علیین سے اتر کر کسی پر طبقہ انبیاء و صدیقین و شہداء و سائر اہل جنت کے اندر بھی ہے۔

ضرب ۱۸۸: قال تعالى: دامنتم من في السموات كما تم اس سے نڈر ہو گئے ہو جس کی

۱۔ صحیح البخاری کتاب التفسیر ۱/۲۴ و کتاب التوحید ۲/۱۱۰۹ قدیمی کتب خانہ کراچی  
صحیح مسلم کتاب الایمان  
۲۔ الترغیب والترہیب فصل فی نفاہل الجنة الی اجم حدیث ۱۲۹ مصنف ابوبائی مصر ۴/۵۵۳  
کشف الاستار عن زوائد البزار باب فی نعیم اہل الجنة حدیث ۳۵۱۹ موسسہ الرسالہ بیروت ۴/۱۹۵  
الجمع الاوسط حدیث ۶۷۱۳ مکتبۃ المعارف الریاض ۴/۳۶۷  
۳۔ القرآن الکریم ۶۷/۲۱

ضرب ۱۸۹: قال تعالیٰ: اِمِ امْنُکُمْ مِّنْ فِی السَّعَادِ (کیا تم نڈر ہو گئے ہو اس سے جس کی سلطنت آسمان میں ہے)۔  
 ضرب ۱۹۰: احمد و ابن ماجہ و حاکم بسند صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث قبض روح میں مرفوعاً  
 راوی،

فَلَا یَزَلْ یَقَالُ لَهَا ذَٰلِکَ حَقٌّ تَنْتَهِیْ بِهَا الِی  
 السَّعَادِ الَّتِیْ فِیْہَا اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ۚ  
 ضرب ۱۹۱: مسلم و ابو داؤد و نسائی و مؤید بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث جباریہ میں  
 راوی،

قَالَ لَهَا اَیْتُ اللّٰهُ قَالَتْ فِی السَّعَادِ قَالَ مَن  
 اَنَا قَالَتْ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَعْتَقِبْهَا  
 فَانْهَامُوْنَهَا ۚ  
 لڑائی کو فرمایا اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان  
 میں۔ پھر پوچھا میں کون ہوں؟ تو اسی نے کہا  
 آپ رسول اللہ ہیں۔ تو آپ نے مانک کو فرمایا  
 اس کو آزاد کر دو کیونکہ عمنہ ہے۔ (ت)

ضرب ۱۹۲: ابو داؤد و ترمذی باقادر یصح عبد اللہ بن عسمر و رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،  
 قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم  
 اِمْرُءٌ مِّنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمُکُمْ مِّنْ فِی السَّعَادِ  
 ضرب ۱۹۳: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،  
 قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم  
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، زمین والوں  
 پر رحم کرو تم پر رحم کرے گا جو آسمان میں ہے۔ (ت)

سُـلَـہُ الْقُرْآنِ الْکَرِیْمِ ۱۷/۶

سُـلَـہُ مَسْنَدِ اَحْمَدِ بْنِ حَنْبَلٍ مَرُوی از ابو ہریرہ دار الفکر بیروت ۳۶۴/۲  
 سُـلَـہُ ابْنِ مَاجَہِہ باب ذِکْرِ الْمَرْتِ وَالْاَسْتِعْدَادِ اِبْنِ اَیْمِ سَعِیْدِ کُنِی کَراچی ص ۳۲۵  
 کُنْزُ الْعَمَالِ حدیث ۴۲۴۹۹ مَوْسُتَہُ الرِّسَالِہِ بیروت ۶۳۰/۱۵  
 سُـلَـہُ صِحِّحِ مُسْلِمِ کِتَابُ الْمَسَاجِدِ باب تَحْرِیمِ السَّکَامِ فِی الصَّلَوةِ قَدِیْمِ کِتَابِ خَازِنِہِ کَراچی ۲۰۴/۱  
 سُـلَـہُ ابْنِ ابْرَادُودَ باب تَشْمِیْطِ الْعَاظِیْنِ فِی الصَّلَوةِ آفَاقِ عَالَمِ پَرِسِ لاہور ۱۳۴/۱  
 سُـلَـہُ جَامِعِ التِّرْمِذِی ابواب البر والصلة اِمینِ کُنِی کِتَابِ خَازِنِہِ دہلی ۱۴/۲  
 سُـلَـہُ ابْنِ ابْرَادُودَ کِتَابُ الْاَدَبِ باب فِی الْاَدَبِ آفَاقِ عَالَمِ پَرِسِ لاہور ۳۱۹/۲

والذی نفسی بیدہ ما من رجل یبدعو  
امرأته الی فراشها فتبانی علیہ الاکانت  
الذی فی السماء ساخطا علیہا حتی  
یرضی عنہا ۱۹۴

ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب  
کوئی خاوند اپنی بیوی جماع کے لئے طلب کرتا ہے  
اور وہ انکار کرتی ہے تو وہ ذات جو آسمان میں ہے  
بیوی پر ناراض ہوتی ہے۔ (ستہ)

ضرب ۱۹۴: ابو یعلیٰ و بزار و ابوالنعیم بسند حسن ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،  
قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
لما لقى ابراهيم في النار قال اللهم  
انت في السماء واحد وانا في الارض ضرب  
واحد أعبد لك ۱۹۵

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب ابراہیم  
علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے کہہ دیا  
اے اللہ! تو آسمان میں ایک ہے اور میں زمین  
میں ایک ہوں تیری عبادت کرتا ہوں۔ (ستہ)

ضرب ۱۹۵: ابو یعلیٰ وحکم و سعید بن منصور و ابن جابر و ابوالنعیم اور بیہقی کتاب الاسماء  
میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً راوی، اللہ عزوجل نے فرمایا،  
یا موسى لو ان السموات السبع و عامرهن  
غیرن و الارضین السبع ف کفة  
ولا اله الا الله في کفة مالت بهن  
لا اله الا الله ۱۹۶

اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور ان میں موجود  
ہر چیز میرے سوا اور سات زمینیں ایک پلٹے  
میں ہوں اور دوسرے پلٹے میں لا الہ الا  
اللہ ہو تو لا الہ الا اللہ والا پلٹا سب پر  
بجاری ہوگا۔ (ستہ)

ان آیات و احادیث سے آسمان میں ہونا ثابت۔

۱۔ صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحريم اقناهما من فراش ۱/۴۶۴  
۲۔ حلیۃ الاولیاء مقدمۃ المؤلف دار الکتب العربیہ بیروت ۱/۱۹  
۳۔ کنز العمال بحوالہ ابی یعلیٰ حدیث ۳۲۲۸۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۴۸۴  
۴۔ مسند ابی یعلیٰ حدیث ۱۳۸۹ مروی از ابوسعید خدری موسسۃ علوم القرآن بیروت ۲/۱۳۵  
۵۔ کتاب الاسماء والصفات باب الجار فی فضل الکلمۃ الباقیۃ المکتبۃ الوتریۃ بیروت ۱/۱۷۵  
۶۔ المستدرک للحاکم کتاب الدعاء دار الفکر بیروت ۱/۵۲۸  
۷۔ موارد النعمان حدیث ۲۳۲۴ المطبعۃ المستغنیہ ص ۵۷۷



- ضرب ۱۹۶: ہر رات آسمان دنیا پر ہونے کی حدیث گوری اور احادیث اس باب میں بکثرت ہیں۔
- ضرب ۱۹۷: قال اللہ تعالیٰ:   
 هو اللہ فی السموات و فی الارض یہ وہ اللہ آسمانوں اور زمینوں میں (ت)
- ضرب ۱۹۸: قال تعالیٰ:   
 ونحن اقرب الیہ من جبل النور یدیک ہم اس کی شدت رک سے زیادہ قریب ہیں (ت)
- ضرب ۱۹۹: قال تعالیٰ:   
 واسجدوا اقترب بیک سجدہ کر اور قریب ہو (ت)
- ضرب ۲۰۰: قال تعالیٰ:   
 اذا سألک عبادی عنی فانی قریب بیک جب آپ سے سوال کریں میرے بندے میرے متعلق تو میں قریب ہوں (ت)
- ضرب ۲۰۱: قال تعالیٰ:   
 انه سمیع قریب۔ وہ سمیع قریب ہے (ت)
- ضرب ۲۰۲: قال تعالیٰ:   
 و نادینہ من جانب الطور الایمن و اور ہم نے اس کو ندادی طور کی دائیں جانب سے اور اس کو ہم نے قریب کیا مناجات کرتے ہوئے۔ (ت)
- ضرب ۲۰۳: قال تعالیٰ:   
 فلما جاءها نودی ان بورك من فی التام ومن حولها و سبحن اللہ رب العالمین بیک جب وہاں آئے تو ندادی گئی کہ جو آگ میں ہے اس کو برکت دی گئی اور اس کے ارد گرد والوں کو اللہ پاک رب العالمین ہے (ت)

۱۹/۵۰ القرآن الکریم  
۱۸۶/۲  
۵۲/۱۹

۳/۶ القرآن الکریم  
۱۹/۹۶  
۵۰/۲۳  
۶/۲۷



وہو ساجد فاکثو والد عادیکہ  
**ضرب ۲۰۷**، دینی قربان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

قال الله تعالى انا خلفك و امامك و عن  
 يمينك و عن شمالك يا موسى انا جليست  
 عبدی جین ین کرف و انا معہ اذا  
 دعانی یکہ  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے موسیٰ! میں تیرے پیچھے آؤں گے  
 دائیں اور بائیں ہوں میں بندے کا ہم نشین ہوتا ہوں  
 جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میں اس کے ساتھ  
 ہوتا ہوں جب مجھے یاد کرتا ہے۔ (ت)

**ضرب ۲۰۸**، صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے  
 ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے،

انا عند ظن عبدیابی و انا معہ اذا  
 ذکرنی یکہ  
 میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جب وہ  
 مجھے یاد کرتا ہے۔ (ت)

**ضرب ۲۰۹**، مستدرک میں بروایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے  
 حدیث قوی ہے،

عبدی انا عند ظنك بى و انا معك  
 اذا ذكرته یکہ  
 اے بندے میں تیرے گمان کے ساتھ ہوں جو تو  
 میرے متعلق کرتا ہے اور میں تیرے ساتھ ہوتا ہوں  
 جب تو مجھے یاد کرتا ہے۔ (ت)

**ضرب ۲۱۰**، سعید بن منصور ابوعمارہ سے مروی راوی،

- ۱۹۱/۱ صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب یا یقال فی الركوع الخ قدیمی کتب خانہ کراچی  
 سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء فی الركوع والجمود آفتاب عالم پریس لاہور  
 سنن النسائی اقرب ما یکون العبد من اللہ عزوجل ترجمہ کارخانہ تجارت کتب کراچی  
 ۱۹۲/۳ اللفردس بماثر الخطاب حدیث ۲۵۳۳ دارالکتب العلمیہ بیروت  
 ۱۱۰۱/۲ صحیح البخاری کتاب التوجیه باب قول اللہ تعالیٰ ویخبرکم اللہ نفسه قدیمی کتب خانہ کراچی  
 صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء ۲۴۲/۲ و کتاب التوبہ ۲۵۴/۲  
 ۴۹۷/۱ المستدرک للحاکم کتاب الدعاء باب یا قال اللہ عزوجل عبدی انا عند ظنک بى و انا معک

الساجد يسجد على قدمي الله تعالیٰ . لہ سجود کرنے والا اللہ تعالیٰ کے قدموں پر سجدہ کرتا ہے ۔  
ای آیات و احادیث سے زمین پر اور طور پر اور ہر مسجد میں اور بندے کے آگے نیچے دہنے بائیں  
اور ہر ذاکر کے پاس اور ہر شخص کے ساتھ اور ہر جگہ اور ہر ایک کی شریک گردی سے زیادہ قریب ہونا  
ثابت ہے ۔

ضرب ۲۱۱ : قال اللہ تعالیٰ : ان طهر ابعین ( تم دونوں میرے گھر کو صاف کرو ۔ ت ) یہاں کہے کو  
اپنا گھر بتایا ۔

ضرب ۲۱۲ : عالم میں ہے مروی ہر اک قوریت اللہ کس میں لکھا ہے ،  
جاء اللہ تعالیٰ من سیناء و اشرف من اللہ تعالیٰ سیناء کے پہاڑ سے آیا اور ساعین کے پہاڑ  
ساعین و استعلیٰ من جبال فاسان لہ سے جھانکا اور مکہ معظمہ کے پہاڑوں سے بلند ہوا ۔

ذکرہ تحت آیۃ بورك ( اسے آیۃ بورك کے تحت ذکر کیا ۔ ت )

ضرب ۲۱۳ : طبرانی کبیر میں سلمہ بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ،  
قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مین کی طوت  
اف اجد نفس الرحمن من ہہنا د اشارہ کر کے فرمایا ، بیشک میں رحمان کی خوشبو  
اشامہ الی الی یہاں سے پاتا ہوں ۔

ضرب ۲۱۴ : مسند احمد و جامع ترمذی میں حدیث سابق ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ،

والذی نفس محمد پیداہ لوانکم دلیتہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ تعالیٰ  
یحییٰ الی الامم المفلح علیہ وسلم کی جان ہے اگر تم سب سے نکل زمین تک  
لہبط علی اللہ عزہ جبل ، ثم رسی لکاد تو وہ رسی اللہ تعالیٰ پر گرے گی ۔ پھر

۱۷ حلیۃ الاولیاء	ترجمہ حسان بن عطیہ	دار الکتاب العربی بیروت	۶/۴۱
۱۸ القرآن الکریم	۱۲۵/۲		
۱۹ معالم التنزیل (تفسیر البغوی)	تحت الاقیتہ ۲۰/۱	دار الکتب العلمیۃ بیروت	۲۳۸/۲
۲۰ المعجم الکبیر	حدیث ۶۳۵۸	الکتبۃ العلمیۃ بیروت	۵۲/۷
کنز العمال	۲۳۹۵۱	موسسۃ الرسالہ بیروت	۵۰/۱۲

قرأ هو الاول والاخر والظاهر والباطن      آپ نے ہوا الاول والاخر والظاهر والباطن  
وہو کل شیء علیم      وہو کل شیء علیم کو کھوت کیا۔ (ت)

یہاں سے ثابت کہ سب زمینوں کے نیچے ہے۔

**ضرب فیصلہ ضرب ۲۱۵: اقول** یہی آیات واحادیث ہر مجسم خبیث کی دہن و وزی اور ہر مسلم شنی کی ایمان افزوزی کو پس میں اس مجسم سے کہا جائے کہ اگر ظاہر پر حمل کرتا ہے تو ان آیات و احادیث پر کیوں ایمان نہیں لاتا انصوفون ببعض الكتب وتكفرون ببعض (قرآن پاک کی بعض آیتوں پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ ت) دیکھ تیرے اس کہنے میں کہ "عرش پر ہے اور کہیں نہیں" کتنی آیتوں حدیثوں کا صاف انکار ہے، اور اگر ان میں تاویل کی راہ چلتا ہے تو آیات استواء و حدیث مکان میں کیوں حد سے نکلتا ہے، باب یرتیرا بکنا صریح جھوٹ اور حکم ٹھہرا کر تیرا معبود مکان رکھتا اور عرش پر بیٹھا ہے اور مومن شنی کو ان سے بھگادتیوں روشن راستہ ہدایت کا ملتا ہے کہ جب آیات واحادیث عرش و کعبہ و آسمان و زمین و ہر موضع و مقام کے لئے وارد ہیں تو اب تیں حال سے خالی نہیں یا تو ان میں بعض کو ظاہر پر محمول کریں اور بعض میں تفریع و تاویل یا سب ظاہر پر ہوں یا سب میں تفریع و تاویل۔ اول تحسکم بجا و ترجیح بلا مرجع اور اللہ عزوجل پر بے دلیل حکم لگا دینا ہے، اور شنی دوم قطع نظر ان قاطعہ قاطعہ دلائل زاہرہ تنزیہ الہی کے یوں بھی عقلا و فعلا ہر طرح باطل کہ مکین و احد وقت و احد میں اکثہ متعددہ میں نہیں ہو سکتا تو ہر جگہ ہونا اسی صورت پر بنے گا کہ ہر اک طرح ہر جگہ بھرا ہو اور اس سے زائد شنیع دنیا پاک اور بابرستہ باطل کیا بات ہو گی کہ ہر نجاست کی جگہ ہر پاؤں کے تلے ہر شخص کے منہ، ہر مادہ کے دم میں ہونا لازم آتا ہے۔ اور پھر جتنی جگہ مکانوں پہاڑوں وغیرہ اجسام سے بھری ہوتی ہے جیسے اس میں بھی ہو تو داخل ہے اور نہ ہو تو اس میں کہ وڑوں ٹکڑے پڑے جو تھ سو راغ لازم آئیں گے اور جو نیا پڑا گئے نئی دیوار اُن کے تیرے معبود کو سمٹنا پڑے ایک نیا جوت اس میں اور بڑھے اور اب استواء کے لئے عرش اور دار کے لئے

عہ لغز فیصلہ کے بھی ۲۱۵ عدد ہیں منہ

۱۹۵/۵      دار الفکر بیروت      جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ الحمید حدیث ۳۳۰۹  
۲۷۰/۲      مسند احمد بن حنبل علی بابی ہریرہ      المکتب الاسلامی بیروت  
۸۵/۲      القرآن الکریم

جنت بیت کے لئے کچے کی کیا خصوصیت رہے گی۔ لاجرم شق سوم ہی حق ہے اور آیات استواء سے ملے کر یہاں تک کوئی آیت وحدیث ان محال دیہودہ یعنی پر غول نہیں چڑھتا قصافہام میں ظاہر الفاظ سے مفہوم ہوتا ہے بلکہ تفہیم عوام کے لئے اُن کے پاکیزہ معانی ہیں اللہ عزوجل کے جلال کے لائق جنیں اللہ کرام اور خیرا انام برحق نے کتاب الاسرار میں شرعاً بیان فرمایا اور اُن کی حقیقی مراد کا علم اللہ عزوجل کو سپرد ہے۔

امتابہ حکل مت عند بنا وما ینذکر  
 الا اولوالالباب ۵ والحمد للہ رب  
 العالمین والصلوة والسلام علی  
 سید المرسلین محمد و آلہ و  
 صحبہ اجمعین، امینہ !

ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے  
 ہے۔ اور نصیحت نہیں مانگتے مگر عقل والے اور  
 تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔ اور  
 درود و سلام نازل ہو سید المرسلین محمد مصطفیٰ پر اور  
 آپ کی آل پر اور آپ کے تمام صحابہ پر۔ آمین (بتنا

## سائلوں تپانچہ

الحمد للہ مسئلہ عرش درۂ مکان سے فرسا پایا کر یہی رسالے کا موضوع اصل نقاب تحریر  
 وہابیت تخیل کے دو حرف اخیر دو مسئلہ دیگر کے متعلق باقی ہیں اُن کی نسبت بھی سرسری دو چار باتھ  
 لیجئے کہ شکایت نہ رہے۔

قولہ مسئلہ فرضوں کے بعد باتھ اشکار دھما گئی۔

### الجواب

کسی صحیح حدیث قولی وفعلی و تقریری سے فرضوں کے بعد دعا کیلئے باتھ اٹھانا ثابت نہیں  
 اقول ضرب ۲۱۶: کسی صحیح حدیث قولی وفعلی و تقریری سے اللہ تعالیٰ کا عرش کے صوا اور  
 کہیں نہ ہونا ثابت نہیں دعا کیلئے باتھ اٹھانا بے حدیث صحیح بدعت مگر خدا پر حکم لگانے کو صرف تیرے نبیانی  
 ادما کی حاجت طر

نجدی بے شرم شرم ہم ہمار

(بے شرم نجدی! کچھ شرم کر)

ضرب ۲۱۷: کسی صحیح حدیث قولی وفعلی و تقریری سے عرش کا مکان الہی ہونا ثابت نہیں، اپنے  
 رب کے حضور التجا کے لئے باتھ پھینکے کو حدیث صحیح کی ضرورت، مگر اللہ عزوجل کو گالی دینے اسی کی  
 مخلوقات سے مشابہ بنا دینے کو فقہ تیری بد لکام زبان حجت طر

مکی خود را مکان در قعر نار

(اپنا مکان جہنم بنا آگ کی گہرائی میں۔ ت)



( زیادہ تفصیل درکار ہو تو حضرت عالم اہلسنت مدظلہ العالی کی کتاب مستطاب منید العین فی حکم تقبیل الزہامین افادہ دوم صدر کتاب و غائدہ چہارم آخر کتاب کے مطالعے سے مشرف ہو) ضرب ۲۲۲، اسود کی نسبت میزان الاعتدال میں صرف اس قدر ہے:

ما روی عنہ سوی ولدہ دلہم لہ اس کے بیٹے دلہم کے بغیر اس سے کسی نے روایت حدیث واحد ہے نہیں کیا اور محدثین کے ہاں اس کی ایک حدیث ہے۔ (ت)

اس سے فقط جہالت میں ظاہر ہوتی ہے وہ جہالت حالی کو مستلزم نہیں کہ مجہول العین بہت محققین کے نزدیک مقبول اور مجہول الحال مجروح تو جہالت کا حکم آپ کی اپنی جہالت ہے یا اثر معتدین سے روایت علی اثبات ثبوت دیکھتے علی الاول تکلیف کیا اور آپ کی جہالت کیا، آپ کا ظلم تو جہل ہے جل کیا ہوگا، آپ اللہ عزوجل ہی کو نہیں جانتے ہیں کہ اس کے لئے مکان مانتے ہیں۔

ضرب ۲۲۳، ذہبی نے بھی یہ قول اپنی طرف سے لکھا اور ان کی فقیہی ائمہ کے مثل نہیں ہو سکتی، اب یہیں دیکھئے کہ وہ کہتے ہیں اسود کے لئے ایک حدیث ہے، میں کہتا ہوں ان کی ایک حدیث تو یہی ہے کہ ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کی، دوسری حدیث اُن سے سننی ابی داؤد میں ہے جس میں وفادت لعیط بن عامر کا ذکر فرما کر حدیث کے دو لفظ قصر بطریق عبد الرحمن بن عیاش سمعی عن دلہم بن الاسود عن ابیہ عن حمادہ ذکر کے اور تمام و کمال ایک ورق طویل میں شخصی بیانات علم غیب و مشرود عرض کوثر وغیرہ بطریق مذکور عبد اللہ ابی امام کے زوائد مسند میں ہے۔

ضرب ۲۲۴، محدث صاحب! آپ نے حافظ الشان کا قول منع بھی دیکھا وہ تصریح فرماتے ہیں کہ اسود عامری مقبول ہیں جاہل مجہول اگر جہل سے معذور تو زبان کھولنی کیا ضرور۔

ضرب ۲۲۵، حافظ الشان سے سواد جہل و اعظم لیجے امام اجل ابو داؤد نے سننی میں حدیث مذکور اسود عامری روایت کی اور اس پر اصلاً جورج ذفرانی تو حسب تصریحات ائمہ حدیث صحیح یا حسن یا لا اقل صالح تو ہوئی خود امام محدوح اپنے رسالہ مکیمہ میں فرماتے ہیں:

والہذا ذکرہ فیہ شیشا فہو صالح و جس میں کوئی علت نہ بیان کروں تو وہ حدیث

۱/۶ لہ میزان الاعتدال ترجمہ ۹۸۲ اسود بن عبد اللہ دار المعرفۃ بیروت  
لہ مسند احمد بن حنبل حدیث ابی رزین العقیل لعیط بن عامر الخ المکتب الاسلامی بیروت



بعض اصحاب میں بعض نے

درست ہوگی اور ان میں بعض سے بعض اصحاب  
ہوں گی۔ (ت)

اب اپنی جہالت کبریٰ دیکھ کر اگر کوام تو اسود کو مقبول اور ان کی حدیث کو صالح فرمائیں اور تجھ  
جیسا بے تمیز ہے اور اگر پایہ اعتبار سے ساقط بنائے۔  
ضرب ۲۲۶: بالفرض اگر آپ کی جہالت مان بھی لیں اور بغرض غلط یہ بھی تسلیم کر لیں کہ مجہول الحال  
بالاتفاق مقبول۔ پھر بھی بالاتفاق پایہ اعتبار سے ساقط بنانا مردود و مخذول۔ محدث مسکین بھی  
احتجاج و اعتبار ہی کا فرق نہیں جانتے اور چلے حدیثوں پر جرح کرنے۔ محدث صاحب! مجہول اگر ساقط  
سے تو پایہ احتجاج سے نہ کہ پایہ اعتبار سے، دیکھو رسالہ الہادی الکاف، اور یہاں پایہ اعتبار  
تک ہونا کافی و کافی ہے بخلاف۔

ضرب ۲۲۷: یہ سب کلام اس تسلیم پر ہے کہ اسود مذکور فی المیزان ہوں مگر حاشا اس کا  
تھما رہے پاس کیا ثبوت، بلکہ دلیل اس کے خلاف کی طرف ناظر کہ اُن اسود کے باپ صحابی نہیں  
مجہول میں کمال نص علیہ الحافظ (جیسا کہ حافظ نے اس پر نص کی ہے۔ ت) اور اس اسود  
کے باپ صحابی کما ذکر فی نفس الحدیث صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلمہ الفجود (جیسا کہ اسی حدیث میں ذکر ہے کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے  
ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔ ت)

قولہ اور ابن السنی کے ظل الیوم واللیلہ کی حدیث جو بروایت انس فتویٰ مذکور میں منقول ہے  
موضوع ہے کیونکہ اس میں عینے راوی کذاب ہے۔ یہ دونوں حدیثیں میزان الاعتدال کے اخیر  
میں موجود ہیں۔

اقول ضرب ۲۲۸: عینے تو کذاب نہیں مگر تم ضرور کذاب ہو اس کی سند  
میں عینے کوئی راوی ہی نہیں ہے

ولے از مفتری نتوان برآید کہ او از خود سخن می آفریند  
(افزاید از سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خود بات بنالیتا ہے)

ضرب ۲۲۹: حکم بالوضع بے دلیل و مردود ہے۔

ضرب ۲۳۰: میزان الاعتدال میں ان احادیث کا ذکر نہیں کیا بلکہ جو بھی جھوٹ کی عادت ہے اور خاص کر کیا موقع پر ہے۔

قولہ مسئلہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنا الجواب جو شخص کسی مسلمان کو بجا ثبوت شرعی فاسق یا مبتدع یا کافر کے خود کسی کا مصداق ہے۔

اقول ضرب ۲۳۱: مجاہد کسی مسلمان کو بجا ثبوت برا کتنا یہ جرم ہو اور جو ناپاک بیباک اپنی گراہی کی ترنگ میں مسلمانوں کے رب کے لئے نہ صرف بلا ثبوت بلکہ قطعا بر خلاف ثبوت شرعی مسلمان بتائے اسے اس کی مخلوق محتاج کے مانند بنائے وہ مردہ کس لفظ کا مصداق ہے اسے کس سزا کا استحقاق ہے؟ ضرب ۲۳۲: اپنے پیر مغان اسماعیل دہلوی علیہ السلام کی خوب خبر لی وہ احمد اُس کی تمام ذریت اہل توبہ و نجدیت اسی مرض ممک میں گرفتار ہیں کہ مسلمانوں کو بجا ثبوت شرعی محض بزور زبان و زور بہستان مشرک بدعتی بنائے کرتیاد ہیں قاتلہم اللہ انی یوفکون (اللہ انھیں مارے گا) کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ تادمک نے خود ہی شرک کی تعریف کی کہ جو باتیں خدا نے اپنی تعلیم کے لئے خاص کی ہیں وہ دوسروں کے لئے بجا کرنا اور پھر شرک کی مثالوں میں گنا دیا، کسی کی قبر پر شا میا نہ کھڑا کرنا، کسی کی قبر کو مورچہ چیل جھنڈا، الحمد للہ کہ تم جیسے سپوتوں نے اس مردک کے خود مشرک ہونے کا اقرار کر دیا۔

ضرب ۲۳۳: یونہی تم نہی پود والے جی پڑانوں سپیانوں کے گڑھے ہو یعنی یہاں دہلوی اور اُس کے اذنا ب غوی تم سب کا مسلک ناپاک ہے کہ تعلیم اللہ کو بجا ثبوت شرعی شرک اور مقلدین کو مشرک کہتے ہو الحمد للہ کہ تم خود اپنے منہ آپ مشرک بنے کہ کر دو کیا فت۔

ضرب ۲۳۴: تمہارے طالبہ غیر مقلدین کا فساق جتہ عین ہونا بجا ثبوت شرعی نہیں بلکہ علانہ عرب و عجم بکثرت و فاکل قاہرہ سے ثابت فرما چکے سینہ ندوی سے نہ مارو تو اس کا کیا علاج۔

ضرب ۲۳۵: جناب شیخ محمد دالفت ثانی رسالہ مبدعہ و معاد میں فرماتے ہیں دہتے آرزوئے آں داشت کہ وجہ پیداشو دجیر در مذہب حنفی تا در خلف امام قرائت فائزہ نمودہ آید اما بواسطہ رعایت مذہب اختیار

دہت تک یہ آرزو رہی کہ حنفی مذہب میں قرائت خلف الامام کی کوئی صورت بن جائے تاہم غیر اختیار طوری طور پر مذہب کی رعایت میں امام کی

ترکِ قرائت میکر د و ایس ترک را از قبیل ریاضت مجاہد  
می شمرد ، آخر الامر سبحان تعالیٰ پر برکت رعایت  
مذہب کہ نقل از مذہب الحاد است ، حقیقت  
مذہب جنفی در ترکِ قرائت ماموم ظاہر ساخت  
و قرائت حکمی از قرائت حقیقی در نظربصیرت  
زیبا تر نمود لیکن  
اقتدار میں قرائت مذکی ، اس ترکِ قرائت کو  
تکلف عموماً کرتا رہا ، بالآخر مذہب کی رعایت  
کی برکت سے مقتدی کے لئے ترکِ قرائت کی حقیقت  
ظاہر ہو گئی ، جبکہ اپنے مذہب سے دوسرے مذہب  
میں منتقل ہونا الحاد ہے ، چنانچہ حقیقی قرائت  
سے حکمی قرائت نظربصیرت میں خوب تر معلوم  
ہوتی ۔ (ت)

یہاں حضرت محمد روح غیر مقلدوں کو صاف صاف طعہ فرما رہے ہیں ، آپ کے نزدیک یہ فرمانا مطابق  
ثبوت شرعی ہے جب تو آپ اور آپ کے سادے طلعتے کو الحاد و بے دینی کا خلعت مبارک ، پھر آپ  
خاسق و مبتدع کہنے پر کیوں بگڑیں ۔ ہاں شاید یوں بگڑے ہو کہ مرتبہ گھٹا دیا طعہ زندقہ سے زافاسق مبتدع  
رکھا ، اور اگر یہ فرمانا ہے ثبوت شرعی ہے تو آپ کے طور پر حضرت شیخ مجدد معاذ اللہ طعہ قرار پائیں گے ، بلکہ  
بتاؤ کہ دونوں شتوں سے کون سی شتی تمہیں پسند ہے ہنوز بس نہیں ، جب جناب شیخ ایسے ٹھہری گے  
تو شاہ ولی اللہ شاہ جہ العزیز صاحب کہاں بچیں گے کہ یہ اُن کے مرید اُن کے معتقد ہیں انھیں کاپر  
اولیائے جانتے ہیں ، اور جو کسی طعہ کو مسلم کے خود طعہ ہے نہ کہ امام اسلام و ولی والا مقام کہنے والا ، اور  
ابھی انتہا کہاں ، جب یہ سب حضرات ایسے ہوئے تو وہاں بیسہ مخدومین کا شیخ مقتول اسماعیل مخدوم  
ما علیہ کہ مہربا گے گا ، یہ تینوں کا مزاج تینوں کا غلام تینوں کو ولی کہے تینوں کو امام ، تو یہ خود طعہ و طعہ  
طعہ وں کا طعہ ہوا ، اور اب تم کہاں جاتے ہو تم اس ایک کے ویسے ہی ہو جیسا وہ اُن تینوں کا تو دیگ  
الحاد کی پھل کھرچنے الحادی بوتل کی نیچے کی پلمٹ تم ہوئے ، اب کہو کون سی شتی پسند رہی ، ہر شتی پر الحاد  
کی آفت تمہارے ہی ماتھے گئی ۔

قولہ انہ دین و مسلمانان قرون ثلثہ سب غیر مقلد تھے ۔

اقول ضرب ۲۳۶ : معنی جھوٹ ہے ، تابعین و تبع تابعین میں تو لکھو کہ مقلدین تھے ہی  
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی ہزاروں حضرات خصوصاً اعراب و اکثر طلقاء مقلد تھے ۔  
قرون ثلثہ کے کروڑوں مسلمانوں میں ہر شخص کو مجتہد جانتا آپ ہی جیسے فاضل اجل کا کام ہے ، ایمان

سے کہنا قرونِ ثلثہ میں کبھی کسی کا کسی عالم سے مسئلہ پوچھنا اور وہ جو فرمائے اس پر عمل کرنا ہو، یا نہیں، بیشک ہوا اور ہر قرن میں ہوا اور شب و روز ہوتا رہا، اور تقلید کس چیز کا نام ہے۔ اگر کبھی خواب میں بھی کتبِ حدیث کی ہوا لگی ہوتی تو معلوم ہوتا کہ حرام و حلال کا یہ استغناء و افتاد صرف زمانہ صحابہ بلکہ زمانہ رسالت سے ہمیشہ رائج رہا۔

**ضرب ۲۳۷:** اہل زمانہ غیر متقلدین کے بارے میں سوال کریں کہ اُن کے پیچھے نماز کیسی ہے؟ علمائے سنت جواب فرمائیں کہ ممنوع و مکروہ ہے۔ اسی سوال و جواب کو ائمہ مجتہدین پر عمل کرنا جہالت نہیں بلکہ دیدہ و دانستہ سرامزدگی ہے غیر مقلد اس طائفہ تائفہ ضالہ حائفہ کا نام ہے جو بتقلید شیطان لعین تقلید ائمہ دین سے انکار رکھتا ہے، مقلدین ائمہ کو مشرک کہتا ہے، اپنے ہر خونا شخص کو سب اتباع ارشادات ائمہ اپنی عقل ناقص پر چلنے کا حکم دیتا ہے، ناموں کے معانی لغوی لے کر غیر معنی پر عمل کرنا کیسی عمارت گبری ہے، یہ وہی مثل ہوتی کہ تار و رے کو تار و رے کیوں کہتے ہیں اس لئے کہ اس میں پانی کا قرار ہے تو تھارا پیٹ بھی تار و رے ہوا کہ اس میں بھی پانی کا قرار ہوتا ہے۔ جرجیر کو جرجیر کیوں کہتے ہیں اس لئے کہ وہ جرجیر یعنی حرکت کرتا ہے تو تھاری دائرہ میں بھی جرجیر ہوتی کہ اُسے بھی جنبش ہوتی ہے۔

**ضرب ۲۳۸:** اگر بفرض باطل لفظ غیر متقلدین "ائمہ مجتہدین کو بھی شامل مانے تو لفظ کے مصداق جب دو قسم ہوں، ایک محمود، دوسری مذموم، اور محمود زمانہ سلف میں تھے اب تنہا مذموم باقی ہیں تو اب حکمِ ذمت میں قید و تنصیص کی ضرورت نہیں ہر عاقل کے نزدیک حکم انھیں موجود ہی کہنے ہوا کہ اسے مان گئے والا یا مسکا بر سر کش ہے یا مسکین بار کش، مثلاً ہر مسلمان کہتا ہے کہ یود و نصاریٰ کافر ہیں اس پر شخص جو اعتراض کرے کہ زمانہ موسوی کے یود، صہرہ صیوی کے نصاریٰ کہ دین حق پر قائم تھے مومنین تھے تم نے سب کو کا ذکر کیا تو یہ معترض انھیں دو حال سے خالی نہیں یا حرام زادہ شریر ہے یا نر مسکین۔

**قولہ** تقلید ایک امر مستحدث ہے اور چوتھی صدی میں ایجاد ہوئی۔

**اقول ضرب ۲۳۹:** سخت بھڑنے ہو بلکہ تقلید واجب شرعی ہے، قرآن و حدیث نے لازم کیا زمانہ رسالت سے رائج ہوئی، قال اللہ تعالیٰ:

فاستلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون لہ  
وقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ہاں تمہارے طاقتور گمراہ کی غیر متکدی بہت فوہیدہ لہرٹ ہے کہ ابن عبد الوہاب نجدی نے بارہویں صدی میں نکال دیکھے سر اعلیٰ نے مکہ معظمہ شیخ العلماء حضرت سید احمد زین قدس سرہ کا رسالہ الدرر المنیہ فی السیاق علی الوہابہ۔

بعد المائتين ظهروا بينهم التمدد هب للجهتدين  
 باعياهم وقل من كان لا يعتد على مذهب  
 مجتهد بعينه وكان هدا هو الواجب في  
 ذلك الزمان

**قولہ اور جو بات امرِ دین میں بعدِ فردینِ شہ کے ایجاد ہوئی بالافتاقِ بدعت ہے وکل بدعتہ ضلالتہ۔**

اقول ضرب ۲۴۱، جیسی تھادی غیر متقدی کہیں چھوڑا رہویں قرن میں قرن الشیعان کے بیٹے نکل۔

خضرب ۲۴۲ : شیر کے بچہ میں ڈگرانے والا بیل اپنی موت اپنے منہ مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت کرنا جتنا تو دے کہ قرونِ ثلثہ میں کسی نے مانا، تو تیرا قول چر تر از بول تیرے ہی منہ سے بدعت و ضلالت و فتنہ اور قہرِ بدعتی گراہ مستحق تار ہے۔

ضرب ۲۴۳ اللہ عزوجل کے احاطہ ذاتیہ کا انکار قرونِ ششم میں کس نے کیا، یہ بھی تیری بدعت

۱۹۴۹ء سنہ سنی ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب المجدوریۃ قیم آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۹۹ء  
۱۹۴۹ء رسالہ انصاف شاہ ولی احمد باب حکایت حال انسان قبل المائۃ الرابعۃ کتبہ دار الشفقتہ تنہیل ترک

ضلالت ہے۔

ضرب ۲۴۴: صفات الہیہ میں صوفیوں کو محیط ماننا جس سے اُس کی قدس، اُس کے سمیع، اُس کی بصیرت، اُس کی مالکیت، اُس کی خالقیت کے احاطے کا انکار ثابت ہوتا ہے۔ قرونِ ثلثہ میں کون اس کا قائل تھا یہ بھی تیری گمراہی و پندہ ہی ہے۔

ضرب ۲۴۵: استواء کے وہ تین مہینے کہنا اور اُن کے سوا چوتھے کو بدعت بتانا قرونِ ثلثہ میں کس کا قول تھا، یہ بھی تیری ضلالت و پندہ ہی ہے۔

ضرب ۲۴۶: فضائلِ اعمال کے ثبوت کو حدیثِ صحیح میں منحصر کر دینا قرونِ ثلثہ میں کس کا مذہب تھا، یہ بھی تیری بدعتِ جبارت و پندہ بانی ہے۔

ضرب ۲۴۷: بدعت کے یہ معنی لینا کہ جو بات امورِ دین میں بعد قرونِ ثلثہ کے حادث ہوئی اور اُسے بالاتفاق بدعتِ ضلالت کہنا اُمتِ مروجہ پر اقرار ہے، اُس کی تحقیق علامہ ابلسنت اپنی تصانیف کثیرہ میں فرما چکے، وہ بحث دیکھ کر دفترِ طویل ہو، اور پھر مخاطب ناقص العقل کیا قابلِ خطاب، مگر مدعی اپنے اس دعویٰ اطلاق پر اُمت کا اتفاق مستند معتد سے دکھائے ورنہ اپنی جہالت و ضلالت کا آپ سر کھائے۔

قولہ مفتی بریلی جو تقلید کو امرِ دینی کہتا ہے یقینی جہت سے ہوا اور اُس کے فتوے کے مطابق اس کے دیکھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہوا کہنا ہوا ظاہر افسوس کہ اس نادان دوست نے اپنے ائمہ رحمہم اللہ تمنائے کے دیکھے بھی نماز پڑھنے کو ناجائز کر دیا ہے

شادوم کہ از رقیباں دامن کشاں گزشتی  
لجے خوشی ہے کہ تم رقیبوں سے دامن بچا کر گزر گئے  
مگر مشبہ خاک ماہم برباد رفتہ باشد  
اگرچہ میری مشبہ خاک بھی برباد ہو گئی  
نعموذا اللہ من ہفواتہ  
اللہ تعالیٰ اس کی بیہودہ باتوں سے بچائے۔ (ت)

اقول ضرب ۲۴۹: ۱۰

چوں حسد اغواہ کہ پردہ کس درو  
میلش اندر طعنہ پاکاں قد  
(جب اللہ تمنائے کسی کا پردہ چاک کرنا چاہتا ہے تو پاک دروہ پر طعنہ میں اٹھ مشغول کر دیتا ہے یہ)  
مسلمانوں نے دیکھ لیا کہ لفظ جہت سے مستحقِ معاذ اللہ علامہ ابلسنت ہیں یا یہ بدین گمراہ کہ اللہ کو مکانی مانتا

جسمانی جانتا اس کی قدرت و سمیع و بصیر و خالقیت و مالکیت وغیرہ کو محیط نہیں سمجھتا ائمہ دین سے باقرار خود  
و قایت رکھتا ہے حیاء ابا اللہ وہ جہتہ مع ہیں یا اس و ہا یہ کے لئے پٹے کا پرانا گرو گھنٹا شیخ مقتول اسماعیل  
مخندہ دل جس کے کفریات میں رسالہ مبارکہ النکوبۃ الشہابیۃ علی کفریات ابی الوہابیۃ تصنیف ہوا  
اور علمائے عرب و عجم نے اس کے ضلال بلکہ علمائے حرمین طیبہ نے اس کے کفر پر فتویٰ دیا یہاں اسے یہ  
دکھانا ہے کہ جب تقلید کو امر دینی سمجھنے والا معاذ اللہ جہتہ مع ہوا تو اب شاہ ولی اللہ کی خبریں کہنے جو نہ مطلق  
تقلید بلکہ دوسری کے بعد خاص تقلید شخصی کو واجب کہتے ہیں جس کی عبارت ابھی گزری۔

ضرب ۲۵۰ اور جناب مجددیت مآب کی نسبت کیا حکم ہوگا جو تقلید نہ مطلق تقلید بلکہ خاص تقلید شخصی  
کو ایسا سخت ضروری و مهم تر امر عظیم دینی مانتے ہیں کہ اس کے ترک کو الحاد و بے دینی جانتے ہیں، عبارت  
اوپر گزری۔ اور سنی کے صحیح و مستفیض حدیثوں کو فقہی روایت کے مقابل نہیں سنے اور روایت بھی کیسی کہ  
خود مختلف آئی اور اختلاف بھی کیسا کہ اپنے ہی ائمہ کا فتویٰ تک مختلف امام محمد کی کتاب میں خود اس کے خلاف  
اور حدیثوں کے مطابق اپنا اور حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب مذکور کہ النیات میں اشارہ  
کیا جائے، اور اس پر بھی اللہ فتویٰ نے فتویٰ دیا مگر صرف اس بنا پر کہ یہ روایت ہمارے امام سے  
مشہور نہیں اس حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں بتاتے، اس سے بڑھ کر تقلید اور وہ بھی خاص شخصی کو دینی  
ضروری سمجھنا اور کیا ہو سکتا ہے۔ مکتوبات جلد اول مکتوب ۳۱۲ میں فرماتے ہیں:

مخندہ و احادیث نبوی علی مصدر یا الصلوۃ والسلام  
در باب جواز اشارت سبباً بہ بسیار وارد شدہ  
اند و بعض از روایات فقہیہ حنفیہ نسبت دین  
باب آئمہ و انچہ امام محمد گفتہ کان من رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یثیروہ و یصلیوہ  
کما یصلیوہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
ثم قال هذا قولہ و  
قول ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہما از روایات فرادر مست  
ما معتلہ ان را نمی رسد کہ بمقتضائے  
احادیث عمل نمودہ جرأت در اشارت نمایم  
اسے ہمارے مخندہ و اشہد میں شہادت کی  
انگی سے اشارہ کی کثیر احادیث وارد ہیں اور  
بعض حنفی حضرات کی اس بار میں روایات فقہیہ بھی  
آئی ہیں، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو  
فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
اشارہ فرماتے تھے اور ہم وہ کریں گے جو نبی پاک  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے تھے۔ پھر انھوں  
نے فرمایا میرا اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کا یہی قول ہے، تو یہ نادر روایات میں سے ہے  
قویہ مقلد لوگوں کو براہ راست حدیث پر عمل نہیں  
کرنا چاہئے کہ اشارہ کرنے کی جرأت کریں،

اگر کوئی نہ کہ علمائے حنفیہ پر جواز اشارت نیز  
فتویٰ دادہ اند گویم ترجیح عدم جواز راست  
ملفوظات (ت)

اب جند جمی کہ خبریں کئے اور تقریریں بھی یاد رکھے کہ ان کی شان میں کوئی کلمہ کہا اور سنا نہ گئے  
شاہ ولی اللہ شاہ عبدالعزیز صاحب بھی گئے اور بلا پس ہر تینوں کو جانے دو وہ سب میں چیتے استیعیل  
جو گئے اور ان کے صدقے گیموں کے گھن اور تمہارے سب طاغی واسے جہنم بدعت و ضلالت کے قعر میں  
سینے ، افسوس کہ اس نامرد ہاتھی نے اپنی ہی فوج کا زیاں کیا اس کچی پینڈی نے اپنے سفر و دستار خان  
کا نقصان کیا ، استیعیل اور سارے طاغی مرد و ذلیل کو بدعتی گراہ جنہاں لینا ان کے پیچھے ناز پڑھنے  
کو جائز کر دیا ہے

شاد م کہ از رقیباں دامن کشاں گزشتی  
خجستہ کوئی ہے کہ تم رقیبوں سے دامن بچا کر گزر گئے ، اگر پھر ہمارے ذکر پر بھی وہ تنگ لی نہیں جتے  
نعوذ باللہ من هفواته وهنات استعیل  
وهناته سب اف اعود بك صنف  
هنات الشیطن و اعود بك امن  
یحضرون ۵ و اعود عونا ان  
الحمد لله رب العالمین  
والصلوة والسلام علی سیدنا  
المرسلین سیدنا محمد و آلہ  
واصحابہ اجمعین ، آمین !

ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اس کے لغویات  
اور استیعیل کی دوسرے انگیزوں اور باعث شرم  
باتوں سے ۔ اسے میرے رب ! میں تیری پناہ  
چاہتا ہوں شیطان کی دوسرے انگیزوں سے  
اور تیری پناہ چاہتا ہوں شیطانوں کی عافری  
اور ہماری آخری بات یہ ہے تمام حدیں اللہ تعالیٰ  
رب العالمین کیلئے ہیں اور صلوة و سلام ہر دونوں  
کے سردار ہمارے آقا محمد اور ان کی آل و اصحاب  
سب پر ، آمین ! (ت)

الحمد لله کہ یہ مختصر اجمالی جواب پانزدہم شہر النور و السور و ماو مبارک ربیع الاول ۱۳۸۲ھ ہجریہ  
قدسید علی صاحبہا الصلوٰۃ والتیمیدہ کو باوصف کثرت کار و ہجوم اشغال تعلیم و تدریس و مجالس مبارکہ میں  
سراپا تقدیس وقت فرصت کے قلیل مجلسوں میں تمام اور بلحاظ تاریخ قواعد القہار علی السجۃ الفجار

۱۳ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب ۳۱۲ مطبوعہ ذلکھنور کنڑ ۱/ ۴۴۸ تا ۴۵۱



نام ہوا اس التزام کے ساتھ کہ مسئلہ مکان میں صرف اسی شخص کی مستانگائی ہوتی کتابوں کی عبارتیں پیش کر دی گامد و حقائق خوشترتب تک پہنچا اور اُس کی مستند کتابوں میں بھی تفسیر ابن کثیر موجود تھی ورنہ ممکن تھا کہ عدد اور بڑھتا، تو نہی کتاب العلوم مضرب منہافت اور اس کے علاوہ پاس بھی نہ تھی اور اگر قلم کو اس مخالفت کی اس قدر جاریہ تنگ میں محصور نہ کیا جاتا تو ضربوں کی کثرت لطف دکھاتی، پھر بھی اُن معدود وسطوں پر ڈھائی سو کیا کم ہیں، وبالله التوفیق، واللہ سبحنہ و تعالیٰ الہادی الی سراء الطریق و صل اللہ تعالیٰ علی النبی الکریم محمد و آلہ و بارک وسلم، آمین!

مسئلہ ۵۲ از شہر مدرسہ اہلسنت و جماعت منظر اسلام مسئلہ مولوی اکبر حسینی خاں رامپوری طالب علم مدرسہ مذکور ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

مکرمی خدمت خدایان حضرت میں عرض ہے انگریزوں کے یہاں بدلائل عقلیہ ثابت ہے کہ آسمان کوئی چیز نہیں اور یہ چیز نیلگوں شے محسوس ہوتی ہے وہ نفا ہے، اور اختلاف میل و نہار سب حرکت ارض ہے، اور نہ ستاروں کی حرکت ہے، ہر ستارہ کی کشش دوسرے کو روکے ہوئے ہے جس طرح مقناطیس۔ امید کہ کوئی قوی دلیل عقل و نقل و وجود آسمان پر افادہ فرمائی جائے۔

### الجواب

وجود آسمان پر آسمانی کتابوں سے زیادہ کیا دلیل درکار ہے، تمام آسمانی کتابیں اثبات وجود آسمان سے مالا مال ہیں۔ قرآن عظیم میں تو صد ہا آیتیں ہیں جن میں آسمان کا ابتداء میں دھواں ہونا بسترہ چیز پھر رب العزت کا اُسے جدا جدا کرنا پھیلانا، سات پر ت بنانا، اس کا چھت ہونا، اس کا نہایت مضبوط بنانا، مستحکم ہونا، اس کا بے ستون قائم ہونا، اللہ تعالیٰ کا اُسے اور زمین کو چھ دن میں بنانا، روز قیامت اُس کا شق ہونا، اٹھا کر زمین کے ساتھ ایک بار ٹکرایا جانا، پھر اس کا اور زمین کا دوبارہ سپید ہونا وغیرہ صاف روشن ارشاد ہیں کہ اُن کا انکار نہیں کر سکتا مگر وہ جو اللہ ہی کا منکر ہے، نیز قرآن عظیم میں جا بجا یہ بھی تصریح ہے کہ یہ جو ہم کو نظر آ رہا ہے یہی آسمان ہے تو اس میں گمراہ فلسفیوں کا رد ہے جو آسمانوں کا وجود تو مانتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ وہ نظر نہیں آ سکتے، یہ جو ہیں دکھائی دیتا ہے کہ وہ بخار ہے۔ ان نصراتیوں اور ان یونانیوں سب بطلانوں کے رد میں ایک آیت کریمہ کافی ہے کہ:

الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ  
کیا وہ نہ جانے جس نے بنایا اور وہی ہے پاک

## المنجیہ

تقریر

بتانے والا جو قرار ہے وہ تو زمانا جائے اور دل کے اندر سے کچھ کے اندر سے جو اشکلیں  
 دوڑاتے ہیں وہ سُنی جاتیں۔ اس سے بڑھ کر گدھا پن کیا ہو سکتا ہے۔ یہ بائبل جو اب نصاریٰ  
 کے پاس ہے اس کی پہلی کتاب کا پہلا باب آسمان وزمین کے بیان پیدائش ہی سے شروع ہے۔  
 رتبی دلیل عقل، ذرا انصاف درکار۔ اتنا بڑا جسم جسے کروڑوں آنکھیں دیکھ رہی ہیں اس کا وجود  
 محتاج دلیل ہے یا جو کچھ یہ معدوم شخص یہ سب آنکھوں کی غلطی ہے یہ بڑی دھوکا کی ٹٹی ہے اس کے ذمے ہے  
 کہ دلیل قطعی سے اس کا عدم ثابت کرے یوں تو ہر چیز پر دلیل عقلی قائم کرنی ہوگی آفتاب جسے نصاریٰ بھی مانتے  
 ہیں کیا دلیل ہے کہ یہ فی نفسہ کوئی وجود رکھتا ہے، اور نگاہ کی غلطی نہیں غرض محسوسات سے بھی امان  
 اُٹھ کر دین و دنیا کچھ قائم نہ رہیں گے خدا یہ کا مذہب آجائے گا، دلائل و قوت الا بائبل العلیٰ العظیم۔  
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از لاہور حویلی میاں خاں نزد مکان حکیم محمد انور صاحب مرسلہ اللہ دیات شاعر

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ

... میں ایک حنفی المذہب شخص ہوں میں نے ایک مجمع میں جس میں غیر مقلد و مرزائی وغیرہ شامل تھے  
 یہ کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات سترہ صفات لایزال ہے اور اس کو زوال نہیں  
 جس پر انہوں نے مجھے کافر مشرک اور بے دین کہا یہ بھی کہا کہ کسی عالم نے آج تک اس مسئلہ پر کچھ نہیں لکھا  
 اس واسطے تم جھوٹے ہو۔ آپ کی خدمت اقدس میں عرض ہے کہ اس کے متعلق فتویٰ حایت فرمائیں  
 میں نے لاہور کے چند علماؤں سے اس کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم راستی پر ہو  
 اور انہوں نے مجھے غرتے بھی دئے، اب میری یہ آرزو ہے کہ میں ان فتوؤں کو جمع کر کے چھپوا دوں، چونکہ  
 آپ ہماری جماعت حقہ کے حکیم حاذق ہیں اور ہیں آپ کی ذات بابرکات پر بڑا افتخار ناز ہے۔

## الجواب

بے شک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات و صفات و فضائل و کمالات کبھی  
 زوال پذیر نہیں بلکہ ہمیشہ مترقی ہیں، قال اللہ تعالیٰ:

وَلَا أُخَذُ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ الْاُولٰٓئِکَ  
 اور بیشک کچھ تمہارے لئے پہلے سے بہتر ہے (ت)  
 یہاں کسی مل مسلم کی یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ حرکت و انتقال غلطی ہے، نہ کوئی مسلمان اس کی نفی کرے گا کہ

لے القرآن الکریم ۱۳/۶۷

لے القرآن الکریم ۱۳/۶۷

تصدیق وعدہ النہد کے لئے جو ایک آن کے لئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو طریاق موت ہو کر معاً  
حیات حقیقی ابدی روحانی جسمانی بخشی جاتی ہے یہ حضور کے لئے نہ ہوئی بلکہ اس سے حضور کی برزخ میں  
حیات ابدی اور فضائل اقدس میں ترقی دوامی مراد ہوگی بلاشبہ اس تصدیق وعدہ کے بعد سب  
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ابدیت ذات حاصل ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں  
الانبیاء احياء فی قبورهم یصلون ۱؎ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں  
زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،  
ان الله حرم علی الامر من ان تاحل  
اجساد الانبیاء فمنسی الله حی یرتقی ۲؎  
بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ  
وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے چاٹے اللہ کا نبی  
زندہ ہوتا ہے اس کو رزق دیا جاتا ہے (ت)  
یا وصفت قرب معنی صحیح مسلمان کے کلام کو معنی قبیح بلکہ کفر صریح پر عمل کرنا مسلمان کا کام نہیں۔ واللہ اعلم  
مسئلہ از راہن پور گجرات قریب احمد آباد مسئلہ حکیم محمد میاں صاحب  
۶ جادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

گیارہویں کے لئے آپ کیا فرماتے ہیں، گیارہویں کے روز فاتحہ دلانے سے ثواب زیادہ ہوتا  
ہے یا آٹھ دن فاتحہ دلانے سے بزرگوں کے دن کی یادگاری کے لئے دن مقرر کرنا کیسا ہے؟

### الجواب

مجر بان حسدا کی یادگاری کے لئے دن مقرر کرنا بیشک جائز ہے حدیث میں،  
کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یأتی  
قبور شہداء ائحد علیہا اس کل حول ۳؎  
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے اختتام  
پر شہداء کے قبروں پر تشریف لاتے تھے (ت)  
شاہ عبدالعزیز صاحب نے اسی حدیث کو اس اولیائے کرام کے لئے مستند مانا اور  
شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا،

۱؎ شرح الصدور باب احوال المرقی فی قبرہم الخ خلافت اکبریٰ منقولہ سوات ص ۷۸  
مسند ابی یعلیٰ حدیث ۳۴۱۲ موسستہ علوم القرآن بیروت ۳۷۹/۲  
۲؎ سنن ابن ماجہ ابواب ما جاء فی الجنائز باب ذکر وفاتہ الخ ایچ ایم سعید پبلی کراچی ص ۱۱۹  
۳؎ جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیت ۲۴/۱۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۷۰/۱۳

ازینجا سبست حفظ احوال اس مشائخ زک  
گیارہویں شریف کی تعین بھی اسی باب سے ہے مگر ثواب کی کمی بیشی اس پر نہیں جب کریں ایسا ہی  
ثواب ہوگا، ان اوقات فاضلہ میں اعمال فاضلہ زیادہ نورانیت رکھتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
مسئلہ از بریسال ڈاکٹر تہر گنج محلہ کھنکھی مکان غشی عبد الحکیم مدرسہ محمد حسن صاحب

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

آٹاں بیک ماہر اسے چند کلام نزع برقع اند  
اولا ما بین علمائے چند فریق مشدہ اند یک  
دیگر سے راویانی گویند و در پیش آں  
صلوٰۃ خوانی مکروہ تحریمی و عقائد قوم و جماعت  
و بابیہ اینکہ مولود خوانی و زیارت قبور و  
فاتحہ و تسبیح و تہلیل و عرس کردن این سب  
امور را حسہ ام گویند و انجا افعال  
کنندہ را بدعتی گویند و در پیش این جماعت  
را نماز نمی خوانند و این ہر دو جماعت ہمسال فساد  
می کنند لکن کیفیت و بابی و سستی چیست معلوم اند

### الجواب

دیں دیار منکران میلاد خوانی و زیارت قبور و  
فاتحہ و تسبیح و تہلیل حبشہ و بابیہ و باشند  
و ہمنای منکران نفس عسرس۔ اما عرسیکہ  
مشکل برقص باشد خود تار و است نماز  
پس و بابیہ جائز نیست۔ در فتح القدر است  
مدی محمد بن ابی حنیفہ و ابی یوسف  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان الصلوٰۃ خلف  
اہل الہواء لا تجوز باب

اس ملک میں میلاد خوانی، زیارت قبور، فاتحہ اور  
تسبیح و تہلیل کا منکر وہابیوں کے سوا کوئی نہیں  
یونہی نفس عرس کا منکر بھی اہی کے علاوہ کوئی نہیں۔  
وہاب قص پر مشتمل عرس تو وہ خود ناجائز ہے۔ وہابیوں  
کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ فتح القدر میں ہے،  
امام محمد نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ  
تعالیٰ عنہم سے روایت کی کہ بیشک بد مذہبوں  
کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

سہ جماعت ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ  
شاہ دلی اللہ ایکڑی حیدر آباد پاکستان ص ۵۸  
فتح القدر کتاب الصلوٰۃ باب الامارۃ مکتبہ خوریہ رضویہ سکٹر ۲۰۳/۱

انکار امور مذکورہ شعار و باسیہ راست بچیاں  
استدراک از انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ  
والسلام و یا رسول اللہ و یا علی گفتی را شرک  
می گویند و خلاصہ مذہب ایشان آنست کہ  
انام آنها در تقویۃ الایمان گفت کہ حسبہ خدا  
بیچ کس را قاتل مباشش و مصطفیٰ صل اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم را خود ہمیں بزرگی داشت چنانکہ  
برادر کلاں را بر برادر خود و ازین قسم بسیار  
سخنہائے گستاخی بانبیاء و اولیاء خود حضور  
سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام چادر یہ است  
حاصل مذہب این اخبار آنست کہ حضرت  
مولوی قدس سرہ در ثنوی شریف فرمودہ  
ہمسرک با انبیاء برداشتند  
اولیاء را بگو خود پنداشتند  
واللہ تعالیٰ اعلم۔

امور مذکورہ کا انکار و باجیہ کا شعار ہے۔ اسی طرح  
اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام  
سے بد مانگنے اور یا رسول اللہ اور یا علی کہنے کو  
شرک قرار دیتے ہیں۔ ان کے مذہب کا خلاصہ  
وہ ہے جو ان کے نام نے تقویۃ الایمان میں کہا کہ  
اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا قاتل مت ہو اور محمد  
مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خود پر صرف  
اتنی بڑائی دیتے ہیں جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے  
بھائی پر ہے۔ اسی قسم کی بہت سی گستاخانہ  
باتیں نبیوں، ولیوں اور خود حضور سید الانبیاء  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر چسپاں کرتے ہیں  
ان خبیثوں کے مذہب کا حاصل وہ ہے جو  
حضرت مولوی (مولانا دوم) قدس سرہ نے ثنوی  
شریف میں فرمایا ہے انہوں نے نبیوں کے ساتھ  
برابری کا دعویٰ کھڑا کر دیا اور اولیاء اللہ کو اپنے  
جیسا سمجھ لیا ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مجلد ۲۶ از غرث سندھیں بلوچستان رسالہ زوہد ملیشیہ مرسلہ مستری احمد الدین

۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

- (۱) مولود شریف کرنا کیسا ہے اور بوقت بیان ولادت شریف قیام کرنا کیسا ہے؟
- (۲) گیارہویں حضرت میراجی پر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرنی کیسی ہے؟
- (۳) کھانا آگے رکھ کر؟ تھ اٹھا کر ختم دینا جائز ہے یا ناجائز؟
- (۴) اٹھتے بیٹھتے یا رسول اللہ کہنا، آپ کو حاضر ناظر جانتا اور عالم الغیب مانتا کیسا ہے؟

مطبع طبعی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۴  
ترجمہ انتشارات اسلامی لاہور و فراقول ص ۵۸

الفصل الثانی مس  
حکایت عروہ بقال الخ  
سہ تقویۃ الایمان  
سہ ثنوی معنوی

(۵) بزرگوں کی قبروں کی زیارت کے لئے دور دراز سے سفر کرنا محسوس اور قبروں کا طواف اور بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۶) ہر دو طریق پر میت کا استسقاء کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۷) جمعہ کی نماز کے بعد احتیاطاً النہر ۱۲ رکعت پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

## جواب ہمیشہ سوال

(۱) مولود شریف یعنی خاص بیان ولادت سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو کہ منکراتِ شریعہ سے خالی ہو جائز ہے مگر اس کے لئے قیام کرنا اور اس اعتقاد کے ساتھ ناف پر ہاتھ باندھنا کہ جناب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منحل میلا میں حاضر ہوتے ہیں یہ نہیں اور عقیدہ کے خلاف ہے۔

(۲) غوثِ اعظم علیہ الرحمہ کی روح پاک کی نذر دینی اگر خالصاً اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہو اور سرکارِ غوث پاک کی روح مقدس کو ثواب پہنچانا مقصود ہو تو جائز بلکہ مستحسن ہے لیکن اگر نذر کرتے وقت خاص پیران پر علیہ الرحمہ کا نام ذکر کرے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر چھوڑ دے تو جیسا کہ جاہلوں کی عادت ہے ناجائز ہے بلکہ کفر کا خوف ہے۔

(۳) کھانا سامنے رکھ کر دعا کرنا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ کھانا کھا کر غارِ بنا ہونے کے بعد دعا کی جائے کیونکہ کھانے کا حق مقدم ہے لیکن جو بعض شہروں میں مروج ہے کہ طلباء اور ملاؤں کو جمع کرتے ہیں وہ قرآن مجید ختم کرتے ہیں اور تسبیح و

(۱) مولود شریف یعنی خاص بیان ولادت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی منکراتِ شریعہ می باشد جائز ہست مگر قیام کردن و دست بردن ناف بستن بریں اعتقاد کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر میشود مجلس مولود را غیر صحیح و خلاف عقیدہ ہست۔

(۲) نذر دادن بر روح غوثِ اعظم علیہ الرحمہ اگر خالصاً وجہ اللہ از برائے ایصال الثواب بر روح مقدس شاں سے باشد جائز بلکہ حسن است لیکن اگر در وقت نذر کردن خاص علم پیران پر علیہ الرحمہ ذکر کنند و نام خداوند تعالیٰ ترک کنند چنانچہ عادتِ جاہل ست پس ناجائز بلکہ خوف کفر ہست۔

(۳) دعا کردن در وقت حضور طعام جائز ہست لیکن بہتر آن ہست کہ بعد فراغ از تناول طعام کردہ شود زیرا کہ حق طعام سابق ہست لیکن آنکہ در بعضی شہر با معروف ہست کہ طلبہ و حقان را جمع می کنند و برایشان ختم

قرآن شریف وسیع وسیع کی گنتی و بعضی آں  
ایٹاں رانان و پیسہ ہائی و ہند ناجائز ہست  
ختم کنندگان را اگر حق خلوس و خوردنی طعام حرام  
ہست و صاحب طعام را ثواب خیرات نمی شود  
چنانچہ در طریقہ محمدیہ در فصل آخر و در بحوالہ  
در شامی مذکور ہست۔

(۳۴) یا رسول اللہ کندی ادبی کی جگہوں کے  
سوا ہر وقت جائز ہے مگر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وآلہ وسلم کو حاضر جاننا عقیدۃ الجہنت جماعت  
کے خلاف ہے اور صحیح نہیں ہے بلکہ درود شریف  
یا سلام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
کی روح پاک کو غور و مہرہ منورہ میں پیش کیا جاتا ہے  
یوں نہیں کہ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ  
وسلم اس کے لئے خود حاضر ہوتے ہیں جیسا کہ  
نسائی شریف کی حدیث میں وارد ہوا ہے۔ نبی کریم  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک  
تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔

فتا و انتہائی کوشش کے بعد بھی نسائی شریف میں ان الفاظ کے ساتھ حدیث نہیں ملی سکی  
البتہ ان الفاظ کے قریب قریب مجموعہ کبیر و سند احمد بن حنبل میں ان الفاظ کے ساتھ حدیث ملی ہے۔  
حیثما کنتم فصلوا علی فان صلواتکم تبدلغنی۔

نذیر احمد سعیدی

لے الجمع الکبیر حدیث ۲۷۲۹ المکتبۃ النبییہ بیروت  
سند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ المکتب الاسلامیہ  
۸۲/۳ ۲۲۹/۲

تعالیٰ علیہ وسلم را عالم الغیب گفتی  
ناجائے ہست ، چنانچہ علی قاری  
در شرح فقہ اکبر تصریح میکند شتم  
اعلم انہ الانبیاء علیہم السلام  
لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما  
علمہم اللہ احیاناً و ذکر  
الحنفیۃ صریحاً بالتکفیر باعتقادہ ان  
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ  
قل لا یعلم من فی السموات  
والارض الغیب الا  
اللہ ۔

(۵) سفر کردن از برائے زیارت قبور جائز  
ہست از بہت اطلاق قولہ علیہ السلام  
كنت نہیتکم عن زیارۃ القبور  
فہو رد و کشا و انچہ بعض علماء مشل  
ابن تیمیہ وغیرہ استدلال بر منع سفر  
کر وہ اند باین حدیث لا تشدوا الرجال  
الا الخبثۃ صاحب الخبث  
غلط ہست ، چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمہ در احیاء

نیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو  
عالم الغیب کہنا ناجائز ہے۔ چنانچہ علی قاری  
علیہ الرحمہ شرح فقہ اکبر میں تصریح کرتے ہیں ، پھر  
قویان نے کہ بے شک انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ  
والسلام غیب اشیا کو نہیں جانتے سوائے  
ان چیزوں کے جن کا علم انھیں اللہ تعالیٰ  
کبھی کبھار عطا فرماتا ہے۔ اور حنفیہ نے اسکی  
تکفیر کا ذکر اس وجہ سے کیا ہے کہ وہ یہ عقیدہ  
رکھتا ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب  
جانتے ہیں اس لئے کہ ان کا یہ اعتقاد اللہ  
تعالیٰ کے اس ارشاد کے مخالف ہے ،  
اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ! آپ  
فرمادیں کہ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے  
وہ غیب نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔  
(۵) زیارت قبور کے لئے سفر کرنا جائز ہے  
اس واسطے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کا یہ ارشاد مطلق ہے ، میں تمہیں قبور کی  
زیارت سے منع کیا کرتا تھا قراب انکی زیارت  
کیا کرو۔ ابن تیمیہ وغیرہ بعض علماء کا منع سفر  
بر اس حدیث سے استدلال کرنا غلط ہے کہ  
”کجا سے مت باندھو مگر صرف تین مسجدوں  
کی طرف“۔ چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم

لے من الروض الا زہر شرح الفقہ اکبر حکم تصدیق انکا میں بیا تجربہ من الغیب معیض البانی مصر ص ۱۵۱  
لے صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی الذباب الی زیارۃ القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۱۳/۱  
لے کتاب المساجد باب فضل المساجد اثلا ۲۳۷/۱



میں قریب و ذہب بعض العلماء الی الامتدلال  
 بهذا الحديث في المنع من  
 الرحلة لزيارة المشاهد و قبور العلماء  
 والصلحاء و عاتین فی الامر  
 ليس كذلك بل الزيارة مأمورة بها  
 قال صلى الله تعالى عليه و سلم  
 كنت نهيتكم عن زيارة القبور الا  
 لکی بوسه و ادن و طواف کردن قبر و  
 عرس و غیرہ ہر ناجائز و حرام ہست نیز مخالف است از  
 آداب و طریقہ زیارت کردن ، چنانچہ  
 امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ در احیائی قلوبہ موددہ  
 و آداب الزیارات ان لا یقوم  
 مستقبل القبر مستند بر القبلة و  
 لا یقبلہ و لا ینحنی لک الز بک و در  
 انحاء و سجدہ کردن خوف کھنہ  
 ست ۔

میں فرماتے ہیں ، بعض علما نے اس حدیث سے اس  
 بات پر استدلال کیا ہے کہ علماء و صلحاء کی قبور اور  
 مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے سفر کرنا منع ہے  
 اور میرے لئے جو کچھ ظاہر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ معاملہ  
 اس طرح نہیں بلکہ زیارت قبور کا حکم دیا گیا ہے۔  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
 میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا تو  
 اب انکی زیارت کیا کرو۔ لیکن قبر کو بوسہ دینا  
 طواف کرنا اور عرس و غیرہ سب ناجائز و حرام ہے  
 اور ایسا کرنا زیارت کرنے کے طریقہ اور آداب کے  
 خلاف ہے۔ چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم  
 میں فرماتے ہیں ، زیارت کے آداب یہ ہیں کہ قبر کی  
 طرف منکر کے اور قبیلہ کی طرف منہ  
 پٹہ کر کے مت کھڑا ہو اور نہ قبر کو چومے اور نہ ہی  
 اس کے لئے ٹھکانہ بلکہ قبر کے لئے چمکے اور سجدہ  
 کرنے میں کفر کا خوف ہے۔

(۶) رواج طریقہ پر حیلہ اسقاط کرنا اگرچہ  
 قرون ثلاثہ میں اس طور پر جاری نہ تھا مگر علماء  
 فقہ نے اپنی کتابوں میں اس کو نقل کیا ہے اور  
 نصوص و آثار صحابہ سے اس حکم کو مستنبط  
 کیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن العابدین صاحب شامی  
 نے اس مسئلہ میں ایک مستقل رسالہ شائع

(۶) اسقاط کردن بر طریق معروف اگرچہ  
 در قرون ثلاثہ بریں طبع جاری نبود لیکن  
 علماء فقہ در کتب ہائے خود نقل کرده ہست  
 و از نصوص و آثار صحابہ این حکم را مستنبط  
 کرده اند چنانچہ علامہ ابن العابدین شامی  
 دریں مسئلہ رسالہ مستقل چاپ کرده ہست

و ثابت کردہ ہست کہ استعاذ میت جائز ہست  
و در نقل جہادت ائی رسالہ بسیار طولی لازم  
می شود ازیں وجہ ترک کردم۔

(۷) در عدد رکعات نماز جمعہ اختلاف علماء ہست  
بعضے میگویند کہ بعد از فرض جمعہ شش رکعات سنت  
ہست و چہار رکعت فرض احتیاطی را منع می کنند  
چنانچہ صاحب بحر الرائق در کتاب خود تصریح کرده ہست  
بر منع و میگوید و منشاء جہلہم صلوة  
الاربع بعد الجمعة بنية الظهر  
والما وضعا بعض المتحررين عند  
الشك في صحة الجمعة بسبب  
سرواية عدم تعددها في مصدر واحد  
وليت هذه السوایة بالمختارة و  
ليس هذا القول اعنف اختيار  
صلوة الاربع بعد ما مروى عن  
ابی حنیفة وصاحبیه حتی وقع  
لی آئی افتیت مراراً بعدم صلوتها  
خوفا علی اعتقاد الجہلة بانها  
الفرض وان الجمعة  
لیست بفرض بل الزا پس از  
قول صاحب بحر الرائق مطلقاً منع  
کردن معلوم میشود و بعض علماء

کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ میت کے لئے جملہ استعاذ  
جائز ہے۔ چونکہ اس رسالہ کی عبارات کو نقل  
کرنے میں بہت زیادہ طوالت لازم آتی ہے  
اس لئے میں نے ان عبارات کو ترک کر دیا ہے۔

(۸) نماز جمعہ کی رکعتوں کی تعداد میں علماء کا اختلاف  
ہے بعض کہتے ہیں کہ فرض جمعہ کے بعد چہر رکعتیں  
سنت ہیں اور چہار رکعت فرض احتیاطی (احتیاط  
الظہر) سے منع کرتے ہیں۔ چنانچہ صاحب  
بحر الرائق اپنی کتاب میں مانعت پر تصریح فرماتے  
ہوئے کہتے ہیں کہ فرضیت جمعہ کے منکر کی حیثیت  
کا منشاء جمعہ کے بعد ظہر کی نیت سے چہار رکعتیں  
نماز پڑھنا ہے جس کو بعض متاخرین نے صحبت جمعہ  
میں شک کی بنیاد پر وضع کیا ہے، اور اس شک کا  
سبب ایک شہر میں تعدد جمعات کے عدم جواز  
والی روایت ہے حالانکہ یہ روایت مختار نہیں  
اور نہ ہی یہ قول یعنی جمعہ کے بعد چہار رکعتیں  
احتیاط الظہر پڑھنے کا مختار ہونا امام ابو حنیفہ اور  
ان کے صاحبین سے مروی ہے حتی کہ میرے  
لئے ایسے واقع ہوا کہ میں نے بار بار ان چہار  
رکعتوں کے عدم جواز کا فتویٰ دیا اس بات کا  
خوف کرتے ہوئے کہ جاہل لوگ ان چہار رکعتوں  
کو فرض سمجھ لیں گے اور جمعہ کو فرض نہیں سمجھیں گے الا  
صاحب بحر الرائق کے قول سے تو مطلقاً مانعت

مسیکویہ کہ بہت سے اس ہست کہ بعد  
از جمعہ و از آدہ رکعات گزارده شود  
چهار رکعت احتیاطی چنانچہ معروف ہست  
چنانچہ صاحب شامی تو شتر ہست و نقل  
المقدسی عن الحیط حکل موضع وقع الشك  
فکونه معتبراً ینبغی لهم ان یصلوا  
بعد الجمعة امر بغایبہ الظہر  
احتیاطاً الا انک نزد بندہ مختار ای ہست  
کہ قول صاحب بجا راتی محل کردہ شود بر عوام  
الناس و علم الناس را فتوی دادہ نہ شود  
بر گزار دی فرض احتیاطی زیرا کہ ایشان را ضرور  
تردد واقع میشو در فرضیت جمعہ و قول صاحب شامی  
محمل ہست بر خواص ازین وجہ کہ ایشان واقف  
ہست از احوال نیت و اصل خلاف پس واقع  
نمی شود ایشان را تردد در فرضیت جمعہ و  
و دلیل گرفته ام بقول مقدسی حیث قال نحن  
لانا ضربنا لك المثال هذه العوام بل  
ندل علیه الخواص الا حاصل آنکہ  
فرض احتیاطی در حق عوام الناس امر نکرده  
شود بلکہ خواص را بہتر ہست فقط السلام  
علیکم و علی من لدیکم هذا ما وضعی۔ والله  
تعالی اعلم بالصواب۔

معلوم ہوتی ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں بہتر یہ ہے  
کہ جمعہ کے بعد بارہ رکعتیں ادا کی جائیں، چہار  
رکعتیں احتیاطی فرض جیسا کہ معروف ہے، چنانچہ  
صاحب شامی نے لکھا ہے کہ مقدسی نے حیط سے  
نقل کیا جس جگہ کے شہس ہونے میں شک ہو  
وہاں لوگوں کو چاہئے کہ جمعہ کے بعد چار رکعتیں  
فرض احتیاطی بنیت ظہر پڑھیں، لیکن بندہ کے  
نزدیک مختاریہ ہے کہ صاحب بجا راتی کے قول  
کو عوام الناس پر محمول کیا جائے گا چنانچہ عوام الناس  
کو فرض احتیاطی پڑھنے کا فتوی نہیں دیا جائے گا  
کیونکہ ان کو ضرور جمعہ کی فرضیت میں تردد واقع ہوگا  
اور صاحب شامی کے قول کو خواص پر محمول کیا جائیگا  
اس لئے کہ وہ نیت کے احوال اور اصل خلاف سے  
واقف ہیں لہذا ان کو فرضیت جمعہ میں کوئی تردد نہ ہوگا  
میں نے مقدسی کے قول سے دلیل پکڑی ہے جہاں  
انہوں نے فرمایا کہ ہم ایسے احکام کا عوام کو حکم  
نہیں دیتے بلکہ ان پر خواص کی رہنمائی کرتے ہیں۔  
خلاصہ یہ کہ فرض احتیاطی کا عوام کو حکم نہیں دیا جائیگا  
بلکہ یہ خواص کے لئے بہتر ہے، فقط۔ تم پر اور  
ان پر جو تمہارے پاس ہیں سلام ہو۔ یہ وہ ہے جو  
مجھے تمہارا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ درست بات کو  
خوب جانتا ہے۔ (ت)

محرمہ فقیر مولوی سید بادشاہ ابی مولوی سید محمد صدیق الحسن زادہ ساکن دیوبند محرمہ ۳۳ و رمضان

سہ ردالمحتار کتاب الصلوۃ باب الحجۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۴۲/۱

بخدمت اقدس حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ واستغفار  
 ہذا رسال خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں، یہ مولوی صاحب جنہوں نے جواب استغفار ہذا تحریر فرمایا ہے  
 تعلیم یافتہ مدرسہ دیوبند ہیں لیکن ان کے خیالات یہ ہیں جو انہوں نے ارقام فرمائے ہیں اب یہ تحسیر  
 فرمائیں کہ ان مولوی صاحب کو امام مسجد مقرر کرنا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے آیا اس شخص کے پیچھے نماز  
 ہو جاتی ہے؟

## الجواب

بعد مراسم سنت، وہ سوال جواب جوابات میں بہت چالاکي برتی گئی ہے پھر بھی ان سے توہیب کی جھلک  
 پیدا ہے آپ نے حبیب کا دیوبند میں تعلیم پانا لکھا ہے وہاں یہ سوالات کرنے نہ تھے کہ ان میں غلط جواب  
 دے جب بھی کافر تو نہ ہو گا دیوبندیوں کے عقائد تو وہ ہیں جن کی نسبت علمائے حرمین شریفین بالاتفاق  
 تحریر فرمایا ہے کہ،

من شك في عذابه وكفره فقد كفر به  
 جو ان کے احوال پر مطلع ہو کر ان کے عذاب اور  
 کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

ایسی جگہ تو یہ سوال کرنا چاہیے کہ رشید محمد گنگوہی و اشرف علی تھانوی و قاسم نافر تو ہیں اور محمود حسن دیوبندی و خلیل احمد  
 ابیشی اور ان سب سے گھٹ کر ان کے امام اسماعیل دہلوی اور ان کی کتابوں پر ایمان قاطعہ و تحذیرات اس  
 و حفظ الایمان و تقویۃ الایمان و ایضاح الحق کو کیسا جانتے ہو اور ان لوگوں کی نسبت علمائے حرمین شریفین  
 نے جو فتوے دئے ہیں انہیں باطل سمجھتے ہو یا حق مانتے ہو اور اگر وہ ان فتووں سے اپنی نادانگنی ظاہر  
 کرے تو بریلی مطبع اہلسنت سے حسام الحرمین منکالیجے اور دکھائیے اگر بیشادہ پیشانی تسلیم کرے کہ بیشک  
 علمائے حرمین شریفین کے یہ فتوے حق ہیں تو ثابت ہو گا کہ دیوبندیت کا اُس پر کچھ اثر نہیں ورنہ علمائے  
 حرمین شریفین کا وہی فتویٰ ہے کہ،

من شك في عذابه وكفره فقد  
 كفر به  
 جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ  
 بھی کافر ہے۔ (نتیجہ)

اس وقت آپ کو ظاہر ہو جائے گا کہ جو شخص اللہ و رسول کو گالیاں دینے والوں کو کافر نہ جاننا و کفار علما نے دیں و اکابر مسلمین تجا نے وہ کیونکر مسلمان۔ پھر مسئلہ عرس و خاتہ و فرمی مسائل کا اس کے سامنے ذکر کیا ہے فقط۔

مسئلہ ۶۳ جمادی الاول ۱۳۳۶ ہ برادر دینی و یقینی مولوی محمد فاروق صاحب سزا

## الجواب

بعد تحقیق مستند، اس وقت آپ کا خط تلاش کیا، نہ ملے، معلوم نہیں اور کیا لکھا تھا، ایک سوال دربارہ عرس یاد ہے۔ عرس شریف کا ثبوت شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنے رسالہ ذبیحہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دیا ہے شاہ صاحب موصوف اور ان کے آپ و جد عرس کرتے ہیں۔ ایک پنجابی نے اس پر اعتراض کیا جس کا جواب شاہ صاحب نے حدیث سے دیا۔ کلام اُس عرس شریف میں ہے جو منکرات شریف سے خالی ہو۔ اس میں غیر کے سوا کیا ہے، اور خیر کا بعینہ منقول ہوتا کچھ ضرور نہیں۔ یہ مسئلہ صدیق و فاروق و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ملے ہو یا کہ اگرچہ حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر کام غیر ہے لہذا کیا جائے، اور اس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہوا۔ سوال کا جواب قرأتنا ہے، مگر حد اس کی تعمیر اور ان میں مدرسین کا تنخواہوں کے ساتھ تقرر اور اس میں درس نظامی یا اور کسی مقرر کردہ نصاب کا تعین اور ان میں ماباندہ و سالانہ امتحان اور اس میں کامیابوں کے نمبر اور ان پر انعام اور کتابیں چھاپنا، کمیشن مقرر کرنا وغیرہ ہزاروں باتیں منکرین میں رائج ہیں وہ سب بھی اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ ان باتوں کی تصریح امام اعظم سے کہاں انھیں ہاتھ لگی، پر نہی اپنے اور اپنے اہل و عیال کے فرض و واجب نفقہ کا کوٹ انسپکٹری سے ادا کرنا بھی امام اعظم کے ارشاد سے کیوں نہ محتاج تصریح ہوا، بچوں کو دغا، فقط۔

مسئلہ ۶۴ از عدسہ اہلسنت و جماعت بریلی مستولہ مولوی محمد افضل صاحب کابلی طالب علم

مدد سہ مذکور ۱۳ جمادی الاخری ۱۳۳۶ ہ

مزاہم برگناہم لازم آمد پس آنگہ رعتش نہ باہم آمد

جو گفتی خطا سے یا صوابم لبسا اسرار اینجا باہم آمد

(میرے گناہ پر مجھے مزا ملنا لازم ہے، تو اس وقت اس (اللہ تعالیٰ) کی رحمت مہیا نہ ہوئی)

اسے مفتی ایسا میں نے غلط کہا یا درست کہا، بہت سے راڈ اس جگہ حاصل ہوئے ہیں۔

### الجواب

- ۱۔ مسلمان راسخ لازم کہ کر دست کہ قول اعتزالی غلام آمد
- ۲۔ وگر یا بد سزا کامل نیاید کہ عفو جس بہر مومن لازم آمد
- ۳۔ وگر بالفرض از دھڑے نہ بخشد ز نقصان رحمتش خود سالم آمد
- ۴۔ کہ رحم من یشاء لاکل شئ عذوب من یشاء بہم فتایم آمد
- ۵۔ بد نیاید رحمتش بر جملہ عام مست بعقبہ جناس حفظ مسلم آمد
- ۶۔ ثوابش بہر مومن مفتی یکست عذابش بہر کائنات دائم آمد
- ۷۔ برائے ہر صفت منظر بکار مست کہ او ذود انتقام و رحیم آمد

واللہ تعالیٰ اعلم

- ۱۔ مسلمان کے لئے سزا کس نے لازم کی ہے کہ یہ تو ظالم معتزل کا قول ہے۔
- ۲۔ اور اگر اس نے سزا پائی تو بھی کامل سزا پائے گا۔ کیونکہ مومن کیلئے عفو اللہ تعالیٰ کے لئے لازم ہے۔
- ۳۔ اگر بالفرض اللہ تعالیٰ نے مومن کی خطا سزا نہ فرمائے تو بھی اس کی رحمت نقصان سے میرا ہے۔
- ۴۔ کیونکہ وہ جس پر چاہے رحم فرماتا ہے نہ کہ ہر فرد پر، جس کو چاہے عذاب دیتا ہے (یہ حکم بھی قائم ہے۔
- ۵۔ دنیا میں اس کی رحمت سب کو عام ہے، آخرت میں خاص مسلمان کا حصہ ہے۔
- ۶۔ مومن کے لئے اس کے ثواب کی انتہا نہیں ہے، کافر کے لئے اس کا عذاب دائمی ہے۔
- ۷۔ اس کی ہر صفت کا کوئی منظر ہے، کیونکہ وہ انتقام لینے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

مسئلہ از کانپور مرسلہ مولوی سلیمان صاحب مورخہ ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ  
میلاد شریف کا رواج کب سے ہے اور خاص ذکر پیدائش کے وقت قطعاً قیام کرنا کہاں سے

ثابت ہے ؟

## الجواب

مجلس میلاد مبارک و قیام کا ثبوت ہزاروں بار دے دیا، اور اب اجماع یہ ہے کہ ان کا ثبوت وہاں سے ہے جہاں سے وہاں ثبوت آیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مستولہ شیعہ احمد فقیر قادری رضوی طالب علم مدرسہ منظر اسلام ۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شرح عقائد حضرت محقق الدروانی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبہ میں ہے :

یا من وفقنا لتحقيق العقائد الإسلامية معصنا  
عن التقليد في الأصول والفروع  
الكلية بله

اسے وہ ذات جس نے ہمیں عقائد اسلامیہ کی تحقیق کی توفیق عطا فرمائی اور ہمیں اصول و کلامیہ اور فروع کلامیہ میں تقلید سے بچایا (ت)

اور یہ بھی مشہور ہے :

لا تقلید فی الاعتقادات بله

حضور! اگر ایسا ہے تو جاہل کے لئے یہ کیوں ہے کہ جب اس کے سامنے کوئی عقیدہ پیش کیا جائے اور یہ نہ جانتا ہو تو کہے میرا وہ عقیدہ ہے جو اہل سنت کا ہے، بلکہ کوئی جاہل بلکہ اکثر معمولی عالم اکثر عقائد کے استدلال نہیں جانتے اور ہم اکثر ثبوت عقائد میں اقوال ائمہ پیش کرتے ہیں اور یہ طریق اثبات تصانیف علمائے عظام میں موجود یا اس کے معنی یہ ہیں کہ عقائد کا علم یقینی مثل علم امر محقق ہو، نہ علم ظنی مثل علم مردمقلد۔

## الجواب

جس طرح فقہ میں چار اصول نہیں، کتاب، سنت، اجماع، قیاس۔ عقائد میں چار اصول ہیں، کتاب، سنت، سواد اعظم، عقل صحیح۔ تو جان میں ایک کے ذریعے کسی مسئلہ عقائد کو جانتا ہے دلیل سے جانتا ہے نہ کہ بے دلیل محض تقلید اہل سنت ہی سواد اعظم اسلام ہیں، تو ان پر حوالہ دلیل پر حوالہ ہے نہ کہ تقلید۔ یوں ہی اقوال ائمہ سے استناد اسی معنی پر ہے کہ یہ اہل سنت کا مذہب ہے ولہذا ایک دو دس جس علمائے کبار ہی سہی اگر مجبور و سواد اعظم کے خلاف لکھیں گے اس

وقت ان کے اقوال پر نہ اعتقاد جائز نہ استناد کہ اب یہ عقیدہ ہوگی اور وہ عقائد میں جائز نہیں اس دلیل  
اعنی سواد اعظم کی طرف ہدایت اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال رحمت ہے، ہر شخص  
کہاں قادر تھا کہ عقیدہ کتاب و سنت سے ثابت کرے، عقل تو خود ہی سمیحات میں کافی نہیں تا چار عوام  
کو عقائد میں تقلید کرنی ہوتی، لہذا یہ واضح روشنی دلیل عطا فرمائی کہ سواد اعظم مسلمان جس عقیدہ پر ہو وہ  
حق ہے اس کی پہچان کچھ دشوار نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت میں تو کوئی بد مذہب  
تھا ہی نہیں اور بعد کو اگرچہ پیدا ہوئے مگر دنیا بھر کے سب بد مذہب کا کبھی اہلسنت کی گنتی کو نہیں پہنچ  
سکے۔ لہذا فقہ میں جس طرح اجماع اقوی الاولیٰ ہے کہ اجماع کے خلاف کا مجتہد کو بھی اختیار نہیں اگرچہ  
وہ اپنی رائے میں کتاب و سنت سے اس کا خلاف پاتا ہو یقیناً سمجھا جائے گا کہ یہ فہم کی خطا ہے یا یہ  
حکم خسران ہو چکا ہے اگرچہ مجتہد کو اس کا نسخہ نہ معلوم ہو تو نہی اجماع امت تو شے عظیم ہے سواد اعظم  
یعنی اہلسنت کا کسی مسئلہ عقائد پر اتفاق یہاں اقوی الاولیٰ ہے کتاب و سنت سے اس کا خلاف کبھی  
میں آئے تو فہم کی غلطی ہے، حق سواد اعظم کے ساتھ ہے، اور ایک معنی پر یہاں اقوی الاولیٰ عقل ہے کہ  
اور دلائل کی محبت بھی اسی سے ظاہر ہوتی ہے، مگر محال ہے کہ سواد اعظم کا اتفاق کسی برہان صحیح عقلی  
کے خلاف ہو، یہ گنتی کے جملے میں مگر بعد تعالیٰ بہت نافع و سودمند، فعضوا علیہا بالنواجذ  
(پس ان کو مضبوطی سے دائروں کے ساتھ پکڑ لو۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

میں سے اس مسئلہ از شہر محلہ کنبہ کوٹلی ماہ حسین خاں صاحب ندیس مستوفی شمشاد علی خان صاحب

۲۹ وجیب ۱۳۳۹ھ

- (۱) صحیح مسلم و دیگر صحاح میں یہ الفاظ مختلف و اتحاد مطلب یہ حدیث وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امر اسوہ ہمیشہ غالب ہے اللہ میں بارہ خلیفہ ہوں گے۔ دریافت طلب  
یہ ہے کہ ان بارہ کے اسماء مبارکہ کیا ہیں ؟
- (۲) وہ خلفائے دو از وہ گانہ گل کے گل اختیار ہونگے یا کہ بعض اچھے اور بعض بُرے اور اگر کہا جائے  
کہ سب ان میں اچھے نہ تھے بلکہ کچھ ایسے بھی تھے جو کہ خیر انکس نہیں کہے جاسکتے۔ یہ تفصیل  
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی ہے یا دیگر علمائے ؟
- (۳) وہ بارہ خلفاء زبیب وہ مسئلہ خلافت ہو چکے یا یہ کہ ابھی کچھ باقی ہیں ؟
- (۴) چونکہ احادیث متعلقہ خلفاء اثنی عشر میں یہ مسئلہ وارد ہوا ہے کہ اسوہ ختم نہ ہوگا تا وقتیکہ بارہ خلفاء  
پورے نہ ہوں۔ اگر خلفاء دنیا میں رونق افزائے عالم ہو کر اپنی تہذیب پوری کر چکے ہیں تو اسب



حسب مناد حدیث اسلام و اسلامیات دنیا میں باقی ہیں یا کیا؟  
(۵) شرح فقہ اکبر طاعنی قاری کو صفحہ ۸۲ یا کسی دوسرے صفحہ پر بارۃ خلفاء کے جہاد کا ہر کئے گئے ہیں  
وہ صحیح ہیں یا غلط؟

### الجواب

اصل یہ ہے کہ امور غیب میں اللہ و رسول جل و علاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جتنی بات بیان فرمائیں اتنی یقیناً حق ہے اور جس قدر ذکر نہ فرمائیں اس کی طرف یقین کی راہ نہیں کہ غیب بے خدا و رسول کے بتائے معلوم نہیں ہو سکتا لہذا اس حدیث کے معنی میں زمانہ تابعین سے اشتباہ رہا۔ مطلب نے سنہ پایا،

لم یأت احدی یقطع فی ہذا الحدیث میں نے کوئی ایسا نہ پایا کہ اس حدیث کی کوئی  
بمعنی ہے مراد قطعی بتاتا۔

امام قاضی عیاض مالکی نے شرح صحیح مسلم میں بہت احتمالات بتا کر فرمایا،  
وقد یحتمل وجوہا آخرہ واللہ اعلم بمراد معنی اس کے سوا حدیث میں اور احتمال بھی نکل سکتے  
نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ہیں اور اللہ اپنے نبی کی مراد خوب جانے والا  
و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

امام ابن جرزی کشف المشکل میں لکھتے ہیں،

قد اطلت البحث عن معنی ہذا الحدیث میں نے مدتوں اس حدیث کے معنی کی تفتیش کی  
وطبنت فی مظانہ و سألت عنہ فمأیة احدی وقم اور جہاں جہاں گمان تھا وہ کتابیں دیکھیں اپنے  
حل المقصود بہ ہے زمانہ کے آخر سے سوال گئے مگر مراد متعین ہوئی۔  
اور ہو کیونکہ جس غیب کی اللہ و رسول تفصیل نہ فرمائیں اس کی تفصیل قطعاً کیونکہ معلوم ہو ۱۰ ہاں  
لوگ لگتے لگاتے ہیں جن میں سے کسی پر یقین نہیں، البتہ یہ معیار صحیح ہے کہ حدیث میں جو نشان اُن  
بارۃ خلفاء کے ارشاد ہوئے جس معنی میں نہ پائے جائیں باطل ہیں اور جس میں پائے جائیں وہ احتمالی

۱۔ فتح اباری بحوالہ المطلب کتاب الاحکام تحت الحدیث ۲۲۲ و ۲۲۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴/۱۸۱  
۲۔ شرح صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ان اس تبع لقریش قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۹/۲  
۳۔ کشف المشکل کتاب الاحکام باب الاستخلاف تحت الحدیث ۲۲۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۹۵/۸

طور پر مسلم ہوگا نہ کہ یقینی۔ آحادیث باب میں ان کے نشان یہ ہیں،  
 (۱) کلمہ من قریش حب قرشی ہوں گے۔ سواہ الشیخان  
 (۲) وہ سب بادشاہ و الیہ تک ہوں گے۔ صحیح مسلم میں ہے،

لا یزال امر الناس ما ضیا ما و لہم  
 اثنا عشر سب جلا کلمہ من قریش یلہ  
 خلافت اس وقت تک جاری رہے گی جب تک  
 بارہ مرد (خلفاء) حکمران رہیں گے جو سب قریش  
 میں سے ہوں گے۔ (ت)

مسند احمد و بزار و صحیح مستدرک میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن ہے،  
 انہ سئل کم تملک هذه الامم من  
 خلیفۃ فقال سألنا عنہا رسول اللہ  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال  
 اثنا عشر کعبۃ نقب لہ بنی  
 اسرائیل یلہ  
 عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال  
 کیا گیا کہ کتنے خلفاء اس امت کے حکمران  
 بنیں گے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا تھا، آپ نے  
 ارشاد فرمایا وہ بنی اسرائیل کے نقبوں کی تعداد کے  
 مطابق بارہ ہوں گے۔ (ت)

(۳) اُن کے زمانے میں اسلام قوی ہوگا۔ صحیح مسلم میں ہے،  
 لا یزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشر  
 خلیفۃ کلمہ من قریش یلہ  
 (۴) اُن کا زمانہ زمانہ صلاح ہوگا، بزار و طبرانی و ابوالعینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،  
 لا یزال امر الحق صالحا  
 بارہ خلفاء کی حکومت پوری ہونے تک اسلام غالب  
 رہے گا، وہ سب قریشی ہوں گے۔ (ت)  
 (بارہ خلفاء کی خلافت تک) میری امت کا معاملہ  
 درست رہے گا۔ (ت)

۱۱۹/۲	لے صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب اناس تبع لقریش قیدی کتب خانہ کراچی
۳۹۸/۱	لے مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن مسعود المکتب الاسلامی بیروت
۱۹۰/۵	لے مجمع الزوائد بحوالہ البزار وغیرہ باب الخلفاء الاثنا عشر دار الکتب
۱۱۹/۲	لے صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب اناس تبع لقریش قیدی کتب خانہ کراچی
۳۲/۱۲	لے کنز العمال بزمطرب وابن عساکر عن حدیث ۳۲۸۴۹ مسند الرسالۃ بیروت

(۵) اُن پر اجتماع امت ہوگا یعنی اہل حل و عقد انہیں والی ملک و خلیفہ صدق مانیں گے۔  
سنن ابی داؤد میں ہے :

لا يزال هذا الدين قاشما حتى يَكُون  
عليكوا اثنا عشر خليفة كلهم تجتمع  
عليه الامّة بـ

یہ دین اس وقت تک قائم رہے گا جب تک  
تم پر بارہ خلفاء حاکم ہوں، جن پر تمام امت  
متفق ہوگی۔ (ت)

(۶ و ۷) وہ سب ہدایت و دین حق پر عمل کریں گے اُن میں سے دو اہلبیت رسالت سے  
ہوں گے۔ استاذ امام بخاری و مسلم مسدوک سند کبیر میں ابوالجلد سے ہے۔  
انه لا تهلك هذه الامّة حتى يَكُون  
منها اثنا عشر خليفة كلهم يعمل  
بالحمدى ودين الحق، منهم رجلان  
من اهل بيت محمد صلى الله تعالى  
عليه و سلم بـ

بے شک یہ امت اس وقت تک ہلاک نہ ہوگی  
جب تک ان میں بارہ خلفاء حاکم ان ہوں گے،  
وہ سب ہدایت و دین حق پر عمل کریں گے، ان  
میں سے دو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کے اہلبیت میں سے ہوں گے۔ (ت)

لکھے لگانے والوں میں جس نے سب طرق حدیث نہ دیکھے ایک آدمہ طریق کو دیکھ کر کوئی احتمال  
نکالی دیا جیسے ابوالحسن بن مادی نے یہ معنی لئے کہ ایک وقت میں بارہ خلیفہ ہوں گے یعنی اس قدر اقل  
یہ فقط اُس لفظ عمل بخاری پر بن سکتا تھا اور الفاظ دیکھے تو کہاں اس درجہ افتراق اور کہاں اجتماع اور  
ایسی حالت میں اسلام کے قری و غالب و قائم اور امر امت کے صالح ہونے کے کیا معنی؟ اسی  
قبیل سے علی قاری کا یہ زعم باتباع ابن عباس شافعی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آخر ولایت  
بنی امیہ تک ۱۲ ہوئے اور ان میں ۱۱ پید پید علیہ ما علیہ کو بھی گنا دیا حالانکہ اُس غیبت کے زمانہ کو  
قوت دین و صلاح سے کیا تعلق، یہ احادیث دیکھ کر اس قول کی گنجائش نہ ہوتی، مگر صرف ۱۲ سلطنتیں  
نگاہ میں تھیں اور حق یہ کہ اُس غیبت پر اجتماع اہل حل و عقد کب ہوا، ریحانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس کے دستِ ناپاک پر بیعت نہ کرنے ہی کے باعث  
شہید ہوئے۔ اہل بدینہ نے اُس پر خروج کیا۔ عبد اللہ بن حنظلہ غیل الملوکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۔ سنن ابی داؤد کتاب المہدی آفتاب عالم پریس لاہور ۲۲۲/۲  
۲۔ فتح ابہاری بخاری مسندہ الحکیم تحت الحدیث ۴۲۲ و ۴۲۳ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۸۳/۲

نے فرمایا:

والله ما خرجنا على يزيد حتى خفنا ان  
نرى بالحجاسرة من السماء فتسجلا  
يتكلم اصهارت الاولاد والبنات والاخوات  
ويشرب الخمس ويداع الصلوة يله  
خدا کی قسم ہم نے یزید پر خروج نہ کیا جب تک یہ خوف  
نہ ہو کہ آسمان سے پتھر آئیں، ایسا شخص کہ ہنس  
بیٹی کی اکبر و یزیدی کو سے اور شراب پے اور تارک الصلوٰۃ  
ہو۔ (ت)

معرض جمیع طرق حدیث سے یہ قول باطل ہے حدیث میں کہیں نہیں کہ وہ سب بلا فعل کے بعد  
دیگرے ہوں گے ملت میں سے آئے گذر گئے صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی، علی مرتضیٰ، حسن مجتبیٰ،  
ہمیر مغیرہ، عبداللہ بن زبیر، عمر بن عبدالعزیز۔ اور ایک یقیناً آنے والے ہیں حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ  
عنہم اجمعین باقی تین کی تعیین اللہ و رسول کے علم میں ہے۔ جب عجب بزار عجب کہ ان میں عبداللہ بن زبیر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ صحابی ابن صحابی ہیں امام عادل ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھتیجے  
ہیں، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسہ ہیں، اعد العشرة العشرة کے صاحبزادے ہیں شمار نہ کئے جائیں،  
اور وہ خبیث ناپاک معدود ہو جیسے "امیر المؤمنین" کہنے پر امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ایک  
شخص کو بیٹا تازیانے لگائے، فسأل الله العفو والعافية (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی و عافیت طلب  
کرتے ہیں۔) عبداللہ بن زبیر بھی درکنار خود امام مجتبیٰ کو دگنا کہ ان کی خلافت کا زمانہ قلیل تھا اور  
ولید کو گنا جس نے قرآن عظیم کو دیواریں لٹکا کر تیوں سے چھیدا۔ ایسے بے سرو پا بے معنی اقوال کی  
سند نہیں ہوتی بلکہ وہ ایک متاخر عالم کی خطائے راستے ہے صحت انبیاء و ائمہ عظیم الصلوٰۃ  
والسلام کے سوا کسی کے لئے نہیں۔ فسأل الله العفو والعافية۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
مسئلہ مسئلہ موضع ہر بت پرور ڈاکن زائر اولیٰ ضلع الہ آباد سائل امیر اللہ قصاب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عالم صاحب قیام محفل میلاد شریف کو منع کرتے  
ہیں جو کہ ہر وقت ذکر و فاتحہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کیا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ اس کا ثبوت  
کہیں نہیں ہے و نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ نام جب آتا ہے تو لوگ انگوٹھا چومتے ہیں اس کا بھی کہیں ثبوت نہیں  
یہ سب بیجا ہے اور گناہ ہے ایسے عالم کے لئے کیا حکم ہے؟ اور ان سے مرید ہونا اور ان کے چپکے  
خازن پڑھنا کیسا ہے؟ اور یہ امور نہ کورہ یعنی قیام اور بوسہ دینا انگوٹھے کا ہر وقت تاہم پاک آنے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے، کیا اس کا کہیں ثبوت ہے؟ امید کہ قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت دیا جائے، یہاں پر سخت جھگڑا اس کی بابت ہے، لہذا جواب جلد مرحمت ہو۔

### الجواب

ایسا شخص عالم نہیں ہو سکتا جسے اتنی چیز نہ ہو کہ منع کرنے اور گناہ کئے کو ثبوت منع درکار ہے جس چیز سے اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منع نہ فرمایا یہ منع کرنے والا کوئی اس کے لئے عدم ثبوت کافی جاننا سخت جہل شدید ہے، ثبوت تو منع کا بھی نہیں، قرآنی کے منہ ثبات ہو اگر وہ اس ممانعت کے سبب گنہگار ہے۔ آج کل ان چیزوں کے انہیں اکثر وہابی جتے ہیں اور وہابی بے دین ہیں ان کی بات سننا حرام ہے۔ اور ایسے شخص کا مرید ہونا سخت اشد گناہ کبیرہ ہے اور اس کے بچے نماز باطل محض۔ کما حقنا فی النہی الاکید (جیسا کہ ہم نے (رسالہ) النہی الاکید میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) قیام کا ثبوت ہمارے رسالہ اقامۃ النبیامہ میں ہے، اور دوسرے انگشت میں ہماری جسوط کتاب منید العین ہے جسے طبع ہوئے ۲۳ برس ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر یافس منڈی دکان مسزیز اللہ مرسلہ کریم بخش چڑاہ فروش

۱۹ رمضان ۱۳۳۶ھ

زید نے کہا کہ جو شخص روزہ رکھے گا نماز پڑھے گا اور جتنے ارکان شرمی ہیں سب ادا کریگا وہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں ہے اور وہ بہشت میں جائے گا، اور جو رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برخلاف ہو گا وہ دوزخ میں جائے گا اور نہ اس کی بخشش ہے اور نہ وہ امت میں ہے۔ بکرنے کہا جو روزہ نہ رکھے نماز نہ پڑھے جتنے ارکان شرمی ہیں وہ نہ ادا کرے مگر کلمہ گو ہو وہ بخشا جائے گا۔

### الجواب

دونوں قول گمراہی و ضلالت ہیں۔ پہلا قول خارجیوں کا ہے کہ مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے ہیں۔ دوسرا پیروں کا ہے کہ بڑی کلمہ گوئی کافی جانتے ہیں۔ مسلمانان الجنت کا مذہب یہ ہے کہ جو ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہو یا عز و بل یا قرآن عظیم یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی یا ملک کی توحید کرے غرض کوئی قول یا فعل نافی و منافی ایمان و قطعاً قاطع اسلام کرے وہ کافر ہے اگرچہ لاکھ کلمہ گو نمازی روزہ دار ہو اور جو عقیدہ و دین میں مسلم سالم ہے، اگر ایک

وقت کی نماز قصداً یا ایک فرض روزہ عمدہ ترک کرے یا کسی گناہ کا مرتکب ہو اللہ عزوجل چاہے تو اس پر عذاب کرے اور یہ اس کا بدلہ ہے چاہے بخش دے اور یہ اس کا فضل ہے۔

ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء والله تعالى  
 بے شک اللہ تعالیٰ اسے نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے (ت) اعلم۔  
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از اردو نگار ڈاک خانہ اچنیرہ خلیج اگرہ مرسلہ صادق علی خاں صاحب

۲۸ شوال ۱۳۳۹ھ

زید کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذات پاک رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یار پیدا کر سکتا ہے مگر بوجہ اپنے وعدہ کے پیدا نہیں کرے گا۔ زید کا امام نماز جو نا محققین علماء کے نزدیک درست ہے یا نہیں؟

### الجواب

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت فضائل جلیلہ و غصائص کریمہ ناقابل اشتراک ہیں جیسے افضل الانبیاء خاتم النبیین سید المرسلین اول خلق اللہ، افضل خلق اللہ، اول شافع، اول مشفع، نبی الایثار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اگر اُس وقت اس طرف قائل کا ذہن نہ گیا محض عموم قدرت پیش نظر تھا اُسے تعلیم کی جلتے، اگر تابع حق و طالبہ حق ہو گا ضرور سمجھ جائے گا اور اپنی غلطی سے باز آئے گا، اور اگر باوصف تعلیم خاد و استکبار و لہذا و اصرار کرے تو ضرور بد مذہب ہے، اسے امام بنانا ہرگز جائز نہیں اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ برٹھنی گناہ اور پھر فی واجب، یہ بھی اُس وقت ہے کہ قول مذکور بعلت و ما بیت نہ ہو، ورنہ اب دیوبندیوں نے وہابیہ میں اسلام کا نام نہ رکھا جو ان کے مثل اللہ و رسول کی شدید و واضح وقابل تاویل توہینیں کرتے ہیں خود کافر ہیں، ورنہ اتنا ضرور ہے کہ ان توہینوں کے کرنے والوں کو کافر نہیں کہتے یہ ان کے صدقے میں کافر ہونے علماے عربین شریفین دیوبندیوں کی نسبت تحریر فرما چکے کہ من شک فی کفرہ فقد کفر بجوان کے کفر

سہ القرآن الحکیم ۴/۳۸ و ۴/۱۱۵

سہ حمام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳

میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ والیہا ذی اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ بچائے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم  
مسئلہ از کلکتہ ڈاک خانہ بالی گنج کٹھیا واڈ نمبر ۱۰۱ مسئلہ فیض محمد تاجر دربار استریادی رحم

حضور قطب الاقطاب سیدنا مولانا محبوب سبحانی غوث العصر فی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اپنے سال  
غنیۃ الطالبین میں مذہب حنفیہ کو گمراہ فرقہ میں مندرج فرمایا ہے اس کو اچھی طرح سے حضور  
واضح فرما کر تسکین و تسفی بخشیں کر دوسوسہ و خطرات فضا فی و شیطانی رفع ہو جائیں۔ عبد العظیم  
نامی ضلع غازی پور کے باشندے نے ایک رسالہ تصنیف کیا ہے جس میں رسالہ تقویۃ الایمان عرف  
تقویۃ الایمان کے مضمون کو مکتوبات مخدوم الملک رحمۃ اللہ علیہ و مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ و  
اور بھی بزرگان دین کے مکتوبات سے دکھلایا ہے و ثابت کیا ہے کہ ان بزرگوں نے اپنے مکتوبات  
میں تقویۃ الایمان سے بھی سخت سخت الفاظ نام بنام لکھا ہے کہ اللہ چاہے تو فلاں کو مردود کر دے  
و فرعون و نمرود کو چاہے مقبول کرے، سیکڑوں کعبہ تیار کر دے وغیرہ وغیرہ۔

اب خاکسار عرض کرتا ہے کہ یا تو کوئی رسالہ ان کے جواب میں شائع فرمایا ہو تو بذریعہ بطبعی  
ڈاک پارسل ارسال ہو یا واضح خلاصہ جواب ارقام ہو و السلام علیہم و آلہم و سلم۔

غنیۃ الطالبین کے مضمون سے زیادہ اس لئے انتشار ہے کہ دونوں حضرات سے تعلق و رشتہ  
و ایمان و ایقان کا سلسلہ طوق ہے، حنفی اگر مذہب ہے تو قادری مشرب ہے، اسہ ذرا بھی ان  
دونوں پیشوا کی طرف سے ریب و شک و امتیگر ہو کہ بہت بڑا عملہ ایمان پر ہونے کا خوف و ڈر ہے  
لہٰذا میرے حالی زار پر رحم فرمائیں اس وقت میرے لئے بہت بڑا امتحان نظر ہے۔ زیادہ عذاب۔

### الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرم کرم فرما اگر مکرم اللہ تعالیٰ و علیکم السلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اولاً کتاب غنیۃ الطالبین شریف کی نسبت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا  
تو یہ خیال ہے کہ دوسرے سے حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہی نہیں۔  
مگر یہ نفعی مجرد ہے۔ اور امام جوہر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصریح فرمائی کہ اس کتاب میں بعض مستحقین  
مذاب نے الحاق کر دیا ہے، فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں،

و ایاک انت تغتربما و قسم یعنی خبردار دھوکا نہ کھانا اس سے جو امام الاولیا

فی الغنیۃ لامام العارفین وقطب الاسلام  
والمسلمین الاستاذ عبد القادر  
الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فانہ دسہ  
علیہ فیہا من سینتقم اللہ منہ و الا  
فہو بریء من ذلک <sup>۱</sup>

سرور اسلام و مسلمین حضور سیدنا شیخ عبدالقادر  
جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غنیۃ میں واقع ہوا کہ  
اس کتاب میں اُسے حضور پر افترا کر کے ایسے  
شخص نے بڑھا دیا ہے کہ عنقریب اللہ عز و جل  
اس سے بدلہ لے گا حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
اُس سے بری ہیں۔

ثانیاً اسی کتاب میں تمام اشعریہ یعنی اہلسنت و جماعت کو بدعتی، گمراہ، گمراہ گر لکھا ہے کہ،  
خلاف ما قالت الاشعرية من ان  
کلام اللہ معنی قائم بنفسہ و اللہ  
حسب ککل مستنوع ضال مضل <sup>۲</sup>

بخلاف اُس کے جو اشاعرہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ  
کا کلام ایسا معنی ہے جو اسی کی ذات کے ساتھ  
قائم ہے اور اللہ تعالیٰ ہر بدعتی، گمراہ و گمراہ گر  
کے لئے کافی ہے۔ (ت)

کیا کوئی ذی انصاف کہہ سکتا ہے کہ معاذ اللہ یہ سرکارِ غوثیت کا ارشاد ہے جس کتاب میں تمام اہلسنت  
کو بدعتی، گمراہ، گمراہ گر لکھا ہے اُس میں غنیۃ کی نسبت کچھ ہو تو کیا جائے شکایت ہے۔ لہذا کوئی محفل  
تشویش نہیں۔

ثالثاً پھر یہ خود صریح غلط اور افترا برافرا ہے کہ تمام غنیۃ کو ایسا لکھا ہے غنیۃ الطالبین کے  
یہاں صریح لفظ یہ ہے کہ،

ہم بعض اصحاب ابی حنیفۃ <sup>۳</sup> وہ بعض متقی ہیں۔  
اس سے نہ غنیۃ پر الزام آسکتا ہے نہ معاذ اللہ غنیۃ پر، آخر یہ تو قطعاً معلوم ہے اور  
سب جانتے ہیں کہ غنیۃ میں بعض معتزلی تھے جیسے زعمشری صاحب کشف وعبد الجبار و مطرزی صاحب  
مغرب و زاہدی صاحب قیۃ و حادی و مجتبیٰ، پھر اس سے غنیۃ پر کیا الزام آیا، بعض  
شافعیہ زیدی رافضی ہیں اس سے شافعیہ و شافعیہ پر کیا الزام آیا۔ نجد کے دیوبانی سب جنتی ہیں پھر

۱۔ الفتاویٰ الحدیثیہ مطبوعہ ان مافی الغنیۃ شیخ عبدالقادر مطبوعہ الجالیہ مصر ص ۱۴۸  
۲۔ الغنیۃ لطالبی طریق الحق فصل فی امتداد ان القرآن حروف مغیوۃ دار احیاء التراث العربیہ بیروت ۱/۹  
۳۔ فصل واما الجہیۃ الا ادارہ نشر و اشاعت علوم اسلامیہ پشاور ۱/۹



اس سے خلیفہ جنبلیت پر کیا الزام آیا۔ جانے دو! نقی خارجی معتزلی، وہابی سب اسلام ہی میں تھے اور اسلام کے مدعی ہوئے پھر معاذ اللہ اس سے اسلام و مسلمین پر کیا الزام آیا۔

مرآۃ کتاب مستطاب بیہدۃ الامیرار میں بسند صحیح حضرت ابراہیم بن محمد بن ازہر صریحینی سے ہے عجے رجال الغیب کے دیکھنے کی تمنائی مزار پاک امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور ایک مرد کو دیکھا دل میں آیا کہ مرد ان غیب سے ہیں وہ زیارت سے فارغ ہو کر چلے یہ دیکھے ہوئے ان کے لئے دینے و بلے کا پاٹ سمٹ کر ایک قدم بھر کا رہ گیا کہ وہ پاؤں رکھ کر اس پار ہو گئے انہوں نے قسم دے کر روکا اور ان کا مذہب پوچھا، فرمایا:

حنفی مسلمہ و ما اتانا من المشرکیۃ۔ ہر باطل سے انک مسلمان اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ (ت)

یہ سچے کہ حقیقی ہیں، حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کے لئے حاضر ہوئے حضور اندر ہیں دروازہ بند ہے ان کے پہنچتے ہی حضور نے اندر سے ارشاد فرمایا، اے محمد! آج رخصتے زمین پر اس شان کا کوئی ولی حنفی المذہب نہیں ہے۔

کیا معاذ اللہ گمراہ ہر مذہب لوگ ادبیا اللہ ہوتے ہیں جنکی ولایت کی خود سرکار غوثیت نے شہادت دی۔ وہ وہابی رسالہ نظر سے نگزرا۔ یہاں چند امور واجب الہام ہیں،

اولاً وہ کلمات جو ان کتب سے مخالفت سے نقل کئے اسمعیل دہلوی کے کلمات ملعونہ کے مثل ہوں و رد استشہاد مردود۔ یہاں یہ نکتہ بھی یاد رہے کہ بعض نقل لفظ جب کسی مقبول سے صادر ہوں بحکم قرآن انہیں معنی حسن پر حل کرینگے اور جب کسی مردود سے صادر ہوں جو صریحاً توہینیں کر چکا ہو تو اسکی غبیث عادت کی بنا پر معنی غبیث ہی مفہوم ہوں گے کہ،

کل اناء یقرشع بما فیہ صرح بہ ہر برتن سے وہی کچھ باہر آتا ہے جو اس کے اندر الامام اجت حجۃ الہی صرح بہ ہوتا ہے، امام حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تعانی۔ تصریح فرمائی ہے (ت)

ثانیاً وہ کتاب محفوظہ مصون ہونا ثابت ہو جس میں کسی دشمن دین کے الحاق کا احتمال نہ ہو جیسے ابھی غنیۃ الطالبین شریف میں الحاق ہونا بیان ہوا، یونہی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام

لہ ہجۃ الاسرار ذکر لصول من کلامہ مصفا بشی من عجائب احوالہ مختصراً دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۱۵۲

میں الحاق ہوئے اور حضرت شیخ اکبر کے کلام میں تو الحاقات کا شمار نہیں ہے کاشافی بیان امام عبدالوہاب شمرانی نے کتاب الیواقیت والخواہر میں فرمایا اور فرمایا کہ خود میری زندگی میں میری کتاب میں حاسدوں نے الحاقات کئے۔ اسی طرح حضرت حکیم سنائی و حضرت خواجہ ماقظ و غیرہ اکابر کے کلام میں الحاقات ہونا شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ میں بیان فرمایا۔ کسی الماری میں کوئی قلمی کتاب ملے اُس میں کچھ عبارت ملنی دلیل شرعی نہیں کہ بے کم و بیش مصنف کی ہے پھر اس قلمی نسخے سے چھاپا کریں تو مطبوعہ نسخوں کی کثرت کثرت نہ ہوگی اور ان کی اصل وہی معمول قلمی ہے جیسے فتوحات یکہ کے مطبوعہ نسخے۔

**ثالثاً** اگر یہ سند ہی ثابت ہو تو قرآن و تحقیق و دکار۔ امام محمد الاسلام غزالی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں،

لا تجوز نسبة مسلم الى كبيرة من غيبه  
تحقيق، نعم يجوز ان يقال قتل  
ابن ملجم علياً فان ذلك ثبت  
متواتراً  
جو تحقیق مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کرنا  
جائز نہیں، ہاں یوں کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم نے  
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا، کیونکہ یہ خبر  
متواتر سے ثابت ہے۔ (ت)

جب بے تحقیق تمام عام مسلمان کہہ کر کوئی طرف گناہ کی نسبت نہ جائز ہے تو اولیائے کرام کی طرف  
معاذ اللہ کہہ کر کسی کی نسبت بلا ثبوت قطعی کیسے حلال ہو سکتی ہے۔  
مابعداً سب فرض کر لیں تو اب وہابی کے جواب کا حاصل یہ ہو گا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کی توہین بڑی نہیں کہ غلاں غلاں نے بھی کی ہے کیا یہ جواب کوئی مسلمان دے سکتا ہے بغرض غلط  
توہین جس سے ثابت ہو وہ ہی مقبول نہ ہو گا نیز کہ معاذ اللہ اس کے سبب توہین مقبول ہو جائے۔  
ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم،  
نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے  
کی قوت مگر بندہ کی وحکت والے اللہ کی قریب  
ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۶۶ مسئلہ مرسلہ محمد عبدالواحد خاں صاحب مجبئی اسٹامپورہ ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۲۵ھ  
(۱) لامہدی الاعینی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی مہدی نہیں۔ ت) کے متعلق کیا  
واستے ہے؟

لے ابعاد العلوم کتاب آفات اللسان الآفة اثنا عشر مطبعة المشهد الحسيني القاهرة ۱۲۵/۳

- (۲) حضرت مہدی دجیئے کے متعلق کس قدر حدیثیں وارد ہیں ؟  
(۳) قرآن شریف کی کئی کئی آیتوں سے ان کا رد ہو سکتا ہے ؟

### الجواب

(۱) یہ حدیث صحیح نہیں، اور بغرض صحت از قبیل،

لا وجہ الادبہ العین ولا ہم الاہم  
الدین ولا فتنی الا علی ولا سیف  
الاہ والفقاس۔  
آنکھ کے درد کے سوا کوئی درد نہیں، دین کے  
غم کے سوا کوئی غم نہیں، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے  
سوا کوئی سخی نہیں اور ذوالفقار کے سوا کوئی  
تلوار نہیں۔ (ت)

کے قبیل سے ہے۔

(۲) حضرت مہدی دجیئے کے بارے میں احادیث حدیث قرات کو پہنچی ہیں یہاں تک کہ انہوں نے ان کا  
نہول اور ان کا ظہور حقانیت میں داخل فرمایا۔

(۳) قرآن عظیم کی جتنی آیتیں تعظیم انبیاء علیہم السلام کا حکم دیتی ہیں ان کی تکذیب پر تکفیر فرماتی ہیں،  
معجزات سیدنا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام گناہی ہیں، ان کی نبوت و رسالت کی شہادت دیتی  
ہیں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بتاتی ہیں، جیسے مدعی نبوت پر لعنت  
فرماتی ہیں، وہ سب قادیانی کے رد ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۳۳۵ھ میں مسند عبد الجبار خان طیب دھام پور ضلع جمنور ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ  
(۱) جو شخص کہ خلیفہ برحق سے برسرِ بغاوت و برسرِ سیکار ہو گیا وہ شخص قابلِ عزت و لائقِ احترام ہے  
اور اس کے نام کو لفظ حضرت و رحمة اللہ علیہ یا رضی اللہ عنہ کے ساتھ یاد کرنا لازم ہے خواہ  
صحابی ہوں یا غیر صحابی ؟

(۲) کیا حضرت امیر معاویہ بمقابلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کرامہ اور خطا کا ستے یا بطور اجتہاد ان کی  
راے سے متعلق تھے جس میں ان پر جہنمی اور عصیان کا الزام عائد نہ ہو گا۔ تفصیل واضح مطلوب۔

(۳) کیا حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی انسان کسی نبی کے مرتبہ کے برابر  
ہو سکتا ہے یا زیادہ ؟ یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کرامہ انبیاء بنی اسرائیل کے برابر یا ان سے  
بالا تر مانا واجب ہے ؟ ایک شخص یہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایسے ہی  
سوال کے جواب میں یہ فرمایا کہ تم یہ کہو کہ حضرت آدم ایک بار گنہ کھانے سے موردِ عقاب ہوئے

اور میں نے اس قدر کھایا ہے وغیرہ۔ کیا یہ حدیث صحیح اور متواتر ہے اور کیا اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے جو شخص مذکور نکالتا ہے ؟

(۴) کیا ہم کو اس بحث میں پڑنا زیبا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا رتبہ خلفائے ثلثہ سے بالاتر اور اُن کا کمر سے اور کیا یہ حنفیوں کے عقائد ضروریہ میں سے ہے ؟ فقط۔

### الجواب

(۱) اہلسنت کے عقیدہ میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم فرض ہے اور ان میں سے کسی پر طعن حرام اور اُن کے مشابہت میں غرض ممنوع۔ حدیث میں ارشاد،  
اذا ذکروا صحابی فامسکوا۔<sup>۱</sup> جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے (بحث و غرض سے) رک جاؤ۔ (ت)

رب عزوجل کہ عالم الغیب و الشہادہ ہے اس نے صحابہؓ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں، مومنین قبل الفتح جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے راہِ خدا میں خرچ و جہاد کیا اور مومنین بعد الفتح جنہوں نے بعد کو، فریقِ اول کو دوم پر تفضیل عطا فرمائی کہ،

لا یتوی منکم من انفق من قبل الفتح تم میں بار نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ و قاتل اولیٰک اعظم درجۃ من اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں اُن سے بڑے ہیں  
الذین انفقوا من بعد الفتح و قاتلوا<sup>۲</sup> جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا۔ (ت)

اور سب تمہری فرما دیا، وکلا وعد اللہ الحسنیٰ دو فوج فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ اور ان کے افعال پر جاہلانہ نکتہ چینی کا دروازہ بھی بند فرما دیا کہ ساتھ ہی ارشاد ہوا واللہ بما تعملون خبیث اللہ کو تمہارے اعمال کی غیب خبر ہے۔ یعنی جو کچھ تم کرنے والے ہو وہ سب جانتا ہے بالانہتم تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا چکا خواہ سب باقی ہو یا لا حقیق، اور یہ بھی قرآن عظیم سے ہی پوچھ دیکھئے کہ مصلیٰ عزوجل جس سے بھلائی کا وعدہ فرمایا چکا اُس کے لئے کیا فرماتا ہے،

الحکم الکبیر	حدیث ۱۴۲۷	المکتبۃ الفیصلیہ بیروت	۹۶/۲
۱۔ العتد آلاء الکریم	۱۰/۵۷		
۲۔ " "	۱۲/۵۷		
۳۔ " "	۱۰/۵۷		

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى  
اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ لَا يَخْرُجُوْنَ  
مِنْهَا وَهُمْ فِيْهَا شَاغِرُوْنَ لَا يَسْعَوْنَ  
فِيْهَا لِيُخْزُوْا لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَرَجُ الْاَكْبَرُ وَ  
تَتَلَقَّاهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمْ الَّذِىْ  
كُنْتُمْ تُوعَدُوْنَ ۝

بیشک جس سے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم  
سے دور رکھے گئے ہیں اس کی پہنک تک  
نہ سنیں گے اور وہ اپنی من مانتی مرادوں میں ہمیشہ  
وہیں گئے انہیں غم میں نہ ڈالے گی بڑی گھبراہٹ  
فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے یہ کہتے ہوئے  
کہ یہ ہے تمہارا وعدہ جس کا تم سے وعدہ تھا۔

سچا اسلامی دل اپنے رب عزوجل کا یہ ارشاد عام سُن کر کبھی کسی صحابی پر نہ سوریہ ظن کر سکتا ہے  
نہ اس کے اعمال کی تفتیش۔ بغرض غلط کچھ بھی کیا تم حاکم ہو یا اللہ، تم زیادہ جانو یا اللہ، اُنتم اعلم  
ام اللہ (کیا تمہیں علم زیادہ ہے یا اللہ تعالیٰ کو۔ ت) دلوں کی جانتے والا سچا حاکم یہ فیصلہ فرما چکا  
کہ مجھے تمہارے سب اعمال کی خبر ہے میں تم سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا، اس کے بعد مسلمان کو اس کے  
خلاف کی گنجائش کیا ہے، ضرور ہر صحابی کے ساتھ حضرت کہا جائے گا ضرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کہا جائے گا، ضرور اس کا اعزاز و احترام فرض ہے، ولو کره المجرمونون (اگرچہ مجرم برائیاں تھیں)  
(۲) اُس کا جواب بھی جوابِ اول سے واضح ہو چکا، بلاشبہ اُن کی غلط خطائے اجتہادی  
تھی اور اس پر الزامِ معصیت عائد کرنا اُس ارشادِ الہی کے صریح خلاف ہے۔

(۳) مسلمانوں کا اجماع ہے کہ کوئی غیر نبی کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا، جو کسی غیر نبی کو کسی  
نبی کے ہمسر یا افضل جانے وہ بالاجماع کافر مرتد ہے۔ مولیٰ علیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا مرتبہ انبیائے  
بنی اسرائیل یا کسی نبی سے بالایا برابر ماننا واجب درکنار کفرِ خاص ہے اور ملعونِ افراتی حکایت  
عجب مضحکہ خیز ہے، گیموں کھانا ہی اگر دلیلِ فضیلت ہو تو مولیٰ علیٰ کرم اللہ وجہہ نے اتنے گیموں ہرگز  
نہیں کھائے جتنے زید و حمزہ آج کل کھا رہے ہیں، اُس بادشاہِ ملک و ولایت کی اکثر عسدا  
باتبار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو تھی اور وہ بھی اکثر ایک وقت اور وہ بھی پیٹ بھر کر  
نہیں۔ اور زید و حمزہ رات دی میں دو دو وقت گیموں کھاتے ہیں تو یہ معاذ اللہ آدم علیہ السلام سے

۱۰۳۵۱۰۱ / ۲۱ العشرِ آنِ الکَرِیم

۱۴۰ / ۲ " "

۸ / ۸ " "

بھی اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بھی افضل ہوتے، اس فساد و غم و غم جو (یہ گندم کھانے کا فساد ہے۔ ت)

(۴) یہ نہ فقط حنفیہ بلکہ تمام اہلسنت کے عقائد کے خلاف ہے۔ اہلسنت کے نزدیک بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام اولین و آخرین سے افضل امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امیر المومنین سیدنا خادق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۸۳ مسئلہ از فراسی ڈولہ بریلی مرسلہ مقصود علی خاں صاحب ۲۶ شعبان ۱۳۳۵ھ

زید کو لوگ عام طور پر کہتے ہیں کہ وہ ہادی ہے اور اس کے یہاں میلاد شریف اور تجرید وغیرہ نہیں ہوتا اور قیام کے وقت بھی کھڑا نہیں ہوتا۔ زید نے میلاد شریف کرائی اور قیام کے وقت کھڑا ہوا اور دریافت کرنے پر وہ کہتا ہے کہ قرآن حکیم اور کلمہ شریف پڑھ کر ثواب میت کو پہنچانا جائز ہے لیکن تعین کے ساتھ تعجب و برسی و چھاپی یہ نہ کرنا چاہئے بلکہ خواہ میت کے دوسرے روز خواہ تیسرے روز خواہ چوتھے روز کہتے ہو یا غرضے پر یا کسی شے پر کلمہ شریف پڑھ کر ثواب میت کی ادراج کو پہنچانا جائز ہے اور اسی طرح ہر برسی و چھاپی کے لفظ سے اور گنتی دہنوں سے نہ کرے بلکہ جس وقت چاہے کھانا پکرا کر خاتمہ دلوادے۔ اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف میں یہ میرا عقیدہ ہے کہ خدا سے کم زیادہ سب سے کم یہی کلمہ ہے شایان کہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی تعظیم میں ذرا بھی فرق دل میں لائے تو وہ خارج از اسلام ہے، اور حضور پر نور کو شفیع اللہ نہیں دے گا علیہ السلام کہے اور یہ کہے کہ مثل حضور کے نہ کرتی ہے نہ ہوا اور نہ ہو، اور اگر خداوند کریم حضور کو پیدائے کرتا تو تمام مخلوق کو پیدائے کرتا۔ ایسے عقیدے والے کو وہ ہادی خیال کرنا چاہئے؟ اس پر اگر خیال کیا جائے کہ اس نے کسی مصیبت سے ایسا کیا ہے لیکن اس کے دل میں حکم ہے کہ اس کے خلاف ہو تو ایسی صورت میں کیا سمجھنا چاہئے اس کے زبانی اقرار کا اعتبار ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بیٹو! تو جبر واد (بیان فرماؤ اگر دے جاؤ گے۔ ت۔)

### الجواب

تبعین یوم کا انکار آج کل دہلیہ کا شعار ہے، اور جتنی باتیں اُنہیں نے کہیں بڑے بڑے پتہ والی کہہ لیتے ہیں اور بڑے بڑے اشد موقع پر مجلس و قیام بھی کر لیتے ہیں ان باتوں سے پھانسی نہیں ہو سکتی بلکہ زید سے مفصل عقائد دہلیہ و دیانت کے جائیں نیز اسماعیل دہلوی و نقویۃ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر ان احسن و حفظ الایمان اور ان کے مصنفوں کی نسبت دریافت کیا جائے اگر سب باتوں کے جواب میں وہی کہے جو علمائے عربین شریفین نے تحریر فرمایا تو ضرور اسے مستحق سمجھا جائے کہ جب تک اس کا

خلافت ظاہر ہو اور اگر اُنس میں کسی بات کا جواب خلافت دے یا جو کچھ علمائے عربی شریعت اُن کتابوں اور اُن کے مصنفوں کی نسبت حکم خلافت و کفر و ارتداد لگا چکے اس کے ماننے میں بچر کر کے تو وہ بلاشبہ شکی نہیں ضرور منہم (اسی میں ہے) ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ہیبت بلکہ مولوی افضل صاحب بخاری طالب علم مدرسہ منظر الاسلام بریلی ۱۱ صفر ۱۳۳۹ھ (۱) عرض اینست کہ در خواندن مشہدات بسیار مذکورست عقل بعید می ندارد تا کہ در وقت خواندن در نفس خطرات پیدامی شود یعنی کہ حضرت مآب آیامی بیند و می شنود۔

(۲) جناب سید کائنات خود رحمت و بروج اقدس اور رحمت فرستادن چہ فائدہ؟

(۳) پروردگار عالم چرا بر انبیاء علیہم السلام فرمود کہ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر زبان ہر یک اگر مبعوث شد تو بروے ایمان آورد و غیبہ چرا کہ بروے معلوم بود کہ زمان خاص جلوہ افروز میشود۔

(۴) عرض اینست کہ اگر شخصی ایں عقیدہ داشتہ باشد بایں طور کہ بر اللہ تعالیٰ چیزے واجب نیست از جانب غیبہ لکن از طرف رحمت و فضل اگر خود بر خود واجب کردہ باشد جائزست چگونہ۔

### الجواب

(۱) بلاشبہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام (۱) بلاشبہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام

می بیند و می شنود آفت ارمی ما  
لا تروفت واسمع ما لا تسمعون  
اقلت السماء وحق لها ان  
تشیط آواز اطمینان آسمان از پانصد  
سال راه می شنود از راه دو یک ماه  
چنان شنود ان الله تعالی  
قد دفع فی الدنيا  
فان النظر اليهما و  
الی ما هو کائن فیها فی یوم  
القیامه کاف النظر الی کفر  
هذین انچه قیامت آمدنی ست هر دو بچو  
کف دست مبارکش می بیند انچه از  
حال موجود دست چران بیند علیه من  
الصلوات افضلها ومن الثقیات اکملها  
اینها را عقل بعید نمی پسندد بلکه وهم و  
ظن اکذب الحدیث است چسبده جاتے  
وهم۔ والله تعالی اعلم

(۲) حق سبحه و تعالیٰ خود پاک و بی عیب است  
برائے او تسبیح گفتن چه فائده؟ فائده خود

ما راست سے  
من مکر دم پاک از تسبیح نشان  
پاک ہم ایشان شوند و در نشان

دیکھتے اور سنتے ہیں (فرمان رسول ہے) بیشک  
میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں  
وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، آسمان نے تیغ  
ماری ہے اور اس کو تیغ ماری چاہئے۔ جب وہ  
پانچ سو سال کی راہ سے آسمان کی چیم کی آواز سنتے  
ہیں تو ایک دو ماہ کی راہ سے کیوں نہیں سنتے۔  
(فرمان رسول ہے) بیشک اللہ تعالیٰ نے  
دنیا کو میری طرف بلانے کر دیا تو میں اس کی طرف  
اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے  
اس کی طرف دیکھ رہا ہوں گویا کہ میں اپنی اس تحصیل کو  
دیکھ رہا ہوں۔ جب وہ قیامت تک ہونے والی  
چیزوں کو اپنے دست مبارک کی تحصیل کی طرح  
دیکھتے ہیں تو جو کچھ اب موجود ہے اس کو کیوں نہیں  
دیکھ سکتے، ان پر افضل و اکمل درود و سلام ہوں۔  
عقل اس کو بعید شمار نہیں کرتی بلکہ وہم، اور جب  
ظن اکذب الحدیث ہے تو وہم کس گفتی میں ہے۔  
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) حق سبحه و تعالیٰ جب خود پاک اور منزہ  
ہے تو پھر اس کی تسبیح (پاک) بیان کرنے کا کیا  
فائده؟ فائده در حقیقت خود ہمارا ہے  
میں ان کی تسبیح سے پاک نہیں ہوتا (بلکہ تسبیح سے)  
وہ خود پاک اور ممتاز ہوتے ہیں۔

لے جامع الترمذی کتاب الزہد باب ما جاز فی قول النبی صلی علیہ وسلم و تعلیم ما علم الا امین مبینی دہلی ۵۵/۲  
۲۲۰/۱۱ مکتبۃ الرسالہ بیروت حدیث ۳۱۹۴۱



ہمیں ایسا فائدہ مارا ہے کہ صلی اللہ علیہ  
علیٰ واحدہ صلی اللہ علیہ  
عشر اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم، وہو اعلم۔

اسی طرح یہاں (درو بھیجے میں) بھی ہمارا اپنا  
فائدہ ہے۔ (فرمانِ رسول ہے) کہ جس نے محمد پر  
ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں  
نازل فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر درود و سلام  
بھیجے۔ اور وہ خوب جانتا ہے۔

(۳) مقصود اظہار عزت و عظمت و سیادت  
مطلقہ و اصالت کلیہ حضور پر نور علیہ افضل الصلوٰۃ  
والسلام ہوتا ہے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام  
را در دائرہ نبوت مطلقہ اشش فراگیرد و امتی  
او گرداند، صلی اللہ علیہم اجمعین و  
وبارک وسلم۔

(۴) حضور پر نور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی  
عزت و عظمت و سیادت مطلقہ اور اصالت کلیہ کو  
ظاہر کرنا مقصود تھا تاکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ و  
السلام کو آپ کی نبوت مطلقہ کے دائرہ میں لے کر  
آپ کا امتی بنادے۔ ان سب پر اللہ تعالیٰ  
درو و سلام و برکت نازل فرمائے۔

(۴) صحیح است و آن وجوب نیست  
تفضل است کتب، بکرم علیٰ نفسہ  
الرحمۃ و کانت حق علینا نصر  
المؤمنین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) یہ صحیح ہے، اور وہ وجوب نہیں بلکہ اس کا  
فضل ہے۔ (فرمانِ الہی ہے) تمہارے رب نے  
اپنے ذکرِ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے (مزید  
فرمایا) اور ہمارے ذکرِ کرم پر ہے مسلمانوں کی  
مدد فرمانا۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر محلہ قلعہ متصل جامع مسجد مرسلہ حامد حسین خان صاحب

، ربیع الآخر شریف ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ آیا ولایت مطلقہ افضل ہے  
نبوت خاص منہ یا نبوت خاص افضل ہے ولایت سے ؟ اور صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم سے کون صحابی دارائے ولایت تھے ؟ اور تمام صحابہ کرام مرتبہ ولایت پر فائز تھے یا بعض ان

الحمد للہ کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد التہجد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۴۵ھ

لکھ العتہ آیہ انکرم ۵۴/۶

۳۴/۲۰

میں سے مفصل اور مشروح ارشاد ہو۔

## الجواب

نبوت مطلقاً ہر ولی غیر نبی کی ولایت سے ہزاروں درجے افضل ہے کیسے ہی اعظم مرتبہ کا ولی ہو یا اس میں اختلاف ہے کہ نبی کی نبوت خود اس کی اپنی ولایت سے افضل ہے یا اس کی اپنی ولایت اس کی نبوت سے، اور اس اختلاف میں غرض کی کوئی حاجت نہیں۔ پہلی بات ضروریات دین سے ہے اس کا اعتقاد دار ایمان ہے جو کسی ولی غیر نبی حتیٰ کہ صدیق کو کسی نبی سے افضل یا ہمسر ہی کہہ کا فر ہے، کما قد نص علیہ الاکابر الاثمة فی غیر ما کتاب (جیسا کہ اکابر است متقدمین دکتا بول میں اس شخص کی ہے۔ ت) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب ادیانے کرام تھے۔ قال اللہ تعالیٰ:

لا یتوی منکم من انفق من قبل  
الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ  
من الذین اتفقوا من بعد وقاتلوا و  
کلاً وعد اللہ الحسنی واللہ بما تعملون  
خبیر

وقال اللہ تعالیٰ:

ان الذین سبقت لهم منا الحسنی  
اولئک عنہا مبعدون لا یسمعون  
حیسبہا وہم فی ما اشتہت  
انفسہم خلل وین لا یحزنہم  
الفرع الاکبر وتلقہم الملبکۃ  
ہذا یومکم الذی کنتم  
تعدون

بے شک جن کے لئے ہماری طرف سے نیک کا  
وعدہ پہلے ہو چکا وہ اس (جہنم) سے دور رکھے  
گئے ہیں وہ اس کی ہلکی سی آواز بھی نہ سنیں گے  
اور جو کچھ وہ چاہیں گے ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔  
انہیں عہد میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی  
گجراہٹ، اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے  
کہ یہ ہے تمہارا وعدہ جس کا تم سے وعدہ  
تھا۔ (ت)

لے القرآن اکرم ۱۰/۵۰

۱۰۲ تا ۱۰۱/۲۱

وقال الله تعالى :

والذین آمنوا یا الله ورسوله اولئک  
هم الصدیقون والشهداء عند  
ربهم لهم اجرهم و نورهم  
اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر  
ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر  
گواہ پسندب کے یہاں ان کے لئے ان کا  
ثواب اور ان کا نور ہے۔ (ت)

وقال الله تعالى :

یوم لا یخزی الله النبی والذین  
امنوا معہ نورهم یسعین بین یدیمہم  
و یا یمانہم۔  
جس دن اللہ تعالیٰ رسولان کو سچے لگائی اور ان کے  
ساتھ کے ایمان والوں کو، ان کا نور و درخشاں ہوگا  
ان کے آگے اور ان کے دائیں۔ (ت)

صحابہ کرام میں سب سے افضل و اکمل و اعلیٰ و اقرب الی اللہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہم تھے اور ان کی افضلیت و ولایت بترتیب خلافت یہ چاروں حضرات سب سے اعلیٰ درجے کے  
کامل محل ہیں اور دارائے نیابت نبوت ہوتے ہیں شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پایہ ارفع ہے اور  
دارائے تکمیل ہونے میں حضرت مولانا علی مرتضیٰ شیرازہ مشکل کشا کا، رضی اللہ تعالیٰ عنہما جبین۔ واللہ اعلم  
مسئلہ قصہ بشارت گنج ضلع بریلی فتح محمد ۱۲ جمادی الآخر ۱۳۳۶ھ یوم ہفتہ

کیا فراتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ پارہ ۱ سورہ العنکبوت آیہ ۱۶ کی آیت ہے،  
ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من  
الخیر وما متخی السوء انا والا  
نذیر و بشیر لقوم یؤمنون  
اور اگر میں غیب جان یا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے  
بہت بھلائی جمع کر لی اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچی میں  
تو یہی ڈر اور خوشی سنا نہ داتا ہوں انھیں جو

ایمان رکھتے ہیں (ت)

اس کے کیا معنی ہیں اور اس کی شاہ نزول کیا ہے اور اس سے علم غیب کی نفی ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب

”اگر میں اپنی ذات سے بے خدا کے بتائے غیب جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور مجھے کوئی برائی تکلیف  
نہ پہنچتی، میں تو ایمان والوں کو ڈر اور خوشخبری ہی سنانے والا ہوں“ کافروں کے مہملی سوالات پر تری تھی  
اس سے علم غیب ذاتی کی نفی ہوتی ہے کہ بے خدا کے بتائے مجھے علم نہیں ہوتا اور خدا کے بتائے سے نہ ہونا  
مراد لیں تو صراحت قرآن مجید کا انکار اور کھلا کفر ہے۔ اس کی تفصیل ہمارے رسالہ ”علم غیب میں دیکھو“ واللہ اعلم

مسئلہ از قبیلہ شیش گڑھ ڈاک خانہ خاص بریلی مستولہ سید محمد سجاد حسین صاحب

۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ

(۱) زید باوجود ادعائے صدیقی الوارثی کے اسمعیل دہلوی کو حضرت مولانا مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے۔

(۲) بچا اپنے آپ کو پشتی حیدری بتاتا ہے اور مندرجہ ذیل امور پر اعتقاد رکھتا ہے یعنی مسلمان جو حضرت پیران پیر جناب شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف مقرر کر کے اُن کی روح پر فتوح کو ثواب پہنچاتے ہیں اس کی بابت کہتا ہے کہ گیارہویں تاریخ مقرر کرنا مذموم ہے۔ ماہِ رجب کی بابت لکھتا ہے کہ اس ماہ کے نوافل، صلوٰۃ و صوم و جہاد کے متعلق بڑے بڑے تراویں کی بہت سی روایتیں ہیں اُن میں صحیح کوئی بھی نہیں۔ اور یہ بات بالکل غلط اور بے سند ہے کہ حضرت نور علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم ماہِ رجب میں ہوا تھا۔ ماہِ شعبان میں علوا پکانا یا تیرہویں کو عرفہ کرنا، عید کے دن کھانے تقسیم کرنا ممنوع ہے۔ ماہِ محرم میں کچھڑا یا شربت خاص کر کے پکانا پلانا اور آٹاموں کے نام کی نیاز دلانا اور سبیل لگانا بہت بُری بدعتیں ہیں۔ ماہِ صفر میں کسی خاص ثواب یا برکت کا خیال رکھنا جمل ہے۔ سنیہ احمدیائے بریلوی کو نیک بزرگ بلکہ دل جانتا ہے۔ پس کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایسے اشخاص کے حق میں کہ اُن کا اصل مذہب کیا ہے؟ اور امور مذکورہ بالا کی اصلیت مفصل طور سے تحریر فرمائی جائے۔

### الجواب

(۱) صورت مذکورہ میں زید گمراہ بدین نجدی اسمعیلی ہے اور بلکہ فقہائے کرام اس پر حکم کفر لازم، جس کی تفصیل کتاب النکوبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیہ سے ظاہر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) بچہ ہوشیار و دانا بی معلوم ہوتا ہے۔ گیارہویں شریف کو مذموم، شعبان کے علوے، تیرہویں کے عرفے، عید کے کھانے کو مطلقاً بلا ممانعت شرعی ممنوع، محرم شریف کے کچھڑے، شربت ائمہ اطہار کی سبیل کو مطلقاً بدعت شنیعہ کہنا شعاریہ و بائیس ہے۔ اور وہاں گمراہ، بدین۔ احادیثِ اعمالِ رجب کو صحیح نہ کہنا بڑی چالاکی ہے۔ اصطلاحِ محدثین کی صحت یہاں درکار نہیں فضائلِ اعمال میں ضعاف و اجماع مقبول ہیں۔ رجب میں کشتی بنانے کا حکم نہ ہوا تھا بلکہ رجب میں کشتی چل اور اعدا پر قہر اور مجبوروں پر دھمکنہ علی ذات الواحد و دصور تجسری

یا عیضنا جزاء لعن کاف کفر (اور ہم نے قوح کو سوار کیا تھوڑی اور کیلوں والی پر کر ہماری نگاہ کے رو برو ہوتی، اس کے صلہ میں جس کے ساتھ کفر کیا گیا تھا۔ ت) کا فضل اسی مہینہ میں ظاہر ہوا۔ یہ عبد اللہ بن عباسؓ فرمادی کہ اللہ تعالیٰ عنہم کی حدیثوں سے ثابت ہے۔ صفر و شریعہ عاشورہ کی نسبت اس کا قول رد نہ کیا جائے اگرچہ ثانی میں اختلاف کثیر ہے، اگر صراط مستقیم کے کلمات باطلہ کو باطلہ، کفریہ کو کفریہ، اسمعیل و ہروی کو گمراہ بدین جانتا ہے وہاں بیت سے جدا ہے تو سید احمد کو صرف بزرگ جاننے سے وہابی نہ ہوگا ورنہ قد بینا الایات لقوم یعقلون کما ھدنا من بنائبارک و تعالیٰ عتیا یصفون (تحقیق ہم نے عقل مند قوم کے لئے نشانیاں ظاہر کر دی ہیں، جیسا کہ ہمارے رب نے ہمیں ہدایت دی۔ ہمارا پروردگار ان کی باتوں سے بلند و بالا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

۹۲<sup>ھ</sup> از بہار شریف محلہ خانقاہ حضرت محمد دوم الملک ہماری رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ نمبر الدین احمد صاحب فردوسی تبصرہ جناب حضرت سید شاہ امین احمد فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۲۳ صفر ۱۳۳۴<sup>ھ</sup> بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلی علی سہولہ الکسیم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل مفصلہ ذیل میں :

(۱) جو تعزیہ بنانے والے کو کافر اور اس کی اولاد کو حرامی اور قیام مولود کو بدعت سیئہ اور حاضری عرائس بزرگان دین کو فعل لغو سمجھتا ہے وہ شخص کیسا ہے، سستی خفی ہے یا نہیں ؟

(۲) دیوبندی مدعی تقلید و غیر معتقلہ مدعی اہل حدیث میں زیادہ کون مذہبیت پہلے اور دونوں فرقوں کے بچے نماز درست ہے یا نہیں ؟ اور ان دونوں گروہوں پر علانیہ حرمین شریفین کا کیا فتویٰ ہے ؟

(۳) جو شخص کہ اکابر اولیاء اللہ کے مزار اقدس کو قودہ خاک کہے اور استہداد و استغاضہ کا اولیاء اللہ کے قبر سے منکر ہو اور یا رسول اللہؐ کہنا شرک و ناجائز بتائے اور طعام فاتحہ و نیاز کا کھانا حرام کہے اور جناب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیب کا منکر ہو وہ شخص مسلمان ہے یا نہیں ؟

(۳) مولوی قاسم دیوبندی و مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی محمد حسن دیوبندی کس مذہب کے لوگ ہیں؟ ان کے ساتھ کیسا خیال رکھنا چاہئے؟ ارشاد فرمایا جاسے کہ ہم سنیوں کو تقویت حاصل ہو۔ بتینوا توجہوا (بیان کرو اور دے جاؤ گے۔ ت)

### الجواب

(۱) تعزیر بنانا گناہ ہے کفر نہیں، کافر کہنے والا مسلمان کو کافر کہتا ہے اور اس حدیث میں داخل ہوتا ہے کہ بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

من قال لا خیر یا کافر فقد باء بها  
احدهما فان کانت کما قال و  
الا سبعت علیہ یلے  
یعنی جو بظاہر کسی مسلم کو کافر کہے دو دنوں میں سے  
ایک پر یہ بلا ضرور پڑے اگر واقع میں کافر ہے  
تو خیر ورنہ یہ کہتا اس کہنے والے ہی پر پلٹ  
آئے گا۔

اور اس کی اولاد کو حرامی کہنا اس آیت کریمہ میں داخل ہے،

ان الذین یرمون النحسنت العافلت  
المؤمنت لعنوا فب الدنیا و الاخرۃ  
ولہم عذاب عظیم یلے  
وہ جو پارسا بے خبر ایمان والیوں کو زنا کی تہمت  
لگاتے ہیں اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے  
اور اُن کے لئے بڑا عذاب ہے۔

قیام مجلس مبارک کو بدعت سیئہ اور حاضری اس طیبہ کو لغو سمجھنا شعارِ دہلیہ ہے،  
اور دہلیہ سنی کیا مسلمان بھی نہیں کہ اللہ و رسول کی عہدہ توہین کرتے ہیں۔ اور اللہ عز و جل  
فرماتا ہے،

قل ابا اللہ وایتہ ورسولہ کنتہ  
تستہنؤن لا تعتذروا قد کفرتم  
بعد ایسا شکریہ  
ان سے فریاد کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور  
اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے یہاں  
نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من قال لا خیر مسلم یا کافر قدیمی کتب فیاض کراچی ۱/۵۷  
صحیح البخاری کتاب الادب باب من کفر اقام بغیر تاویل فهو کما قال ۱/۶۱  
سۃ القرآن الکریم ۲۳/۲۳ سۃ القرآن الکریم ۶۶/۹

ہاں بالفرض اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ وہ بایست و وہ بایہ سے جدا ہو وہاں یہ کہ گمراہ و بدین دیوبندیہ کو کفار مرتدین جانتا مانتا ہو صرف قیام و عرس میں کلام دکتا ہو تو محض اس وجہ پر اسے سنیت و حنفیت سے خارج نہ کہا جائے گا مگر آج کل یہ فرض از قبیل فرض باطل ہے، آج وہ کون ہے کہ ان میں کلام کرے اور ہوسنتی، اہم مگر یہ تہیہ کہ وہاں یہ میں روافض سے کچھ کم نہیں۔

(۲) دونوں میدان کفر میں کفر شری رہاں ہیں، دونوں کے یکے نماز باطل محض، جیسے مسیح چرن یا گنگا دین کے یکے۔

کما حقنہ فی النہی الاکید عن الصلوۃ  
وراء عدی التقلید و غیرہ صحت  
کتبتہ و فتاوتہ۔

جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق اپنے رسالہ  
النہی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقلید  
اور دیگر کتب و فتاویٰ میں کر دی ہے۔ (ت)

فتح القدر شرع ہاں میں ہے،  
مردی محمد عن ابی حنیفہ و ابی یوسف  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان الصلوۃ  
خلف اهل السواء لا يجوز بلہ

امام محمد علیہ الرحمہ نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے روایت فرمایا کہ بد مذہب  
کے یکے نماز جائز نہیں۔ (ت)

بطا بر غیر مصلحہ دیوبندیہ سے بدترین کہ عقائد کفر و ضلال میں دونوں متحدہ اور ان میں انکار تقلید  
و بدگونی اتہ زائد خود امام الدیابند رشیدہ گنگوہی کے فتاویٰ حصہ دوم صفحہ ۲۱ میں ۳ گروہ غیر مصلحہ میں  
نذیر حسین دہلوی کی نسبت ہے،

ان کو مردود اور خارج اہل سنت سے کہنا بھی سخت بے جا ہے۔  
عقائد میں سب متحد مقلد اور غیر مقلد ہیں۔ اور مفتی سے اگر غیر مقلدین اور دیوبندیہ کے بارے میں سوال  
ہوگا تو دیوبندیوں پر حکم سخت تر دے گا کہ اس کا مصلح نظر و صفت منافی ہے ترک تقلید و بدگونی اتہ کو  
دیوبندیہ کے ان اقوال سے کیا نسبت ہے جو سرگردان دیابند گنگوہی، نانوتوی و تھانوی کے ہیں کہ ایس  
کو علم غیب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ماننے تو صریح مشرک۔

عہ دونوں رئیس کے گمراہوں کی مانند ہیں جو ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوشش کرتے ہیں۔

فتح القدر کتاب الصلوۃ باب الامانۃ مکتبہ فوریہ رضویہ سکھر ۳۰۴/۱  
فتاویٰ رشیدیہ مولوی تیز حسین الطبریٹ کو بڑا کہنے کا حکم محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب کراچی ص ۱۸۵

(۲) شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوتی ہے قرآن عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے؟

(۳) شیطان خدا کی صفت خاصہ میں اس کا شرک ہے؟

(۴) شیطان اس عظیم فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ ہے نہ بایں معنی کہ حضور میں کم ہو اور اس میں زائد، بلکہ بایں معنی کہ یہ فضل جلیل الیسی ہی کہتے ہیں حضور کے لئے ماننے والا شرک بلکہ شیطان خود خدا ہے کہ اس کے لئے علم غیب ثابت ہے کوئی حرام میں بسبب افضلیت کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اس کے برابر تو علم غیب بزرگ خود ثابت کر دے گا۔

برائیں والے نے بزرگ خود مخالف کا یہ زعم تراشا ہے کہ افضلیت موجب اعلیٰ ہے اس بنا پر کہتا ہے کہ اپنے اس زعم پر بر بنائے افضلیت شیطان کے برابر تو علم غیب ثابت کر لے علم غیب کا لفظ کلام مخالف میں نہ تھا اور جو علم مخالف نے ثابت کیا اُسے برائیں والا خود نصوص سے ثابت ماننا ہے اور اسی کو علم غیب کہتا ہے اور واقعی وہ دہا بیر کے نزدیک علم غیب ہے بلکہ سب علم غیب سے کہ دروں درجے زائد کہ ان کے یہاں ایک پڑ کے پڑ کے گنتی جان لینا علم غیب ہے، ایک جلسہ نکاح پر مطہر ہو جانا علم غیب ہے برائیں قاطعہ ص ۴۹ فقط مجلس نکاح کے اعتقاد علم میں کافر نکلتا ہے تو علم محیط زمین تو لاکھوں کہ دروں علم غیب کا بحر ہوا جسے شیطان کے لئے ثابت مانا اور اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے (فتاویٰ گنگوہی حصہ تین ص ۵۸) تو حضور شیطان ان کے یہاں غیر حق تعالیٰ نہیں وہ نہ اُس کے لئے علم غیب مان کر شرک صریح میں دہڑاتے۔ جو تو بے کذب باری کا قائل ہو یعنی صراحت کئے کہ اللہ (معاذ اللہ) جھوٹا ہے جھوٹ بولا ہے تو اس کو کافر یا دہمتی ضال کہنا چاہئے اس شخص کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہئے، اس شخص میں تکفیر علمائے سلطنت کی لازم آتی ہے حنفی شافعی پر طعن و تضلیل نہیں کر سکتا ایسے کو تفسیق سے مومن کرنا چاہئے (فتویٰ گنگوہی صاحب)

سہ البراہین القاطعہ	بحث علم غیب	مطبع لے بلاسا وصور انڈیا	ص ۵۱
سہ	سہ	سہ	ص ۵۱ و ۵۲
سہ البراہین القاطعہ	بحث علم غیب	مطبع لے بلاسا وصور انڈیا	ص ۵۱
سہ	سہ	سہ	ص ۵۱
سہ فتاویٰ رشیدیہ	علم غیب شرک ہے	محمد سعید ایدہ سنو تاجران کتب کراچی	ص ۶۵



رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین یعنی نبی آخر الزماں ہونا (جیسے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آج تک سب مسلمان سمجھ رہے) جاہلوں کا خیال ہے یا فہمی ہے یہ وصف کریم نہ کوئی کمال ہے نہ اُسے فضیلت میں دخل نہ وہ مدح میں ذکر نہ کے قابل اُکیت کے یہ معنی ہوں تو خدا پر زیادہ گوئی کا دُعا قرآن کی عبارت بے ربط (تخذیر الناس نانو توی صاحب ص ۲ و ۳) بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبی مسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاقیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا (تخذیر الناس ص ۳۲) بڑوں (علماء و اصحابہ خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا فہم نہ پہنچا بظفل ناداں (یعنی نانو توی صاحب) نے ٹھکانے کی بات کہہ دی (تخذیر الناس ص ۳۴) یعنی یہ کہ خاتم النبیین کنٹ محض جھوٹی ہوا بندی ہے اس لئے کہ ختم زمانی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آج تک تمام صحابہ و علماء و مسلمین (ان کے زعم میں) براہِ نافیسمی جگھے ہوئے تھے، اور ص ۱۱ تخذیر الناس پر خود ہر اسے تصنیع کہا تھا کہ اس کا منکر بھی کا فر ہو گا وہ تو اس صورت میں کہ بعد زمانہ نبوی مسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو یا ہر زانی ہو ہی گیا کہ وہ تو خود ہر اقرار تخذیر الناس ص ۲ یہی تھا کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ سب حضور کے بعد اور نبی پیدا ہوا تو سب میں آخری کب رہی گے یہ تو کیا ہی اور اس کے جاتے ہی نانو توی صاحب کا سنا ختم ذاتی بھی ختم شد کہ اسے ختم زمانی لازم تھا بخذیر ص ۱ ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہے لازم گیا تو ملزوم کہاں غرض ختم زمانی رہا نہ ذاتی، سب فنا اور خاقیت بجا اس میں کچھ فرق نہ آئے گا "کن ذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جب سر اللہ تعالیٰ یونہی ٹھہر کر دیتا ہے متکبر کرکٹس کے سارے دل پر۔" (ت) یہ ہے وہ ٹھکانے کی بات

علیہ وسلم ہم کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ غفرلہ

تخذیر الناس	کتب خانہ رحیمیہ دیوبند سہارن پور	ص ۲۱
۲۲	"	"
۲۳	"	"
۲۴	"	"
۲۵	"	"
۲۶	"	"
۲۷	"	"
۲۸	"	"
۲۹	"	"
۳۰	"	"
۳۱	"	"
۳۲	"	"

جو آج تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی نہ سمجھے تھے نافوقی صاحب نے کبھی بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور (یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر کسی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ حفظ الایمان قاضی ص ۷۔  
نبی اور غیر نبی میں جو فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کئی کا ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقل و عقل سے ثابت ہے۔ حفظ الایمان ص ۸۔  
ولہذا علمائے کرام حرمین شریفین نے قاضی الحرمین میں غیر مقلد پر یہ حکم فرمایا:

هو من اهل البدعة والناسیۃ وہ بدعتی جہنمی ہے۔

اور تمام الحرمین شریفین میں دیوبندیوں کی نسبت یوں ارشاد فرمایا:  
هؤلاء الطوائف كلهم كفار صرمدون یہ طائفہ سب کے سب کافر تہ ہیں باجماع امت  
خاص جوں عن الاسلام ہے۔ اسلام سے خارج ہیں۔

اور تحقیق یہ ہے کہ ان صریح جلی طعون کفروں کے ایجاد میں دیوبندی پیش قدم ہیں اور ان کے تسلیم میں وہ اور غیر مقلد سب یکساں وہم ہیں کوئی دہائی ان لعین کفروں اور اللہ و رسول کو شریہ غلیظ گالیوں پر دیوبندیوں کی تکفیر نہ کرے گا بلکہ اپنی چلتی ساتھ ہی دے گا اور علمائے کرام دیوبندیوں کو فرما چکے:

من شك في كفره وعذابه فقد جاز ان کے کفر و عذاب میں شک کرے  
خود کافر ہے۔

تو طعون کفروں میں سب برابر ہوئے اور اللہ و رسول جلی و علو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان  
آہ حفظ الایمان قاضی محمد عثمان خاں تاجو کتب ماکتب خانہ شریفہ دہلی ص ۸

۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲



رشید احمد و خلیل احمد و اشرف علی کھلے کا سفر  
ہیں گے

رشید احمد و خلیل احمد و اشرف  
علی من اهل الکفر الجلی

ص ۶۰

رشید احمد و اشرف علی و خلیل احمد  
کھلے کفر والے ہیں گے

رشید احمد و اشرف علی و خلیل  
احمد من ذوی الکفر الجلی

ص ۶۸ و ۷۰

میں اُن گمراہ گروں کے اقوال پر مطلع ہوا تو میں نے  
پایا کہ اُن کے اقوال اُن کے مرتد ہو جانے کے  
موجب ہیں اور وہ (انہیں اللہ رسوا کرے)  
رشید احمد و اشرف علی و خلیل احمد ہیں جو کھلے کفر  
والے ہیں۔

اطلعت علی کلام المضلین فوجدتہ  
موجباً لہم و تہم و ہم اخراہم اللہ  
تعالیٰ رشید احمد و اشرف علی  
و خلیل احمد من ذوی الکفر الجلی۔

ص ۱۰۰

گمراہ خارج از دین جھوٹا بیہ کیا جاتا ہے  
اُن میں سے ہے دین سے نکلنے والا شان اُلوہیت  
و رسالت کا گھٹانے والا قاسم نانوتوی رشید احمد  
گنہگار ہیں، خلیل احمد انہی، اشرف علی  
تھانوی۔

الفرقة المارقة التي تدعى بالوهابية  
منهم المارق المنقص لثابت  
الالوهية والرسالة قاسم النانوتوي  
ورشيد احمد گنگوہی و خلیل احمد  
انہی و اشرف علی تھانوی۔

ص ۶۵

لہ سام الحرمین

ص ۶۶

کتابہ نبویہ لاہور

ص ۶۷

کتابہ نبویہ لاہور

ص ۶۸

کتابہ نبویہ لاہور

ص ۷۰ و ۷۱

کتابہ نبویہ لاہور

ص ۷۲ و ۷۳

کتابہ نبویہ لاہور

ص ۱۰۷

کتابہ نبویہ لاہور

ص ۱۰۸

کتابہ نبویہ لاہور

ص ۱۲۸ و ص ۱۳۰

وَالْقَاسِمِيَّةُ قَوْلُهُمْ حَسْرِيحٌ فِي تَجْوِيزِ  
نَبْوَةِ جَدِيدَةٍ لِأَحَدٍ بَعْدَهُ وَلَا شَكَّ  
أَن مِّنْ جَوْنِ ذَلِكَ فَهُوَ كَافِرٌ بِاجْتِمَاعِ  
الْمَسَالِينِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلْفٌ مِّنْ رَّضَخِ  
يُحْقِلُهُمْ تِلْكَ أَمَّا لَوْ يَتَوَبَّسُوا  
غَضِبَ اللَّهُ وَلَعْنَتُهُ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ لِيَهْ

قاسم نامتوئی کے قول سے صاف ظاہر ہے  
کہ یہ لوگ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد  
کسی کو نبوتِ ہدیہ ملنی جائز مان رہے ہیں اور  
کچھ شک نہیں کہ جو اسے جائز مانے وہ باجماع  
علمائے امت کافر ہے ای لوگوں پر اور جو ان کی  
اس بات پر راضی ہو اُس پر اللہ کا غضب اور  
اللہ کی لعنت ہے قیامت تک اگر تائب نہ ہوں

ص ۱۳۲ و ۱۳۳

قَوْلُ رَشِيدِ أَحْمَدَ الْكَنْكَوهِ فِي الْبِرَاهِينِ  
الْقَاطِعَةِ كُفْرَ وَاسْتِخْفَافِ حَسْرِيحِ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَقَدْ نَصَّ اثْنَةُ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ أَن  
مِنَ اسْتِخْفَافِ رَسُولِ اللَّهِ كَافِرٌ يَكْفِي

وہ ہورشد احمد کنکوہی نے براہین قاطعہ میں لکھا  
کفر ہے اور صاف صاف حضور اقدس صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹانا ہے چاروں  
مذہب کے اماموں نے تصریحات فرمائی ہیں کہ  
شان اقدس گھٹانے والا کافر ہے

ص ۱۳۴

قَوْلُ أَشْرَفِ عَلِيِّ تَهَانَوِيِّ كُفْرَ هَيْجٍ بِالْإِجْمَاعِ  
أَشَدَّ اسْتِخْفَافًا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ  
مُقَابَلَةِ رَشِيدِ أَحْمَدَ فَيَكُونُ  
كُفْرًا بِطَرِيقِ الْأَوَّلِيِّ مُوجِبًا لِّغَضَبِ اللَّهِ

وہ جو اشرف علی تھانوی نے کہا وہ کھلا ہوا کفر ہے  
بالاتفاق اس میں رشید احمد کے قول سے بھی  
زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی  
تنقیصِ شان ہے تو ہر جہ اولیٰ کفر ہوگا اور  
قیامت تک اللہ تعالیٰ کے غضب و لعنت کا

ص ۱۳۵ و ۱۳۶	مکتبہ نبویہ لاہور	لے حمام الحرمین
ص ۱۳۸ و ۱۳۹	" "	" "
ص ۱۴۱ و ۱۴۲	" "	" "
ص ۱۴۳ و ۱۴۴	" "	" "

موجب

لعنتہ الیوم الدین

رہے چوتھے دیوبندی صاحب یہ انہیں اگلے تین کے پیچھے ہیں مگر کروڑوں خداؤں کے پوجنے میں آگے  
 ہیں انہوں نے ضمیر اخبار نظام الملک ۵ اگست ۱۸۸۹ء میں بتے تھان چھاپ دیا کہ ان کا خدا  
 چوری کر سکتا ہے کیونکہ آدمی چڑا سکتا ہے تو خدا کیسے چور نہ ہو سکے گا، اب ملاحظہ ہو کوئی عاشق اپنی  
 ملک لینے کو چوری نہیں کہہ سکتا تو ضرور ہے کہ بعض چرنی ان کے خدا کی ملک سے باہر اور دوسرے کی  
 ملک مستقل ہوں اور مالک مستقل نہ ہو گا مگر خدا کہ بندہ کا سب کچھ اس کے موٹی کا ہے تو ضرور ہے کہ  
 دوسرا خدا ہو جس کی ملک کو ان کا خدا چڑا سکے پھر آدمی لاکھوں کروڑوں کی چوری کر سکتا ہے ان کا خدا اگر  
 ایک ہی کی کر سکے تو پھر انسان سے قدرت میں گھٹ رہے تو ضرور ہے کہ دیوبندی کے لاکھوں کروڑوں خدا ہیں  
 جن کی چوری ان کا یہ خدا کر سکتا ہے یہ نیا ہر تو کی محمد حسن نے مگر اصل دلیل ان کے امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کی ہے  
 کہ تیرہ و تری میں بھی کہ آدمی جھوٹ بول سکتا ہے خدا نہ بول سکے تو آدمی سے قدرت میں کم رہے۔ اس  
 دلیل دلیل کے بکثرت زوہار رسائل مثل صبح السبوح وغیرہ میں ہیں مگر وہاں پر اس کا ماننا لازم اور  
 سب وہابی خود اس کے قائل ہیں۔ اب ہے دم تھانوی صاحب یا محمد حسن یا کسی دیوبندی یا کسی وہابی میں  
 کہ اس کا جواب لا سکے اور اپنے کروڑوں خدا سے ایک ہی گھٹا سکے، کذلک العذاب ولعذاب الاخرۃ  
 اکبر لو کانوا یعلمون (اے ایسی ہوتی ہے اور بے شک آخرت کی مار سب سے بڑی ہے کیا اچھا تھا اگر  
 وہ جانتے۔ ت) واللہ قلنا اعلم۔

۹۶ مسئلہ از نصیر آباد راجو تانہ مسئلہ شیخ عمر ۵ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ

اگر کسی کتاب میں امام اعظم رحمہ اللہ علیہ کے قول یا فعل سے کھانے پر غارتہ یا تہ اشکار پڑنے کا  
 ثبوت ہو تو برائے میرانی اس کتاب کا نام اور صفحہ سے بہت جلد اطلاع دیں کیونکہ ایسا دعویٰ نروی جلیل  
 غیر معتد کرتا ہے جس کے پرچہ کی نقل جو میرے پاس آیا ہوا ہے کہ کے خدمت میں روانہ کرتا ہوں ملاحظہ

۱۳۱ ص مسلم المرجع مکتبہ نبویہ لاہور

۱۳۲ ص \* \* \*

۱۳۳ ص یک روزہ فارسی فاروقی کتب خانہ ملتان

۱۳۴ ص القرآن الکریم ۲۳/۶۸

فرمائیں (فعلی رقمہ یہ ہے) میں جبہ الحکیم اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر کوئی عالم امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ ثابت کر دے کہ انہوں نے کھانا آگے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے تو میں اس کام کو کروں گا اور علاوہ لوگوں میں توبہ کروں گا اور سورہ پیر کی مثنائی اس کے شکر یہ میں تقسیم کروں گا۔

### الجواب

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب وہ ہے جو ان کی کتاب عقائد فقہ اکبر کی شرح میں ہے کہ:

ان دعاء الاحیاء للاموات وصدقتهم  
عنہم نفع لهم، خلافاً لمعتزلة،  
الاصل في ذلك عند اهل السنة ان  
للانسان ان يجعل ثواب عمله  
لفيرة صلاة او صوما او حجاب  
او صدقة او غيره، وعند ابي حنيفة  
مرحمہ اللہ واصحابہ یجبونہ ذلك و  
ثوابہ الی الیبت۔ مصلحتاً۔

بیشک زندوں کا مردوں کے لئے دعا کرنا اور ان کی  
طرف سے صدقہ دینا مردوں کو نفع دیتا ہے معتزلہ  
مگر اہل فرقہ اس میں مخالفت ہے، اور اصل اس میں  
یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک آدمی اپنے ہر عمل  
کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے نماز پر بارزہ  
یا حج یا صدقہ یا کچھ۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے  
اصحاب کے نزدیک یہ سب جائز ہے اور میت  
کو اس کا ثواب پہنچتا ہے۔ (ت)

یہ مذہب ہے امام اعظم کا، اگر اس میں کوئی ثبوت دے دے کہ امام نے قرآن مجید اور کھانے کا  
ثواب پہنچانا جائز تو فرمایا لیکن کھانا آگے رکھنے کو منع فرمایا ہے، میت کے لئے دعا تو جائز فرمائی ہے لیکن  
اس میں ہاتھ اٹھانا منع فرمایا ہے، تو اسے دوسرے دے انعام دے جائیں گے۔ نیز دیوبند وغیرہ وہابی  
یہ اس میں جو نصاب تعلیم ہے اور مسلمانہ جیسے طرز معلوم کے لئے امتحان اور ان کے نمبر اور روداوی چھاپنا  
اور کتابیں چھاپ کر بیچنا اور ان پر کمیشن کاٹنا، اگر کوئی عالم اس کا ثبوت دے کہ امام اعظم نے ان  
باتوں کا حکم دیا ہے تو سورہ پیر انعام پائے گا۔

۹۷ مسئلہ از امر قسہ کمرہ پروجہ مسئلہ غلام محمد دکاندار ۲۷ ربیع الاول شریعت ۱۳۳۷ھ

ثبوت مولود شریعت پر سورہ پیر انعام۔ آج کل جس دیم مولود کا رواج ہے ہمارے علم میں یہ بے ثبوت  
بات ہے اس کے ثبوت دینے پر انہیں ہذا کی طرف سے یکم ربیع الاول کو ایک اشتہار انعامی دئی رہا ہے  
شائع ہو چکا ہے مگر میان فیروز الدین صاحب سوداگر انزیری مجسٹریٹ فرماتے ہیں کہ یہ انعام کم ہے اس مسئلہ

سے منہ الروض الاضہر شرح الفقہ الاکبر الدعار لیت منفع خلافاً لمعتزلة مصنف ابوبائی طبع مصر ص ۳۰-۳۹

کافیصلہ ہونا ضروری ہے اس لئے میاں صاحب موصوف مروجہ مولود کا ثبوت قرآن یا حدیث یا فقہ میں سے دینے والے کو یکتہ روپیہ انعام دینے کا اعلان کرنے کی ہم کو اجازت دیتے ہیں۔ امید ہے کامیابی مولود شریف ضرور توجہ کر کے انعام مرقومہ کے علاوہ ثواب داریں بھی حاصل کریں گے۔

نوٹ: واضح رہے کہ ایچ پیج کا کام نہیں، صرف حوالہ کتاب مع عبارت شائع کر دینا کافی ہے جس میں لکھا ہو کہ ربیع الاول کے مہینہ میں مجلس مولود کیا کرو مجلس مولود کرنا ثواب ہے، ہماری طرف سے اجازت ہے کہ امامان دین میں سے کسی ایک امام کا قول دکھا دیں جو کسی مستند کتاب میں ہو، اگر اتنا بھی ثبوت نہیں تو پھر ایسی بے ثبوت بات کو چھوڑنے میں ذرا دیر نہ کریں ورنہ خدا کے سامنے جواب دہی ہوگی۔ والسلام خاکسار محمد ابراہیم شال مرچنٹ نائب سیکریٹری انجمن اہل حدیث امرتسر ۱۴ دسمبر

### الجواب

وہابیہ کو دو سو روپے انعام۔ حامداً و معیلاً و مسلماً۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاَتَا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۖ اے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ اگر وہابیہ ثبوت دے دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت نعمت نہیں یا مجلس میلاد مبارک اس نعمت کا چرچا نہیں تو ۴۰ روپے انعام۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَذَكِّرْهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ ۚ اُنھیں اللہ کے دلی یاد دلاؤ۔ اگر وہابیہ ثبوت دے دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کا دن اللہ کے عظمت والے دنوں میں نہیں یا مجلس میلاد اُس دن کا یاد دلانا نہیں تو ۴۰ روپے انعام۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلِیَفْزَحُوا ۖ تم فریاد کرو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ہی پر لازم ہے کہ خوشیاں مناؤ۔

سُورَةُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۱۱/۹۳

سُورَةُ ۵/۱۳

سُورَةُ ۵۸/۱۰



اگر دبا یہ ثبوت دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہیں یا مجلس میلاد اس فضل و رحمت کی خوشی نہیں تو ۳۰ روپے انعام۔  
(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا أَتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا۔  
جو رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے وہ منع کریں اس سے باز رہو۔

اگر دبا یہ ثبوت دیں کہ قرآن مجید یا حدیث شریف میں کہیں مجلس میلاد مبارک کو منع فرمایا ہے تو ۳۰ روپے انعام۔

**ضروری اطلاع:** واضح رہے کہ ایچ پیج کا کام نہیں صرف وہ آیت یا معنی والے کتاب و صحیفہ سننا وہ حدیث شائع کر دینا کافی ہے جس میں لکھا ہو کہ ربیع الاول کے مہینے میں مجلس میلاد نہ کیا کرو مجلس میلاد کرنا عذاب ہے بلکہ ہماری طرف سے اجازت ہے کہ چاروں اماموں یا صحاح ستہ کے چھ مصنفوں میں سے کسی ایک امام ہی کا قول مذکور دکھادیں جو کسی مستند کتاب میں ہو، اگر منع کا اتنا ثبوت بھی نہیں تو پھر ایسے بے ثبوت منع کو چھوڑنے میں ذرا دیر نہ کریں ورنہ خدا کے سامنے جواب دہی ہوگی۔

(۵) اہل حدیث کی کائنات میں اس میں سیکرٹری وغیرہ مقرر کرنا اور بنانا اور اسکے بڑے سالانہ جلسے اور ان کی میت کرائی اور اہل حدیث کا اخبار چھاپنا اور اس کی مشکل قیمت لینا اور زور و اثر میں کتابیں چھاپنا اور حیثیت مروجہ پر مدرسے بنانا اور ان میں نخواستہ وار مدرسین رکھنا سب ایسی شششایہ، سلا ز امتحان ہونا، ان میں پاس کے نمبر ٹھہرانا، کسی مسئلہ کا ثبوت مانگنے پر اشتہار چھاپنا، اس پر درس کا نصاب معین کرنا، انعام ٹھہرانا۔ ان سب باتوں کا اگر دبا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ، تابعین یا چار امام یا چھ مصنف صحاح سے ثبوت دے دیں تو ۳۰ روپے انعام۔ اور ثبوت نہ دے سکیں تو پھر ایسی بے ثبوت باتوں کے چھوڑنے میں ذرا دیر نہ کریں ورنہ خدا کے سامنے جواب دہی ہوگی۔ والسلام علی من اتبع الهدی (اور سلامتی اسے جو ہدایت کی پیروی کرے۔ ت)

## تحریر بر سالہ شمس التالکین و رباعہ مجلس مبارک و قیام

بسم اللہ الرحمن الرحیم، الحمد للہ و کفی و سلام علی عباده الذین اصطفیٰ لا یمیتا  
الحبيب المصطفى وآله وصحبه اولى الصداق والصفاء۔ فقیر غفرلہ المولى القدير نے مولینا مولوی  
سے القرآن الکریم ۵۹/۵

ابو نصر حکیم محمد یعقوب صاحب حنفی قادری راپوری کا یہ مختصر و کافی فتویٰ مستحکم شمس المسالکین مطالعہ کیا، مولیٰ عزوجل مولین کی سعی جلیل قبول فرمائے اور اس فتویٰ کو حقیقتہً مسالکین راہ ہدٰی کے لئے آفتاب نورانی بنائے۔ مجلس مبارک و قیام اہل محبت کے نزدیک قواعد امتحانِ دلیل نہیں۔ اہل محبت میں جو انصاف پر آئیں قرآن عظیم قول فیصل و حاکم مدل ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

قل بفضل الله وبرحمته فبذلك  
فليفرحوا بآية  
تم فرمادو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ہی پر لازم ہے کہ خوشیاں مناؤ۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

وذكرهم بايات الله بآية

انھیں اللہ کے دلی یاد دلاؤ۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

واقما بنعمة ربك فحدث بآية

اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

انا امرسلتك شاهدا ومبشرا ونذيرا  
لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزوه و  
توقروه بآية

اے نبی بے شک ہم نے تجھیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا، تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

فالذین اصنوا به وعتزوه ونصروه  
واتبعوا النور الذی انزل معہ  
اولئک ہم المفلحون بآية

تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اُسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُتر آیا وہی باعزاد ہونے والے۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

لئن اقمتم الصلوة واتيتم الزکوة وامنتم

اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں

۲۵ القرآن الکریم ۵/۱۳

۳۷ ۹۰۸/۲۸

۱۵ القرآن الکریم ۵۸/۱۰

۳۷ ۱۱/۹۳

۳۵ ۱۵۷/۷

برسلی وعزس تموهما اقرضتم اللہ قرضا  
 حسنا لا کفرن عنکم سیئاتکم ولا دخلنکم  
 جنت تجری من تحتها الانہر فعدت  
 کفر بعد ذلک منکم فقد ضل سواء  
 السبیل

پرایمان لاؤ اور اُن کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسن  
 دو بے شک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا اور  
 ضرورتیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے  
 نہریں رواں، پھر اس کے بعد قرض میں سے کفر  
 کرے وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا۔ (ت)

پہلی تینوں آیتوں میں حکم فرماتا ہے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر شایان مناؤ، لوگوں کو اللہ کے  
 دین یاد دلاؤ، اللہ کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ اللہ کا کون سا فضل و رحمت، کون سی نعمت اس حبیب کریم  
 علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی ولادت سے زائد ہے کہ تمام نعمتیں تمام رحمتیں تمام برکتیں اُسی کے  
 صدقے میں عطا ہوئیں۔ اللہ کا کون سا دین اسی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور پرورد کے دین سے بڑا  
 ہے۔ تو بلاشبہ قرآن کریم میں حکم دیتا ہے کہ ولادتِ اقدس پر خوشی کرو۔ مسلمانوں کے سامنے اُسی کا  
 چرچا خوب زور شور سے کرو، اسی کا نام مجلس میلاد ہے۔ بعد کی تین آیتوں میں اپنے رسولوں خصوصاً  
 سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم مطلق فرماتا ہے، اور قاعدہ شدیدیہ  
 المطلق یجوز علی اطلاقہ (مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔ ت) جو بات اللہ  
 عزوجل نے مطلق ارشاد فرمائی وہ مطلق حکم عطا کرے گی جو کہ اس مطلق کے تحت میں داخل ہے سب  
 کو وہ حکم شامل ہے بلا تخصیص شرع جو اپنی طرف سے کتاب اللہ کے مطلق کو متعید کرے گا وہ کتاب اللہ کو  
 فسوخ کرتا ہے، جب یہ تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم مطلق فرمایا تو جمیع طرق تسلیم  
 کی اجازت ہوتی جب تک کسی خاص طریقے سے شریعت منع نہ فرماتے۔ یعنی رحمت پر رحمت، ایام النہی کا  
 تذکرہ، نعمت ربانی کا چرچا یہ بھی مطلق ہیں جس طریقہ سے کئے جائیں سب اقبالِ امر النہی ہیں جب تک  
 شرع مظہر کسی خاص طریقہ پر انکار نہ فرماتے۔ تو روشن ہوا کہ مجلس و قیام پر خاص دلیل نام لے کر چاہنا  
 یا بعینہ اُن کا قرونِ ثلثہ میں وجود تلاش کرنا زری اور مذموم ہی نہیں بلکہ قرآن مجید کو اپنی رائے سے  
 فسوخ کرنا ہے۔ اللہ عزوجل تو مطلق حکم فرماتے اور منکرین کہیں کہ وہ مطلق کہا کرے ہم تو حسبِ ما وہ  
 صورت جائز مانیں گے جسے بالتخصیص نام لے کر جائز کیا ہو یا جس کا ہیئت کذاتی قرونِ ثلثہ میں

لے القرآن الکریم ۱۲/۵

لے الترضیع والتسویع

فصل حکم المطلق

مطبوع میر محمد کراچی

۱۶۹/۱

وجود ہوا ہو، انا للہ وانا الیہ ساجعون (ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔ ت) عقل و دین رکھتے تو جو طریقہ انہما فرست و تذکرہ نعمت و تعظیم سرکار رسالت دیکھتے اس میں یہ تلاش کرتے کہ کہیں خاص اس صورت کو اللہ و رسول نے منع تو نہیں فرمایا، اگر اُس کی خاص ممانعت نہ پاتے یقین جانتے کہ یہ انہیں احکام کی بجا آوری ہے جو ان آیات کریمہ میں گزرے مگر آدمی دل سے مجبور ہے، محبوب کا چرچا محب کا چین اور اُس کی تعظیم آنکھوں کی ٹھنڈا لک اور جس دل میں غیظ بھرا ہے وہ آپ ہی ذکر سے بھی جلے گا تعظیم سے بھی بگڑے گا، دوست دشمن کی یہ بڑی پہچان ہے، آخر نہ دیکھا کہ دل کی دلی نے بھڑک کر کہاں تک پھونکا، جانتے ہو کہ اب یہ منکران مجلس و قیام کون ہیں، ہاں ہاں وہی ہیں جو اول تو اتنا کہتے تھے کہ وہ بڑے بھائی ہم چھوٹے بھائی، ان کی سروری ایسی ہی ہے جیسے گاؤں کا پدھان یا قوم کا چودھری، اُن کی تعریف ایسی ہی کہ جیسے آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس سے بھی کم۔ باتوں مثالوں میں چوڑے چارے تشبیہ بھی دے بھاگتے تھے کہ یہ سب اوروں سے بہت زائد۔ ان کی دھرم پوتھی تقریر الایمان میں مصرع ہیں اور اب تو اور بھی کھیل کھیلے کہ ان کے علم سے شیطان کا علم زیادہ ہے، ”جیسا علم غیب اُن کو ہے ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کو ہوتا ہے“ وغیرہ وغیرہ کل بات طعنہ۔ مسلمانو! یہ ہیں جو آج تمہارے سامنے مجلس مبارک و قیام سے حکم ہیں اب تو سمجھو کہ علت انکار کیا ہے واللہ واللہ بغض محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو خبردار ہوشیار یہ ہیں وہ جن کی خبر حدیث میں دی تھی کہ ذیاب فی شیا بٹ بھیڑیے ہونگے کپڑے پہنے، یعنی ظاہر میں انسانی لباس اور باطن میں گرگ فرائس۔ اُسے مصلحتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھڑو! اپنے دشمن کو پہچانو! نہیں نہیں تمہارے دشمن نہیں تمہارے پیارے ماتک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن جنہوں نے وہ ملعون گالیاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں لکھیں چھاپیں اور آج تک اُن پر مبصر ہیں۔

قد بدت البغضاء من افواهہم  
وما تخف صدورہم  
اُن کی عداوت شدیدہ تو اُن کی باتوں سے ظاہر  
ہو گئی اور وہ جو اُن کے دلوں میں چھپی ہے بہت

سہ القرآن الکریم ۱۵۷/۲

سہ البراہین القاطعہ بحث علم غیب مطبع لے بلا سا واقع ڈھور ص ۵۱  
سہ حفظ الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۱۳ و دعوت فکر مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور ص ۷۶

اکبر علیہ

زائد ہے۔

جو بتا ہر اُن غیبت گالیوں کے خود مرکب نہیں اُن سے پوچھ دیکھئے کہ جس خبیثاء نے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوں منہ بھر کر گالیاں دیں وہ مسلمان رہے یا کافر ہو گئے، دیکھو ہرگز ہرگز انہیں کافر نہ کہیں گے بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل اُسے اُن کی حمایت کو تیار ہو جائیں گے تا وہیں گھڑیں گے، بات بنائیں گے، حالانکہ علمائے کرام حرمین شریفین بالہ اتفاق اُن تمام دشنامیوں کو ایک ایک کا نام لے کر فرما چکے کہ:

من شك في عذابه وكفره فقد كفر بالله جو انکے مذاہب کا فراموشی میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔  
مسلمانو! جب نوبت یہاں تک پہنچ چکی پھر اُسے مجلس یا قیام یا کسی مسئلہ اسلام میں بحث کا کیا موقع رہا؟

دُخل دینے کا کیا حق۔ مگر یہ ساری وقت اس کی ہے کہ بجائے تم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کو ابھی نہ پہچانا، ان کے پاس بیٹھتے ہو، اُن کی بات سنتے ہو، ان کی تحریریں دیکھتے ہو۔ دیکھو یہ تمہارے حق میں ذہر ہے، دیکھو تمہارے پیارے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ واللہ تم سے بڑھ کر تم پر مہربان ہیں تمہیں ارشاد فرما رہے ہیں کہ:

فايتاكم واتياكم لا يضلونكم و  
لا يفتنونكم بلکہ  
اُن سے دور بھاگو انہیں اپنے سے دور کر دو  
کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں  
نہ ڈال دیں۔ والیہذا باللہ تعالیٰ۔

بجائے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن سے لپٹا رہنا اچھا ہے یا معاذ اللہ  
ان کے دشمن کے پھندے میں پڑنا، اللہ تعالیٰ اُن کا دامن نہ چھڑائے دنیا میں نہ آخرت میں، آمین!  
وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولینا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین، آمین!  
۹۸ مسئلہ از جلالہ چوک آغا محمد الدین صاحب دکان ملک محمد امین، مسئلہ ملک محمد امین ۲۵ ربیع الآخر، ۱۳۳۹ھ  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

۱۱۸/۳ القرآن الحکیم

۹۴ ص ۱۱۸/۳ مکتبہ نبویہ لاہور ۱۳ ص ۱۱۸/۳ مکتبہ اہل سنت بریل  
۱۰/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

(۱) خواب میں شیطان کسی اچھی صورت میں ہو کر فریب دے سکتا ہے یا نہیں کہ میں محمد رسول اللہ ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۲) اٹھارہ ہزار عالم سے کیا مراد ہے؟ کل اشیاء، رزق وغیرہ بھی اس میں شامل ہیں یا نہیں؟

### الجواب

(۱) حضور اقدس علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کے ساتھ شیطان قائل نہیں کر سکتا۔ حدیث میں فرمایا،

من رآنی فی المنام فقد رآی الحق ان الشیطان لا یتمثّل بی بلہ  
جس نے مجھے خواب میں دیکھا بیشک اس نے  
مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار  
نہیں کر سکتا۔ (ت)

ہاں نیک لوگوں کی شکل بن کر دھوکا دے سکتا ہے بلکہ اپنے آپ کو اللہ ظاہر کر سکتا ہے۔  
(۲) عالم اٹھارہ ہیں اور ہر ایک میں کثرت مخلوقات کے سبب اسے ہزار سے تعبیر کیا۔ تینوں عالمیہ  
جمادات، نباتات، حیوانات، اور چاروں عناصر، اور سات آسمان، اور فلک ثوابت،  
فلک اعلیٰ، کرسی، عرش۔ افادہ التبیح الاکبر فی الدین ابن عربی قدس سرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔  
مسئلہ از شہرہ یلی محلہ سوداگران مسئلہ شفیع احمد جیلپوری ۵ جمادی الاول ۱۳۳۷ھ  
حضور پر نور، بعد میثاقی الست برکت کیا اور وارح معدوم کر دی گئی تھیں اور بعد خلق انسان کے وقت  
پھر خلق رُوح ہوتا ہے، اس میں اہل سنت کا کیا عقیدہ ہے اور کیا دلیل؟ اور یہ عقیدہ کس مرتبہ میں ہے  
ایقانی اجماعی یا ضروریات اہلسنت سے؟ اس مسئلہ میں ملّا کو تردد ہے، ابھی ضرورت ہے۔

### الجواب

ماث اللہ، رُوح بعد ایجاب کبھی فنا نہ ہوگی انما خلقتم للابد (تم ہمیشہ کے لئے پیدا  
کئے گئے ہو۔ ت) برہ کے ساتھ حدوث نفس خیال باطل فلاسفہ ہے، قال اللہ عزوجل،  
وکنتم امواتا فاحیاء کد شم یبعثکم وکنتم امواتا فاحیاء کد شم یبعثکم  
حالاکم تم مردہ تھے اُس نے تمہیں جلا یا پھر تمہیں ماریگا  
پھر تمہیں جلائے گا۔ (ت)

۴۸۴/۱۵	موسمۃ الرسالہ بیروت	حدیث ۴۱۳۸۹	لکھنؤ کنز العمال
۵ ص	خلافت اکیڈمی منگورہ سوات	باب فضل الموت	۲۸ شرح الصدور
			۲۸ القرآن الکریم

اگر بعد میثاق رُوحیں معدوم کر دی گئی ہوتیں تو تین موتیں ہوتیں اور یوں فرمایا جاتا،  
 کنتم امواتا فاحیاءکم ثم احیاتکم ثم اماتکم ثم احیاءکم تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا، پھر مارا،  
 ثم یبعثکم ثم یحییٰکم۔ پھر زندہ کیا، پھر مارے گا پھر زندہ کرے گا (ت)  
 یہ عقیدہ اجماعی ہے مگر نہ اس درجہ پر واضح کہ جو شخص بحال ناواقف اس کا خلافت کرے اُسے  
 اہل سنت سے خارج کیا جائے بلکہ غلط کار خالی ہے ولس، اور اس پر الزام ہے کہ بے جا سنے  
 لب کشائی کی جرات کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
 مسئلہ ۱۰۱ جہادی الاولیٰ، ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایمان کی تعریف کیا ہے؟ اور ایمان کامل کیسے  
 ہوتا ہے؟ بیتنوا توجہوا (بیان فرماؤ اور دے جاؤ گے۔ ت)

### الجواب

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر بات میں سچا جانے، حضور کی حقانیت کو صدقِ دل  
 سے ماننا ایمان ہے جو اس کا مقرر ہر اسے مسلمان بنائیں گے جبکہ اس کے کسی قول یا فعل یا حال میں  
 اللہ و رسول کا انکار یا تکذیب یا توہین نہ پائی جائے اور جس کے دل میں اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم کا علاقت تمام علاقوں پر غالب ہو اللہ و رسول کے محبوبوں سے محبت رکھے اگرچہ اپنے دشمن  
 ہوں اور اللہ و رسول کے مخالفوں بدگوئیوں سے عداوت رکھے اگرچہ اپنے جگر کے لکڑے ہو، جو کچھ دے  
 اللہ کے لئے دے جو کچھ روکے اللہ کے لئے روکے، سو اس کا ایمان کامل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من احب لله و ابغض لله و اعطى  
 جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کی اور اللہ تعالیٰ  
 لله و منع لله فقد استكمل  
 کے لئے عداوت کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے دیا اور  
 الايمان لله و الله تعالى اعمد۔  
 اللہ تعالیٰ کے لئے روکا اس کا ایمان کامل ہے۔ (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۲ از کھنڈل پوسٹ آفس گیو کٹر ضلع اکیاب مرسلہ محمد عبدالسلام مدرس چارم  
 گورنمنٹ اسلامیہ اردو اسکول ۱۴ جمادی الاولیٰ، ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض دیوبندی عالم کہتے ہیں کہ درود تاج پر صاعرا حرام ہے  
 لے سنی ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی رد الارجار آفتاب عالم پریس لاہور ۲۸۷/۲

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں دافع البلاء والنوباء والقحط والسر ضب  
والالسد (مصیبت، دیار، قحط سالی، بیماری اور دھوکہ کو دور کرنے والا۔ ت) کا استعمال نازیبا  
بلکہ شرعاً ممنوع اور ایمان جانے کا خوف سے نفوذ یافتہ من ذمک یرقل حق ہے یا باطل؟ اگر حق ہو تو  
مشکلیں پر شرعاً کیا حکم؟

### الجواب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دافع ہر بلا ہیں، ان کی شان عظیم تو ارفع داعیٰ ہے، اُن کے  
علوم و فہم بلا فرماتے ہیں۔ ابی ہریری دابن مساکر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،  
میرا نام آخوند اس لئے ہمارے میں اپنی امت سے  
آتش دوزخ کو دفع فرماتا ہوں۔  
أَتَمُّوْا نَارَ جَهَنَّمَ يَٰ  
بَنِي آدَمَ إِنَّكُمْ لَأَقْبَىٰ آخِیْنَدُ عَنْتِ

دوزخ سے بدتر اور کیا بلا ہوگی جس کے دافع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔  
بیہقی دلائل النبوة اور ابوسعید شرف المصطفیٰ میں راوی، خفاف بن فضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
نے حاضر بارگاہ ہرگز عرض کی اسے  
حق وردت الی المداينة جاہدا  
کیا ارالہ فتخرج الکدر ہا ست  
میں کوشش کرتا ہوا دینہ میں حاضر ہوا کہ زیارت  
اللہ سے شرف ہوں تو حضور میری سبب  
مشکلیں کھول دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کی عرض پسند کی اور تعریف فرمائی۔  
منج المداح امام ابی سیدہ اناسی میں ہے ترب بن ریطہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اسے  
لقد بعث اللہ النبی محمداً  
(خدا کی قسم اللہ عز وجل نے اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق اور قطعی دلیل  
ہدایت کے ساتھ ایسا بھیجا کہ حضور دافع بلا فرماتے ہیں)

- ۱۔ تاریخ دمشق الكبير باب معرفة اسماءه دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۱  
۲۔ دلائل النبوة للبیہقی جامع ابواب البعث سبب اسلام خفاف بن فضلہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۲۹۱  
۳۔ شرف المصطفیٰ ذکر اسلام خفاف بن فضلہ حدیث ۵۳ دار البشائر الاسلامیہ ۱/ ۱۳۳  
۴۔ الاصابة فی تیز الصاۃ بحوالہ ابن سیدہ اناسی ترمذی ۱۶۵۹ حرب بن ریطہ دار صادر بیروت ۱/ ۳۲



عمر بن شہید بطریق عام شیعہ راوی اسود بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی،  
 انت الرسول الذی یوجب قوا غسلہ عند القحوط اذا ما أخطأ المطر  
 یا رسول اللہ! حضور وہ رسول ہیں جن کے فضل کی امید کی جاتی ہے قحط کے وقت جب سیر غلط کرے۔  
 ابن شاذان عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے پر فرمایا،

یا حمزة یا کاشف الکربات یا حمزة  
 یا ذاب عن وجه رسول اللہ  
 اے حمزہ اے واقع البلاء اے حمزہ اے حمزہ  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنوں کے دفع کرنے والے۔

کتب سابقہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر شریف میں ہے ان کے دو  
 نائب ہوں گے ایک بن رسید یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے جبرائیل یعنی فاروق اعظم  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ اما الفقی فخذوا من غمرات ودفاع معضلات وہ جو جبرائیل ہیں وہ سختیوں میں  
 گھس پڑنے والے اور بڑے دفع البلاء بڑے مشکلات کا ہونگے۔  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من کنت ولیہ فعلی ولیہ قال المناوی فی شرحہ  
 یندفع عنہ ما یکروه  
 یعنی میں جس کا مددگار ہوں علی المرتضیٰ اس کے  
 مددگار ہیں کہ ہر کردہ کو اس سے دفع کئے ہیں۔

شاہ ولی اللہ دہلوی جماعت میں لکھتے ہیں،  
 اثرات ایں نسبت است در مہالک و مضائق  
 صورت آن جماعت پذیر آمدن حل مشکلات  
 ہے بآں صورت منسوب شدنی ہے  
 ہا کثر اور نگہوں میں اس جماعت (اولیاء اللہ) کی  
 صورت کا ظاہر ہونا اور حل مشکلات کا اس کی  
 طرف منسوب ہونا اس نسبت کے ثمرات میں سے ہے۔

لہ الامایۃ فی تمیز الصحابة ترجمہ ۱۱۶۹ اسود بن مسعود ثقفی دار صادر بیروت ۴۶/۱  
 لہ النہای المیمون المعروف بالسیرة الخلیفۃ ذکر غزوہ احد المکتبۃ الاسلامیۃ بیروت ۲۴۴/۲

۱۰۰۱ حدیث ۵۴۲/۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت  
 التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث من کنت ولیہ الا مکتبۃ الامام الشافعی ریاضی ۴۴۲/۲  
 جمہ ۱۱ شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد ص ۵۹

قاضی شہداء اللہ تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں :

ارواح الیساں یعنی اولیاء در زمین و آسمان بہشت ہر جا کہ خواہند می روند و دوستان و معتقدان را در دنیا و آخرت مددگاری سے فرمایند و دشمنان را ہلاک می نمایند۔  
 اولیاء اللہ کی روحیں زمینی، آسمانی اور جنت میں جہاں چاہتی پھرتی ہیں اور دنیا و آخرت میں اپنے دوستوں اور عقیدہ مندوں کی مدد کرتی ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں (ت)

اس مسئلہ کی کافی تفصیل ہماری کتاب الامن والعلی لتاعنی المصطفیٰ بدافع البلاء میں ہے۔ درود تاج پر پڑھنے کو حرام کی طرف نسبت دی کرے گا جو خود غسوب بگرام ہو۔ دہا بیر مرتدین ہیں ان کی بات سنی جاتر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ثانی ازیں مقام و ازیں سائل (سوال دوم اسی جگہ سے اسکا سائل کی طرف سے۔ ت)

سے باادب داخل ہوا دل محفل میلاد میں

خود بدولت خود میں شامل محفل میلاد میں

ہمارے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محفل مولود میں جلوہ افروز ہونا اس شعر سے صادق آتا ہے لیکن دہائی کتا ہے کہ نہیں ہو سکتا۔ جلوہ افروز نہ ہونے کی کیا دلیل؟

### الجواب

دہائی کہ اب ٹھوڑا ہے۔ امام خاتم المخافتہ جلال اللہ والہ الدین سیر علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تنویر میں

فرماتے ہیں :

قد اخبرنی الثقات من اهل الصلاح انہم شاہدوہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراراً عند قراءۃ المولود الشریف وعند ختم القرآن وبعض الاحادیث یحک

مجھے ثقہ صالحین نے خبر دی کہ انہوں نے بار بار حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مجلس میلاد شریف و مجلس ختم قرآن عظیم و بعض احادیث میں مشاہدہ کیا۔  
 نیز امام ممدوح تنویر پھر امام محدث جلیل زر قافی شرح المواہب شریف میں فرماتے ہیں :  
 انہ و صائر الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عليه وسلم اذنت لهم في الخروج  
من قبورهم للتصريف في الملكوت  
العلوي والسفلي

اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو  
اجازت ہے کہ آسمان وزمین کی سلطنت الٰہی میں  
قہر فرمانے کے لئے اپنے مزاہات طیبہ سے  
باہر تشریف لے جائیں۔

علامہ زرقاتی فرماتے ہیں،

و نحوه یا فی المصنف فی غیر موضع من  
هذا الكتاب

یعنی اس کے مثل امام احمد قسطلانی نے مرآۃ  
شریعہ میں جا بجا تصریح فرمائی ہے۔

امام ابن حجر مکی فی تہذیب التہذیب فرماتے ہیں،

س و ح نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
ما بما تظہر فی سبعین الف صورة  
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس تو بلند بالا ہے، امام اہل عبادۃ  
بن مبارک و ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری و سلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے  
وقف اور امام احمد حسد حسد اور حاکم صحیح مستدرک اور ابوالوفاء علیہ میں بسند صحیح حضور سید عالم  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفعا راوی، و هذا حدیث ابی بکر،

اذا مات المؤمن یخلى صر به یسرح  
حیث شاد یہ

ہم نے اپنے رسالہ اتیان الامرواح لدیارسہم بعد الرواح میں اس پر بہت  
روایات ذکر کیں بلکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مجالس طیبہ میں تشریف لانا بایں معنی نہیں  
کہ نہ تھے اور تشریف لاتے کہ وہ تو ہر وقت مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہیں صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم۔

۱۰۰ الفخاوی للفخاوی تنزیہ الملک فی اسکان روضۃ النبی و الملک دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۲۹۳

۱۰۰ الفخاوی الکبریٰ کتاب الصلوٰۃ باب الجنائز دارالکتب العلمیہ بیروت ۹/۲  
۱۰۰ اتحاف السادة المتقين بحوالہ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب ذکر الموت دار الفکر بیروت ۱۰/۲۲۶

علامہ علی نقاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں :

لا حول ولا قوة الا بالله تعالى عليه  
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم  
وسلم حاضراً في بيوت اهل الاسلام  
ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے۔  
بلکہ یہ معنی کہ مجلس مبارک میں تجلی خاص فرماتے ہیں، یہ ان کے کرم ہے ہر جگہ ضرور نہیں اور جس ذیل  
سے ذیل بندے کو فوازیں کچھ دے دے نہیں سہ

اگر بادشاہ پر در پیر زن بیاید تو اسے خواہر سلطنت کہیں  
(اگر بادشاہ پورس عورت کے دروازے پر تشریف لائے تو اسے سردار! کو کچھ مت اکھاڑت)  
وہابی کہ اسے محال مانتا ہے کیا دلیل رکھتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے :  
قل هاتوا برهانكم ان كنتم صدقین  
اپنی برہان لاؤ اگر سچے ہو  
دلیل کچھ نہیں سوا اس کے کہ طر

انبیاء را بچو خود پنداشتند

(نبیوں کو وہ اپنے جیسا سمجھتے ہیں۔ ت)

وسيعلم الذين ظلموا انهم  
منقلب ينقلبون  
وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ  
دیکھتے ہیں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم  
مسئلہ از کانپور مرسلہ مولانا محمد آصف صاحب ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۲ھ

بسم الله الرحمن الرحيم ، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ یا حبیب محبوب اللہ  
روحی خدا کی، قبلہ کونین و کعبہ دارین ، امت فیوضہم بعد تسلیمات خدیوانہ و تمنائے حصول سعادت  
آستانہ بوسی ، التماس اینکہ بفضلہ تعالیٰ کترین بختیریت ہے مستوری حضور کی درامہ بارگاہ احادیث  
سے مطلب۔ گرامی نامہ صادر ہو کہ موجب عزت و سرفرازی ہو! فدوی نے اس آیت مستہ آئی  
فمنہم شقی و سعید (تو ان میں کوئی بد بخت ہے اور کوئی خوش نصیب۔ ت) کی تفسیر

۱۔ شرح الشفاء للعلی نقاری علی ہاشم نسیم الریاض فصل فی الزواجر مرکز اہلسنت برکات خفا گجرات ۲/۲۶

۲۔ القرآن الکریم ۲/۱۱۱ و ۲۴/۶۴

۳۔ ۲۴/۲۶

۴۔ ۱۰۸/۱۱

اور وہ جو خوش نصیب ہوئے وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان و زمین رہیں مگر حق تعالیٰ رب نے چاہا ایسا بخشش ہی کبھی ختم نہ ہوگی۔ (ت)

الاستثناء في باب السعداء يجب حملہ  
على احمد الوجوه المذكورة فيما تقدم  
وهنا وجه آخر وهو انه ربما اتفق  
لبعضهم ان يرفع من الجنة الى العرش  
والى المنازل الرفيعة التي لا يعلمها  
الا الله تعالى

اگر کوئی کہے کہ الفاظ غیبی مجنوں و ذہن معلوم ہوا کہ عطا غیر منقطع ہوگی مگر استثناء رہا شاء  
مقابلہ ہے قدرت منقطع کرنے پر معلوم ہوتی ہے اگرچہ ہرگز ہرگز مشیت منقطع کرنے کے لئے متعلق  
نہ فرمائے گا تو اس کا کیا جواب ہے، حضور کا رسالہ جلد اول سبب حق السجود فدوی کے پاس ہے،  
مولانا مولوی امجد علی صاحب سے چند کتابیں مثل نظر الطیب وغیرہ و نیز جلد ثانی سبب حق السجود  
کی کترین نے بذریعہ ویلو طلب کی ہیں، کتاب عیانہ ان کس من و سادس الخناس تصنیف مولانا  
نذیر احمد خاں صاحب مرحوم دہلوی میں لکھا ہے، اخبار و وعدہ ثواب کا قطعی ہونا اور مشیت پر مبنی نہ ہونا  
واجب ہے کہ اس کے خلاف میں لوم ہے جس سے خدا سے تعالیٰ پاک و منزہ ہے۔

قال عبد الحكيم في المحاشية على الخيال  
لعل مراد ذلك البعض بقولهم ان  
الخلق في الوعيد كمرام الكبرياء اذا  
تراجع بالوعد فاللائق بحاله و

سورة القرآن الكريم ١٠٥/١١

١٠٨/١١ سورة القدر (التفسير الكبير) تحت آية ١٠٨/١١ الطبعة البنية المصرية مصر ١٩٤٤/١٨

مقتضیٰ کرمہ ان یبیتنی اخیاسہ علی  
المشیۃ فجميع العمومات الواردة فی  
الموعید متعلقة بالمشیۃ وان لم یصور  
بہا نہ جبر العاصین وعتقا لہم فلا  
یلزم الکذب والتبذیل بخلاف  
وعدہ الکریہ فانہ یجب ان یکون  
قطعیاً لان الخلف فیہ لوم فلا یجوز  
تعلیقہ بالمشیۃ ۛ

اس کے کرم کا تعاضل ہوتا ہے کہ وعید کے بارے  
میں اس کی خبر مشیت پر مبنی ہو۔ چنانچہ وعید کے  
سلسلے میں وارد تمام عموماً مشیت کے ساتھ منسلک  
ہیں اگرچہ نافرمانوں کی زبردستی اور انھیں گناہ سے  
باز رکھنے کی خاطر کریم نے اس کی تصریح نہ کی ہو  
لہذا اس میں جھوٹ اور تبدیلی لازم نہیں آتی  
بخلاف کریم کے وعدہ کے کہ اس کا قطعی ہونا واجب  
ہے اس لئے کہ اس میں خلف لوم ہے چنانچہ  
اس کو مشیت پر معلق کرنا جائز نہیں۔ (ت)

دوسرا خط عریفہ طغفون تخیلاً بارہ روز پورے ہوں گے فدوی روانہ خدمت فیضہ رحمت کر چکا  
ہے نہ زجرا ہے عروم ہے، اُس عریفہ میں متعلق آیت فنعلمہم شقی وسعیہ دریافت کیا تھا کہ  
اہل جنت کی بابت بعد مہادامت السلوات والارض (جب تک آسمان وزمین میں رہیں گے۔ ت) کے  
الاماشاء سبک (مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا۔ ت) سے اگر کوئی شبہ کرے کہ قدرت غلوطا بدی  
کے خلاف کرنے پر معلوم ہوتی ہے اگرچہ ہرگز خلاف وعدہ نہ فرمائے گا، چنانچہ مراثر بھی عطار غیر مجذوف  
فرمادیا ہے تو کیا شبہ ہے۔ تفسیر ابن جریر وعراس البیان میں ہے،

قال ابن مسعود لیا تین علی جہنم  
نہمان تخفق ابوابہا لیس فیہا  
احد ۛ

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جہنم  
پر ضرور ایک ایسا زنا آئے گا جب اس کے  
تمام دروازے خالی ہو جائیں گے اور اس میں  
کوئی ایک شخص بھی نہیں رہے گا۔ (ت)

اس کا کیا مطلب ہے ؟

### الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ مولانا المکریم اگر مکرم،

ۛ عاشقہ عبدالمکریم علی الخیالی مطبع یوسفی لکھنؤ ص ۱۲۶  
ۛ جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیت ۱۰۴/۱۱ دارالاسرار التراث العربی بیروت ۱۳۲/۱۲

میں آج کل متعدد رسالے رزق و بارئہ خذ لہم اللہ تعالیٰ میں مشغول تھا، خبر الہی مثل علم الہی ہے، ان میں سے کسی کا خلاف ممکن نہیں۔ مگر یہ استحالہ بالغیر ہے، نفی قدرت نہیں کرتا، علم الہی ازل میں تھا کہ زید کو فلاں وقت پیدا کرے گا اب واجب ہوا کہ زید اس وقت پیدا ہوا اگر نہ پیدا ہو تو معاذ اللہ جہل لازم آئے لیکن اس سے یہ لازم نہ آیا کہ مولا تعالیٰ اس کو پیدا کرنے پر مجبور ہو گیا۔ نہ پیدا کرنے کا دور نہ رہا ورنہ پھر جہل لازم آئے کہ علم میں تو یہ تھا کہ اپنی قدرت سے اسے پیدا کرے گا اور یہ نہ ہوا بلکہ معاذ اللہ مجبور ہو گیا، حاشا بلکہ زید کا وجود و خالق ابداً تحت قدرت ہے اور تعلق علم کے سبب جس وقت اس کا وجود علم الہی میں تھا وجود واجب ہے اور جس وقت فنا فناء واجب ہے کہ خلاف ہو تو جہل ہو اور جہل محال بالذات ہے اس محال بالذات نے ان ممکنات کو اپنے وقت میں واجب بالغیر کر دیا اس سے معاذ اللہ نہ قدرت مسلوب ہوئی نہ جہل ممکن۔ بعینہ یہی بات خبر الہی میں ہے اس نے خبر دی کہ اہل جنت کو جنت میں ہمیشہ رکھے گا ان کا غلود واجب ہو گیا، اگر نہ ہو تو معاذ اللہ کذب لازم آئے، مگر اس سے انقطاع پر قدرت مسلوب نہ ہوئی غلود و انقطاع دونوں ازل ابداً زیر قدرت ہیں مگر تعلق خبر نے غلود کو واجب بالغیر کیا اس سے نہ قدرت مسلوب ہوئی نہ معاذ اللہ کذب ممکن۔ کذب کے محال بالذات ہونے ہی نے تو اس ممکن کو واجب بالغیر کیا اگر اس سے کذب ممکن ہو جائے تو اسے واجب کو نہ کر سہ ہو بلا ضرر و جمل کے و حد و حد کسی میں مختلف ممکن نہیں خود و حد ہی کے لئے ارشاد ہوا ہے، ما یبطل القبول لحدی (میرے یہاں بات بدلتی نہیں۔ ت) جیسے وعدہ کو فرمایا، لن یخلف اللہ وعدہ (اور اللہ تعالیٰ ہرگز اپنا وعدہ جھوٹا نہ کرے گا۔ ت) بعض کے کلام میں کہ خلف و حد کا لفظ واقع ہوا تصریحات ہیں کہ اس سے مراد عفو ہے، یہ اگر معاذ اللہ امکان کذب ہو تو امکان کیسا وقوع ہوا کہ عفو یقیناً واقع ہو گا، اس کی مفصل بحث سبب السبوح میں ہے آیہ کریمہ اقامہ شامہ بک (مگر جتنا تعاد سے رب نے چاہا۔ ت) کے وہ معنی بعونہ تعالیٰ ذہن خیر میں ہیں جہاں کے بعد ہرگز ہرگز کسی تاویل کی حاجت نہیں، معنی ظاہر پر بلا تکلف مستقیم ہیں، غلود اہل داریں کو عمر آسمان و زمین سے مقدر فرمایا ہے مادامت السموات والارض (جب تک آسمان و زمین رہیں گے۔ ت) ظاہر ہے کہ اس سے یہ بقائے آسمان و زمین مراد نہیں جو نفعی صورت پر منقطع ہے بلکہ سمار وارض کو رونو قیامت اعادہ کئے جائیں گے ان کی عمر مراد ہے جو ابدی ہے اور کچھ شک نہیں کہ اس کی مقدار جنیوں کے

جنت دوزخوں کے دوزخ میں رہنے کی مقدار سے حد ہر سال نامہ ہے کہ اتنا دن ان کو نہ اس کے مگر اس کی ابتداء ان کی ابتداء سے سیکڑوں برس پہلے ہے۔ شروع روز قیامت میں آسمان وزمین پیدا ہو جائیں گے لیکن جنتی جنت اور دوزخی دوزخ میں بعد حساب جائیں گے اور باہم بھی مقدار میں مختلف ہوں گے فقرا اغنیاء سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے تو جانب ابتداء میں ان کا خلود اُن سورت دارض کے دوام سے کم ہو کسی کا مثلاً ہزار برس کم جیسی جس کے لئے مشیت ہوگی کسی کا دو ہزار برس کم الی غیر ذلک اس کو فرماتا ہے، الا ماشاء ربنا (مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا۔ ت) روایت لیا تین علی جہنم ابو دوزخ کے طبقہ اولیٰ کے لئے ہے جس کا نام جہنم ہے اگرچہ مجرور کو بھی جہنم کہتے ہیں یہ طبقہ عصاة موحیدین کے لئے ہے یہ بیشک ایک روز یا نکل خالی ہو جائے گا جب لا الہ الا اللہ کہنے والا کوئی اس میں نہ رکھا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰۵ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

علمائے اہل سنت و جماعت کی خدمت میں گزارش ہے کہ آج کل اکثر سنت والجماعت فرد باطل کی صحبت میں رہ کر چند مسائل سے بدعتیہ ہو گئے ہیں اگرچہ حضور کی تصانیف کثیرہ میں ہر قسم کے مسائل موجود ہیں لیکن اکثر کنگاہ سے یہ مسئلہ نہیں گزرا، اسی واسطے اس مسئلہ کی ضرورت ہوئی، اور نیز عوام کا ایمان تازہ ہو گا اور بدعتیہ لوگ مگرابی سے باز آئیں گے، منجملہ اُن کے ایک مسئلہ ذیل میں تحریر ہے۔  
امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت نزدیک ہے کہ وہ لالچی شخص تھے، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑا کہ اُن کی خلافت لے لی اور ہزار باصحابہ کو شہید کیا۔ بکر کہتا ہے کہ میں اُن کو خطا پر جانتا ہوں اُن کو امیر نہ کہنا چاہئے۔  
تھو کا یہ قول ہے کہ وہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں اُن کی تو این کرنا مگرابی ہے۔ ایک اور شخص جو اپنے آپ کو ششی المذہب کہتا ہے اور کچھ علم بھی رکھتا ہے (حق یہ ہے کہ وہ نرا جاہل ہے) وہ کہتا ہے کہ سب صحابہ اور خصوصاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عسمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہما لالچی تھے (نور ذبا نہ منہا) کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعلین مبارک کئی تھیں اور وہ اپنے اپنے خلیفہ ہونے کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔ ان چاروں شخصوں کی نسبت کیا حکم ہے؟ ان شخصوں کو سنت والجماعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور حضور کا اس مسئلہ میں کیا مذہب ہے؟

۱۰۸ و ۱۰۷ / ۱۱

۱۰۸ و ۱۰۷ / ۱۱ تحت آیت ۱۰۷ / ۱۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۲ / ۱۲



## الاجواب

۴۳۰/۳ نسیم ریاض الباب الثالث مرکز اہلسنت یرکات رضا گجرات الہند

اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنازہ انور اگر قیامت تک رکھا رہتا اصلًا کوئی غلطی متعل نہ تھا،  
 البیار علیہم السلام کے اجسام ظاہرہ بگڑتے نہیں، سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد انتقال ایک  
 سال کھڑے بحال بھر بعد دفن ہوئے، جنازہ مبارکہ حجۃ ام المؤمنین صدیقہ میں تھا جہاں اب مزار انور ہے  
 اس سے باہر لے جانا نہ تھا، چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ کو اُس نماز اقدس سے مشرف ہونا ایک ایک  
 جماعت آتی اور پڑھتی اور باہر جاتی دوسری آتی، یوں یہ سلسلہ تیسرے دن ختم ہوا۔ اور اگر تین برس میں  
 ختم ہوتا تو جنازہ اقدس تین برس یوں ہی رکھا رہتا تھا کہ اس وجہ سے تاخیر دفن اقدس ضروری تھی۔  
 ابلیس کے نزدیک یہ اگر لالچ کے سبب تھا تو سب سے سخت تر الزام امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ  
 پر ہے یہ تو لالچی نہ تھا کہ دفن کا کام گھروالوں سے ہی متعلق ہوتا ہے یہ کیوں تین دن ہاتھ پر ہاتھ دھرے  
 بیٹھے رہے انھیں نے رسول کا یہ کام کیا ہوتا یہ کھلی خدمت بجالاتے ہوئے۔ تو معلوم ہوا کہ احترام ملون ہے  
 اور جنازہ انور کا جلد دفن نہ کرنا ہی مصیبت دینی تھا جس پر علی مرتضیٰ اور سب صحابہ نے اجماع کیا مگر

چشم بد اندیش کہ برکت باد عیب نماید بہ نگاہش ہنر  
 (بدخواہ کی آنکھ برباد ہو جائے اس کی نگاہ میں ہنر بھی عیب نظر آتا ہے)

یہ خبشار خذلیم اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کو ایذا نہیں دیتے بلکہ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ حدیث شریف  
 میں ہے،

من اذاعهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی الله  
 فقد اذی الله ومن اذی الله یوشک الله ۱  
 ان یتخذہ لیلۃ  
 جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا  
 دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو  
 ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے  
 کہ اللہ اسے گرفتار کرے۔ والیہا ذبا للہ واللہ  
 تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶ از کوچین ضلع لیبار محلہ شاہچری مرسلہ مولانا حاجی طاہر محمد صاحب  
 ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علما کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مذہب پر قائم رہنا فرض ہے یا واجب؟  
 یا سنت؟ جو ایک مذہب پر قائم نہیں وہ کون ہے؟ اس کا نام کیا ہے؟

لے جامع الترمذی ابواب المناقب باب من سب اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم امین کمپنی دہلی ۲/۲۶۶

## الجواب

مذہب اہلسنت پر قائم رہنا فرض احکم ہے اور فقہ میں ایک مذہب مثلاً حنفی مذہب پر قائم رہنا، اور جو کسی مذہب پر قائم نہیں پہلی صورت میں دہریہ اور دوسری صورت میں غیر مقلد ہے اور یہ فرقہ بھی بدعتی ناری ہے۔ خطاوی علی الدر المختار میں ہے،

فمن كان خارجاً عن هذه الأربعة فهو من  
أهل البدعة والتأويل والله تعالى أعلم۔  
ترجمہ: جو کوئی چاروں سے خارج ہے وہ بدعتیوں اور  
جہنمیوں میں سے ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر ربیع الثانی سنۃ ۱۳۳۷ھ  
مسئلہ از شہر ربیع الثانی سنۃ ۱۳۳۷ھ

۱۵ جمادی الآخرہ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا یہ قول ہے کہ قیام ناجائز ہے، اور اس کا  
دلیل امام عظیم صاحب کا قول پیش کرتا ہے بطور افترا کہ ہمارے امام صاحب خود کبھی قیام نہیں  
فرماتے تھے، جب ہم ان کی تقلید کرتے ہیں تو ہر ایک بات میں تقلید کرنا چاہتے تو اس صورت میں کہ ہم  
قیام نہیں کرتے الا یہ کہ ہم نہیں ہو سکتا اور زید کا یہ قول کہ امام اعظم رحمہ اللہ تنہا نے کبھی قیام نہیں فرماتے  
تھے یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اگر زید امام اعظم رحمہ اللہ تنہا نے پر افترا کرتا ہے تو ایسے شخص کے واسطے  
کیا حکم ہے؟ زید کہتا ہے کہ صاحب مرقاۃ کا قول یہ ہے کہ جو امر مندوب ہے اس پر تاکید کرنے سے  
مکروہ ہو جاتا ہے قیام مستحب ہے پھر اس پر اس قدر تاکید کیوں ہے یہاں تک کہ رسالے بازیوں تک  
نوبت پہنچ گئی۔ قبل نماز عصر چار رکعت سنت مستحب ہے اس پر تاکید کیوں نہیں کرتے، قیام پر کیا خصوصیت ہے  
اور قیام کرنے والوں کو کیا ثواب ملے گا؟ اور منکر قیام کو کیا عذاب ہدگا؟ میلاد شریف میں کچھ لوگوں نے  
قیام کیا اور کچھ لوگوں نے نہیں کیا اُن کے واسطے کیا حکم ہے؟ — جو لوگ صرف قیام کے منکر  
ہیں یا پورے دیوبندی خیال کے ہیں ان کے بچے نماز جائز ہے یا نہیں؟

## الجواب

اس نے امام پر افترا کیا اور قیام مندوب ہے اگر بعض اوقات اس لحاظ سے کہ واجب نہیں  
ساری مجلس قیام نہ کرتی اور اس کے ساتھ یہ خیال دیا بیت نہ ہوتا تو حرج نہ تھا اور اب یہ قیام  
شعائر اہلسنت ہو گیا ہے اور اس سے ان کا شعار و دبیت اور شعار سنیت کا لحاظ ضرور منو کہ ہے۔

عصر سے پہلے کے فوافل نہ شمار سنت ہیں نہ ان کے ترک میں کوئی تہمت و گناہی، خصوصاً اس حالت میں کہ مجلس قیام کرے اور بعض بالقصد مخالفتِ مسلمین کر کے بیٹھے رہیں، منکر قیام اگر بالفرض ایسا پایا جائے کہ صرف اسی مسئلہ میں اس کو شہرہ ہے زیرِ علت و ہدایت نہ بر بنائے اصول و ہدایت، اور تمام مسائل میں موافق اہلسنت ہے، وہاں یہ کو گراہ بے دین جانتا ہے تو اس کے پیچھے نماز میں عروج نہ ہوتا، مگر ہندوستان میں شاید ایسا شخص معدوم ہو۔ رہے دیوبندی اور ان کے ہم خیال وہ مرتدین ہیں جن کے پیچھے نماز کیسی!

مسئلہ بمعرفت سید ضمیر الحسن صاحب ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

جناب بھائی صاحب و ام اقبالہ عود باز گزارش ہے کہ جس رسالہ کے بارے میں تذکرہ کیا تھا وہ اس وقت موصول ہوا، اس کا ایک اعتراض تحریر کرتا ہوں کیونکہ دوسرے لیے چڑھے ہیں وہ بعد کو نکھوں گا آپ اس کو مٹھرت قبلہ و کعبہ کی خدمت عالی میں پیش کریں اور جواب خاکسار کے پاس مل جائے فرمائیں، وہ اعتراض یہ ہے کہ ہم جو کہ ایمانی حالت نہایت کمزور رکھتے ہیں ہمارے واسطے حکم ہوتا ہے یومنون بالغیب بغیر دیکھے ایمان لاتے ہیں، من یخافہ بالغیب کون ہے جو بے دیکھے ڈرتا ہے، الذین یخشون ربہم بالغیب وہم من الساعۃ مشفقون یہ نصیحت ناراض لوگوں کے واسطے ہے جو بے دیکھے خدا سے ڈرتے ہیں اور قیامت سے ڈرتے ہیں، انما تنذ من اتبہم الذکر و خشی الرحمن بالغیب تم انہیں کو ڈراؤ جو سمجھانے پر چلے اور بغیر دیکھے رخصت سے ڈرے، من خشى الرحمن بالغیب و جاء بقلب سلیم ادخلوها بسلام جو شخص بے دیکھے خدا سے ڈرتا رہا اور دل گرویدہ لے کر حاضر ہوا ہم ایسے لوگوں سے فرمائیں گے سلامتی کے ساتھ اس بہشت میں داخل ہو جاؤ، من ینصۃ و مسلہ بالغیب جو لوگ بغیر دیکھے خدا اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، ان الذین یخشون ربہم بالغیب لہم مغفرۃ و اجر کبیر جو لوگ خدا سے بغیر دیکھے ڈرتے ہیں ان کے واسطے بڑا اجر ہے۔ مفرکہ متعدد آیات جن میں

۱۵ القرآن الکریم ۵/۹۳

۱۱/۲۹ ۵

۲۵/۵۷ ۵

۱۵ القرآن الکریم ۲/۲

۴۹/۲۱ ۵

۴۳/۵۰ ۵

۱۲/۶۷ ۵

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بغیر دیکھے ایمان لاؤ۔ آج کل فلسفہ سائنس اور کمپیوٹری نے وہ کچھ زور پا رہا ہے کہ معمولی سے معمولی کچھ والا بھی بغیر دیکھے ایمان لانے کو تیار نہیں۔ جن، بھوت، پری، چڑیل کے قصے چنر روز ہوتے کہ ہمارے دلوں پر بڑا بھاری اثر کئے ہوئے تھے عذابِ جہنم جوں سائنس کی ہوا لگتی جاتی ہے ان باتوں سے انکار ہوتا چلا جاتا ہے اور مشاہدے کے بغیر کسی بات کے ماننے کے واسطے ہم تیار ہی نہیں ہوتے اس لئے آج کل یہ بڑی مشکل بات ہے کہ بلا مشاہدے کے کوئی شخص کسی بات کو تسلیم کر لے جبکہ آج سے چند ہزار سال پہلے ایک ابولہ العزوم بلکہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ قرآن شریف میں موجود ہے

واذ قال ابراهيم سرا ب اس فی کیف تعبد  
الموتی قال اولس توؤمن قال بلی  
ولکن لیطمئن قلبی

اور جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے  
کہا تھا کہ میرے رب مجھے دکھا کہ تو کس طرح مُردوں  
کو زندہ کرے گا، خدا نے پوچھا کیا تو ہماری اس  
بات پر ایمان نہیں لاتا، حضرت ابراہیم علیہ السلام  
نے جواب دیا کہ ہاں ایمان تو لایا ہوں مگر اطمینان  
قلب کی خاطر دیکھنا چاہتا ہوں۔

ہر شخص جانتا ہے کہ ایمان لانادل کے ساتھ ہوتا ہے زبانی جمع خرچ کا نام ایمان نہیں، اگر  
فی الحقیقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اس بات پر ایمان لاتے ہوتے تو اطمینان قلب ضرور ہوتا۔ اب  
اعتراف یہ ہے کہ اُس زمانہ میں جبکہ سائنس اور فلسفہ نے انسان کو اس قدر ہوشیار نہیں کیا تھا اُس  
وقت کے لوگ قویہ حق رکھتے تھے کہ وہ دیکھ بھال کر کھوٹا کھرا جانچ کر ایمان لائیں تو بعد یہ کسی قدر انصاف پر  
مبنی ہے کہ اس روشنی کے زمانے میں یہ نادر شاہی حکم ہو کہ تم پوچھ گچھ دیکھو بھالو نہیں بغیر دیکھے ہی ایمان  
لے آؤ۔ اول تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی تھے اور نبی بھی ایسے نبی جن کی اولاد سے کئی ہزار نبی پیدا  
ہوئے اور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر فخر کیا کہ قبل بل حلتہ  
ابراہیم حنیفاً (تم فرماؤ بلکہ ہم تو ابراہیم علیہ السلام کا دین لیتے ہیں۔ ت) دوسرے نبی نبی ہمارے  
نکلا ہے بنا خبر کو کہتے ہیں، نبی کے معنی خیب کی خبریں پانے والا۔ اور خیب کی خبر ایک ایسی نصبت  
غیر مترقبہ ہے کہ جو ہر مرتبہ ایمانی ترقی کا ذریعہ ہوتی ہے کائنات عالم کی خبری اللہ تعالیٰ انھیں

دیتا رہتا ہے جس کی وجہ سے وہ نہایت مسرور رہتے ہیں ان باتوں کو مد نظر رکھ کر اب غور کیجئے کہ جو رات دن خارق عادت خبریں پا رہے ہیں وہ قریب حق رکھیں کہ مجھے یہ دکھا دے کہ تو کس طرح مُردوں کو زندہ کر دے گا اور ہم جو کہ اس موجودہ سائنس اور فلسفہ کے روز افزوں سیلاب میں ڈوبے جا رہے ہیں یہیں یہ تاور شاہی حکم ہو کہ بغیر دیکھے ایمان لے آؤ۔ کیا یہ انصاف ہے کہ لوگوں کو خدا کے لئے جواب دو۔ اس نئی روشنی نے جو غضب ڈھایا ہے وہ حسب ذیل نوٹ سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ جب تک یہ سائنسدان پیدا نہیں ہوتے تھے دنیا اس قدر نرم دل واقع ہوئی تھی کہ خدا کی ہستی سے انکار کسی کو بھی نہ تھا بلکہ معمولی سے معمولی چیزوں کو بھی وہ خدا تسلیم کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ تاریخ عالم آپ کو یہ بتا دے گی کہ کوئی مذہب ایسا نہیں تھا کہ جن کو ہستی باری تعالیٰ سے انکار ہو۔ اس کے برعکس ایسے لوگ موجود تھے کہ آگ، پتھر، درخت، آفتاب، ستارہ، چاند، دریا، جانور تک کو خدا مانتے تھے۔ ایک چھوڑ گئی کئی خدا کے ماننے والے موجود تھے انکار کسی کو بھی نہ تھا مگر ڈارون جیسوں کی تعمیر یز سے پیدا ہو کر سرے سے خدا ہی کو اڑا دیا اور کہنے لگے یہ سب کچھ خود بخود سے ہے کوئی خدا نہیں یہ جاہلوں کی باتیں ہیں۔ اب ذرا غور کریں کہ یہاں تو سرے سے خدا کا ہی انکار ہے اس حالت میں یہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی بلا دلیل خدا کے احکامات پر جو دیکھے ایمان لائے کہ تعجب ہے کہ جب حضرت انسائی اپنی حقیقت سے بھی ناواقف تھا اور ایک وحشی کی طرح اندگی بسر کرتا تھا اُس وقت تو اُس کو یہ حق حاصل تھا کہ دیکھ بھال کر ٹھیک بجا کر ایمان لائے اور جبکہ انسان آگ، پانی، ہوا، بجلی پر مبنی کرتے کرتے ترقی کے آسمان پر پرواز کر کے تاروں سے گفت و شنید کی فکر میں منہمک ہو اُس وقت کے واسطے یہ قانون پاس ہو جائے کہ جی بغیر دیکھے ایمان لے آؤ کس قدر انصاف ہے اور پھر جبکہ نبی تو دیکھ بھال کر ایمان لائیں اور ہم کمزور انسانوں کے واسطے یہ حکم ہو کہ بغیر دیکھے ایمان لے آؤ، تمہیں بتاؤ کہ ہم اُن سے زیادہ حقدار ہیں یا نہیں؟ ہر شخص اس کا یہی جواب دے گا کہ ہاں بیشک ہم انبیا سے زیادہ دیکھ بھال کر ایمان لانے کے مستحق ہیں کیونکہ ہم نے تجلیات اللہ کا ایک پر تو بھی نہیں دیکھا اور نہ ہم دیکھ سکتے ہیں وحی الہی نبوت حضرت رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی، اور بقول احمدیوں کے یہ بھی مان لیا جائے کہ نبوت کا راستہ بند نہیں ہوا تو یہ بھی غیر ممکن ہے کہ تمام دنیا نبی ہی جاسے۔

### الجواب

اللہ عزوجل اپنی نعمت سے بچائے، جب لعنت الہی اُترتی ہے دل کی آنکھیں چھوٹ جاتی ہیں اچھا خاصا جوش و احساس والا پتکا پاگل ہو جاتا ہے اُسے اپنی ہی ہستی سمجھائی نہیں دیتی اپنے افعال

اقوال رات دن کے مستلزمات ایسا مجھول جاتا ہے گویا ذیہ انسان ہے نہ انسان کے لفظ سے بنا، نہ کبھی انسان کی اسے ہواگی، واقعات دیکھنے والی آنکھ بند ہو جاتی ہے اور مصطلحات دیکھنے والا منہ کھل جاتا ہے۔  
(۱) علم کے اسباب تین ہیں، عقل، حواس، خبر صادق۔ حواس پانچ ہیں جن میں دیکھنا صرف ایک سے متعلق ہے تو علم کے سات ذریعہ ہوتے، جو اندھا کے کہ بے دیکھے نہ مانیں گے وہ سات میں سے چھ ذریعہ علم کو باطل کر چکا اور اگر ظاہر کا بھی اندھا ہے تو وہ ساتوں بھی گیا۔

(۲) یہ تو گدھے سے بھی بدتر ہوا، وہ بھی جانتا ہے کہ دیکھنے کے سوا اور بھی ذرائع علم ہیں دور سے شیر کی آواز سنے گا یا بوسونگے گا تو جان توڑ کر سر پٹ بھاگے گا مگر یہ گدھے سے بھی احمق تر وہیں کھڑا رہے گا کہ شیر کو دیکھا تو ہے ہی نہیں، بے دیکھے ماننا کیا معنی۔

(۳) سائنس والے ہر اک کے معتقد ہیں یا نہیں ہیں، تو بے دیکھے کیونکر۔

(۴) سائنس والے صد ہا باتوں میں خود مختلف ہیں، دیکھی ہوئی بات میں اختلاف کیا، کیا سب اندھے ہیں یا ان میں سے ایک انکیسار افراد پر دیکھی باتوں میں انکیسوں دوڑاتے اور ایک اپنی مانتا ہے۔

(۵) اقلیدس کا مسئلہ ہے کہ کرہ کی نسبت کرہ کی طرف، قطر کی نسبت قطر کی طرف ہے، مثلاً بالمشکرہ مثلاً ایک کرہ کا قطر دوسرے کا  $\frac{1}{2}$  ہے تو یہ کرہ اس کا  $\frac{1}{2}$  ہو گا، یا  $\frac{1}{3}$  ہے تو  $\frac{1}{3}$  ہیں آنکھوں سے دیکھ کر مانا۔

(۶) ارثماطیق کا مسئلہ ہے کہ نسبت مجذورین مجذور نسبت جذریں ہے، یہ کسی آنکھوں سے دیکھی۔

(۷) جبر و مقابلہ کا مسئلہ ہے کہ نصف سر کا مجذور طرفین میں شامل کرنے سے یعنی جو مسادات

اس صورت کی ہو،  $a^2 + b^2 = c^2$  اس میں (جیٹا) یا (جیٹا) جانے سے مجذور کامل

ہو جاتا ہے اگرچہ پہلے بھی کامل ہو، یہ کسی آنکھوں سے دیکھ کر مانا۔ اسی طرح ان فنون اور ان کے

سوا دیگر علوم کے ہاکھوں مسائل ہیں کہ بے دیکھے مان لیتے ہیں۔

(۸) یہ مقرر من اور ہر شخص اپنی ماں کو یقیناً اپنی ماں جانتا ہے ان میں سے کس نے اپنے آپ کو

اس کے پیٹ سے پیدا ہوتے دیکھا ہے۔

(۹) ماں تو ماں ان میں سے جو کوئی باپ رکھتا ہے اُسے کبھی مشہد نہیں ہوتا کہ اس نے اپنے آپ کو

اس کی پیٹ سے اُترتے اور ماں کے پیٹ میں داخل ہوتے نہ دیکھا پھر کیونکر اس کے باپ ہونے

پر اعتقاد رکھتا ہے۔

(۱۰) ان میں لاکھوں ہونگے جنہوں نے قہراً آنکھوں سے نہ دیکھا پھر کیسا اندھا چاہے کہ کہ بے دیکھے

اس کا یقین رکھتے ہیں۔

(۱۱) ایسے پاگل پن کا اعتراف کر سنے والوں کو ذہن کا قانون بھی بلکہ قانونِ گورنمنٹ پر بھی کھلا انکار ہو گا کہ ہم نے واضعاً قانون کو یہ قانون بناتے نہ دیکھا ہم کیونکر مان لیں۔

(۱۲) قانون بالائے طاق وہ قیصر ہند کی سلطنت سے بھی انکار کریں گے کہ ہم نے نہ قیصر ہند کو دیکھا نہ ہمارے سامنے آچرشی جوتی ہم کیوں تسلیم کریں۔

ہاتھ لڑا اس کی لاکھوں مثالیں ہیں جو اشقیاء و غم و روزمرہ برت رہے ہیں، مگر اللہ واحد قہار پر اعتراف کرنے کے لئے اُن کو جھٹاتے اور ناپاکی کا منہ پھیلواتے ہیں، رب عزوجل نے غیب پر بے دلیل ایمان لانے پر مجبور نہیں فرمایا بلکہ باہرینِ قاطعہ و داخلِ ساطعہ قائم فرمائے انبیاء جیسے انھیں معجزات دیتے آفاق و انفس میں اپنی نشانیاں ظاہر فرمائیں ان کے ماننے کی طرف بلایا ہے کافر سے اس کی کیا شکایت کہ اُس نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھنے سے پہلے ایمان سے خالی بتایا مگر یہ کہہ کہ اس واقعہ سے اُس کا استدلال تحقیقاً ہے یا الزاماً، اگر تحقیقاً ہے تو خود اپنے سارے جھوٹ کو جہنم میں ڈال دیا، جہنم سے مراد دوزخ نہیں، اس پر تو وہ ایمان ہی نہیں رکھتا، اس دن ایمان لانے کا یوم یلعون الہ نام جہنم دعا، ہذا النار الی کنتم بها تکذبون، افسو هذا امر انتم لا تبصرون لے جس دن دھتکے دے کہ جہنم کی آگ میں ڈالے جائیں گے یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے، کیا یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھتا نہیں۔ بلکہ میری مراد یہ ہے کہ اس نے اپنی تمام جھوٹی جاسوسی کو بھڑکتی آگ میں ڈال کر مجسم کر دیا، بے دیکھے کیونکر اعتقاد دیا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ واقعہ ہوا۔ اور اگر الزاماً ہے تو خود اُس گفتگو میں تصریح ہے کہ بیشک مجھے ایمان ہے اس کی کیفیت کی تعبیر کتنا دشوار ہے کہ اس کے وقوع کا کیا طریقہ ہو گا دیکھنے سے اس کا اطمینان چاہتا ہوں اندھا سوال ہی کو دیکھے یہ عرض نہ کی کہ رب اتحق الموتی اسے میرے رب! کیا تو مردے سے چلائے گا کہ معاذ اللہ جلانے میں شک سمجھا جاتے بلکہ یہ عرض کی کہ اب اس فی کیف تحق الموتی ہے میرے رب! میں طرح تو مردے سے چلائے گا وہ صورت مجھے آنکھوں سے دکھا دے ولكن الظالمین بآیت اللہ یجحدون، ولا حول ولا قوۃ

لہ القرآن الکریم ۵۲/۱۳ و ۱۴ و ۱۵

۵۴ - ۲/۲۹۰

۵۴ - ۶/۲۳



الایمان علی العظیم - واللہ تعالیٰ اعلم (مگر خاتم اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا اہتمام کرتے ہیں - نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی طرف سے - واللہ تعالیٰ اعلم) **منہ** قیام میلہ و شریف کے بارے میں چند مستند حدیثوں کی ضرورت ہے - مخالفت و اپنی کہتے ہیں رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام کے واسطے کوئی حکم نہیں دیا ہے اور کسی کتاب سے ثابت بھی نہیں ہے، منع ہے۔

### الجواب

وہابی جوٹھے ہیں اور ان کا منہ کتنا شریفیت پر اقرار ہے، ان سے پوچھو کہ اللہ و رسول نے منع فرمایا ہے یا تم منع کرتے ہو۔ اگر کہیں اللہ و رسول نے منع فرمایا ہے تو دکھائیں کس آیت کس حدیث صحیحہ میں ہے کہ قیام مجلس مبارک منع ہے، اور اگر کہیں کہ ہم خود منع کرتے ہیں تو بجا کریں، حکم ان کا نہیں بلکہ اللہ و رسول کا ہے جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم - اللہ عز و جل نے قرآن عظیم میں جا بجا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم فرمایا اور یہ قیام بھی اقسام تعظیم سے ہے تو جب تک اس خاص تعظیم کی ممانعت اللہ و رسول کے حکم سے ثابت نہ ہو یہ حکم قرآنی کے مطابق ہے۔ قرآن عظیم سے بڑھ کر اور کیا دلیل درکار ہے۔ زیادہ تفصیل ہمارے رسالہ **اقامۃ القیامہ** میں ہے، خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکرم حضرت بتول زہرا علیہا السلام قیام فرشتے اور حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے قیام کرتیں۔ سید بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انصار کرام کو ان کے لئے قیام کا حکم فرمایا۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلس انور سے اٹھے قیام قیامہ کا حق نواہ قد دخل بعض بیوت ازواجہ ہم سب کھڑے ہو جاتے اور کھڑے رہتے جب تک کہ حضور حجرات شریفہ میں سے کسی میں تشریف نہ لے جاتے ممانعت قیام اعاجم سے ہے کہ ان کا بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوتا اور درباری تصویر بنے ہوئے سناٹے کھڑے رہتے۔ بعض وقت اس کی ناپسندی بطور تواضع و رفع تکلف ہے جیسے اب بھی کوئی معلم دینی آئے اور حاضرین اس کے لئے قیام کریں تو وہ کہتا ہے کہ تکلیف نہ فرمائیے تشریف رکھئے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ قیام سے شرعاً منع کرتا ہے بلکہ تواضعاً مانعیں کے یہاں بھی قیام تعظیمی باہر رائج ہے اپنے نظروں کے لئے قیام کریں گے اور لوگ ان کے لئے قیام کریں بعض بیٹھے رہیں تو ناراض ہونگے بے ادب

لے سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الجلم و اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب المہرین ج ۲/۲۰۶

جائیں گے مگر تو اپنے تئوں کی تعظیم سے جس کی باطل عظمت سے دل بھرے ہوئے ہیں ضرور اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت اُن کے یہاں کہاں، اُس میں یہ شاخصائے شہ جتے ہیں۔ شہار شریف وغیرہ میں ائمہ دین تھری فرماتے ہیں کہ حضور کے ذکر اقدس کی تعظیم ذات انور کی طرح ہے وقت تشریف آوری تعظیم ذات کریم قیام سے ہے تو ذکر شریف کی یہی تعظیم مسلمانوں نے صد سال سے مقرر کی کہانی عقد الجوہر وغیرہ (جیسا کہ عقد الجوہر وغیرہ میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از رمضان پور ڈاک خانہ خاص ضلع بدایوں مرسلہ عبد الصمد عزت صوفی قادری برکاتی فری  
ابو الحسنینی ۱۴ رجب ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میت کو جس وقت دفن کر کے واپس آتے ہیں کہتے ہیں سابقہ سے یہ بات ثابت ہے کہ لاکھ قبر میں آتے ہیں پھر میت کو زندہ کر کے حساب لیتے ہیں اس بات کا ثبوت کسی نص صریح یعنی اشارۃ النص یا دلالة النص۔ ایک فرقہ جدید پیدا ہوا ہے جو اپنے آپ کو اہل قرآن ظاہر کرتے ہیں وہ اس بات کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ زندہ کرنے کا ایک وقت مبینہ مقرر ہے جس کو کہ قیامت کہتے ہیں باقی سب لغویات ہیں سائل بڑے فکر و تردد میں ہے کہ کس طرح سے جواب اس فرقہ پر دیا جائے۔

### الجواب

سوالی روح سے ہوتا ہے اور روح کبھی نہیں مرنی۔ رہا یہ کہ روح بدن میں اعادہ کی جاتی ہے یا نصف بدن میں آتی ہے یا بدن و کنف کے درمیان رکھی جاتی ہے اس کی تفصیل قطعیات سے نہیں نہ تفتیش کی جاتی اور یہ جدید فرقہ جو بنام قرآنی نکلا ہے اسلام سے خارج ہے اس کی بات سننی نہ چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر بریلی بی بی جی کی مسجد مسئلہ شمت علی صاحب طالب علم درر منظر الاسلام  
۷ شعبان ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے معانیین اہل سنت و جماعت کثر ہم اللہ تعالیٰ ہم مسئلہ ذیل میں کہ زید بھرا اللہ تعالیٰ کسی فردی دینی کا انکار جبکہ اس میں شک بھی نہیں کرتا جبکہ ایسے شخص کو بھی کافر و مرتد جانتا ہے باوجود اس کے اُس کا یہ عقیدہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ افضل الناس بعد الانبیاء ہیں لیکن یکم ما من عامہ الا وقد خص منہ البعض (کوئی عام نہیں مگر اس میں سے بعض اشراد کو

خاص کیا گیا ہے۔ (۲) اس ناموس سے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما مستثنیٰ ہیں کیونکہ حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما شاہزادگان دودمان نبوت ہیں اور حضرات خلفائے اربعہ و زراستہ سریر رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور وزراستہ شاہزادوں کا مرتبہ بڑا ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے افضل ہیں۔ اس پر غور کرتا ہے کہ سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبہ کے بعد ہیں تو کیا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی افضل ہو جاتیں گے، تو یہ جواباً کہتا ہے کہ یہ محال نہیں بلکہ ممکن بلکہ واقع ہے، دریافت طلب امر ہے کہ زید کا استدلال کیسا ہے اور اس عقیدہ سے اس کی سیت میں تو کوئی نقصہ نہ کیا۔

### الجواب

اگر وہ یہ کہتے کہ حضرات حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو جبریت کریم ایک فضل حبسنہ فی حضرات عالیہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر رکھتے ہیں اور مرتبہ حضرات خلفاء کا اعظم و اعلیٰ ہے تو حق تھا مگر اس نے اپنی جہالت سے فضل کلی سبیطین کو دیا اور افضل البشر بعد الانبیاء ابو جبر الصدیق کو عام مخصوص منہ البعض ٹھہرایا اور انھیں امیر المؤمنین مولیٰ علی سے افضل کہایہ سب باطل اور خلاف اہلسنت ہے اس عقیدہ باطلہ سے توبہ فرض ہے ورنہ وہ مستثنیٰ نہیں اور اس کی دلیل محض مردود و ذلیل، اگر جبریت موجب افضلیت مرتبہ عند اللہ ہو تو لازم کے آج کل کے بھی سارے میر صاحب اگرچہ کیسے ہی فسق و فجور میں مبتلا ہوں اللہ عزوجل کے نزدیک امیر المؤمنین مولیٰ علی سے افضل و اعلیٰ ہوں اور یہ نہ کہے گا مگر جاہل اجل جنون یا ضال مضل مفتون۔ قال اللہ عزوجل،

قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون  
اور فرماتا ہے،

يرفع الله الذين امنوا منكم والذين  
اتوا بالعلم وما جئت بكم  
اللہ بلند فرمائے گا تم میں سے مومنوں اور بالخصوص  
حالموں کے درجے۔

سبحان القرآن الکریم ۹/۳۹

سبحان ۱۱/۵۸

تو خداوند فضل علم فضل نسب سے اشرف و احکم ہے۔ یہ میر صاحب کہ عالم نہ ہوں اگرچہ صالح ہوں آگاہی کے عالم سُستی صحیح العقیدہ کے مرتبہ کو سطر مائیں پہنچتے ذکر اللہ ذکر صحابہ ذکر رسول علی نہ کہ صدیق و خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

تنویر الابصار و در مختار میں ہے :

فوجہ ان عالم کو بڑھے جاہل پر تقدم کا حق حاصل ہے اگرچہ وہ (جاہل) قرشی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ عالموں کے درجے بلند فرمائے گا۔ چونکہ بلندی عطا فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے لہذا جو اس کو گھٹائے گا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں ڈالے گا۔ (تہ)

لشباب العالم ان يتقدم على الشيوخ الجاهل ولو قرشياً قال تعالى والذین اوتوا العلم درجتاً فالیراقع هو اللہ فمن یضعه یضعه اللہ فی جہنم ۱۰

فتاویٰ خیرہ امام خیر الدین رحلی میں ہے :

جاہل کا قرشی ہونا عالم پر اس کے تقدم کو مباح نہیں کرتا، کیونکہ علم کی کتابیں عالم کے قرشی پر تقدم کے حق سے بھری پڑی ہیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرشی و غیر قرشی کے درمیان اپنے اس ارشاد میں کوئی فرق نہیں، فرمایا کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں۔ (تہ)

کونہ قرشی لا یبیع له التقدم علی ذی العلم مع جهله اذا کتب العلم طافحة بتقدم العالم علی القرشی و لیس یفرق سبحانه و تعالیٰ بین القرشی و غیرہ فی قوله تعالیٰ هل یتوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ۱۰

اُسی میں ہے :

قرشی غیر عالم پر عالم کو تقدم حاصل ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسر آپ کے دامادوں پر مقدم ہیں

و العالم یقدم علی القرشی الغیر العالم والدلیل علی ذلك تقدم الصهریت علی النعتین و

ان کا حق اقرب نسباً حالانکہ نسب کے اعتبار سے داماد نسبت کسمر  
منہم لے کے اقرب ہوتا ہے۔ (ت)

ولہذا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سرداری حضرات سبطین کریمین کو حفظِ نعیم کے لئے جو امان  
اہل جنت سے خاص فرمایا،

الحسن والحسين سيد شباب اهل الجنة  
حسین و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنتی جوانوں کے  
سردار ہیں۔ (ت)

کہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شامل نہ ہوا اور متعدد صحیح حدیثوں میں اسی کے تتمہ میں فرمادیا،  
و ابوہما خیر منہما حسن و حسین جو امان اہل جنت کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان سے افضل ہے  
سوا کا ابن ماجہ و المحاکم عن ابن عسمر  
والطبرانی فی الکبیر عن قرۃ بن یاسر  
بسند حسن و عن مالک بن الحویث و المحاکم  
و صحیحہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ  
عنہم۔  
اور ارشاد ہوا،

ابوبکر و عمر خیر الاولین و الآخرین و  
و خیر اہل السموات و خیر اہل  
الارضین الا النبیین و المرسلین  
ابوبکر و عمر سب اعلیٰ کھیلوں سے افضل ہیں  
اور سب آسمان و ارض اور سب زمین و ارضوں سے  
افضل ہیں سوا انبیاء و مرسلین کے علیم الصلوٰۃ  
و التسلیم۔ (ت)

۱۲۵/۲	دار المعرفۃ بیروت	مسائل شش	لہ الفتاویٰ الخیریۃ
۲ ص	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	فضل علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۱۲ سنن ابن ماجہ
۱۶۶/۲	دار الفکر بیروت	کتاب معرفۃ الصحابۃ	المستدرک للحاکم
۲۹۲/۱۹	المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت	حدیث ۶۵۰	المعجم الکبیر
۵۶۰/۱۱	موسستہ الرسالہ بیروت	۲۲۶۲۵ -	کنز العمال

مسئلہ از سیتا پور محلہ تائیں گئے۔ مرسلہ حکیم غلام حیدر صاحب۔ اشجان ۱۳۳۷ھ  
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے اپنی مؤلفہ  
 کتاب "یزید نامہ" میں اپنے عقائد کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو  
 افضل ترین امت بعد رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمجھتا ہوں۔ اور دعویٰ کیا ہے کہ یہی عقیدہ حق  
 تمامی اہلسنت کا ہے جن کی شہیم بصیرت جتنا نہیں ان سے قطع نظر تمام صوفیہ کرام و اولیائے عظام و بزرگانِ دین  
 کا یہی عقیدہ و مسلک ہے۔ بکاالفتوحات کہ حضرت ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی عقیدہ ظاہر  
 کیا ہے۔ حضرت امیر مہر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں بہت کچھ لکھا ہے کل نقلی باعث طوالت ہے،  
 آخری فیصلہ یہ لکھا ہے کہ ہم ان کے کفر و بدعتی کے ثبوت تلاش کرنے میں وقت ضائع نہ کرنا چاہتے،  
 لہذا اس معاملہ کو خدا کے حوالہ کرتے ہیں۔ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی طاب ترہہ اپنی کتاب  
 ازالۃ الخفاء میں اس عقیدہ والے کو فرقہ تفضیلی و بدعتی و مستحق تعزیر قرار دیتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ کا قول متعدد فرق سے نقل فرماتے ہیں کہ فرمایا حضرت علی نے اکوئی شخص مجھے حضرت ابوبکر و حضرت عمر  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت دے دے ورنہ تہمت و افتراء پر وازی کے جرم میں آتی دوسے دکانوں کا۔  
 اس نازک زمانہ میں اس استفادہ کی ضرورت اس وجہ سے ہوئی کہ "یزید نامہ" کو دیکھ کر عقائد سے ناواقف  
 سنی جن میں اعلیٰ درجے کے تعلیم یافتہ و گریجویٹ حضرات بھی شامل ہیں اسی عقیدہ کو عقیدہ حق اہلسنت  
 سمجھیں گے ان کو واضح ہونا چاہیے کہ یہ عقائد فرقہ تفضیلیہ کے ہیں عقائد اہلسنت کو اس سے واسطہ نہیں  
 امید کہ علمائے اہلسنت اس پر کافی توجہ فرمائیں گے۔

### الجواب

ما شایہ ہرگز اہلسنت کا مذہب نہیں، و اخص کا مذہب ہے اسے اہلسنت کا مذہب کہنا بعینہ  
 ایسا ہے کہ کوئی کچھ رافضیوں کا مذہب تفضیل شیعہ ہے یعنی صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
 کو رافضی تمام امت سے افضل و اعلیٰ مانتے ہیں جیسا اس کا قائل صریح مجرماً مغتری ہے یہ نہیں یہ کہتے  
 والا کہ تمام اہلسنت کا عقیدہ مولانا علی کسب سے افضل جانتا ہے بلاشبہ سخت کذاب جری ہے۔ امام اعظم  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلو شمار اہلسنت کا یہ بتایا ہے ان تفضل الشیخین یہ کہ تو صدیق اکبر و  
 فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تمام امت سے افضل مانتے۔ یہ عقیدہ حیدر محمد امیر المؤمنین مولانا علی  
 سے ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل چہارم سنہ علی رضی اللہ عنہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱/ ۶۶ و ۶۷  
 سے منج الروض الاذہر شرح الفقہ الاکبر افضل ان اس بسو علیہ الصلوٰۃ والسلام الخ مصطفیٰ اباباوی مصر ص ۶۲

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اُسی صحابہ و تابعین نے روایت کیا اس میں ہماری ماضی کا نقل کتاب سب  
مطلوع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العصرین ہے جس میں اس مطلب شریف پر قرآن عظیم و احادیث  
سیۃ المرسلین علیہ السلام نے علیہم اجمعین و آثارہ الطیبۃ کرام و صحابہ عظام و ارشادات امیر المؤمنین  
حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم و نصوص ائمہ و علماء و اولیاء و عرفاء قدست اسرارہم سے دریا بہا رہے ہیں۔ ہر  
بچہ جانتا ہے کہ اہل سنت کی تمام کتب عقائد میں افضل البشر بعد الانبیاء ابو بکر الصدیق  
(انیاد کے بعد سب سے افضل) انس بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (ت) ہے۔ اگر نہایت صاف  
دی میں کف دست میدان میں منہ پر آنکھیں ہوتے ہوئے ٹھیک دوپہر کا آفتاب روا ہے تو اس کا انکار  
بھی اُسی منکر کا سا مجنون کر سکتا ہے یونہی حضرات اولیائے کرام قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم کی طرف اس  
عقیدہ باطلہ کی نسبت کھلا اقرار ہے۔ دلیل الیقین من کلمات العارفین میں افضلیت مطلقہ حضرات  
شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو صرف ارشادات اولیائے کرام سے ثابت کیا ہے اور خود ظاہر کہ جب  
یہ عقیدہ اہلسنت ہے اور عقیدہ میں اہلسنت کا مخالفت جہتہ و فی الحق جہتہ و کا ولی ہونا محال تو اس کے خلاف  
اعتقاد اولیائے کرام ہو سکتا ہے لیکن الظلمین یفترون و فی الحق بعد صائبین یسترون (لیکن ظالم جھوٹ  
گھڑتے اور حق ظاہر ہو جانے کے بعد اس میں شک کرتے ہیں۔ ت) اسی زمرہ میں فتوحات مکیہ پر بھی انفر  
جرا فتوحات کے صریح لفظ یہ ہیں۔

اعلم انہ یس فی امۃ محمد صلی اللہ	یعنی یقین جان کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
تعالیٰ علیہ وسلم من ہر	امت میں کوئی ایسا نہیں جو حضرت ابوبکر صدیق
افضل من ابی بکر غیری عینی	رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہو سوا سیدنا بیٹے
علیہ الصلوٰۃ والسلام	علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کردہ حضور کے امتی ہیں
	اور صدیق سے افضل ہیں کہ نبی ہیں۔

عہ بدینی و گراہی دوسری چیز ہے مگر ذی عقل مشہور کی طرف ایسے انکار آفتاب کی نسبت سے یہ سہل  
معلوم ہوتا ہے کہ کسی یزیدی نے "یزید نامہ" لکھ کر اُس کے نام کر دیا یا کم از کم ایسی وقاحتیں اس میں ملا دیں ۱۲۷

۱۔ شرح العقائد النسفیہ دار الاشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ص ۱۰۷  
۲۔ الفتوحات المکیۃ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجلہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے ہیں۔ صحیح ترمذی شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی،  
اللہم اجعلہ ہادیا مہدیا و اھدا الہی! اسے راہ ناما ہادیاب کر اور اس کے ذریعہ  
بہیلے سے لوگوں کو ہدایت دے۔

صحابہ کرام میں کسی کو کافر بنے دین نہ کہے گا مگر کافر بنے وہی یا گمراہ بدوین۔ عزیر جبار واحد قہار جل و علا نے صحابہ کرام کو دو قسم کیا ایک وہ کہ قبل فتح مکہ جنہوں نے راہ خدا میں فریاد و قتال کیا دوسرے وہ جنہوں نے بعد فتح پھر فرمادیا کہ وہ دونوں فریق سے اللہ عز و جل نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور ساتھ ہی فرمادیا کہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خوب خبر ہے کہ تم کیا کیا کرنے والے ہو یا ایسے اُنہیں نے تم سب سے خوشی کا وعدہ فرمایا۔ یہاں قرآن حکیم نے اُن دریدہ دہنوں، میاگوں، بے ادب، ناپاکوں کے منہ میں پتھر دے دیا جو صحابہ کرام کے افعال سے اُن پر طعن چاہتے ہیں وہ بشرط صحت اللہ عز و جل کو معلوم تھے پھر بھی اُن سب سے خوشی کا وعدہ فرمایا، تو اب جو معترض ہے اللہ واحد قہار پر معترض ہے جنت و دوزخ مالیر اس معترض کے ہاتھ میں نہیں اللہ عز و جل کے ہاتھ ہیں۔ معترض اپنا سر کھاتا ہے گا اور اللہ نے جو خوشی کا وعدہ اُن سے فرمایا ہے فرور پورا فرمائے گا اور معترض جہنم میں سزا پائے گا وہ آیہ کریمہ یہ ہے،

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قتال اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا و کلا وعد اللہ الحسنی و اللہ بما تعملون خبیر

اسے محبوب کے صحابہ! تم میں پرار نہیں وہ جنہوں نے فتح سے پہلے فریاد و قتال کیا وہ رتبے میں بعد والوں سے بڑے ہیں، اور وہ دونوں فریق سے اللہ نے خوشی کا وعدہ کر لیا، اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو۔

اب جی کے لئے اللہ کا وعدہ خوشی کا ہوا اُن کا حال بھی قرآن حکیم سے سنئے،  
ان الذین سبقت لہم منا الحسنی اولئک عنہا مبعوثون لا یسمعون حبیبہا و ہم فی ما انتہت انفسہم

جیشک جی کے لئے ہمارا وعدہ خوشی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اس کی جیشک تک نہ سنیں گے اور ہمیشہ اپنی مس مانتی مرادوں میں رہیں گے

سہ جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب معاویہ بن ابی سفیان امینی کمینی دہلی ۲۲۵/۲  
لے القرآن الکریم ۱/۵



خلدون لا یحزنهم الفزع الاکبر وتلقهم  
السنکة هذا یوصو الذی کنتم  
توعدون به  
وہ بڑی گمراہیث قیامت کی پہلی انہیں غم نہ دے گی  
اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے یہ کہتے ہوئے کہ  
یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

یہ ہے جمیع صحابہ کرام سید اکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے قرآن کریم کی شہادت، امیر المؤمنین  
مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ قسطنطینا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم قسم اول میں ہیں جن کو فرمایا: لولعلک اعظم  
درجۃ اُن کے مرتبہ قسم دوم والوں سے بڑے ہیں اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قسم دوم میں ہیں  
اور حسنی کا وعدہ اور یہ تمام بشارتیں سب کو شامل۔ ولہذا امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
ابن عساکر کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

تکون لاصحابی ثلثة یغفرہا اللہ لہم  
لسابقتہم معی ثم یأتی قوم بعدہم  
یکبہم اللہ علی مناخرہم ف  
النار ینزلہ  
میرے اصحاب سے لغزش ہوگی جیسے اللہ عزوجل  
معاف فرمائے گا اُس سابقہ کے سبب جو انکو  
میری بارگاہ میں ہے پھر اُن کے بعد کچھ لوگ  
آئیں گے کہ انہیں اللہ تعالیٰ اُن کے منہ کے  
پلی جہنم میں اوندھا کرے گا۔

یہ ہیں وہ صحابہ کی لغزشوں پر گرفت کریں گے، ولہذا علامہ شہاب خٹابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے  
نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرمایا:

ومن یكون یطعن فہ مغویۃ فذاک  
کلب من کلاب الہادیۃ  
جو امیر معاویہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں سے  
ایک نمٹا ہے۔

واللہ یقول الحق ویہدی السبیل (اور اللہ تعالیٰ سچ فرماتا ہے اور سیدھے راستے کی طرف  
ہدایت دیتا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

۱۔ القرآن الکریم ۱۰۱/۲ و ۱۰۲  
۲۔ المعجم الاوسط حدیث ۳۲۴۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۱۴۲/۲ و مجمع الزوائد ۲۳۴/۴  
۳۔ نسیم الریاض ابواب الثانی مرکز البیست گجرات الہند ۲۳۰/۳

۱۱۳۳ھ از مہولہ ضلع احمدیاد ملک گجرات فتح حسن کا پرل مولوی فوزی ابن حاجی دلی محمد صاحب

۱۶ رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ

بسم الله الرحمن الرحيم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم، اقا بعد کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسائل میں،

(۱) روح بعد فروج جسم کے دنیا میں آتی ہے یا نہیں؛ خصوصاً جبکہ حیات انبیاء و اویار و شہداء ثابت ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک دنیا میں میلاد و مجلس شریف میں آسکتی ہے یا نہیں؛ اور کوئی ان کی پاک روح کی تشریف آوری کو بعید از امکان کہے وہ شخص دائرۃ اسلام میں کیسا سمجھا جائے گا؟

(۲) کوئی شخص قبر اہل اللہ کی زیارت اور ان پر پھول چڑھانے کو بدعت بتلائے تو اس کی نسبت اہل اسلام کا کیسا خیال ہوگا؟

(۳) حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب تھا یا نہیں؛ اور کوئی شخص کہے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مطلق غیب نہ تھا بلکہ تمام انسان کو جتنا علم ہوتا ہے اتنا ہی آپ کو علم تھا غرض علم حضور کا انکار کرے وہ کیسا سمجھا جائے گا؟

(۴) وقت اذان کے اشہد ان محمد رسول اللہ کہا جائے اس وقت ہاتھوں کے انگوٹھے چومنا کیسا ہے؛ کوئی شخص انکار کرے وہ کیسا سمجھا جائے گا؟

(۵) جو شخص جہد ترک جماعت کرے اس کی نسبت اہل اسلام کا کیا خیال ہوگا؟

### الجواب

(۱) مسلمان کی روح بعد انتقال جہاں چاہے جاتی ہے، حدیث میں ہے،

اذا مات المؤمن یخلى سربه يسرح جب مسلمان مرتا ہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے حدیث یشاہدہ کہ جہاں چاہے جاتے۔

اس کا مفصل بیان ہماری کتاب حیات الموات فی بیان سبل الاموات میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس تمام جہاں سے ارفع و اعلیٰ ہے وہاں یہ سوال کرنا بھی بے طبعی، امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک وقت میں ستر بزار جگہ تشریف فرما

لے اتمام السادة المستقین بحوالہ المصنف لاجل ابی شیبہ کتاب ذکر الموت فضیلۃ ذکر الموت دار الفکر بیروت ۲۲۷/۱

ہو سکتے ہیں۔<sup>۱</sup>

امام جلال الدین سیوطی خاتم حفاظ الحدیث فرماتے ہیں:

اذن للانبياء ان يخرجوا من قبورهم      تمام انبیاء عظیم الصلوٰۃ والسلام کو اختیار ہے  
وینصرفوا فی العالم العلوی      کہ اپنے مزارات طیبہ سے باہر تشریف لائیں اور  
السفلی      جہ عالم آسمان و زمین میں جہاں جو چاہیں تصرف  
فرمائیں۔

روح اقدس کی تشریف آوری کو بعد از امکان جاننا اگر براہِ جبل و بے غلی ہے تو جرات و بے ادبی ہے  
اور برہنہ ہے وہاں بیت ہے خود ہا بیت خود کفرِ جلی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) زیارتِ قبور سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ألا فزوروها فانها تزهدكم فی الدنیا      مومن، قبور کی زیارت کرو کہ وہ تمہیں دنیا میں  
و تدنکم کو الاخرۃ      بے رغبت کرے گی اور آخرت یاد دلائے گی۔

خصوصاً زیارتِ مزاراتِ اولیائے کرام کو موجب ہزاروں ہزار برکت و سعادت ہے، اسے بدعت نہ کہے گا  
مگر وہابی نابکار، اہلِ تکیہ کا فضلہ خوار۔ وہاں جاہلوں نے جو بدعات مثلاً رقص و مزامیر ایجاد کر لئے ہیں وہ  
ضرورتاً جائز ہیں، مگر ان سے زیارتِ کرامت ہے بدعت نہ ہو جائے گی۔ پیچھے نماز میں قرآن شریف  
غلط پڑھنا، رکوع و سجود صحیح نہ کرنا، طہارت ٹھیک نہ ہونا عام عوام میں جاری و ساری ہے اس سے  
نماز بُری نہ ہو جائے گی۔

قبرِ مسلمان پر پھول رکھنا مستحب ہے۔ ائمہ دین فرماتے ہیں وہ جب تک تر ہے تسبیح الہی کریگا  
اس سے مُردے کا دل بچے گا، کما فی فتاویٰ الامام فقیہ النفس و غیرہا (جیسا کہ امام فقیہ النفس  
کے فتاویٰ وغیرہ میں ہے۔ ت)

فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں ہے:

وضعم السورد والبریاحین علی      قبروں پر لکھنا وغیرہ خوشبودار پھول رکھنا

۱۔ الفتاویٰ الکبریٰ لابن حجر الیمینی باب الجنائز دارالکتب العلمیۃ بیروت ۹/۲

۲۔ الحاوی للفتاویٰ تنویر الملک فی امکان رویۃ النبی والملک دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۶۳/۲

۳۔ سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز باب جنازۃ فی زیارة القبور ایچ ایم سمیع پٹی کراچی ص ۱۱۳

القبور حسنؑ

اچھا ہے۔ (ت)

اسے ہدایت کننا بھی آج کل وہابیہ ہی کی خلوت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
(۳) اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام اولین و آخرین و شرق و غرب و عرش و فرش و ماتحت الثری و جملہ ممالک و مایکون الی آخر الایام کے ذریعے سے عالم تفصیلی عطا فرمایا اس کا بیان ہمارے رسالہ انباء المصطفیٰ و خالص الاعتقاد و المدلولۃ العلیہ وغیرہ میں ہے، جو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب مطلقاً نہ تھا یا حضور کا علم اور سب آدمیوں کے برابر ہے وہ کافر ہے۔ امام حجر الاسلام غزالی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں،

النبوۃ علی الاطلاق علی الغیبؑ نبوت کا معنی غیب پر مطلع ہونا ہے (ت)

اللہ عزوجل فرماتا ہے،

علم الغیب فلا ینظر علی غیبہ احدا الا من اراد فی من سولؑ غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مستطاف نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے (ت)  
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) اذان میں نام اقدس سن کر انگوٹھے چڑھنا حسب تصریح کتب فقہ و الحدیث و حاشیہ در مختار و جامع الرموز شرح نقایہ و فتاویٰ صوفیہ و کنز العباد مستحب ہے۔ اس کا مبرہہ بیان ہمارے کتاب منیر العین فی حکم تبذیر الایہام میں ہے۔ اس پر انکار بھی آج کل شعار وہابیہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) بلاد ہندوستان میں ترک جماعت گناہ ہے اور اس کا عادی فاسق گناہ ہے صحیح مسلم شریف میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،

ولو انکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی  
ہذا المتخلف فی بیتہ لترکتکم  
سنة نبیکم و لست ترکتم  
اور اگر تم نے گھروں میں نماز پڑھی جیسا کہ یہ تارک جماعت  
اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو تم اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کی سنت چھوڑ دو گے اور اگر تم نے اپنے

۱۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب الکرابیۃ ابواب السادس عشر فورانی کتب خانہ پشاور ۲۵۱/۵  
۲۔ الواجب الذکر القصد الثانی الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲۶/۲  
۳۔ القرآن الکریم ۶۲/۲۶ و ۲۷ و ۲۸

سنۃ نبیکہ لصلیتم اللہ علیہ وسلم ای ضلال عن  
سبیل المتقین وان استحلہ او استخفہ  
فغضل فی الحدیث . والعیاذ  
باللہ من رب العالمین .

کی پناہ . (ت)

واللہ تعالیٰ اعظم

ایک یہ بات نہایت ضروری و بکار آمد ہے کہ دیوبندیوں سے کوئی مسئلہ پوچھنا یا کسی مسئلہ میں  
اُن کی بات پر کان رکھنا ہرگز ہرگز جائز نہیں، تمام علمائے عرصین طیبین بالاتفاق دیوبندیوں کو مرتد لکھ چکے اور  
فرمادیا، من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر (جس نے اس کے کفر و مذہب میں شک کیا وہ  
بھی کافر ہو گیا۔ ت) جو اُن کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر انھیں مسلمان مانا درکنار ان کے کفر میں شک  
بھی کرے وہ بھی کافر ہے۔ دیکھو حسام الحرمین شریف، والہذا لہادی۔

مسئلہ ۱۱۸ از میرنڈی ڈاکٹرانہ شہ ہی ضلع بریلی مرسلہ سید امیر عالم حسن صاحب

۱۲ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ :

(۱) تہ کہتا ہے جو ثور اور ہوا کا سب خدا کے حکم سے ہی ہوا اور ہوگا پھر بندہ سے کیوں گرفت ہے اور  
اس کو کیوں سزا کا رنگ بٹھرایا گیا اس نے کون سا کام ایسا کیا جو سختی عذاب کا ہوا جو کچھ  
اس نے تقدیر میں لکھ دیا ہے وہی ہوتا ہے کیونکہ قرآن پاک سے ثابت ہو رہا ہے کہ بلا حکم  
اُس کے ایک ذرہ نہیں ہلتا پھر بندے نے کون سا اپنے اختیار سے وہ کام کیا جو دوزخی ہوا یا  
کافریا فاسق، جو بڑے کام تقدیر میں لکھے ہوں گے تو بڑے کام کرے گا اور بچے لکھے ہوں گے تو بچے  
بہر حال تقدیر کا تابع ہے پھر کیوں اس کو مجرم بنایا جاتا ہے؟ چوری کرنا، زنا کرنا، قتل کرنا وغیرہ وغیرہ  
جو بندہ کی تقدیر میں لکھ دئے ہیں وہی کرتا ہے ایسے ہی نیک کام کرتا ہے۔

(۲) جب کسی عورت نے کسی شخص سے قربت کی اور اس کو حمل رہ گیا تو اس حمل کو حمل حرام کیوں کہا گیا  
اور اس کی اس فعل قربت کو زنا کیوں کہا گیا؟ اور جب اس حمل سے بچہ پیدا ہوا تو اس بچہ کو

۱/ ۲۲۲ صحیح مسلم کتاب المساجد باب بیان فضل الجماعۃ از قدیمی کتب خانہ کراچی

۱۳ ص ۹۴ مکتبہ اہل سنت بریلی ص ۹۴

حرامی کیوں کہا جائے؟ کیونکہ جتنے افعال بندہ کرتا ہے وہ سب تقدیر سے اور حکم خدا سے ہوتے ہیں تو اب اس عورت نے کیا اپنی قدرت اور حکم سے ان فعلوں کو کر لیا؟ نہیں وہی کیا جو تقدیر میں لکھ دیا تھا پھر اس کو زنا یا حرام کہنا کیونکر ہے؟

(۳) اُس بچے کی روح پاک تھی یا ناپاک؟ یا اُن روحوں میں کی روح تھی جو روز ازل میں پیدا ہوئی تھیں یا کوئی اور؟ اور اس کا کیا سبب جو بچہ حرامی ہو گیا اور روح پاک لے لے انہیں روح بھی ایسی ہے جیسا بچہ حرامی کیونکر ہو سکتا ہے؟ فقط۔

### الجواب

(۱) تیرہ گراہ بدین ہے، اُسے کوئی جتنا مارے تو کیوں ناراض ہوتا ہے، یہ بھی تو تقدیر میں تھا۔ اس کا کوئی مال دبا لے تو کیوں بگڑتا ہے، یہ بھی تقدیر میں تھا۔ یہ شیطانی فعلوں کا دھوکا ہے کہ جیسا لکھ دیا ایسا ہمیں کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے اُس نے اپنے علم سے جان کر وہی لکھا ہے۔

(۲) یہ وہی ابلیس ملعون کا دھوکا ہے جو بد دینوں کو دیا کرتا ہے علم کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ عورت زنا کرنے والی تھی اس لئے اس کا یہ آئندہ حال اس نے اپنے علم غیب سے جان کر لکھ لیا اگر وہ حلال کرنے والی ہوتی تو اسے حلال والی ہی لکھا جاتا۔

(۳) روحیں ازل میں پیدا نہ ہوئیں، ہاں جسم سے دو ہزار برس پہلے بنیں۔ ولد الحرام کا اپنا قصہ نہیں مگر جبکہ وہ حرام سے پیدا ہوا ولد الحرام ہونے میں کیا شک ہے، نہ اس سے اس کی روح کی ناپاکی لازم۔ روح کفر و ضلالت سے پاک ہوتی ہے۔ بد دین کی روح ناپاک ہے اگرچہ ولد الحلال ہو اور دیندار کی روح پاک ہے اگرچہ اس کی ولادت حرام سے ہو، روح کے پاک ہونے سے جسم کا نطفہ حرام سے بننا کیونکر مٹ گیا، بے علم کو ایسی جہالتوں اور ایسی باتوں میں غرض سے غائدہ نہیں ہوتا سوا اس کے کہ شیطان کسی گھاٹی میں راہ مار کر ہلاک کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم



سالہ

# ثلج الصدر لایمان القدر

۱۳

۲۵

(سینے کی ٹھنڈک ایمان تقدیر کے سبب)

بسم الله الرحمن الرحيم

مسئلہ از ضلع کبیری ملک آفودہ موضع کٹوارہ در سلسلہ سید محمد مظفر حسین صاحب غلغلا  
سید رضا حسین صاحب تعلقات کٹوارہ ۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

چومی فرما یند علمائے دین و دین مسئلہ (کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں۔) (ت)  
قرآن میں جس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اسے تمہارا ان اشخاص کو زیادہ دایت مت کرو، ان کے لئے اسلام کے  
واسطے مشیت ازلی نہیں ہے، یہ مسلمان نہ ہونگے اور ہر امر کے ثبوت میں اکثر آیات قرآنی موجود ہیں، تو پس  
کیونکہ خلاف مشیت پروردگار کوئی امر ظہور پذیر ہو سکتا ہے، کیونکہ مشیت کے معنی ارادہ پروردگار عالم کے  
ہیں، تو جب کسی کام کا ارادہ اللہ تعالیٰ نے کیا تو بندہ اس کے خلاف کیونکر کر سکتا تھا۔ اور اللہ نے جب قبل پیدائش  
کسی بشر کے ارادہ اُس کے کافر کئے کا کر لیا تھا تو اب وہ مسلمان کیونکر ہو سکتا ہے یہودی صنف یشاد

سہ القرآن الکریم ۲/۲۴۲



کے صاف معنی یہ ہیں کہ جس امر کی طرف اس کی خواہش چوگی وہ ہوگا۔ پس انسان مجبور ہے اس سے باز پرس کیونکر چسکتی ہے کہ اس نے فلاں کام کیوں کیا، کیونکہ اُس وقت اُس کو ہدایت از جانب باری عزوجل ہوگی وہ اختیار کرے گا۔ علم اور ارادہ میں جتن فرق ہے، یہاں من و تشاء سے اس کی خواہش ظاہر ہوتی ہے۔ پھر انسان باز پرس میں کیوں لایا جائے، پس معلوم ہوا کہ جب اللہ پاک کسی بشر کو اہل بنان سے کرنا چاہتا ہے تو اس کو ایسی ہی ہدایت ہوتی ہے۔

### الجواب

اللہم ہدایۃ الحق والصواب، ربنا لا تنزع  
قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وھب لنا  
من لدنک مرحمة انک انت  
الموھاب، رب اتق اعوذ بک من  
ھنرات الشیطن و اعوذ بک رب انت  
یحضرون۔

اے اللہ! میں تجھ سے حق اور درستی کا طلبگار ہوں  
اے ہمارے رب! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد  
اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی، اور ہمیں اپنے  
پاس سے رحمت عطا کر، بیشک تو ہے بڑے دینے والا،  
اے میرے رب! تیری پناہ شیطان کے دوسوں  
سے، اور اے میرے رب! تیری پناہ اس سے  
کہ وہ میرے پاس آئیں ۱۱ (ت)

اللہ عزوجل نے بندے بنائے، اور انہیں کائنات، آسمان، پانی، زمین و غیرہ آلات و  
جوارج عطا فرمائے اور انہیں کام میں لانے کا طریقہ الہام کیا۔ اور ان کے ارادے کا تابع فرما کر دیا  
کہ اپنے منافع حاصل کریں اور مضر توں سے بچیں۔ پھر اعلیٰ درجہ کے شریعت جوہر یعنی عقل سے ممتاز فہم دیا  
جس نے تمام حیوانات پر انسان کا مرتبہ بڑھایا، عقل کو ان امور کے ادراک کی طاقت بخشی۔ خیر و شر  
نفع و ضرر پر اس میں ظاہری پہچان سکے تھے۔ پھر اسے بھی فقط اپنی سمجھ پر بنے کس و بسے یا اور نہ چھوڑا، ہنوز  
لاکھوں باتیں ہیں جن کو عقل خود ادراک نہ کر سکتی تھی، اور جن کا ادراک ممکن تھا ان میں لغزش کرنے، غلو کر  
کھانے سے پناہ کے لئے کوئی زبردست دامن ہاتھ میں نہ رکھتی تھی۔ لہذا انبیاء بھیج کر، کتابیں اتار کر دوا  
بات کا طمس و قبح جوہر اپنی نعمت تمام و کمال فرمادی، کسی مذہب کی جگہ باقی نہ چھوڑی لہذا یہ کوئی  
ظنا سے حل اللہ حجة بعد الرسل (کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی مذہب نہیں ہے)  
حق کا راستہ آفتاب سے زیادہ واضح ہو گیا۔ ہدایت و گمراہی پر کوئی پردہ نہ رہا لا انکرا ف

الدین قد تبین الرشید صفت الفی (کچھ زبردستی نہیں دین میں، بلے شک خوب جدا ہو گئی ہے نیک راہ گراہی سے۔ ت)

یا ایس ہر کسی کا خالق ہونا، یعنی ذات ہمدیا صفت، فعل ہمدیا حالت، کسی ممدوم چیز کو عدم سے نکال کر لباس وجود پہنا دینا، یہ اُسی کا کام ہے، یہ نہ اُس نے کسی کے اختیار میں دیا نہ کوئی اس کا اختیار پاسکتا تھا، کہ تمام مخلوقات خود اپنی خد ذات میں نیست ہیں، ایک نیست دوسرے نیست کو کیا ہست بنا سکے، ہست بنانا اُسی کی شان ہے جو آپ اپنی ذات سے ہست حقیقی و ہست مطلق ہے۔ ہاں یہ اُس نے اپنی رحمت اور اپنی غنائے مطلق سے عادات اجراء فرمائے کہ بندہ جس امر کی طرف قصد کرے اپنے جوارح اور ہر پیرے، مولاتعالیٰ اپنے ارادہ سے اُسے پیدا فرمادیتا ہے مثلاً اُس نے ہاتھ دے ان میں پھیلے، سمیٹے، اٹھنے، بچکنے کی قوت رکھی۔ تلوار بنائی، اس میں دھار اور دھار میں کاٹ کی قوت رکھی۔ اس کا اٹھانا، رکھنا، وار کرنا بنایا۔ دوست دشمن کی پہچان کو عقل بخشی، اسے نیک و بد میں تمیز کی قوت عطا کی، شریعت بھیج کر قتل حق و ناحق کی بھوتی برائی صاف بتادی۔ زید نے وہی خدا کی بتائی ہوئی تلوار، خدا کے بنائے ہوئے ہاتھ، خدا کی دی ہوئی قوت سے اٹھانے کا قصد کیا۔ وہ خدا کے حکم سے اٹھ گئی، اور ٹھکا کر ولید کے جسم پر ضرب پہنچانے کا ارادہ کیا، وہ خدا کے حکم سے ٹھکی اور ولید کے جسم پر لگی، تو یہ ضرب جی اور پر موقوف تھی سب عطائے حق تھے، اور خود جو ضرب واقع ہوئی بارادۂ خدا واقع ہوئی۔ اور اب جو اس ضرب سے ولید کی گردن کٹ جانا پسیدہ ہو گا یہ بھی اللہ کے پیدا کرنے سے ہو گا۔ وہ نہ چاہتا تو ایک زید کیا تمام انسان جن ملک جمع ہو کر نہ در کرتے تو اٹھنا درکناز ہرگز جنبش نہ کرتی اور اس کے حکم سے اٹھنے کے بعد اگر وہ نہ چاہتا تو زمین، آسمان، پہاڑ سب ایک لشکر بنا کر تلوار کے پیٹے (خوک) پر ڈال دیے جاتے، نام کو بال برابر نہ جھکتی۔ اور اس کے حکم سے پہنچنے کے بعد اگر وہ نہ چاہتا گردن کٹنا تو بڑی چیز ہے جس نے نہ تھا کہ خط بھی آتا۔ لڑائیوں میں ہزاروں بار تجربہ ہو چکا کہ خواریں پڑیں اور غرائش تک نہ آئی، گولیاں لگیں اور جسم تک آتے آتے ٹھنڈی ہو گئیں، شام کو موٹے سے پٹنے کے بعد سپاہیوں کے سر کے بالوں میں سے گولیاں نکل جی۔ تو زید سے جو کچھ واقع ہوا سب فعلی خدا بارادۂ خدا تھا۔ زید کا بیچ میں صرف اتنا کام رہا کہ اس نے قتل ولید کا ارادہ کیا اور اس طرف اپنے جوارح کو پھیرا اب اگر ولید شرعاً مستحق قتل ہے تو زید پر کچھ الزام نہیں رہا بلکہ بار بار ثواب عظیم کا مستحق ہو گا کہ اس نے اس چیز کا قصد کیا اور اس طرف جوارح کو پھیرا۔ جیسے اللہ عزوجل نے اپنے دھولوں کے ذریعے اپنی مرضی، اپنا پسند یہ کام ارشاد فرمایا تھا۔ اور اگر قتل ناحق ہے تو یقیناً زید پر الزام ہے اور مذاہب الیم کا مسلک ہو گا کہ

یعنی لغتِ حکمِ شرع اُس شے کا ماحول کیا، اور اُس طرف جوارح کو متوجہ کیا جسے مولیٰ تعالیٰ نے اپنی کتابوں کے واسطے سے اپنے غضبِ اپنی ناراضی کا حکم بنایا تھا۔ غرض فعلِ انسان کے ارادہ سے نہیں ہوتا بلکہ انسان کے ارادہ پر اللہ کے ارادہ سے ہوتا ہے۔ یہ نیکی کا ارادہ کرے اور اپنے جوارح کو پھیرے، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نیکی پیدا کر دے گا اور یہ بُرے کا ارادہ کرے اور جوارح کو اُس طرف پھیرے اللہ تعالیٰ اپنی بے نیازی سے بدی کو موجود فرما دے گا۔ دو پیالیوں میں شہد اور زہر ہیں اور دونوں خود بھی خدا ہی کے بنائے ہوئے ہیں؛ شہد میں شفاء اور زہر میں ہلاک کرنے کا اثر بھی اُسی نے رکھا ہے۔ مددِ شمس و ماخِ عکسوں کو بھی کرتا بھی دیا ہے کہ دیکھو یہ شہد ہے اُس کے یہ منافع ہیں اور زہر! یہ زہر ہے اُس کے پینے سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ ان ناصح اور غیر خواہ حکماء کے کرام کی یہ مبارک آوازیں تمام جہان میں گونجیں اور ایک ایک شخص کے کان میں پہنچیں۔ اُس پر کچھ نے شہد کی پیالی اٹھا کر پی اور کچھ نے زہر کی۔ ان اٹھانے والوں کے ہاتھ بھی خدا ہی کے بنائے ہوئے تھے، اور ان میں پیالی اٹھانے، مٹنے تکسے جلنے کی قوت بھی اُسی کی رکھی ہوئی تھی۔ مٹنے اور حلق میں کسی چیز کو جنب کر کے اندر لینے کی قوت، اور خود مٹنے اور حلق اور معدہ و غیرہ سب اس کے مخلوق تھے، اسب شہد پینے والوں کے جوف میں شہد پہنچا، کیا وہ آپ اُس کا قلع پیدا کر لیں گے؟ یا شہد ہذا بتِ خود خالقِ نفع ہو جائے گا؟ حادث ہرگز نہیں، بلکہ اُس کا اثر پیدا ہونا یہ بھی اُسی کے دستِ قدرت میں ہے اور ہوگا تو اُسی کے ارادہ سے ہوگا۔ وہ نہ چاہے تو مٹوں شہد پی جائے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ چاہے تو شہد زہر کا اثر دے تو نہ ہی زہر والوں کے پیٹ میں زہر جا کر کیا وہ آپ ضرور کی تخلیق کر لیں گے یا زہر خود بخود خالقِ ضرر ہو جائیگا؟ حادث ہرگز نہیں، بلکہ اُس کا اثر پیدا ہونا یہ بھی اُسی کے قبضہِ اقتدار میں ہے اور ہوگا تو اُس کے ارادہ سے ہوگا بلکہ وہ چاہے تو زہر شہد ہو کر لے۔ بااں ہر شہد پینے والے ضرور قابلِ تہسین و آفریں ہیں۔ ہر مائل ہی کے گاکر انھوں نے اچھا کیا، ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔ اور زہر پینے والے ضرور لائقِ سزا و نفرت ہیں؛ ہر ذی ہوش بھی کے گاکر یہ بد بخت خود کشی کے مجرم ہیں۔

دیکھو اول سے آخر تک جو کچھ ہوا سب اللہ ہی کے ارادہ سے ہوا۔ اور جتنے آلات اس کام میں ملتے گئے سب اللہ ہی کے مخلوق تھے، اور اسی کے حکم سے انھوں نے کام دیا، جو تمام عقلاء کے نزدیک ایک فریق کی تعریف ہے اور دوسرے کی مذمت، تمام کچھ راہِ برحق سے صادر رکھتی ہوں ان زہر و شہد کو مجرم بنائیں گی، پھر کیوں بناتی ہیں، نہ زہر ان کا پیدا کیا ہے نہ زہر میں قوتِ ہلاک اُن کی رکھی ہوئی، نہ ہاتھ اُن کا پیدا کیا ہے نہ اُس کے بڑھانے اٹھانے کی قوت ان کی رکھی ہوئی، نہ دہن و حلق ان کے پیدا کئے ہوئے نہ ان میں جنب و کشش کی قوت اُن کی رکھی ہوئی، نہ حلق سے اُتر جانا ان کے ارادہ سے ممکن تھا۔ آدمی

پائی پیتا ہے اور چاہتا ہے کہ خلق سے اترے مگر اچھو ہو کر نکل جاتا ہے اس کا چاہا نہیں چلتا، جب تک وہی نہ چاہے جو صاحب سارے جہان کا ہے۔

اب خلق سے اترنے کے بعد تو کابھری نگاہوں میں بھی چپنے والے کا اپنا کوئی کام نہیں۔ غن میں لگا ملنا اور غن کا اُسے لے کر دوڑ کرنا اور دورہ میں قلب تک پہنچنا اور وہاں جا کر اُسے خاصہ کر دینا یہ کوئی فعل نہ اس کے ارادے سے ہے نہ اس کی طاقت سے۔ بہتیرے زہری کرنا دم ہوتے ہیں۔ پھر ہزار کوشش کرتے ہیں جو ہوتی ہے ہو کر رہتی ہے۔ اگر اس کے ارادہ سے ضرر ہوتا تو اس ارادہ سے باز آتے ہی زہر باطل ہو جانا لازم تھا، مگر نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ اس کا ارادہ بے اثر ہے۔ پھر اس سے کیوں باز پرس ہوتی ہے؟ ہاں، باز پرس کی وہی وجہ ہے کہ شہد اور زیر اسے بتا دیے تھے۔ عالی قدر حکمائے جنظام کی معرفت سب نفع نقصان بتا دیے تھے۔ دست و دبان و خلق اس کے قابو میں کر دیے تھے۔ دیکھنے کو آنکھ، سمجھنے کو عقل اُسے دے دی تھی۔ یہی بات جس سے اس نے زہر کی پیالی اٹھا کر پی کر ہام شہد کی طرف بڑھنا ائمہ تعالیٰ اُسی کا اٹھنا پیدا کر دیتا، یہاں تک کہ سب کام اولیٰ تا آخر اسی کی خلق و مشیت سے واقع ہو کر اس کے نفع کے موجب ہوتے مگر اُس نے ایسا نہ کیا بلکہ کاسہ زہر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کے پینے کا حکم لایا۔ وہ غنی بے نیاز دونوں جہان سے ہے پروا ہے، وہاں تو عادت جاری ہو رہی ہے کہ یہ قصد کرے اور وہ خلق فرما دے۔ اُس نے اسی کاسہ کا اٹھنا اور خلق سے اترنا دل بھگ چھینا وغیرہ وغیرہ پیدا فرما دیا پھر یہ کیونکر بے جرم قرار پاسکتا ہے۔ انسان میں یہ قصد و ارادہ و اختیار ہونا ایسا واضح و روشن و بدیہی امر ہے جس سے انکار نہیں کر سکتا مگر مجنون۔ ہر شخص سمجھتا ہے کہ مجھ میں اور پتھر میں ضرور فرق ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ انسان کے چلنے پھرنے، کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے وغیرہ وغیرہ افعال کے حرکات ارادی ہیں۔ ہر شخص آگاہ ہے کہ انسان کا کام کرنے کے لئے ہاتھ کو حرکت دینا اور وہ جنبش جو ہاتھ کو ریشہ سے جو اُن میں صریح فرق ہے۔ ہر شخص واقف ہے کہ جب وہ اوپر کی جانب جست کرتا اور اس کی طاقت ختم ہونے پر زمین پر گرتا ہے ان دونوں حرکتوں میں فرق ہے۔ اوپر کو دنا اپنے اختیار و ارادہ سے تھا اگر نہ چاہتا نہ گودتا اور یہ حرکت تمام ہو کر اب زمین پر آتا اپنے ارادہ و اختیار سے نہیں۔ و لہذا اگر رکنا چاہے تو نہیں رُک سکتا۔ بس یہی ارادہ، یہی اختیار جو ہر شخص اپنے نفس میں دیکھ رہا ہے عقل کے ساتھ اس کا پایا جانا، یہی مدار امرہ نہی و جزا و سزا و عقاب و پریش و حساب ہے۔ اگرچہ بلا شبہ بلا ریب قطعاً یقیناً یہ ارادہ و اختیار بھی اللہ عز و جل ہی کا پیدا کیا ہوا ہے، جیسے انسان خود بھی اُسی کا بنایا ہوا ہے آدمی میں طرح نہ آپ سے آپ ہی سکتا تھا اپنے لئے آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں، زبان

دعویٰ بنا سکتا تھا۔ یونہی اپنے لئے طاقت، قوت، ارادہ، اختیار بھی نہیں بنا سکتا۔ سب کچھ اُس نے دیا اور اُسی نے بنایا۔ مگر اس سے یہ سمجھ لینا کہ جب ہمارا ارادہ و اختیار بھی خدا ہی کا مخلوق ہے تو پھر ہم پتھر ہو گئے قذیل سزاوار جزا و باز پرس نہ ہے، کیسی سخت چالست ہے۔ صاحبِ اتم میں خدا نے کیا پیدا کیا؟ ارادہ و اختیار۔ تو ان کے پیدا ہونے سے تم صاحبِ ارادہ، صاحبِ اختیار ہوئے یا مضطر، مجبور، تاجار۔ صاحبِ بخل اور پتھر کی حرکت میں فرق کیا تھا؟ یہ کہ وہ ارادہ و اختیار نہیں رکھتا اور تم میں اللہ تعالیٰ نے یہ صفت پیدا کی عجب عجیب کہ وہی صفت جس کے پیدا ہونے نے تمہاری حرکات کو پتھر کی حرکات سے ممتاز کر دیا، اسی کی پیدائش کو اپنے پتھر ہو جانے کا سبب سمجھو۔ یہ کیسی الٹی منت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ہماری آنکھیں پسیدہ کیں، اُن میں نور خلق کیا، اس سے ہم انکھیاں سے ہوئے، نہ کہ مٹاؤ اللہ سے۔ یونہی اس نے ہم میں ارادہ و اختیار پسیدہ کیا اس سے ہم اس کی عطا کے لائق مختار ہوئے، نہ کہ اُن نے مجبور۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ جب وقتاً فوقتاً ہر فرد اختیار بھی اُسی کی خلق، اُسی کی عطا ہے۔ ہر ہر اپنی ذات سے نہیں تو مختار کہ وہ ہوتے خود مختار نہ ہوتے۔ پھر اس میں کیا حرکت ہے؟ بندہ کی مشین ہی نہیں کہ خود مختار ہو سکے۔ ذرہ و سزا کے لئے خود مختار ہونا ہی ضرور۔ ایک نوعاً اختیار چاہئے، کسی طرح ہو، وہ چاہئے حاصل ہے۔

اُدنی انصاف سے کام لے تو اسی قدر تقریر و مثال کافی ہے۔ شہد کی پالی اطاعت الہی ہے اور ذہر کا کاسہ اس کی نافرمانی۔ اور وہ عالی شان حکماء، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اور ہدایت اس شہد سے نفع پانا ہے کہ اللہ ہی کے ارادہ سے ہوگا، اور ضلالت اس ذہر کا ضرر پہنچا کر یہ بھی اسی کے ارادہ سے ہوگا، مگر اطاعت والے تعریف کئے جائیں گے اور تردد (سرکشی) والے مذہم و ظم ہو کر سزا پائیں گے۔ پھر بھی جب تک ایمان باقی ہے بفضلِ لیلۃ (جسے چاہے بخش دے۔ ت) باقی ہے۔

والحمد للہ رب العالمین، لہ الحکمہ و اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے الیہ ترجعون۔  
تمام جہانوں کا، حکم اُسی کا ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے۔ (نت)

قرآن عظیم میں یہ کہیں نہیں ملایا کہ اُن اشخاص کو زیادہ ہدایت نہ کرو۔ — ہاں یہ ضرور فرمایا ہے کہ ہدایت ضلالت سب اس کے ارادہ سے ہے۔ اس کا بیان بھی ہو چکا اور آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ اور زیادہ واضح ہوگا۔ نیز فرمایا ہے :

ان الدین کفر واسوائے علیہم اذ ذہبوا  
اور لم تنذرہم لایؤمنون  
وہ جو علم الہی میں کافر ہیں انہیں ایک سا ہے چاہے  
تم ان کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہ لائیں گے۔

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہان کے لئے رحمت بھیجے گئے جو کافر ایمان نہ لاتے ان کا نہایت  
غم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوتا، یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے فرمایا،

فلعلک یا خمد نفسك علی اثارہم انت  
لم یؤمنوا بهذا الحدیث اسفا۔  
شاید تم ان کے پیچھے اپنی جان پر کھیل جاؤ گے اس  
غم میں کہ وہ اس کلام پر ایمان نہ لائیں۔

لہذا حضور کی تسکین خاطر اقدس کو یہ ارشاد ہوا ہے کہ جو چارہ سے علم میں کفر پر مرفوعہ الے میں والعیاذ  
باللہ تعالیٰ وہ کسی طرح ایمان نہ لائیں گے، تم اس کا غم نہ کرو۔ لہذا یہ فرمایا کہ تمہارا سمجھنا نہ سمجھنا "ان کو" یکساں  
ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ "تمہارے حق میں" یکساں ہے، کہ ہدایت معاذ اللہ امر فضول ٹھہرے۔ ہادی کا اجر  
اللہ پر ہے، چاہے کوئی ماننے یا نہ ماننے۔

وما علی الرسول الا البلاغ المبین۔  
وما اسئکم علیہ من اجر انت اجرک  
اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا (ت)  
اور میں تم سے اس پر کچھ اجر نہیں مانگتا، میرا  
اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے (ت)

اللہ خوب جانتا ہے اور آگے سے نہیں ازل الازل سے کہ اتنے بندے ہدایت پائیں گے اور اتنے  
چاہہ ضلالت میں ڈوبیں گے، مگر کبھی اپنے رسولوں کو ہدایت سے منع نہیں فرماتا کہ جو ہدایت پاسنے والے ہیں  
ان کے لئے سبب ہدایت ہوں اور جو پائیں گے اُن پر عتبہ الہیہ قائم ہو، وقلہ الحقۃ البالغۃ (اور اللہ  
ہی کی محبت پوری ہے۔ ت)

ابن جریر عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
قال لما بعث اللہ تعالیٰ موسیٰ  
علیہ الصلوۃ والسلام الخ فرعون  
نودعی لن یفعل، فیلہ افضل؛  
فقال فناداہ اشنا حشر مذکا  
ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
کیا کہ جب سینا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو  
مرئی مروجہ جل نے رسول کر کے فرعون کی طرف بھیجا  
موسیٰ علیہ السلام چلے تو ندا ہوئی مگر اسے موسیٰ  
فرعون ایمان نہ لائے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دل

۶/۱۸ القرآن الکریم  
۱۰۹/۲۶

۶/۲ القرآن الکریم  
۵۴/۲۴

صفت علماء المشقة، امضی لهما  
 امرت به، فاتا جہدنا امت نعلم  
 هذا فلو نعلمہ لہ  
 میں کہا پھر میرے جانے سے کیا فائدہ ہے؟ اس پر  
 بارگہ علماء کا کہ غلام علیہما تعلقہ والسلام نے کہا  
 اے موسیٰ! آپ کو جہاں کا حکم ہے جاسیے۔  
 یہ وہ راز ہے کہ باوصیت کو شش آج تک ہم پر بھی  
 نہ نکلا۔

اور آخر نفع بعثت سب نے دیکھ لیا کہ دشمنانِ خدا پاک چوتھے دوستانِ خدا نے ان کی غلوں، ان کے  
 غلاب سے نجات پائی۔ ایک جلسے میں شتر جزار ساحر سجدہ میں گر گئے اور ایک زبان بولے،  
 انا ہریت العلین سب موسیٰ و ہارون یہ ہم اس پر ایمان لاتے جو رب ہے سارے سجدوں کا  
 رب ہے موسیٰ و ہارون کا۔

مولیٰ عزوجل قادر تھا اور ہے کہ بے کسی نبی و کتاب کے تمام جہاں کو ایک آن میں ہدایت فرما دے۔  
 ولو شاء اللہ لجمعہم علی البسندی فلا تکنون  
 من الجہلین یہ  
 اور اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا تو اسے  
 سینے والے! انکو ہرگز نادان نہ بن۔ (مت)

مگر اس نے دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے اور ہر نعمت میں اپنی حکمت باللہ کے مطابق مختلف حصہ رکھا ہے وہ  
 پہانتا تو انسان وغیرہ جانداروں کو بھوک ہی نہ لگتی، یا بھوکے موتے تو کسی کا صوف نام پاک لینے سے، کسی کا  
 ہوا سونگھنے سے پیٹ بھرتا۔ زمین جوتے سے روٹی پکانے تک جو نعمت مشقتیں پڑتی ہیں کسی کو نہ ہوتیں۔ مگر  
 اس نے یونہی چاہا اور اس میں بھی بے شمار اختوت رکھا۔ کسی کو اتنا دیا کہ وہ کھوں پیٹ اس کے ذرے سے پلے ہیں۔  
 اور کسی پر اس کے اہل و عیال کے ساتھ تین تین خانے گزرتے ہیں۔

غرض ہر چیز میں اہم یقتسبون رحمة ربك و نحن قسمنا بينهم کیا تمہارے رب کی رحمت  
 وہ بانٹتے ہیں، ہم نے ان میں ان کی ذلیلت کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا۔ (مت) کی نیکیاں ہیں۔ الحق بطل  
 یا اہل بدین وہ اس کے ناموس میں چون دھرا کر سے کریں کیوں کیا یوں کیوں نہ کیا؟ سنا ہے اسکی  
 شان ہے یفعل اللہ ما یشاء اللہ جو چاہے کرتا ہے۔ اس کی شان ہے ان اللہ یحکم ہایرین اللہ  
 ملے

۱۱ القرآن الکریم ۲۵/۶

۱۲ ۲۴/۱۳

۱۳ القرآن الکریم ۱۲۱ و ۱۲۲

۱۴ ۳۲/۳۳

۱۵ ۱/۵

جو چاہے حکم فرماتا ہے۔ اس کی شان ہے لایسٹل ستایفعل وہم یسئلون وہ جو کچھ کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اور سب سے سوال ہوگا۔  
 زید نے روپے کی ہزار ایٹشیں خریدیں، پانسو مسجد میں دکھائیں، پانسو پانخانہ کی زمین اور قد چجوں میں۔ کیا اس سے کوئی اُلجھ سکتا ہے کہ ایک ہاتھ کی بنائی ہوئی، ایک مٹی سے بنی ہوئی، ایک آدے سے پکی ہوئی ایک روپے کی مولیٰ لی ہوئی ہزار ایٹشیں تھیں۔ اُن پانسو میں کیا خوبی تھی کہ مسجد میں صرف کس؟ اور ان میں کیا عیب تھا کہ جائے نجاست میں رکھیں۔ اگر کوئی امتی اس سے پوچھے بھی تو وہ یہی کہے گا کہ میری ملک تھیں میں نے جو چاہا کیا۔

جب مجازی ٹھوٹی ملک کا یہ حال ہے تو حقیقی مٹی ملک کا کیا پوچھنا۔ ہمارا اور ہماری جان و مال اور تمام جہان کا وہ ایک اکیلہ پاک نرالا سچا ملک ہے۔ اس کے کام، اس کے احکام میں کسی کو مجالِ دم زدن کیا معنی! کیا کوئی اس کا چسپاں اس پر افسر ہے جو اس سے کیوں اور کیا کہے۔ ملک علی الاطلاق ہے، بے اشتراک ہے، جو چاہا کیا اور جو چاہے کرے گا۔ ذلیل فقیر بے حیثیت حقیر اگر بادشاہِ جبار سے اُلجھے تو اس کا سر کھایا ہے، شامت نہ کھیرا ہے۔ اس سے ہر مقل ہی کہے گا کہ او پر مقل بے ادب! اپنی حد پر رہ۔ جب یقیناً معلوم ہے کہ بادشاہ کمالِ عادل اور جمیع کمالِ صفات میں یکتا و کامل ہے تو مجھے اس کے احکام میں دخل دینے کی کیا مجال! سہ

گدائے خاک نشین تو حافظِ خردش نظامِ مملکتِ خویش غمرواں دانستند  
 تو خاک نشین گداگر ہے اسے حافظ! خورمت کر! اپنی سلطنت کے نظام کو بادشاہ جانتے ہیں۔ (ت)

افسوس کہ دنیوی، مجازی، مجبور بادشاہوں کی نسبت تو آدمی کو یہ خیال ہو اور ملک الملوک بادشاہِ حقیقی جل جلالہ کے احکام میں دوائے زنی کہے۔ سلاطین تو سلاطین اپنا برابر زنی بلکہ اپنے سے بھی کم تر بہ شخص بلکہ اپنا نوکر یا غلام جب کسی صفت کا استاد ماہر ہو اور خود یہ شخص اس سے آگاہ نہیں تو اس کے اکثر کاموں کو ہرگز نہ سمجھ سکے گا۔ یہ اتنا اذراک ہی نہیں رکھتا۔ مگر مقل سے حصہ ہے تو اس پر معترف بھی نہ ہوگا۔ جان لے گا کہ یہ اس کام کا استاد و حکیم ہے، میرا خیال وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔

سُورَةُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۲۳/۶۱

سُورَةُ الرَّحْمٰنِ رُوَيْفِ شَيْخِ مَعْجَرٍ سَب رَجَلِ كَتَابِ كُحْرِ دَهْلِي ص ۲۵۸



غرض اپنی فہم کو قاصر جانے کا ذکر اس کی حکمت کو۔ پھر رب الارباب، حکیم حقیقی، عالم السر والنجی عز وجلالہ کے اسرار میں غوص کرنا اور جو کچھ میں نہ آئے اس پر معترض ہونا اگر بے دینی نہیں جنتوں ہے۔ اگر جنوں نہیں بے دینی ہے، والعیاذ باللہ سبحانہ العلیین۔

اسے عزیز کسی بات کو حق جانتے کے لئے اس کی حقیقت جانتی لازم نہیں ہوتی۔ دنیا جانتی ہے کہ مہنا طیس لوہے کو کھینچتا ہے، اور مہنا طیس قوت دیا ہوا لوہا ستارہ قطب کی طرف توجہ کرتا ہے۔ مگر اس کی حقیقت و گتہ کوئی نہیں بتا سکتا کہ اس خاکی لوہے اور اس افلاکی ستارے میں کدیاں سے کدوؤں میل دور ہے یا ہم کیا اُلفت؟ اور کیونکر اُسے اس کی جہت کا شعور ہے؟ — اور ایک یہی نہیں عالم میں ہزاروں ایسے عجائب ہیں کہ بڑے بڑے فہم مند خاک چھان کر مر گئے اور ان کی گتہ نہ پائی — پھر اس سے ان باتوں کا انکار نہیں ہو سکتا۔ آدمی اپنی جان ہی کو بتائے وہ کیا فہم ہے جسے یہ "میں" کہتا ہے، اور کیا چیز جب بھل جاتی ہے تو یہ مٹی کا ڈھیر بے حس و حرکت رہ جاتا ہے۔

اللہ جل جلالہ فرقان حکیم میں فرماتا ہے :

وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ  
الْعَالَمِينَ ۝

اور فرماتا ہے :

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرِ اللَّهِ يَزِيلُ  
مَا يَشَاءُ ۚ

اور فرماتا ہے :

لَهُ الْخَبِيرُ ۝

اور فرماتا ہے :

الْأَلَهُ الْخَلْقِ وَالْأَمْرِ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ  
الْعَالَمِينَ ۝

نہیں ہو! پیدا کرنا اور حکم دینا اسی کے لئے ہے،  
بڑی برکت والا ہے اللہ مالک سارے جہان کا۔

یہ آیات کریمہ صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ پیدا کرنا، مہم سے وجود میں لانا خاص اُسی کا کام ہے، دوسرے  
کو اس میں اَصْل (بأسفل) شرکت نہیں، نیز اصل اختیار اُسی کا ہے، نیز بے اس کی مشیت کے

۱۱۱ القرآن الحکیم ۲۵/۳

۱۱۱ القرآن الحکیم ۸۱/۲۹

۱۱۱ " ۵۴/۱

۱۱۱ " ۲۸/۶۸ و ۳۳/۳۶

کسی کی مشیت نہیں ہو سکتی۔

اور وہی مالک و مولیٰ علیٰ و علا اسی قرآن کریم میں فرماتا ہے،  
 ذٰلِكَ جَزَاءُ سَيِّئِهِمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ  
 یہ ہم نے ان کی سرکشی کا بدلہ انہیں دیا، اور بیشک  
 بالیقین ہم سچے ہیں۔

اور فرماتا ہے،

وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ  
 ہم نے ان پر کچھ ظلم نہ کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم  
 کرتے تھے۔

اور فرماتا ہے،

اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ  
 جو تمہارا ہی چاہے کئے جاؤ اللہ تمہارے کاموں کو  
 دیکھ رہا ہے۔

اور فرماتا ہے،

وَقُلِ الْحَقُّ مَعَ رَبِّكَ فَمَتَّ شَاءَ  
 فَلَئِنْ شَاءَ فَلْيُكَفِّرْ بِنَافِلَتِهِ  
 اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعْتَدُكَ  
 اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعْتَدُكَ  
 اے نبی! تم فرما دو کہ حق تمہارے رب کے پاس ہے  
 تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے  
 بیشک ہم نے ظالموں کے لئے وہ آگ تیار کر رکھی ہے  
 جس کے سوا پر ہے انہیں گھیریں گے ہر طرف آگ ہی آگ  
 ہوگی۔

اور فرماتا ہے،

قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتَهُ وَكُنْتَ  
 كَانَتْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ  
 لَا تَخْضَعُ لِلْأَعْدَاءِ وَكُنْتَ  
 قَدْ مَتَّ إِلَيْكَ بِالْوَعِيدِ مَا يُبَدَّلُ  
 الْقَوْلُ لَدَتْ وَمَا أَنْبَا  
 کافرا کا ساتھی شیطان بولا اے رب ہمارے! میں  
 نے انہیں سرکش نہ کر دیا تھا یہ آپ ہی اور کی گمراہی  
 میں تھا۔ رب خود بل نے فرمایا میرے حضور فضل  
 جگر اندر وہیں تو تمہیں پہلے ہی سزا کا ڈر سن چکا  
 تھا، میرے یہاں بات بدل نہیں جاتی، اور نہ میں

۱۱۸/۱۹ لے القرآن الکریم  
 ۲۹/۱۸ لے

۱۳۶/۶ لے القرآن الکریم  
 ۴۰/۴۱ لے

بظلام عبید

بندوں پر ظلم کروں۔

یہ آیتیں صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ بندہ خود ہی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، وہ اپنی ہی کرنی بھرتا ہے وہ ایک حرام کا اختیار و ارادہ ضرور رکھتا ہے۔ اب دونوں قسم کی سب آیتیں قطعاً مسلمان کا ایمان میں بے شک بے شبہ بند کے افعال کا خالق بھی خدا ہی ہے، بے شک بندہ اپنے ارادہ الہیر کچھ نہیں کر سکتا، اور بے شک بندہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، بے شک وہ اپنی ہی بد عملیوں کے سبب مستحق سزا ہے۔

یہ دونوں باتیں جمع نہیں ہو سکتیں مگر یہی حقیقت اہل سنت و جماعت پر ایمان لایا جائے۔ وہ کیا ہے؟ وہ جو اہل سنت کے سردار و مولیٰ، امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ وجہ التکرم نے انھیں تعلیم فرمایا، ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں بطریق امام شافعی عن یحییٰ بن سلیم امام جعفر صادق سے، وہ حضرت امام باقر، وہ حضرت عبید اللہ بن جعفر طیار، وہ امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی،

انہ خطب الناس یوماً (فذا کو خطبتہ شہد قال) فقار الیہ مرجل من کامن شہد معہ الجمل، فقال یا امیر المؤمنین أخبرنا عن القدر، فقال یحییٰ عقیق فلا تلجہ، قال یا امیر المؤمنین أخبرنا عن القدر، قال بشر اللہ فلا تشکلفہ، قال یا امیر المؤمنین أخبرنا عن القدر، قال اما اذا بیت فانه امر من امر من لا جبر ولا تفویض، قال یا امیر المؤمنین ان فلانا یقول بالاستطاعة، وهو حاضر؟ فقال علی بہ فاقسا مئوہ، فملتا مراک، قد امر بکم اصحابکم، فقال الاستطاعة تمکھا

یعنی ایک دن امیر المؤمنین خطبہ فرما رہے تھے، ایک شخص نے کہہ دیا کہ جمل میں امیر المؤمنین کے ساتھ تھے کھڑے ہو کر عرض کی، یا امیر المؤمنین! ہمیں مسئلہ تقدیر سے خبر دیجئے۔ فرمایا، اگر ارادہ ہے اس میں قدم نہ رکھو عرض کی، یا امیر المؤمنین! ہمیں خبر دیجئے۔ فرمایا، اللہ کا ارادہ ہے نہ بدستی اس کا وجود نہ اٹھا۔ عرض کی، یا امیر المؤمنین! ہمیں خبر دیجئے۔ فرمایا، اگر نہیں مانتا تو ایک امر ہے دوامروں کے درمیان، نہ آدمی مجبور محض ہے نہ اختیار اسے سپرد ہے۔ عرض کی، یا امیر المؤمنین! فلاں شخص کہتا ہے کہ آدمی اپنی قدرت سے کام کرتا ہے اور وہ حضور میں حاضر ہے۔ مولیٰ علی نے فرمایا، میرے سامنے لاؤ۔ لوگوں نے اسے کھڑا کیا۔ جب امیر المؤمنین نے اُسے دیکھا تیغ مبارک چار انجل کے قدر نیام سے

لہ القرآن الکریم ۵۰/۲۶ تا ۲۹

مع الله اوجہت دوی الله ؟ وایاک انت  
 نقول احدهما فترتہ فاضرب  
 عنقک ، قال فما اقول یا امیر المؤمنین  
 قال قل املکھما با الله السدع انت  
 شاء منکھما۔ لہ

نکالی لی اور فرمایا، کام کی قدرت کا تو خدا کے ساتھ ملک  
 ہے یا خدا سے جدا ملک ہے؟ اور سنتا ہے خبردار ان  
 دونوں میں سے کوئی بات نہ کہنا کہ کافر ہو جائیگا اور  
 میں تیری گردن مار دوں گا۔ اس نے کہا یا امیر المؤمنین  
 پھر میں کیا کہوں؟ فرمایا، یوں کہہ کہ اس خدا کے دیے  
 سے اختیار رکھتا ہوں کہ اگر وہ چاہے تو مجھے اختیار  
 ہے اس کی مشیت کے مجھے کچھ اختیار نہیں۔

بس یہی عقیدہ اہل سنت ہے کہ انسان پتھر کی طرح مجبور محض ہے نہ خود مختار، بگو ان دونوں کے بیچ میں  
 ایک حالت ہے جس کی کنہ راؤ خدا اور ایک نہایت عین دریا ہے۔ — اللہ عزوجل کی بے شمار رضا میں  
 امیر المؤمنین علی پر تازی ہوں کہ ان دونوں الجہنوں کو دو فقروں میں صاف فرما دیا۔ ایک صاحب نے اسی  
 بارے میں سوال کیا کہ کیا معاصی بھی بے ارادہ الہیہ واقع نہیں ہوتے؟ فرمایا تو کیا کوئی زبردستی اس کی معصیت  
 کرے گا اذیغضی قہراً یعنی وہ نہ چاہتا تھا کہ اس سے گناہ ہو مگر اس نے کر ہی لیا تو اس کا اللہ زبردست  
 پڑا معاذ اللہ خدا بھی دنیا کے مجازی بادشاہوں کی طرح ہوا کہ وہ ڈاکوؤں، چوروں کا بہتیرا بند و بست کریں  
 پھر بھی ڈاکو اور چور اپنا کام کر ہی گزرتے ہیں۔ حاشا وہ ملک الملوک بادشاہ حقیقی قادر مطلق ہرگز ایسا  
 نہیں کر سکتا جس کے ملک میں ہے اس کے حکم کے ایک ذرہ جنبش کر سکے۔ وہ صاحب کہتے ہیں فکانتسا  
 القننی حجازاً ثم لی علی نے یہ جواب دے کر گویا میرے مز میں پتھر رکھ دیا کہ آگے کچھ کہتے ہیں ہی پڑا۔  
 عمرو بن عبیدہ معزلی کہ بندہ کے افعال خدا کے ارادہ سے نہ جانتا تھا خود کہتا ہے کہ مجھے کسی نے ایسا  
 الزام نہ دیا جیسا ایک مجوسی نے دیا جو میرے ساتھ جہاز میں تھا، میں نے کہا تو مسلمان کیوں نہیں ہوتا؟۔  
 کہا خدا نہیں چاہتا۔ میں نے کہا خدا تو چاہتا ہے مگر شیطان تجھے نہیں چھوڑتے۔ کہا تو میں شریک  
 غالب کے ساتھ ہوں۔ اسی ناپاک شتامت کے زد کی طرف مڑ لی علی نے اشارہ فرمایا کہ وہ نہ چاہے تو  
 کیا کوئی زبردستی اس کی معصیت کرے گا؟ — باقی رہا اس مجوسی کا اندر وہ بعینہ ایسا ہے کہ کوئی مجھ کا  
 ہے مجھ کو سے دم نکلا جاتا ہے کھانا سامنے رکھا ہے اور نہیں کھاتا کہ خدا کا ارادہ نہیں، اس کا ارادہ ہوتا

لہ علیہ السلام  
 لہ قول مولیٰ علی

تو میں ضرور کھلیتا۔ اس الحق سے یہی کہا جائے گا کہ خدا کا ارادہ نہ ہونا تو نے کہا ہے سے جانا؟ — اسی سے کہ تو نہیں کھاتا، تو کھاتے کا قصد تو کر، دیکھ تو ارادہ الہیہ سے کھانا ہو جائے گا۔ ایسی اوندھی سنت اُسی کو آئی ہے جس پر مرت سوار ہے۔ عرض مولیٰ علی نے یہ تو اس کا فیصلہ فرمایا کہ جو کچھ ہوتا ہے بے امانہ کا انہیہ نہیں ہو سکتا۔

دوسری بات کہ جزا و سزا کیوں ہے! — اس کا یوں فیصلہ ارشاد ہوا ابن ابی حاتم و اصہبہ الی و لا نکائی و علی حضرت امام جعفر صادق وہ اپنے والد ماجد حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

قال قيل لعلي بن ابي طالب ان ههنا  
مرجلا يتكلم في المشيئة فقال له علي  
يا عبد الله خلقك الله لما يشاء او لم  
شاء ؟ قال بل لما يشاء قال فيعرضك  
اذا شاء او اذا شئت ؟ قال بل اذا شاء  
قال فيميتك اذا شاء او اذا شئت ؟  
قال اذا شاء ، قال فيدخلك  
حيث شاء او حيث شئت ؟  
قال بل حيث يشاء ، قال والله لو قلت  
غير ذلك لضربت السدى  
فيه عينك بالسيف - ثم تلا  
عليه : وما تشاءون الا ان يشاء  
الله هو اهل التقوى و اهل  
المغفرة .

مولیٰ علی سے عرض کی گئی کہ یہاں ایک شخص شیت میں گفتگو کرتا ہے۔ مولیٰ علی نے اس سے فرمایا، اے خدا کے بندے! خدا نے تجھے اس لئے پیدا کیا جس لئے اُس نے چاہا یا اس لئے جس لئے چاہا؟ کہا، جس لئے اس نے چاہا۔ فرمایا، تجھے جب وہ چاہے بیمار کرتا ہے یا جب تُو چاہے؟ کہا، بلکہ جب وہ چاہے۔ فرمایا، تجھے اس وقت وفات ملے گی جب وہ چاہے یا جب تُو چاہے؟ کہا جب وہ چاہے۔ فرمایا، تو تجھے وہاں بھیجے گا جہاں وہ چاہے یا جہاں تُو چاہے؟ کہا، جہاں وہ چاہے۔ فرمایا، خدا کی قسم تو اس کے سوا کچھ اور کہتا تو یہ جس میں تیری آنکھیں ہیں (یعنی تیرا سر) تکرار سے مار دیتا۔ پھر مولیٰ علی نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ اللہ چاہے وہ تقویٰ کا مستحق اور گناہ عفو فرمائے والا ہے۔

خلاصہ یہ کہ جو چاہا اور جو چاہے، بنا تے وقت تجھ سے مشورہ نہ لیا تھا بھیجے وقت بھی

لے الدر المنثور بحوالہ ابن ابی حاتم واللا نکائی فی السنۃ والخلفی فی فوائدہ عن علی

تحت الآیۃ ۲۲/۲۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۶/ ۱۸ و ۱۹

نے لگا، تمام عالم اس کی بیک ہے، اور ملک سے دربارہ بک حوال نہیں ہو سکتا۔  
 ابن مسکرتے عارث ہدائی سے روایت کی ایک شخص نے اگر امیر المؤمنین موفی علی سے عرض کی،  
 یا امیر المؤمنین! مجھے مسئلہ تقدیر سے خبر دیجئے۔ فرمایا، تاریک دستہ ہے اس میں نہ چل۔ عرض کی یا امیر المؤمنین!  
 مجھے خبر دیجئے۔ فرمایا، گمراہ دستہ ہے اس میں قدم نہ رکھ۔ عرض کی، یا امیر المؤمنین! مجھے خبر دیجئے۔ فرمایا، اللہ کا  
 راز ہے تجھ پر پوشیدہ ہے اسے نہ کہول۔ عرض کی، یا امیر المؤمنین! مجھے خبر دیجئے۔ فرمایا، اللہ خالق ملک  
 کما شاء او کما شئت اللہ نے تجھے جیسا اس نے چاہا بنایا یا جیسا تو نے چاہا۔ عرض کی، جیسا اُس نے  
 چاہا۔ فرمایا، فیستعملک کما شاء او کما شئت تو تجھ سے کام دلیا ہے گا جیسا وہ چاہے یا جیسا تو چاہے؟  
 عرض کی، جیسا وہ چاہے۔ فرمایا، فیبعثک یوم القیامۃ کما شاء او کما شئت تجھے قیامت کے دن جس  
 طرح وہ چاہے اُسے گا یا جس طرح تو چاہے؟۔ کہا، جس طرح وہ چاہے۔ فرمایا، ایہا السائل تقول  
 لا حول ولا قوۃ الا باللہ اسے سائل! تو کہتا ہے کہ نہ طاقت ہے نہ قوت ہے مگر کس کی ذات سے؟۔ کہا،  
 اللہ علیٰ عظیم کی ذات سے۔ فرمایا، تو اس کی تفسیر جانتا ہے؟۔ عرض کی، امیر المؤمنین کو جو علم اللہ نے  
 دیا ہے اس سے مجھے تعلیم فرمائیں۔ فرمایا، ان تفسیر ہا لا یقدر علی طاعة اللہ ولا یكون قوۃ فی معصیۃ  
 اللہ فی الامریۃ جیسا الا باللہ اس کی تفسیر ہے کہ نہ طاقت کی طاقت، نہ معصیت کی قوت، دونوں  
 اللہ ہی کے دیے سے ہیں۔ پھر فرمایا، ایہا السائل اللہ مع اللہ مشیتہ او دون اللہ مشیتہ، غائب  
 کملت ان اللہ دون اللہ مشیتہ، فقد اکتفیت بہا عن مشیتہ اللہ وان شاعمت انت ملک  
 فوق اللہ مشیتہ فقد اذعیت مع اللہ شرکاً فی مشیتہ اسے سائل! تجھے خدا کے ساتھ اپنے کام  
 کا اختیار ہے یا بے خدا کے؟ اگر تو کہے کہ بے خدا کے تجھے اختیار حاصل ہے تو تو نے امانۃ الہیہ کی کچھ  
 عبادت نہ کی، جو چاہے خود اپنے ارادے سے کرے گا، خدا چاہے یا نہ چاہے، اور یہ تجھے کہ خدا سے اوپر  
 تجھے اختیار حاصل ہے تو تو نے اللہ کے ارادے میں اپنے شریک ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر فرمایا، ایہا  
 السائل اللہ یشیع ویداوی ففعلہ الداء ومنہ الدواء اعقلت عن اللہ امر؟ اسے سائل!  
 بیشک اللہ زخم پہناتا ہے اور اللہ ہی دوا دیتا ہے تو اسی سے مرض ہے اور اسی سے دوا، کیوں تو نے  
 اب تو اللہ کا حکم سمجھ لیا؟۔ اس نے عرض کی، ہاں!۔ حاضریں سے فرمایا، الان اسلم اخوکم  
 فقوموا فمنا فحوا اب تمہارا یہ بھائی مسلمان ہوا، کھڑے ہو اس سے مصالحت کرو۔ پھر فرمایا، لوان  
 عندی من جلا من القدریۃ لاخذت برقبۃ ثم لا ازال اجرھا حتی اقطعھا فانہم یجسود  
 هذه الامة ونصا ساھا و معوسھا اگر میرے پاس کوئی شخص ہو جو انسان کو اپنے افعال کا خالق

جانتا اور تقدیر الہی سے وقوع طاقت و معصیت کا انکار کرتا ہو تو میں اس کی گردن پکڑ کر دبوچتا رہوں گا یہاں تک کہ انک کاٹ دوں، اس لئے کہ وہ اس امت کے یہودی و نصرانی و مجوسی ہیں۔

یہودی اس لئے فرمایا کہ ان پر خدا کا غضب ہے اور یہود و مغضوب علیہم ہیں، اور نصرانی و مجوسی اس لئے فرمایا کہ نصاریٰ میں خدا ملتے ہیں۔ مجوسی یزدان و انہرمن دو خالق مانتے ہیں۔ یہ بے شمار خالقوں پر ایمان لارہے ہیں کہ ہر جتن و انس کو اپنے اپنے افعال کا خالق ٹھارہے ہیں، والیہذا باطلہ ربیب العلیہ۔ یہ اس مسئلہ میں اجمال کلام ہے، مگر ان شاء اللہ تعالیٰ کافی و کافی و کافی میں سے ہدایت والے ہدایت پائیں گے، اور ہدایت اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔ واللہ الحمد واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

---

رسالہ

تلخیص الصدر لایمان القدر

متم ہوا

---

رسالہ

# التحییر باب التدبیر

(آرائش کلام مسئلہ تدبیر کے بارے میں)

بسم الله الرحمن الرحيم  
نحمدك ونصلی علی رسولك الکریم

مسئلہ ۱۲۲ مسئلہ مولوی الزیاد خان صاحب ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ  
کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ خالہ یہ حقیقہ رکھتا ہے کہ جو کچھ کام بھلایا بڑا ہوتا ہے  
سب خدا کی تقدیر سے ہوتا ہے۔ اور تدبیرات کو کار دنیوی و دُغروی میں امر مستحسن اور بہتشر  
جانتا ہے۔  
دیکھ خالہ کو بوجہ مستحسن جاننے تدبیرات کے کافر کہتا ہے، بلکہ اسے کافر سمجھ کر سلام و جواب سلام بھی  
ترک کر دیا، اور کہتا ہے کہ تدبیر کوئی چیز نہیں، بالکل واپسیت ہے اور جو اشخاص اپنے اطفال کو پڑھاتے  
لکھاتے ہیں (خواہ عربی خواہ انگریزی) وہ بھلک مارتے ہیں، غرہ کھاتے ہیں، کیونکہ پڑھنا لکھنا تدبیر میں  
داخل ہے۔



پس ولیم نے خالد کو جو کافر کہا تو وہ کافر ہے یا نہیں؟ اور نہیں ہے تو کھنے والے کے لئے کیا گناہ و تعزیر ہے؟ **بَيِّنُوا لَنَا جَزْؤًا** (بیان فرماؤ ابرو دینے جاؤ گے۔ ت)

### الجواب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

المحمد لله الذي قدر الكائنات وربط بالاسباب  
المسببات ، والقبطية والسلام على  
سيد المتوكلين حمداً وجهراً ، وامام  
العالمين والمدبرات امراً ، وعلى اله  
وصحبه الذين باطنهم توكل ، وظاهرهم  
في الكفا والعقل .

تمام تعریف اللہ کے لئے جس نے تمام ہونے والی  
چیزیں مقدر فرمائیں اور مسببات کا اسباب سے  
رابطہ رکھا اور درود و سلام تحفہ اور علانیہ توکل کرنے  
والوں کے سردار اور تمام عالموں کے امام پر اور ان  
پر جو کام کی تدبیر کر نیوالے ہیں اور ان کی آل و اصحاب  
پر جن کا باطن متوکل ہے اور ان کا ظاہر محنت و  
عمل میں لگا ہوا ہے۔ (ت)

بیشک خالد سچا اور اس کا یہ عقیدہ خاص اہل حق کا عقیدہ ہے۔ فی الواقع عالم میں جو کچھ ہوتا ہے سب  
اللہ ہی جل جلالہ کی تقدیر سے ہے۔

قال تعالى (الله تعالى نے فرمایا) ،

هكَل صَغِيرٌ وَكَبِيرٌ مُسْتَطَرٌّ  
ہر چھوٹی بڑی چیز کھتی ہوئی ہے۔ (ت)

وقال تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا) ،

وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامِهِمْ لَعَلَّ  
اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی  
کتاب میں۔ (ت)

وقال تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا) ،

وَلَا مَرْطَبَ وَلَا يَاسَ إِلَّا فِي كِتَابِ  
مبین۔ (ت)

التي غير ذلك من الآيات والاحاديث (اس کے علاوہ اور بھی آیات و احادیث ہیں۔ ت)

مگر تدبیرِ ذہناً معطل نہیں۔ دنیا عالمِ اسباب ہے۔ رب جل مجدہ نے اپنی مکتبہ اللہ کے مطابق اس میں  
 مسببات کو اسباب سے ربط دیا۔ اور سبقتِ الہیہ جاری ہوئی کہ سبب کے بعد مسبب پیدا ہو۔  
 جس طرح تقدیر کو بھول کر تدبیر پر بھولنا کفار کی خصلت ہے یونہی تدبیر کو محض عبث و مفرد و فضول و  
 مردود بتانا کسی کلمے گمراہ یا پستے مجنون کا کام ہے، جس کی رُو سے حدِ آیات و احادیث سے اعراض اور انبیاء  
 و صحابہ و ائمہ و اولیاء و سب پر طعن و اعتراض لازم آتا ہے۔ حضراتِ مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ  
 علیہم اجمعین (اللہ کے درود و سلام ہوں ان سب پر) سے زیادہ کس کا توکل اور اس سے بڑھ کر  
 تقدیر الہی پر کس کا ایمان۔ پھر وہ بھی ہمیشہ تدبیر فرماتے اور اس کی راہیں بتاتے اور خود کسبِ حال میں سہی کر کے  
 رزقِ قلیب کھاتے۔

(۱) داؤد علیہ السلام بڑی ہیں بتاتے۔ قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكَ لَمَّا تَحْصَنُكَ مِنَ  
 اُورہم نے اُسے تمہارا ایک پہناؤ بنانا سکھایا کہ  
 تھیں تمہاری اُنچے سے بچائے، تو کیا تم شک  
 کر رہے۔ (ت)

(۲) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

وَالنَّالَ الْهَدِيدَ اِنَّ اَعْمَلَ صِبْغَتٍ وَ قَدْ رَفِ  
 اور ہم نے اس کے لئے لوہا نرم کیا کہ وسیع زریں  
 بنا اور بنانے میں اذاتے کا لحاظ رکھ۔ اور تم  
 سب نیکی کر رہے شک میں تمہارے کام دیکھ رہے ہوں۔

(۳) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دس برس شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بکریاں اُجرت پر چرائیں۔

قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

قال اِنِّ اَسْرِیدُ اِنَّ اَفْکَحْکَ اَحَدِیْ اِبْنَتِیْ  
 کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے  
 ایک تمہیں بیاہ دوں اسی مہر پر کہ تم آٹھ برس میری  
 ملازمت کرو، پھر اگر پورے دس برس کہ تو  
 تمہاری طرف سے ہے اور تمہیں مشقت میں ڈال

لے العتہ آن الکریم ۸۰/۲۱

۱۱/۱۰/۲۲

ان شاء اللہ صفت الصالحین ۵ قال دلالت  
بیشی و بینک ایتما الاجلین قضیت  
فلا عداوت علی و اللہ علی ما نقول  
و کلیل ۵ فلما قضی موسم الاجل  
و ساء باھلہ ۵ الایۃ

نہیں چاہتا قریب ہے ان شاء اللہ تم مجھے نیکوں میں  
پاؤ گے۔ موتی نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان  
اقرار ہو چکا میں ان دونوں میں جو میعاد پوری کر دوں  
تو تم پر کوئی مطالبہ نہیں۔ اور ہمارے اس کے پر اللہ کا  
ذمہ ہے۔ پھر جب موتی نے اپنی میعاد پوری کر دی  
اور اپنی بیوی کو لے کر چلا۔ (ت)

خود حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
کا مال بطور مضامبت لے کر شام کو تشریف فرما ہوئے۔ حضرت امیر المومنین عثمان غنی و حضرت عبدالرحمن بن عوف  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما بڑے نامی گرامی تاجر تھے۔ حضرت امام اعظم قتیبہ بن سبوح الاکثرم برقاری کہتے۔ بلکہ  
ولید مشککہ تدبیر خود کیا تدبیر سے خالی ہو گا؟ ہم نے فرض کیا کہ وہ ذرا امت، تجارت، نوکری، جوفت کچھ نہ کرتا ہو  
آخر اپنے لئے کھانا پکھانا یا پکھانا ہو گا۔ آٹا چینا، گوندھنا، پکانا یہ کیا تدبیر نہیں؟ یہ بھی جانے دیجئے اگر  
بغیر اس کے سوال یا اشارہ و ایما کے خود بخود کچھ پکائی اسے مل جاتی ہو، تاہم ذرا لہنا، مزہ لانا، چہانا،  
نگھانا یہ بھی تدبیر۔ تدبیر کو معطل کہہ تو اس سے بھی باز آئے کہ تقدیر الہی میں زندگی ٹکھی ہے ہے کھائے جسے  
یا قدرت الہی سے پیٹ بھر جائے گا یا خود بخود کھانا معدے میں چلا جائے گا اور نہ ان باتوں سے بھی کچھ حاصل  
نہ ہو گا کہ مذہب باطنیت میں دپائی پیاس بجھاتا ہے ذکاء ٹھوک کھاتا ہے۔ بلکہ یہ سب اسباب عادیہ ہیں  
جن سے اللہ تعالیٰ نے مسیبتات کو مربوط فرمایا، اور اپنی عادت جاریہ کے مطابق ان کے بعد میری و سیرابی  
فرماتا ہے۔ وہ نہ چاہے تو گھر سے پڑھائے، دھڑیوں کھا جائے کچھ مفید نہ ہو گا۔ آخر فرض استسقاء  
د جو ع آبقر میں کیا جاتا ہے۔ وہی کھانا، پانی جو پیئے سیر و سیراب کرتا تھا اب کیوں محض بیکار جاتا ہے۔  
اور اگر وہ چاہے تو بے کھائے پئے ٹھوک پیاس پاس نہ آئے، جیسے زمانہ و جال میں اہل ایمان کی پردہش  
فرمائے گا اور ملائکہ کا ہے آب و غذا زندگی کنائے نہیں معلوم۔ مگر یہ انسان میں خرق عادت ہے جس پر

علہ دھڑی، دس سیر یا پانچ سیر کا وزن ۱۲ مصلحا

علہ جوع البقر، اس بیماری میں کتنا بھی کھائے ٹھوک نہیں جاتی جس طرح استسقاء میں جس قدر بھی پئے پیاس  
نہیں جاتی۔ م

سہ المستمرات النکیم ۲۸ / ۱۹۶۲ء

مرگ بھی تو تقدیر سے ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے کیوں فرمایا،

۵۔ گریج ٹرڈن مقتدر است و لے تو مرد در دہان اژدہا

ہم نے مانا کہ دیکھنا اپنے دعوے پر ایسا مضبوط ہو کہ ایک نکتہ ترک اسباب کر کے چنانچہ واثق (پتلا محمد) کرنے کہ اصلاً دست و پا نہ ہوتے، نہ اشارۃً نہ کلاماً نہ کسی تدبیر کے پاس جاسے گا، خدا کے حکم سے پیٹ بھرے تو بہتر و زہر ناقبول، تاہم اُنہ تعالیٰ سے سوال کر سہ گا، یہ کیا تدبیر نہیں کہ دُعا خود مؤثر حقیقی کب ہے؟ صرف حصولی مراد کا ایک سبب ہے۔ آمد تدبیر کا ہے کا نام ہے! — سب جل جلالہ فرماتا ہے،

وہ قادر تھا کہ بے دُعا ملود بخشنے ، پھر اس تدبیر کی طرف کیوں ہدایت فرمائی ؟ اور وہ بھی اس تاکید کے ساتھ کہ حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ،

(حدیث ۱) :

مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ جَاءَ اللَّهُ بِغُلَامٍ مَكِينٍ  
 جِئْنَاكَ مِنْ دُونِ آلِهَةٍ خَالِقِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ  
 جِئْنَاكَ بِآيَاتِنَا وَأَنْزَلْنَاكَ الْكِتَابَ الْكَافِرِ

سنة الطرأه الحکیم ۱۹۵/۲

٤

٢٠/٣٠ القرآن الكريم

سلكه المصنف لابن أبي شيبة كتاب الدعاء باب في فضل الدعاء حديث ٩٢١٨ إدارة القرآن رقم ٢٠٠/١٠

مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴۴۲/۱

جامع الترقیٰ الابواب الدعوات باب منہ امین کمپنی دہلی ۱۴۲/۲

سنن ابن ماجه    ابواب الدعاء    باب فضل الدعاء    ايجام سعيد كنيزي كراچي    ص ۲۸۰

المستدرک علی کم کتاب الدعاء باب من لم يدع الله الخ دار الفکر بیروت ۴۹۱/۴

رواہ الاثنیۃ احمد فی المسند و ابوبکر بن ابی شیبۃ واللفظ لہ فی المصنف ، و البخاری فی الادب المفرد ، و المستدرک فی المہام ، و ابن ماجہ فی المسند ، و المحاکم فی المستدرک عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔  
 قرآنے گا۔ (اس کو اللہ نے روایت کیا احمد نے مسند میں ، ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصنف میں اور لفظ اُسی کے میں ، بخاری نے ادب المفرد میں ، ترمذی نے جامع میں ، ابن ماجہ نے سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں ابو ہریرہ سے ساتھ تعالیٰ ان پر راضی ہو۔ ت)

بلکہ خوف و سلطنت و قضا و جہاد و حدود و قصاص وغیرہ تمام امور شرعیہ میں تدبیر میں کہ انتظام عالم و ترویج دین و دفع مفسدین کے لئے اس عالم اسباب میں مقرر ہوئے۔  
 ( ۶ ) قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،

اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکولہ  
 حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ (ت)

( ۷ ) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،  
 وقاتلوہم حتی لا یتکون فتنۃ و یکون الدین کلہ للہ بکلہ  
 اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فساد باقی نہ رہے اور سارا دین اللہ کا ہو جائے۔ (ت)

( ۸ ) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،  
 و لولا دفع اللہ الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض و لکن اللہ ذو فضل علی العالمین  
 اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرتا تو زمین تباہ ہو جائے مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے۔ (ت)

( ۹ ) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،  
 و لولا دفع اللہ الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض و لکن اللہ ذو فضل علی العالمین  
 اور اللہ اگر آدمیوں میں ایک کو دوسرے سے دفع نہ فرماتا تو ضرور اُحادی جاتیں خافیاں اور گرج اور کلیے اور مسجدیں جن میں اللہ کا بکثرت نام

اسم اللہ کشید جائے

لیا جاتا ہے۔ (ت)

دیکھو صاف ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ جلد اسی لئے مقرر ہوا کہ فتنے فرو ہوں، اور دین حق پھیلے، اگر یہ نہ ہوتا تو زمین تباہ ہو جاتی اور مسجدیں اور عبادت گاہیں ڈھائے جاتے۔

(۱۰) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

الْأَفْعَالُوهَ بَلْكَنْ فَنَنَہْ فِی الْاَدْنِ وَفَسَادْ کَبِیْرٌ یَّکُ اِیْسَادْ کُرُوْجْہِ تُوْزِیْنِ مِیْنْ قَنَہْ اُوْرْ بُلَا فِسَادْ ہُوْگا۔  
فتنہ کفر کی قوت، اور فسادِ کبیرِ شمعِ اسہام۔

(۱۱) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

وَنُکْمْ فِی الْقِصَاصِ حَیْوۃٌ یَّا اَوَّلَی الْاَلْبَابِ اُوْرْ خُوْنْ کَا بَدْلَ لَیْنِہِ مِیْنْ تَمَّہَارِیْ زَنْدَگِیْ ہُوْ اے  
لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ یَّکُ عَقْلَندِہْ کَہْ تَمْ کَیْسِیْ یُکُ۔ (ت)

یعنی خون کے بدلے خون لو گے تو مغیروں کے ہاتھ رکھیں گے، اور بدلے گناہوں کی جابیں پھیں گی،  
اور اسی نے حد جاری کرتے وقت حکم ہوا کہ مسلمان جمع ہو کر دیکھیں تاکہ موجبِ عبرت ہو۔

(۱۲) قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

وَلِیْشَہِدْ عِذَّ اِبْہِمَا طَائِفَۃٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یَّکُ اُوْرْ چاہئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک  
گروہ حاضر ہو۔ (ت)

بلکہ اور ترقی کیجئے تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ تمام اعمالِ دینیہ خود ایک تدبیر اور رضا کے الٰہی و  
ثواب کا تقاضا ہی لینے، اور عذاب و غضب سے نجات پانے کے اسباب ہیں۔

(۱۳) قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

وَمِمَّا اَسْرَادِ الْاٰخِرَۃِ وَسَفِیْ لَہَا سَعِیْہَا و اُوْرْ جو آخرت چاہے اور اسی کی سی کوشش کرے  
ہُوْ مِمَّنْ قَاوَلِہَا کَامَنْ سَعِیْہُوْ اُوْرْ جو ایمان والا، قرآن میں کوشش ٹھکانے  
مشکوٰۃ ہے  
اگرچہ ازل میں ٹھہر چکا کہ

سُورَةُ الْعَنْتَرَانِ الْکَرِیْمِ ۴۳/۸

سُورَةُ ۲/۲۴

سُورَةُ الْعَنْتَرَانِ الْکَرِیْمِ ۴۰/۲۲

سُورَةُ ۱۴۹/۲

سُورَةُ ۱۹/۱۴

فريق في الجنة وفريق في السعيرۃ ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں۔ (ت)

پھر بھی اعمال فرض کئے کہ جس کے مقدر میں جو لکھا ہے اُسے وہی راہ آسان، اور اُسی کے اسباب مہیا ہو جائیں گے۔

قال تعالى (الله تعالى نے فرمایا۔ ت) :

فَسَنِيَتَسِرَ لِّلْمَسْكِينِ توبہ ت جلد ہم اُسے آسانی مہیا کر دیں گے (ت)

وقال تعالى (الله تعالى نے ارشاد فرمایا۔ ت) :

فَسَنِيَتَسِرَ لِّلْمَسْكِينِ توبہ ت جلد ہم اُسے دشواری مہیا کر دیں گے (ت)

(حدیث ۲) اسی لئے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

”دوزخی، جنتی سب لکھے ہوئے ہیں، اور صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! پھر ہم عمل

کاسے کو کریں، ہاتھ پاؤں چھوڑ بیٹھیں، کہ جو سعید ہیں آپ ہی سعید ہونگے اور جو شقی ہیں

تا چار شقاوت پائیں گے۔ فرمایا، نہیں بلکہ عمل کئے جاؤ کہ ہر ایک جس گھر کے لئے بنا ہے

اُسی کا راستہ اُسے سہل کر دیتے ہیں، سعید کو اعمالِ سعادت کا اور شقی کو افعالِ شقاوت

کا۔ پھر حضور نے یہی دو آیتیں تلاوت فرمائیں۔

امام احمد، بخاری اور مسلم وغیرہ نے امیر المؤمنین علی

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کی کہ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک جنازہ میں

شریک تھے، آپ نے کوئی چیز کپڑی اور زمین کو

کریڈنے لگے اور فرمایا، تم میں ایسا کوئی نہیں جس کا

ایک ٹھکانہ دوزخ میں اور ایک ٹھکانہ جنت میں

نہ لکھا جا چکا ہو۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ!

کیا ہم تحریر پر مجبور نہ ہو کر عمل کو چھوڑ نہ دیں،

اخرجه الاثنیۃ احمد و البخاری و مسلم

و غیر ہم عن امیر المؤمنین علی

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ قال، کات النسبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی جنازۃ

فاخذ شیئاً فجعل ینکت به الارض

فقال ما منکم من احد الا و قد

کتب مقعدہ من الناس و مقعدہ من الجنة

قالوا یا رسول اللہ! افلا نتکل علی کتابنا و ندع

سۃ القرآن الکریم ۹/۹۲

سۃ القرآن الکریم ۹/۲۲

سۃ ۱۰/۹۲

یہاں سے ظاہر ہوا کہ اگر تدبیر مطلقاً مُعَلَّ (بیکار) ہو تو دین و شرائع (قوانین و شرائع) و انزالِ کتب (کتابیں اتارنا) و ارسالِ رُسل (رسولوں کو بھیجنا) و ایتیانِ فرائض (فرائض کا کرنا) و اجتنابِ محرمات (حرام کاموں سے بچنا) معاذ اللہ! سب لغو و فضول و بے فائدہ ٹھہریں۔ آدمی کی دینی کٹ کر بیکار (آزاد چھوٹا ہوا ساڑھ) کو پس بدیہی و دنیا سب یکبارگی برہم ہو جائیں۔ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم (دنگنا ہے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلند ہی و عظمت والے خدا کی طرف سے۔ ت)

نہیں نہیں بلکہ تدبیر بیشک مستحسن ہے۔ اور اُس کی بہت صورتیں مندوب و مستحسن ہیں۔۔۔۔۔ جیسے

وَمَا وَدَّعَا —

(حدیث ۳) دُعا کی حدیثیں تو غور سے سنا لیں اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ حضور نے یہ ارشاد فرمایا  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

۱۔ صحیح البخاری کتاب القدر باب قولہ تعالیٰ ولکان امرائدہ قدرا مقدرۃ قیدی کتب خانہ کراچی ۹۰۹/۲  
 صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ خلق الاولیٰ فی بطن امہ الخ ~ ~ ~ ۳۳۳/۲  
 مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۴۰/۱  
 سنن ابن ماجہ باب فی القدر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۹  
 مشکوٰۃ المصابیح باب الامران بالقدر الفصل الاول اصح المطابع کراچی ص ۲۰



لَا يَزِيدُ الْقَضَاءُ إِلَّا الدُّعَاءَ - مروا  
 الترمذی وابن ماجہ والحاکم بسند حسن  
 عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ -  
 تقدیر کسی چیز سے نہیں ملتی مگر دعا سے (یعنی قضا محقق)  
 (اسی کو ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے سنہ حسن  
 کے ساتھ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
 روایت کیا۔ ت)

(حدیث ۳۲) دوسری حدیث میں ہے سیر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،  
 لَا يَفْنَى حُزْنٌ قَدَرٌ، وَالْدُّعَاءُ يَنْفَعُ  
 مَا نَزَلَ وَمَا لَمْ يَنْزِلْ اِنَّ الْمَسَاءَ  
 يَنْزِلُ فَيُتْلَقَاءُ الدُّعَاءُ فَيُعْتَلَجَاتُ اَن  
 يَوْمَ الْقِيَمَةِ - مروا والحاکم و الترمذی  
 والطبرانی فی الاوسط عن ام المؤمنين  
 الصديقة مرفوعاً اللہ تعالیٰ عنہما  
 قال الحاکم صحیحہ الاسناد و کذا  
 قال -  
 تقدیر کے اگلے احتیاط کی کچھ نہیں چلتی، اور دعا اس  
 بلا سے اتر آئی اور جو ابھی نہیں اتری دونوں سے  
 نفع دیتی ہے، اور بیشک بلا اترتی ہے دعا  
 اس سے جا ملتی ہے دونوں قیامت تک کشتی  
 لڑتی رہتی ہیں، یعنی بلا کتنا ہی اترتا چاہے دعا  
 اسے اترنے نہیں دیتی۔ (اسی کو حاکم، بزار اور  
 طبرانی نے اوسط میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ حاکم نے کہا  
 اسی کا اسناد صحیح ہے اور یونسی سے کہا۔ ت)

جیسے دُعا کے بارے میں احادیث مجملہ و مفصلہ و کثیرہ و جزیئہ دیکھنا ہوں وہ کتاب الترغیب و  
 تحسن و تہذہ و صلاح و غیرہ تصانیف علیہ کی طرف رجوع کرے۔

(حدیث ۵) اور ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،  
 تَدَاوَدُوا عِبَادَ اللَّهِ فَأَمَّا اللَّهُ فَمَا لَكُمْ اللَّهُ خدا کے بندو! دو اگر کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری

۳۶/۲	سنة جامع الترمذی	ابواب القدر باب ما جاء لا يرد القدر الا بالدعاء	امین کمپنی دہلی
۱۰	سنن ابن ماجہ	باب في القدر	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۲۹۲/۱	المستدرک للحاکم	كتاب الدعاء لا يرد القدر الا بالدعاء	دار الفکر بیروت
۲۹۲/۱	سنة	الدعاء ينفع الخ	" " "
۲۲۲/۴	المعجم الاوسط	حدیث ۲۵۱۹	مکتبۃ المعارف ریاض
۳۹۲/۱	سنة المستدرک للحاکم	كتاب الدعاء الدعاء ينفع الخ	دار الفکر بیروت

لم یضع داء إلا وضع له دواء غیر داء  
 واحد الہنزہ۔ اخرجہ احمد و ابوداؤد  
 والترمذی والنسائی وابن ماجہ وابن  
 جبان والمجاہد عن اسامة بن شریک  
 رضى الله تعالى عنه بسند صحيح۔  
 ایسی نہ رکھی جس کی دوا نہ بنائی ہو مگر ایک مرض  
 یعنی بڑھاپا۔ (اس کو احمد، ابوداؤد، ترمذی،  
 نسائی، ابن ماجہ، ابن جبان اور حاکم نے اسلم  
 بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ  
 روایت کیا۔ ت)

اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استعمال دوا فرمانا اور اُشت مرور کو خیر اراض  
 کے علاج بتانا بکثرت احادیث میں مذکور، اور طب نبوی و غیرہ فنی حدیث میں مسطور (لکھا ہوا)۔  
 اور تدبیر کی بہت صورتیں فرض قطعی ہیں جیسے فرائض کا بجالانا، غزوات سے بچنا، بقدر مسہر رقی  
 (جان بچانے کی مقدار) کھانا کھانا پانی پینا۔ یہاں تک کہ اس کے لئے بحالت فحشہ (جان لیوا بھوک)  
 شراب و مردار کی اجازت دی گئی۔

(حدیث ۶) اسی طرح جان بچانے کی کل تدبیری اور حلال معاش کی سعی و تلاش جس میں اپنے  
 اور اپنے متعلقین کے حق پیٹ کی پرورش ہو۔ حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:  
 طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ قَرِيبٌ مِّنْ قَدَرِ  
 الْفَرِيقَةِ۔ اخرجہ الطبرانی فی الکبیر  
 والبیہقی فی شعب الایمان والدیلمی  
 فی مسند الفردوس عن ابن مسعود  
 آدمی پر فرض کے بعد دوسرا فرض یہ ہے کہ  
 کسب حلال کی تلاش کرے۔ (طبرانی نے کبیر  
 میں، بیہقی نے شعب الایمان میں اور دیلمی نے  
 مسند فردوس میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ

سے جامع الترمذی ابواب الطب باب ما جاء فی الدوا والحک علیہ امین کمپنی دہلی ۲/۲۵  
 سنن ابی داؤد کتاب الطب باب الرجل یتداوی آفتاب عالم پریس لاہور ۴/۱۴۲  
 سنن ابن ماجہ ابواب الطب باب ما انزل اللہ دوا الا انزل له شفاء ایچ ایم سیکرینی کراچی ص ۲۵۳  
 مسند احمد بن حنبل حدیث اسامة بن شریک المکتب الاسلامی بیروت ۲۷۸/۲  
 موارد النکاح کتاب الطب حدیث ۱۳۹۵ المطبعة السلطیة ص ۳۳۹  
 سنن شعب الایمان حدیث ۸۷۴۱ دار المعرفۃ بیروت ۶/۴۲۰  
 الفردوس بما تدر الخطاب ص ۳۹۱۸ دار المکتب العلمیة ص ۲/۴۴۱  
 کنز العمال برز علیہ ق ۹۲۳۱ مؤسسة الرسالة ص ۹/۴

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تھانے عنہ سے اس کی تخریج فرمائی۔ (ت)

(حدیث ۷) اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

طَلَبُ الْحَلَالِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ۔  
اخرجہ الدیلمی بسند حسن عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
طلب حلال ہر مسلمان پر واجب ہے۔  
(دیلمی نے سنو حسی کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی تخریج کی۔ (ت)

(حدیث ۸) اسی نے احادیث میں حلال معاش کی طلب و تلاش کی بہت تفصیلات وارد کیں۔  
مسند احمد و صحیح بخاری میں ہے حضور پر نور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطْ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلٍ يَدٍ وَأَنْ يَبْتَغِيَ رِزْقَهُ يَأْكُلْهُ حَلَالًا وَشَرًّا يَأْكُلْهُ حَلَالًا۔  
اخرجہ البخاری عن مقداد بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
کبھی کسی شخص نے کوئی کھانا اپنے ہاتھ کی کمائی سے  
بترتہ کھایا اور بیشک نبی اللہ داؤد علیہ الصلوۃ  
والتسلیم اپنی دستکاری کی اجرت سے کھاتے۔  
(ان دونوں نے مقدم بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی تخریج کی۔ (ت)

(حدیث ۹) اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

إِنْ أَطِيبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ۔  
اخرجہ البخاری فی التمارین و الدارمی و ابوداؤد و الترمذی و النسائی عن امر المؤمنین الصدیقة بسند صحیح۔  
سب سے زیادہ پاکیزہ کھانا وہ ہے جو اپنی کمائی سے کھاؤ۔  
(امام بخاری نے تاریخ، دارمی، ترمذی اور نسائی نے سند صحیح کے ساتھ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کی تخریج کی۔ (ت)

۵/۴	مسند احمد بن حنبل	حدیث ۹۲۰۴	مسند الرسالہ بیروت
۲۴۸/۱	صحیح البخاری	باب کسب الرزق و علم بیہ	قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۳۲۶/۱۳۱	مسند احمد بن حنبل	حدیث المقدم بن معدیکرب	المکتب الاسلامی بیروت
۱۶۲/۱	جامع الترمذی	الباب الاحکام بالماجاہران الوالد یاخذ من مال ولده	ایمن کمپنی دہلی
۱۴۱/۲	شفا علی داؤد	باب الرزق یا کل من مال ولده	کتاب عالم پریس لاہور
۴۰۴/۱	التاریخ الکبیر	ترجمہ ۱۳۰۱	دار البازکر المکرمہ
۱۶۲/۲	شفا الدارمی	کتاب البیوع	حدیث ۲۵۴۰ نشر السنۃ طان

(حدیث ۱۰ تا ۱۳) کسی نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اُنّی الکسب الفضل؛ سب سے بہتر کسب کون سا ہے؟ فرمایا، عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور اپنے ہاتھ کی مزدوری اور ہر مقبول تجارت کو مفسدہ شرعیہ سے خالی ہو۔

اخرجه الطبرانی فی الاوسط والكبير بسند الثقات عن عبد الله بن عمر، وهو في الكبير و احمد والبخاري عن ابي مبررة بن خيصر، وايضا هذات عن سفيان بن عديج، والبيهقي عن سعيد بن عمير مرسلًا والمحاكم عنه عن ابي المومنين عمر الفاروق رضي الله تعالى عنهم اجمعين۔

اس کی تحریک کی سند ثقات کے ساتھ طبرانی نے اوسط و کبیر میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ اور طبرانی نے ہی کبیر میں اور احمد و بخاری نے ابوبررہ بن خیصر سے، نیز ان دونوں نے رافع بن خدیج سے اور بیہقی نے سعید بن عمیر سے مرسلًا اور حاکم نے اُسی سے بحوالہ امیر المؤمنین عمر فاروق روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (ت)

(حدیث ۱۴) اور واروک فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ان الله يحب المؤمن المحترف۔

الحججه الطبرانی في الكبير والبيهقي في الشعب وسیدی محمد الترمذی في النوادر عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما۔

جنگ اللہ تعالیٰ نے مسلمان پیشہ ور کو دوست رکھتا ہے۔ (طبرانی نے کبیر، بیہقی نے شعب اور سید محمد ترمذی نے نوادر میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی تحریک کی۔ ت)

(حدیث ۱۵ تا ۱۷) اور مروی فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

من اصاب كالا من عمل يده اصاب مغفورا له۔ اخرجه الطبرانی في الاوسط عن ام المؤمنين الصديقة

جسے مزدوری سے تک کر شام آئے اس کی وہ شام شام مغفرت ہو۔ اس کی تحریک کی طبرانی نے اوسط میں ام المؤمنین سیدہ صدیقہ

۵۲۳/۲	له الترغيب والترهيب كتاب البيوع الترغيب في الاکتساب للشيخ مصطفیٰ ابوالمعر	
۳۶۵/۱	الدر المنثور تحت آية ۲۶۸/۲ خورشید مکتبہ آیت العظمیٰ قم ایران	
۸۳/۲	شعب الایمان حدیث ۱۲۲۵ دار اکتب العلمیہ بیروت	
۸۸/۲	کتاب شعب الایمان ۱۲۳۴ " " " "	
۲۵۴/۸	کتاب المعجم الاوسط ۷۵۱۶ مکتبۃ المعارف ریاض	

ومثل ابی القاسم الاصمہانی عن ابن عباس  
وابن عساکر عنہ وعن انس رضی اللہ  
تعالی عنہم۔  
سے۔ اور ثعلب ابو القاسم اصمہانی کے ابن عباس  
سے۔ اور ابن عساکر نے ابن عباس اور انس  
سے۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر راضی ہو۔ (ت)

(حدیث ۱۸) اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

طوبی لمن طاب کسبہ، الحدیث۔  
اخرجه البخاری فی التاریخ والطبرانی فی  
الکبیر والبیہقی فی السنن والبغوی و  
اباوردی و ابن کثیر و شاہین و منذہ  
کلہم عن مرکب المصری رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ فی حدیث طویل، قال ابن عبد البر  
حدیث حسن قلت ای لغيرہ۔

یاں کما فی والے کے لئے جنت ہے (اس کی  
تخریج کی بخاری نے تاریخ میں، طبرانی نے کبیر  
میں، بیہقی نے سنن میں اور بخاری و باوردی نے  
قانع، شاہین اور منذہ کے بیوں نے مرکب  
مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث  
میں اس کو روایت کیا۔ ابن عبد البر نے کہا یہ  
حدیث حسن ہے۔ میں کہتا ہوں یعنی حسن لغيرہ  
ہے۔ (ت)

(حدیث ۱۹، ۲۰) ایک حدیث میں آیا  
الدنیا حلوة خضرة، من اکتسب  
منہا حلا فی حلقہ وانفقہ فی  
حقہ اثابہ اللہ علیہ ولورثہ جنتہ  
الحدیث۔ اخرجہ البیہقی فی الشعب عن  
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
قلت والمتن عند الترمذی  
حکم خولۃ بنت قیس امراة  
سیدنا حمزة بن عبد المطلب  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم بنفظ ان هذا العال خلق

موجود اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
دنیا دیکھنے میں ہری، چمکنے میں میٹھی ہے یعنی بظاہر  
بہت خوشنما و خوش ذائقہ معلوم ہوتی ہے جو  
اسے حلال دھڑ سے کاسے اور حق جگر پر اٹھائے  
اللہ تعالیٰ اسے ثواب دے اور اپنی جنت میں  
لے جائے (اس کی تخریج کی بیہقی نے شعب میں  
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ میں کہتا ہوں  
اور متن ترمذی کے نزدیک غولہ بنت قیس زوجہ  
سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے  
ان لفظوں کے ساتھ ہے کہ یہ مال سبز و عیشا

لہ الترغیب والترہیب الترغیب فی طلب الحلال مصنف ابوبابی مصر ۵۴۶/۲  
لہ شعب الایمان حدیث ۵۵۲۷ دارالکتب الطلیع بیروت ۳۹۶/۲

مُحَلَّةٌ فَمِنْ أَصَابَهُ بِحَقِّهِ بُورُكٌ لَهُ فِيهِ الْحَدِيثُ: قَالَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ حَسَنِ صَحِيحٌ: قُلْتُ وَاصِلُهُ عَنْ غَوْلَةٍ عَنْدَ الْبُخَارِيِّ، مُخْتَصَرًا۔

دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ جو اسے حق جگہ پر پہنچائے اس کے لئے اس میں برکت دی جاتی ہے الحدیث۔ ترمذی نے کہا یہ حسن صحیح ہے۔ میں کہتا ہوں اس کی اصل بخاری کے نزدیک خولہ سے ہے۔ (اختصاراً)

(حدیث ۲۱) اور مذکور کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ان من الذنوب ذنوباً لا یکن لها الصلوة ولا الصیام ولا الحج ولا الصیة، یکنها الهموم فی طلب المعیشتہ۔ رواہ ابن عساکر والنوعمی فی المحلیۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

کچھ گناہ ایسے ہیں جن کا کفارہ نہ نماز ہو نہ روزہ نہ حج نہ عمرہ۔ ان کا کفارہ وہ پریشانیوں ہوتی ہیں جو آدمی کو تلاشِ معاشِ مٹالی میں پہنچتی ہیں۔ (اس کی روایت کیا ابی عساکر نے اور ابو نعیم نے علیہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ ت)

(حدیث ۲۲) صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے ایک شخص کو دیکھا کہ تیز و چست کسی کام کو جارا رہا ہے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا غلب ہوتا اگر اس کی یہ تیزی و چستی خدا کی راہ میں ہوتی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان کان خرج یسعی علی نفسه یعضها فہو فی سبیل اللہ، وامت کانت خرج یسعی علی ولدہ مفاراً فہو فی سبیل اللہ، وان کانت خرج یسعی علی ابویہ شیخین کبیریت فہو فی سبیل اللہ، وامت کانت خرج یسعی مریاء ومفاخرۃ فہو فی سبیل الشیطان۔ رواہ الطبرانی عن کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و

اگر یہ شخص اپنے لئے کئی کو نکلا ہے کہ سوال و فیروز کی ذلت سے بچے تو اس کی یہ کوشش اللہ ہی کی راہ میں ہے، اور اگر اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے خیال سے نکلا ہے جب بھی خدا کی راہ میں ہے، اور اگر اپنے بڑے ماں باپ کے لئے نکلا ہے جب بھی خدا کی راہ میں ہے، ہاں اگر دیار و تفاخر کے لئے نکلا ہے تو شیطان کی راہ میں ہے۔ (اس کو طبرانی نے کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور اس کے

لے جامع الترمذی الجواب الزہد باب ما جاز فی اخذ المال امین کفنی دہلی ۶۰/۲  
لے حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۳۸۶ مالک بن انس رضی اللہ عنہ دار الکتاب العربی بیروت ۳۲۵/۶  
لے المعجم الکبیر حدیث ۲۸۲ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۲۹/۱۹

مرجالہ وجل الصبیح -

رجال صحیح کے رجال ہیں۔ ت)

(حدیث ۱۲۱) اسی نے ترک کسب سے صاف ممانعت آئی ہے حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لیس بخیر کو موت ترک دنیا لا آخرتہ ولا آخرتہ لدنیاۃ حق یصیب منہما جیفًا فان الدنیا بلاغ الہ الاخرة ولا تکتونوا کلا علی الناس۔  
مراد: اہل بیتؑ عسا کر حق انصاف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تھمارا بستر وہ نہیں ہے جو اپنی دنیا آخرت کے لئے چھوڑ دے اور نہ وہ جو اپنی آخرت دنیا کے لئے ترک کرے۔ بہتر وہ ہے جو دونوں سے حصہ لے کہ دنیا آخرت کا وسیلہ ہے، اپنا بوجھادوں پر ڈال کر نہ بیٹھ رہو۔ (اس کو ابن عساکر نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

انہیں احادیث سے ثابت ہوا کہ کاشی حلال و فکر معاش و تعاطی اسباب ہرگز ممانعت نہیں بلکہ میں رضی اللہ عنہ کہ آدمی تدبیر کرے اور بھروسہ تقدیر پر رکھے۔

(حدیث ۲۴ و ۲۵) اسی نے جب ایک صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی اپنی اونٹنی پر نہی چھوڑ دوں اور خدا پر بھروسہ رکھوں یا اسے باندھوں اور خدا پر توکل کروں؟ ارشاد فرمایا: اقْتِدِ وَتَوَكَّلْ باندھ دے اور تمکید خدا پر رکھ کر

ہر توکل زانو سے اشتر جہنم

(اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اونٹنی کے ٹھٹھنے باندھو۔ ت)

اخرجہ البیہقی فی الشعب بسند جید اس کی تخریج کی بیہقی نے شعب میں سند جید عن عمرو بن ایتہ الضمیری، والترمذی کے ساتھ عمرو بن امیر شمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فی الجامع عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ولفظ عندا، احفظها وتوکل۔

اور ترمذی نے جامع میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اس کے نزدیک لفظ یہ ہیں: احفظها وتوکل۔

لے کنز العمال برز ابن عساکر عن انس حدیث ۶۳۴۴ مؤسسة الرسالة بیروت ۲۴۰/۴  
لے کنز العمال برز ابن عساکر عن انس حدیث ۵۶۸۸۰ ۱۰۳/۴  
لے جامع الترمذی ابراہیم صفحہ ۱۰۴ باب منہ امین کمپنی دہلی ۷۴/۲

دیکھو کیسا صاف ارشاد ہے کہ تدبیر کرو مگر اس پر اعتماد نہ کرو، دل کی نظر تقدیر پر رہے۔ یوں اقدس ہوا  
شعوی شریف میں فرماتے ہیں :

توکل کن یحییاں باو دست رزق تو بر تو ز تو عاشق تراست  
(نہل کو اور ہاتھ پاؤں حرکت میں کہ تیرا رزق تجھ پر تجھ سے زیادہ عاشق ہے۔ ت)  
مگر حضرت عزت جل جلالہ نے قرآن حکیم میں تلاش و تدبیر اور اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے کی  
ہدایت فرمائی۔

(۱۴) قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :  
و تزودوا فانت خیر الذی ادا التقویٰ القون  
یا ولی الالباب ۝ لیس علیکم جناح ان قبضوا  
فضلاً من ربکم ۝  
اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پر ہیز نگری  
ہے، اور مجھ سے ڈرتے رہو اسے عقل والو۔  
تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو (ت)  
جس کے کچھ لوگ بے زاہد راہ لئے حج کو آتے اور کہتے ہم متوکل ہیں، ناچار بیسک مانگنی پڑتی، حکم  
آیا توشہ ساتھ لیا کرو۔ کچھ اصحاب کرام نے موسم حج میں تجارت سے اندیشہ کیا کہ کیسے اخلاص نیت  
میں فرق نہ آئے۔ فرما آیا کچھ گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل ڈھونڈو۔ اسی طرح تلاش فضل الہی کی  
آئیں بکثرت ہیں۔

(۱۵) وقال تعالیٰ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :  
یا یہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ  
الموسیة وجاهدوا فی سبیلہ لعلکم  
تفلحون ۝  
اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف  
وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس  
امید پر کہ فلاح پاؤ۔ (ت)

صاف حکم دیتے ہیں کہ رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈو تاکہ مراد کو پہنچو۔ اگر تدبیر و اسباب معطل و قفل پڑتے  
تو اس کی کیا حاجت تھی !  
بلکہ انصاف کیجئے تو تدبیر کب تقدیر سے باہر ہے، وہ خود ایک تقدیر ہے اور اس کا بجالانے والا

۱۰

۱۱ المسترآن الکریم ۱۹۶/۲ ۱۹۸

۱۲ ۳۵/۵



ہرگز تقدیر سے روگردان نہیں۔

(حدیث ۲۶) حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، دوا تقدیر سے کیا نافع ہوگی؟ فرمایا،

الدوا من القدر، ينفع من يشاء بما شاء.  
 رواه ابن أبي شيبة في المصنف والبيهقي  
 في مسند الفردوس عن ابن عباس  
 رضى الله تعالى عنهما وصداق عنه  
 عند أبي نعیم والطبرانی في المعجم  
 الكبير۔  
 دوا خود بھی تقدیر سے ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہے جس  
 دوا سے چاہے نفع پہنچا دیتا ہے۔ (اس کو روایت  
 کیا ہے ابن سنی نے طب میں اور یحییٰ نے مسند فردوس  
 میں اور اس کی ابتداء ابن عباس سے ابو نعیم کے  
 نزدیک ہے اور طبرانی نے معجم کبیر میں اس کی  
 روایت کیا۔ ت)

(حدیث ۲۷) امیر المومنین عسکرم فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بقصر شام وادی تہوک میں قرۃ سمرق  
 ایک پہنچے مزار ابن شکر ابو عبیدہ بن الجراح و خالد بن الولید و عمرو بن العاص و غیر ہم رضوان اللہ تعالیٰ  
 علیہم اجمعین ملے اور خبر دی کہ شام میں دبا ہے۔ امیر المومنین نے مہاجرین و انصار و غیر ہم صحابہ کرام رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہم کو بلا کر مشورہ لیا، اکثر کی رائے رجوع پر قرار پائی، امیر المومنین نے بازگشت کی منادی سنائی۔  
 حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، افرار امن اللہ کیا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھاگنا؟  
 فرمایا،

لو غيرك قالها يا ابا عبيدة، نعم،  
 نعم من قدر الله اليك قدر الله.  
 امايت لو كانت لك ابل هبطت  
 واديا له عدوتان احدهما خصبة  
 والاخرى جديبة اليس ان  
 رعيت الخصبة رعيتهما بقدر  
 الله وانت رعيت الجدبة رعيتهما  
 بقدر الله۔  
 کاش اسے ابو عبیدہ ایہ بات تمہارے سوا  
 کسی اور نے کہی ہوتی (یعنی تمہارے علم و فضل  
 سے بعید تھی) ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر  
 ہی کی طرف بھاگتے ہیں، بھلا بتاؤ تو اگر تمہارے کچھ  
 اونٹ ہوں انھیں لے کر کسی وادی میں اڑو میں کے  
 دو کنارے ہوں ایک سرسبز و دوسرا خشک، تو  
 کیا یہ بات نہیں ہے کہ اگر تم شاداب میں چراؤ گے تو  
 خدا کی تقدیر سے اور خشک میں چراؤ گے تو خدا کی  
 تقدیر سے۔

لے کنز العمال برز ابن اسنی عن ابن عباس حدیث ۲۸۰۸۲ حوتہ الرسالہ برز ۵/۱۰

اخرجه الاثمة مالك و احمد و البخاري  
ومسلم و ابو داود و النسائي  
ابن عباس رضي الله تعالى عنهما۔  
اسی کی تخریج کی ہے ان کے معنی مالک، احمد، بخاری،  
مسلم، ابو داود اور نسائی نے ابن عباس  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ (ت)

یعنی بالکل سب کچھ تقدیر سے ہے پھر آدمی خشک جنگل چھوڑ کر ہر جہاں چرائی کئے اختیار کرتا ہے اس  
سے تقدیر بالہی سے بچنا لازم نہیں آتا، تو نہیں ہمارا اس زمین میں نہ جانا جس میں وہ پھیلے ہے یہ بھی تقدیر سے  
فراز نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ تدبیر ہرگز متناقض توکل نہیں، بلکہ اصلاح نیت کے ساتھ عین توکل ہے۔ ہاں یہ  
بیشک ممنوع و مذموم ہے کہ آدمی بہت تنہا تدبیر میں منہمک ہو جائے اور اس کی درستی میں جاوید نیک و بد  
و حلال و حرام کا خیال نہ رکھے۔ یہ بات بیشک اسی سے صادر ہوگی جو تقدیر کو محلول کر تدبیر پر اعتماد  
کر بیٹھا، شیطان اُسے ابھارتا ہے کہ اگر یہ نثری جب تو کار پر آری ہے ورنہ مایوسی و ناکامی۔ ناچار سب  
این و آن سے غافل ہو کر اس کی تحصیل میں لہو پانی بیک کر دیتا ہے اور ذلت و خواری، خوشامد و چاہوسی، مکر و  
دغا بازی جس طرح بن پڑے اس کی راہ لیتا ہے، حالانکہ اس حرص سے کچھ نہ ہوگا۔ ہونا وہی ہے جو قسمت میں  
لکھا ہے۔ اگر یہ طوہمت و صدق نیت و پاس عزت و لحاظ شریعت ہاتھ سے نہ دیتا رزق کو اللہ عز و جل  
نے اپنے دستے لیا جب بھی پہنچتا، اس کی طمع نے آپ اس کے پاؤں میں تیشہ مارا اور حرص و گناہ کی  
شامت نے خسرا الدنیا و الاخرة (دنیا و آخرت دونوں کے اندر گھاسٹے میں رہا۔ ت) کا مصداق  
بنایا، اور اگر بالفرض آبرو کھو کر گناہ گار ہو کر دو پیسہ پائے بھی تو ایسے مال پر ہزارتہ سے  
بیش المطامعین الذل تکسبہا القدر منتقب والقدر مخصوہا  
(بڑی خوراک وہ جسے ذلت کی حالت میں حاصل کر و قسمت بلند بھی ہے اور قسمت  
پست بھی۔ ت)

(حدیث ۲۸) اسی لئے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

صحیح البخاری کتاب الطب باب ما ذکر فی الطاعون قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۵۳/۲  
صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون والطیرۃ والا  
مخطوطات امام مالک کتاب الجامع باب ما جاء فی الطاعون میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۶۹۹ و ۷۰۰  
عہ القرآن الحکیم ۱۱/۲۲



ويعتاد عند أبي يعلى بسند حسنة  
ان شاء الله تعالى عن أبي هريرة رضي الله  
تعالى عنهم.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور اس کے  
ہم معنی ابو یعلیٰ کے نزدیک ان شاء اللہ تعالیٰ  
سند حسن کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے مروی ہے۔ (ت)

(حدیث ۳۴ تا ۳۳) اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

ان روح القدس نفث في روعي ان  
نفالتم موت حتى تستكمل اجليها  
وتستوي رزقيها - فاتقوا الله واجعلوا  
في الطلب ولا يحملن احدكم  
استبطاء الرزق ان يطلبه بمعصية  
الله، فان الله تعالى لا ينال ما عنده الا  
بطاعته - اخبرني ابو نعيم في الحلية  
واللفظه عن ابي امامة الباهلي، والبخري  
في شرح السنة والبيهقي في الشعب والحاكم  
في المستدرک عن ابن مسعود، والبخاري  
عن حذيفة اليمان ونحوه للطبراني في  
الكبير عن الحسن بن علي امير المؤمنين  
رضي الله تعالى عنهم اجمعين، غير ان الطبراني  
له يذکر جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

جبریل روح القدس جبریل نے میرے دل میں  
ڈالا کہ کوئی جان نہ موت کی جب تک اپنی عمر اور  
اپنا رزق پورا نہ کر لے، تو خدا سے ڈرو اور نیک  
طریقے سے تلاش کرو، اور خبردار رزق کی دزدگی  
تم میں کسی کو اس پر نہ لائے کہ نافرمانی خدا سے  
اُسے طلب کرے کہ اللہ کا فضل تو اس کی حاجت  
ہی سے ملتا ہے۔ (ابونعیم نے علیہ میں اس کی تحریک  
کی اور لفظ اسی کے ہیں، ابوی نے شرح السنہ  
میں، بیہقی نے شعب میں اور حاکم نے مستدرک میں  
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، نیز بخاری نے  
حذیفہ بن الیمان سے اسی کی مثل طبرانی کی کبیر  
میں حسن بن امیر المؤمنین علی سے مروی ہے رضی اللہ تعالیٰ  
عنہم اجمعین۔ مگر طبرانی نے جبریل علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کا ذکر نہیں کیا۔ (ت)

(حدیث ۳۵) اور مروی ہوا، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

اطلبوا الحوائج بعزة الانفس فاست  
الامور تجبرع بالمقادير - مروا کا تمام

حاجتیں عزت نفس کے ساتھ طلب کرو کہ سب  
کام تقدر پر پہنچتے ہیں۔ (اس کو تمام نے

۲۹/۱۰ شرح الاولیاء ترجمہ ۵۵۴ احمد بن ابی الحواری دار الکتاب العربی بیروت  
۲۸/۱۴ شرح السنۃ باب التوکل علی اللہ حدیث ۱۱۱۱ المکتب الاسلامی بیروت

فی فوائده و ابن عساکر فی تاریخہ عت<sup>۲۵</sup>  
عبد اللہ بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
فوائد میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں عبد اللہ بن  
بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

ان سب حدیثوں میں بھی تلاش و تدبیر کی طرہ پرایت فرمائی، مگر حکم دیا کہ شریعت و عزت کا پاس رکھو،  
تدبیر میں بہوش و مدہوش نہ ہو جاؤ، دست در کار و دل بایار، تدبیر میں ہاتھ، دل تقدیر کے ساتھ، ظاہر  
میں ادھر باطن میں اُدھر، اسباب کا نام، مسبب سے کام، یوں بسر کرنا چاہئے۔ یہی رہش ہڈی ہے،  
یہی مرضی خدا، یہی نسبت انبیاء، یہی سیرت اولیاء، علیہم جمیعاً الصلوٰۃ والسلام (ان سب کئے  
درود اور ثناء ہو۔ ت)

بس اس بار سے میں یہی قول فیصل و صراط مستقیم ہے۔ اس کے سوا تقدیر کو بھولنا یا حتی نہ ماننا،  
یا تدبیر کو اھٹا کھل جانا دونوں معاذ اللہ اگر اسی غلالت یا جنون و سفارت، والیہذا باللہ سبب  
العلمین۔

باب تدبیر میں آیات و احادیث اتنی نہیں جنسی کوئی ضرر کر سکے۔ فقیر فقیر اللہ تعالیٰ لہ دعویٰ کرتا  
ہے کہ ای مشا اللہ تعالیٰ اگر محنت کی جائے تو دشمن ہزار سے زائد آیات و احادیث اس پر ہکتی ہیں  
مگر کیا حاجت کہ ذکر

### آفتاب آمد دلیل آفتاب

(سورج کی دلیل خود سورج ہے۔ ت)

جس مسئلہ کے تسلیم پر تمام جہان کے کاروبار کا دار و مدار، اس میں زیادہ تطویل عبث و بیکار،  
اسی تحریر میں کہ فقیر نے پندرہ آیتیں اور پینتیس حدیثیں جملہ پچاس نصوص ذکر کئے اور عدد ہا جگہ ہزار ہا  
کے پتے دیے، یہ کیا تھوڑے ہیں! انھیں سے ثابت کرنا کہ تدبیر کس قدر اعلیٰ و جلیلہ کی طاقت، انطباق  
الامراض، اور قرآن و حدیث سے صریح امراض، اور خدا و رسول پر کھلا اعتراض، ولاحول ولاقوة  
الا باللہ العلیٰ العظیم۔

ولید پر فرض ہے کہ تائب ہو، اور کتاب و سنت سے اپنا عقیدہ درست کرے ورنہ بد مذہبی کی  
شامت سخت جاننا ہے والیہذا باللہ سبب العلمین۔ باقی رہا اس کا عربی پڑھانے، علم سکھانے  
کی نسبت وہ شیخ لفظ کہنا، اگر اس تاویل کا درمیان نہ ہوتا کہ شاید وہ ان لوگوں پر معترض ہے جو

لے کنز العمال پر مز تمام و ابن عساکر بن بشر حدیث ۱۶۸۰۵ مؤستہ الرسالہ بیروت ۵۱۸/۶

دنیا کے لئے علم پڑھاتے ہیں، اور ایسے لوگ بیشک لائقِ اقراض ہیں تو صریح کلمہ کفر تھا کہ اس نے علمِ دین کی تحقیر و توہین کی، اور اس سے سخت تر ہے اس کا خالہ کو اس پر کافر کہنا کہ وہ باوجود ایمانِ عقیدہ پر تدبیر کو بہتر و مستحسن جانتا ہے حالانکہ جو اس کا عقیدہ ہے وہی حق و صحیح ہے، اور ولید کا قول خود باطل و قبیح — مسلمان کو کافر کہنا سہل بات نہیں —

(حدیث ۳۶ تا ۳۹) صحیح بخاری میں فرمایا کہ جو دوسرے کو کافر کہے اگر وہ کافر نہ تھا یہ کافر ہو جائے۔

کیا اخرجہ الاثنیۃ مالک و احمد و البخاری و مسلم و ابو داؤد و الترمذی عن عبد اللہ بن عمر، و البخاری عن ابی ہریرۃ و احمد و الشیخان عن ابی ذر و ابن حبان بسند صحیح عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم باسناد عدیدۃ و الفاظ متباہتۃ و معانی متقاربتۃ۔

جیسا کہ اس کی تحریک کی ہے، ائمہ کرام یعنی امام مالک، احمد، بخاری، مسلم، ابو داؤد اور ترمذی نے عبداللہ بن عمرؓ سے اور بخاری نے ابو ہریرہؓ سے اور احمد و شیخین نے ابو ذرؓ سے اور ابن حبان نے سند صحیح کے ساتھ ابوسعید خدریؓ سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین متعدد سندوں کے ساتھ جن کے الفاظ مختلف مگر معانی قریب قریب ہیں۔

اور اگرچہ اہل سنت کا مذہب محقق و متحقق ہی ہے کہ میں تاہم احتیاط لازم، اور اتنی بات پر حکم تکفیر ممنوع و نا ملائم، اور احادیث نے کورہ میں تاویلاتِ حدیدہ کا احتمال قائم۔ مگر پھر بھی صد بائند مثل امام ابوبکر اعظمیؓ جو جہور فقہاء ربیع و غیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا ہر احادیث ہی پر عمل کرتے، اور مسلمان کے مکفر کو مطلقاً کافر کہتے ہیں کما فصلناہ کل ذلک فی رسالتنا النہی الاکید عن الصدوق و مراد عدی التفسیر (جیسا کہ ہم نے اس تمام کی تفصیل اپنے رسالہ النہی الاکید عن الصدوق و مراد عدی التفسیر میں کر دی ہے۔)

تو ولید پر لازم کہ از مبر تو کلمہ اسلام پڑھے اور اگر صاحبِ نکاح ہو تو اپنی زوجہ سے تجدیدِ نکاح کرے۔

۱/۹۰۱ صحیح البخاری کتاب الادب باب من الکفر اخاء بغیر تاویل قدیمی کتب خانہ کراچی  
۱/۵۴ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من قال لا یشک یا کافر  
۲/۱۱۳ مسند احمد بن حنبل عن ابن عمر المکتب الاسلامی بیروت

فی السُّنَنِ الْمُخْتَارَةِ عَنْ شَرْحِ الْوَهْبَانِيَةِ لِلْعَلَامَةِ  
حَسَنِ الشُّرَيْبَانِي مَا يَكُونُ كَفْرًا اِتِّفَاقًا  
يَبْطُلُ الْعَمَلُ وَالنِّكَاحُ وَاولادُهُ اَوْلَادُ زِنَا  
وَمَا فِيهِ خِلَافٌ يَوْمَسَّرَ بِالِاسْتِغْفَارِ وَ  
التَّوْبَةِ وَتَجِدُ الْيَدَ الْفَاحِشَةَ ۱

دور مختار میں علامہ حسن شربانی کی شرح وہبانیہ سے  
منقول ہے جو بالاتفاق کفر جو اس سے عمل اور نکاح  
باطل ہو جائیں گے بلا تجدید ایمان و نکاح اس کی  
اولاد اولاد زنا ہوگی، اور جس میں اختلاف ہے  
قائل کہ استغفار، توبہ، تجدید نکاح کا حکم  
دیا جائے گا۔ (ت)

(حدیث ۴۰) اور جس طرح یہ کلمات شیعہ علانیہ کے یونہی توبہ و تجدید ایمان کا بھی اعلان چاہتے ہیں۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،  
اِذَا عَمِلْتَ مِثْقَلَةَ فَاحِشَةٍ عِنْدَ هَاتُوْبَةٍ  
السِّرِّ بِالسَّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ بِالْعَلَانِيَةِ - رَوَاهُ  
الْاِمَامُ أَحْمَدُ فِي كِتَابِ الزَّهْدِ وَالطَّبْرَانِيُّ  
فِي الْمَعْجَمِ الْكَبِيرِ عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ  
مَرْضَى اللَّهِ تَعَالَى عَنْهُ بَسَنَدٍ حَسَنٍ -

جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً از سر نو توبہ کر۔ پوشیدہ  
کو پوشیدہ، اور آشکارا کی آشکارا (اس کے امام احمد  
نے کتاب الزہد میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں سند حسن  
کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
روایت کیا۔ ت)

واللہ تعالیٰ اعلم  
رسالہ التحجیر بباب التدبیر رقم ہوا

مسئلہ ۱۲۳ از قصبہ سونائے جہنمی منبع اعظم گڑھ مدرسہ دارالعلوم مرسلہ عبدالرحیم خاں  
۱۱ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رُوح پاک ہے یا ناپاک؟ اگر پاک ہے تو  
بعد مردی عذاب کیوں ہوتا ہے؟ اور اگر ناپاک ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب الطہر  
میں کیوں داخل ہوا؟

۳۵۹/۱	مطبع مجتہائی دہلی	باب المرتد	کتب الجہاد	سلف الدار المختار
۴۹ ص	دارالکتب العربی بیروت	حدیث ۱۴۱		سلف الزہد لا محمد بن جبل
۱۵۹/۲۰	المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت	حدیث ۳۳۱		المعجم الکبیر

## الجواب

روح اصل خلقت میں پاک ہے، پھر اگر بد اعتقاد و اعمال اختیار کئے تو ان سے ناپاک ہو جاتی ہے جس کے سبب مستحق عذاب ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
مسئلہ ۱۲ سہارن ۲۴ صفر ۱۳۴۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندیون باب کہ ایک صاحب نے دو مضامین ذیل یو الہ حدیث بیان فرمائے اور اول کہ حدیث قدسی کا مضمون اول یہ ہے کہ اگر تمام مخلوقات کے قلب مثل قلب حضور مژدہ کائنات علیہ افضل الصلوات والصلوات کے ہو جائیں یا مثل شیطان لعین کے ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھ کو مطلق پروا نہیں۔

دوسرا مضمون یہ ہے کہ بروز قیامت جنت و دوزخ میں محبت ہوگی۔ دوزخ کے گلے کہ میں محل جبارہ و افاغہ ہوں اور تو محل مساکین و غربا ہے اس لئے میں افضل ہوں یا مستحق اس کی ہوں کہ تمام بنی آدم میرے حواس ہوں، جنت کچھ جواب نہ دے گی مکالمہ میں کوہر پڑے گی، پس اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا کہ تم دونوں کو استحقاق محبت کسی طرح نہیں ہے میں جس کو جہاں چاہوں گا بھیجوں گا۔ پس سوال یہ ہے کہ آیا یہ دونوں مضمون اُن صاحب کے صحیح موافق حدیث کے ہیں یا نہیں؟ اور بر تقدیر اول یہ کچھ ٹکڑ ہو سکتا ہے کہ کوئی دوسرا قلب مثل قلب مبارک حضرت علیؑ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہو جائے، علمائے قرآنی ایسی احادیث کو جو صاحب دُر غم و غیرہ نے جبر الامۃ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارضا ہمارے روایت کی ہے درجہ اعتبار سے گرایا ہے اور نیز دوسرے مضمون میں جبارہ و افاغہ کا ہونا دوزخ کے لئے کب موجب فضیلت و فوقیت ہو سکتا ہے کہ وہ مشرکین و کفار ہوں گے۔ امید کہ جواب با صواب عنایت ہو کہ ایک جماعت مسلمین کا شک رفع ہو بینوا تو جہودا (بیان فرمائیے اجر دے جاؤ گے۔ ت)

## الجواب

حدیث اول میں ہرگز نام اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں بلکہ یوں ہے کہ اعلیٰ اتق قلب ساجد واحد تم میں کا جو بڑا پرہیزگار شخص ہو اس کے دل پر منکوحہ



اور فرض کے لئے امکان شرط نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ:

قل امتی کان للرحمن ولد فانا اقول  
العابدین علیہ

حدیث قولہ لولہ سے ہے کہ،

لو ان اولکم و آخرکم و انکم و جنکم  
کانوا علی اتق علیہ

اور آیت کریمہ میں قولہ ان ہے۔ بیان حدیث دوم میں غلط ہے کہ جنت روز قیامت ہوگی اور یہ بھی غلط کہ  
تمام نبی آدم میرے والد ہوں اور یہ بھی غلط کہ جنت کچھ جواب نہ دے گی یا کمزور پڑے گی، اسی طرح  
بیان حدیث اول میں متعدد اغلاط تھے یہ حدیث یوں ہے،

تعا جنت الجنة والناس فقال المناس  
او ثرت بالتکبریں والتجبریں وقالت  
الجنة فما لم لا یدخلن الا ضعفاء  
الناس الحدیث۔

یہ گزشتہ کی حکایت ہے اُس وقت نار کا علم اُسے محیط ہونا کیا ضرور کہ اس کے لئے کفار و مشرکین ہیں  
جس طرح جنت کا یہ کہنا بتا رہا ہے کہ اُسے ان کمزوروں کا غسل و تقرب معلوم نہ تھا جب سے معلوم ہوا  
خود ان کی مشاق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۵۰ العلم الزیچستان مرسدہ قادریہ ۵ ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ

اندرین حکایت علامہ کو ام حبیبہ می فرماید  
کہ قولے معتبر است آیا واعظ  
ذکر کند یا حقیقت است در کدام کتاب  
اس حکایت کے بارے میں علماء کرام کیا فرماتے  
ہیں کہ کیا یہ کسی معتبر قول سے منقول ہے و خط  
کرنے والا اس کو اپنے وعظ میں بیان کر سکتا

۱۵ القرآن الکریم ۸۱/۴

۱۵ صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحريم انظم قیدی کتب خانہ کراچی ۳۱۹/۲  
۱۵ صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة قی " " ۴۱۹/۲  
۱۵ صحیح مسلم کتاب الجنة باب جهنم اعادنا الله منها " " ۳۸۱/۲

ایں نقل است، آن حکایت این است: ہے: اس کی کوئی حقیقت ہے؟ کون سی کتاب

میں منقول ہے؟ حکایت یہ ہے،

باد مقبول حسد اہل قبول

تا چہ جداست امتاں ما شفقش

اے برادر یک زمان گوش دار

اتفاقاً یک شبے خوابش پرورد

ناگہاں آمد خطابش بے نیاز

تا شدی پشت پنا ہے امتاں

ہر کہ در خدمت نباشد بندہ نیست

کو دم اکنون امتاںت را غضب

یک سہ ذیشان نگردانم حسد ام

انت را نخب امتی گر یا ہر

ماند اورا عالم الاسرار بس

خون دل خوردند یاران غصہ را

جلہ پیش عاقلہ رفتند باز

داد ایشان را جواب این چنین

امتاں را آید از ہمسہ عذاب

شدہ بدن از حجرہ اورا کس ندید

رزہ افتادند اندر بحر دلو

یافت زان چو بانی ل ایشان سرور

بحر خبہ داری ز پیمبر گجو

بلکہ اورا از کس نشنیدہ ام

از میان کوی میاید بجوشش

از حیرانہ دہان را بستاند

بستہ اندازہ راہ دیدہ را و خواب

(۱) یک حکایت یاد دارم از رسول

(۲) تا کہ معلوم تو گردد بحثش

(۳) پیر از ان آیم بدست چہ ریار

(۴) جلد شبہا مصطفیٰ بیدار بود

(۵) پرورد خواب تا وقت نماز

(۶) آفریدم من ترا از ہمسہ آن

(۷) اے محمد خواب تو زیندہ نیست

(۸) چون بہ پروازی بخواب نیم شب

(۹) دوزخ اندازم چہ از عام و خاص

(۱۰) چون شنید این آیت خیر البشہ

(۱۱) رفت زانجا او ندیدہ هیچ کس

(۱۲) چون گزشت از دوسہ روز این قصہ را

(۱۳) عاقبت روز سوم بعد از نماز

(۱۴) چون پرسیدند ز ام موسیٰ

(۱۵) گفت او شین شب سید از حق خطا

(۱۶) چونکہ این آیت بجوشش اورسید

(۱۷) آنچنان برخواست از یاران غریو

(۱۸) ناگہاں دیدند یک چہان ز دور

(۱۹) پیش اورفتند و پرسیدند از او

(۲۰) گفت من کے مصطفیٰ را دیدہ ام

(۲۱) یک سہ روز است پیغام خوش

(۲۲) جانور از نالہ او دل خمستہ اند

(۲۳) ہر زمان از دیدہ می رانند آب

- (۲۴) چوں شنیدند این خمیر را آن گروه  
جله آوردند و سوسے سوسے کوه  
(۲۵) شد نمایان در میان کوه عنبر  
مید و آن غار آن صمد ریکار  
(۲۶) سر بسجود بروہ پیش بی نیاز  
پانچے خلیفتن میگفت راز  
(۲۷) گر یہ میکرد و بھی گفت لے الہ  
تاز بخشی امت نام را گناہ  
(۲۸) ماند بردارم سر خود از زمین  
تا بروی حشر نام این چنین  
(۲۹) این چنین می گفت و می ناخوار  
اشک میبارید چوں ابر بہار  
(۳۰) چوں شنیدند این خفاش بازور  
جله و از نال آتش خون شد جگر  
(۳۱) گفت صدیق شفیع المومنین  
اکرم بردار سر را از زمین  
(۳۲) آنچہ من در عمر طاقت کلام  
انچہ در دنیا عبادۃ کردہ ام  
(۳۳) آن ثواب از برائے امتان  
دارم اسے معینم بر آخر زمان

الحی اخرا الحکایت (حکایت کے آخر تک۔ ت)۔ یہ حکایت رسالہ میلاد عظام شہید میں ہے۔

(ترجمہ حکایت)

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں مجھے ایک حکایت یاد ہے جو تمام نیک لوگوں میں مقبول ہے۔

(۲) تاکہ تجھے آپ کی محبت اقدس کا پتا چلے کہ امت پر آپ کی کس قدر شفقت ہے۔

(۳) اس کے بعد میں چاروں یا دوں کی طرح کی طرف آؤنگا، اسے بھائی! تصور اس وقت طور سے سنی۔

(۴) مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام راتیں بیدار رہتے، ایک رات اتفاقاً آپ پر نیند غالب آگئی۔

(۵) نماز کے وقت تک آپ نیند میں تھے، اچانک آپ کو غفلت سے نیاز کا حکم پہنچا۔

(۶) کہ میں نے آپ کو اس لئے پیدا فرمایا ہے کہ آپ امت کے پشت پناہ بنیں۔

(۷) اسے میرے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سونا آپ کو زیب نہیں دیتا، جو خدمت میں

مشغول و ہر وہ بندہ نہیں ہے۔

(۸) جب آدمی رات کو نیند میں مشغول ہیں تو میں آپ کی نائم پر غضب نازل کروں گا۔

(۹) ہر خاص و عام کو دوزخ میں ڈالوں گا ان میں سے کسی ایک کو چھٹکارا نہیں دوں گا۔

(۱۰) جب غیر البشر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے یہ آیت سنی تو فوراً وہاں سے اُمتی لکھتے ہوئے

باہر نکل گئے۔

(۱۱) وہاں سے آپ تشریف لے گئے، کسی نے آپ کو نہیں دیکھا، آپ کے بارے میں فقط چھپی باتیں جاننے والے کو علم تھا۔

(۱۲) اس قصہ کو جب دو تین دن گزر گئے آپ کے دوست یعنی صحابہ کرام غم سے دل کا خون پیتے رہے۔

(۱۳) آخر کار تیسرے دن نماز کے بعد تمام صحابہ کرام سستید و عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے۔

(۱۴) جب انہوں نے ام المومنین سے پوچھا تو آپ نے انہیں یہ جواب دیا۔

(۱۵) آپ نے کہا کہ پہلی رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق کی طرف سے خطاب ہوا امت کے مذاہب سے متعلق آیت نازل ہوئی۔

(۱۶) جب آپ کے کان ہمارے تکبیر آیت پہنچی آپ حیرت سے باہر چلے گئے کسی نے آپ کو نہیں دیکھا۔

(۱۷) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوستوں سے اس قدر شور مچا کہ جنوں اور دیوانوں پر لرزہ طاری ہو گیا۔

(۱۸) صحابہ نے اپنا مکہ دور سے ایک چرواہے کو دیکھا، اس چرواہے کو دیکھنے سے ان کے دلوں کو کچھ چسپاں آیا۔

(۱۹) اس کے پاس پہنچے اور پوچھا اگر پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تجھے کوئی خبر ہے تو بتا۔

(۲۰) اس نے کہا میں نے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کب دیکھا ہے بلکہ میں نے ان کے بارے میں کسی سے سنا بھی نہیں ہے۔

(۲۱) لیکن تمہی دُعا سے پہاڑ کے درمیان سے شہر کی آواز میرے کان میں آتی ہے۔

(۲۲) اس کے رونے سے جانوروں کے دل زخمی ہو گئے ہیں، چرواہے انہوں نے اپنے منہ بند کر لئے ہیں۔

(۲۳) ہر وقت آنکھوں سے آنسو بہاتے ہیں، نیند سے انہوں نے آنکھیں باندھ رکھی ہیں۔

(۲۴) جماعت صحابہ نے جب یہ خبر سنی تو ان سب نے اپنا رخ پہاڑ کی طرف کر لیا۔

(۲۵) پہاڑ کے درمیان ایک غار ظاہر ہوئی، اس غار کے اندر انہوں نے بڑوں کے سزا کو دیکھا۔

(۲۶) بے نیاز کی بارگاہ میں سر سجدہ میں رکھے ہوئے تھے اپنے خدا سے رازداری میں کہہ رہے تھے

(۲۷) فریاد کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے اللہ! جب تک تو میری امت کے گناہ نہیں بخشنے گا

(۲۸) میں اپنا سر زمین سے نہیں اٹھاؤں گا، روزِ حشر تک میں اسی طرح روتا رہوں گا۔

(۲۹) اس طرح کہہ رہے تھے اور زار و قطار رو رہے تھے، موسمِ بہار کی طرح آنسو بہ رہے تھے۔

(۳۰) جب غار کے چمکاڑوں اور صحابہ کرام نے گریہ و زاری کا یہ زور سنا تو سرکار کے رونے سے سب کے جگر ٹوٹ ہو گئے۔

(۳۱) صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے مومنوں کی شفاعت فرمانے والے! مہربانی فرمائی، زمین سے سر اٹھائیں۔

(۳۲) میں نے عربیہ جومات کی ہے، اور دنیا میں جتنی عبادت کی ہے،  
(۳۳) اس کا ثواب آپ کی اُمت کے لئے دیتا ہوں میں اسے نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

### الجواب

ایں نقل باطل و بے اصل ست و در بیچ کتاب یہ نقل باطل اور بے اصل ہے کسی معتبر کتاب میں معتبر از و نشانے نیست۔ واللہ تعالیٰ اعلم اس کا نام و نشان نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و ست  
مسئلہ ۱۲۱ بریلی محلہ بھاری پور مدرسہ معرفت سلطان احمد خاں ساہی پیر محمد عبد اللہ  
۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

حالت مندرجہ ذیل کب واقع ہوگی، زہرہ برج حوت میں طالع ہو اور قمر برج سرطان میں بنظر تثلیث زہرہ ہو لیکن تربیع و مقابلہ مریخ ناظر زحل ہو۔ امید کہ ماہرین علم ہیئت جواب با صواب دیں۔

### الجواب

یہ سائل کی غلطی ہے کہ مریخ تربیع یا مقابلہ سے ناظر زحل نہ ہو بلکہ یہاں مقصود یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی زہرہ کو نظر دشمنی سے نہ دیکھتا ہو کہ تربیع یا مقابلہ سے زہرہ سے اگر ساقط ہوں اور باہم نظر عداوت رکھتے ہوں کیا حرج ہے، بالکل غرض یہ ہے کہ زہرہ برج شرف میں ہو اور قمر اپنے بیت میں اور زہرہ کو بنظر تمام دوستی دیکھتا ہو اور زہرہ مریخ و زحل کی نظر عداوت تربیع و مقابلہ سے محفوظ ہو، صورت ز اس سال ہے نہ سال آئندہ ہے، ہاں وہ کہ سائل نے بیان کی، ۲ مارچ سنہ ۱۹۲۲ء کو ہوگی زہرہ حوت کے ۱۱ درجہ میں ہوگی قمر سرطان کے ۱۱ درجہ میں کہ پورے ۱۲۰ درجے (ایک سو بیس درجہ) کا فاصلہ اور کامل نظر تثلیث ہے۔ مریخ عقرب کے ۸ درجے ۶ دقیقہ زحل سنبلہ کے ۹ درجے ۶ دقیقہ کہ کامل نظر تسدیس نظر نیم دوستی ہے نہ تربیع ہے نہ مقابلہ، لیکن زہرہ و زحل کا فاصلہ ۶ برج سے صرف ۵ درجے زائد ہوگا، زہرہ اگرچہ مقابلہ زحل سے شری ہو چکی ہے مگر دونوں کے مطرح شعاع ۷۰ درجے کے مجرای کے نصف یعنی ۸ درجے سے حاصل کم ہے تو ہنوز حکم مقابلہ باقی ہے تیسرے دن زائل ہوگا جب تک ماہ سرطان سے بھی نکل جائے گا اور تثلیث سے بھی گزر جائے گا ہاں مریخ اگرچہ زہرہ سے ساقط نہیں مگر تثلیث میں ہے کہ تمام دوستی ہے نہ تربیع و مقابلہ فقط۔

مسئلہ ۱۲۷ از شہر محلہ طوکپور مسئلہ قدرت علی خاں ۱۵ شوال ۱۳۳۸ھ  
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کتاب کے جملہ انبیاء و ملائکہ علیہم السلام معصوم ہیں دوسرا شخص  
 کہتا ہے کہ سوائے پنجتن پاک کے کوئی معصوم نہیں۔ اور تیسرا شخص کہتا ہے کہ پنجتن پاک کوئی چیز نہیں ہیں  
 سوائے خلفائے راشدین کے۔

### الجواب

- پہلے شخص کا قول حق و عقیدہ اہلسنت ہے، اور دوسرے کا قول صریح گمراہی ورفض وکفر ہے،  
 اور تیسرے شخص کا قول بہتر از بول میں بھی ایک کھلا پہلو کفر کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
 مسئلہ ۱۲۸ از ناگل کڑی ضلع گورکھاؤہ ڈاکخانہ ڈھنڈہ مسئلہ حافظ علام کبریا صاحب پیش امام مسجد  
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ،  
 (۱) زید کہتا ہے اولیاء سے مدد مانگنا دُور سے، اور ہر وقت حاضر ناظر کھینا شرک ہے، کیونکہ یہ خاص  
 اللہ تعالیٰ کی صفت ہے دُور سے کی نہیں۔ قرآن شریف کا ثبوت دیتا ہے (زناں پارہ) کہ دو  
 میں نہیں مانگ اپنی جان کا نفع کا نہ ضرر کا۔  
 (۲) اولیاء اللہ کی قبروں کی خاک ہاتھ میں لے کر منہ پر ملنا کیسا ہے؟ طواف قبر اولیاء کا کرنا بھینکنے  
 ہیں طواف صرف کعبہ شریف کے واسطے ہے۔  
 (۳) شیخ عبدالحق نے تربہ مشکوٰۃ میں فرمایا ہے پیغمبروں کی سب دُعا مقبول نہیں ہوتی۔  
 (۴) خانقاہ اولیاء پر حج نہ ہونا حدیث کا ثبوت دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
 فرمایا ہے یا اللہ! میری قبر کو عید گاہ نہ بنائیو۔  
 (۵) اگر نبی کو غیب داں سمجھے تو کافر ہے کیونکہ ان کو علم عطائے ہے وہ غیب نہیں ہو سکتا کیونکہ غیب کے  
 معنی یہ ہیں کہ بے اطلاع کے معلوم ہو وہ غیب ہے۔

### الجواب

- (۱) جس نے کہا کہ دُور سے سُنتنا صرف اُس کی شان ہے اُس نے رب عزوجل کی شان گھٹائی نہ  
 پاک ہے اس سے کہ دُور سے سُنے، وہ ہر قریب سے قریب تر ہے، دُور سے سُنتنا اس کی  
 عطا سے اس کے مجبوروں ہی کی شان ہے، اُسے حاضر و ناظر بھی نہیں کہہ سکتے وہ شہید و  
 نصیر ہے، حاضر و ناظر اس کی عطا سے اُس کے مجرب علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ہیں،  
 کما فی رسائل الشیخ عبدالحق محدث الدہلوی قدس سرہ۔ اُس آیت کریمہ سے اس کا کیا ثبوت

ہوا، مجبوراً دعویٰ کرنا اور قرآن مجید پر اُس کی تمت رکھنا مسلمان کا کام نہیں۔ نفع و ضرر کا مالک بالذات اُس واحد حقیقی کے سوا کوئی نہیں، آیت میں اسی کی نفی ہے، ورنہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عربی میں تو فرعون کو مالکِ نفع و ضرر لکھا ہے۔ پھر مجربانِ بارگاہ کا کیا کستا وہ بے شک اس کی قبیح سے ہمارے نفع و ضرر کے مالک ہیں، جس کا بیان کلمات و احادیث سے کتاب الاصل و اعلیٰ میں ہے۔

(۲) مزارات کی مٹی منہ پر ملنا جائز ہے اور طوائفِ تعلیمی صرف کبیر معطر کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
(۳) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سب دُعائیں مستجاب ہیں، مومنیں سے حضرت عزت کا وعدہ ہے مجھ سے دُعا کرو میں قبول فرماؤں گا، اور اس کا وعدہ خلاف نہیں ہو سکتا۔ پھر انبیاء تو انبیاء بعض وقت وہ اس اظہار کے لئے کہ یہ امر خلافِ مقدور ہے اسے صورت و دعا میں ظاہر کرتے ہیں وہ اعلیٰ وجہ پر قبول ہوتی ہیں مگر مطلوب ظاہری واقع نہیں ہوتا نظر ظاہر اسے عدم قبول سے تعبیر کرتی ہے۔ شرح مشکوٰۃ میں اسی کا ذکر ہے۔

(۴) مزاراتِ اولیاء پر تشریف لے جانا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین سے ثابت ہے اور اُس حدیث میں اس کی کہیں ممانعت نہیں، اُس کا یہ مطلب ہے کہ میرے مزارِ کریم کو مسلمان عید نہ بنائیں جو سال میں ایک ہی بار آتی ہے بلکہ بکثرت حاضری دیں کہ انکے مقامِ صاف ہوں اور انھیں برکات ملیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) غیب وہ ہے کہ بے بتائے معلوم نہ ہو سکے، جو کہے کہ انبیاء کو غیب کے علم نہ دئے گئے وہ کافر ہے کہ نبوت کا منکر ہے۔ ائمہ دین فرماتے ہیں،

النسبی هو المطلق علی الغیب  
نہی وہی ہے جو غیب پر مطلع ہو۔  
عطا سے غیب نہ رہتا آیاتِ کثیرہ کی تکذیب ہے جو کارڈ پر نہیں لکھی جاسکتیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
۱۳۳۲ھ از مقامِ رامہ تحصیل گو حیدر خان ضلع راولپنڈی مرسلہ تاج الدین امام مسجد  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اہی مسائل میں کہ

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں بچشمِ خود اللہ کو نہیں دیکھا۔

(۲) حدیث اور آیت اس طور پر نہیں آئی کہ تم لوگ امام صاحب کے مذہب پر چلیں۔ یَقْبِضُوا تَوْجِبُوا  
(بیان فرمائیے اجر دے جاؤ گے۔ ت)

### الجواب

(۱) اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت معنی اساطط کا انکار فرماتی ہیں کہ لا تدركہ الابصار  
سے سند فرماتی ہیں اور اس حدیث صحیحہ میں روایت کا اثبات معنی اساطط نہیں کہ اللہ عزوجل کو کوئی شے محیط  
نہیں ہو سکتی وہی ہر شے کو محیط ہے اور اثبات نفی پر مقدم۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
(۲) حدیث اور آیت اس طور پر آئی ہے کہ تمہیں علم نہ ہو تو علماء سے پوچھو۔ امام اعظم سرائی علیہ السلام  
داخل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۳۵ھ از لاہور مسجد بیگم شہی اندرون دروازہ مستی مسئلہ مولیٰ احمد الدین طالب علم  
۱۳۶  
۲۹ صفر ۱۳۳۸ھ

حضرت ہادی درہنما کے سالکان قبلہ دو جہاں دام فیض السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،  
مسائل ذیل میں حضرت کیا فرماتے ہیں۔

(۱) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک روز خفا ہوئے  
اور ردِ اقصیٰ کہتے ہیں یہی وجہ ہے باغی ہونے کی۔ پھر ایک کتاب مولانا حاجی صاحب کی تصنیف  
اعتقاد نامہ ہے جو بچوں کو پڑھایا جاتا ہے اس میں یہ شعر بھی درج ہے اسے  
حق در آنجا بدست خمیر بود " جنگ با او خطا و منکر بود  
(حق وہاں حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھا ان کے ساتھ جنگ غلط اور ناپسندیدہ تھی)  
(۲) امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی تھی واسطے دفع  
جنگ کے۔

### الجواب

(۱) ردِ اقصیٰ کا قول کذب محض ہے۔ اعتقاد نامہ میں خطا و منکر بود " نہیں ہے بلکہ " غلطائے  
منکر بود "۔ اہل سنت کے نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خطا خطا اجتہادی تھی، اجتہاد پر  
ظن حائز نہیں۔ خطا اجتہادی دو قسم ہے، مقررہ منکر۔ مقررہ وہ جس کے صاحب کو اُس پر برقرار





اور اس سے صلح و بندش جنگ مقصود تھی اور یہ صلح و تفویض خلافت اللہ و رسول کی پسند سے ہوئی۔ رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن کو گرو میں لے کر فرمایا تھا:  
ان بنی ہذا امید لعل اللہ ان یصلح بہ بیت  
ففتین عظیمین من الصلیین  
میرا یہ بیٹا سید ہے میں امید کرتا ہوں کہ اللہ اسکے  
سب سے مسخروں کو دھڑے گروہوں میں صلح کرا دیگا۔  
امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر خلافت کے اہل نہ ہوتے تو امام مجتبیٰ ہرگز انھیں تفویض نہ فرماتے نہ  
اللہ و رسول اسے جائز رکھتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

صحیح البخاری کتاب المناقب مناقب الحسن والحسین قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۳۰/۱  
مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبع مجتبائی دہلی ص ۵۶۹

22

22

رسالہ

## اعتقاد الاحباب فی الجہیل المصطفیٰ الاولیٰ الاحباب

(اجباب کا اعتقاد جمیل (اللہ تعالیٰ) مصطفیٰ شریفؐ آپ کی آل اور اصحاب کے بارے میں)

### عقیدہ اولیٰ — ذات و صفاتِ باری تعالیٰ

حضرت حق سبحانہ و تبارک و تعالیٰ شانہ واحد ہے (اپنی ربوبیت والوہیت میں۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ یکتا ہے اپنے افعال میں۔ مصنوعات کو تھا اسی نے بنایا۔ وہ اکیلا ہے اپنی ذات میں۔ کوئی اس کا قسیم نہیں۔ یگانہ ہے اپنی صفات میں۔ کوئی اس کا شبیہ نہیں۔ ذات و صفات میں یکتا و واحد عزوجل) نہ عدد سے (کہ شمار و گنتی میں آئے) اور کوئی اس کا ہم ثانی و جنس کہلا سکے تو اللہ کے ساتھ، اس کی

لہ عرض مرتب : امام اہلسنت امام احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ کے رسالہ مبارکہ "اعتقاد الاحباب" کی زیارت و مطالعہ سے یہ فقیر مبہم پہلی بار حال ہی میں شرفیاب ہوا تو متناہی خیال آیا کہ توفیقہ تعالیٰ اسے نئی ترتیب اور اجمالی تفصیل کے ساتھ عامۃ الناس تک پہنچایا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے عوام بھی فیض پائیں۔ نصرت الہی کے بھروسہ پر قدم اٹھایا اور بغیضانہ اساتذہ کرام نہایت (باقی برصغیر آئندہ)

ذات و صفات میں، شریک کا وجود، محض وہم انسانی کی ایک اختراع و ایجاد ہے) خالق ہے (ہر شے کا) ذوات ہوں خواہ افعال سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں) نہ علت سے (اس کے افعال نہ علت و سبب کے محتاج، نہ اس کے فعل کے لئے کوئی غرض، کہ غرض اس فائدہ کو کہتے ہیں جو فاعل کی طرف رجوع کرے اور نہ اس کے افعال کے لئے غایت، کہ غایت کا حاصل بھی وہی غرض ہے) فعال ہے (ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا) نہ جارح (دآلات) سے (جب کہ انسان اپنے ہر کام میں اپنے جارح یعنی اعضائے بدن کا محتاج ہے۔ مثلاً علم کے لئے دل و دماغ کا۔ دیکھنے اور سننے کے لئے آنکھ، کان کا۔ لیکن خداوند قدوس کہ ہر لپٹ سے لپٹ آواز کو سُنا اور ہر باریک سے باریک کو کہ خود دین سے محسوس نہ ہو دیکتا ہے۔ مگر کان آنکھ سے اس کا سُنا دیکھنا اور زبان سے کلام کرنا نہیں کرے سب اجسام ہیں۔ اور جسم و جسمانیت سے وہ پاک) قریب ہے (اپنے کمال قدرت و علم و رحمت سے) نہ (کہ) مسافت سے (کہ اس کا قرب ماپ و پیمائش میں ممکن ہے) ملک (و سلطان و شہنشاہ زمین و آسمان) ہے مگر بے وزیر (جیسا کہ صلاطین دنیا کے وزیر باتدبیر ہوتے ہیں کہ اس کے امور و سلطنت میں اس کا بوجھ اٹھاتے اور باتدبیرتے ہیں)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

تخلیل مدت میں اپنی مصوفیات کے باوجود کامیابی سے سرفراز ہوا۔

میں اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوا، اس کا فیصلہ آپ کریں گے اور میری کوتاہ فہمی و قصور علمی آپ کے خیال مبارک میں آئے تو اس سے اس بچہ راں کو مطلع فرمائیں گے۔

اور اس حقیقت کے اظہار میں یہ فقیر فخر محسوس کرتا ہے کہ اس رسالہ مبارک میں حاشیہ میں السطور اور تشریح مطالب (جو اصل عبارت سے جدا) قوسین میں محدود ہے۔ اور اصل عبارت خط کشیدہ) جو کچھ پائیں گے وہ اکثر و بیشتر مقامات پر اسطحضرت قدس سرہا ہی کے کتب و رسائل اور حضرت اساذی استاذ العلماء صدر الشریعہ مولانا شاہ امجد علی قادری برکاتی رضوی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ کتاب "ہمارے شریعت" سے ماخوذ و منقطع ہے۔

امید ہے کہ ناظرین کرام اس فقیر کو اپنی دُعا کے خیر میں یاد فرماتے رہیں گے کہ سفر آخرت درپیش ہے اور یہ فقیر خالی ہاتھ، خالی دامن، بس ایک انہیں کا سہارا ہے اور ابن شہداء اللہ تعالیٰ وہی بگڑی بنائیں گے ورنہ ہم نے تو کمائی سب عیبوں میں گنوائی ہے۔ والسلام

العبد محمد غلیل خاں قادری البرکاتی المارہری عفی عنہ

والی (ہے)۔ مالک و حاکم علی الاطلاق ہے۔ جو چاہے اور جیسا چاہے کرے (مگر) بے اختیار (ذکوئی اس کو مشورہ دینے والا۔ خود کسی کے مشورہ کا محتاج۔ ذکوئی اس کے ارادے سے اسے باز رکھنے والا۔ وہیت، ملکیت، مالکیت، حاکمیت کے سارے اختیارات اسی کو حاصل۔ کسی کو کسی حیثیت سے بھی اس ذات پاک پر دسترس نہیں۔ ملک و حکومت کا حقیقی مالک کہ تمام موجودات اُس کے تحت ملک و حکومت ہیں۔ اور اس کی مالکیت و سلطنت دائمی ہے جسے زوال نہیں) حیات و کلام و سمیع و بصیر و ارادہ و قدرت و علم (کہ اس کے صفات ذاتیہ ہیں اور ان کے علاوہ ملکوت و تخلیق و رزاقیت یعنی 'رنا، چلانا، صحت دینا، بیمار کرنا، غنی کرنا، فقیر کرنا، ساری کائنات کی ترتیب فرمانا اور ہر چیز کو بہتہ ریج اس کی فطرت کے مطابق کمال مقدار تک پہنچانا، انھیں ان کے مناسب احوال و روزی رزق مہیا کرنا) وغیرہ (صفات جن کا تعلق مخلوق سے ہے اور جنہیں صفات اضافیہ اور صفات فعلیہ بھی کہتے ہیں اور جنہیں صفات تخلیق و ملکوت کی تفصیل سمجھنا چاہیے۔ اور صفات سلبیہ یعنی وہ صفات جن سے اللہ تعالیٰ کی ذات منزہ اور برتر ہے مثلاً وہ جاہل نہیں عاجز نہیں، بے اختیار و بے بس نہیں۔ کسی کے ساتھ متحد نہیں جیسا کہ برف پانی میں گھل کر ایک ہو جاتا ہے۔ غرض وہ اپنی صفات ذاتیہ، صفات اضافیہ اور صفات سلبیہ) تمام صفات کمال سے ازلہ ابداً موصوف (ہے)۔ اور جس طرح اس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے اس کی تمام صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں اور ذات و صفات باری تعالیٰ کے سوا سب چیزیں حادث و نوپید، یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں۔ صفات الہی کو جو مخلوق کے یا حادث ہوتا ہے گمراہ بے دین ہے۔ اس کی ذات و صفات) تمام شیعہ (تمام نقص تمام کوتاہیوں سے) و شیعہ و حیب (ہر قسم کے نقص و نقصان) سے اولاً و آخراً بری (کہ حیب وہ مجتمع ہے تمام صفات کمال کا۔ جامع ہے ہر کمال و خوبی کا، تو کسی چیز کسی نقص کو کسی نامی کا اس میں ہونا محال۔ بلکہ جس بات میں ذکال ہونہ نقصان وہ بھی اس کے لئے محال)۔

ذات پاک اس کی تدوین (تکثیر و مقابل) شبیہ و مثل (مشابہ و مماثل) کیفیت و کم (کیفیت و مقدار) شکل و جسم و جہت و مکان و اد (غایت و انتہا اور) زمان سے منزہ (جب عقیدہ یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ قدیم ازلی ابدی ہے اور اس کی تمام صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ ان تمام چیزوں سے جو حادث ہیں یا جن میں مکانیت ہے یعنی ایک جگہ سے دوسری طرف نقل و حرکت یا ان میں کسی قسم کا تغیر پایا جاتا، یا اس کے اوصاف کا متغیر ہونا، یا اس کے اوصاف کا مخلوق کے اوصاف کے مانند ہونا۔ یہ تمام امور اس کے لئے

ممال ہیں، یا یوں کہئے کہ ذات باری تعالیٰ ان تمام حیوانات و حوائج سے پاک ہے جو خاصہ بشریت میں) نہ والد ہے نہ مولود (نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بیٹا، کیونکہ کوئی اس کا جناس و ہم جنس نہیں، اور چونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث و مخلوق کی شان) نہ کوئی شے اس کے جوڑ کی (یعنی کوئی اس کا ہمتا کوئی اس کا عدیل نہیں۔ مثل و نظیر و شبیہ سے پاک ہے اور اپنی ربوبیت والوہیت میں صفات غلت و کمال کے ساتھ موصوفہ)۔

اور جس طرح ذات کریم اس کی، مناسبت ذوات سے میرا اسی طرح صفات کمالہ اس کی، مشابہت صفات سے معرّا (اس کا ہر کمال عظیم اور ہر صفت عالی۔ کوئی مخلوق کسی ہی اثر و اعلیٰ ہوا اس کی شریک کسی حیثیت سے — کسی درجہ میں نہیں ہو سکتی)

مسلمان پر لا الہ الا اللہ ماننا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو احد، صمد، لا شریک لہ جاننا فرض اول و مدار ایمان ہے کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں کہ لا الہ الا اللہ (اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں) و صفات میں کہ لیس کشلہ شعلہ اس جیسا کوئی نہیں، نہ آسمان میں کہ ہل تعلق لہ صیغہ کیا اس کے نام کا دوسرا جانتے ہو؟ نہ احکام میں کہ ولا یشرک فی حکمہ احد اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا، نہ افعال میں کہ ہل مت خالق غیر اللہ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے، نہ تسلط میں کہ ولو یکن لہ شریک فی السلطۃ اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ تو جس طرح اس کی ذات اور ذاتوں کے مشابہ نہیں یونہی اس کی صفات بھی صفات مخلوق کے مماثل نہیں۔

اور یہ جو ایک ہی نام کا اطلاق اس پر اور اس کی کسی مخلوق پر دیکھا جاتا ہے جیسے علیم، حکیم، کریم، سمیع، بصیر اور ان جیسے اور، تو یہ محض لفظی موافقت ہے نہ کہ معنوی شرکت۔ اس میں حقیقی معنی میں کوئی مشابہت نہیں و لہذا مثلاً) اوروں کے علم و قدرت کو اس کے علم و قدرت سے (محض لفظی یعنی) فقط عال، م، ق، و، رت میں مشابہت ہے (نہ کہ شرکت معنوی) اس (صوری و لفظی موافقت) سے آگے (قدم بڑھے تو) اس کی تعالیٰ و کبریا (برتری و کبریا) کا سراپہ وہ کسی کو

۱۵ القرآن الکریم ۱۹/۱۵

۱۵ ۲۵/۲

۱۱ القرآن الکریم ۳۲/۱۱

۱۵ ۲۶/۱۸

۱۵ ۲/۲۵

بار نہیں دیتا) اور کوئی اس کی شاہی بارگاہ کے ارد گرد بھی نہیں پہنچ سکتا۔ پرندہ و ہاں پر نہیں مار سکتا۔ کوئی اس میں دخل انداز نہیں) تمام عزتیں اس کے حضور پست (فرشتے ہوں یا جن یا انسان یا اور کوئی مخلوق، کوئی بھی اس سے بے نیاز نہیں، سب اس کے فضل کے محتاج ہیں۔ اور زبان حال و قال سے اپنی پستیوں، اپنی احتیاجوں کے معرفت اور اس کے حضور سائل، اس کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلاتے ہوئے، اور ساری مخلوقات چاہے وہ زمینی چلایا آسانی اپنی اپنی حاجتیں اور مرادیں اسی حق تعالیٰ سے طلب کرتی ہیں) اور سب بستیاں اس کے آگے نیست (نہ کوئی ہستی ہستی، نہ کوئی وجود وجود) جعل شئ هالك الا وجهه (بقا صرف اس کی وجہِ کریم کے لئے ہے باقی سب کے لئے فنا، باقی باقی باقی فانی) وجود واحد (اسی حق و قیوم ازلی ابدی کا) موجود واحد (وہی ایک حق و قیوم ازلی ابدی) باقی سب اعتبارات ہیں (اعتبار کیجئے تو موجود و نہ محض معدوم) ذرات اکوان (یعنی موجودات کے ذرہ ذرہ) کو اس کی ذات سے ایک نسبت مجہولہ کیف ہے (نامعلوم کیفیت) جس کے لحاظ سے من و تو (مادہ و ارواح) کو موجود و کائنات کہا جاتا (اور ہست و بود سے تعبیر کیا جاتا) ہے۔ (اگر اس نسبت کا قدم در میان سے اٹھالیں، ہست نیست اور بود، تا بود ہو جائے کسی ذرہ موجود کا وجود نہ رہے کہ اس پر ہستی کا اطلاق رہا ہو) اور اس کے آفتاب وجود کا ایک پرتو (ایک نفل ایک ٹکس، ایک شعاع) ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ نگاہِ ظاہر میں جلوہ آرائیاں کر رہا ہے (اور اس تمام شاخ و عالم کے ذرہ ذرہ سے اس کی قدرت کاملہ کے جلوے ہو رہے ہیں) اگر اس نسبت و پرتو سے (کہ ہر ذرہ کون و مکان کو اس آفتاب وجود حقیقی سے حاصل ہے) قطع نظر کی جائے (اور ایک لحظہ کو اس سے نگاہ ہٹالی جائے) تو عالم ایک غراب پریشاں کا نام رہ جائے۔ جو کامیابانِ عدم بخت کی طرح سفسان (محض معدوم و یکسر ویران، تو مرتبہ وجود میں صرف ایک ذات حق ہے باقی سب اسی کے پرتو وجود سے موجود ہیں۔ مرتبہ کون میں نور ابدی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے۔ اس نسبت فیضان کا عدم، درمیان سے نکال لیں تو عالم فقہ فنا سے محض ہو جائے کہ اسی نور کے متعدد پرتوؤں نے بے شمار نام پائے ہیں۔ ذات باری تعالیٰ واحد حقیقی ہے۔ غیر و اختلاف کو اصلاً اس کے سر پر وہ عزت کے گردبار نہیں۔ پر مظاہر کے تعدد سے یہ مختلف صورتیں، بے شمار نام، بے حساب آثار پیدا ہیں۔ نورِ بصیرت کی تابش غیر محدود ہے۔ اور چشم جسم و چشم عقل وہ فوں و ہاں تابینا ہیں۔ اور اس سے زیادہ بیان



سے باہر، عقل سے دور ہے)

موجود واحد ہے نہ وہ واحد جو چند (البعاض و اجزاء) سے مل کر مرکب ہوا (اور شے واحد کا نام اس پر روا ٹھہرا) نہ وہ واحد جو چند کی طرف تحلیل پائے (جیسا کہ انسان واحد یا شے واحد کہ گوشت پوست خون و استخوان وغیرہ اجزاء و البعاض سے ترکیب پا کر مرکب ہوا اور ایک کہلایا۔ اور اس کی تحلیل و تجزیہ اور تجزیہ، انہیں اعضاء و اجزاء و البعاض کی طرف ہوگا جن سے اس نے ترکیب پائی اور مرکب کہلایا، کہ یہی جسم کی شان ہے۔ اور ذات باری تعالیٰ عزّ شأنہ، جسم و جہانیاں سے پاک و منزّہ ہے) نہ وہ واحد جو بہر تہمت حلول عینیت (کہ اس کی ذات قدسی صفات پر یہ تہمت ٹکانی جائے کہ وہ کسی چیز میں حلول کئے ہوئے یا اس میں سمائی ہوئی ہے یا کوئی چیز اس کی ذات احدیت میں حلول کئے ہوئے اور اس میں پیوست ہے اور یوں معاذ اللہ وہ) اوج وحدت (وحدانیت و یکتائی کی رفعتوں) سے خفیض اثنینیت (دوئی اور اشتراک کی پستیوں) میں اتر آئے۔ ہو و لا موجود الا ہو آیت کریمہ سبحانہ و تعالیٰ عتایٰ شرکون (پاک اور برتری ہے آسمان شرکیوں سے) جس طرح شرک فی الالوہیت کو رد کرتی ہے (اور یہ بتاتی ہے کہ خداوند قدّوس کی خدائی اور اس معبود برحق کی الوہیت و ربوبیت میں کوئی شریک نہیں۔ هو الذی فی السماء الہ و فی الارض الہ و ہی آسمان والوں کا خدا اور زمینی ہین والوں کا خدا۔ تو نفس الوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شریک کیا ہوتا، اس کی صفات کمال میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں، لیس کہ مشابہ شخصیت اس جیسا کوئی نہیں)

یونہی (یہ آیت کریمہ) اشتراک فی الوجود کی نفی فرماتی ہے (تو اس کی ذات بھی منزّہ اور اس کی تمام صفات کمال بھی مبرا ان تمام ناناتی امور سے جو اہل شرک و جاہلیت اس کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ وجود اسی ذات برحق کے لئے ہے، باقی سب ظلال و پرتو)۔

غیر نفس غیر در جہاں نہ گزاشت

لاحسبدم عین مجملہ معنی شد

(اور وحدت الوجود کے جتنے معنی اور جس قدر مغایم عقل میں آسکتے ہیں وہ یہی ہیں کہ وجود واحد موجود واحد۔ باقی سب اسی کے مظاہر اور آئینے کہ اپنی جد ذات میں اصلاً وجود ہستی سے بہرہ نہیں

رکھتے۔ اور عاشقِ ثم عاشقِ یہ معنی ہرگز نہیں کہ من و تو، ما و شما، این و آن، ہر شے خدا ہے۔ یہ اہل اتحاد کا قول ہے جو ایک فرقہ کا فروں کا ہے۔ اور پہلی بات مذہب ہے اہل توحید کا، کہ اہل اسلام وہ صاحب ایمان حقیقی ہیں)

## عقیدہ ثانیہ۔۔۔ سب سے اعلیٰ، سب سے اولیٰ

بائیں ہمد (کہ اُس کی ذاتِ کریم دوسری ذوات کی مناسبت سے معرا ہے اور اس کی صفاتِ عالیہ اور وہ کی صفات کی مشابہت سے ہوتا) اسی نے اپنی مکتِ کامل (و رحمتِ شامل) کے مطابق عالم (یعنی ماسویٰ اللہ) کو جس طرح وہ (اپنے علمِ قدیم ازل سے) جانا ہے۔ ایجاد فرمایا (تمام کائنات کو خلقت و وجود بخشا۔ اپنے بندوں کو پیدا فرمایا انھیں کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہ عطا فرمائے اور انھیں کام میں لائے کا طریقہ الہام فرمایا۔ پھر اعلیٰ درجہ کے شریف جو ہر معنی عقل سے ممتاز فرمایا جس نے تمام حیوانات پر انسان کا مرتبہ بڑھایا۔ پھر لاکھوں باتیں ہیں جن کا عقل اور اک نہیں کر سکتی تھی۔ لہذا انبیاء بھیج کر کتابیں اتار کر، ذرا ذرا سی بات بتادی۔ اور کسی کو خدا کی کوئی جگہ باقی نہ چھوڑی) اور تکلفین کو (جو تکلیف شرعی کے اہل، امر و نہی کے خطاب کے قابل یا مع قائل ہیں) اپنے فضل و عدل سے دُور فرماتے کر دیا، فسریت فی الجنة (ایک جنتی و ناجی، جس نے حق قبول کیا) و فریق فی السعیر (دوسرا جہنمی و ہالک، جس نے قبولِ حق سے جی چرایا) اور جس طرح پر تو وجود (موجود حقیقی جل جلالہ) سے سب نے بہرہ پایا (اور اسی اعتبار سے وہ بہت و موجود کہلایا) اسی طرح فریقِ جنت کو اس کے صفاتِ عالیہ سے نصیبِ جنت میں ملا (دنیا و آخرت میں اس کے لئے فوز و فلاح کے دروازے کھلے اور ظلم و فضل خاص کی دو تہوں سے اُس کے دامنِ بھرے) دبستان (مدرسہ) علمکِ عالم تک تعلیم (اور دارالعلوم حسمہ الانصاف مالہ یصلو) میں تعلیم فرمایا (کہ جو کچھ وہ نہ جانتا تھا اُسے سکھایا پھر) و کان فضل اللہ علیہ عظیماً نے اور رنگ آمیزیاں کیں (کہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم اس پر جلوہ گستر رہا۔ مولائے کریم نے گونا گوں نعمتوں سے اسے فوازا۔ بہے شمار فضائل و محاسن سے اسے سنوارا۔ قلب و قالب جسم و جان، ظاہر و باطن کو رذائل اور فضائل قبوہ مذمومہ سے پاک صاف اور محامد و اخلاقِ حسنہ سے اسے آراستہ و

سَلَّمَ الْقُرْآنَ الْکَرِیْم ۴/۴۲

سَلَّمَ ۵/۹۹

سَلَّمَ الْقُرْآنَ الْکَرِیْم ۴/۴۲

سَلَّمَ ۱۱۳/۴

سَلَّمَ ۱۱۳/۴

پہراستہ کیا۔ اور قریب خداوندی کی راہوں پر اُسے ڈالی دیا (اور یہ سب تصدیق (صدقہ و طفیل) ایک فیتہ جامع الہکات کا محتاج ہے اپنا محبوب خاص فرمایا (مرتبہ محبوبیت کبریٰ سے سرفراز فرمایا کہ تمام خلق حتیٰ کہ نبی و مرسل و ملک مقرب جو یائے رضائے الہی ہے اور وہ ان کی رضا کا طالب)

مرکز دائرہ (کُن) و دائرہ مرکز کاف و فون بنایا اپنی خلافت کا طہ کا خلعت رفیع المنزلت اُس کے قاصد موزوں پر سجایا کہ تمام افراد کائنات اُس کے ظلِ ظلیل (سایہ حمد و درافت) اور ذیلِ جلیل (دامن معنور رحمت) میں آرام کرتے ہیں۔ اعظم مقربین (کو اُس کی بارگاہ عالی جاہ میں قرب خاص سے مشرف ہیں) (۱) گو (بھی) جب تک اس مامن جہاں (پناہ نگاہ کون و مکان) سے توکل نہ کریں (انہیں اس کی جناب والا میں وسیلہ نہ بنائیں) بادشاہ (حقیقی عزت اسراء و جل مجدہ) ہمک پہنچا ممکن نہیں کجیاں، خزانہ علم و قدرت تدبیر و تصرف کی اس کے ہاتھ میں رکھیں۔ غفلت والوں کو سچے (عائد کے ٹکڑے، روشن تارے) اور اس کو اس نے آفتاب عالم تاب کیا کہ اس سے، قبا سب انوار کریں (مرغان و معرفت کی روشنیوں سے اپنے دامن بھریں) اور اس کے حضور انا زبان پر (اور اپنے فضائل محاسن ان کے مقابل، شمار میں) نہ لائیں اس (محبوب اجل و اعلیٰ) کے سرا پرہ عزت و احسان کو وہ عزت و رفعت بخشی کہ شمس عظیم جیسے ہزاراں ہزار اس میں یوں گم ہو جائیں جیسے بیدارے تاپید اکسار (وسیع و عریض بیابان، جس کا کنارہ نظر نہ آئے اس) میں ایک شلنگ ڈرہ کم مقدار (کو حق و دق صحرا میں اس کی اڑان کی کیا وقعت اور کیا قدر و منزلت)

علم وہ وسیع و غزیر (کثیر و کثیر) عطا فرمایا کہ علوم اولین و آخرین اس کے بحر علوم کی نہریں، برشش فیوض کے چھینے قرار پائے (شرق تا غرب، عرض تا فرش انہیں دکھایا، ملکوت السموات والارض کا شاہ بنایا۔ روزِ اول سے روزِ آخر تک کا سب ماکان و مایکون انہیں بتایا) ازل سے اب تک تمام غیب و شہادت (غائب و حاضر) پر اطلاع تام (و آگاہی تمام انہیں) حاصل، الام شاء اللہ (اور ہر روز ان کے احاطہ علم میں وہ ہزار در ہزار، بے عدد و بے کنار سمندر لہر رہے ہیں جن کی حقیقت وہ جانیں یا اُن کا عطا کرنے والا اُن کا مالک مولیٰ جل و علا) بعد (و نظر) وہ محیط (اور اس کا احاطہ اتنا بسیط) کہ شمس جنت (پس و پیش، چپ و راست، زیر و بالا) اس کے حضور (ان کی نگاہوں کے زور و ایسے ہیں جیسے) جنت مقابل (کہ بصارت کو ان پر اطلاع تام حاصل) دنیا کے سامنے اٹھائی کہ تمام کائنات تابروز قیامت، آج و احد میں پیش نظر (تو وہ دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے اپنی بشیر کو اور ایمانی نگاہوں میں زیرِ قدر، الہی

پر دشوار نہ عزت و وجاہت انبیاء کے مقابل بسیار) سمجھ والا کے نزدیک پانچ سو برس راہ کی جدا بجیے  
 کان پڑی آواز ہے۔ اور (بھلائے قادر مطلق) قدرت (و اختیارات) کا تو کیا پوچھنا، کہ قدرتِ قدیر  
 علی الاطلاق جل جلالہ کی نمونہ و آئینہ ہے۔ عالم علوی و سفلی (اتقار و اطراف زمین و آسمان) میں اس کا  
 حکم جاری۔ فرمانروائی کن کو اس کی زبان کی پاسداری۔ مردہ کو قسم کہیں (کہ حکم الہی کھڑا ہو جا تو وہ)  
 زندہ۔ اور چاند کو اشارہ کریں (تو) فوراً دو پارہ ہو۔ جو (یر) چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ  
 وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔ مشہور خلافت مطلقہ (تاتہ، عاتہ، شاملہ، کاملہ) و تقویٰ تام  
 (کافران شاہی) ان کے نام نامی (اسم گرامی) پر پڑھا گیا۔ اور سکھ و خطبہ ان کا ملاؤ ادنیٰ سے عالم بالا  
 تک جاری ہوا۔ (تو وہ اللہ عز و جل کے نائب مطلق ہیں اور تمام ماسوی اللہ تمام عالم ان کے تحت،  
 تصرف ان کے زیر اختیار، ان کے سپرد کہ جو چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں اور جس سے جو چاہیں واپس لیں)  
 تمام جہان میں کوئی ان کا پھیرنے والا نہیں، اور ہاں کوئی کیونکر ان کا حکم پھیر سکے کہ حکم الہی کسی کے پھیرے  
 نہیں پھرتا۔ تمام جہان ان کا محکوم اور تمام آدمیوں کے وہ مالک، جو انھیں اپنا مالک نہ جانے عداوت  
 سنت سے محروم۔ ملکوت السموات والارض ان کے زیر فرمان، تمام زمین ان کی ملک اور تمام جنت  
 ان کی جاگیر۔ دنیا و دیں میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہِ عرشِ اشتیاء سے ملتا ہے (جنت و نار کی  
 گنجیاں دستِ اقدس میں دے دی گئیں۔ رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے  
 تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور ہی کی عطا کا ایک حصہ ہے۔)

فان من جودك الدنيا و خسرتها

(بے شک دنیا و آخرت آپ کے جود و سخا سے ہے)

تو تمام ماسوی اللہ نے جو نعمت، دنیاوی و دُنیوی، جسمانی یا روحانی، چھوٹی یا بڑی پائی انھیں کے دستِ عطا  
 سے پائی۔ انھیں کے کرم، انھیں کے طفیل، انھیں کے واسطے سے ملی۔ اللہ عطا فرماتا ہے اور انکے  
 ہاتھوں عطا ملتا ہے اور ابد الابد تک ملتا رہے گا جس طرح دین و ملت، اسلام و سنت، صلاح و عبادت،  
 زہد و طہارت اور علم و معرفت ساری دینی نعمتیں ان کی عطا فرمائی ہوئی ہیں۔ یہ نہی مال و دولت، شفا و  
 صحت، عزت و رفعت اور فرزند و عشرت یہ سب دنیاوی نعمتیں بھی انھیں کے دستِ اقدس سے  
 ملی ہیں۔

قال الرضا، سے

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے  
ماشا غلط غلط، یہ جو کسی بے بھر کی ہے

وقال الفقير، سے

بے اُن کے تو شل کے، مانگتے بھی نہیں ملتا  
بے اُن کے تو سٹپ کے، پرستش ہے نہ شُکروائی (

وہ بالادست حاکم کہ تمام ماسوی اللہ ان کا محکوم اور ان کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں۔ (ملکوت  
السموات والارض میں ان کا حکم جاری ہے۔ تمام مخلوق الہی کو ان کے لئے حکم اطاعت و فرمانبرداری ہے۔  
وہ خدا کے ہیں، اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے سے

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہوا مالک کے حبیب  
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا

جو سر ہے اُن کی طرف جھکا ہوا، اور جو ہاتھ ہے وہ ان کی طرف پھیلا ہوا (

سب ان کے محتاج اور وہ خدا کے محتاج (وہی بارگاہ الہی کے وارث ہیں اور تمام عالم کو  
انہیں کی وساطت سے ملتا ہے) قرآن عظیم ان کی مدد و ستائش کا دفتر (اور) نام ان کا ہر جگہ نام الہی  
کے برابر سے

( و دفعنا لك ذكرك كما ہے سایہ تجھ پر  
ذکر اونچا ہے ترا، بول ہے بالا تیرا

اسلام تشریعی، شریعت کے فرامین، اور امر و نہی سب ان کے قبضہ میں، سب ان کے  
سپرد، جس بات میں جو چاہیں اپنی طرف سے فرمادیں، وہی شریعت ہے۔ جس پر جو چاہیں حرام  
فرمادیں، اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کر دیں، اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں، وہی شرع ہے۔  
معرض وہ کارخانہ الہی کے محنت برنگل ہیں، اور خسر و انِ عالم اس کے دستِ نگر و محتاج۔

۹۴ ص	حصہ اول	کتبہ رضویہ کراچی	۹۴ ص	سائے صدائِ بخشش	حاضری بارگاہ ہمیں جائے
۲ ص	"	"	۲ ص	"	وصل اول در نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
۹ ص	"	"	۹ ص	"	وصل چہارم در مناقبت اعداء الم

(وہ کون؟) اعقبتہ المسلمین (رہبر مہسداں)، خاتم النبیین (خاتم پیغمبروں)،  
 رحمة للعالمین (رحمت ہر دو جہاں)، شفیع المذنبین (شافع خطاکاراں)، قائد الغر  
 المحجلین (ہادی نوریاں و روشن جہاں)، سواۃ المکنون (رب العزت کا راز سر بستہ)،  
 ذمہ اللہ المحزون (خزانہ الہی کا موتی، قیمتی و پوشیدہ)، سرور القلب المحزون (ٹوٹے دلوں کا  
 سہارا)، عالمو ماکان و ماسکون (ماضی و مستقبل کا واقف کار)، تاج الاتقیاء (شوکاروں کے سر کا تاج)  
 جی الانبیاء (تمام پیغمبروں کا سر تاج) محتجب (المصطفیٰ) رسول رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ و بارک و سلمہ الی یوم الدین۔

بائیں ہمہ (فضائل جمیلہ و فرائض جلیلہ و محاسن عیدہ و محامد محمودہ وہ) خدا کے بندہ و محتاج ہیں  
 (اور یسئلہ من فی السنوت والاسرہن کے مصداق) حاش بنہ کہ عینیت یا مشیت کا گمان (تو گمان  
 یہ وہم بھی ان کی ذات کریم، ذات الہی عز شائے کی عین یا اس کے مثل و مماثل یا شبیہ و نظیر ہے)  
 کافر کے سوا مسلمان کو چوسکے۔ خزانہ قدرت میں ممکن (ومادث و مخلوق) کے لئے جو کمالات تصور تھے  
 (تصور و گمان میں آسکتے تھے یا آسکتے ہیں) سب پائے کر دوسرے کو ہم غنائی (و ہم سری اور ان مراتب  
 رفیعہ میں برابری) کی مجال نہیں، مگر مازہ و جدیت و افتقار (بندگی و احتیاج) سے قدم نہ بڑھا، نہ  
 بڑھا سکے۔ العظمۃ اللہ خدائے تعالیٰ سے ذات و صفات میں مشابہت (و مماثلت) کیسی۔ (اس  
 سے مشابہ و مماثل ہونے کا شبہ بھی اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل ایمان منزل میں اس کا خطہ گوارہ سکے  
 جب کہ اہل حق کا ایمان ہے کہ حضور اقدس سرور عالم، عالم اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک  
 و سلم ان احسانات الہی کا جو بارگاہ الہی سے برآں، ہر گھڑی، ہر لحظہ، ہر لمحہ ان کی بارگاہ بیکس پناہ  
 و رمبہ دل رہتے ہیں، ان انعامات اور ان نعمائے خداوندی کے لائق جو شکریہ و شکر و ثناء ہے اسے پورا  
 بجا نہ لاسکے۔ نہ ممکن کہ بجا لائیں کہ جو شکریہ کریں وہ بھی نعمت آخسر موجب شکریہ و شکر و ثناء و مالا نہایت  
 لے نعم و افضال خداوندی (ربانی نعمتیں اور بخششیں خصوصاً آپ پر) غیر غنا ہی ہیں۔  
 (ان کی کوئی حد و نہایت نہیں، انہیں کوئی گنتی و شمار میں نہیں لاسکتا) قال اللہ تعالیٰ و لا خیرۃ  
 خیر لک من الاولیٰ (اے نبی بیشک ہر آنے والا کو تمہارے لئے گوارے ہوئے لمحہ سے  
 بہتر ہے اور ساعت بساعت آپ کے مراتب رفیعہ و ترقیوں میں ہیں) مرتبہ "قاب قوسین

(کمان امکاں کے جھوٹے نقطہ! تم اول آخر کے پھر میں ہو  
عید کی پال سے تو پوچھو کہ مر سے آئے کہ مر گئے تھے)

محبوب لیلی (اور اک سے ماورائے) کروٹوں منزل سے کہ ٹلوں منزل (دور) (اور) خود خود میں  
(عقل نکتہ دان، دقیقہ شناس) دنگ ہے۔ (کوئی جانے تو کیا جانے اور کوئی خبر سے تو کیا خبر سے)  
نیاساں ہے نیارنگ ہے (ہوش و حواس میں گم اور داماں نگاہ تنگ) قرب میں بُد  
(نزدیکی میں بُری) بُہ میں قرب (دُوری میں نزدیکی) وصل میں بجر (فرقت میں وصال) طر  
(جب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جہنم کے پھرے تلے تھے)

فعل دشمنوں کو خود اپنا شعور نہیں۔ دست و پا بستہ خود گم کردہ ہوا اس ہے۔ ہوش و خرد کو خود اپنے  
 ہالے پٹے ہیں۔ وہم و گمان دو ٹوٹیں تو کہاں تک پہنچیں۔ غم کو کھائی اور گرسہ

سرخ این دوشی کہاں تھا، نشان کیفہ والی کہاں تھا  
 نہ کوئی راہی، نہ کوئی ساتھی، نہ سنگ منزل، نہ مرے لیے تحفہ

جس راز کو اللہ جل شفا ہی ہر ذرہ فرمائے ہے بتائے کس کی سمجھ میں آئے اور کسی بے وقار کی کیا مجال کہ وہ وہ نہ  
خاص تک قدم بڑھائے

گوہر شفاء دریا (گرمی موتی پانی میں تیر رہا ہے) ع (یوں کہ) صدف (یعنی سپی) نے دیا

سورة القرآن الكريم ٩/٥٣

۱۱۳۰/۲ قديمي ڪتب خانہ کراچی

۱۰۵

He is a

15. 11 12 13 14 15 16 17 18 19 20 21 22 23 24 25 26 27 28 29 30 31 32 33 34 35 36 37 38 39 40 41 42 43 44 45 46 47 48 49 50 51 52 53 54 55 56 57 58 59 60 61 62 63 64 65 66 67 68 69 70 71 72 73 74 75 76 77 78 79 80 81 82 83 84 85 86 87 88 89 90 91 92 93 94 95 96 97 98 99 100

پردہ ڈال رکھا ہے کہ تم سے آشنا نہیں (قطرہ تو قطرہ، نمی سے بھی بہہ ور نہیں) اسے جاہل نادانِ اعظم (وکنہ حقیقت) کو علم واسے پر چھوڑ اور اس میدانِ دشوارِ جولان سے (جس سے سلامتی سے گزار جانا جو سے شیر لانا ہے اور سخت مشقتوں میں پڑنا) سمندرِ بیان (کلام و خطاب کی تیز و طرار سواری) کی عنان (باگ ڈور) موڑ (اس واسی جانب کی رفعتوں، منزلتوں اور قربتوں کے اظہار کے لئے) زبان بند ہے پر اتنا کہتے ہیں کہ خلق کے آقا ہیں، خالق کے بندے، عبادت (و پرستش) ان کی کفر (اور ناقابلِ معافی جرم) اور بے ان کی تعظیم کے جط (پر باد، ناقابلِ اعتبار، منہ پر مار دے جانے کے قابل) ایمان ان کی محبت و عظمت کا نام (اور فعلِ تعظیم، بعد ایمان، ہر فرض سے مقدم) اور مسلمان وہ جس کا کام ہے نامِ خدا کے ساتھ، ان کے نام پر تمام والسلام علی خیر الانام والاول والا صحابہ علی السداہ۔

### عقیدہ ثالثہ ————— صدر نشینانِ بزمِ عز و جہا

اس جانبِ عرشِ قیام کے بعد (جن کے قبۃ اطہر اور گنبدِ اہل کی رفعتیں عرش سے ملتی ہیں) مرتبہ اور انبیاء و مرسلین کا ہے صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کہ باہم ان میں تفاضل (اور بعض کو بعض پر فضیلت) مگر ان کا خیر، گو کسی مرتبہ ولایت تک پہنچے، فرشتہ ہو (اگرچہ مقرب) خواہ آدمی صحابی ہو خواہ اہلبیت (اگرچہ محرم تر و معظم ترین) ان کے درجے تک (اس غیر کو) وصولی محال۔ جو قرب الہی انھیں حاصل، کوئی اس تک فائز نہیں۔ اور جیسے یہ خدا کے محبوب، دوسرا ہرگز نہیں۔ یہ وہ صدر (و بالا) نشینانِ بزمِ عز و جہا ہیں۔ (اور والا مقامانِ محفلِ عزت و جہا ہست اور مقربانِ حضرت عزت) کہ رب العالمین تبارک و تعالیٰ خود ان کے مولیٰ و سرور (نبی متار علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم القرار) کو حکم فرماتا ہے: اولئک الذین ھدی اللہ فبھد اھم اقتدا (اللہ انہ! کوئی کیا انہانہ کر سکتا ہے اُس مقدس ذات، برگزیدہ صفات کا جسے اس کے رب تبارک و تعالیٰ نے محابہ جلیلہ، محاسن جلیلہ، اخلاقِ حسنہ، خصائلِ محمودہ سے نوازا۔ سرائقِ سر پر محبوبیتِ کبریٰ کا تاج والا ابتہاج رکھا۔ جسے خلقتِ عظمیٰ کا خلعت والامرتبت پہنایا۔ جس کے طفیل ساری کائنات کو بنایا۔ جس کے فیوض و برکات کا دروازہ تمام ماسوی اللہ کو دکھایا۔ انھیں سے



یہ خطاب فرمایا کہ) یہ وہ ہیں جنہیں خدا نے راہ دکھائی تو تو ان کی پیروی کر۔ اور فرماتا ہے: فاتبعوا ہدۃ  
ابراہیم حنیفاً تو پیروی کر شریعتِ ابراہیم کی، جو سب ادیانِ باطلہ سے کنارہ کش ہو کر دینِ حق کی طرف  
جھک آیا۔

(غرض انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین میں سے، ہر نبی، ہر رسول، ہر گاہ عزت  
جل مجدہ میں بڑی عزت و وجاہت والا ہے اور اس کی شان بہت رفیع، ولہذا ہر نبی کی تعظیم فرض میں بلکہ  
اصل جملہ فرائض ہے اور) ان کی ادنیٰ تو بہن مثل سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، کفر قطعی۔ (ان میں سے  
کسی کی تکذیب و تنقیض، کسی کی اہانت، کسی کی بارگاہ میں ادنیٰ گستاخی ایسے ہی قتلِ کفر ہے جیسے خود حضور  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جنابِ پاک میں گستاخی و دریدہ دہنی۔ والیماؤ باللہ تعالیٰ) اور کسی کی نسبت، صدیق  
ہوں خواہ مرفض رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان (حضراتِ قدسی صفات) کی غلامی و خاستگی پر داری (الطاعت و  
فرمانبرداری کر یہ ان کے پیشِ خدمت و اطاعت گزار ہیں، اس) سے بڑھا کر (افضلیت و برتری و رکسار)  
دعویٰ ہم سہری (کہ یہ بھی مراتبِ رفیعہ اور ان کے درجاتِ علیہ میں ان کے ہمسرد و برابر ہیں) نقص ہے دینی  
(الحاد و زندیقیت ہے) جس نگاہِ اہمال و توقیر (تکبر و تعظیم) سے انہیں دیکھنا فرض (ہے اور دائمی فرض)  
حاشا کہ اس کے سوجھنے سے ایک حصہ (یعنی) دوسرے کو دیکھیں آخر نہ دیکھا کہ صدیق و مرخص رضی اللہ  
تعالیٰ عنہما جس سرکارِ ابد قرار (و مہرِ ہر کار) کے غلام ہیں، اسی کو مکمل ہوتا ہے ان کی راہ پر چل اور ان کی  
اقدائے شکل (تا بہ دیگران چورسہ

اے عقلِ خبردار! یہاں مجالِ دمِ زدن نہیں)

### حقیقۃ رابعۃ \_\_\_\_\_ اعلیٰ طبقہ، ملائکہ مقربین

ان (انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے بعد اعلیٰ طبقہ ملائکہ مقربین کا ہے مثل ساداتنا  
و مرالینا (مثلاً ہمارے سرداروں اور پیشِ قدمہ نگاروں میں سے حضرت) جبرائیل (جن کے ذمہ پیغمبروں  
کی خدمت میں وحی الہی لانا ہے) حضرت میکائیل (جو پانی برسانے والے اور مخلوقِ خدا کو روزی پہنچانے  
پر مقرر ہیں) و (حضرت) اسرافیل (جو قیامت کو صور پھونکیں گے) و (حضرت) عزرائیل (جنہیں  
قبض اور دارج کی خدمت سپرد کی گئی ہے) و مملکۃ (یعنی عالمان) و کوشش جلیل اصوات اللہ و سلامہ علیہم

اجمعین۔ ان کے علوشان و رفعت مکان (شوکت و عظمت اور عالی مرتبت) کو بھی کوئی ولی نہیں پہنچتا (خواہ کتنا ہی مقرب بارگاہِ احدیت ہو) اور ان کی جناب میں گستاخی کا بھی بیضہ وہی حکم (جو انبیاء و مرسلین کی رفعت پناہ بارگاہوں میں گستاخی کا ہے) کو کفر قطعی ہے۔ ان ملائکہ مقررین میں بالخصوص (جبرئیل علیہ السلام) ہیں ونبیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استاذ ہیں حال تعالیٰ علیہ شہید القوی (سکھایا ان کو یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنت قوتوں والے طاقتور نے، یعنی جبرئیل علیہ السلام نے جو قوت و اجلال خداوندی کے مظہر اتم، قوت جہانی و عقل و نظر کے اعتبار سے کامل، وحی الہی کے بار کے تحمل، چشمِ زہن میں سدرۃ الغنی تک پہنچ جانے والے، جن کی دانشمندی اور فراست ایمانی کا یہ عالم کہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہوں میں وحی الہی لے کر نزولِ اجلال فرشتے اور پوری

عنه قال الامام الفخر الرازي وقوله شديد القوي، فيه فوائد الادب. انت مدح المعلم مدح المتعلم فلو قال عليه جبرائيل و لم يصفه ما كان يحصل للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم به فضيلة ظاهرة، الثانية هي ان فيه ردة عليهم حيث قالوا اساطير الاولين سمعها وقت سفره الى الشام فقال لم يعلمه احد من الناس بل معلمه شديد القوي. و لهذا قال الامام احمد رضا ما قال وهو حق ثابت - والله اعلم.

العبد محمد خليل عفي عنه

۵/۵۳

۵/۵۳ تحت الآية ۵/۵۳ دارالكتب الطبرية ۲۴۵/۲۸

دیانتداری سے اس امانت کو ادا کرتے رہے) پھر وہ کسی کے شاگرد کیا ہوں گے جسے ان کا استاذ بنائے اسے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استاذ الاستاذ ٹھہرائے یہ وہی ہیں جنہیں حق تبارک و تعالیٰ رسول کریم مکین امین فرماتا ہے (کہ وہ عزت والے مالک عرش کے حضور بڑی عزت والے ہیں طائر اعلیٰ کے مقدار کہ تمام ملائکہ ان کے اطاعت گزار و فرماں بردار، وحی الہی کے امانت دار، کہ ان کی امانت میں کسی کو محال حوت زدہ نہیں پیام رسانی وحی میں۔ امکان نہ ہو کہ کسی غلام غصبی و غلطی کا اور نہ کسی سہل پسندی اور غفلت کا منصب رسالت کے پوری طرح تحمل، اسرار و انوار کے ہر طرح محفوظ۔ فرشتوں میں سب سے اونچا ان کا مرتبہ و مقام اور قرب قبول پر فائز المرام، وہ صاحب عزت و احترام کہ) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا دوسرے کے خادم نہیں (اور تمام مخلوقات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور ان کا مخدوم و مطاع نہیں۔ اور جنگ بدر میں فرشتوں کی ایک جمیعت کے ساتھ حضور کے لشکر کا ایک سپاہی بن کر شامل ہونا مشہور، زبان زد خاص و عام) اکابر صحابہ و اعظم اولیاء کو (کہ واسطہ نزول برکات ہیں) اگر ان کی خدمت (کی دولت) ملے دو جہاں کی فخر و سعادت جہاں پھر کسی کے خدمت گار یا غاشیہ دار ہوں گے (اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو بادشاہ کون و مکان، مخدوم و مطاع ہر دو جہاں ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجمعین و بارک و سلم)

## حقیقۂ خامشہ۔۔۔۔۔ اصحاب سید المرسلین و اہل بیت کرام

ان (ملائکہ مرسلین و سادات فرشتگان مقربین) کے بعد (بڑی عزت و منزلت اور قرب قبول احدیت پر فائز) اصحاب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجمعین ہیں، اور انہیں میں حضرت قبول جگر پادہ رسول، خاتون جہاں، بانوسہ جہاں، سیدۃ النساء فاطمہ زہرا (شامل) اور اس دو جہاں کی آقا زادہ کے دونوں شہزادے، عرش (عظمیٰ) کی آنکھ کے دونوں تارے، چرخ سیادت (آسمان کرامت) کے سر پادے، باریغ تطہیر کے پیادے قبول، دونوں قرۃ العین رسول، ایمین کریمین (ادیان پاکرامت و پا صفا)، سعیدین شہیدین (نیک بخت و شہیدان جفا)، یقینین یقینین (پاک دامن، پاک باطن) نیرین (قرین، آفتاب رخ و ماہتاب رُخ)، طاہرین (پاک سیرت، پاکیزہ عمل)، ابرار (حضرت

صلی القرآن الحکیم ۱۹/۸۱

صلی ۲۱ و ۲۰/۸۱

امام (ع) ابو عبد اللہ (حضرت امام حسین) بطور تمام مادرانِ اُمت، بافتاب رسالت (امت المؤمنین، ازواجِ مطہرات) علی الصلوة وعلیہم السلام (ان صحابہ کرام کے زموں میں) داخل کہ صحابی پروردگار مسلمان ہے جو حالتِ اسلام میں اس چہرہ خدا نما (اور اس ذاتِ حق رسا) کی زیارت سے شرف ہوا۔ اور اسلام ہی پر دنیا سے گیا (مرد ہو خواہ عورت، باغ ہو خواہ تاباغ) ان (اعلیٰ درجات والا مقامات) کی قدر و منزلت وہی طرب جانتا ہے جو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و رفعت سے آگاہ ہے۔ (اس کے سینہ الوہ اور عرفان سے نور اور انکس جلالِ حق سے شرف ہیں۔ حق پر چلتا، حق پر جیتا اور حق کے لئے مرتب ہے اور قبولِ حق اس کا وظیفہ ہے) آفتابِ نبوت (دھیرے کے چڑھتے سورج) سے روشنی ترکہ محب (سچا چاہنے والا) جب قدرت پاتا ہے اپنے محبوب کو محبت بہ (بڑے ہم نشینوں اور بہ کار رفیقوں) سے بچاتا ہے (اور مسلمانوں کا بچ بچ جانتا ماننا ہے کہ) حق تعالیٰ قادر مطلق (احد ممکن اس کے تحت قدرت ہے) اور (یہ کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے محبوب و سیدہ المہربین (تمام محبوبانِ بارگاہ کے سردار و سر کے تلق) کیا عقل سلیم (بشرطیکہ وہ سلیم ہو) تجویز کرتی (جائز و مکارہ رکھتی) ہے کہ ایسا تدبیر (فعال تسامیس میں) جو چاہے اور جیسا چاہے کرے (ایسے عظیم ذی وجاہت، جلالِ محبوبی و کائناتِ عزت) کہ جو ہو گیا، جو ہوگا، اور جو ہو رہا ہے انہیں کی مرضی پر ہوا، انہیں کی مرضی پر ہوگا اور انہیں کی مرضی پر ہو رہا ہے ایسے محبوب (یعنی مقبول) کے لئے خداداد غلّی (کہ انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مخلوق پر غنائی ہوں۔ حضور کا صحابی) جلیس و آئیس (ہم نشین و مخزن) و یار و مددگار مقرر نہ فرمائے (نہیں ہرگز نہیں تو جبکہ مرگے قادر و قدر پر عمل جواز نے انہیں، ان کی یاری و مددگاری، رفاقت و محبت کے لئے منتخب فرمایا تو اب) جو اللہ میں سے کسی کی طعن کیا ہے جناب باری تعالیٰ کے کمال حکمت و تمام قدرت (پر الزام نقص و نقائص کا لگنا ہے) یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غایت کبریٰ (کمال شانِ محبوبی) و نہایتِ منزلت (و انتہائے عزت و وجاہت۔ اور اللہ مراتب رفیعہ اور مناصب جلیلہ) پر حرف رکھتا ہے (جو انہیں بارگاہِ وحدیت میں حاصل ہیں تو یہ بولنے والے قدس تعالیٰ شانہ کی بارگاہ میں یا اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب پاک میں گستاخانہ زبانیں درازی و دریدہ دہنی ہے اور کھلی بیگاہت) اسی لئے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اللہ اللہ فی اصحابی، لا تتخذوہم غرضا من بعدی فمن احبہم فحببی احبہم، ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم، ومن اذاہم فقد اذانی ومن اذا انی فقد اذعہ اللہ، ومن ادعہ اللہ فبوشک انت یاخذہ، خدا سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں انہیں نشانہ نہ بنالینا میرے بعد جو انہیں دوست رکھتا ہے میری

محبت سے انھیں دوست رکھتا ہے، اور جو ان کا دشمن ہے میری عدوت سے ان کا دشمن ہے، جس نے انھیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی، اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی، اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو گرفتار کر لے (یعنی زندہ عذاب و بلا میں ڈال دے) رواہ الترمذی وغیرہ۔

اب اسے خارجی، ناصبیو! (حضرت خنیز و امامین علیین سے خصماً اپنے سینوں میں بغض و کینہ رکھتے اور انھیں چنیں و چناں کئے والو!) کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (مذکورہ بالا) اس ارشاد عام اور جناب باری تعالیٰ نے آیہ کریمہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ سے (کہ اللہ تعالیٰ ان سے یعنی ان کی اطاعت و اخلاص سے راضی اور وہ اس سے یعنی اس کے کرم و عطا سے راضی) جناب ذوالنورین (امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی) و حضرت اسد اللہ غالب (امیر المؤمنین علی بن ابی طالب) و حضرات سبطین کربین (امام حسن و امام حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (کو مستثنیٰ کر دیا اور اسلئے شمار کو تمہارے کان میں ٹھونک دیا ہے) یا اسے شیعو! اسے رافضیو! ان احکام شاملہ سے (کہ سب صحابہ کو شامل ہیں اور مجدد صحابہ کرام ان میں داخل ہیں) خدا و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے (امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین) جناب فاروق اکبر (و امیر المؤمنین کامل الجبار والایمان) حضرت مجاز حبش العسرة (فی رضی الرحمن عثمان بن عفان) و جناب ام المؤمنین، محبوبۃ سید العالمین (طلیہ، طاہرہ) حفیظہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق و حضرات طلحہ و زبیر و معاویہ (کہ اول کے ہارے میں ارشاد وارد کہ "اسے طلحہ! یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں قیامت کے ہولوں میں تمہارے ساتھ رہوں گا" اور ثانی کے باب میں ارشاد فرمایا "یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں روز قیامت تمہارے ساتھ رہوں گا" بیان تک کہ تمہارے چہرہ سے جہنم کی آڑنی چٹکاریاں دوڑ کر دوں گا۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ میں فرماتے ہیں سننہ صحیحہ اس حدیث کی سند صحیح ہے، اللہ

سے جامع الترمذی کتاب المناقب باب فی من سب اصحابی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۳۸۸۸ دار الفکر بیروت ۳۶۳/۵  
مسند احمد بن حنبل حمید اللہ بن مغفل الزنی المکتب الاسلامی بیروت ۵۴/۵ د ۵۷  
سے القرآن الکریم ۱۰۰/۹

۲۴۹/۱۳	مؤتہ الرسالہ بیروت	حدیث ۳۶۷۳۶	سے کنز العمال
۶۸۲/۱۱	" " "	۳۳۲۹۴	"
۲۴۷/۱۳	" " "	۳۶۷۳۶	"

حضرت امیر معاویہ تو اولیٰ ملوک اسلام اور سلطنتِ محمدیہ کے پہلے بادشاہ ہیں اسی کی طرف قرآنِ مقدس میں اشارہ ہے کہ:

مولدہ بمکة و مهاجرة طيبة و ملکہ بالشام۔

وہ نبیؐ کا زمانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہو گا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی۔

(تو امیر معاویہ کی بادشاہی اگر یہ سلطنت ہے، اگر کسی کی؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی) وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم الیوم الدین کو غارت کر دیا اور تمھارے کان میں (اللہ کے رسول نے چپ چاپ گہر دیا کہ "اصحابی" سے ہماری مراد اور آیت میں "میر" تھیں) کے مصداق ان لوگوں کے ہوا (اور دوسرے صحابہ) ہیں جو تم ان کے اسے خوارج (اور اسے روافض) دشمن ہو گئے۔ اور عیاذ باللہ (انھیں) لعن لعن سے یاد کرنے لگے (اور شومی بخت ہے) نہ یہاں کہ یہ دشمنی درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنی ہے۔ اور ان کی ایذا رقی تبارک و تعالیٰ کی ایذا ہے (اور جہنم کا دائمی مذاپ جس کی سزا) مگر اسے اللہ! تیری برکت والی رحمت اور ہمیشگی والی عنایت اس پاک فرقہ اہل سنت و جماعت پر جس نے تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب ہم نشینوں اور ملکستانِ صحبت کے گل چینوں کو (ہمیشہ ہمیش کسی استثنائے بغیر) نگاہِ تعظیم و اجلال (اور نظرِ تکریم و توقیر) سے دیکھا اپنا شعار و دثار (اپنی علامت و نشان) کر لیا اور سب کو چرخِ ہدایت کے ستارے اور ملکِ عزت کے ستارے جانا، عقیدہ کر لیا کہ ہر ہر فرد بشر ان کا (ہار و نیکو کار) سرور مدد و اختیار و اقرار کا سرور اور امت کے تمام عدل گستر، عدل پرور، نیکو کار، پرہیزگار اور صالح بندوں کے سکوتا ج ہے) تابعین سے ملے کو تا بقیامت امت کا کوئی دلی کیسے ہی پایہِ تعلیم کو پہنچے، صاحبِ سلسلہ ہو خواہ طہران کا، ہرگز ہرگز ان میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کے رتبہ نہیں پہنچتا، اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادِ صادق کے مطابق اور دن کا کوہِ احد کے برابر سونا اللہ کے نیم صاع (تقریباً دو کلو) جو کے برابر نہیں۔ جو قریب خدا انھیں حاصل

۱۔ صحیح البخاری مناقب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضل ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ قادی کتب خانہ کراچی ۵۱۸/۱  
 ۲۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب تحریم سب الصحابة ۳۱۰/۲  
 سنن ابن ماجہ فضل اہل بدر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۵  
 سنن ابی داؤد کتاب السنن باب فی النہی عن سب اصحاب رسول اللہ کتاب عالم پریس لاہور ۲۸۳/۲

دوسرے کو میسر نہیں۔ اور جو درجات عالیہ پر پائیں گے غیر کو ہاتھ نہ آئیں گے (اہلسنت کے خواص تو خواص، عوام تک) ان سب کو باوجود جمال (کہ کوئی فرد ان کا شمول سے نہ رہ جائے) از اول تا آخر (پہلے درجے کا بدو تک) (نیکو کار متقی) جانتے اور تفصیل احوال (کہ کس نے کس کے ساتھ کیا کیا اور کیوں کیا۔ اس) پر نظر حرام مانتے (ہیں) جو فعل (ان حضرات صحابہ کرام میں سے) کسی کا اگر ایسا منقول بھی ہو (جو نظر قاصر) (دنگاہ کوتاہ ہیں) میں ان کی شان سے قدر سے گرا ہوا ٹھہرے (اور کسی کوتاہ نظر کو اس میں حرج و زنی کی گنجائش ملے) اسے محمل حسن پر اتارتے ہیں۔ (اور اسے ان کے خلوص قلب و حسی نیت پر محمول کرتے ہیں) اور اللہ کا سچا قول "رضی اللہ عنہم" کس کو آئینہ دل میں رنگ تفتیش کو جگہ نہیں دیتے (اور تحقیق احوال واقعی کے نام کا میل نہیں) دل کے آئینے پر چڑھتے نہیں دیتے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم فرما چکے۔  
اذا ذکر اصحابی فاصبروا۔

جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو باز رہو۔

(شورِ حقیقت اور بدگمانی کو قریب نہ پہنچنے دو، تحقیق عالی و قطعی مال میں نہ پڑو) تا چار اپنے آق کا مشرکان عالی شان۔ اور یہ سخت و عیدیں، ہولناک تہدیدیں (ڈراو سے اور دھمکیاں) سن کر زبان بند کر لی اور دل کو سب کی طرف سے صاف کر لیا۔ (اور بلا چون و چرا) جان لیا کہ ان کے رتبے ہماری عقل سے ورار ہیں پھر ہم ان کے معاملات میں کیا دخل دیں ان میں جو مشاجرات (صورتِ نزاعات و اختلافات) واقع ہوئے ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون؟

گداے خاک نشینی تو حافظ غزالی

دعویٰ ملک و خلیفہ خرواں دانستند

(تو خاک نشین گدا ہے اسے حافظ! شرمت کو کہ اپنی سلطنت کے مجید بادشاہ جانتے ہیں)

(ظہیر المصنف کہ کتبوں کے سرکاروں کی باتیں ہیں)

حاشا کہ ایک کی طرف داری میں دوسرے کو برا کھنٹیں، یا ان نزاعوں میں ایک منہ پرین کو

لے القرآن الحکیم ۱۰۰/۹

لے المعجم البحیر

حدیث ۱۴۲۷

المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت

۹۱/۲

لے دیوانہ حافظ

روایت شریف محمد

سب رنگ کتاب گھر دہلی

ص ۲۵۸

دنیا طلب ٹھہرائیں بکرا یقین جانتے ہیں کہ وہ سب مصالح دین کے خواستگار تھے (اسلام و مسلمین کی سریندی ان کا نصب العین تھی پھر وہ مجتہد بھی تھے، تو) جس کے اجتہاد میں جہات دین الہی و شرع رسالت پسند ہی جلی جلائے وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اصلح و السب (زیادہ مصلحت آمیز اور احوال مسلمین سے مناسب تر) معلوم ہوئی اختیار کی، اگر اجتہاد میں خطا ہوئی اور ٹھیک بات وہیں میں نہ آئی۔ لیکن وہ سب حق پر ہیں (اور سب واجب الاحترام) ان کا حال بعینہ ایسا ہے جیسا فروغ مذہب میں (خود علمائے اہلسنت بکھران کے مجتہدین مثلاً امام اعظم (ابوحنیفہ) (امام شافعی (وغیرہما) کے اختلافات نہ پرگز ان نمازات کے سبب، ایک دوسرے کو کمر لہ فاسق ماننا نہ ان کا دشمن بد بھانا) (جس کی تائید مولیٰ علی کے اس قول سے ہوتی ہے کہ،

اخواننا بضوا علینا۔

یہ سب ہمارے بھائی ہیں کہ ہمارے خلاف اٹھ کر ٹسہ ہوتے۔

مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہئے کہ سب حضرات آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں، خدا و رسول کی بارگاہوں میں معتمد و معزز اور آسمانِ ہدایت کے روشن ستارے ہیں (اصحابی کامل و مجتہد)

پاکیزہ ارشادات خدا و رسول عز مجتہد و محقق اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (اس پاک فرقہ اہل سنت و جماعت نے اپنا عقیدہ اور) اتنا یقین کر لیا کہ سب (صحابہ کرام) اچھے اور مدلل و ثقہ، نقی، نقی ابرار (خاصاً پروردگار) ہیں۔ اور ان (مشاجرات و نزاعات کی) تفصیل پر نظر گراہ کرنے والی ہے نظیر اس کی عصمت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، اہلسنت و جماعت (مشاہدہ عقیدت پر چل کر (منزل) مقصود کو پہنچے۔ اور ارباب (خوایت و اہل) باطل تفصیلات میں غرض (و نامتی غور) کر کے مناک (غلطی اور) بددینی (کی گراہیوں) میں جا پڑے کہیں دیکھا و عطی اودھ سہ بہ غوی (کہ اس میں حسیاں اور بقا ہر تعمیل حکم ربانی سے روگردانی کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی جانب کی گئی ہے)

سہ السن الکبریٰ کتاب قتال اصل البغی دار صادر بیروت ۱۴۳/۸

سہ کشف الخفا حروف المعجزہ مع الصاد حدیث ۲۸۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۱۸/۱

سہ القرآن الکریم ۱۲۱/۲۰





اَللّٰهُمَّ اَشِيْبَاتٍ عَلٰى الْهَيْدٰى اِنَّكَ اَمْتٌ الْعَلٰى الْاَعْلٰى۔

(اے اللہ! ہم تجھ سے ہدایت پر ثابت قدمی مانگتے ہیں یہ شک تو ہی بلند و برتر ہے)

صحابہ کرام کے باب میں یاد رکھنا چاہئے کہ

(وہ حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم انبیاء نہ تھے، فرشتے نہ تھے کہ معصوم ہوں۔ ان میں سے بعض حضرات سے لغزشیں صادر ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول کے احکام کے خلاف ہے۔

اللہ عزوجل نے سورۃ حدید میں صحابہ سید المرسلین علیہ السلام کی دو قسمیں فرمائیں،

۱۔ مَنْ اٰتٰقَ مِنْ قَبْلِ الْعَهْدِ وَقَتْلَ

۲۔ الَّذِيْنَ اٰتٰقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتَلُوا

یعنی ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بایمان ہوئے راہ خدا میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا جب کہ ان کی تعداد بھی بہت قلیل تھی اور وہ ہر طرح ضعیف و درماندہ بھی تھے، انہوں نے اپنے اوپر جیسے جیسے شدید بوجھے گوارا کر کے اور اپنی جانوں کو خطروں میں ڈال ڈال کر، بے دریغ اپنا سہارا اسلام کی خدمت کی نذر کر دیا۔ یہ حضرات ہاجرین و انصار میں سے سابقین اولین ہیں، ان کے راتب کا کیا پوچھنا۔

دوسرے وہ کہ بعد فتح مکہ ایمان لائے، ماہ مولد میں حشر چکے اور جہاد میں حصہ لیا۔ ان اہل ایمان نے اس اخلاص کا ثبوت جہاد مالی و قتالی سے دیا، جب اسلامی سلطنت کی جڑ مضبوط ہو چکی تھی اور مسلمان کثرت تعداد اور جاہ و مال ہر لحاظ سے بڑھ چکے تھے، اجران کا بھی عظیم سہہ لیکن ظاہر ہے کہ ان سابقین اولوں والوں کے درجہ کا نہیں۔

اسی لئے قرآن حکیم نے ان پہلوؤں کو ان پھلوں پر تفضیل دی۔

اور پھر فرمایا،

مَنْ اٰتٰقَ مِنْ قَبْلِ الْعَهْدِ وَقَتْلَ

ان سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔

کہ اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے اجر ملے گا سب ہی کو، محسوس کوئی نذر ہے گا۔

اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کے حق میں فرماتا ہے،

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ اَيُّهَا الْكَرِيمُ ۱۰/۵۷

سَلَامٌ ۱۰/۵۷

اولئك عنهما بعد موتہ

وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔

لا یسمعون حسیسہا

وہ جہنم کی پھٹک تک نہ سنیں گے۔

وہم فی ما اشتہت انفسہم خللہون

وہ ہمیشہ اپنی من مانتی جی بھائی مرادوں میں رہیں گے۔

لا یحزنہم الفزع الاکبر

قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی۔

تتلقہم الملائکہ

فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔

ہذا یوم مکو الذہب کنتم توعدون

یہ کہتے ہوئے کر رہے تھے اوروہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے تو

جو کسی صحابی پر ظن کرے اللہ واحد تھا کہ بھٹکتا ہے۔

اور ان کے بعض معاذات جن میں اکثر حکایات کا ذکر ہیں ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام

کا کام نہیں۔

رب عزوجل نے اسی آیت حدید میں اس کا منہ بھی بند کر دیا کہ وہ فوجوں فریق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے۔ ساتھ ہی ارشاد فرمادیا

واللہ بما تعملون خبیر

اور اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرو گے۔

بائیں ہر اس نے تمہارے اعمال جان کر حکم فرمادیا کہ وہ تم سب سے جنت بے عذاب و کرامت

۱۰۲/۲۱ سورۃ القرآن الکریم

۱۰۳/۲۱ سورۃ

۱۰۴/۲۱ سورۃ

۱۰۱/۲۱ سورۃ القرآن الکریم

۱۰۲/۲۱ سورۃ

۱۰۳/۲۱ سورۃ

گلاب بے حساب کا وعدہ فرما چکا ہے۔

تواب دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر طعن کرے، کیا طعن کرنے والا اللہ تعالیٰ سے حبسہ اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے، اس کے بعد جو کئی کچھ بکے وہ اپنا سر کھاسے اور خود جہنم میں جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی، نسیم الریاض شرح شفا سے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں،  
 ”یوحضرتم معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کر سہ وہ جہنم کے کُترن میں سے ایک کُترن ہے۔“  
 (احکام شریعت وغیرہ)

## تنبیہ ضروری

اہل سنت کا یہ عقیدہ کہ وکلف عن ذکر الصحابة الا بخیر یعنی صحابہ کرام کا جب بھی ذکر ہو تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔ انہیں صحابہ کرام کے حق میں جو ایمان و سنت و اسلام حقیقی پر تاہم مرگ ثابت قدم ہے اور صحابہ کرام جہود کے خلافت، اسلامی تعلیمات کے مقابل، اپنی خواہشات کے اتباع میں کوئی نئی راہ نہ نکال اور وہ بد نصیب کہ اس سعادت سے محروم ہو کر اپنی دکان الگ جما بیٹھے اور اہل حق کے مقابل قتال پر آمادہ ہو گئے۔ وہ ہرگز اس کامدعاقی نہیں اس لئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ جنگ جمل و صفین میں جو مسلمان ایک دوسرے کے مقابل آئے ان کا حکم خطائے اجتہادی کا ہے۔ لیکن اہل نہروان جو عوامل کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی تکفیر کے بغاوت پر آمادہ ہوئے وہ یقیناً فاسق، فجار، طامغی و پامغی تھے اور ایک نئے فرقہ کے سامی و سامتی جو غدار کے نام سے موسوم ہو اور اُمت میں نئے نئے فتنے اب تک اسی کے دم سے پھیل رہے ہیں۔ (سراج العارف وغیرہ)

## عقیدہ سادسہ ————— عشرہ مبشرہ و خلفائے اربعہ

اب ان سب میں افضل و اعلیٰ و اکل حضرات عشرہ مبشرہ ہیں۔ وہ دس صحابی جن کے تعلق جنتی ہونے کی بشارت و خوشخبری رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں سنادی تھی وہ عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں۔ یعنی حضرات خلفائے اربعہ راشدین، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام،

نسیم الریاض ابواب الثالث مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۳/۲۳۰  
 دار الاشاعۃ العربیہ قندھار افغانستان ص ۱۱۶

حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابوسعید بن الخدری۔  
 سہ وہ یار ہشتی اند قلی یوکر و عمر، عثمان و عسل  
 سعد ست سعید و ابوسعید طلست و زبیر و عبد الرحمن

اور ان میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اربعین اور ان چار ارکان قمریت (ملت اسلامیہ کے عالی شان محل کے چار ستونوں) و چار انبار بارغ شریعت (اور حکومتان شریعت کی ان چار نہروں) کے خصائص و فضائل کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کی فضیلت پر تنہا نظر کیجئے یہی معلوم (و متبادر و مفہوم) ہوتا ہے کہ جو کچھ میں یہی ہیں ان سے بڑھ کر کون ہو گا۔

بہر گئے کہ ازیں چار بارغ می نگر بہار دامن دل می کشد کجا اینجاست  
 (ان چار باغوں میں سے جس پھول کو میں دیکھتا ہوں تو بہار میرے دل کے دامن کو پہنچتی ہے  
 کہ اصل جگہ تو یہی ہے)

علی الخصوص شیعہ شہستان ولایت، بہار ہفتاب معرفت، امام الواصلین، سیدہ العارفین (داستان حق کے امام، اہل معرفت کے پیش رو) خاتم غائب نبوت، فاتح سلاسل طریقت، مولیٰ السلین، امیر المؤمنین، ابرار اللہ الطاہرین (پاک طہنت، پاکیزہ نسل، اماموں کے جد امجد طاہر طہر، قاسم کوثر، اسد اللہ الغالب، مظہر العجایب و الغرائب، مطلوب کل طالب، سیدنا و مولانا علی بن ابی طالب کہم اللہ تعالیٰ وجہہ منکم و حسناتی نہ مرتبہ فی یومہ عظیم کہ اسی جناب گردوں قباب (رحم کے قبہ کی مجلس آسمان بار ہے ان) کے مناقب جلیلہ (اصناف حمیدہ) و محامد جلیلہ (خصائل حسنہ) جس کثرت و شہرت کے ساتھ (کثیر و مشہور، زبان زد عام و خواص) ہیں دوسرے کے نہیں۔

(پھر) حضرات یقین، صاحبین صہرین (کہ ان کی عاجز ادایاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شرف و زوجیت سے معرفت ہوئیں اور اہمات المؤمنین، مسلمانوں ایمان والوں کی باتیں کہ سہلا تیں) وزیرین (جیسا کہ حدیث شریف میں وارد کہ میرے دو وزیر آسمان میں جبرائیل و میکائیل اور دو وزیر زمین پر ہیں ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) امیرین (کہ ہر وہ امیر المؤمنین ہیں) مشیرین (دونوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس شوریٰ کے دو حکم) جمیعین (ہم خواجہ اور دونوں اپنے آقا و مولیٰ کے پہلو پہلو آگے بھی مصروف استراحت) رفیقین (ایک دوسرے کے یار و غمگسار) سیدنا و مولانا عبد اللہ العقیق

ابوبکر صدیق و جناب حق مآب ابوحنیفہ عسمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان و الاسباب کی شانوں سے ہوا ہے اور ان پر سب سے زیادہ عنایت خدا اور رسول خدا جل جلالہ و علائہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے بعد انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین کے جو مرتبہ ان کا خدا کے نزدیک ہے دوسرے کا نہیں اور سب تبارک و تعالیٰ سے جو قرب و نزدیکی اور بارگاہ و عرضداشتیہ رسالت میں جو عزت و سر بلندی ان کا حصہ ہے اور ان کا نصیب نہیں اور منازلِ جنت و مواہب بے منت میں انہیں کے درجات سب پر عالی فضائل و فواضل (فضیلتوں اور خصوصیتوں) و حسنات طیبات (نیکیوں اور پاکیزگیوں) میں انہیں کو تقدم و پیشی (پہلی سب پر مقدم، بھی پیش پیش) ہمارے علماء و ائمہ نے اس (باب) میں مستقل تصنیفیں فرما کر سعادت کو نبین و شرافت دارین حاصل کی (ان کے فضائل و تحریر میں لائے ان کے محاسن کا ذکر فرمایا ان کے ادبیات و خصوصیات لگائے) ورنہ غیر قنابہ ہی (جو چارہ ہی فہم و فراست کی رسائی سے ماورا ہو۔ اس) کا شمار کس کے اختیار و اللہ العظیم اگر ہزاروں دفتر ان کے شرح فضائل (اور بسط فواضل) میں لکھے جائیں گے از ہزار تحسیر میں نہ آئیں گے

وعلی تغت واصفیہ بحسنہ یعنی الزمان وفیہ مالہ یوصفہ

(اور اس کے عس کی تعریف کرسنے والوں کی عمدہ بیانی کی بنیاد پر زمانہ غنی ہو گیا اور اس

میں ایسی خوبیاں ہیں جنہیں بیان نہیں کیا جاسکتا)

مگر کثرت فضائل و شہرت فواضل (کثیر در کثیر فضیلتوں کا وجود اور پاکیزہ و برتر و عزتوں کا مشہور ہونا) پھر نہ دیگر (اور بات ہے) اور فضیلت و کرامت (سب سے افضل اور بارگاہ عزت میں سب سے زیادہ قریب ہونا) امر سے آخر (ایک اور بات ہے اس سے بعد و ممتاز) فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے قبل ان الفضل پسند اللہ یؤتیہ من یشاء

اس کی کتاب کویم اور اس کا رسول عظیم علیہ علی آرا الصلوٰۃ و الصلیم علی الامان گواہی دے رہے ہیں حضرت امام خمینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد مولیٰ علی کویم اللہ و جہد الحکیم سے روایت کرتے ہیں

عہ مطبوعہ رسالہ میں ”وزاب بے منت“ مطبوع ہے اور حاشیہ پر تحریر کہ اصل میں ایسا ہے، فقیر نے اسے مزاحب کھا جبکہ ”منازل“ کا ہم قافیہ ہے ”منازل“ یعنی چٹنے، اور انقب یہی ہے ۱۲ محمد غنیل

کہ وہ فرماتے ہیں،

كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فاقبل ابو بكر وعمر فقال يا علي هذان  
ميتا كما هول اهل الجنة وشبابها بعد النبيين والمرسلين  
(رواه الترمذی و ابن ماجہ وعبد اللہ بن ابی امام احمد)

میں خدمتِ اقدس حضورِ افضل الانبیاء علیہ السلام میں حاضر تھا کہ ابو بکر و  
عمر سامنے آئے حضورِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علیؑ یہ دونوں سردار ہیں  
اہلِ جنت کے سب پورھوں اور جوانوں کے، بعد انبیاء و مرسلین کے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی، حضور کا  
ارشاد ہے،

ابو بكر وعمر خيرا الاولين والاخيرين وخيرا اهل السموات والارض  
الارضين الا النبيين والمرسلين  
(سواء المحکم فی الکنی و ابی عبدی و خطیب)

ابو بکر و عمر بہتر ہیں سب انگلوں پچھلوں کے، اور بہتر ہیں سب آسمان والوں سے اور  
بہتر ہیں سب زمین والوں سے، سوا انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے۔  
خود حضرت مولیٰ علیؑ کو اللہ تعالیٰ وجہ نے بار بار اپنی کسی ملکے و سطوت (و دہر) خلافت میں  
افضیت مطلقہ یحییٰ کی تصریح فرمائی (اور صفات صاف و اشکات الفاظ میں بیان فرمایا کہ یہ دونوں  
حضرات علی الاطلاق بلا قید جنت و حیثیت تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں) اور یہ ارشاد ان سے بڑا قرینہ ثابت  
ہوا کہ انہی سے زیادہ صحابہ و تابعین نے اسے روایت کیا۔ اور فی الواقع اس مسئلہ (افضیت شیخ کی ہیں)  
کو جیسا کہ باب مرقی نے صفات صاف و اشکات ہر کثرت و مراتب (بار بار موقع بہ موقع اپنی)  
بطوات و غلات (عمومی مخطوط، خصوصی مشستوں) و مشاہیر عامہ و مساجد جامعہ (عانتہ الناس کی  
سے مسئلہ احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۸۰/۱

جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب ابی بکر الصدیق حدیث ۳۶۸۵ دار الفکر بیروت ۳۷/۵  
مشنی ابن ماجہ فضل ابی بکر الصدیق ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰  
کنز العمال بحوالہ المحکم فی الکنی حدیث ۳۲۶۲۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۵۶/۱۱  
الصواعق المحرقة بحوالہ المحکم و ابن عبدی و الخطیب الباب الثالث الفصل الثالث  
دار المکتب العلمیۃ بیروت ص ۱۱۹

مجلسوں اور جامع مسجدوں میں ارشاد فرمایا، دوسروں سے واقع نہیں ہوا (ازال جلد ۱۰ ارشاد گرامی کی) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادہ جناب امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، قال قلت لابی احمٰت الناس خیر بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟ قال ابوبکر۔ قال قلت ثم من؟ قال عمرؓ یعنی میں نے اپنے والد ماجد امیر المؤمنین مولیٰ علیؓ سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہیں؟ ارشاد فرمایا، ابوبکر۔ میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا، عمر۔

ابو عمر بن عبداللہ، حکم بن مجمل سے اور دارقطنی اپنی سنن میں راوی، جناب امیر المؤمنین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہیں؟

لا اجد احداً افضل من علی ابی بکر وعمر الا جلداتہ حد العفتریؓ جسے میں باؤں گا کہ شیخین (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے مجھے افضل بتاؤ (اور مجھے ان میں سے کسی پر فضیلت دینا) ہے اسے مغربی (افترار و ہتکان لگانے والے) کی حد ماروں گا کہ اتنی کوڑے ہیں۔

ابوالقاسم طلمی کتاب السنۃ میں جناب علقمہ سے راوی،

بلغ علیؓ ان اقواماً یعصونہ علی ابی بکر و عمر فصعد المنبر فحمد اللہ و اتنی علیہ ثم قال ایہا الناس! انہ بلغنی ان اقواماً یفضلون علی ابی بکر و عمر ولو کنت قد صمت فیہ لما قبت فیہ فمن سمعہ بعد ہذا الیوم یقول ہذا فهو مفسد، علیہ حد العفتریؓ ثم قال ان خیر ہذا الامۃ بعد نبیہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوبکر ثم عمر ثم اللہ اعلم بالخیر بعدہ قال وفي المجلس الحسن بن علی فقال واللہ لوسی الثالث لستی عتقنؓ یعنی جناب مولیٰ علیؓ کو غیر پہنچی کہ لوگ انھیں حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تفضیل دیتے (اور حضرت مولیٰ کو ان سے افضل بتاتے) ہیں، پس منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی، پھر فرمایا، اسے لوگو! مجھے غیر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل بتاتے ہیں اور اگر میں نے پہلے سے

۱۔ صحیح البخاری مناقب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب فضل ابی بکر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کلاچی / ۵۱۸  
۲۔ الصواعق المحرقة بحوالہ دارقطنی الباب الثالث دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۹۱  
۳۔ ازالۃ التفتار عن خلافت الخلفاء بحوالہ ابی القاسم مسند علی بن ابی طالب سہیل اکیڈمی لاہور / ۶۸



مُتَابِتاً تو اس میں سزا دیتا یعنی پہلی بار تقسیم (و تنبیہ) پر قناعت فرماتا ہوں پس اس دن کے بعد جیسے ایسا کچھ  
سُنتوں کا تو وہ مفتری (مُتَبَاتِن باندھنے والا) ہے اس پر مفتری کی حد لازم ہے۔ پھر فرمایا بیشک بہتر اس  
اُمت کے بعد ان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابو بکر ہیں، پھر عمر۔ پھر خدا خوب جانتا ہے بہتر کو ان کے بعد۔  
اور مجلس میں امام حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی جلوہ فرما تھے انھوں نے ارشاد کیا خدا کی قسم! اگر تیسرے  
کا نام نہ لیتے تو عثمان کا نام لیتے۔

بالجملہ احادیث مرفوعہ و اقرار حضرت مرقی و اہلبیت نبوت اس بار سے میں لاتعداد دلائل بھی  
(بے شمار و لاتنتہا) ہیں کہ بعض کی تفسیر فقیر نے اپنے رسالہ تفضیل میں کی۔ اب اہل سنت (کے علمائے ذوی الاحترام)  
نے ان احادیث و آثار میں جو نگاہ غور کو کام فرمایا تو تفضیل شیعین کی حد ہا تفسیریں (سیکڑوں مراعتیں)  
علی، لا طلاق پائیں کیس جنت و حیثیت کی قید نہ دیکھی کہ یہ صرف فلاں حیثیت سے افضل ہیں اور دوسری حیثیت سے  
دوسروں کو الفضیلت (حاصل ہے) لہذا انھوں نے عقیدہ کر لیا کہ کو فضائل خاصہ و خصائص فاضلہ (تفسیری فضیلتیں  
اور فضیلت میں خصوصیتیں) حضرت مولیٰ (علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ) اور ان کے غیر کو بھی ایسے حاصل  
(اور بعضا سے انہی وہ ان خصوصیات کے تنہا حامل) جو حضرات شیعین (کریمین جلیلین) نے د پاسے جیسے کہ  
اس کا عکس ہی صادق ہے (کہ امیرین و وزیرین کو وہ خصائص عالیہ اور فضائل عالیہ بارگاہ الہی سے مرحمت  
ہوتے کہ ان کے غیر نے اس سے کوئی حصہ نہ پایا) مگر فضل مطلق کلی (کسی جنت و حیثیت کا لحاظ کے بغیر  
فضیلت مطلقہ تکیہ) جو کثرت ثواب و زیادت قرب و قربت الارباب سے عبارت ہے وہ انھیں کو عطا ہوا  
(اور ان کے نصیب میں آیا)

(یعنی اللہ عز و جل کے یہاں زیادہ عزت و منزلت جسے کثرت ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں وہ صرف  
حضرات شیعین نے پائی۔ اس سے مراد اجر و انعام کی کثرت و زیادت نہیں کہ بار بار مفضول کے لئے  
ہوتی ہے۔

حدیث میں ہر ایمان سیدنا امام محمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت آیا کہ ان میں سے ہر ایک کے لئے  
پچاس کا اجر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا ان میں سے پچاس کا یا ہم میں سے؟ فرمایا: "بلکہ تم میں سے"۔ (راجحہ)

۱۔ اے حضرت قدس سرہ العزیز نے مسئلہ تفضیل شیعین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر نوٹ ہے جُز کے قریب ایک کتابچہ ہے  
فقہی التفضیل لمبش التفضیل نکھی، پھر مطلع القرن فی ابانۃ سبقتہ العین میں اس کی تلیص کی۔ غالباً اس  
ارشاد و گرامی میں اشارہ اسی کی طرف ہے، واللہ تعالیٰ اعلم محمد خلیل قادری عفی عنہ

اور (یہ اہل سنت و جماعت کا وہ عقیدہ ثابتہ و محکم ہے کہ) اس عقیدہ کا خلاف اول تو کسی حدیث صحیح میں ہے ہی نہیں، اور اگر بالفرض کہیں بڑے خلاف پاسے بھی تو کچھ ملے کہ یہ ہماری فہم کا قصور ہے (اور ہماری کوتاہ فہمی) درہر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خود حضرت مولیٰ (علی) و اہلبیت کرام (صاحب البیت اور ی باقیہ کے مصداق، اسرار خاندان سے مقابلہ و اقتدار) کیوں بلا تفسیر (کسی جہت و حیثیت کی قید کے بغیر) انھیں افضل و خیر امت و مرثیہ اولین و آخرین بتائے کیا آید کہ یہ فعل تعالو انداع ایساءنا و اباہا کہ و نساءنا و نساء کہ و انفسنا و انفسکم ثم نبذہم فاجعل لعنت اللہ علی الکذابیین (ترجمہ سے فرمادہ کہ) اؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباحلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں) و حدیث صحیح من کنت مملوۃ فعلت مملوۃ (جس کا میں بولا ہوں تو علی بن اسس کا مولا ہے) اور خبر شدید المضعف و قوی المجدح (نہایت درجہ ضعیف و قابل شدید جرح و تعدیل) لعلک لحمی و دمک و عقی (تمہارا گوشت میرا گوشت اور تمہارا خون میرا خون ہے)

١٥ القرآن الكريم ٦٤/٣

۱۔ جامع الترمذی ابواب الناقب باب مناقب علی رضی اللہ عنہ  
مسند احمد بن حنبل علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت  
شعبہ ابن ماجہ فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ  
المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة من کنت مولاه فعلی مولاه دار الفکر بیروت  
المجمع البکیر حدیث ۴۰۳۹ المکتبة الفیصلیة بیروت  
کنز العمال حدیث ۳۲۹۰۴ و ۳۲۹۴۵ و ۳۲۹۵۱ و ۳۲۹۵۲ و ۳۲۹۵۳ و ۳۲۹۵۴ و ۳۲۹۵۵ و ۳۲۹۵۶ و ۳۲۹۵۷ و ۳۲۹۵۸ و ۳۲۹۵۹ و ۳۲۹۶۰ و ۳۲۹۶۱ و ۳۲۹۶۲ و ۳۲۹۶۳ و ۳۲۹۶۴ و ۳۲۹۶۵ و ۳۲۹۶۶ و ۳۲۹۶۷ و ۳۲۹۶۸ و ۳۲۹۶۹ و ۳۲۹۷۰ و ۳۲۹۷۱ و ۳۲۹۷۲ و ۳۲۹۷۳ و ۳۲۹۷۴ و ۳۲۹۷۵ و ۳۲۹۷۶ و ۳۲۹۷۷ و ۳۲۹۷۸ و ۳۲۹۷۹ و ۳۲۹۸۰ و ۳۲۹۸۱ و ۳۲۹۸۲ و ۳۲۹۸۳ و ۳۲۹۸۴ و ۳۲۹۸۵ و ۳۲۹۸۶ و ۳۲۹۸۷ و ۳۲۹۸۸ و ۳۲۹۸۹ و ۳۲۹۹۰ و ۳۲۹۹۱ و ۳۲۹۹۲ و ۳۲۹۹۳ و ۳۲۹۹۴ و ۳۲۹۹۵ و ۳۲۹۹۶ و ۳۲۹۹۷ و ۳۲۹۹۸ و ۳۲۹۹۹ و ۳۳۰۰۰ و ۳۳۰۰۱ و ۳۳۰۰۲ و ۳۳۰۰۳ و ۳۳۰۰۴ و ۳۳۰۰۵ و ۳۳۰۰۶ و ۳۳۰۰۷ و ۳۳۰۰۸ و ۳۳۰۰۹ و ۳۳۰۱۰ و ۳۳۰۱۱ و ۳۳۰۱۲ و ۳۳۰۱۳ و ۳۳۰۱۴ و ۳۳۰۱۵ و ۳۳۰۱۶ و ۳۳۰۱۷ و ۳۳۰۱۸ و ۳۳۰۱۹ و ۳۳۰۲۰ و ۳۳۰۲۱ و ۳۳۰۲۲ و ۳۳۰۲۳ و ۳۳۰۲۴ و ۳۳۰۲۵ و ۳۳۰۲۶ و ۳۳۰۲۷ و ۳۳۰۲۸ و ۳۳۰۲۹ و ۳۳۰۳۰ و ۳۳۰۳۱ و ۳۳۰۳۲ و ۳۳۰۳۳ و ۳۳۰۳۴ و ۳۳۰۳۵ و ۳۳۰۳۶ و ۳۳۰۳۷ و ۳۳۰۳۸ و ۳۳۰۳۹ و ۳۳۰۴۰ و ۳۳۰۴۱ و ۳۳۰۴۲ و ۳۳۰۴۳ و ۳۳۰۴۴ و ۳۳۰۴۵ و ۳۳۰۴۶ و ۳۳۰۴۷ و ۳۳۰۴۸ و ۳۳۰۴۹ و ۳۳۰۵۰ و ۳۳۰۵۱ و ۳۳۰۵۲ و ۳۳۰۵۳ و ۳۳۰۵۴ و ۳۳۰۵۵ و ۳۳۰۵۶ و ۳۳۰۵۷ و ۳۳۰۵۸ و ۳۳۰۵۹ و ۳۳۰۶۰ و ۳۳۰۶۱ و ۳۳۰۶۲ و ۳۳۰۶۳ و ۳۳۰۶۴ و ۳۳۰۶۵ و ۳۳۰۶۶ و ۳۳۰۶۷ و ۳۳۰۶۸ و ۳۳۰۶۹ و ۳۳۰۷۰ و ۳۳۰۷۱ و ۳۳۰۷۲ و ۳۳۰۷۳ و ۳۳۰۷۴ و ۳۳۰۷۵ و ۳۳۰۷۶ و ۳۳۰۷۷ و ۳۳۰۷۸ و ۳۳۰۷۹ و ۳۳۰۸۰ و ۳۳۰۸۱ و ۳۳۰۸۲ و ۳۳۰۸۳ و ۳۳۰۸۴ و ۳۳۰۸۵ و ۳۳۰۸۶ و ۳۳۰۸۷ و ۳۳۰۸۸ و ۳۳۰۸۹ و ۳۳۰۹۰ و ۳۳۰۹۱ و ۳۳۰۹۲ و ۳۳۰۹۳ و ۳۳۰۹۴ و ۳۳۰۹۵ و ۳۳۰۹۶ و ۳۳۰۹۷ و ۳۳۰۹۸ و ۳۳۰۹۹ و ۳۳۱۰۰ و ۳۳۱۰۱ و ۳۳۱۰۲ و ۳۳۱۰۳ و ۳۳۱۰۴ و ۳۳۱۰۵ و ۳۳۱۰۶ و ۳۳۱۰۷ و ۳۳۱۰۸ و ۳۳۱۰۹ و ۳۳۱۱۰ و ۳۳۱۱۱ و ۳۳۱۱۲ و ۳۳۱۱۳ و ۳۳۱۱۴ و ۳۳۱۱۵ و ۳۳۱۱۶ و ۳۳۱۱۷ و ۳۳۱۱۸ و ۳۳۱۱۹ و ۳۳۱۲۰ و ۳۳۱۲۱ و ۳۳۱۲۲ و ۳۳۱۲۳ و ۳۳۱۲۴ و ۳۳۱۲۵ و ۳۳۱۲۶ و ۳۳۱۲۷ و ۳۳۱۲۸ و ۳۳۱۲۹ و ۳۳۱۳۰ و ۳۳۱۳۱ و ۳۳۱۳۲ و ۳۳۱۳۳ و ۳۳۱۳۴ و ۳۳۱۳۵ و ۳۳۱۳۶ و ۳۳۱۳۷ و ۳۳۱۳۸ و ۳۳۱۳۹ و ۳۳۱۴۰ و ۳۳۱۴۱ و ۳۳۱۴۲ و ۳۳۱۴۳ و ۳۳۱۴۴ و ۳۳۱۴۵ و ۳۳۱۴۶ و ۳۳۱۴۷ و ۳۳۱۴۸ و ۳۳۱۴۹ و ۳۳۱۵۰ و ۳۳۱۵۱ و ۳۳۱۵۲ و ۳۳۱۵۳ و ۳۳۱۵۴ و ۳۳۱۵۵ و ۳۳۱۵۶ و ۳۳۱۵۷ و ۳۳۱۵۸ و ۳۳۱۵۹ و ۳۳۱۶۰ و ۳۳۱۶۱ و ۳۳۱۶۲ و ۳۳۱۶۳ و ۳۳۱۶۴ و ۳۳۱۶۵ و ۳۳۱۶۶ و ۳۳۱۶۷ و ۳۳۱۶۸ و ۳۳۱۶۹ و ۳۳۱۷۰ و ۳۳۱۷۱ و ۳۳۱۷۲ و ۳۳۱۷۳ و ۳۳۱۷۴ و ۳۳۱۷۵ و ۳۳۱۷۶ و ۳۳۱۷۷ و ۳۳۱۷۸ و ۳۳۱۷۹ و ۳۳۱۸۰ و ۳۳۱۸۱ و ۳۳۱۸۲ و ۳۳۱۸۳ و ۳۳۱۸۴ و ۳۳۱۸۵ و ۳۳۱۸۶ و ۳۳۱۸۷ و ۳۳۱۸۸ و ۳۳۱۸۹ و ۳۳۱۹۰ و ۳۳۱۹۱ و ۳۳۱۹۲ و ۳۳۱۹۳ و ۳۳۱۹۴ و ۳۳۱۹۵ و ۳۳۱۹۶ و ۳۳۱۹۷ و ۳۳۱۹۸ و ۳۳۱۹۹ و ۳۳۲۰۰ و ۳۳۲۰۱ و ۳۳۲۰۲ و ۳۳۲۰۳ و ۳۳۲۰۴ و ۳۳۲۰۵ و ۳۳۲۰۶ و ۳۳۲۰۷ و ۳۳۲۰۸ و ۳۳۲۰۹ و ۳۳۲۱۰ و ۳۳۲۱۱ و ۳۳۲۱۲ و ۳۳۲۱۳ و ۳۳۲۱۴ و ۳۳۲۱۵ و ۳۳۲۱۶ و ۳۳۲۱۷ و ۳۳۲۱۸ و ۳۳۲۱۹ و ۳۳۲۲۰ و ۳۳۲۲۱ و ۳۳۲۲۲ و ۳۳۲۲۳ و ۳۳۲۲۴ و ۳۳۲۲۵ و ۳۳۲۲۶ و ۳۳۲۲۷ و ۳۳۲۲۸ و ۳۳۲۲۹ و ۳۳۲۳۰ و ۳۳۲۳۱ و ۳۳۲۳۲ و ۳۳۲۳۳ و ۳۳۲۳۴ و ۳۳۲۳۵ و ۳۳۲۳۶ و ۳۳۲۳۷ و ۳۳۲۳۸ و ۳۳۲۳۹ و ۳۳۲۴۰ و ۳۳۲۴۱ و ۳۳۲۴۲ و ۳۳۲۴۳ و ۳۳۲۴۴ و ۳۳۲۴۵ و ۳۳۲۴۶ و ۳۳۲۴۷ و ۳۳۲۴۸ و ۳۳۲۴۹ و ۳۳۲۵۰ و ۳۳۲۵۱ و ۳۳۲۵۲ و ۳۳۲۵۳ و ۳۳۲۵۴ و ۳۳۲۵۵ و ۳۳۲۵۶ و ۳۳۲۵۷ و ۳۳۲۵۸ و ۳۳۲۵۹ و ۳۳۲۶۰ و ۳۳۲۶۱ و ۳۳۲۶۲ و ۳۳۲۶۳ و ۳۳۲۶۴ و ۳۳۲۶۵ و ۳۳۲۶۶ و ۳۳۲۶۷ و ۳۳۲۶۸ و ۳۳۲۶۹ و ۳۳۲۷۰ و ۳۳۲۷۱ و ۳۳۲۷۲ و ۳۳۲۷۳ و ۳۳۲۷۴ و ۳۳۲۷۵ و ۳۳۲۷۶ و ۳۳۲۷۷ و ۳۳۲۷۸ و ۳

بر تقدیر ثبوت (بشرطیکہ ثابت و صحیح مان لی جائے) وغیرہ ذلک (احادیث و اخبار) سے انھیں آگاہی نہ تھی (جو کوش و حواس، علم و شعور اور فہم و فراست میں یکجانہ روزگار ہوتے ہوئے ان اسرارِ درونِ خانہ سے بیگانہ رہے اور اسی بیگانگی میں غریب گزار دیں) یا (انھیں آگاہی اور ان اسرار پر اطلاع) تھی تو وہ (ان واضح الدلائل الفاظ) کا مطلب نہ سمجھے (اور غیرت و شرم کے باعث اور کسی سے پوچھ نہ سکے) یا سمجھے (حقیقتِ حال سے آگاہ ہوئے) اور اس میں تفضیلِ شیخین کا خلاف پایا (مگر غامض رہے اور جمہور صحابہ کرام کے برخلاف عقیدہ رکھنا زبان پر اس کا خلاف نہ آنے دیا اور حالانکہ ان کی پاک جنابوں میں گستاخی اور ان پر تفسیرِ ملعونہ کی تہمت تراشی ہے) تو (اب ہم) کہہ کر خلاف سمجھ لیں (کہے کہہ دیں کہ ان کے دلی میں خلاف تھا زبان سے اقرار) اور تصریحاتِ بینہ و قاطعہ الدلائل (روشن صراحتوں قطعی دلائلوں) وغیرہ محملہٗ الخلاف کو (جن میں کسی خوف کا احتمال نہیں کوئی میر پھر نہیں) کیسے پس پشت ڈال دیں الحمد للہ رب العالمین کہ حق تبارک و تعالیٰ نے فقیر حقیر کو یہ ایسا جواب شافی تعلیم فرمایا کہ منصف (انسان پسند ذی ہوش) کے لئے اس میں کفایت (اور یہ جواب اس کی صحیح رہنمائی و ہدایت کے لئے کافی) اور متعصب کو (کہ آتشِ غلو میں سٹگنا اور ضد و نفسانیت کی راہ چلتا ہے) اس میں غلطی بے نہایت (قل هو تو بافیظ کو انھیں آتشِ غضب میں جہنم مبارک) (ہم مسلمانانِ اہلسنت کے نزدیک حضرت مولیٰ کی ماننا) یہی جہت علی مرتضیٰ ہے اور اس کا بھی (یہی تعاضل) یہی مقتضی ہے کہ محبوب کی اطاعت کیجئے اور اس کے غضب اور اتنی کڑوئی کے استحقاق سے بچئے (والعیاذ باللہ)۔

اللہ! اللہ! وہ امامِ صدیقین، اکمل الاولیاء، العارفین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس نے حضورِ احمدؑ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم و محبت کو حفظِ جان پر مقدم رکھا حالانکہ جان کا کھنکھ سب سے زیادہ اہم فرض ہے۔ اگر بوجہِ عظمِ عداوتِ مکابر و غیرہ نماز پڑھنے میں معاذ اللہ ہلاک جان کا یقین ہو تو اس وقت ترکِ نماز کی اجازت ہوگی۔

یہی تعلیم و محبت وہاں شامی و پروانہ داری شیعہ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جس نے صدیق اکبر کو بعد انبیاء و مرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تمام جہان پر تفوق بخشا اور ان کے بعد تمام عالم، تمام خلق، تمام اولیاء، تمام عرفاء سے افضل و اکرم و اکمل و اعظم کر دیا۔ وہ صدیق جس کی نسبت حدیث میں آیا کہ "ابوبکر کو کثرتِ صوم و صلوٰۃ کی وجہ سے تم پر فضیلت نہ ہوئی

بلکہ اس سر کے سبب جو اس کے دل میں راستہ و متنگن ہے۔  
وہ صدیق جس کی نسبت ارشاد ہوا: اگر ابو بکر کا ایمان میری تمام اُمت کے ساتھ دزن کیا جائے  
تو ابو بکر کا ایمان غالب آئے۔<sup>۱۶</sup>

وہ صدیق کہ خود ان کے مولائے اکرم و آقائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی کا ہمارے ساتھ  
کوئی ایسا سلوک نہیں ہے جس کا ہم نے عرض نہ کر دیا ہو سو ابو بکر کے کہ ان کا ہمارے ساتھ وہ حسن سلوک ہے  
جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ انھیں روز قیامت دے گا۔<sup>۱۷</sup>

وہ صدیق جس کی افضلیت مطلقہ پر قرآن کریم کی شہادت ناطقہ ہے کہ فرمایا: ان اکرمکم عند اللہ  
اتقوا کہ تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے حضور وہ ہے جو تم سب میں اتقی ہے۔  
اور دوسری آیت کریمہ میں صاف فرمادیا: وصیب جنبہا الا اتقی ہے قریب ہے کہ ہم سے بچایا  
جائے گا وہ اتقی۔

بشہادت آیت اولیٰ ان آیات کریمہ سے وہی مراد ہے جو افضل و اکرم اُمتِ مروجہ ہے اور وہ  
نہیں مگر اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر۔ اور تفضیلیہ در و افاض کے نزدیک یہاں امیر المؤمنین مولیٰ علی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

مگر اللہ عز و جل کے لئے عہد کہ اس نے کسی کی تکبیس و تدلیس اور حق و باطل میں آمیزش و آمیزش  
کو جب نہ چھوڑی، آیت کریمہ نے ایسے وصف خاص سے اتقی کی تعبیر فرمادی جو حضرت صدیق اکبر کے  
سوا کسی پر صادق آہی نہیں سکتا۔

فرماتا ہے: وما یلحقہ عندہ من نصیحة تجزیٰ اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں  
جس کا بدلہ دیا جائے۔

۱۶/۲	دارالکتب العلمیۃ بیروت	حدیث ۲۲۲۶	۱۷	کشف الخفا
۷۸	دارالحدیث بیروت	فصل فیما ورد من کلام الصحابۃ الخ	۱۸	تاریخ الخلفاء
۶۹/۱	دارالکتب العلمیۃ	حدیث ۳۶	۱۹	شعب الایمان
۲۰۰/۲	امین کمپنی دہلی	باب مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ	۲۰	جامع الترمذی
۱۷/۹۲	۱۷/۹۲	۱۳/۲۹	۲۱	القرآن الکریم
		۱۹/۹۲	۲۲	۱۹/۹۲

اور دنیا جانتی مانتی ہے کہ وہ صرف صدیق اکبر ہی میں جن کی طرف سے ہمیشہ بندگی و غلامی و خدمت و نیاز مندی اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے براہ بندہ نوازی قبول و پذیرائی کا برتاؤ رہا یہاں تک کہ خود ارشاد فرمایا کہ : بیشک تمام آدمیوں میں اپنی جان و مال سے کسی نے ایسا سلوک نہیں کیا جیسا ابوبکر نے کیا ہے۔

جب کہ مولیٰ علی نے مولائے نکل، سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کنارہ اقدس میں پرورش پائی، حضور کی گود میں ہر ش سنبھالا، اور جو کچھ پایا بظاہر حالات میں سے پایا۔ تواریخ کرمہ و ملاحضہ عندہ من نعمۃ تعجز فیہ (اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے) سے مولا علی قطعاً مراد نہیں ہو سکتے بلکہ بالیقین صدیق اکبر ہی مقصود ہیں، اور اسی پر ابھاریا مفسرین موجود۔

وہ صدیق جنہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فریفتہ گ کے بعد پہلے ہی سالی میں امیر المومنین مقرر فرمایا اور انہیں کو اپنے سامنے اپنے مرض الموت شریف میں اپنی جگہ امام مقرر فرمایا۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجہ کا ارشاد ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جب ہم نے خود کیا (تو اس نتیجہ پر پہنچے) کہ نماز تو اسلام کا رکن ہے اور اسی پر دین کا قیام ہے اس لئے ہم نے امور خلافت کی انجام دہی کے لئے بھی اسی پر رضامندی ظاہر کر دی جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا تھا اور اسی لئے ہم نے ابوبکر کی بیعت کر لی۔

اور فاروق اعظم تو فاروق اعظم ہیں مضمحل اللہ تعالیٰ عنہ۔ وہ فاروق جن کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ،

اللہم اعز الاسلام بعصی بن خطاب خاصۃً

اللہی! اسلام کی خاص عصی بن خطاب کے اسلام سے عزتیں بڑھا۔

اس دُعا کے کریم کے باعث عمر فاروق اعظم کے ذریعہ سے جو جو عز و تین اسلام کو ملیں، جو جو بلائیں اسلام و مسلمین سے دفع ہوئیں مخالفت موافق سب پر روشن و مبین، ولہذا سیدنا جید اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لے جامع الترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ امین کمپنی دہلی ۲۰۷/۲  
لے القرآن الحکم ۱۹/۹۲

لے الصواعق المحرقة ابواب الاول الفصل الرابع دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۴۳

لے سنن ابن ماجہ فضل عمر رضی اللہ عنہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱  
المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة دار الفکر بیروت ۸۳/۲

فرماتے ہیں کہ :

عاشقنا اعزنا عندنا اسلام (بخاری)

ہم ہمیشہ عزیز ہے جب سے عمر اسلام لائے۔

وہ فاروق جی کے حق میں خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :

”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عسبر ہوتا۔ (رضی اللہ عنہ)

یعنی آپ کی فطرت اتنی کاظمی کہ اگر درودانہ نبوت بندہ ہوتا تو محض فضل الہی سے وہ نبی ہر سکتے تھے

کہ اپنی ذات کے اعتبار سے نبوت کا کوئی مستحق نہیں)

وہ فاروق جن کے بارے میں ارشاد محبوب رب العالمین موجود کہ :

”عمر کہیں ہوئی اس کی رفاقت میں رہے گا باریت

وہ فاروق جن کے لئے صحابہ کرام کا اجماع کہ ”عظم کے نوچنے سے مجھے“ جبکہ ابو بکر صدیق

صحابہ میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔

وہ فاروق کہ جس راہ سے وہ گزر جائیں شیاطین کے دل دہل جائیں۔

وہ فاروق کہ جب وہ اسلام لائے طائر اعلیٰ کے فرشتوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

بارگاہ میں تہنیت و مبارکبادیوں کی ڈالیاں تذرانے میں پیش کیں۔

وہ فاروق کہ ان کے روز اسلام سے اسلام ہمیشہ عزتیں اور سرطندیاں ہی پاتا گیا۔ ان کا اسلام

فتح تھا، اُن کی ہجرت نصرت، اور ان کی خلافت رحمت (سبحان اللہ تعالیٰ عنہ)۔

اور جب ثابت ہو گیا کہ قُرب الہی (موقف و کثرت ثواب میں) فضیلت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مرتبت

۱۔ صحیح البخاری کتاب مناقب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناقب عربین خطاب رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۲۰/۱

۲۔ جامع الترمذی ابواب المناقب ~ ~ ~ امین کمپنی دہلی ۲۰۹/۲

۳۔ المستدرک للحکم معارف الصحابة دار الفکر بیروت ۸۳/۳

۴۔ کنز العمال حدیث ۳۲۷۱۵ و ۳۲۷۳۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۵۴۲/۱۱ و ۵۴۴

۵۔ تاریخ الخلفاء ذکر عمر بن الخطاب فصل فی اقوال الصحابة فیہ دار ابن حزم بیروت ص ۹۸

۶۔ صحیح البخاری مناقب عمر فاروق رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۲۰/۱

۷۔ کنز العمال حدیث ۳۲۷۳۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۵۴۴/۱۱

تفریق (زیادت و فوقیت) ہے تو ولایت (خاصہ جو کہ ایک قریب خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو بعض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے) بھی انھیں کی اعلیٰ ہوتی (اور ولایت شیخین، جلد اکابر اولیاء کی ولایت سے بالا)

(ہاں) مگر ایک درجہ قریب الہی جل جلالہ و رزقنا اللہ کا (ضروری الفاظ اور خصوصاً حضرات ملارہ فضلاء اُمت کی توجہ کا مستحق ہے اور وہ یہ ہے کہ مرتبہ تکمیل پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانب کمالات نبوت حضرات شیخین کو قائم فرمایا اور جانب کمالات ولایت حضرت مولانا علی مشکین کشاکش کو، تو جملہ اولیاء نے مابعد نے مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی، انھیں کے دست نگر تھے، انھیں کے دست نگر ہیں اور انھیں کے دست نگر رہیں گے۔

پہلے ہر جہ کے سیرانی اللہ میں تو سب اولیاء برابر جوتے ہیں اور وہاں لا تفرق بعین احد من تہ سلسلہ (ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لائے ہیں فرق نہیں کرتے) کی طرح لا تفرق بعین احد من اولیائہ (ہم اس کے دوستوں میں کوئی تفریق نہیں کرتے)۔

کہا جاتا ہے (یعنی تمام اولیاء اللہ اصل طریق ولایت یعنی سیرانی اللہ میں برابر جوتے ہیں اور ایک دوسرے پر سبقت و فضیلت کا قول باعتبار سیرانی اللہ کیا جاتا ہے کہ جب ساکن عالم لاہوت پر پہنچا سیر و سلوک تمام ہوا، یعنی سیرانی اللہ سے فراغت کے بعد سیرانی اللہ ہوتی ہے اور اس کی نہایت وحدہ نہیں) جب (عالم لاہوت پر پہنچ کر) ماسوائے الہی آنکھوں سے گر گیا اور مرتبہ فنا تک پہنچ کر آگے قدم بڑھا تو وہ سیرانی اللہ ہے اس کے لئے انتہا نہیں اور یہیں لغاوت قرسب (بارگاہ الہی میں عزت و منزلت اور کثرت ثواب میں فرق) جلوہ گر ہوتا ہے، جس کی سیرانی اللہ ذائد وہی خدا سے زیادہ نزدیک، پھر لیئے جاتے ہیں (اور جذب الہی انھیں اپنی جانب کھینچتا رہتا ہے) یہ سیر بھی ختم نہیں ہوتی (اور بعض کو دعوت خلی (درہنائی مخلوق الہی) کے لئے منزل ناموس عطا فرماتے ہیں (جسے عالم شہادت و عالم خلق و عالم جسمانی وغیرہ بھی کہتے ہیں، اور اس منزل میں تعلق مع اللہ کے ساتھ ان میں خلائی سے علاقیہ پیدا کر دیا جاتا ہے اور وہ خلق خدا کی ہدایت کی طرف بھی متوجہ رہتے ہیں) ان سے طریقہ فرق و بیعت کا وہ آج پاتا ہے اور سلسلہ طریقت جنبش میں آتا ہے، مگر یہ معنی اسے مستلزم نہیں (اور اس سے یہ لازم نہیں آتا) ان کی سیرانی اللہ آنکھوں سے بڑھ جائے (اور یہ دعوت خلق و درہنائی مخلوق کے باعث

بارگاہ الہی میں ان سے سوا عزت و منزلت اور ثواب میں کثرت پابائیں)

ہاں یہ ایک فضل جہاں گز رہا ہے کہ انھیں ملا اور دوسروں کو عطا نہ ہوا تو یہ کیا؟ (اور اسی کی تخصیص کیسی؟) اس کے سوا احد یا خصائص حضرت مولیٰ کو ایسے ملے کہ شیخین کو نہ ملے۔ مگر (بارگاہ الہی میں) قرب و رفعت درجات میں انھیں کو افزودنی رہی (انھیں کو عزت ملی اور انھیں کے قدم پیش پیش رہے) ورد کیا و چرا کہ ارشادات مذکورہ بالا میں انھیں ان سے افضل و بہتر کہا جاتا ہے (اور وہ بھی ملے الاطلاق کسی بہت و حیثیت کی قید کے بغیر) اور ان (یعنی حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبغی) کی افضلیت (اور ان کی ان حضرات پر تفضیل) کا ہر تاکید، کید (مؤکد و مؤکد) انکار کیا جاتا ہے حالانکہ ادنیٰ ولیٰ اعلیٰ ولیٰ سے افضل نہیں ہو سکتا ہے۔ آخر دیکھئے حضرت امیر (مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم) کے خلفائے کرام میں حضرت سبط اصغر (سیدنا امام حسین) و جناب خواجہ حسن بھری کو تفضل نا سوتی ملا اور حضرت سبط اکبر (سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کوئی سلسلہ جاری نہ ہوا حالانکہ قرب و ولایت امام مہتمی (سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ولایت و قرب خواجہ (حسن بھری) سے بالیقین اتم و اعلیٰ (برتر و بالا) اور ظاہر احادیث سے سبط اصغر شہزادہ گلوں قبا (شہید کرب و بلا) پر بھی ان کا فضل ثابت مریض اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

## عقیدہ سابعہ ————— مشاجرات صحابہ کرام

حضرت مرتضوی (امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنہوں نے مشاجرات و منازعات کئے (اور اس حق آب جانب الرائے کی راستے سے مختلف ہوئے اور ان اختلافات کے باعث ان میں جو واقعات رونما ہوئے کہ ایک دوسرے کے برعکس آئے، مثلاً جنگ جمل میں حضرت طلحہ و زبیر و صدیقہ عائشہ اور جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہ بمقابلہ مولیٰ مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

ہم اہلسنت ان میں حق، جانب جناب مولیٰ علی (مانتے) اور ان سب کو (مورد لغزش) برخط و خطا اور حضرت اسد اللہ کو بدرجہا ان سے اکل و اعلیٰ جانتے ہیں مگر بایں ہمہ بخاندان احادیث مذکورہ (کہ ان حضرات کے مناقب و فضائل میں مروی ہیں) زبان طعن و کشنج ان دوسروں کے حق میں نہیں کھولتے اور انھیں ان کے مراتب پر جو ان کے لئے شرع میں ثابت ہوئے رکھتے ہیں، کسی کو کسی پر اپنی ہوائ نفس سے تفضیل نہیں دیتے، اور ان کے مشاجرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں، اور ان کے اختلافات



کو ابو حنیفہ و شافعی جیسا اختلاف سمجھتے ہیں۔ تو ہم اہلسنت کے نزدیک ان میں سے کسی ادنیٰ صحابی پر بھی طعن جائز نہیں چرچائیکہ اُمّ المؤمنین صدیقہ (عائشہ طیبہ طاہرہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جناب رفیع (اور بارگاہِ وقیع) میں طعن کریں، عائشہؓ ایہ اللہ و رسول کی جناب میں گستاخی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تطہیر و بریت (پاکہ دینی و عفت) اور منافقین کی بہتان تراشی سے برادرست) میں آیات نازل فرمائے اور ان پر نہمت و حشرنے والوں کو وحید مذہب الہیم کی سنائے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں اپنی سب ازواجِ مطہرات میں زیادہ چاہیں، جہاں مندرکہ کو عائشہ صدیقہ پانی نہیں حضور اُسی جگہ اپنا لب اقدس رکھ کر وہیں سے پانی پییں، یوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب ازواج (مطہرات، طہیات، طاہرات) دنیا و آخرت میں حضور ہی کی پیچیاں ہیں مگر عائشہ سے محبت کا یہ عالم ہے کہ ان کے حق میں ارشاد ہوا کہ یہ حضور کی بی بی ہیں دنیا و آخرت میں۔ حضرت خیر النساء یعنی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم ہوا ہے کہ فاطمہ! تو مجھ سے محبت رکھتی ہے تو عائشہ سے بھی محبت رکھ کر میں اسے چاہتا ہوں۔ (چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سے فرمایا،

اُمّی بنیۃ! انت تجتہین ما احب؟ فقالت بلی۔ قال فاحبہ ہذا و بئہ  
 پیاری بیٹی! جس سے میں محبت کرتی ہوں کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی؟ عرض کیا، ہاں کل  
 یہی درست ہے (جسے آپ چاہیں میں ضرور اسے چاہوں گی)۔ فرمایا، تب تو بھی عائشہ  
 سے محبت رکھا کر)

سوال ہوا سب آدمیوں میں حضور کو کون محبوب ہیں؟ جواب عطا ہوا، ”عائشہؓ“

نوٹ، بریلی شریف سے شائع ہونے والے رسالہ میں مذکور کہ یہاں اصل میں بہت بیافس ہے،  
 درمیان میں کچھ ناقص سطریں ہیں مناسبت مقام سے جو کچھ فہم قاصر میں آیا بنادیا ۱۲۔ اس فیقر نے ان  
 اضافوں کو اصل عبارت سے طاکر تو سب میں محدود کر دیا ہے تاکہ اصل و اضافہ میں امتیاز رہے اور  
 ناظرین کو اس کا مطالعہ سہل ہو۔ اس میں غلطی ہو تو فقیر کی جانب منسوب کیا جائے۔ محمد خلیل عفی عنہ

سے القرآن الکریم ۱۹/۲۴

۲۸۵/۲	صحیح مسلم کتاب الفضائل فضائل عائشہ رضی اللہ عنہا قدیمی کتب خانہ کراچی
۵۱۶/۱	صحیح البخاری ابراب مناقب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۲۷۳/۲	صحیح مسلم باب فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ
۲۰۳/۴	مسند احمد بن حنبل عن عمرو بن العاص المکتب الاسلامی بیروت

وہ عائشہ صدیقہ بنت الصدیق، ام المومنین، جن کا محبوبہ رب العالمین ہونا آفتاب نیم روز سے روشن تر۔ وہ صدیقہ جن کی تصویر ہستی حیر میں روح القدس خدمتِ اقدس میں اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھیں۔ وہ ام المومنین کہ جبریل امین بائیں فضل میں انھیں سلام کریں اور ان کے کاشانہ عزت و طہارت میں بے اذن لئے حاضر نہ ہو سکیں۔ وہ صدیقہ کہ اللہ عزوجل وحی نہ بھیجے ان کے سوا کسی کے لحاف میں۔ وہ ام المومنین کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر سفر میں بے ان کے تشریف لے جائیں ان کی یاد میں دعا و سوا فرمائیں۔ وہ صدیقہ کہ یوسف صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برادری و پاکدامنی کی شہادت اہل زلیخا سے ایک بچہ ادا کرے۔ بتول مریم کی تطہیر و عفت مآبی روح اللہ کلہ اللہ فرمائیں، نگاہ کی برادری، پاک طینتی، پاک دامنی و طہارت کی گواہی میں قرآن کریم کی آیات کو زیرِ نزول فرمائیں۔ وہ ام المومنین کہ محبوبہ رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پانی پینے میں دیکھتے رہیں کہ گوز سے میں کس جگہ لب مبارک رکھ کر پانی پیا ہے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے لب ہائے مبارک و خدا پسند وہیں رکھ کر پانی نوش فرمائیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہا وعلیٰ آہلہا وبارک وسلم۔

آدمی اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھے اگر کوئی اس کی ماں کی توہین کرے اس پر بتان اٹھائے یا اُسے بُرا بھلا کہے تو اس کا کیسا دشمن ہو جائے گا اس کی صورت دیکھ کر آنکھوں میں خون اتر آئے گا اور مسلمانوں کی مائیں یوں بے قدر ہوں کہ کل پڑھ کر ان پر طعن کریں تہمت دھریں اور مسلمان کے مسلمان بنے رہیں۔ لاجول ولاقہ الا باللہ العلی العظیم )

اور زیرِ مظلوم ان سے بھی انفل کہ عشرہ بشرہ سے ہیں۔ وہ (یعنی زیرِ بین العوام) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چھوٹی زاد بھائی اور عاری (جاں باز، معاویہ و دیگر) اور یہ (یعنی ظہر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ انور کے لئے سپر۔ وقت جاں نثاری (جیسے ایک جاں نثار نڈر سپاہی شہر فروش حافظ)۔

وہ ہے امیرِ مہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کا درجہ ان سب کے بعد ہے۔  
اور حضرت مولیٰ علی (مرتفعہ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبی) کے مقام رفیع (مراتب بلند و بالا) و نشانِ رفیع (علت و منزلتِ حکم و اعلا) تک قرآن سے وہ دور دراز منزلیں ہیں جن ہزاروں ہزار رہوار برق کرار (یعنی کشادہ و فراخ قدم گھوڑے جیسے بجلی کا گندا) صبارِ قنار (ہوا سے بات کرنا والے، تیز رو،

تیز گام) تھک رہیں اور قطع (مسافت) نہ کر سکیں۔

مگر فضلِ صحبت (وشرفِ معاشرت و فضیلتِ دوستی) خدا تعالیٰ دین سے (جس سے مسلمان آنکھ بند نہیں کر سکتے تو ان پر لعن طعن یا ان کی توہین تنقیص کیسے گوارا کر لیں اور کیسے بھولیں کہ مولیٰ علی کے مقابلے میں انھوں نے جو کچھ کیا برہنہ نفسانیت تھا صاحبِ ایمان مسلمان کے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی۔

ہاں ایک بات کہتے ہیں اور ایمان لگتی تکتے ہیں کہ ہم تو بھلائے سرکار اہلبیت (کرام) کے غلامانِ خاندانِ زاد ہیں (اور موردِ خدمتِ گار، خدمتِ گزار) ہمیں (امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کیا رشتہ، خدا کو استعان کی حمایت ہے جا کریں مگر ہاں اپنی سرکار کی طرفداری (اور امر حق میں ان کی حمایت و پاسداری) اور ان (حضرت امیر معاویہ) کا (خصوصاً) الزام یہ گویا (اور دریدہ دہنوں، بد زبانوں کی تہمتوں) سے بری رکھنا منظور ہے کہ ہمارے شہزادہ اکبر حضرت سبط (اکبر حسن) مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسبِ بشارت اپنے جہ امجد سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اقصیٰ مدت (خلافتِ راشدہ کو منہاج نبوت پر تیس سال) رہی اور سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ ماہ مدتِ خلافت پر ختم ہوئی) عینِ معرکہ جنگ میں (ایک فوجِ جرار کی ہمراہی کے باوجود) ہتھیار رکھ دیے (بالقصد و الاختیار) اور ملک (اور امورِ مسلمین کا انتظام و انصرام) امیر معاویہ کو سپرد کر دیا (اور ان کے ہاتھ پر بیعتِ اطاعت فرمائی) اگر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ الیاذ باللہ کافر یا فاسق تھے یا ظالم جا رہے تھے یا غاصب جا رہے تھے (ظلم و جور پر کمر بستہ) تو الزام امام حسن پر آتا ہے کہ انھوں نے کاروبارِ مسلمین و انتظامِ شرع و دین با اختیار خود (باجبر و اکراہ بلا ضرورتِ شدد میر) باوجودِ مقدرات (ایسے شخص کو تغویض فرما دیا) اور اس کی تعمیل میں دے دیا (اور غیر خواہی اسظام کو معاذ اللہ کام نہ فرمایا) اس سے ہاتھ اٹھایا) اگر مدتِ خلافت ختم ہو چکی تھی اور آپ (خود) بادشاہتِ منصور نہیں فرماتے (تھے) تو صحابہ مجاز میں کوئی اور قابلیتِ نظم و نسق دین نہ رکھتا تھا جو انھیں کو اختیار کیا (اور انھیں کے ہاتھ پر بیعتِ اطاعت کر لی) حاشا! نہ بکر یہ مات خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے کہ حضورؐ نے اپنی پیش گوئی میں اسی کے اس فعل کو پسند فرمایا اور ان کی سیادت کا نیوٹھرایا کہانی صحیحہ البخاری (جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے) صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرمایا۔

ان ابی ہذا سید لعل اللہ ان یصلح بہ بین فتنین عظیمین من المسلمین

لے صحیح البخاری کتاب الصلح باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحسن و نائب الحسنین قدیمی کتابہ کراچی ۱/۳۷۳، ۵۳۰

(میرا یہ بیٹا سید ہے، سیادت کا علمبردار) میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عز و جل اس کے باعث دوہڑے  
مگر وہ اسلام میں صلح کرادے۔

آیہ کریمہ کا ارشاد ہے:

وَنُزَعْنَا صَافٍ صَدْرَهُمْ مِنْ غُلٍّ

اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لئے۔

”جو دنیا میں ان کے درمیان تھے اور طبیعتوں میں جو کمورت و کشیدگی تھی اسے رفتی و افست سے بدل دیا  
اور ان میں آپس میں نہ باقی رہی مگر مودت و محبت۔“

اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ آپ نے فرمایا کہ ”ان شاء اللہ تعالیٰ میں اور عثمان اور  
طلحہ و زبیر ان میں ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ نَزَعْنَا الْأَذِيَّةَ“

حضرت مولیٰ علی کے اس ارشاد کے بعد بھی ان پر الزام دینا عقل و خود سے جنگ ہے مولیٰ علی سے  
جنگ ہے، اور خدا و رسول سے جنگ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جب کہ تاریخ کے ادراک شاہر عادل ہیں کہ حضرت زبیر کو چڑھنی اپنی غلطی کا احساس ہوا انہوں نے  
فرزاجنگ سے کنارہ کشی کر لی۔

اور حضرت طلحہ کے متعلق بھی روایات میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنے ایک مددگار کے ذریعے حضرت مولیٰ  
علی سے بیعت اطاعت کر لی تھی۔

اور تاریخ سے ان واقعات کو کون پھیل سکتا ہے کہ جنگ جمل ختم ہونے کے بعد حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ  
نے حضرت عائشہ کے برادر معظم محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ وہ ہائیں اور دیکھیں کہ حضرت عائشہ کو خدا نخواستہ  
کوئی زخم وغیرہ تو نہیں پہنچا۔ بلکہ اجماعت تمام خود بھی تشریف لے گئے اور پوچھا: آپ کا مزاج کیسا ہے؟  
انہوں نے جواب دیا: الحمد للہ اچھی ہوں۔

مولیٰ علی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کی بخشش فرمائے۔

حضرت صدیقہ نے جواب دیا: اور تمہاری بھی۔

پھر مقتولین کی تجیز و تکفین سے فارغ ہو کر حضرت مولیٰ نے حضرت صدیقہ کی واپسی کا انتظام کیا  
اور پورے اعزاء و اکرام کے ساتھ محمد بن ابی بکر کی ٹگرانی میں چالیس معزز عورتوں کے فخرست میں ان کو

جانب مجاز نصرت کیا۔ خود حضرت علی نے دُور تک مشایعت کی، ہمراہ رہے۔ امام حسن میلوں تک ساتھ گئے۔ چلتے وقت حضرت صدیقہ نے مجمع میں اقرار فرمایا کہ: مجھ کو علی سے نہ کسی قسم کی کدورت پہنچتی تھی اور ذاب ہے، ہاں ساکس، داماد (یاد لور، بھالوچ) میں کبھی کبھی جویات ہو جایا کرتی ہے اس سے لجے انکار نہیں۔

حضرت علی نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: لوگو! حضرت عائشہ سچ کہہ رہی ہیں خدا کی قسم مجھ میں اور ان میں اس سے زیادہ اختلاف نہیں ہے، بہر حال خداداد کچھ ہو یہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں (اور ام المؤمنین)۔

اللہ اللہ! ان یارِ ابنِ پیکرِ صدق و صفایں باہمی یہ رفیق و مودت اور عزت و اکرام، اور ایک دوسرے کے ساتھ یہ معاملہ تعظیم و احترام، اور ان عقل سے بیگانوں اور نادان دوستوں کی حمایت علی کا یہ عالم کہ ان پر لعن طعن کو اپنا مذہب اور اپنا شعار بنائیں اور اُن سے کدورت و دشمنی کو مولیٰ علی سے محبت و عقیدت ٹھہرائیں، دلائل و دلائل و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسلمانانِ اہلسنت اپنا ایمان تازہ کر لیں اور سن رکھیں کہ اگر صحابہ کرام کے دلوں میں کھوٹ، تپتوں میں فتنہ اور معاملات میں فتنہ و فساد ہو تو رضی اللہ عنہم کے کوئی معنی ہی نہیں ہو سکتے۔

صحابہ کرام کے عند اللہ مرضی و پسندیدہ ہونے کے معنی یہی تو ہیں کہ وہ مولا کے حکیم ان کے ظاہر و باطن سے راضی، ان کی نیتوں اور مافی الضمیر سے خوش ہے، اور ان کے اخلاق و اعمالی بارگاہ و عوالت میں پسندیدہ ہیں۔ اسی لئے ارشاد فرمایا ہے کہ،

ولکن اللہ حبیب الیہ کو الایمان و نہ یتنبہ فی قلوبکم الایۃ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی ہے۔

اب جو کوئی اس کے خلاف کے اپنا ایمان خراب کرے اور اپنی عاقبت برباد۔ والعیاذ باللہ۔

**عقیدہ ثامنہ — امامت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ**

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابتِ مطلقہ کو امامتِ کبریٰ اور اس منصبِ عظیم پر مقرر

ہوتے والے کو امام کہتے ہیں۔

امام المسلمین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام امور دینی و دنیوی میں حسب شرع تصرف عام کا اختیار رکھتا ہے اور غیر مصیبت میں اس کی اطاعت تمام جہان کے مسلمانوں پر مستند ہوتی ہے۔

اس امام کے لئے مسلمان آزاد، عاقل، بالغ، قادر، قرشی ہونا شرط ہے۔ ہاشمی علوی اور معصوم ہونا اس کی شرط نہیں۔ ان کا شرط کرنا رد افضل کا مذہب ہے جس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ برحق ائمہ کو نہیں خلفائے ثلاثہ ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلافت رسول سے عہدہ کر دیں۔ حالانکہ ان کی خلافت پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے۔ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم و حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کی خلافتیں تسلیم کیں اور علویت کی شرط نے تو مولیٰ علی کو بھی خلیفہ ہونے سے خارج کر دیا۔ مولیٰ علی کیسے علوی ہو سکتے ہیں۔ یہی مصیبت توحید انبیاء و ملائکہ کا خاصہ ہے امام کا معصوم ہونا رد افضل کا مذہب ہے۔ (بہار شریعت)

ہم مسلمانان اہلسنت و جماعت کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (خلافت و امامت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بالقطع التحقیق (قطعا، یقیناً، تحقیقاً) عقد شدہ ہے (ثابت و درست، رُشد و ہدایت پر مبنی) نہ غاصب جائزہ (کو غصب یا جور و جبر سے حاصل کی گئی) وقتِ رافت (مہربانی و شفقت) حسن سیادت (بہتر و لائق تر امامت) و کمالِ مصلحت (تمام مصلحتوں سے ملحوظ) و حمایتِ ملت (شریعت کی حمایتوں کے محور) و پناہ امت سے مزین (آراستہ و پلاسٹہ) اور عدل و داد (انصاف و برابری) و صدق و سداد (راستی و درستی) و رشد و ارشاد (راست روی و حق نمائی) و قطع فساد و قطع اہل ارتداد (مرتدین کی بیخ کنی) سے عمل (سنواری ہوئی) اول گویات و نصریات (روشن و صریح ارشادات) سید الکائنات علیہ و علیہا لہ افضل الصلوات و التحیات اس بارے میں بہ کثرت وارد۔

دوسرے خلافت اس جناب لغوی مآب کی با جماع صحابہ واقع ہوئی۔ (اللہ آپ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تخت خلافت پر جلوہس فرمائے) فرامین و احکام جاری کرنا، ممالک اسلامیہ کا نظم و نسق سنبھالنا، اور تمام امور مملکت و رزم و بزم کی باگیں اپنے دستِ حق پرست میں لینا و تائیدی واقعہ مشہور و متواتر اظہارِ شمس ہے، جس سے دنیا میں موافق مخالف حتیٰ کہ نصاریٰ و یہود و مجوس و ہنود کسی کو انکار نہیں۔ اور ان مجاہدِ خدا و خواہاںِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ابداً اچھے شیعیان علی

کو زیادہ عداوت کا مٹی بھی ہے کہ اسی کے زعمِ باطل میں استحقاقِ خلافت حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبغیٰ میں منحصر تھا۔

جب حکمِ الہی خلافتِ راشدہ، اول ان تین سردارانِ مومنین کو پہنچی روافض نے انہیں معساذاً اللہ مولیٰ علی کا حق چھیننے والا اور ان کی خلافت و امامت کو غاصبہ جائزہ ٹھہرایا۔ آتنا ہی نہیں بلکہ تفسیرِ شقیہ کی تحت کی بدولت حضرت اسد اللہ غالب کو عیاذاً باللہ سخت نامرد و بزدل و تارکِ حق و مطیعِ باطل ٹھہرایا۔

دوستی بے خرداں دشمنی ست

(بے عقلوں کی دوستی دشمنی ہوتی ہے)

(الفرض آپ کی امامت و خلافت پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے) اور باطل پر اجماع امت (خصوصاً اصحابِ حضرت رسالت علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) کی ممکن نہیں (اور مان لیا جائے تو غضب و عظم پر اتفاق سے عیاذاً باللہ سب فتناء ہوئے، اور یہی لوگ عادلانِ قرآن مبین و راویانِ دین متین ہیں، جو انہیں ناسی بکنے اپنے لئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک دوسرا سلسلہ پیدا کرے یا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اسی طرح ان کے بعد خلافتِ فاروقی، پھر امامتِ ذی النورین، پھر جلیلہ فرمائی اور الحسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما (عجین)

## عقیدہ تاسعہ — ضروریاتِ دین

تصویرِ قرآنیہ (اپنی مراد پر واضح آیاتِ فرمائیہ) و احادیثِ مشہورہ متواترہ (شہرت اور تواتر سے مؤید) و اجماعِ امت مرکورہ مبارکہ (کہ یہ قصرِ شریعت کے اساسی ستون ہیں اور شبہات و تاویلات سے پاک، ان میں سے ہر دلیل قطعی، یقینی، واجب الاذعان و الثبوت، ان) سے جو کہ دربارہٴ الوہیت (ذات و صفاتِ باری تعالیٰ) و رسالت (و نبوتِ انبیاء و مرسلین، وحی رب العالمین) (و کتب سماوی) و ملائکہ و جنت و بعث و نشر و قیامِ قیامت، قضاء و قدر) و مآکان و مایکون (جملہ ضروریاتِ دین) ثابِت (اور ان دلائلِ قطعیہ سے دل ان پر ایمان واضح سے میرا بن) سب حق ہے اور ہم سب پر ایمان لازم۔ جنت اور اس کے جائزہ احوال (کہ لایعون سرات ولا اذن سمعت ولا خطر یبال احدی) وہ عظیم نعمتیں

صحیح البخاری	کتاب التفسیر تحت آیت ۱۷/۲۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	۷۴/۶
جامع الترمذی	ابواب التفسیر	سورۃ السجۃ	۱۵۱/۶
سُنی ابن ماجہ	ابواب الزمر	باب صفۃ الجنۃ	۳۳۱ ص

وہ فہم عظیمیں اور جان و دل کو مرغوب و مطلوب وہ لذتیں جن کو آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی کے دل پر اُن کا خطرہ گزرا) دوزخ اور اس کے جاں گزراعات (کو وہ ہر تکلیف و اذیت جو اور اک کی جلتے اور تصور میں لائی جلتے ایک ادنیٰ حصہ ہے اس کے بے انتہا مذہب کا، والہیاء باللہ) قبر کے نعیم و عذاب (کو وہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا) منکر کبیرے سوال و جواب روز قیامت حساب و کتاب و وزن اعمال (جس کی حقیقت اللہ جانے اور اس کا رسول) و کوثر (کو میدانِ حشر کا ایک حوض ہے اور جنت کا طویل و عریض چشمہ) و حراط (بال سے زیادہ باریک، تلواریں سے زیادہ تیز، پشت جہنم پر ایک پُل) و شفاۃ عصاة اہل کبار (یعنی گناہگاروں اُست موجود کر کبرہ گناہوں میں طوط رہے اہی کے لئے سوال بخشش) اور اس کے سبب اہل کبار کی نجات الی غیر ذلک میں الوار و ات سب حق (ہے) اور سب ضروری القبول (جبر و قدر باطل) (اپنے آپ کو مجبور محض یا باطل مختار کھنادونوں گرا ہی) و لکنت اصرار بیت اصرار (اختیار مطلق اور جبر محض کے بین نہیں راہ سلامتی اور اس میں زیادہ غور و فکر سبب ہلاکت، صدیق و خاریق رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائیے، ماد شمس گنتی میں) جو بات ہماری عقل میں نہیں آئی (اس میں خواہ مخواہ نہیں الجھتے اور اپنی اندھی اور اندھی عقل کے گھوڑے نہیں دوڑاتے بلکہ) اس کو موکل بخدا کرتے (اللہ عز و جل کو سونپتے کہ اللہ اعلم بالصواب) اور اپنا نصیب اصابہ کحل من حنہ میں بتا جاتے ہیں (کہ سب کچھ حق کی جانب سے ہے سب حق ہے اور سب پر ہمارا ایمان ہے)

مصطفیٰ اندر میاں آنکھ کو کی گریہ بقفل آغاب اندر جہاں آنکھ کو کی جوید سہا  
(مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں تو اپنی عقل سے کوئی بات کرتا ہے  
سورج دنیا میں جلوہ گر ہو تو چھوٹے سے ستارے کو کوئی ڈھونڈتا ہے۔ ت)

(قال الرضا)

عرش پر جا کے مرغ عقل تک کے گرا غش آئی اور ابھی منزلوں پہلے، پہلا ہی آستان ہے  
یاد رکھنا چاہئے کہ وحی الہی کا نزول، کتب آسمانی کی تنزیل، حق و طاعت، قیامت و بعث، حشر و نشر،

سۃ القرآن الکریم ۴/۳

سۃ

سۃ حدائق بخشش

مکتبہ رضویہ کراچی

حصہ اول

ص ۹۹



حساب و کتاب، ثواب و عذاب اور جنت و دوزخ کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں اور جن پر مسلمانوں سے اب تک چودہ سو سال کے کافر مسلمین و مومنین دوسرے ضروریات دین کی طرح ایمان رکھتے چلے آئے ہیں مسلمانوں میں مشہور ہیں۔

جو شخص ان چیزوں کو تو حق کہے اور ان غفلتوں کا تو اقرار کرے مگر ان کے نئے معنی گھڑے مثلاً یوں کہے کہ جنت و دوزخ و عذاب و ثواب و عذاب سے ایسے معنی مراد ہیں جو ان کے ظاہر الفاظ سے سمجھ میں نہیں آتے یعنی ثواب کے معنی اپنے حسات کو دیکھ کر خوش ہونا۔ اور عذاب اپنے بُرے اعمال کو دیکھ کر تنگیں ہونا ہیں۔ یا یہ کہ وہ روحانی لذتیں اور باطنی معنی ہیں وہ کافر ہے کیونکہ ان امور پر قرآن پاک اور حدیث شریف میں کھلے ہوئے روشن ارشادات موجود ہیں۔

یونہی یہ کہنا بھی یقیناً کفر ہے کہ پیغمبروں نے اپنی اپنی امتوں کے سامنے جو کلام، کلام الہی بتا کر پیش کیا وہ ہرگز کلام الہی نہ تھا بلکہ وہ سب انہیں پیغمبروں کے دلوں کے خیالات تھے جو ہمارے کے پانی کی طرح انہیں کے قلوب سے پوش مار کر نکلے اور پھر انہیں کے دلوں پر نازل ہو گئے۔ یونہی یہ کہنا کہ نہ دوزخ میں سانپ، بچھو اور زخمیر ہیں اور نہ وہ عذاب جن کا ذکر مسلمانوں میں رائج ہے۔ نہ دوزخ کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے جو کلفت روح کو ہوتی تھی بس اسی روحانی اذیت کا اعلیٰ درجہ پر محسوس ہونا اسی کا نام دوزخ اور جہنم ہے۔ یہ سب کفر قطعی ہے۔

یونہی یہ سمجھنا کہ جنت میں میوے ہیں نہ باغ، نہ محل ہیں نہ نہریں ہیں، نہ عواریں ہیں، نہ ظلمان ہیں، نہ جنت کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی جو راحت روح کو ہوتی تھی بس اسی روحانیت کا اعلیٰ درجہ پر حاصل ہونا اسی کا نام جنت ہے، یہ بھی قطعاً یقیناً کفر ہے۔

یونہی یہ کہنا کہ اللہ عز و جل نے قرآن عظیم میں جن فرشتوں کا ذکر فرمایا ہے نہ ان کا کوئی اصل وجود ہے نہ ان کا وجود دیکھنا ممکن ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر ہر مخلوق میں جو مختلف قسم کی قوتیں رکھی ہیں جیسے پہاڑوں کی سختی، پانی کی روانی، نباتات کی فرونی، بس انہیں قوتوں کا نام فرشتہ ہے، یہ بھی بالقطع و یقیناً کفر ہے۔

یونہی جن و شیاطین کے وجود کا انکار اور ہر کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے اور ایسے اقوال کے قائل یقیناً کافر اور اسلامی برادری سے خارج ہیں۔

## فائدہ حلیلہ

۷۵

مانی ہوئی باتیں چپکار قسم ہوتی ہیں،

(۱) ضروریات دین ان کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی قطعیات الدلالات واضعہ الافادات سے ہوتا ہے جن میں نہ شبہ کی گنجائش نہ تاویل کو راہ۔ اور ان کا منکر یا ان میں باطل تاویلات کا مرکب کافر ہوتا ہے۔

(۲) ضروریات مذہب اہل سنت و جماعت ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے مگر ان کے قطعی الثبوت ہونے میں ایک نوع شبہ اور تاویل کا احتمال ہوتا ہے اسی لئے ان کا منکر کافر نہیں بلکہ گمراہ مذہب پر دین کہلاتا ہے۔

(۳) ثنایات محکمہ ان کے ثبوت کو دلیل قطعی کافی، جبکہ اس کا مفاد اکبرائے ہو کر جانب غلات کے لئے حدیث اعداد، صحیح یا حسن کافی، اور قول سواد اعظم و جمہور علماء کلاسیک و اسلامی، فائز الیہ اللہ علیہ الجماعة (اللہ تعالیٰ کا دست قدرت جماعت پر ہوتا ہے۔ ت) ان کا منکر و خروج امر کے بعد غلطی و آثم خطا کا رنگ بھار قرار پاتا ہے، نہ دین و گمراہ نہ کافر و خارج از اسلام۔

(۴) ظنیات محکمہ ان کے ثبوت کے لئے ایسی دلیل قطعی بھی کافی، جس نے جانب غلات کیلئے بھی گنجائش رکھی ہو۔ ان کے منکر کو صرف محلی و قصور وار کہا جائے گا نہ گمراہ، نہ چپ بایکہ گمراہ، نہ چپ بایکہ کافر۔

ان میں سے ہر بات اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے جو فرق مراتب نہ کرے، اور ایک مرتبے کی بات کو اس سے اعلیٰ درجے کی دلیل مانگے وہ جاہل بیوقوف ہے یا متکبر فیلسوف جو ہر حق وقت ہر نکتہ مقامے دارو (ہر بات کا کوئی وقت اور ہر نکتے کا کوئی خاص مقام ہوتا ہے۔ ت)

اللہ صر

مگر فرق مراتب نہ کنی زندیقی  
(اگر تو مراتب کے فرق کو ملحوظ نہ رکھے تو زندیقی ہے۔ ت)

اور بالخصوص قرآن عظیم بلکہ حدیث ہی میں تصریح صریح ہونے کی تو اصلاً ضرورت نہیں تھی کہ مرتبہ اعلیٰ اپنی ضروریات دین میں بھی۔

بہت باتیں ضروریات دین سے ہیں جن کا منکر یقیناً کافر منکر بالصریح ان کا ذکر آیات و احادیث میں نہیں، مثلاً ہاری عزوجل کا جلّ محال ہونا۔

قرآن عظیم میں اللہ عزوجل کے علم و اعطاف کا لاکھ جگہ ذکر ہے مگر افتتاح و امکان کی بحث کہیں نہیں پھر کیا جو شخص کے کواقع میں تو بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے عالم الغیب و الشہادۃ ہے، کوئی ذرہ اس کے علم سے چھپا نہیں۔

مگر ممکن ہے کہ جاہل ہو جائے تو کیا وہ کافر نہ ہو گا کہ اس کے امکان کا سلب صریح قرآن میں مذکور نہیں۔ حاشیہ! ضرور کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہے خود کافر، تو جب ضروریات دین ہی کے ہر جزئیہ کی تصریح صریح، قرآن و حدیث میں ضرور نہیں تو ان سے اتر کر اور کسی درجہ کی بات پر یہ مڑ چڑا پن کہ ہمیں تو قرآن ہی میں دکھاؤ ورنہ ہم نہ مانیں گے بڑی جمالت ہے یا صریح منکرات۔ مگر جنون و تعصب کا علاج کسی کے پاس نہیں۔ تو خوب کان کھول کر سن لو اور لو باطل پر نقش رکھو کہ جسے کہنا سنو تم اماموں کا قول نہیں جانتے یہیں تو قرآن و حدیث چاہئے "جان لو کہ یہ گمراہ ہے۔ اور جسے کہنا سنو کہ ہم حدیث نہیں جانتے یہیں صرف قرآن درکار ہے" مجھے لو کہ یہ بد دین، دین خدا کا بدخواہ ہے۔

مسلمانو! تم ان گمراہوں کی ایک دُشمنو، اور جب تمہیں قرآن میں شبہ ڈالیں تم حدیث کی پناہ لو۔ اگر حدیث میں این دآں نکالیں تم ائمہ دین کا دامن پکڑو۔ اس درجہ پر آکر حتیٰ و باطل صاف کھل جائے گا اور ان گمراہوں کا اڑایا ہوا سارا اخبار حق کے برستے ہونے بادلوں سے دھل جائے گا اور اس وقت یہ ضلّال متعلّطے بجائے نظر آئیں گے کا تھم حمزہ مستنصفاً فزت عن قسورۃً (گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہوں کہ شیر سے بھاگے ہوں)۔ (المصارم الربانی مخلصاً)

## عقیدہ عاشرہ ————— شرعیّت و طریقت

شرعیّت و طریقت، دو راہیں متباہن نہیں دکراہے دوسرے سے جدا اور ایک دوسرے کے خلاف ہوں) بلکہ بے اتباع شرعیّت خدا تک وصول محال۔ شرعیّت تمام احکام جسم و جان و روح و قلب

وجہ علوم الہیہ و معارف ناقصا ہے کو جامع ہے جن میں سے ایک ایک ٹکڑے کا نام طریقت و معرفت ہے و لہذا  
باجامع قطعی جملہ اولیائے کرام کے تمام حقائق کو شریعت مطہرہ پر عرض کرنا فرض ہے۔ اگر شریعت کے مطابق ہر  
حق و قبول ہیں ورنہ مردود و مخدول (مطروود و ناقبول)۔

(تو یقیناً قطعاً شریعت ہی اصل کار ہے، شریعت ہی مناط و مدار ہے شریعت ہی حکمت و معیار ہے  
اور حق و باطل کے پرکھنے کی کسوٹی۔

شریعت راہ کو کہتے ہیں اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ترجمہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ۔ اور یہ قطعاً عام و مطلق ہے نہ کہ صرف چند احکام جماعتی سے خاص۔

یہی وہ راہ ہے کہ پانچویں وقت، ہر نماز ہر رکعت میں اس کا پلٹنا اور اس پر صبر و استقامت کی  
دُعا کرنا ہر مسلمان پر واجب فرمایا ہے کہ "اهدنا الصراط المستقیم" (ہم کو سیدہ عارستہ چلا) ہم کو محمد  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ پر چلا، ان کی شریعت پر ثابت قدم رکھ۔

یہ تہی طریق، طریقہ، طریقت راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو۔ تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام  
ہے اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بشہادت قرآن عظیم خدا یک ذہن پائے گی بلکہ شیطان تک جنت  
تک نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن عظیم باطل و مردود فرما چکا۔

فَاَجْرَمَ فَذُرِّهُوا کہ طریقت یہی شریعت ہے اسی راہ روشن کا لکڑا ہے، اس کا اس سے جدا ہونا  
محال و ناممکن ہے۔ جو اسے شریعت سے جدا مانتا ہے اسے راہ خدا سے توڑ کر راہ ابلیس مانتا ہے  
مگر ماحشا، طریقت ختمہ راہ ابلیس نہیں قطعاً راہ خدا ہے (نہ بندہ کسی وقت کیسی ہی ریاضات و عبادات  
بجالائے) کیسی ہی ریاضتوں، عبادتوں اور چلہ کشیوں میں وقت گزارا جائے) اس رتبہ تک پہنچے کہ  
تکالیف شریعت (شریعت مطہرہ کے فرائض و احکام امر و نہی) اس سے ساقط ہو جائیں اور اسے  
اسپ بے نگاہ و مشتربے زمام کر کے چھوڑ دیا جائے۔

(قرآن عظیم میں فرمایا)

اِنَّ مَعَ كُلِّ صَوَاطِئٍ مُّسْتَقِيْمٌۭ

بیشک اسی سیدھی راہ پر میرا مبتلا ہے۔

اور فرمایا:

وَأَنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السَّبِيلَ الْاُثْمَ.

شروع رکوع سے احکام شریعت بیان کر کے فرماتا ہے، اور اسے محبوب اتم فرماؤ کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے تو اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور راستوں کے پیچھے نہ لگ جاؤ کہ وہ تمہیں خدا کی راہ سے ہٹا کر دیں گے۔

دیکھو قرآن عظیم نے صاف فرمادیا کہ شریعت ہی صرف وہ راہ ہے جس کا منہا اللہ ہے، اور جس سے وصولی الی اللہ ہے۔ اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ کی راہ سے دور پڑے گا۔  
طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعت ہی کے اتباع کا صدقہ ہے ورنہ بے اتباع شریعت بڑے بڑے کشف راجہوں، جوگیوں، سنیاسیوں کو دیے جاتے ہیں، پھر وہ کہاں تک لے جاتے ہیں اسی ناپہنچیم و عذاب الیم تک پہنچاتے ہیں۔ (مقالہ اعراف)

صوفی وہ ہے کہ اپنے ہوا (اپنی خواہشوں، اپنی مرادوں) کو تابع شریعت کرے (بے اتباع شریعت کسی خواہش پر نہ لگے) نہ وہ کہ ہوا (دوسرے اور نفسانی خواہشوں) کی خاطر شریعت سے دست بردار ہو (اور اتباع شریعت سے آزاد) شریعت خدا ہے اور طریقت قوت، جب خدا ترک کی جائے گی قوت آپ نہ ال پائے گی، شریعت آنکھ ہے اور طریقت نظر (اور) آنکھ ٹھوٹ کر نظر (کا باقی رہن) طبع منقور (عقل سلیم قبول نہیں کرتی تو شریعت مطہرہ میں کب مقبول و مقبتر) بعد از وصول (منزل) اگر اتباع شریعت سے بے پروائی ہوئی (اور احکام شریعت کا اتباع لازم و ضرور نہ رہتا یا بندہ اس میں غفلت رہتا) تو سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور امام الواصلین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اس کے ساتھ احق ہوتے (اور ترک بندگی و اتباع شریعت کے باب میں سب سے مقدم و پیش رفت) نہیں (یہ بات نہیں اور ہرگز نہیں) بلکہ جس قدر قرب (حق) زیادہ ہوتا ہے شریعت کی باگیں اور زیادہ سخت ہوتی جاتی ہیں (کہ) حسنات الابرار میں صیغہ صیغہ (ابرار کی نیکیاں بھی مغربین کے لئے عیب ہوتی ہیں)

نزدیکان را بیش بود حیرانی  
(قریب والوں کو حیرت زیادہ ہوتی ہے)

سے القرآن اکرم ۱۵۳/۶

دارالکتب العلمیہ بیروت ۳۱۸/۱

حدیث ۱۱۳۵

سے کشف الخفاء

جن کے رتبے میں سو ۱۰۱ ان کو سوا مشکل ہے

آخر نہ دیکھا کہ سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات، رات بھر عبادات و فرائض میں مشغول اور کبریاقت کے لئے گریاں و طلول رہتے۔ نماز پنجگانہ تو حضور پر فرض تھی ہی نماز تہجد کا ادا کرنا بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لازم بلکہ فرض قرار دیا گیا جب کہ اُمت کے لئے وہی سنت کی سنت ہے۔

حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا کہ کچھ لوگ رزم کرتے ہیں کہ احکام شریعت تو اصول کا ذریعہ تھے اور ہم واصل ہو گئے یعنی اب ہمیں شریعت کی کیا حاجت۔ فرمایا: وہ سچ کہتے ہیں، واصل ضرور ہوئے مگر کہاں تک؟ جہنم تک۔

چچو اور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں اگر ہزار برس جیوں تو فرائض و واجبات تو بڑی چیز ہیں، جو فرائض و مستحبات مقرر کر دیے ہیں بے عذر شرعی ان میں کچھ کم نہ کروں۔

تو خلق پر تمام راستے بند ہیں مگر وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان قدم کی پیروی کرے گا  
خلافت پیغمبر کے راہ گزیدہ کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید  
(جس کسی نے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلافت راستہ اختیار کی ہرگز منزل مقصود

پر نہ پہنچے گا)

تو ہیں شریعت کفر (اور علمائے دین کو سب و شتم، آخرت میں نصیحت و رسوائی کا موجب)  
اور اس کے دائرہ سے خروج فسق (و نافرمانی) صوفی (تقویٰ شعار) صادق (اعمال) عالم سنی صیح العقیدہ  
پر خدا و رسول کے فرمان (واجب الاذعان کے مطابق) ہمیشہ یہ عقیدت رکھتا ہے کہ (یہاں اصل  
میں بیاض ہے) (علمائے شرع میں دارشان خاتم النبیین ہیں اور علوم شریعت کے نگہبان و علمبردار،  
تو ان کی تعظیم و تکریم صاحب شریعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم ہے اور اس پر دین کا مدار)  
اور عالم متدین خدا طلب (خدا پرست، خدا ترس، خدا آگاہ) ہمیشہ صوفی سے (یہاں اصل میں  
بیاض ہے) (بتراضع و انکسار پیش آئے گا کہ وہ حق آگاہ اور حق کی پناہ میں ہے) اور اسے اپنے سے  
افضل و اعلیٰ جانے گا (کہ وہ دنیاوی آلائشوں سے پاک ہے) جو اعمال اس (صوفی صافی حق پرست و  
حق آگاہ) کے اس کی نظر میں قانون تقویٰ سے باہر نظر آئیں گے (ان سے صرف نظر کر کے معاملہ عالم الغیب

والشہادۃ پر چھوڑے گا بمصدقہ

ایک جمال حبیب خورشیدی طعنہ بر عیب دیگران مکنید

(اے اپنے عیبوں کو اٹھانے والو! دوسروں کے عیب پر طعنہ زنی مت کرو)

الحمد للہ! سب کو ہدایت اور اس پر ثبات واستقامت (ثابت قدمی) اور اپنے محبوبوں اور چچے

چچے عقیدوں پر جہان گزراں سے اٹھا۔ آمین یا ارحم الراحمین!

اللهم لك الحمد واليك المنة وانت المستعان ولا حول ولا قوة الا بالله العلي

العظيم وصلى الله تعالى على الجليل المصطفى وعلى آله الطيبين وصحبه الطاهرين اجمعين۔

رسالة اعتقاد الاحباب في الجميل والمصطفى والاول والاخيرة ختم بها

مسئلہ از بریلی مدرسہ منظر الاسلام مستور مولوی محمد افضل صاحب ۵ ربیع الاول ۱۳۲۸ھ

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام خواہش امتی بود  
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چرا کرد  
حالانکہ از مرتبہ نبوت دیگر مرتبہ نیست فوق  
آن و مرتبہ امت اسفل از ان و دیگر اینکه این طور  
حدیث را بر عقائد حکما زیر اگر اخبار عظیم اسلام  
در ملوئیں تمام عالم احتیاج ایشان از ایشان احتیاج  
کے نیستند۔ جینہ اتوجہ روا۔

ان کا محتاج ہے وہ کسی کے محتاج نہیں۔ بیان مواد اجمرد دئے جاو گئے۔ (ت)

### الجواب

افضل فنی از فضل نیست سید عالم صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم را مرتبہ از محبوبیت کسبندی و  
وجہ فضائل عالیہ چنان بخشیدند کہ مرکب کسے  
بغبار او نرسد تیرہ در و نان بر فضل دیگران حسد  
برند و اہل کمال چوں بینند کہ ما را بآں دسترس  
نیست انتساب بآں محبوب خواہند

افضل فضیلت سے مستغنی نہیں ہوتا۔ سید عالم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو محبوبیت کبریٰ کا بلند مرتبہ  
اور تمام فضائل عالیہ اس طور پر ماحصل ہوئے کہ  
کسی کا مرکب ان کے بغاوت تک نہیں پہنچ سکتا۔  
تاریک دل والے دوسروں کی فضیلت پر حسد کرتے  
ہیں اور اہل کمال جب دیکھتے ہیں کہ میں اس عظیم

کہ در زیر عنایتش برو جھے خاص باشند انبیاء  
را بدیگران احتیاج بودی مسلم قانا یہ سید انبیاء  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر را نیاز ست چنانکہ  
کریمہ اخذ یشاق از انبیاء و حدیث صحیح مسلم  
یرغب الہ الخلق کلہم حتی  
خلیل اللہ ابواہیم برائ شاہ عدل  
ست ایں چنین احادیث را بایچ عقیدہ خلافت  
نحیت۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
میری نظر را خوب ہے حتی کہ جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی۔ اس قسم کی حدیث کسی عقیدہ کے  
مخالفت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۱۳۸۸ھ از گونڈل مرسلہ قاضی قاسم میاں صاحب ۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حوام مومنین سے حوام ملائکہ کا مرتبہ زیادہ ہے یا نہیں؟  
حوام مومنین کی تشریح فرمائیے۔

### الجواب

حدیث میں ہے رب العزۃ جل و علا فرماتا ہے:

جدی المؤمن احب الی من بعض ملئکتی یہ  
میرا مسلمان بندہ مجھے میرے بعض فرشتوں سے زیادہ  
پیارا ہے۔

ہمارے رسول ﷺ کے رسولوں سے افضل ہیں اور ملائکہ کے رسول ہمارے اولیائے افضل ہیں،  
اور ہمارے اولیاء حوام ملائکہ یعنی غیر رسل سے افضل ہیں، اور یہاں حوام مومنین سے یہی مراد ہیں، نہ فساق و  
فہار کہ ملائکہ کسی طرح افضل نہیں ہو سکتے۔ افسانہ صفت ملکوتی و بھیسی و شیطانی سب کا جامع ہے  
جو صفت اس پر غلبہ کرے لے اس کے غروب الیہ سے زائد ہو جائے گا کہ اگر ملکوتی صفت غالب ہوئی  
کہ وہ ملائکہ سے افضل ہو گا اور بھیسی غالب ہوئی تو بہائم سے بہ تر اولئک کا لانا ہر میل ہر

۱۔ صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن باب بیان القرآن انزل علی سبعۃ احوث قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۴  
۲۔ اتحاف السادة المتقين کتاب اسرار الصوم دار الفکر بیروت ۱۹۳/م



اضد (وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ ہیں۔ ت) یہ بھی سب سے شیطانی دبا بید کو دیکھو شیطان کن سے سبق لیتا ہے، ابلیس کو ہزاروں برس کی عمر میں نہ سوچیں تھیں جو انھیں سوچتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۳۹۱ھ از دارالطلبہ مدرسہ سبحانیہ الرآباد مدرسہ مولوی ابراہیم صاحب ۱۷ رمضان ۱۳۳۸ھ  
(۱) زید کہتا ہے کہ تعلیہ شخصی واجب نہیں کو قرآن و حدیث سے ثابت نہیں اگر واجب ہوتی تو احادیث میں کہیں نہ کہیں ذکر ہوتا۔ مگر کہتا ہے واجب ہے بالخصوص امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی۔

(۲) زید کا قول صحیح ہے یا مکر و کا؟  
(۲) زید کہتا ہے قرأت خلف امام کرنی چاہئے نہ کیا ہے گی تو نماز صحیح نہ ہوگی، اور اس کے ثبوت میں احادیث پیش کرتا ہے۔ مگر کہتا ہے نہ کرنا چاہئے۔ زید احادیث و تفاسیر کے علاوہ اور کسی دلیل کو نہیں مانتا، کہتا ہے کہ فقہ قیاسی ہے احادیث و تفاسیر کے مقابل قابل عمل نہیں۔  
(۳) زید کہتا ہے آمین بالجہر کرنا چاہئے کہ احادیث سے ثابت ہے۔ مگر دانت ہے، محسوس کا قول ٹھیکہ ہے؟

### الجواب

(۱) تعلیہ فرض قطعی ہے، قال اللہ تعالیٰ،  
فاستلوا ہل الذکرات کنتہ  
لا تعلمون یہ  
تو اسے مگر اعلم و اولیٰ سے پوچھو اگر تمہیں مسلم  
نہیں ہے (ت)

و قال صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
الاستلوان لہ یعلموا فانا شفاء العی  
السؤال یہ  
اگر وہ نہیں جانتے تو پوچھتے کیوں نہیں گیرنگ جہالت کی  
شفاء سوال کرنا ہے۔ (۱) ت

اگر ایک مذہب کی پابندی نہ کی جائے تو یا وقت واحد میں شنی واحد کو حرام بھی جانے کا اور حلال بھی  
جیسے قرأت مقتدی شافعیہ کے یہاں واجب اور حنفیہ کے یہاں حرام اور وقت واحد میں شنی کا

۱۷۹/۷ القرآن الکریم

۲۲/۱۶

۲۹/۱ سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب المجدۃ تیمم آفتاب عالم پریس لاہور

حرام و حلال دونوں ہونا محال، یا یہ کرے گا کہ ایک وقت حلال سمجھے گا دوسرے وقت حرام، تو یہ اس آیت میں خلل ہونا ہوگا کہ یہ مخلوند عام و یحرموند عاصما (ایک سال اس کے حلال ٹھہراتے ہیں اور ایک سال اسے حرام ٹھہراتے ہیں۔ ت) لاجرم یا بندہ مذہب لازم، اور اس کی تفصیل ہمارے فتاویٰ میں ہے۔  
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) فقہ کا نام ماننے والا شیطان ہے۔ ائمہ کا دامن جوتہ تھا مے وہ قیامت تک کوئی امتداف مستند حدیث سے ثابت نہیں کر سکتا جسے دعویٰ ہو سائے آئے۔ اور زیادہ نہیں اسی کا ثبوت دے کر گت کھانا حلال ہے یا حرام، کون سی حدیث میں آیا ہے کہ کتنا کھانا حرام ہے؟ آیت نے تو کھانے کی حرام چیزوں کو صرف چار میں حصہ فرمایا ہے، مردار، اور رگوں کا خون، اور خنزیر کا گوشت، اور وہ جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے تو کتنا در کنا رسوئی کی چرتی اور گردے اور ادجڑی کھانے سے حرام ہوگی کسی حدیث میں ان کی تحریم نہیں۔ اور آیت میں لحم فرمایا ہے جو ان کو شامل نہیں، مضرض یہ لوگ شیطانی ہیں۔ ان کی بات مستنا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) عمر و کا قول ٹیک ہے۔ آمین دُعا ہے اور دُعا کے اخفا کا قرآن عظیم میں حکم ہے اور حدیث مرفوع بھی اسی کا افادہ فرماتی ہے کہ:

وَذَقَلْ وَلَا الضَّالِّينَ قَوْلُ الْأَمِينِ فَانِ      جب امام ولا الضالین کہے تم آمین کہو کہ امام  
الامام یقولہا۔      بھی کہے گا۔

معلوم ہوا کہ آہستہ کہے گا، اصل یہ ہے کہ امام کے فعل کے ساتھ اس کا فعل ہو اگر وہ آمین بالجہر کہتا مقتدیوں کو معلوم ہوتا تو یہ فرمایا جاتا کہ جب وہ آمین کہے تم بھی کہو یہاں یہ نہ دُعا بلکہ اس کا فعل بتایا کہ جب وہ ولا الضالین کہے تم آمین کہو، اور اس کی موافقت کہ خفی تھی ظاہر فرمادی کہ وہ بھی کہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۲ از شہر معلومہ اگر ان مسئلوں صان علی طالب علم در منظر الاسلام ۱۸ صفر ۱۳۳۹  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ قیام میلاد شریف اگر مطلقاً ذکر خیر ل

سے القرآن الکریم ۳۰/۹

سے سنن النسائی کتاب الاغتسح باب جبر الامام بآئین      نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۳۴۱  
مسند احمد بن حنبل      عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ      المکتب الاسلامی بیروت ۲۰۰۶

وجہ سے کیا جاتا ہے تو اول وقت سے کیوں نہیں کیا جاتا اس لئے کہ اول سے ذکر خیر ہی ہوتا ہے اور اگر اس خیال سے کیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روفی افروز ہوئیں تو کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول وقت سے روفی افروز نہیں ہوتے اگر ہوتے تو ابتدائے مجلس مبارک قیام ہی سے کیوں نہیں ہوتا اور اگر نہیں تو کیا فظہر قولہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی کے وقت جلوہ افروز ہوتے اور تا قیام تشریف فرما رہتے اور فوراً لوگوں کے بیٹھے ہی تشریف لے جاتے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کا آنا لوگوں کے قیام و نیز میل و خواں کے فظہر قولہ کہنے پر موقوف ہے، کیا یہ زید کا کہنا لغو ہے یا نہیں اور اس کا کافی جواب کیا ہے؟ جینوا توجودا (بیان فرماؤ اجر دے جاؤ گے۔ ت)

### الجواب

زید کی یہ سب محقق جماعتیں سفاہتیں ہیں عقل و لایعنی شقوق اپنی طرف سے ایجاد کئے اور جوہر حقیقی ہے اس کی طرف اسے ہدایت نہ ہوئی، تعظیم ذکر اقدس مثل تعظیم ذات انور ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تعظیم ذات باخلاق و حالات مختلف ہوتی ہے، معکم کے قدم کے وقت قیام کیا جاتا ہے اور اس کے حضور کے وقت بآداب اس کے سامنے بیٹھنا تعظیم ہے، ذکر تشریف میں بھی ذکر قدم کی تعظیم قیام سے ہے اور باقی وقت کی تعظیم بآداب قعود سے۔ ولکن الوہابیۃ قوم لا یعقلون (لیکن وہابیہ قوم بے عقل قوم ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ مولانا مولوی سید غلام قلب الدین صاحب پریسی جی برہمپوری از شہر  
حکملہ بامندھی ۳ ربیع الاول شریف ۱۴۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اب کی دس جنوری کی اشاعت میں رامان سنگھ نے قرآن عظیم کی تین آیات کا حوالہ دے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) گنہگار قرار دیا ہے ان میں سے پہلی دو میں رسول مقبول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو یوں مخاطب کیا ہے "تو اپنے گناہوں کی معافی مانگ" تیسری آیت کا مطلب یہ ہے "فی الراقی ہم نے تیرے واسطے بلاشبہ گامیابی حاصل کی ہے کہ خدا تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف کرتا ہے" مسٹر حسن ہم کو اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ ان آیات میں "تو" سے مراد تو ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کا اشارہ اسلام کے نبی کے پیروؤں کے گناہوں اور غلطیوں کی طرف ہے یہ بات مشکل ہے کہ اس مباحثہ کو قابل یقین سمجھا جائے کیونکہ اگر عربی زبان ایسی ہی چھپیہ ہے کہ ہر ایک پڑھنے والا اپنی خواہش کے مطابق مطلب لے سکتا ہے تب قرآن عظیم سے جو چاہیں مطلب لے سکتے ہیں تاہم مسٹر حسن کا یہ بیان ہے کہ وہ آیات زیر مباحثہ کے ان معنوں پر اعتقاد

رکھتے اور قرآن عظیم کے مفسرین کی صفت کو مانتے ہیں مجھ کو خوف ہے کہ مسٹر حسنی نے تفسیروں کو غور سے نہیں پڑھا ہے کیونکہ میں ذیل میں یہ دکھاؤں گا کہ قرآن عظیم کے مسلم مفسرین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گنہگار ہونے کو (معاذ اللہ) صاف طور سے مانتے ہیں اور بعض مرقوں پر ان خاص گناہوں کو بتاتے ہیں جن کی بابت رسول مقبول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے معافی مانگنے کو کہا گیا ہم وہ تین آیات لیتے ہیں جو راما سنگھم نے نقل کی ہیں، اول سورہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی انتیسویں آیت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ”تو معافی مانگ اسے اپنے گنہگاروں اور اپنے معتقدین کی خواہ مرد ہوں خواہ عورت“ یہاں پر کسی حالت میں بھی ”تو“ کے معنی پیرؤوں کے نہیں ہو سکتے چونکہ ان لوگوں کا ذکر خود بھی آپ کا ہے ”اور“ حرف عطفت سب پیچیدگیوں کو صاف کر دیتا ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے اپنی اور بعد کو اپنے پیرؤوں کی معافی مانگنے کو کہا گیا ہے۔ دوسری سورہ نوح کی چھپویں آیت ہے اور اس کا مطلب یہ ہے ”تو اپنے گناہوں کی معافی مانگ“ اس بات کو یقین کرنا دشوار ہے کہ آپ کے مسٹر حسنی نے درحقیقت مفسرین سے دریافت کیا ہو گا اگر وہ دریافت کر لیتے تو بھی نہ کہتے کہ دسے لوگ اس بات کو راما سنگھم پر صاف عیاں کر دیں گے کہ مسلمانوں کے پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہر گناہ سے معصوم ہیں اس سے کہیں دور وہ صاف طور سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گنہگاری کو مانتے ہیں ابھی جاس بڑے بھاری مفسرین میں سے ہیں اور اپنی تفسیر میں اس طرح سے کہتے ہیں، ”وَأَسْتَغْفِرُ لَذَنبِكَ لِنَقْصِيرِ وَالشُّكْرُ عَلَى مَا أَلَمَّ اللَّهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أَصْحَابِكَ۔“ اسی کے معنی یہ ہیں کہ تو معافی مانگ اپنے گناہوں کی وہ یہ کہ تو نے خدا کی اس مہربانی کے شکر گزار ہونے میں غفلت کی جو کہ خدا نے تیرے پیرؤوں پر کی۔

زمعشری ایک بڑے بھاری مفسر اپنی تفسیر الکشاف میں یوں لکھتے ہیں، ”لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقْدِرُ مِنْ ذَنْبِكَ قَبْلَ الْوَجْهِ وَمَا تَأْخُذُ مَا يَكُونُ بَعْدَ الْوَجْهِ إِلَى الْمَوْتِ۔“ اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تیرے گناہ جو کہ وحی آنے کے قبل ہوئے ہیں اور اس کے بعد میں یعنی مرتے وقت تک معاف کر دے۔ بیڑا تو جروا۔

## الجواب

اس سوال میں آریہ نے افتراء و جہالت و نافرمانی و بے ایمانی سے کام لیا۔

- (۱) جہارت کہ کُشاف کی طرف نسبت کی محض یہاں ہے، کُشاف میں اُس کا پتہ نہیں۔  
 (۲) بالفرض اگر کُشاف میں ہوتی تو وہ ایک معتزلی بد مذہب بے ادب کی تصنیف ہے اس کا کیا اعتبار۔

(۳) یہ تفسیر کو منسوب بسیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے نہ اُن کی کتاب ہے نہ اُن سے ثابت یہ بسند محمد بن مروان عن ابی الجلی عن ابی صالح مروی ہے اور اندر دین اس سند کو فرماتے ہیں کہ یہ سلسلہ کذب ہے تفسیر الاتقان شریف میں ہے ۱

واوہی طریقہ طریق النکبی عن ابی صالح  
 عن ابن عباس فان انعم الی ذلک روایۃ  
 محمد بن مروان اسد عن الصغیر  
 فہی سلسلۃ الکذب لہ  
 اس کے طرق میں سے کمزور ترین طریق کلبی کا الجرح  
 سے اور اس کا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
 سے روایت کرنا اگر اس کے ساتھ محمد بن مروان  
 اسدی کی روایت مل جائے تو کذب کا سلسلہ

ہے۔ (ت)

(۴) اس کے ترجمے میں بھی آیہ نے تخریف کی ہے، جہارت یہ ہے :  
 لتقصر انشکرو علی ما انعم اللہ علیک  
 وعلی اصحابک۔  
 یعنی اللہ عزوجل نے آپ پر اور آپ کے اصحاب پر  
 جو نعمتیں فرمائیں ان کے شکر میں جس قدر کئی اتنے ہوتی  
 اس کے لئے استغفار فرمائیے۔

کہاں کی اور کہاں نعمت، نعمائے الہیہ ہر فرد پر ہے شمار حقیقت غیر متناہی بالفعل میں کہا حقیقتہ  
 المفتی ابو السعود فی ارشاد العقل السلیم (بیجا کہ مفتی ابو السعود نے ارشاد العقل السلیم میں  
 اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) قال اللہ عزوجل، وان تعدوا نعمة اللہ لا تحصوها اگر اللہ کی نعمتیں  
 گنتا چاہو تو نہ گن سکو گے۔ جب اس کی نعمتوں کو کوئی گن نہیں سکتا تو ہر نعمت کا پورا شکر کون ادا  
 کر سکتا ہے، ہ

از دست و زباں کہ برآید      کز عمدہ شکرش برآید  
 (کس کے ہاتھ اور زباں سے ممکن ہے کہ اس کے شکر سے عمدہ برآجوسکے۔ ت)

۱۔ الاتقان فی علوم القرآن النوع التاسع والستون فی غرائب التفسیر مصنف ابوبانی مصر ۱/۱۸۹  
 ۲۔ القرآن الکریم ۱۴/۳۴

(۷) نہ ہر تفسیر مقبرہ ہر مفسر مصیب، مشترک کا ظلم ہے کہ نام نے آیات کا اور دامن پکڑے تا مقبرہ تفسیرات کا۔ ایسا ہی ہے تو وہ لغویات و ہزلیات و غشیات کہ ایک مذهب آدمی کو انھیں بکتے بلکہ دوسرے آدمی سے نقل کرتے مار آئے جو آریہ کے ویدوں میں اہل گلی پھر رہی ہیں اور خود ہند گان وید نے اس کے ترجموں میں وہی حد بھر کے گندے گنداؤں نے غش نکھائی ہے آریہ کی جان کیونکر چھوٹنے کی مثلاً بجز وید میں ایشر کے کی بیماری کا حال لکے کہ بستر بیماری پر پڑے پکار رہے ہیں کہ "اوس سیکڑوں کی طرح کی عقل و علم رکھنے والا ہوتا تھا بھئی سیکڑوں ہزاروں طرح کی برٹیاں ہیں ان میں سے میرے شریک کو زوگ کرو" اسے اماں جان! تو بھی ایسا ہی کر! نیز یہ بھی فرما رہے ہیں کہ "مے برٹیوں کے مانند فائدہ دینے والی دیوی ماما! میں فرزند کھجور بہت نصیحت کرتا ہوں۔ ماما جی کبھی ہیں اسے لائق بیٹے! میں دادہ تیرے گھوڑے لائیں زمین پکڑے، جان کی حفاظت و پرورش کرتی تو مجھے نصیحت مت کر۔" اسی بکر وید کے ادیبانے ۳۱ منتر اول میں ایشر کے متعلق ہے اس کے ہزار سر ہیں ہزار آنکھیں ہیں ہزار پاؤں ہیں زمین پر وہ سب جگہ ہے اٹا سیدھا تہ بھی دس انگلی کے ماحصلہ پر ہر آدمی کے آگے جیسا ہے۔ "نیز ویدوں میں اس کا نام سرو بیباک ہے یعنی وہ ہر جگہ سایا ہوا ہر چیز میں رہا ہوا، ہر خط میں گھسا ہوا ہے، ہر جانور کی مقصد ہر مادہ کی فرج ہر پانچ خانہ کی ڈھیری میں ایشر

ہی ایسور ہے۔ دیا نند نے محض زبردستی اُن کی کاپی پلٹ کی اور انھیں قش سے نکالا مگر اور مترجموں کا ترجمہ کہاں مٹ جائے گا مفسر تو اپنی طرف سے مطلب کہتا ہے اور مترجم خود اصل کلام کو دوسری زبان میں یہاں کرتا ہے ترجمے کی غلطی اگر ہوتی ہے تو وہ ایک لفظ کے معنی میں نہ کہ سارے کا سارا کلام محض قش سے مٹنے کی طرف پلٹ دیا جائے اور اگر سنسکرت ایسی ہی پیچیدہ زبان ہے جس کی سطروں کی سطریں چاہے قش سے ترجمہ کر دو خواہ مکت سے تو وہ کلام کیا ہوا بھانسی کا گور کہ دھندل ہوا اور اس کے کس حرف پر اعتماد ہو سکتا ہے، نہیں معلوم کرنا چاہی ہے یا گالی بکھی ہے۔

(۸) استدلال بڑی ذمہ داری کا کام ہے آپرہ جیسا کہ اس سے مدد برآ ہو سکتا ہے۔  
نیا شد بہ آئین تحقیق دال      پکوری و پوری و بھیا د دال

شرط تمامی استدلال قطع ہر استدالی ہے علم کا قاعدہ مسئلہ ہے،  
لذا اجباء الاحتمال بطل الامتدلال ہے جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔  
سورۃ نوح و سورۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آیات کو یہ میں کو کسی دلیل قطعی ہے کہ خطاب حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے، مومن میں تو اتنا ہے، واستغفر لذنبک اے شخص اپنی غلطی معافی چاہ، کسی کا خاص نام نہیں کوئی دلیل تخصیص کلام نہیں، قرآن عظیم تمام جہاں کی ہدایت کیلئے اترا نہ صرف اس وقت کے مروجہ دین بلکہ قیامت تک کے آنے والوں سے وہ خطاب فرماتا ہے، اقیبوا الصلوۃ نماز پڑھو۔ یہ خطاب جیسا صابو کو ام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تھا ویسا ہی ہم سے بھی ہے اور تا قیام قیامت ہمارے بعد آنے والی نسلوں سے بھی۔ اسی قرآن عظیم میں ہے،  
لا تذکرکم بہ وہم بعلہم یحکم تاکر میں اس سے تمہیں ڈراؤں اور جن جن کو

پہنچے۔ (ت)

کتب کا عام قاعدہ ہے کہ خطاب ہر سامع سے ہوتا ہے یہاں اس حد کہ اللہ تعالیٰ (تو جان لے اللہ تعالیٰ

۵۵	۵۵/۴۰	۵۵
۵۳	۴۳/۲	۵۳
۵۲	۱۹/۶	۵۲

تجھے سعادت مند بنائے۔ (ت) میں کوئی خاص شخص مراد نہیں۔ خود قرآن عظیم میں فرمایا،  
 اِذَا يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ اَنَّهُ رَاحِلٌ ﴿۱۰۱﴾ (اور جب انسان کو یاد آئے کہ وہ فانی ہے)  
 اس آیت میں کان علیٰ السَّمْعِ ﴿۱۰۲﴾ اور اَصْرُ ﴿۱۰۳﴾  
 بِالْمَقْوٰی ﴿۱۰۴﴾  
 وہ نماز پڑھے، بھلا دیکھ تو اگر وہ بندہ ہدایت پر چلے گا اور اگر وہ گمراہی کا حکم فرمائے۔

یہاں بندے سے مراد حضور اقدس کس ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اور غائب کی خیمہ کی طرف  
 ہیں اور مخاطب کی ہر سامع کی طرف، بلکہ فرماتا ہے،  
 فَمَا يَكْذِبُكَ بَعْدَ الْمَسْئَلَةِ ﴿۱۰۵﴾ (ان روشن دلیلوں کے بعد) کیا چیز تجھے روز قیامت  
 کے جھٹلانے پر باعث ہو رہی ہے۔

یہ خطاب خاص کفار سے ہے بلکہ ان میں بھی خاص ملکر ان قیامت مثل مشرکین آریہ و ہنود سے، یہ وہی دُوزخ سورۃ  
 کوہ میں کاف خطاب ہر سامع کے لئے ہے کہ اسے سُنے والے اپنے اور اپنے سب مسلمان بھائیوں کے گناہ  
 کی معافی مانگے۔

(۹) بلکہ آیت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تو صاف قرینہ موجود ہے کہ خطاب حضور سے نہیں،  
 اس کی ابتداء یہی ہے،

فَاعْلَمْ اَنَّهُ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لَذَنْبِكَ ﴿۱۰۶﴾ جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنی  
 اور مسلمان مردوں اور عورتوں کی معافی چاہ۔

تو یہ خطاب اُس سے ہے جو ابھی لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ نہیں جانتا اور نہ جاننے والے کو جاننے کا حکم دینا تحصیل  
 حاصل ہے تو معنی یہ ہوئے کہ اسے سُنے والے جسے ابھی توحید پر یقین نہیں کئے باشند توحید پر یقین لائے  
 اور اپنے اور اپنے بھائی مسلمانوں کے گناہ کی معافی مانگے، تمہارے آیت میں اس غم کو داغ فرما دیا کہ،  
 وَاللّٰهُ يَعْصِلُ مَقْلِبَكُمْ وَمَشَاسِكُمْ ﴿۱۰۷﴾ اللہ جانتا ہے جہاں تم سب کی گمراہی لے رہے ہو،  
 اور جہاں تم سب کا ٹھکانا ہے۔

اگر فاعل میں تاویل کرے تو ذَنْبِكَ میں تاویل سے کوئی مانع ہے، اور اگر ذَنْبِكَ میں تاویل نہیں

۵۲ القرآن الکریم ۹۵/۲  
 ۱۹/۴

۵۳ القرآن الکریم ۹۹/۱۱  
 ۱۹/۴



کرتا تو فاعلوں میں تاویل کیے کر سکتا ہے، دونوں پر ہمارا مطلب حاصل، اور مدعی معاند کا استدلال زائل۔  
(۱۰) دونوں آیہ کریمہ میں صیغہ امر ہے اور امر انشاء ہے اور انشاء وقوع پر دانی نہیں تو حاصل اس قدر کہ بغرض وقوع استغفار واجب، نہ یہ کہ معاذ اللہ واقع ہوا، جیسے کسی سے کہنا اگر مرفیضہ اپنے مہمان کی عزت کرنا، اس سے یہ مراد نہیں کہ اس وقت کوئی مہمان موجود ہے نہ یہ خبر ہے کہ خواہی خواہی کوئی مہمان آئیگا ہی بلکہ صرف اتنا مطلب ہے کہ اگر ایسا ہو تو یوں کرنا۔

(۱۱) ذنب معصیت کو کہتے ہیں اور قرآن حکیم کے حرف میں اطلاق معصیت عمدی سے خاص نہیں، قال اللہ تعالیٰ: **وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ** آد نے اپنے رب کی معصیت کی حالانکہ خود فرماتا ہے، فتنسی ولم نجد له عزماً آدم بھوا، گیا ہم نے اس کا قصد نہ پایا۔ لیکن سہو نہ گناہ ہے نہ اس پر مواخذہ۔ خود قرآن کریم نے بندوں کو یہ دُعا ملیم فرمائی: **مُوبِنًا ذُوقُوا أَخْذَنَا** نیتنا اور اے ہمارے رب! ہمیں نہ پکڑ اگر ہم مجھیں یا خطائے۔

(۱۲) جتنا قرب زائد اُسی قدر احکام کی شدت زیادہ نظر جن کے رتبہ ہیں سوائے کو سراسر مشکل ہے بادشاہ جبار جلیل القدر ایک جنگل گنوار کی جو بات سنی لے گا جو برتاؤ گوارا کرے گا ہرگز شہریوں سے پسند نہ کریگا شہریوں میں بازاریوں سے معاملہ آسان ہو گا اور خاص لوگوں سے سخت اور خاصوں میں درباریوں اور درباریوں میں وزراء ہر ایک پر بار دوسرے سے زائد ہے اس لئے وارد ہوا: **حَسَنَاتِ الْاَبْرَارِ** مہینات المقربین کیجے نیکیوں کے جو نیکی کام ہیں مقربوں کے حق میں گناہ ہیں۔ وہاں ترکہ ادنیٰ کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ترکہ ادنیٰ ہرگز گناہ نہیں  
(۱۳) آریہ بچارے جن کے باپ دادا نے بھی کبھی عربی کا نام نہ سنا۔ اگر نہ جانے تو ہر ادنیٰ

۱۲۱/۲۰ سورۃ القرآن الکریم

۱۱۵/۲۰ " " "

۲۸۶/۲ " " "

۱۸۶/۱۱ مصطفیٰ ابی عمر

نہت آیۃ ۱۹/۴

۱۸۶/۱۱ مصطفیٰ ابی عمر

۱۸۶/۱۱ مصطفیٰ ابی عمر

ارشاد العقل السید

طالب علم جانتا ہے کہ اضافت کے لئے اولیٰ ملاہست پس ہے بلکہ یہ عام طور پر فارسی، اردو، ہندی سب زبانوں میں رائج ہے مکان کو جس طرح اس کے نامک کی طرف نسبت کریں گے یونہی کو ایہ دار کی طرف۔ یونہی جو عاریت لے کر پس رہا ہے اس کے پاس چلنے آئے گا یہ کہے گا کہ ہم غلامانے کے گھر گئے تھے بلکہ پالش کرنے والے جن کھیتوں کو ناپ رہے ہوں ایک دوسرے سے پوچھے گا تمہارا کھیت کے جریب ہوا یہاں نہ خاک نہ اجارہ نہ عاریت اور اضافت موجود، یونہی بیٹے کے گھر سے جو چیز آئے گی باپ سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے یہاں سے یہ عطا ہوا تھا، تو ذنبک سے مراد اطمینت کرام کی لغزشیں ہیں، اور اُس کے بعد وللمؤمنین وللمؤمنات تعظیم بعد تخصیص ہے یعنی شفاعت فرمائیے اپنے اہلبیت کرام اور سب مردوں عورتوں کے لئے۔ اب آیہ کے اُس جزوی کا بھی ملاحظہ ہو گیا کہ مردوں کا ذکر تو بعد کو موجود ہے تعظیم بعد تخصیص کی مثال خود قرآن عظیم میں ہے:

سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو۔  
 اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے باپ کو اور جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ آیا اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو۔

(۱۴) اسی وجہ پر آیہ کو سورہ فتح میں لام للک لتلیل کا ہے اور ما تقدم من ذنبک تمہارے انگوٹوں کے گناہ اتنی سیدنا عبد اللہ و سیدنا امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملتا ہے نسکیم ہمک تمام آباؤ کرام و ائمہ طہات باشتناء انبیاء کرام مثل آدم و شیث و نوح و خلیل و اسمعیل علیہم الصلوٰۃ والسلام، اور مآ تاخسر تمہارے پیچھے یعنی قیامت تک تمہارے اہلبیت و امت مروعہ، تو حاصل آیہ کی تکریر ہوا کہ ہم نے تمہارے لئے فتح میں فرمائی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے بخش دے تمہارے علاقہ کے سب انگوٹوں پھیلوں کے گناہ۔ واللہ رب العالمین۔

(۱۵) ما تقدم و ما تاخسر سے قبل و بعد نزول وحی کا ارادہ جس طرح عبارت تفسیر میں مصرع تھا آیت میں قطعاً محتمل، اور ہم ثابت کر چکے کہ اب حقیقت ذنب خود منہ فہم، واللہ الحمد و صلی اللہ تعالیٰ علی خفیم المذنبین و بارک و سلم الی یوم الدین و علی آلہ و صحبہ اجمعین، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر مستور مولوی غلام قطب الدین صاحب ۳ ربیع الاول ۱۳۲۹ء  
راہ شکر اب آریہ نہیں نھرائی ہے، روئے جواب جانب نصاریٰ ہوتا چاہئے۔

### الجواب

بھراؤ وہ جواب کافی دوائی ہے صدر کلام اور مکہ و مدینہ میں آریہ کی جگہ نھرائی نہ کیجئے اور  
۵ کا شعر کاٹ دیجئے اور ۳۱ میں آریہ کی جگہ کر لیں۔ ہاں عہد بائبل تبدیل ہو گا اُسے یوں لکھئے :  
(۷) نہ ہر تفسیر معتبر نہ ہر مفسر مصیب، نھرائی کا علم ہے کہ نام لے آیات کا اور دامن پکڑے  
نام معتبر تفسیرات کا۔ حرقی زبان تو لسان مبین ہے، نہ ہر عمل قابل تاویل، نہ ہر تاویل لائق تحویل کہ ہر شخص جہاں  
چاہے اپنی خواہش کے مطابق مطلب بنائے، اور عمل عمل میں تاویل صحیح کا باب بیشک واسع اور ہر زبان اور  
ہر قوم میں مشائخ و ذائع، اس کا انکار نہ کرے گا مگر مکار مفتون، اور اس کا اقرار نہ کرے گا مگر دیوانہ  
مجنون۔ ہاں بائبل کی زبان ایسی پیچیدہ ہے کہ اور تو اور خود مصنف حرمت کی جگہ میں نہیں آتی۔ قوانین کی  
دوسری کتاب باب ۲۱ درس ۲۰ اور باب ۲۲ درس ۲۱ میں لکھا : وہ جس برس کی عمر میں بادشاہ ہوا  
۸ برس بادشاہت کی اور جاتا رہا داؤد کے شہر میں گاڑا گیا یروشلم کے باشندوں نے اس کے چھوٹے  
بیٹے اغریاہ کو اس کی جگہ بادشاہ کیا اغریاہ ۴۲ برس کی عمر میں بادشاہ ہوا۔ یعنی باب ۱۰ ہم برس کی  
عمر میں مر اس وقت جیسا ۴۲ برس کا تھا۔ باب سے دو برس پہلے پیدا ہو لیا تھا۔ مٹی کی انجیل میں  
مسیح دو آؤد علیہا الصلوٰۃ والسلام کے بیچ میں صرف ۲۹ پشتیں ہیں اور اس میں عدد بھی گنا دیل ہے  
کہ مسیح تا داؤد ۴۸ شخص ہیں۔ لیکن لوقا کی انجیل میں مسیح سے داؤد تک ۴۳ آدمی ہیں، ۵۰ پشتیں زاد  
اور اس بار بھی بائبل نامطابق۔ ایسا انجیل مٹی باب ۵ درس ۱۷ یہ خیال مت کرو کہ میں قرینیت یا قبریں  
کی کتابیں نسخ کر کے نہیں بلکہ پوری کتبے یا پڑھ لکھا : کیونکہ میں تم سے پہلے کہتا ہوں کہ جب تک آسمان و زمین  
کل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ قرینیت کا ہرگز نہ ملے گا۔ یہاں توفیق کا اس شدت سے انکا  
ہے اور جا بجا انجیل ہی میں نسخ احکام قرینیت کا اظہار ہے۔ اسی انجیل کے اسی باب درس ۳۱ و ۳۲  
میں ہے : یہ بھی لکھا گیا کہ جو کوئی اپنی جود کو چھوڑ دے اسے طلاق نامہ دے دے یہ میں نہیں کہتا ہوں کہ  
جو کوئی اپنی جود کو زنا کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دیوے اس سے زنا کہلاتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی  
ہوئی سے بیاہ کرے زنا کہتا ہے۔ ایسا درس ۳۲ و ۳۳ : تم سن چکے ہو کہ انگوں سے کہا گیا کہ اپنی نہیں  
خداوند کے لئے پوری کر میں نہیں کہتا ہوں کہ ہرگز قسم نہ کھانا۔ ایسا درس ۳۸ و ۳۹ : تم سن چکے ہو کہ  
کہا گیا انکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت پر میں نہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو ترے

وہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے۔ ایضاً باب ۱۹ درس ۸ و ۹، کوئی نے جوڑوئل کو چھوڑ دینے کی اجازت دی پر میں تم سے کہتا ہوں جو کوئی اپنی جوڑو کو سواڑنا کے اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی عورت کو بیاہے زنا کرتا ہے۔ یہی مضمون انجیل مرقس باب ۱۰ درس ۱۲ تا ۱۴ میں ہے ان کے سوا بہت نفاذ تناقض و تافہم کے ہیں تو ثابت ہوا کہ یہی زبان ہی ایسی ہے جس سے کہ اس میں کتاب تصنیف کرنے والا خود اپنی نہیں سمجھتا۔ اور (۱۵) کے بعد یہ خبر اور اضافہ کیجئے۔

(۱۶) ہر صغیرہ سے صغیرہ کو گناہ کہہ سکتے ہیں اگرچہ قبل ظہور رسالت ہو اور تو سنا خلافتِ ادنیٰ کو بھی جو ہرگز منافق نبوت نہیں بلکہ نیک ہونا تو نبی کے لئے لازم ہے نہ وہ کہ جو خدا کا بیٹا ٹھہرے، مگر یہ انجیلیں کہتی ہیں کہ مسیح ہرگز نیک نہیں دیکھو متی باب ۱۹ درس ۱۹ و ۱۰، ایک نے اس سے کہا اے نیک استاد اس نے کہا تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے، نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا۔ یہی مضمون انجیل مرقس باب ۱۰ درس ۱۴ و ۱۸ انجیل لوقا باب ۱۸ درس ۱۸ و ۱۹ میں ہے۔ وہاں اگر بعض مفسرین نے معاذ اللہ گناہگار ہونا مانا تھا تو یہاں تو خود انجیلیں مسیح کو معاذ اللہ صاف طور سے بد بتا رہی ہیں۔ (۱۷) گناہ نہیں مگر شریعت کی مخالفت لیکن باقیسبل تو شریعت کو راست باطل کر رہی ہے۔ کلیتوں کو پولس کا خط باب ۴ درس ۱۰ سے سب جو شریعت ہی کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں سو لعنت کے تحت ہیں۔ درس ۱۱ کوئی خدا کے نزدیک شریعت سے راست باز نہیں ٹھہرتا۔ درس ۱۲ شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہیں۔ اور مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے راست باز و کامل ایمان ہیں تو ضرور شریعت سے جدا ہیں تو گناہگار ہیں کتاب یرمیاہ باب ۹ درس ۱۲ و ۱۳ میں ہے، مگر زمین کس نے دیران ہوئی اور بیابان کے مانند جل گئی خداوند کہتا ہے اسی لئے کہ انھوں نے میری شریعت کو ترک کر دیا اور اس کے موافق نہ چلے۔

(۱۸) بلکہ ترک اونے یا کسی صغیرہ کا سدھ دریا بد ہونا بھی درکنار بائبل تو مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ صاف ملعون بتاتی ہے، خط مذکور باب ۳ درس ۱۲ مسیح نے ہمیں بول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنت ہوا کہ نہ کھاسے جو کوئی کا ٹھوکر لٹکایا گیا ہو سو لعنتی ہے۔ والعیاذ باللہ قبائلی، ایسے پوپ و لجر مذہب کے پابند کیوں دین حق اسلام کے خدام سے الجھتے ہیں اپنے گریبان میں منہ ڈالیں اور اپنی چمکڑی کرکھی نہ سنبھلے گی سنبھالیں۔ واللہ یحییٰ من یشاء الٰہی صراط مستقیم (اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

**مسئلہ ۱۲۵** از موضع پارہ پر گزہ مور انوار صلی اللہ علیہ وسلم حضرت محمد عبد الرؤف صاحب ۲ ربیع الاول ۱۳۳۹  
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شیعہ متین اس مسئلہ میں کہ زید کا عقیدہ ہے کہ چونکہ  
 عالم الغیب صفت مقتصد باری تعالیٰ ہے لہذا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت لفظ عالم الغیب  
 بالواسطہ یا بالعطایا کہنا بھی جائز نہیں اور نہ حضور پر نور کو کل علم غیب یعنی از روز ازل تا ابد شبہ معراج میں  
 عطا فرمایا گیا تھا البتہ بعض بعض علوم غیبیہ کا قائل ہے اور اپنے عقیدہ کی دلیل میں چند واقعات بطور اثبات  
 نوشتہ علمائے دیوبند پیش کرتا ہے، مثلاً سورہ کہف کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب اس  
 سوالی کے کہ اصحاب کہف کس مدت تک سوئے تھے فرمایا کل ثلاثوں گا، اور لفظ انشاء اللہ تعالیٰ  
 نہ کہنے کی وجہ سے اٹھارہ روز تک وحی کا نزول نہ ہوا، اگر علم غیب ہوتا تو توقع نہ فرماتے۔

دوئم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عادتہ کہ کفار و کلمہ نے آپ کو متہم کیا اور آنحضرت  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طلاق دینے پر آمادہ ہو گئے، اگر آپ کو علم ہوتا تو تذبذب کیوں ہوتا، وحی کے نزول  
 پر آپ مطمئن ہوئے۔ اور کہتا ہے کہ اگر کل علم غیب عطا فرمایا جاتا تو پھر وحی آنے کی کیا ضرورت تھی ؟

(عقیدہ عمرو) برعکس اس کے عمرو کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور پر نور سید یوم النشور حضرت  
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شب معراج میں اللہ رب العزت نے جملہ اولین و آخرین  
 مانند آفتاب درخشاں روشن کر دیئے تھے اور تمام علم ماکان و مایکون سے صدر مبارک حضور پر نور  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جلوہ افروز کر دیا تھا اور جن باتوں سے آپ نے جواب نہیں دیا بلکہ  
 سکوت اختیار فرمایا ان کو خدا اور حبیب خدا کے درمیان امر و مخفی کی جانب مبذول کرتا ہے اور روز اول  
 سے لے کر یوم النحر کے تمام علوم کو حضور سرور کائنات و مخیر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے سنہ  
 کی ایک لہر کی برابر تصور کرتا ہے۔

## الجواب

اس مسئلہ میں بفضلہ تعالیٰ یہاں سے متعدد کتابیں تصنیف ہوئیں۔ الدولۃ العلییۃ بالمانۃ الغیبیۃ  
 پر اکابر علمائے محکمہ و مدینہ طیبہ و غیرہ بلاد اسلامیہ نے ٹہری کیں گراۃ رقم لکھیں مکیں خالص الاعتقاد  
 دس سال سے شائع ہے انباء المصطفیٰ میں سال سے ہزار کی تعداد میں مجسمیں و بریلی و مراد آباد میں چھپ کر  
 تمام ملک میں شائع ہوا اور کچھ تعالیٰ نے سب کتابیں آج تک لا جواب ہیں مگر وہ اپنے اپنے جہان سے باز  
 نہیں آتے۔ علم غیب عطا ہوتا اور لفظ عالم الغیب کا اطلاق اور بعض اہل کلام میں اگرچہ ہندو میں  
 کی نسبت صریح لفظ یعلم الغیب وارد ہے کما فی مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح

للملا علی القاری (جیسا کہ علی قاری کی مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ الصالحین میں ہے۔ ت) بلکہ خود حدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہے:

كان من جلا يعلم علم الغیب <sup>۱</sup> وہ مرد کامل ہیں جو علم غیب جانتے ہیں (ت) مگر ہماری تحقیق میں لفظ "عالم الغیب" کا اطلاق حضرت عزت عز وجلہ کے ساتھ خاص ہے کہ اُس سے عرفا علم بالذات قبلاور ہے۔ کشف میں ہے:

المراء به الخفی الذی لا ینفذ فیہ <sup>۲</sup> اس سے مراد پرشیدہ شے ہے جس تک ابتدا (بالات) سوائے باری کی جانتے والے یا غیر (اللہ تعالیٰ) لا یجوز ان یطقت فیقال فلان <sup>۳</sup> کسی کے علم کی رسائی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علم الغیب <sup>۴</sup> علی الاطلاق یں کہنا کہ فلان غیب جانتا ہے جائز نہیں (ت)

اور اس سے انکار معنی لازم نہیں آتا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً بے شمار غیب و ماکان و مایکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عز وجل کو کہا جائے گا جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً عزت جلالت والے ہیں تمام عالم میں ان کے برابر کوئی عزیز و جلیل سے نہ ہو سکتا ہے۔ مگر محمد عز وجل کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عز وجل و محمد علیہ السلام تعالیٰ علیہ وسلم غرض صدق و صورت معنی کو جواز اطلاق لفظ لازم نہیں نہ منع اطلاق لفظ کو نفی صحت معنی۔ امام ابن المنیر اسکندری کتاب الانتصاف میں فرماتے ہیں:

کم من معتقد لا یطقت القول به <sup>۵</sup> بہت سے معتقدات ہیں کہ جن کے ساتھ قول کا خشية ایہام غیرہ مما لا یجوز <sup>۶</sup> اطلاق اس ڈر سے نہیں کیا جاتا کہ ان میں ایسے اعتقاد فلا یسبغ بہن الاعتقاد <sup>۷</sup> غیر کا ایہام ہوتا ہے جس کا اعتقاد جائز نہیں لہذا والاطلاق <sup>۸</sup> اعتقاد اہل اطلاق کے درمیان کوئی لازم نہیں (ت)

یہ سب اس صورت میں ہے کہ مقید بقید اطلاق اطلاق کیا جائے یا بلا قید علی الاطلاق مشدداً عالم الغیب یا عالم الغیب علی الاطلاق، اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ بالواسطہ یا بالعطار کی تصریح کر دی جائے تو وہ محذور نہیں کہ ایہام زائل اور مراد حاصل۔ علامہ سید شریف قدس سرہ قرآنی کشف میں فرماتے ہیں:

وانما لم یجز الاطلاق فی غیرہ <sup>۹</sup> علم غیب کا اطلاق غیر اللہ پر اس لئے ناجائز ہے

۱۔ جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیت و علمہ من لدنا علما دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۴/۱

۲۔ الکشاف تحت آیت ۳/۲ انتشارات آفتاب تہران ۱۲۱/۱

۳۔ الانتصاف

تعالیٰ لانه یتبادر منه تعلق علمہ  
 بہ ابتداء فیکون تناقضاً و امسا اذا  
 قید و قیل اعلمہ اللہ تعالیٰ  
 العیب او اطلعہ علیہ فلا  
 محذور فیہ یہ

کہ اس سے غیر اللہ کے علم کا غیب کے ساتھ ابتداء  
 (بالذات) متعلق ہونا تبادر ہوتا ہے تو اس طرح  
 تناقض لازم آتا ہے۔ لیکن اگر علم غیب کے ساتھ  
 کوئی قید لگا دی جائے اور یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ  
 نے اس کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے یا اس کو غیب  
 پر مطلع فرمایا ہے تو اس صورت میں کوئی محالیت  
 نہیں۔ (ت)

نزد کا قول کذب صریح و جہل قبیح ہے، کذب تو ظاہر کہ بے محالیت شرعی اپنی طرف سے مجرم ہوا  
 کا حکم لگا کر شریعت و شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اور رب العزۃ جل و علا پر اقرار کر رہا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ، ولا تقولوا لما تصف  
 السنتکم الکذب هذا حلال و هذا حرام  
 لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین  
 یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون  
 متاع قلیل ولہم عذاب الیم ۵

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اور نہ کہو اسے جو تمہاری  
 زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ  
 حرام ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باز ہو، بیشک  
 جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا  
 نہ ہوگا، تمہارا ہر تناسخ ہے، اور ان کے لئے دردناک  
 عذاب ہے۔ (ت)

اور جہل فاسخ یہ کہ عالم الغیب صفت مختصہ باری تعالیٰ ہونے پر بالواسطہ و بالعطا کہنے کے مجرم ہوا کہ متغیر  
 کر رہا ہے شاید اُس کے نزدیک علم غیب بالواسطہ و بالعطا خاصہ باری تعالیٰ ہے یعنی دوسرے کے  
 دئے سے علم غیب خاص اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے اس کے غیر کو علم غیب بالذات بلا واسطہ ہے ایسا ہے تو  
 اس سے بڑھ کر اور کفر ارشاد کیا ہے۔ گنگوہی صاحب نے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بالذات  
 بے عطائے الہی ملنے کے اعتقاد کو کفر زمانا تھا صرف اندیشہ کفر کہا تھا ان کے فتاویٰ حصہ اول صفحہ ۸۴  
 میں ہے :

”جو یہ عقیدہ رکھے کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کفر کا ہے

لہذا امام نہ بتانا چاہئے اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکنے کا

حالا کہ گنگوہی صاحب کا یہ قول خود ہی صریح کفر ہے بلاشبہ جو غیر خدا کو بے عطائے الہی خود بخود علم مانے قطعاً کافر ہے اور جو اس کے کفر میں تردد کرے وہ بھی کافر۔ اسماعیل دہلوی صاحب نے دوسری شقی لی تھی کہ اللہ عزوجل کے علم غیب کو حادث و اختیاری مانا۔ تقویت الایمان میں ہے،  
”غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے“

یہ بھی صریح کلمہ کفر ہے مگر دونوں شقیں جمع کرنا کہ اللہ کا علم عطائی اور دوسرے کا ذاتی، یہ اسی نتیجہ قول زید کا خاصا ہے۔  
دو واقعات کے زید سے پیش کئے اگرچہ ان پر ابھارت اور بھی ہیں مگر کیا ”انبار المصطفیٰ“ میں صاف نہ کہہ دیا گیا تھا کہ ”بجہ اللہ تعالیٰ نص قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے تمام موجودات جملہ ماکان و مایکون (جو ہو چکا اور جو ہو گا۔ ت) کا علم دیا، اور جب یہ علم قرآن عظیم کے تینا نکل شئی ہونے نے دیا اور پُر ظاہر کر یہ وصف تمام کلام مجید کا ہے وہ آیت یا سورت کا، تو نزول جمیع قرآن عظیم سے پہلے اگر بعض کی نسبت ارشاد ہو لم نقص علیک (ہم نے آپ کو بیان نہیں کیا۔ ت) ہرگز احاطہ علم مصطفویٰ کا کافی نہیں، مخالفین جو کہہ پیش کرتے ہیں سب انہیں اقسام کے ہیں، ہاں ہاں تمام تجزیہ دہلوی گنگوہی جیشیل کو ہی سب کے دعوت عام ہے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ دہیں جس سے صریح ثابت ہو کہ تمام نزول قرآن کے بعد بھی ماکان و مایکون سے خلاص امر حضور پر مبنی رہا اگر ایسا نص نہ دے سکو اور ہم کہہ دیتے ہیں کہ ہرگز نہ دے سکو گے تو جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا دغا بازوں کے کر کو آٹھ غلط۔

اس کے بعد بھی ایسے وقائع پیش کرنا کیسی شہید جیانی ہے، بلاشبہ غرور کا قول صحیح ہے جمیع ماکان و مایکون جملہ مندرجات لوح محفوظ کا علم محیط حضور اللہ کس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کریم کے سمندروں سے ایک لہر ہے جیسا کہ علامہ قادری کی زبدہ شرح بردہ میں مصرع ہے،  
واللہ تعالیٰ اعلم۔

لے فتاویٰ رشیدیہ

الفصل الثانی مطبع علمی اندرون لوباری دروازہ لاہور ص ۱۴  
رضا اکیڈمی ممبئی ص ۱۰ تا ۱۱

لے تقویۃ الایمان  
لے انبار المصطفیٰ



مسئلہ از سیما پور محلہ زائن پور مکان مولوی الہی بخش صاحب مسئلہ علی حسین خاں

۲۹ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص کے کہ غیب کا حال سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا ہے حتیٰ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی نہیں معلوم تھا بہ ثبوت اس روایت کے کہ ایک بار ابو جہل نے کنواں راستے میں کھود کر خس پوشش کر دیا تھا اور خود بیماری کا جیلہ کر کے پڑ رہا تھا جس وقت حضور عیادت کو گئے تو چاہہ مذکور عین رگزر میں تھا اس وقت جبریل علیہ السلام نے بذریعہ وحی معلوم کیا لہذا اولیاء اللہ بھی نہیں جان سکتے بجز کشف والہام کے۔ یتینوا توجروا (بیان فرمائیے اگر دسے جاؤ گے۔ بت)

### الجواب

یہ حق ہے کہ غیب کا حال سوا رب عزوجل کے کوئی نہیں جانتا یعنی اپنی ذات سے بلکہ اس کے بتائے، اور یہ باطل ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی نہیں معلوم تھا قرآن کریم و احادیث مجیدہ سے یہ ثابت ہے کہ ماکان وما یکون الی آخر الایام (جو ہو چکا اور قیامت تک ہوگا۔ ت) کے تمام غیب حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام پر منکشف فرمادے گئے اور حضور کے بتائے سے حضور کے غلام اولیائے کرام جانتے ہیں کشف والہام و وفوں ان کے جانتے کے ذریعہ ہیں اور ان پر کوئی حد بندی نہیں۔ ان تمام مضامین کی تفصیل ہماری کتاب انباء المصطفیٰ و خالص الاستغفار وغیرہا میں ہے اور وہ ابو جہل کے کنویں والی حکایت محض سخرہ و بے اصل ہے۔ وحو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از ڈاکٹر محمد مولوی گنج ضلع گجرات مسئلہ عبد المجید ۲۹ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کی باتیں معلوم تھیں یا نہیں، ماتہ مسائل کے چوبیسویں سوال کے جواب میں روایت فقہی علی قاری کی شرح فقہ اکبر ہے جہاں لکھا ہے کہ کوئی بات غیب کی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نہیں جانتے تھے مگر جس قدر کہ اللہ تعالیٰ اُن کو کسی وقت کوئی چیز معلوم کرا دیتا تھا تو جانتے تھے جو کوئی اس بات کا اعتقاد کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب کی باتیں معلوم کر لیتے تھے حنفیہ نے اس شخص پر صریح تکفیر کا حکم دیا ہے لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایاہن یبعثون (اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے معارضہ کی وجہ سے، تم فسق و فساد

لہ القرآن الکریم ۶۵/۲

غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ اور انھیں خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیگے۔ ت)  
 بدینوا توجروا (بیان فرمائیے اجر دے جاؤ گے۔ ت)

### الجواب

زید عمرو کچھ کہیں مگر قرآن مجید و احادیث صحیحہ کا ارشاد یہ ہے کہ حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کو روز ازل سے روز آخر تک کے تمام غیب کا علم عطا فرمایا گیا یہ بیشک حق ہے کہ انبیاء غیب اسی قدر جانتے ہیں جتنا ان کو ان کے رب نے بتایا جو شبہ بے اس کے بتائے کوئی نہیں جان سکتا اور یہ بھی حق ہے کہ اشیاء بتایا گیا کہ وہی جیسا بعد میں ہی اترتی نہ کہ وقت بعثت سے وقت وفات تک ہر آن علی الاطلاق مگر اس سے یہ سمجھ لینا کہ گنتی کی چیزیں معلوم ہوتیں اور ان کے علم کو قلیل و ذلیل قرار دینا مسلمان کا کام نہیں اسی اشیاء تعلیم میں شرق و غرب و عرض و فرش کے ذرہ ذرہ کا حال روز ازل سے روز آخر تک تمام مشکشف کر دیا، آئیہ کریم میں علم ذاتی کی نفی ہے کہ کوئی شخص بے خدا کے بتائے غیب نہیں جانتا، یہ بیشک حق ہے اور اسی کے معارضہ کو حنفیہ نے کفر کہا ہے ورنہ یہ کہ خدا کے بتائے سے بھی کوئی نہیں جانتا اس کا انکار صریح کفر اور بکثرت آیات کی تکذیب ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل انبیاء المصطفیٰ و خالص الاعتقاد میں دیکھا جائے کہ ایمان درست ہو۔ وھو تعالیٰ اعلم۔



## رياح القهار علی کفر الکفار

(قہار کا نیزہ مارنا کافروں کے کفر پر)

(تمہید غائص الاعتقاد)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله هادي القلوب و افضل القنوة  
والسلام على النبي المظلم  
على الصوب المنزه من جسيم  
النفائس والعيوب وعلى اله و  
صحيه المطهرين من الذنوب القاهرين على  
كل شقي معتركون بصلوة وسلاما يتجددا  
بكل طلوع وغروب۔  
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو دلوں کو ہدایت  
دیئے والا ہے۔ اور افضل درود و سلام اس  
نبی کریم پر جو تمام فیوض پر آگاہ اور تمام عیوب و  
نفائس سے پاک ہے اور آپ کی آل پر اور صحابہ  
پر جو گناہوں سے معذور اور ہریدہ بخت افسر اور پرہیزگار  
(محبوس) پر غالب ہیں ایسا درود و سلام جو ہر طلوع  
غروب کے ساتھ تجدید ہوتا رہتا ہے۔ (ت)

اللہ عز وجل جن قلوب کو ہدایت فرماتا ہے ان کا قدم ثبات بادۂ حق سے لغزش نہیں کرتا اگر  
زوریت شیطان اپنے وسوسے شوشے کچھ ڈالتی بھی ہے تو ہرگز اس پر اعتقاد نہیں کرتے کہ ان کے

رب نے فرمادیا ہے،

ان جاء فاسق نبياً فستبينوا

اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر دے تو فوراً تحقیق  
کرو بے تحقیق اعتبار نہ کر بیٹھو۔

پھر حبیب امر حق اپنی جنمک انھیں دکھاتا ہے فوراً ان کا وہ حال ہوتا ہے جو ان کے رب نے فرمایا،  
ان الذين اتقوا اذا مسهم طغف من الشيطان تذكروا فاذا هم مبعدون  
بیشک وہ جو ڈرو اسے ہیں جب انھیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ (دست)

مثلاً ہوشیار ہو جاتے اور ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں ابلیس لعین کی ذریت نے جو پردہ ڈالنا چاہا  
تھا وصال بن کر اڑھاتا اور آفتاب حق اپنی نورانی کوفوں سے شعاعیں ڈالتا چمک اُٹا ہے۔ وہاں یہ  
خدا ہم اللہ تعالیٰ نے جب اللہ واحد قہار اور اس کے حبیب سید ابراہیم علیہ السلام کی توحید  
تکذیب اس حد تک پہنچائی کہ ابلیس لعین کی ہزار ہا سال کی کمائی پر طوق لے گئی اور اللہ تبارک  
تعالیٰ نے اپنے بندہ عالم الطہت محمد وین دولت دام علم الاقدس کو ان نبی کی سرکوبی پر مقرر فرمایا، الحمد للہ  
سرکوبی بھی وہ فرمائی جس سے عرب و عجم گونج اُٹھے، اکابر علمائے کرام حرمین شریفین نے ان شیاطین  
کے اقوال تکذیب و توہین پر ان کو کافر مرتد زندیق طرد کیا اور صاف فرمادیا کہ من شک فی کفره وعذابه  
فقد كفرتہ جرایسوں کے ان اقوال پر مطلع ہو کر ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی انھیں  
طرح کافر ہے کہ اس نے اللہ عزوجل کی عزت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت  
کو ہٹکا جائے ان کے بدگوئیوں کا فریاد، الحمد للہ یہ مبارک فتویٰ مسیحی بہ حسام المحرمین علی منہر الکفر  
والہین (۱۳۲۲ھ) ایسا بے نظیر مرتب ہوا جس نے وہابیت کے دلوں میں رعب، قلعوں میں  
زلزلے ڈال دیئے۔ پھر نقیص و بے مثال قصید ایمان بایات قرآن (۱۳۲۶ھ) اس  
محمدی شہر پر اور الہی فیصل ہوئی جس نے خدا اور رسول کے دشمنان و ہندوں کے سب پیلے مٹا دیئے  
اور صاف صاف صرف قرآن عظیم کی آیتوں نے ان پر حکم کفر لگا دیا۔ کافروں کے پاس اس کے

۱۔ القرآن الکریم ۶/۲۹

۲۔ ۲۰/۷

۳۔ حسام المحرمین علی منہر الکفر والہین مطبع الطہت و جماعت بریلی ص ۹۷

جواب کیا ہوتے اور بے توفیق الہی تو بہ کیونکر کرتے تھارے؟ دُورِ غریب، جھوٹ، کذب، تحت، افتراء، بہتان، گالیوں، دُنیائیوں پر اترے جو عاجزوں کی کھلی تدبیر ہے غلامانِ سنت نے گالیوں سے اعراض اور اپنی ذات سے متعلق تہمتوں افتراءوں سے بھی اعراض ہی کیا باقی دھوکے بازیوں کے جو اسب ظفر الدین الجیدہ وکیس کش پنجہ پنج و بارش سنگی و پیکانی جانگداز و ضروری نوٹس و نیاز مانہ و کشف راز و غیرہ رسائل و اعلانات سے دیتے رہے ان رسالوں اشتہاروں کے جواب سے کفر پارٹی نے پھر ایک کان گڑنگا ایک بہار کا اصول کسی بات کا جواب نہ دیا اور اپنی ٹائیں ٹائیں سے باز بھی نہ آئی۔ جب دیکھا کریوں کام نہیں چلتا بالآخر مارتا کیا نہ کرتا پارٹی نے دو تدبیریں وہ بے مثال سرپس کر ابلیس لعین بھی شش شش کر گیا کان ٹیکہ دیے ان کے حسن پر غش کر گیا۔

تدبیر اول معارضہ بائبل یعنی علمائے اسلام نے کفر پارٹی کے کفر پر حرمین طیبین کا فتویٰ شائع فرمایا تمام اسلامی دُنیا میں کفر پارٹی ملعونہ پر حق تعالیٰ عذاب فرما رہی ہے، پارٹی کے رنگ لٹی ہوئے، جگر شق ہوئے، دُم اُلٹ گئے، کلیجے پھٹ گئے مگر تہمتار کا کیا جواب۔ اچھا اس کا جواب نہیں ہو سکتا تو لاد جاؤں گے پستل نے احمقوں کے بہکانے کو انوکھے افتراء کے پاڑے بیلے، معارضہ بائبل کا جُل کھیلے یعنی پارٹی نے تو ضروریات دین کا انکار کیا ہے، اندھ دُجیل کو جھوٹا کہا ہے، ختم نبوت کا بکھڑا اکھڑا ہے، نئی نبوتوں کا رال چھڑا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے کس سے بڑے بزرگ ابلیس لعین کے علم کو بڑھایا ہے، کس پاگلوں چوپایوں کے علم کو علمِ اقدس کے مثل بنایا ہے، شیطان لعین کو خدا کی صفت میں شریک ٹھہرایا ہے، ان باتوں پر علمائے اسلام سے کفر و ارتداد کا حکم پایا ہے، دیکھ کسی نرمی اختلافی مسئلے میں عرب کے کسی مفتی کو ان علمائے کرام سے خلاف ہو تو اس کے متعلق کچھ لکھو آئیں اور اس میں گھناؤنی تہمتیں گنہے افتراء اپنی طرف سے ملائیں، اور بایں ہر حکم من ماننا نہ ملے تو حکم بھی جی سے نکال لیں افتراء کی مشین تو گھر میں چل رہی ہے خالی سانچے میں ڈھال لیں۔ بس نام کر کہیں بڑے خلاف ملنی چاہئے، پتھر کیا ہے ابلیس دے اور ذریت لے، سوچتے سوچتے ایک مسئلہ علمِ فہم کا بلا جس میں درپہ طیبہ کے شافعی المذہب مفتی برزنجی صاحب کو شبہ تھا اور ایک انھیں کو کیا یہ مسئلہ پہلے سے علمائے امت میں مختلف رہا ہے اکثر علماء ہرین جانب انکار رہے اور اولیائے عظام اور ان کے عظام علمائے کرام جانب اثبات و اقرار رہے۔ ایسے مسئلے میں کسی طرف تکفیر چھوٹنے، تفصیل کسی، نفیق بھی نہیں ہو سکتی۔ مسلمانو! مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں، ایک ضروریات دین ان کا منکر بلکہ ان میں ادنیٰ شک کرنے والا بالیقین کافر ہوتا ہے ایسا کہ

جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

دوم ضروریات عقائد اہلسنت، ان کا منکر بہ مذہب گمراہ ہوتا ہے۔

سوم وہ مسائل کو عقائد اہلسنت میں مختلف فہم ہوں ان میں کسی طرف تکفیر و تفسیل ممکن نہیں

یہ دوسری بات ہے کہ کوئی شخص اپنے خیال میں کسی قول کو رائج جانے خواہ تحقیقاً یعنی دلیل سے اُسے وہی مخرج فطر یا خواہ تقلید اُگڑے اپنے نزدیک اکثر علماء یا اپنے معتد علیہم کا قول پایا۔ کبھی ایک ہی مسئلہ کی صورتوں میں یہ تینوں قسمیں موجود ہو جاتی ہیں۔ مثلاً اللہ عزوجل کے لئے یہ کیا بد عین کا مسئلہ۔ قال اللہ تعالیٰ ید اللہ فوق ید یدہم (اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ ت) وقال تعالیٰ ولتقسمن علی عینی (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور اس لئے کہ تم میری نگاہ کے سامنے تیار ہو۔ ت) ید ہاتھ کو کہتے ہیں، عین آنکھ کو۔ اب جو یہ کہے کہ جیسے ہمارے ہاتھ آنکھ ہیں ایسے ہی جسم کے کمرے اللہ عزوجل کے لئے ہیں وہ قطعاً کافر ہے اللہ عزوجل کا ایسے ید و عین سے پاک ہونا ضروریات دینی سے ہے۔ اور جو کہے کہ اس کے ید و عین بھی ہیں جسم ہی مگر نہ مثل اجسام، بلکہ مشابہت اجسام سے پاک و منزہ ہیں وہ گمراہ بدین کو اللہ عزوجل کا جسم و جسمانیات سے مطلقاً پاک و منزہ ہونا ضروریات عقائد اہلسنت و جماعت سے ہے، اور جو کہے کہ اللہ عزوجل کے لئے یہ دو عین ہیں کہ مطلقاً جسمیت سے بری و میرا ہیں وہ اس کی صفات قدیر ہیں جن کی حقیقت ہم نہیں جانتے نہ ان میں تاویل کریں وہ قطعاً مسلم سُنی صحیح العقیدہ ہے اگرچہ یہ عدم تاویل کا مسئلہ اہلسنت کا خفیہ ہے تاخیر نے تاویل اختیار کی پھر اس سے نہ یہ گمراہ ہوئے نہ وہ کہ اجرام علی المظاہر یعنی مذکور کرتے ہیں جس کا حاصل صرف اتنا کہ امتنا بہ کل من عندہ بنا۔ (ہم اس پر ایمان لاتے، سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ ت) بعینہ یہی حالت مسئلہ علم غیب کی ہے، اس میں بھی تینوں قسم کے مسائل موجود ہیں۔

(۱) اللہ عزوجل ہی عالم بالذات ہے یہ اُس کے بتائے ایک حوت کوئی نہیں جان سکتا۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے اپنے بعض غیب کا علم دیا۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اور وہی سے زائد ہے ابلیس کا علم معساذا اللہ

علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔  
(۴) جو علم اللہ عزوجل کی صفت خاصہ ہے جس میں اُس کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شریک کرنا بھی شرک ہو وہ ہرگز ایسی کے لئے نہیں ہو سکتا جو ایسا مانے قطعاً مشرک کافر

ملعون بندۃ ابلیس ہے۔  
(۵) زید و عمرو ہر نیچے پاگل، چوپائے کو علم غیب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عائلی کہنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح توہین اور کھوکھڑے، یہ سب مسائل ضروریات دین سے ہیں اور اُن کا منکران میں اوتے شک لانے والا قطعاً کافر۔  
یہ قسم اول ہوتی۔

(۶) اویانے کو ام نقصا اللہ تعالیٰ ببرکاتہم فی الدارین کو بھی کہ علم غیب ملے جسے ہر دو طاقت رسل عظیم الصلوٰۃ والسلام، معززۃ اللہ تعالیٰ کہ صرف رسولوں کیلئے اطلاق غیب مانتے اور اویانے کو ام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا علم غیب کا اصلاً حصہ نہیں مانتے گمراہ و بدعت ہیں۔

(۷) اللہ عزوجل نے اپنے محبوبوں خصوصاً سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب خمسہ سے بہت جزئیات کا علم بخشا جو یہ کہے کہ غیب میں سے کسی فرد کا علم کسی کو نہ دیگیا ہزار با احادیث متواترۃ الخلفیہ کا منکر اور بد مذہب خاص ہے۔ یہ قسم دوم ہوتی۔

(۸) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تعیین وقت قیامت کا بھی علم ملا۔

(۹) حضور کر بلا استثنا، جمیع جزئیات غیب کا علم ہے۔

(۱۰) جملہ کمونات قلم و کتوبات لوح یا جلد روز اول سے روز آخر تک تمام ماکان و مایکون مندرجہ لوح محفوظ اور اس سے بہت زیادہ کامل ہے جس میں ماورائے قیامت کو جملہ افراد غیب داخل اور دوبارہ قیامت اگر ثابت ہو کر اس کی تعمین وقت بھی درج لوح ہے تو اسے بھی شامل، ورنہ دونوں احتمال حاصل۔

(۱۱) حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حقیقت روح کا بھی علم ہے۔

(۱۲) جملہ تشاہدات قرآنیہ کا بھی علم ہے۔ یہ پانچوں مسائل قسم سوم سے ہیں کہ ان میں خود طہار و ائمہ اہل سنت مختلفہ ہے جس کا بیان ابوہریرہؓ نے عنقریب واضح ہو گا ان میں مثبت و ثنائی کسی پر معاذ اللہ کفر کیا معنی ضلال یا فسق کا بھی حکم نہیں ہو سکتا جبکہ پہلے سات مسئلوں پر ایمان



رکھتا ہوا اور ان پانچ کا انکار اس مرض قلب کی بنا پر نہ ہو جو دوا بیہ قاتلم اللہ تعالیٰ کے تجس دلوں کو ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضا کی سے چلتے اور جہاں تک بنے تنقیص دلی کی راہ چلتے ہیں فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضا ولا ھل الستۃ من اللہ احمد رضا امین! (ان کے دلوں میں بیماری ہے ان کی بیماری اور بڑھ گئی اور اہل سنت کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین رضا ہو، آمین ۱- ت)

## دوا بیہ کی مکاریاں

دوا بیہ کی مکاریاں دیکھتے،

اولاً جب انہیں معلوم ہو کہ سرکارِ اعظم مدینہ طیبہ میں مفتی شافعیہ کو یا تبع اہل ظاہر بعض مسائل قسم سوم میں خلافت ہے، خیار کا اپنا خلافت تو مسائل قسم اول میں تھا انکار ضرور یا ست دین تو بین حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خود انہیں مفتی شافعیہ و جملہ مفتیان کرام ہر دو حرم محترم کے روشن فتوؤں سے کافر متہ مستحق لعنت بد شہر چکے تھے جھٹ سب سے ہر قسم سوم میں خلافت لاؤ لا۔ دو فائدہ سے سوچ کر ایک یہ کہ جب مسئلہ طواہر و اہلسنت کا خلافت ہے تو ادھر بھی عبارات طارل ہائیں گی تاوا قفوں کے سامنے غل چمانے کی گنجائش تو ہوگی دوسرے سب سے بڑا جمل یہ کہ مفتی صاحب سے کوئی تحریر یا تہہ آ کے گی جسے بزور زبان و زور بہتان حسام الحرمین کا معاوضہ ٹھہرا سکیں اور محلے پھاڑ کر حق شروع کی کہ علم غیب میں مناظرہ کرلو۔ یہی کی پھوٹوں سے کئے کہ مسائل قسم اول تو اصل الاصول مسائل علم غیب ہیں، خیار اتم ان کے منکر چکر ہا حسماع علما سے حرمین شریفین کافر شہر چکے ہو، انہیں چھوڑ کر سب سے چکے مسائل قسم سوم کی طرف کہہ دے جاتے ہو جو خود ہم اہلسنت کے خلافت ہیں، پہلے مسلمان تو ہو نہ پھر کسی ذمی مسئلہ کو چھڑاؤ، اسکی نظیر یہ ہو سکتی ہے کہ کوئی ملعون معاذ اللہ اللہ عزوجل کے لئے ہمارے ہی سے ماتم، پاؤں، آنکھ، کان، گوشت پوست، استخوان سے مرتب مانے۔ اور جب اہل اسلام اس کی تکفیر کریں تو میدان عین میں مسئلہ خلافت تاویل و تفویض میں بحث کی آڑ لے، اس سے یہی کہا جائے گا کہ اہلسنت کے مسخرے تو تو صراحتاً اس قدر دس متعالی عز جلالہ کو اپنا سا جسم مان کر کافر ہو چکا ہے تو اسے اور اس مسئلہ خلافت اہلسنت سے کیا علاقہ۔ و حال کے گھر سے پہلے آدمی تو بن مسلمان تو ہو۔ پھر تفویض و تاویل پر چھو۔ مسئلہ فرما ان خیار کے علم غیب رٹنے کا یہ حاصل ہے قصا لہم و اخسل

اعمالہم) ان پر تباہی پڑے اور اللہ ان کے اعمال پر باد کرے۔ (ت۔)

ثانیاً پیش خویش یہ منصوبے گمانہ کر ایک مقہور مغموم ماثوم ماثوم زنگی کا فور موسوم کو (کہ مکہ معظمہ میں  
بعون اللہ تعالیٰ غائب و غاسر و ذلیل و مغموم ہو چکا تھا یہاں تک کہ ملائے کرام حرم شریف نے اس کا  
تام ہی بدل کر مغموم رکھ دیا تھا) متعین کیا کہ مکہ معظمہ میں تو پھل بیج نہ چلا مجتہد دین و ملت کے انوار مسلم  
نے حرم شریف کے گوشے کو جگہ لگا دیا ہے یہاں کے ملائے کرام بعون الملک العلام فریب میں نہ آئیں گے  
سرکار عظمیٰ مدینہ طیبہ میں ہنوز الدولۃ المکیۃ بالمدادۃ العیجیۃ (۱۲۲۳ھ) کا آفتاب طالع نہیں ہوا  
اور مفتی شافعیہ کو خمس میں اشتباہ ہے ہی وہاں جل کیلیں۔ مغموم ماثوم ہے ذی پوش سمجھا کہ اس  
قدر سے اپنے جگری چھیتوں کو وارنہ ادکی مصیبت جیوں کے اندرونی گھر سے زخم جانکاہ کا کیا مرہم  
ہو گا کہ مسئلہ خود اہلسنت کا خلا فیہ ہے بڑھ سے بڑھاتا ہو گا کہ مفتی صاحب اپنا قول مختار رکھ دیں اور  
دوسرے قول کو خلاف تحقیق بتائیں یہ تو انہو ملار میں صابہ کرام کے وقت سے آج تک برابر جوتا آئی ہے  
اور ہوتا رہے گا اس سے کیا کام چلے گا، لہذا اس میں یہ نمک مرچ ملائے گئے کہ اعظم حضرت مجدد  
دین و ملت نے اپنے رسالہ میں علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوا علوم ذات و صفات الہی  
کے جملہ معلومات الہیہ غیر متناہیہ بالفعل کو تفصیل نام عید ٹھہرایا اور اس میں احاطہ میں علم الہی و علم نبوی  
میں صرف قدم و حدود کا فرق بتایا ہے مفتر لوں پر کمال قہر الہی کا ثمرہ یہ کہ یہ من گھڑت باتیں  
رسالہ اعظم حضرت کی طرف نسبت کیوں جس میں صراحتاً ان ابا طیل کا روشن رد ہے جس کا ذکر بعونہ تعالیٰ  
عنقریب آتا ہے رسالے میں اگر ان باتوں کی نسبت ہاں نہ کیج نہ ہوتا تو ان کا اس کی طرف منسوب کرنا  
سخت غیث اقرار تھا نہ کہ رسالے میں تبصریح نام روشن و واضح طور پر جن باتوں کا رد ہو انہیں کو اس کی  
طرف نسبت کر دیا جائے اس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی ملعون کہے قرآن عظیم میں جیسے مسیح کو خدا لکھا ہے  
ان اللہ هو المسیح ابن ماریہ۔ (بے شک اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے۔ ت۔) اس سے  
یہی کہا جائے گا کہ او ملعون مجنون الہیس کے مفتون سوچو کہ قرآن عظیم میں ایسا فرمایا ہے یا اس کا  
رد ارشاد ہوا ہے کہ

عن ماثوم مجرم سزایافتہ کہ خدا نے کیفر کو ارشاد بناد ۱۲۔

سۃ القرآن الحکیم ۱۷/۵

27

27

فقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح  
ابن مريم قل فمن يملك من الله شيئا  
ان امراد ان يهلك المسيح ابن مريم و  
اصه ومن في الارض جميعا  
بیشک کافر ہیں وہ جو مسیح ابن مریم کو خدا کہتے ہیں  
تم فرمادو کہ کسی کو اللہ پر کچھ اختیار ہے اگر وہ مسیح  
ابن مریم اور ان کی ماں اور تمام اہل زمین کو فست  
کر دینا چاہے۔

حضرت نے یہ مبارک رسالہ منظر میں تصنیف فرمایا اکابر علمائے مکتبہ خواہشیں کر کے اسکی  
نقلیں لیں اس رسالہ کی قسم اول جناب مفتی برزنجی صاحب نے پڑھا کر کشتی عاشقہ ہزار ہزار عاش  
اللہ زہار معقول و مقبول نہیں کہ معاذ اللہ خود حضرت ممدوح ایسے اجنبی انجس افراتے طعن تراشیں یا  
ان کا تراشدار وار کھیں بلکہ ضرور ضرور ان دل کے اندھوں نے اس مقدس مفتی کی عا ہری تاجینائی سے غادرہ  
اٹھایا اور کوئی زکوٰۃ کارروائی دھوکے فریب یا تحریف تصنیف کی عمل میں لائی گئی۔ انما یفتری الکذب  
الذین لا یؤمنون (افراہی بانہتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔ ت) اپنے پرانوں المر جفون  
فی الصدینۃ (بیز میں جھوٹ اڑانے والوں۔ ت) کا ترک پایا دیہ علم الذین ظلموا اے  
منقلب ینقلبون (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کو کس کر دھڑ پر ٹٹا کھائیں گے۔ ت)۔

ثالثاً جناب نے کیا بھی اور کال بھی نہ کیا۔ مفتی صاحب نے ان اقرائی اقوال پر بھی اتنا ہی  
حکم دیا کہ غلط اور تفسیر قرآنی پر بے دلیل جرات ہے اشقیار کے طائفہ بھر کی چھاتیاں پھٹ گئیں کہ کھٹے ہاتھ  
رسول کے شہر میں خدا کا تہ سر پر اوڑھنا اور کچھ کام نہ چور اب رامپور، بریلی، دیوبند، قندھار، جہلم، انجمنہ،  
گلگتوہ، دہلی، پنجاب وغیرہا کے سب پنج صیب جو اگر کینیاں ہوئیں اور اسے پاس ہوئی کراچی میں مسخو  
تم اور عزم کرو۔ اسے افراہی کی کشین تو تمہارے گھر مل رہی ہے، مجد و ملت پر افراہی جوڑے سے  
حضرت مفتی صاحب پر جوڑتے ہوئے یہ کہل مہے جاتے ہو بتا برآں پٹے افراہی میں وہ جو علوم ذات و  
صفات الہی کا استنار رکھا تھا اب اپنے ہی چھپے ہوئے رسالے غایۃ المامول سے اُسے بھی اڑا دیا  
جناب منور علی رامپوری اینڈ کو جو اس رسالہ غایۃ المامول کے لانے والے چھاپنے والے ہیں مسلمان  
سب سے پہلے انھیں کی دن دیاڑے چوری اور سرزوری ملاحظہ فرمائیں۔ رسالے کے صفحہ ۲ پر مفتی صاحب

۱۴/۵

۱۰۵/۱۶

۶۰/۳۲

۲۲۴/۲۹

کی طرف منسوب عبارت تو یہ چھاپی:

ذهب فیہا ای صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
علیہ محیط بكل شئ حتی المغیبات  
الخصی وائہ لا یستثنیٰ من ذلک الا العلم  
المتعلق بذات اللہ تعالیٰ وصفاته۔

اس کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ہر شے کو محیط ہے حتیٰ کہ مغیبات نفس کو بھی۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے متعلق علم کے سوا کسی علم کو اس سے مستثنیٰ نہیں کرتا۔ (ت)

جس میں علم متعلق بذات الہی و صفات الہی کا صریح استثناء موجود ہے اور اس عبارت کے منطوق کا خلاصہ کا ترجمہ آخر کتاب میں یوں چھاپا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم بھی ایسا ہی محیط ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا اور آپ کے علم اور اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی فرق نہیں سوائے حدوث و قدم کے۔ علامہ جو کہ وہ علم ذات و صفات کا استثناء ایک لغت اڑ گیا۔ اور بلا استثناء جمیع مطوعات الہیہ کو علم نبوی محیط ماننے کا بہتان جوڑ گیا۔ یہی اہل دین لوگ اکثر افسران کا نشانہ کرتے ہیں اس کا کچھ نگلے نہیں مگر

چند دلائل است و ذودے کہ کف چراغ دارد

(چور کتنا دلیر ہے کہ ہاتھ میں چراغ رکھتا ہے۔ ت)

کاموں اور ہی مزہ رکھتا ہے۔ جس کتاب میں تخریق کریں اسی کے ساتھ اسی کی پشت پر چھاپ دیں اور پھر سب بازار مسلمانوں کو آنکھیں دکھائیں۔ نف نف نف نف سے کیا ہوتا ہے جب خدا کی لعنت ہی کا خوف نہیں پیرا۔ پھر اس چالبازی کی کیا شکایت کہ مفتی صاحب کی طرف عبارت تو یہ منسوب کی اعلانی علیہ رسالۃ ذہب فیہا، جس کا صاف مفاد یہ کہ یہ مضمون اس رسالہ کا ہے حالانکہ رسالہ میں اس کا صاف رد لکھا ہے، اور باطنی طائفہ نجدیت کے امام معصوم سخی آسان کذب و افتراء کے درمیان اس کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں، اپنے دوسرے رسالہ علم خیب کی مجید کو خبر دی اور اس کا یہ مدعا بیان کیا یعنی یہ مدعا زبانی بیان میں تھا نہ کہ رسالہ میں

تاکہ کوئی رسالہ کا تپا نہ دے کہ مجھ کو بچنے والا لوٹ دے کہ مقرر رسالہ میں یہ قول لکھا ہے یا اس کا رد کیا ہے۔ پھر اس ننھی سی کتب بیونت کا کیا نگلے کہ مفتی صاحب کی طرف عبارت تو یہ منسوب کی فلہذا لجمہد اف بیات ان الایۃ الصمد کو رسالۃ لا تدل علی مدعا دلالة قطعیۃ

علیٰ اہل دلوی کی صراط مستقیم میں

جس کا صاف ترجمہ یہ ہے کہ میں نے اپنی جلتی اس بیان میں کی مذکی کہ آیت اُن کے دعویٰ پر ایسی دولت نہیں کرتی جو یقینی قطعی ہو۔ اب قصود ہا بیت کے خور عمل کا چمکتا ترجمہ سنئے۔ آیت مذکورہ تمہارے دعویٰ کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ کہاں نئی یقین کہ یقینی طور پر اثبات نہیں اور کہاں استہلال کی دلیل ہو ہی نہیں سکتی دوسط کے ترجمہ میں یہ ڈھٹائیاں اور واں گھٹائیاں یہ دلربائیاں اور پھر وہیں و دیانت کا دعویٰ برقرار رکھنا چوں و صورتے محکم بی بی تمسیر (بی بی تمیز کے محکم مضبوط وضوح کی طرح - ت)

پھر یہ شرمیل جہانولی تو خاص انا نام دینے کے قابل کہ اسی صفحہ ۲۰ عبارت نفی صاحب میں قادیانی، پھر طاغہ امیر یہ امیر حسن سہرانی، پھر طاغہ نذیر یہ نذیر حسین دہلوی، پھر طاغہ قاسم قاسم نالوتوی، پھر رشید احمد گنگوہی، پھر اشرف علی تھانوی یہ سارے کے سارے نام بنام مذکور تھے اور ان سب پر جبکہ وہ اقوال ان کے ہوں احکام کفر و ضلال مسطور تھے، جن وہا بیت کی منور جان جو سرمائی نظروں سے اس کے ترجمہ پر آئیں تو یوں جھک دے کہ الوپ ہو جائیں کہ بندہ سستان میں کچھ لوگ گمراہ احمد اہل کفر ہیں جو ایسا ایسا کہتے ہیں منجملہ ان کے غلام احمد قادیانی وغیرہ وغیرہ۔ ملاحظہ ہو اپنے پانچوں کو کیا وغیرہ وغیرہ کے پر دے میں بٹھایا، وغیرہ کی خاک ڈال کر بتی کی طرح چھپایا ہے غرض سے

عیار جو ستار ہو جو آج ہو تم ہو

بندے ہو مگر خوف خدا نہیں رکھتے

ارے میاں! کیا کہنا ہے تیری اسس وغیرہ کا

یہی پردہ ہے سارے آیر غیسر انٹو خیرا کا

برکتی کے وہابیہ بھی انہیں حضرت کی چال پر ٹھول کر اپنی بیاں والی تحریر سر بازار تشہیر کرا بیٹھے۔ مسلمانوں نے پانسو روپے انعام کا اشتہار دیا اگر ایک ہفتہ میں اپنے افتراؤں کا ثبوت دے دیں۔ یہ عداوت گزری اور اس سے دو چند زمانہ گزرا اور پھر سہ چند تک فوجت پہنچی مگر کسی مغتری کذاب کے لہجہ نہ کھلے فہمت، ہندی کفر، واللہ لا یمہدی القوم اظالمین تو ہوش اڑ گئے کافر کے، اور اللہ راہ نہیں دکھاتا ظالموں کو۔ (ت)۔ جسٹس روز بعد بعض بے جا پردہ نشینوں نے کسی اپنے سعید کی فرضی آرٹسے دیوبندی کمیٹیوں کا نتیجہ چھاپا۔ پہلے دو اندھیر تھے تو اس میں افترا ۱، افترا ۲، افترا ۳ کے ڈھیر تھے اور واقعی کوئی

ملعون طائفہ اپنے لعنتی افراتفری کا ثبوت کہاں سے لے لے سوا اس کے کہ لعنتوں پر لعنت، غضبوں پر غضب اور ٹرے۔ اس پر مسلمانوں نے العذاب البلیس علی انجس حلائل ابلیس ان پر نازل کیا اور تیس ہزار روپے کا اعزاز دیا اور ان کی مہلت تین ہفتے کر دی اور ہر شہادت ان کے العباد کی ٹوکری ورجھٹی وغیرہ سب کے ظاہر پر تھانوی صاحب کے سر و سر دی، اگرچہ برسوں کا تحسیر ہو شاہد ہے کہ وہ نین توڑے دیکھ کر بھی لب نہ کھولیں گے، ان کی غبر دہن جب ٹوٹے کہ کچھ گنجائش ہوئے خیر ایک تدبیر تو کفر پارٹی کی رہتی۔ دوسری تدبیر لعنت تحیر اسٹیلوٹی کی ہوتی تصویر فلک شیخت کی بہر منیر ابلیس لعین کی بڑی جمشیر اللہ و رسول پر حملہ کے لئے کفر پارٹی کی شکل شمیر یعنی رسالہ ملعون و شقی ظلمتیں سیف النقی۔ اس خبیثہ ملعونہ رسالہ نے وہ طرز اختیار کی کہ وہاں یہ خذلہم اللہ تعالیٰ پر سے ۲۵ برس کا قرضہ ایک دم میں اتر دیا۔ استاد طویلہ رضویہ سے پینتیس سال کا مل جوئے کو دیا گیا روا شامت پارہا ہے اور آج تک بفضل وہاب جل و علاہ جواب رہا ہے کسی گشتگوئی، نا توئی، اتبلی، تھانوی، دیوبندی، دہلوی، امرتسری کو کتاب نہ ہوئی کہ ایک حرف کا جواب لکھیں اور جب مطالبہ جواب کتب کا نام آیا ہے جنکھیں طائفہ نے جو مناظرہ رٹ رہے ہیں وہ وہ چک پھیریاں لیں وہ وہ ارمان گھاٹیاں دکھائیں جن کا بیان رسالہ الاستمتاع بذوات القناع سے ظاہر شریفہ علیہ رشیدہ رسیدہ نے اپنے اقبال وسیع سے ان کے ادب پر وضیق کو ایسی فراخی حوصلہ کی لئے سکھائی ہے کہ چاہیں تو ایک ایک منٹ میں اپنے شخصوں کی ایک ایک کتاب کا جواب لکھ دیں، اور وہ بھی بے مثل و لا جواب لکھ دیں یعنی خصم کا جو قول چاہیں نقل کریں اور اس کے مخالف جتنی جہاد چاہیں خصم کے آثار و اہلاد و مشائخ کی طرف سے گھر لیں اور ان کی تصانیف کے ہم بھی تراش لیں، ان کے مطبع بھی اپنے افراتفری پہنچنے میں ڈھال میں اور سر بازار بکمال حیا آنکھیں دکھانے کو ہو جائیں کہ تم تو کہتے ہو اور تمہارے والد ماجد اس کے خلاف ظلال کتاب میں یوں فرماتے ہیں، تمہارے ہمدرد کا ظلال کتاب میں یہ ارشاد ہے، ظلال مشائخ کو ام ظلال ظلال کتاب میں یوں فرمائے ہیں، ان کتابوں کے یہ نام ہیں، ظلال ظلال مطبع میں چھپی، ان کے ظلال ظلال مطبع پر یہ جہاد ہیں، کہتے اس سے بڑھ کر پکا اور کامل ثبوت اور کیا ہوگا، اور بنائیت الہی حقیقت دیکھتے تو ان کتابوں کا اصل کہیں روئے زمین پر نام و نشان نہیں، بڑی من گھڑت خیالی تراشیدہ خواہائے پریشان جن کی تعبیر فقط اتنی کہ لعنتہ اللہ علیہ

عہ یہی واقع ہوا دس برس سے زیادہ گزرے تھانوی صاحب خاموش باغ ہوش۔

الکذیبین (جھوٹوں پر اللہ کی لعنت - ت) شفا،

(۱) صفحہ ۲ پر ایک کتاب بنام تحفۃ المتعلین علی حضرت کے والد ماجد اقدس حضرت مولانا مولوی محمد ثقی علی خاں قدس سرہ العزیز کے نام سے گھڑی اور بکمال بیچائی کہ دیا کہ مطبوعہ صمدی سیتاپور صفحہ ۱۵۔

(۲) صفحہ ۱۱ پر ایک کتاب بنام ہدایۃ الاسلام علی حضرت کے جدِ امجد حضور پر نور سیدنا مولوی محمد رضا علی خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے تراشی اور بکمال طعونی کہ دیا کہ مطبوعہ صمدی سیتاپور صفحہ ۳۰۔

(۳) صفحہ ۱۱ اور صفحہ ۲۰ پر ہدایۃ البریہ مطبوعہ صمدی کے علاوہ ایک ہدایۃ البریہ مطبوعہ لاہور علی حضرت کے والد روح اللہ روحہ کے نام سے گھڑی اور اپنی تراشیدہ جہاتیں اس کی طرف منسوب کر دیں کہ صفحہ ۱۳ میں فرماتے ہیں، صفحہ ۱۴ میں فرماتے ہیں اور سب محض بناوٹ۔

(۴) صفحہ ۱۱ پر ایک کتاب بنام خزینۃ الاولیاء حضور اقدس اور حضرت سیدنا شاہ حمزہ ماریہ روی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام اقدس سے گھڑی اور بکمال شقاوت کہ دیا کہ مطبوعہ کانپور صفحہ ۱۵۔

(۵) صفحہ ۲۰ پر ایک کتاب بنام تحفۃ المتعلین علی حضرت کے جدِ امجد نور اللہ تعالیٰ مرقدہ کے نام سے گھڑی اور بکمال شیطنت کہ دیا مطبوعہ ٹکٹو صفحہ ۱۲۔

(۶) صفحہ ۲۱ پر حضرت اقدس حضور سیدنا شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظاتِ دلی سے گھڑے اور بکمال اہلیت کہ دیا کہ مطبوعہ مصطفائی صفحہ ۱۱ اور خبیثہ شقیہ نے جو عبارت جی سے گھڑی وہ ہوتی تو مکتوب ہوتی نہ کہ ملفوظ اور اس کے اخیر میں دستخط بھی گھڑائے کتبہ شاہ حمزہ ماریہ روی رضی اللہ عنہ کی مہر کا اثر کہ اندھی خبیثہ کہ ملفوظ و مکتوب کا فرق تک معلوم نہیں اور دل سے گھڑنت کو آندھی۔

حب بھی کرنے کو ہنسہ چاہئے

حرفِ قدیم فسقِ پیشتہ بہتر

(۷) خبیثہ ملعونہ نے صفحہ ۱۴ پر ایک کتاب بنام مراۃ الحقیقۃ حضور انور و اکرم خورشیدِ دو عالم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم ہر ماہ نور سے گھڑی اور کمال بے لہائی کہہ دیا کہ  
مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸۔

(۸) صفحہ ۲۰ پر اعلیٰ حضرت کے والد ماجد عطر اللہ مرقدہ کی ہر مبارک بھی دل سے گھڑی، اور اس کی یہ  
صورت بنائی،

نقی علی حنفی سنی ۱۳۰۱

حالانکہ حضرت والا کی ہر اقدس یہ تھی جو بکثرت کتب پر طبع ہوتی ہے،

۱۲۶۹  
مولوی رضا علی  
مولوی علی خاں

(۹) حضرت اعلیٰ قدس سو کی وفات شریف، ۱۲۹ھ میں واقع ہوئی خبیثہ نے ہر کائنات ۱۳۰۱ھ کا  
یعنی دصال شریف کے چار برس بعد ہر کندہ ہوئی۔ سچ ہے جب لعنت الہی کا استحقاق آتا  
ہے۔ آنکھ، کان، دل سب پٹہ ہو جاتے ہیں۔

(۱۰) تقویت الایمان بر سے اعتراضات بزور زبان اٹھانے کو صفحہ ۲۸ پر ایک تقویت الایمان  
مطبوعہ مصر طبعی گزشتہ اور اس سے وہ عبارتیں نقل کر دیں جس کا دنیا بھر کی کسی تقویت الایمان  
میں نشان نہیں۔

جب حالت یہ ہے تو اپنی طرف کی فرضی خیالی تصانیف گھڑ دینے کی کیا شکایت۔ محمد نقی امیری جو  
کوئی شخص اس کا مصنف ٹھہرایا ہے، غالباً یہ بھی خیالی گھڑایا کم از کم اسم فرضی ہے۔ ایک بزرگوار نے  
پہلے ایک اسی رنگ کا رسالہ حمایت اعلیٰ حضرت میں لکھ کر یہاں چھاپنے کو بھیجا تھا جس میں مخالفت ان  
حضرت والا کے کلام ایسے ہی فرضی نقل کئے تھے۔ الحمد للہ اہل سنت ایسی طعن باتیں کسب  
پسند کریں، یہاں سے دھتکار دیا تو مخالفت ہو کر دامن و دیاروں کا پکڑا اور ان کو یہ رسالہ سیف النقی  
بھیجا۔ جوئے معبود کے پجاری تو ایسوں کے بھوکے ہی تھے باسم المعبود الکذاب اللہیم  
کہہ کر قبول کر لیا اور اعلان چھاپا کہ ہندہ کی معرفت یہ رسالہ اشرف علی وغیرہ بزرگان کی جملہ  
تصانیف مل سکتی ہیں۔ راقم اصغر حسین مدرسہ دیوبند۔

مسلمان اپنی ہی عادت پر قیاس کرتا ہے، گمان تھا کہ وہ حضرات یحیا سے بے حیا ہوں



پھر بھی ایسی ہی سخت سے سخت ناپاک ترغیبت گندی گھنواؤں ابطیسی طعون تحریر کا نام لیتے کچھ تو شرابی  
جس کی کمال بیجا تیوں ڈھاتیوں کی نظیر جہاں بھر میں کہیں نہ پائیں گے۔ مگر واضح ہوا کہ وہاں بغضب الہی  
ایک حمام میں سب نکلے ہیں، مدرسہ دیوبند سے اس کی اشاعت تو دیکھ ہی چکے، اب درجہ بھٹی صاحب  
کی حیا رطاحت ہو۔ ۱۴ ربیع الآخر شریف کو جناب تھانوی صاحب سے رجسٹری شدہ نوٹس میں استفسار  
فرمایا تھا کہ کیا آپ مناظرہ کو آمادہ ہوئے ہیں۔ کیا آپ نے درجہ بھٹی صاحب کو اپنا وکیل مطلق کیا ہے۔  
آج سوا مہینہ گزرا تھانوی صاحب کو تو حسب عادت جو نوٹنگ جاتا تھا سو نگہ کیا یا دماغ شریف سوٹنگ کی  
ناس سے اُدھکتا ہی رہتا ہے اور بھی اُدھکتا ہی رہے۔ ۲۰ ربیع الآخر شریف کو درجہ بھٹی جی اچھا اُدھاپنی ہی غفلت  
نسبت کے موافق بہت کچھ کلمات ناپاک اُدھ غلیظ اپنے وہی شریف سے اُگلے اور ایک دو ورق اپنے نصیبوں کی  
طرح سیاہ فرمایا جس کا حاصل صرف اس قدر کہ ہاں ہم تھانوی صاحب کے وکیل ہیں۔ کیا ہم نہیں کہتے  
کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ ہم نے معززوں کے سامنے کہہ دیا ہے کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ ہاں ہاں  
لو، خدا کی قسم ہم تھانوی کے وکیل ہیں تھانوی جی سے یہ کہیں پوچھ کر تم نے وکیل کیا یا نہیں، ہم جو کہہ رہے ہیں  
کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ اچھا تھانوی جی نہیں بولتے کہ ہم ان کے وکیل ہیں، تو ان کے نہ بولنے سے  
کیا یہ بٹ جائے گا کہ ہم تھانوی کے بول ہیں، ہم خود قبول رہے ہیں کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں تو نگہ  
کی آنکھوں کی قسم ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ مسلمانو! خارا انصاف یہ صورتیں مناظرہ کرنے کی ہیں۔ اللہ و  
رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جیسی عزت ان کی نگاہوں میں ہے طشت اذہام  
سے اسی پر تو عرب و قحط میں حل و حرم میں ان پر لعنتوں کا لام ہے۔ ہاں بعض دنیاوی عزتوں کا بھاری  
بوج پڑا کہ دفع الوقتی کو درجہ بھٹی صاحب مناظرہ دہی کے لئے اپنے منہ آپ جناب تھانوی صاحب کے  
وکیل بن بیٹھے۔ اول روز سے تھانوی صاحب پر تمام رسائل و اعلانات میں یہی تعاضا سوار تھا کہ  
خود مناظرہ میں آتے ہول کھاتے ہو، کھاؤ، اپنے ہر دستخط سے کسی کو وکیل بناؤ، بار سے اب  
خدا خدا کر کے وکالت کی پھٹک سنی تو اس کی تحقیقات حرام ہے۔ خود ساختہ وکیل صاحب کا جبروتی حکم  
ہے کہ جناب تھانوی صاحب کی ٹہر کیسی دستخط کہاں کے۔ ان سے پوچھنا ہی بہے ضابطہ ہے۔ ہم  
خود ہی جو کہہ رہے ہیں کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہے۔ تھانوی کو  
رجسٹری شدہ نوٹس پہنچا جس میں وکیل کرنے نہ کرنے کو ان سے پوچھا وہ نہ بولے، لاکھ نہ بولیں، ان کے  
نہ بولنے سے کیا ہوا، بس اتنا ہی نہ کہ یہ سمجھا گیا کہ انہوں نے ہم درجہ بھٹی صاحب کو وکیل ہرگز نہ کیا۔  
پھر اس سے کیا ہوتا ہے ہم خود فرما رہے ہیں کہ ہاں ہم کو تھانوی جی نے وکیل کیا ہے۔ اس ہماری

ہاں کے آگے تھانوی جی کے نامے فوٹے یا ہائے ہوئے یا ٹال مٹول یا اول قول یا قول فعل کسی حرکت کا اصل اعتبار ہی کیا ہے، آپ نے نہیں سنا کہ عٹر گھر سے آیا ہے معتبر نافی

مسلمانوں پر نہ فقط مسلمانوں بھان بھر کے ذرا سی بھی قتل و قہر و کھنڈ والو! کبھی اسس مزہ کی وکالت کہیں سنی ہے، گویا اس پرانہ سالی میں دیوبندیوں نے گھر گھار کر دو گز اٹیا کیا سر پر لپیٹ دی گورنمنٹ گنگوہیت نے درجنی صاحب کے پیرسٹری کا پتہ لگا دیا کہ مول کے انکار اقرار کی کچھ حاجت نہیں فقط ان کا فرمانا کافی ہے، یادہ تمام دیوبندیوں خواہ خواہ تھانوی صاحب کے گھر کی عام مختاری کا ڈپلومہ ان کے پر دینا تھا جس کے بعد توکیل کی نسبت دریافت کرنا ہی بے ضابطگی ہے۔

مسلمانوں! کیا وکالت یونہی ثابت ہوتی ہے، کیا اس سے درجنی صاحب کی محض جھوٹی وکالت کا ہوائی بھولا زچھوٹ گیا۔ جناب تھانوی صاحب نے دبی زبان بھی اتنی ہانک ددی کہ میں نے وکیل تو کیا ہے کیا ایسے ہی منہ مناظرہ کرنے کے ہوتے ہیں۔ اشد اللہ جناب تھانوی صاحب کی یہ گریز فرار! یہ بھول، یہ خوف، یہ صموت اور اس پر اذتاب کی یہ حالتیں، اور پھر مناظرہ کا نام بدنام، اسے نامزدی تو خدا نے دی ہے۔ مار مار کر تکتے جاؤ ازل ذلت نصیبو! انہیں حالتوں پر غلغلے اسلام کو لکھتے ہو کہ خدا نے جو ذلت اور رسوائی آخری عمر میں آپ کی گردن کا طوق بنادیا ہے کیا ان ناپاک چالوں اور بے شرمی کے جیلوں سے ٹال سکتے ہیں۔ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنة (ان پر مقرر کردہ گی خوری اور ناداری۔ ت) کے مصداق ہو کر عزت کی طلب فضول اور عبث ہے۔

ارے منافقو! تمہارے اگلے تو اس سے بھی بڑھ کر کہہ گئے تھے کہ،  
لشن ماحضانی المدینۃ لیخوجس  
والاعترضا الاذل  
اگر ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اُسے جو نہایت ذلت والا ہے (ت)

اس پر قرآن عظیم نے کیا جواب دیا:  
وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین و  
لکن المنافقین لا یعدون۔  
عزت تو اللہ و رسول اور مسلمانوں کے لئے ہے مگر منافقین کو خبر نہیں۔

وہ ملازم ہمیشہ الہی عورت کو ذلت ہی تعبیر کرتے یا اندھے ابلیس کی اندھی نسلوں کو عورت کی ذلت نہیں سمجھتی، اسی پر تو قرآن عظیم نے فرمایا،

قَاتِلْهُمْ اِنَّهُمْ يَبْغُوْنَ فَكُوْنًا ۝۱۰ خدا انھیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

یہی ترکہ اگر آپ نے پایا کیا جائے شکایت ہے۔ واقعی جن کو اللہ عزوجل اوندھا کر کے انکی اوندھی اوندھی مت میں اس سے بڑھ کر ناپاک چال اور بے شرمی کا جیل کیا ہے کہ زید سے پوچھا جائے خود جو اپنے آپ کو تیراکیل بتاتا ہے کیا تو نے اسے وکیل کیا ہے اور کمال پاک چال اور بڑی شرمیلی جید گری کیا ہے یہ کہ ۳۵ سال فربہیں کھا کر بعض دنیاوی رئیسوں کے دباؤ سے جب دم پر بنے تو ایک بے معنی خود وکیل بنے جب فرضی موکل صاحب سے تصدیق طلب ہو کر کیا آپ نے اسے وکیل کیا تو پھر یا منظر العجائب جواب مع عجیب غائب بس اور تو کیا کہوں اور اس سے بہتر کہ بھی کیا سکوں جو قرآن عظیم مندرجہ چکا کہ،

قَاتِلْهُمْ اِنَّهُمْ يَبْغُوْنَ فَكُوْنًا ۝۱۰ خدا انھیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں دستا خیر، یہ تو مناظرہ دہلی کا خاتمہ تھا جو تھانوی صاحب کی کمال دہشت خواری بے تکلف خواری یا درجہ بندی پر لوگوں میں اُن کی آخری عمر کی سخت ذلت و خواری پر ہوا۔ اور ہونا ہی چاہئے تھا کہ مستردان پاک فرما چکا تھا،

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۱۰ بیشک اللہ تمہارے فاسقوں کو راہ نہیں دیتا (ت) اور صاف ارشاد کر دیا تھا،

قَاتِلْهُمْ اِنَّهُمْ يَبْغُوْنَ فَكُوْنًا ۝۱۰ خدا انھیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں (ت) یہاں کہنا یہ ہے کہ رسالہ ملعونہ خبیثہ مذکورہ کے کو تک آپ طالعہ فرما چکے اور عا شاہ اس کے چارم کو تک بھی نہیں۔ خیال تھا کہ دیوبندی حد سے اگرچہ اس کی اشاعت کا اعلان ہے، مگر کوئی دیوبندی ملانا ایسی ناپاک ملعونہ کو اپنی کتے کھ تو لے جائے گا۔ لیکن یہ خیال غلط نکلا۔ اب یہی درجہ بندی صاحب، نہیں نہیں بلکہ کچھ دنوں کے لئے ان کے منہ میں تالوی صاحب، ہاں ہاں یہی سارے کے سارے دیوبندیوں کے مشککشا، مناظر، پریسٹر، پلیڈر، حاوی جملہ اصول و نظائر اپنے اُسی خواری نامہ ۳۰ ربیع الثانی میں فرماتے ہیں، تحریر میں بھی اب آپ کی حقیقت دیکھنی ہے۔ سیف النقی اور

۳۰/۹ ۱۰ القرآن الکریم  
۳۰/۹ ۱۰

۳۰/۹ ۱۰ القرآن الکریم  
۶/۳ ۱۰

اسی ذی القعدہ سنہ ۱۲۰ کی تاریخ کو حضرت مجدد دین و ملت نے تھانوی صاحب کا چرخہ کے نام ایک مفاد و ضعیفہ مستثنیٰ بنام تاریخی ایجابات اخیرہ (۱۳۲۸ھ) اضافہ فرمایا جس کے تذکار رات نمبر ۹ میں ارشاد چھوڑا یہ ماننا کہ جب جواب بن ہی نہ پڑے تو کیا کچھ کس گھر سے دیکھتے مگر وہ لا جہاں! ایسی ایسی صورتوں

میں انصاف یہ تھا کہ اپنے اتباع کا منہ بند کرتے معاملہ دین میں ایسی ناگفتنی حرکات پر انہیں لجاتے شرماتے۔ اگر جناب کی طرف سے ترغیب نہ تھی تو کم از کم آپ کے سکوت نے انہیں شہ دی یہاں تک کہ انہوں نے سیف النقی جیسی تحریر شائع کی جس کی نظیر آج تک کسی اور پر یا پادری سے بھی بن نہ پڑی۔ پھر استفسارات میں فرمایا،

(۷) آخر آپ بھی اللہ واحد قہار جل و علا کا نام تو لیتے ہیں اُسی واحد قہار جبار کی شہادت سے بتائیے کہ یہ حرکات جو آپ کے یہاں کے علمائے مناظرین کہہ رہے ہیں صاف صریح اُن کے غیر بحال اور نہایت گندے حملہ بزدل کی دیکل روشن ہیں یا نہیں۔

(۸) جو حضرات ایسی حرکات اور اتنی بے تکلفی اختیار کریں، چھوڑیں، بیچیں، بانٹیں، شائع و اشکار کریں، پیش کریں، حوالہ دیں، افتخار کریں، امر بے کورہ کو رد و اڑکیں، تو کب انسداد و انکار کریں کسی غفل کے نزدیک لائق خطاب ٹھہر سکتے ہیں یا صاف ظاہر ہو گیا کہ مناظرہ آخر ہو گیا۔

(۹) اُسی واحد قہار جل جلالہ کی شہادت سے یہ بھی بتا دیجئے کہ وہ رسالہ ملعونہ جو خاص جناب کے مدرسہ دیوبند سے اشاعت ہو رہا ہے اس اشاعت کی آپ کو اطلاع تو ظاہر مگر اس میں آپ کے مشورے آپ کی شرکت ہے یا نہیں؟ نہیں تو آپ کی رضا و رغبت ہے یا نہیں، نہیں تو آپ کو سکوت اور اس سکوت کا محصل اجازت ہے یا نہیں اُن۔

تھاوی صاحب حسب عادت خاموش و خود فراموش غرض بات وہی ہے کہ ایک حمام میں سب ننگے تھے

بیجا باش آنچسہ خواہی کُن

(بے حیا ہو جا پھر حیا ہے کہ - ت)

خیر ایسوں کے منہ کہاں تک ملیں اصل بات جس پر اس تمہید کا آغاز شاعر عن کریں کہ اللہ عز و جل جن قلوب کو ہدایت فرماتا ہے اُن کا قدم ثبات جادۂ حق سے لغزش نہیں کرتا اگر ذریعہ شیطان و سو سے ڈالے تو اس پر اعتقاد نہیں کرتے پھر جب امر حق جھٹک دکھاتا ہے معاً ہوشیار ہو جاتے اور اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اس کی تصدیق والا حضرت بالا درجت مصلیٰ برکت حضرت سید حسین عید ربیہا صاحب قبلہ حسینی زیدی واسطی مارہری دامت برکاتہم کا واقعہ نفیس ہے حضرت والا اجلہ سادات عظام و صاحبزادگان سرکار مارہرہ مطہرہ و تلامذہ اہل حضرت تاج الفحل محب الرسول مرثیٰ مولوی حب فظ حاجی شاہ محمد عبدالقادر صاحب قادری عثمانی بدایونی قدس سرہ الشریف سے ہیں لکھنؤ اپنے بعض امزگہ کے

معالجہ کو تشریف لائے تھے۔ شیاطین غراب نوار دیوبندی کی غزائیں تو ہندوستان میں برساتی شہرات الارض کی طرح پھیلی ہیں حضرت جھوٹائی ٹولہ میں فوکش تھے دروازہ کے قریب ایک شب کچھ دیوبندی غزالیوں کا آپس میں یہ ذکر کرتے سنا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے قائل ہو گئے ہیں اور یہ عقیدہ کفر کا ہے اور حسب عادت افراتفرات ہٹ رہے تھے حضرت کو بہت ناگوار گزرا، مگر اللہ اکبر اور رب عزوجل کا ارشاد کہ :

اِنَّ جَاهِدَكُمْ فَاَسَقُّ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا ۝ جِب کوئی قاسمی تمہارے پاس کچھ خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کرو۔

اور حضرت میں دین مبین کی حرارت، صبح ہی اٹھتے تھے مجد والمائدہ الحاضرہ کے نام والا نام تحریر فرمایا جس کے ہاشمی تئوریہاں تک تھے کہ ہر نوع مجھ کو اپنی تسکین کی ضرورت ہے اگر آپ سے ممکن ہو تو فرما دیجئے۔ حتیٰ کہ ارشاد فرمایا تھا، اگر اس میرے عزیز کا جواب شافی آپ نہ دینگے تو یہ عقیدہ علم غیب کا مجھ کو اپنا تبدیل کرنا پڑے گا۔

اٹھتے تھے مجد دین و ملت نے فزایہ خط جو اس وقت بنام خالص الاعتقاد آپ کے پیش نظر ہے حضرت والا کو جیٹری بھیجا اور اس کے ساتھ اتباء المصطفیٰ و حسان الحرمین و تمہید ایمان و بطش غیب و ظفر الدین الطیب و غیرہ بھی ارسال کئے۔ الحمد للہ کہ اُسی آیہ کریمہ کا ظہور ہوا کہ تذکرہ و افاذا ہم مبعوثت تقویٰ والوں پر شیطان کچھ دوسرے ڈالے تو وہ معاً موشیار ہو جاتے اور ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ اس خط و رسالہ کو تمام وکال تیمہ ہفتہ میں ملا حفظ فرما کر حضرت والا نے یہ دودھ گرا می نامی اٹھتے تھے اور سال فرمائے۔

## نامہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم و بہ نستعین و نصلى و نستلم علی نبیہ الکریم

حضرت مولانا و بالفضل اولنا و ام ظلم و برکاتہم و عمرہم۔

از احقر سید حسین حیدر بعد تسلیم نیاز عرض خدمت عالی اینکه فراز شش نامہ عالی عرضدار لایا

عہ اب تک ان صاحبوں نے بھی کروٹ نہ لی وہ تو سب کو ایک ہی مرض الموت لاحق ہے ۱۲۔

معزز فرمایا اور تعالیٰ ذات والا کو بایں تجرید و تاسیس دین متین سلامت رکھے اس صدی کے مجدد  
اللہ تعالیٰ نے ہمارے سب کے واسطے ذات عالی کو بھیجا ہے رسائل غایت فرمودہ جناب میں نے حق بکون  
پڑھے اور تمام دن انھیں کے مطالعہ میں گزارتا ہے اگرچہ اس مسئلہ میں جو کچھ میں نے وقتاً فوقتاً آپ کی زبان سے سنا تھا  
اسی جہل متین کو مضبوط پکڑے ہوئے تھا اب اس تقریر والا نے تو میرے اس عقیدہ کو ایسا فلاو کر دیا ہے کہ  
جس کا بیان نہیں فتویٰ انبار المصطفیٰ نے بوجہ اپنی طبع کے مجھ کو کوئی فائدہ نہیں دیا اور نہ اس تحریر کے بعد مجھ کو  
حاجت رہی، فسقہ تمہید ایمان مگر دیکھ کر میں اپنی مسرت کا حال کیا عرض کر دوں علامتہ حرمین شریفین نے  
جو کچھ تحریر فرمایا وہ مشتے نمونہ خردوار ہے اور میرا یہی عقیدہ ہے اخوت اسلامی و رشتہ خاندانی سے قطع نظر  
کر کے ابتدائے میرا یہی عقیدہ ہے کہ اب ہندوستان و عرب میں آپ کا شل نہیں ہے اور یہ امر بلا مبالغہ  
میرے دل میں داغ ہو گیا ہے وہ لوگ جن سے اس بات میں مجھ سے گفتگو ہوتی تھی ابھی تک مجھ کو نہیں ملے  
ہیں اب وہ ملیں تو رسالہ حرمین طبعین دکھاؤں اور جواب لوں میں نے دیوان نعت برادر محسن رضا خان  
صاحب مرحوم کو لکھا مرحوم مجھ سے وعدہ فرما گئے تھے کہ بعد طبع تجرید کو ضرور بھیجوں گا اللہ تعالیٰ ان کو اپنی انورش  
رحمت میں رکھے۔ مورخہ ربیع الثانی یوم دو شنبہ رسالہ مطبوعہ جدید مجھ کو ضرور مع دیوان بھیج دیں آج کل  
انھیں سے دل بہلتا ہے مگر وہی مطالعہ میں رہتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو زندہ و سلامت رکھے، زیادہ نیاز  
فقط، احقر سید حسین حیدر از نکتہ جہوائی تولد، مکان حکیم حسن رضا مرحوم۔

اس مدت میں رسائل کیں کس طرح پہنچے و بارش سنگی و پتھان جاگڈاڑ بھی بغضہ تعالیٰ تھا رہ گئے کہ  
حسب الکلم مع دیوان نعت شریف مصنف حضرت مولانا مولوی حاجی حسن رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ  
علیہ روانہ خدمت حضرت والا کئے گئے ادھر اس مدت میں حضرت والا کو وہ مخالفین بھی مل گئے جن کو  
پرانی تلواریں دکھا کر حضرت نے پسپا کیا اور یہ دوسرا نثر نامی احضار فرمایا۔

## نامہ دوم

حضرت مولانا ابوالفضل والحمد للہ اولستامہ ظلم و برکاتہم علی سائر المسلمین۔ بعد تسلیم نیاز آنکہ  
پولندہ دیوان نعت شریف مع رسائل علیہ حضور پہنچے اللہ آپ کو زندہ رکھے جن لوگوں سے میری گفتگو  
ہوتی تھی وہ انھیں مرتضیٰ حسن و درستی کے اتباع میں ہیں، بارش سنگی و اشتہارات میں نے سب ستائے

عہ مراد آباد کی طبع دوم کا بہت ناقص چھپا تھا کہ پڑھنے میں دقت تھی ۱۲

اس پر بڑا تعجب ظاہر کیا، میں نے کہا کہ مولانا صاحب نے مناظرہ سے انکار نہ فرمایا، بلکہ ان شرائط پر مباحثہ و مناظرہ تمام طاقت سے فرمایا، اشتہارات وغیرہ دیکھ کر کہا کہ یہ ان تک پہنچے نہیں ورنہ وہ ایسے نہ تھے کہ رسالہ کا جواب فوری نہ دیتے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو پرانا منہا ہوا سچ ہے کہ ڈاک ٹٹ گئی۔ اُس پر کہا کہ اب ہم تحریر کرتے ہیں رسالہ کا نام وغیرہ جو جواب آئے گا آپ کو مطلع کریں گے، پھر کہا کہ مولوی صاحب کو لازم نہ تھا کہ علامتے دین کی کفیر کرتے قلم ان کا بہت تیز ہے۔ میں نے کہا کہ یہ قوم اعداء اللہ پر جہاد کے لئے پیدا ہوئی ہے، اب نکواریں رہی تو خدا سے تعلق نہ رہی گاٹ چھانٹ ان کے قلم کو عطا فرمادی ہے۔ اثنائے ذکر میں یہ بھی کہا کہ مولوی رشید احمد صاحب کے ایک شاگرد کے مقابل میں مولوی صاحب کا سارا ادب دشمن ہو گیا اگر وہاں سے پہلے نہ آتے تو بڑی مشکل پڑتی۔ میں نے کہا یہ ہی ایک فقرہ آپ نے سچ فرمایا ہے آپ کے مضمون کی شہادت جو علماء عربین نے دی ہے وہ میرے پاس ہے اسے دیکھ لیجئے کیسا کیسا بڑا کھٹا مگر اس طرح کا کوئی فقرہ آپ نکال لائیں تو میں مانوں، جہارات میں نے پڑھنا شروع کیس اور ان حیا داروں کا رہنمائی خیر ہونا شروع ہوا میں لا حول پڑھ کر اٹھ کھڑا ہوا فقط ۲۹-۳-۱۔

مسلمانو! حضرات کی حیا ریاں نکاریاں حیا داریاں ملاحظہ کیں حضرت والا سید صاحب قبلہ دامت برکاتہم کی طرح جس بندہ کو خدا عقل و ایمان و انصاف دے گا وہ ان نکاروں اجیس شماروں پر لا حول ہی پڑھ کر اٹھے گا۔ اب بے رحم نہ تھے خالص الاتحاد مطالعہ کیجئے اور اپنے ایمان و یقین و محبت و غلامی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تازگی دیجئے والحمد للہ رب العالمین و افضل الصلوٰۃ و اکمل السلام علی سیدنا و مولانا و آلہ و صحبہ و اہلہ و حزبہ اجمعین آمین۔

سید عبدالرحمن غفرلہ

عہد اب تک ان صاحبوں نے بھی کروٹ نہ لیا تھا سب کو ایک ہی مرض الموت لاحق ہے ۱۲۔



رسالہ

# خالص الاعتقاد

(اعتقاد خالص)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلي علیٰ رسولہ الکریم

بشرف خطہ عالیہ حضرت والا درجیت والا منزلت، عظیم البرکۃ حضرت مولانا مولوی سید حسین حیدر  
 میاں صاحب قبلہ و امت برکاتہم الطیبہ، بعد تسلیم و آداب خادمانہ عارض  
 (۱) حضرت والا کو معلوم ہو گا کہ دہلی سیدہ کنگوہ و دیوبند و نالوتہ و تھانہ بھون و دہلی و سسوان خزانہ  
 تعالیٰ نے اللہ عزہ و جلا و حضور پر نور سیدہ الانبیاء و عظیم افضل الصلوٰۃ و الشانہ کی شان میں کیا کیا کلمات طعنہ

نوٹ کیا یہ کتاب حضرت گرامی مرتبت سید حسین حیدر میاں صاحب مارہروی علیہ الرحمہ کے ان خطوط کے  
 جواب میں بطور مراسلہ لکھی گئی جو موصوف نے بعض دیباچہ کی الزام تراشیوں سے پیدا شدہ صورت حال  
 پر پریشانی ہو کر تحقیق کے لئے مصنف علیہ الرحمہ کو تحریر فرماتے ہوئے اور وہ خطوط چند صفحات قبل رسالہ کی تمہید میں  
 مذکور ہیں۔

کئے، لکھے اور چھاپے، جن پر عامرہ علیہا حرب و ہند نے ان کی تکفیر کی۔ کتاب حسام الکرمین مع تمہید ایمان و خلاصہ فوائد فتاویٰ حاضر خدمت ہیں۔ زیادہ تر ہر وقت دور رسالے اولین تمہید ایمان و خلاصہ فوائد کو حرفاً حرفاً ملاحظہ فرمائیں کہ حق آفتاب سے زیادہ واضح ہے۔

(۲) اس کتاب مستطاب کی اشاعت پر خدا اور رسول (صلی و علاوہ علیہ وسلم) کے برگویوں کی جو حالت اضطراب و یق و تاب ہے، بیان سے باہر ہے۔ دو سال سے اسی کتاب کی طبع کے بعد چھپنے چلاتے اور طرح طرح کے غل مچاتے۔ پرچوں، اخباروں میں گالیوں کے انبار لگاتے، سوسو پہلو بدلتے، ادھر ادھر پٹے کھاتے ہیں، مگر اصل بیٹ کا جواب دینا درکنار اس کا نام لے بول کھاتے ہیں۔ برگویوں میں مرتھے حسن چاند پوری دیوبندی اور ان کے یار و خاں شہداء اللہ امرتسری غیر مقلد صرف اسی لئے غل مچاتے، بخشیں بدلتے، گالیاں چھاپنے کے لئے منتخب کئے گئے ہیں جن کے غل پر پانچ پانچ رسالے میرے احباب کے ان کو پہنچے ہوئے ہیں ان سب کا بھی جواب غائب اور پیچہ بدستور۔ یہ تمام حال حضرت والا کو ملاحظہ رسالہ نظرا لیں الجید و نظرا لیں الطیب و استہدار ضروری تونس و استہدار نیاز زمانہ کے ملاحظہ سے واضح ہو گا۔ سب مرسل خدمت ہیں، اور زیادہ تفصیل احباب فقیر کے رسالہ لکھنؤ شمس پور و رسالہ باریش سنگی و رسالہ پیکان جاگداز کے ملاحظہ سے ظاہر ہو گی۔ یہ سب زیر طبع ہیں، بعد طبع بعونہ تعالیٰ ان سے کہہ دوں گا کہ ارسال خدمت اقدس کریں۔

(۳) اب چند امور ضروری مختصر عرض کروں کہ بعونہ تعالیٰ اظہار حق و بطلان باطل کو پس ہوں۔

## امراول

### وہابیہ کی افرا پڑازیاں

ای چاروں کے علاوہ خدا و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برگویوں نے ادھر یہ کرنا کھانا کہ کسی طرح سارضا بظہر کیجئے یعنی ادھر بھی کوئی بات ایسی نسبت کریں جس پر معاذ اللہ حکم کھنسر یا خصال لگا سکیں۔

اس کے لئے مسئلہ غیب میں افرا چھانٹنے شروع کئے۔

(۱) کہیں یہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ذاتی، بے عطاء الہی مانا ہے۔

(۲) کہیں یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم، عظیم الہی سے مساوی جانتا ہے، صرف قدم و

حدوث کا فرق کرتا ہے۔

(۳) کہیں یہ کہ باشتیارات و صفات الہی باقی تمام مطوعات الہیہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم محیط بناتا ہے۔

(۴) کہیں یہ کہ امور غیر متناہیہ بالفعل کو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم بتفصیل تمام مساوی شمراتا ہے۔

حالانکہ واحد قہار یہ دیکھ رہا ہے کہ سب ان اشقیاء کا اقرار ہے۔  
پتے ہیں تو بتائیں کہ ان میں سے کون سا جملہ فقیر کے کس رسالے، کس فتوے، کس قریر

میں ہے ؟

قل ھا تورا برھانکوا ان کنتم صدقین ۱  
فاذلم بائوا بالشہداء فادلنک عند اللہ ۲  
ہم الکذ بون ۳

تم فرادہ اپنی دلیل اگر پتے ہو۔ (ت)  
تو جب گواہ نہ دے تو وہی اللہ کے نزدیک  
جھوٹے ہیں۔ (ت)

انما یفتقری الکذاب الذین لا  
یؤمنون بائت اللہ اولئک ہم الکذ بون ۴  
یہی بیانات لوگوں کے سامنے بیان کر کے ان کو پریشان کرتے ہیں، ان کا پریشان ہونا حق بجانب  
ہے۔ اس پر اگر کوئی عالم مخالفت کرے تو ضرور اسے لائق و مناسب ہے۔ مفسرین کذاب اگر ان کلمات  
کا خود مجھ سے استفسار کرتے تو سب سے پہلے ان باطل باتوں کا رد و البطل نہیں کرتا۔

فقیر نے مکتبہ میں جو رسالہ "الدولة العلیة بالمادة الفیضیة" اس باب میں تصنیف  
کیا جس کی متعدد نقول علماء کرام نے لیں اس میں ان تمام خرافات کا رد صریح موجود ہے۔ ان باطل  
کلمات یا بعض پر جو عالم مخالفت کرے یا رد نکھے وہ رد و خلاف حقیقۃً انہیں طعن افراؤں پر عائد ہوگا  
نہ اس پر جو ان اکاذیب سے بچد اللہ ایسا بری ہے جیسے وہ مفسرین کذاب دین دیا ہے۔

و یصلو الذین ظلموا اعت منقلب ۵  
ینقلبون ۶  
اور اب جانتا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کو روٹ پر  
پٹا کھائیں گے۔ (ت)

۱ القرآن الکریم ۱۳/۲۴  
۲ ۲۲۹/۲۶

۳ القرآن الکریم ۱۱۱/۱  
۴ ۱۰۵/۱۶

حضرت والا کو حق سبحانہ و تعالیٰ شفا سے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ اگر براہ کرم قدیم لطف عظیم یہاں تشریف فرما ہو کر خادم فوازی کریں تو اصل رسالہ جس پر مولانا تاج الدین ایلیاس و مولانا عثمان بن عبد السلام مفتیان مدینہ منورہ کی اصل تقریقات اُن کی مہری دستخطی موجود ہیں، نظر انور سے گزار دیں گا۔

فی الحال اُس کی دو چار عبارات عرض کرتا ہوں جن سے روشن ہو جائے گا کہ مغفروں کے اقرا کس درجہ باطل و پادر ہوا ہیں، جس کی نظیر ہی ہو سکتی ہے کہ کوئی یدِ باطن کے اہلسنت کا مذہب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تبرّأ اور صدیقہ طاہرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر بہتان اُٹھاتا ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ میرے رسالہ کی نظر ادل میں ہے،

(۱) العلم ذاتی مختص بالمولیٰ سبحانه  
وتعالیٰ لا یکن لغيره ومن اثبت شیئاً منه  
ولو ادنی من ادنی، من ادنی من ذرّة لاحد  
من العالمین فقد کفر واشترک بیلہ  
(۲) اُسی میں ہے،

اللاتناہی الکی مخصوص بعلم  
اللہ تعالیٰ علیہ  
(۳) اُسی میں ہے،

احاطة احد من الخلق بعلوم ما مت اللہ  
تعالیٰ علی جہۃ التفصیل اتمام معال شریعا  
وعقلا بل لو جمیع علوم جمیع العلمین  
اولاً و آخرالما کانت لہ نسبة ما اصلا الی  
علوم اللہ سبحانه وتعالیٰ حتی کفیة حصۃ  
من الف الف حصص قطرة الی الف الف بحر  
کسی مخلوق کا معلوماتِ الہیہ کو تفصیل تمام محیط  
ہو جانا شرع سے بھی محال ہے اور عقل سے بھی۔  
بلکہ اگر تمام اہل عالم اچھے کھیلوں سب کے جملہ  
علوم جمع کئے جائیں تو اُن کو علومِ الہیہ سے وہ نسبت  
نہ ہوگی جو ایک پونہ کے دس لاکھ حصوں سے  
ایک حصے کو دس لاکھ سمندروں سے۔

لے الدولۃ المکیۃ	النظر الاول	مطبوعہ اہلسنت بریل	ص ۶
۱۰	-	-	۱۰
۳	-	-	۱۰

(۴) اُسی کی نظر ثانی میں ہے :

نہ ہر وہیہر متا تقران شبہة مساواة  
علوم المخلوقین طرا اجمعین بعلم ربنا  
الہ العلیین ما کانت لتخطر ببال  
المسلمین یئہ

ہماری تقریر سے روشن دیاں ہو گیا کہ تمام مخلوق کے  
جملہ علوم مل کر بھی علم الہی سے مساوی ہونے کا شبہ  
اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل میں اس کا خطرہ  
گزرے۔

(۵) اسی میں ہے :

قد اقتنا الدلائل القہرة علی ان احاطة  
علم المخلوق بجمیع المعلومات الانہیة  
محال قطعاً، عقلاً و سمعاً یئہ

ہم قاہرہ و یس قاتم کر چکے کہ علم مخلوق کا جمیع معلومات  
الہیہ کو محیط ہونا قفل و شرع دونوں کی رو سے یقیناً  
محال ہے۔

(۶) اسی کی نظر ثالث میں ہے :

العلم الذائق والمطلق والحیط التفصیلی  
مختص باللہ تعالیٰ وما للعباد الا مطلق  
العلم العطائی یئہ

علم ذاتی اور بالاحتیاج حیط تفصیل یہ اللہ عزوجل  
کے ساتھ خاص ہیں بندوں کے لئے صرف ایک خود  
علم بعطائے الہی ہے۔

(۷) اسی کی نظر خامس میں ہے :

لا نقول بساواة علم اللہ تعالیٰ ولا بحصولہ  
بالاستقلال ولا بنسبت بعطاء اللہ تعالیٰ  
ایضاً الا البعض یئہ

ہم نہ علم الہی سے مساوات مانیں نہ غیر کے لئے علم  
بالذات جانیں، اور عطائے الہی سے بھی بعض علم  
ہی مانا مانتے ہیں نہ کہ جمیع۔

میرا مختصر فتویٰ انباء المصطفیٰ بمبئی مراد آباد میں تین بار شائع ہوا ہے ہزاروں کی تعداد میں طبع  
ہو کر شائع ہوا، ایک نسخہ اسی کا کہ رسالہ الکلمۃ العلیا کے ساتھ مطبوع ہوا مرسل خدمت ہے۔ اس سے  
بڑھ کر جس امر کا اعتقاد میری طرف کوئی نسبت کرے مخفی کذاب ہے اور اللہ کے یہاں اس کا حساب۔

۱۵ ص	مطبوعہ اہل سنت بریلی	النظر الثانی	۱۵	۱۵	۱۵
۱۶	"	"	۱۶	۱۶	۱۶
۱۷	"	النظر الثالث	۱۷	۱۷	۱۷
۲۸	"	النظر الخامس	۲۸	۲۸	۲۸
فہرست الکلمۃ العلیا مصنفہ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ					

## امر دوم

بندوں کو علم غیب عطا ہونے کی سنہیں اور آیات نفی کی مراد

انہیں جہارات سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ علم غیب کا خاصہ حضرت عزت ہونا بیشک حق ہے، اور کیوں ہو

کہ رب عز وجل فرماتا ہے،

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْءًا مِّنْ غَيْبِ اللّٰهِ اِلَّا بِمَا يَشَاءُ  
تم فرمادو کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا  
کوئی عالم الغیب نہیں۔

اور اس سے مراد وہی علم ذاتی و علم محیط ہے کہ وہی باری عز وجل کے لئے ثابت اور اس سے مخصوص ہیں۔  
علم عطائی کہ دوسرے کا دیا ہوا ہر علم غیر محیط کہ بعض اشیاء سے مطلع بعض سے ناواقف ہو، اللہ عز وجل  
کے لئے ہر ہی نہیں سکتا اس سے مخصوص ہونا تو دوسرا درجہ ہے۔ اور اللہ عز وجل کا عطا سے علوم غیب غیر محیط  
کا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملنا بھی قطعاً حق ہے، اور کیوں نہ ہو کہ رب عز وجل فرماتا ہے،

(۱) وَمَا كَانَ لِلّٰهِ يَطْلُعَ عَلٰی الْغَيْبِ  
اِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ مَّرْسَلَةٍ مَنْ  
یٰۤاٰمَنُ لِّمَنْ يُّنۡزِلُ الْوَحۡیَ اِلَیْكَ  
اللہ اس لئے نہیں کہ تم لوگوں کو غیب پر مطلع کرے  
اِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ مَّرْسَلَةٍ مَنْ  
پہنچ لیتا ہے۔

(۲) اور فرماتا ہے،

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يَظۡهَرُ عَلٰی غَیۡبِهٖ اَحَدًا  
اِلَّا مِمَّنۡ اَمَرۡنَا مِنْۢ مَّوۡلٰیہِ  
اللہ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلا نہیں  
کہ اسوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۳) اور فرماتا ہے،

وَمَا هُوَ عَلٰی الْغَیۡبِ بِقَنۡیۡنٍ  
یٰۤاٰمَنُ لِّمَنْ یُّنۡزِلُ الْوَحۡیَ اِلَیْكَ  
یہ بھی غیب کے بتانے میں نخیل نہیں۔

(۴) اور فرماتا ہے،

فَاِنَّكَ مِنَ الْاَنۡبِیَآءِ الْغَیۡبِ فَوَجِیۡہِ الْیَدِیۡہِ  
اے نبی! یہ غیب کی باتیں ہم تم کو مخفی طور پر بتاتے ہیں۔

۱۰۹/۳ القرآن الکریم

۲۴/۸۱ کہ

۶۵/۲۷ القرآن الکریم

۲۷/۷۳ کہ

۱۰۲/۱۲ کہ

يُؤْمِنُونَ بِالْقَدِيرِ

ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے جس شی کا اصل علم ہی نہ ہوا اس پر ایمان مانا کیونکر ممکن، لا جرم تفسیر کی

۱۰۵

(۶) لا یتحم انت تقول نعلم من الغیب  
عالمنا عند دلیل یم

یہ کہنا کچھ منع نہیں کہ ہم کو اس غیب کا علم ہے جس میں  
ہمارے لئے دلیل ہے۔

(۷) نسیم اریاض میں ہے،

(۷) سیم اریاس میں ہے :  
 ثم يحلف الله الايمان بالغيب الا وقد فتح لنا  
 باب غيبه  
 ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایمان بالغیب کا جہی حکم دیا ہے  
 کہ اپنے غیب کا دروازہ ہمارے لئے کھول دیا ہے۔  
 فقیر نے تو رسول اللہ سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کیا تہا یہ کہ عطا ہو اپنے لئے مان رہے ہیں معلوم نہیں کہ  
 مخالفین ان پر کون سا حکم جوڑیں۔

(۸ و ۹) امام شہزادی کتاب الیقوت والجوہر میں حضرت شیخ اکبر سے نقل فرماتے ہیں :

(۱۱۹) مولانا علی قادری (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس مسئلہ میں اس سے سند دے دی ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں کتاب عقائد تا یفیت حضرت شیخ ابو عبد اللہ شیرازی سے نقل فرماتے ہیں،

نعمت ان العبد ينقل في الاحوال حتى يصير  
الى نعت الروحانية يعلم الغيب

(۱۲) یہی علی قاری مرقاۃ میں اُسی کتاب سے ناقل،

بسم الله الرحمن الرحيم

٢٨/٢ المطبعة البيئية المصرية مصر تحت آية ٢/٢

۵۳ نسیم الریاض فصل ومن ذلک ما اطلع علیہ من القیوب مرکز الہست برکات رضا حجرات ہند ۱۵۱/۲

٢٨٠/٢

۱۲۸/۱

فرد ایمان کی قوت بڑھ کر بندہ حقائقِ اشیاء پر مطلع ہوتا ہے اور اس میں پر غیب نہ صرف غیب بلکہ غیب کا غیب روشن ہو جاتا ہے۔

آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ زیرک و غیب کو مشاہدہ کی طرح جانتے ہیں اور یہ انبیاء ہیں، دوسرے وہ جی پر صرف جس دویم کی پیروی غالب ہے اگر مخلوق اسی قسم کی ہے۔ تو ان کو ایک بتانے والے کی ضرورت ہے جو ان پر غیبیوں کو کھول دے اور وہ بتانے والا نہیں کرتی کہ خود اس کام کے لئے بھیجا جاتا ہے۔

(۴ و ۵) یہی علی قاری شرح فقہ اکبر میں حضرت ابوسلیمان دارانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل ہے۔  
 الفراسة مکاشفة النفس ومعرفة الغیب  
 وہی من مقامات الایمان کیہ  
 فراست عمومی (جس کا ذکر حدیث میں ارشاد  
 ہوا ہے) وہ رُوح کا کشف اور غیب کا معائنہ ہے  
 اور یہ ایمان کے مقاموں میں سے ایک مقام ہے۔

(۱۶ و ۱۷) امام ابن عمرؓ کی کتاب الامام، پھر علامہ شامیؒ کی کتاب الحسام میں فرماتے ہیں،  
 الخواص يجوز ان يعلموا الغيب في قضية  
 او قضايا كما وقع لكثير منهم اشتها  
 جائز ہے کہ اولیاء کو کسی واقعہ یا نتائج میں غیب  
 ملے جیسا کہ ان میں بہت کچھ واقع ہو کر مشہور ہوا۔  
 (۱۸ و ۱۹) تفسیر معالم و تفسیر غارین میں زیر قولہ تعالیٰ ”وما هو علی الغیب بضئین“ ہے،

یقول انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی اللہ عز وجل فرماتا ہے: میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ  
سے مرقاة المفاتیح کتاب الایمان الفصل الاول تحت حدیث ۲ المکتبۃ الخیریینہ کراچی ۱۱۹/۱

۱۱۹/۱	۱۲۰/۱	۱۲۱/۱	۱۲۲/۱	۱۲۳/۱	۱۲۴/۱	۱۲۵/۱	۱۲۶/۱	۱۲۷/۱	۱۲۸/۱	۱۲۹/۱	۱۳۰/۱	۱۳۱/۱	۱۳۲/۱	۱۳۳/۱	۱۳۴/۱	۱۳۵/۱	۱۳۶/۱	۱۳۷/۱	۱۳۸/۱	۱۳۹/۱	۱۴۰/۱	۱۴۱/۱	۱۴۲/۱	۱۴۳/۱	۱۴۴/۱	۱۴۵/۱	۱۴۶/۱	۱۴۷/۱	۱۴۸/۱	۱۴۹/۱	۱۵۰/۱	۱۵۱/۱	۱۵۲/۱	۱۵۳/۱	۱۵۴/۱	۱۵۵/۱	۱۵۶/۱	۱۵۷/۱	۱۵۸/۱	۱۵۹/۱	۱۶۰/۱	۱۶۱/۱	۱۶۲/۱	۱۶۳/۱	۱۶۴/۱	۱۶۵/۱	۱۶۶/۱	۱۶۷/۱	۱۶۸/۱	۱۶۹/۱	۱۷۰/۱	۱۷۱/۱	۱۷۲/۱	۱۷۳/۱	۱۷۴/۱	۱۷۵/۱	۱۷۶/۱	۱۷۷/۱	۱۷۸/۱	۱۷۹/۱	۱۸۰/۱	۱۸۱/۱	۱۸۲/۱	۱۸۳/۱	۱۸۴/۱	۱۸۵/۱	۱۸۶/۱	۱۸۷/۱	۱۸۸/۱	۱۸۹/۱	۱۹۰/۱	۱۹۱/۱	۱۹۲/۱	۱۹۳/۱	۱۹۴/۱	۱۹۵/۱	۱۹۶/۱	۱۹۷/۱	۱۹۸/۱	۱۹۹/۱	۲۰۰/۱	۲۰۱/۱	۲۰۲/۱	۲۰۳/۱	۲۰۴/۱	۲۰۵/۱	۲۰۶/۱	۲۰۷/۱	۲۰۸/۱	۲۰۹/۱	۲۱۰/۱	۲۱۱/۱	۲۱۲/۱	۲۱۳/۱	۲۱۴/۱	۲۱۵/۱	۲۱۶/۱	۲۱۷/۱	۲۱۸/۱	۲۱۹/۱	۲۲۰/۱	۲۲۱/۱	۲۲۲/۱	۲۲۳/۱	۲۲۴/۱	۲۲۵/۱	۲۲۶/۱	۲۲۷/۱	۲۲۸/۱	۲۲۹/۱	۲۳۰/۱	۲۳۱/۱	۲۳۲/۱	۲۳۳/۱	۲۳۴/۱	۲۳۵/۱	۲۳۶/۱	۲۳۷/۱	۲۳۸/۱	۲۳۹/۱	۲۴۰/۱	۲۴۱/۱	۲۴۲/۱	۲۴۳/۱	۲۴۴/۱	۲۴۵/۱	۲۴۶/۱	۲۴۷/۱	۲۴۸/۱	۲۴۹/۱	۲۵۰/۱	۲۵۱/۱	۲۵۲/۱	۲۵۳/۱	۲۵۴/۱	۲۵۵/۱	۲۵۶/۱	۲۵۷/۱	۲۵۸/۱	۲۵۹/۱	۲۶۰/۱	۲۶۱/۱	۲۶۲/۱	۲۶۳/۱	۲۶۴/۱	۲۶۵/۱	۲۶۶/۱	۲۶۷/۱	۲۶۸/۱	۲۶۹/۱	۲۷۰/۱	۲۷۱/۱	۲۷۲/۱	۲۷۳/۱	۲۷۴/۱	۲۷۵/۱	۲۷۶/۱	۲۷۷/۱	۲۷۸/۱	۲۷۹/۱	۲۸۰/۱	۲۸۱/۱	۲۸۲/۱	۲۸۳/۱	۲۸۴/۱	۲۸۵/۱	۲۸۶/۱	۲۸۷/۱	۲۸۸/۱	۲۸۹/۱	۲۹۰/۱	۲۹۱/۱	۲۹۲/۱	۲۹۳/۱	۲۹۴/۱	۲۹۵/۱	۲۹۶/۱	۲۹۷/۱	۲۹۸/۱	۲۹۹/۱	۳۰۰/۱	۳۰۱/۱	۳۰۲/۱	۳۰۳/۱	۳۰۴/۱	۳۰۵/۱	۳۰۶/۱	۳۰۷/۱	۳۰۸/۱	۳۰۹/۱	۳۱۰/۱	۳۱۱/۱	۳۱۲/۱	۳۱۳/۱	۳۱۴/۱	۳۱۵/۱	۳۱۶/۱	۳۱۷/۱	۳۱۸/۱	۳۱۹/۱	۳۲۰/۱	۳۲۱/۱	۳۲۲/۱	۳۲۳/۱	۳۲۴/۱	۳۲۵/۱	۳۲۶/۱	۳۲۷/۱	۳۲۸/۱	۳۲۹/۱	۳۳۰/۱	۳۳۱/۱	۳۳۲/۱	۳۳۳/۱	۳۳۴/۱	۳۳۵/۱	۳۳۶/۱	۳۳۷/۱	۳۳۸/۱	۳۳۹/۱	۳۴۰/۱	۳۴۱/۱	۳۴۲/۱	۳۴۳/۱	۳۴۴/۱	۳۴۵/۱	۳۴۶/۱	۳۴۷/۱	۳۴۸/۱	۳۴۹/۱	۳۵۰/۱	۳۵۱/۱	۳۵۲/۱	۳۵۳/۱	۳۵۴/۱	۳۵۵/۱	۳۵۶/۱	۳۵۷/۱	۳۵۸/۱	۳۵۹/۱	۳۶۰/۱	۳۶۱/۱	۳۶۲/۱	۳۶۳/۱	۳۶۴/۱	۳۶۵/۱	۳۶۶/۱	۳۶۷/۱	۳۶۸/۱	۳۶۹/۱	۳۷۰/۱	۳۷۱/۱	۳۷۲/۱	۳۷۳/۱	۳۷۴/۱	۳۷۵/۱	۳۷۶/۱	۳۷۷/۱	۳۷۸/۱	۳۷۹/۱	۳۸۰/۱	۳۸۱/۱	۳۸۲/۱	۳۸۳/۱	۳۸۴/۱	۳۸۵/۱	۳۸۶/۱	۳۸۷/۱	۳۸۸/۱	۳۸۹/۱	۳۹۰/۱	۳۹
-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	----

١٢٠/١  
ص ٨٠  
ص ٣٥٩

۳۵ القرآن الکریم ۲۳/۸۱  
سل الحکم رسا و من رسائی ابن عابدین  
سهیل اکیڈمی لاہور



علیہ وسلم کو غیب کا علم آتا ہے وہ تمہیں بتانے میں  
بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو بھی اس کا علم دیتے ہیں۔

(۲۰) تفسیر پیاوی زیر قول تعالیٰ "و علمتہ من لدنا علما" ہے :

یعنی اللہ عز و جل فرماتا ہے وہ ظلم کہ ہمارے ساتھ  
خاص ہے اور بے ہمانے بتائے ہوئے معلوم

تہیں ہوتا وہ علم غیب ہم نے خضر کو عطا فرمایا ہے۔  
جیسا کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔

حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا، آپ میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے خضر علم غیب جانتے تھے انھیں علم غیب دیا گیا تھا۔

جو علم غیب میں جانتا ہوں آپ کا علم اُسے محیط نہیں

نبوت کے معنی یہ ہیں کہ علم غیب جاننا۔

سم مبارک نبی کے بیان میں فرمایا،  
حضور کو نبی اس لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ  
نے حضور کو اپنے غیب کا علم دیا۔

دارالکتب العلمیہ بیروت  
۴/۳۹۹

۶۵/۱۸ دارالفکر بیروت ۵۱/۳

١٥/٩٤ دار احياء التراث العربي  
١٨/٦٨ " " " " " "  
١٩/٢٤ " " " " " "

١٠٠/٢      الملعب الاسلامي بيروت  
٢٠٤٣٥/٢      " " "

(۲۵) اُسی میں ہے،

قد اشتهرو وانتشرا صرحہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم بیت اصحابہ بالاطلاع  
علی الغیوبؑ

بے شک صحابہ کرام میں مشہور و معروف تھا کہ  
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیبوں کا علم  
ہے۔

(۲۶) اُسی کی تشریح زرقاتی میں ہے،

احتیایہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جازمون  
باطلاہ علی الغیبؑ

صحابہ کرام یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم ہے

(۲۷) علی قاری تشریح بردہ شریفین میں فرماتے ہیں،

علمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حصار  
لفنون العلم (الی ان قال) ومنها علمہ  
بالامور الغیبیۃؑ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اقسام  
علم کو حاوی ہے غیبوں کا علم بنی علم متشرک کی شاخوں  
سے ایک شاخ ہے۔

(۲۸) تفسیر امام طبری اور تفسیر درمنثور میں بروایت ابو بکر بن ابی شیبہ استاذ امام بخاری وحکم وغیرہ ائمہ  
محدثین سیدنا امام مجاہد تلمیذ خاص حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے،

انہ قال فی قوله تعالیٰ ولئن سألتم لیقولن  
انما کنا نخوض ونلعب قال رجل من  
المتفقین یحدثنا محمد بن ابی نافع  
فلان یوادی کذا وکذا وما یدریہ  
بالغیبؑ

انہوں نے فرمایا اللہ کے قول ولئن سألتم لیقولن  
کی تفسیر میں کہ متفقین میں سے ایک شخص نے کہا  
کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم سے بیان کرتے  
ہیں کہ فلاں کی اوشنی فلاں خلاں وادی میں ہے بجلا  
و غیب کی باتیں کیا جانیں۔ (ت)

یعنی کسی کا ناقہ گم ہو گیا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فلاں جنگل میں ہے۔ ایک منافق

۱۔ المواہب اللدیۃ المقصد الثامن الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۵۵۴/۲  
۲۔ شرح الزرقانی علی المواہب اللدیۃ .. .. دار العرفۃ بیروت ۲۰۰/۷  
۳۔ الزبدة العروة شرح البردة تحت شعر وواقفون لیدر عندہم اجمع حبیۃ علماء سکنیہ خیر پور سندھ ص ۵۷  
۴۔ جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیت ۶۵/۹ ارا حید التراث العربی بیروت ۱۹۶/۱۰  
۵۔ الدر المنثور بحوالہ ابن ابی شیبہ وغیرہ .. .. دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۱۰/۲

یوں، ”غضب کیا جائیگا۔“ اسی پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کفر اتاری کہ ان سے فرما دیجئے کہ ”اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے ٹھکراتے ہو، یہاں نہ بناؤ، تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد۔“  
حضرت ملاحظہ فرمائیں کہ یہ آیت مخالفین پر کیسی آفت ہے !

## دہابیہ پر غصوں کی ترقیاں

ان پر پہلا غضب اُس کے اقوال تھے کہ دریا سے قطرہ عرض کئے ان پر تو میں تک تھا کہ یہ سب ائمہ دین ان مخالفین دین کے مذہب پر معاذ اللہ کافر و مشرک ٹھہرتے ہیں۔  
دوسرا غضب اُس سے زیادہ آفت اُس حدیث ابن عباس میں تھی کہ معاذ اللہ عبد اللہ ابن عباس نے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب بتا کر کافر قرار پاتے ہیں۔  
تیسرا غضب اُس سے عظیم تر اشد آفت مواہب شریف اور زرقانی کی عبارات میں تھی کہ نہ صرف عبد اللہ ابن عباس بلکہ عام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب پر ایمان لا کر دہابیہ کے دھرم میں کافر ٹھہرتے جاتے ہیں۔

چوتھا غضب اُس سے سخت تر ہونے لگا آفت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دوسری حدیث میں تھی کہ سیدنا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں خود اپنے لئے علم غیب بتا کر معاذ اللہ (خاکم بدین و دہابیہ) کافر ٹھہرتے ہیں۔

پانچواں غضب اُس سے بھی انتہا درجہ کی حد سے گزری ہوئی آفت کہ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اجماعاً، قطعاً، یقیناً، ایماناً اللہ کے رسول و نبی اور اولوالعزم من الرسل سے ہیں دہابیہ کی تکفیر سے کہاں بچتے ہیں۔

حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ان سے کہا کہ مجھے علم غیب ہے جو آپ کو نہیں، اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس پر کچھ انکار نہ فرمایا۔ کیا اس پر ایک دہابی نہ کہے گا کہ افسوس ایک ناؤ کا تختہ توڑ دینے یا گر قی دیوار بے اجرت سیدھی کر دینے پر وہ اعتراض کر باوصف و مدہ صبر نہ ہو سکا اور دہابی شریعت کی رو سے منہ بھر کلمہ کفر سننا اور شربت کاکونٹ پی کر چپ رہے۔

خیر، ان سب آفتوں کا دہابیہ کے پاس تین کماؤ توں سے علاج تھا؛  
موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خضر کے لئے علم غیب تسلیم کیا تو دہابیہ کہہ سکتے تھے کہ موسیٰ بدین خود مایاں بدین خود، حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لئے علم غیب بتایا تو وہ اس شیطانی مثل کی آٹھ کھٹے

کرنا و کس نے ڈبائی خواہ مخہ کنہے۔

ابن عباس و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم غیب جانا تو کسی دہن دریدہ و باہنی کو کہتے کیا لگتا کہ،

پراں نمی پزند مریداں سے پراستند  
(پیر غیبی اڑتے بلکہ مرید انھیں اڑاتے ہیں۔ ت)  
لعنة الله على الظالمين (ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔ ت)

مگر چھٹا غضب دھر کی قیامت تو خود اللہ واحد قہار نے وعاہدی پورا کر اس آیت کریمہ اور اس کی شای نزول نے توڑا، یہاں اللہ عز و جل یہ حکم لگا رہا ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غیب دانی سے منکر ہو وہ کافر ہے، وہ اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتا ہے، وہ کلمہ گوئی کر کے مرتد ہوتا ہے افسوس کہ یہاں اس چوتھی مثل کے سوا کچھ گنجائش نہیں کہہ سکتے۔

ما زیاں چشم باری داشتیم خود غلط بود آنچه ما پنداشتیم  
(ہم دوستوں سے دوستی کی امید رکھی تھی جو کچھ ہم نے گمان کیا وہ خود غلط تھا۔ ت)  
بجائے خدا کی توحید بنی رکھنے کے لئے نبی سے بگاڑی، رسولوں سے بگاڑی، سب کے مسلم پر دولتی بگاڑی، غضب ہے وہی خدا و باریہ کو چھوڑ کر رسول کا ہو جائے ناٹا و باریہ پر حکم کفر لگائے، سچ ہے اب کسی سے دوستی کا دھرم نہ رہا، معلوم نہیں کہ اب مخالفین اپنے سرگرد ہوں یا فتویٰ مانتے ہیں یا اللہ واحد قہار کا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (ذمہ سے بچنے کی طاقت ہے نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی طرف سے۔ ت)۔

## امر سوم

### ذاتی و عطائی کی جانب علم کا انقسام اور علماء کی تصریحات

مخالفین کو تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کو یہ کی دشمنی نے اندھا بہرا کر دیا، انھیں حق نہیں سوجھتا مگر تنویری سی عقل والا کجہرہ سکتا ہے کہ یہاں کچھ بھی دشواری نہیں۔  
علم یقیناً اسی صفات میں ہے کہ غیر خدا کو بعلائے خدا مل سکتا ہے، تو ذاتی و عطائی کی طرف اس کا انقسام یقینی، یہی محیط و غیر محیط کی تقسیم بدیہی۔ اسی میں اللہ عز و جل کے ساتھ خاص ہونے کے

قابل صرف ہر تقسیم کی قسم اول ہے یعنی علم ذاتی و علم محیط حقیقی۔

تو آیات و احادیث و اقوال علما جن میں دوسرے کے لئے اثباتِ علم غیب سے انکار ہے اُن میں قطعاً یہی قسمیں مراد ہیں۔ فقہاء کہ حکم تکفیر کرتے ہیں انھیں قسموں پر حکم لگاتے ہیں کہ آخر مینا سے تکفیر ہی تو ہے کہ خدا کی صفتِ خاصہ دوسرے کے لئے ثابت کی۔ اب یہ دیکھ لیجئے کہ خدا کے لئے علم ذاتی خاص ہے یا عطائی۔ حاشا اللہ علم عطائی خدا کے ساتھ ہونا درکار خدا کے لئے محال قطعاً ہے کہ دوسرے کے دے سے اسے علم حاصل ہو پھر خدا کے لئے علم محیط حقیقی خاص ہے یا غیر محیط، حاشا اللہ علم محیط خدا کے لئے محال قطعاً ہے جس میں بعض معلومات مجہول رہیں، تو علم عطائی غیر محیط حقیقی غیر خدا کے لئے ثابت کرنا خدا کی صفتِ خاصہ ثابت کرنا کیونکر ہوا۔ تکفیر فقہاء اگر اس طرف تا نظر ہو تو معنی یہ ٹھہری گئے کہ دیکھو تم غیر خدا کے لئے وہ صفت ثابت کرتے ہو جو نہ خدا کی صفت نہیں ہو سکتی لہذا کافر ہو یعنی وہ صفت غیر کے لئے ثابت کرنی چاہتے تھے جو خاص خدا کی صفت ہے، کیا کوئی احمق سا احمق ایسا اثبات جنون گوارا کر سکتا ہے ولکن النجدیۃ قوم لا یعقلون (لیکن نجدی بے عقل قوم ہے۔ ت)

(۲۹ و ۳۰) امام ابن حجر کی فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

وما ذکرناہ فی الایۃ صریح بہ النودى  
رحمہ اللہ تعالیٰ فی فتاواہ فقال معناھا  
لا یعلمون ولکن استقلالاً و علم احاطۃ  
بکل المعلومات الا اللہ تعالیٰ یلہ

یعنی ہم نے جو آیات کی تفسیر کی امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تصریح کی، فرماتے ہیں آیت کے معنی یہ ہیں کہ غیب کا ایسا علم صرف خدا کو ہے جو بذاتِ خود ہو اور جمیع مخلوقات کو محیط ہو۔

(۳۱) نیز شرح ہمزہ میں فرماتے ہیں:

انہ تعالیٰ اختص بہ لکن من حیث الاحاطۃ  
فلان فی ذلک اطلع اللہ تعالیٰ لبعض خواصہ  
علیٰ کثیر من المفیبات حق من الخمس  
القی قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیہ من  
خمس لا یعلمہن الا اللہ یلہ

غیب اللہ کے لئے خاص ہے مگر بعض احاطہ تو اس کے متافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض خاصوں کو بہت سے غیبوں کا علم دیا یہاں تک کہ ان پانچ میں سے جن کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

لے فتاویٰ حدیثیہ مطلب فی حکم ما اذا قال فلان یعلم الغیب  
لے افضل القراء لقرار ام القری تحت شریکات العلم

مصطفیٰ ابابنی مصر ص ۲۳۸  
مجمع الشافی ابو ظبی ۳۴-۱۴۴

(۳۲) تفسیر کبیر میں ہے :

قوله ولا اعلم الغيب يدل على اعترافه بانه  
غير عال بكل المعلومات

یعنی آیت میں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد  
ہوا تم فرما دو میں غیب نہیں جانتا، اس کے یہ معنی  
ہیں کہ میرا علم جمیع معلومات الہیہ کو مادی نہیں۔

(۳۳ و ۳۴) امام قاضی عیاض شفا شریف اور علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی شرح نسیم الریاض  
میں فرماتے ہیں،

(هذه المعجزة) في اطلاعه صلى الله تعالى  
عليه وسلم على الغيب (المعلومة على  
القطع) بحيث لا يمكن انكاسها او التردد  
فيها لاحد من العقلاء (كثرة روايتها و  
اتفاق معانيها على الاطلاع على الغيب)  
وهذا الايضاح الايات الدالة على  
انه لا يعلم الغيب الا الله وقوله ولو كنت  
اعلم الغيب لاستكثرت من الخير فان النفي  
عليه من غير واسطة واما اطلاعه صلى  
الله تعالى عليه وسلم عليه باعلام الله تعالى  
له فامراً متحقق بقوله تعالى فلا يطمس على  
غيبه احدا الا من ارتضى من رسول به

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محض نہ  
علم غیب یقیناً ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو انکار  
یا تردد کی گنجائش نہیں کہ اس میں اس حدیث بکثرت  
آئیں اور اس سب سے بالاتفاق حضور کا علم غیب  
ثابت ہے اور یہ ان آیتوں کے کچھ منافی نہیں جو بتاتی  
ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور یہ کہ نبی  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کے لئے حکم ہوا کہ میں  
غیب جانتا تو اپنے لئے بہت خیر جمع کرتا۔ اس لئے  
کہ آیتوں میں نفی اس علم کی ہے جو غیر خدا کے بتائے  
ہو اور اللہ تعالیٰ کے بتائے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کو علم غیب ملنا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے  
کہ اللہ اپنے غیب پر کسی کو مسط نہیں کرتا سوا اپنے  
پسندیدہ رسول کے۔

(۳۵) تفسیر نیشاپوری میں ہے :

لا اعلم الغيب فيه دلالة على ان الغيب  
بالاستقلال لا يعلمه الا الله

آیت کے یہ معنی ہیں کہ علم غیب جو بذات خود ہر وہ  
خدا کے ساتھ خاص ہے۔

لے نتائج الغیب

نسیم الریاض شرح الشفا قاضی عیاض و من ذلک الاطلاع علیہ من الغیب مرکز اہلسنت بکات نمبر ۴/۱۵  
نسیم الریاض القرآن (تفسیر النیشاپوری) تحت آیت ۵۰/۶ مصطفیٰ ابابنی مصر ۱۱/۶

(۳۶) تفسیر الخوارج خلیل میں ہے،

معناه لا يعلم الغیب بلا دلیل الا الله او  
بلا تعلیم الا الله او جميع الغیب الا الله۔

آیت کے یہ معنی ہیں کہ غیب کو بلا دلیل و بلا تعلیم  
جاننا یا جمیع غیب کو محض ہوتا یہ اللہ تعالیٰ کے  
ساتھ خاص ہے۔

(۳۷) جامع الفصولین میں ہے،

يجاب بانه يمكن التوفيق بان المنفى هو  
العلم بالاستقلال لا العلم بالاعلام  
او المنفى هو المجزوم به لا المظنون  
ويؤيد قولنا تعالى اتجعل  
فيها من يفسد فيها  
الآية لانه غيب اخبر  
به الملائكة فلما منهم  
ادب الاعلام الحق فينبغي  
ان يكفروا وادعاه  
مستقلا لا لو اخبر به باعلام  
فب نومه او يقظته بنوع  
من الكشف اذ لا منافاة بينه  
وبين الآية لما مرمون  
التوفيق

(یعنی فقہائے دعویٰ علم غیب پر حکم کفر کیا اور حدیثوں  
اور ائمہ ثقات کی کتابوں میں بہت غیب کی خبریں  
موجود ہیں جن کا انکار نہیں ہو سکتا) اس کا جواب  
یہ ہے کہ ان میں تطبیق تو ہو سکتی ہے کہ فقہاء نے  
اس کی نفی کی ہے کہ کسی کے لئے بذات خود علم غیب  
مانا جائے، خدا کے بتائے سے علم غیب کی نفی  
دکھی، یا نفی قطعی کی ہے نہ ظنی کی، اور اس کی  
تائید یہ آیت کریمہ کرتی ہے، فرشتوں نے عرض  
کی کیا تو زمین میں ایسوں کو خلیفہ کرے گا جو اس  
میں فساد و غریزی کریں گے، مگر خدا نے غیب کی خبر  
بولے مگر ظن یا خدا کے بتائے سے، تو تکفیر اس  
پر چاہئے کہ کوئی بے خدا کے بتائے علم غیب کئے کا  
دعویٰ کرے نہ یوں کہ براہ کشف جاگتے یا سوتے  
میں خدا کے بتائے سے، ایسا علم غیب کیت کے  
کچھ منافی نہیں۔

(۳۸ و ۳۹) رد المحتار میں امام صاحب ہدایہ کی عبارات التوازل سے ہے،

لو ادعى علم الغیب بنفسه اگر بذات خود علم غیب حاصل کر لینے کا دعویٰ

جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون اسلمی کتب خانہ کراچی ۳۰۲/۲

یکفریہ

کوسے تو کافر ہے۔

(۴۴ تا ۴۴) اسی میں ہے:

قال في التفسير خاتمة في الحجة ذكر في  
الملتقط انه لا يكف لان الاشياء تعرض  
على روح النبي صلى الله تعالى عليه  
وسلم وات الرسل يعرفون بعض الغيب  
قال الله تعالى عالم الغيب فلا يظهر  
على غيبه احد الا من اراد من  
رسول الله قلت بل ذكروا في كتب العقائد  
ان من جملة كرامات الاولياء الاطلاع  
على بعض الغيبات وردوا على  
المعتزلة المستدلين بهذه الآية  
على نفيها

تاما رخانہ میں ہے کہ فتاویٰ جو ہیں، الملتقط میں فرمایا  
کہ جس نے اللہ و رسول کو گواہ کر کے نکاح کیا کافر  
نہ ہوگا اس لئے کہ اشیا ربی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کی بیچ بہانہ پر عرض کیا تھی بیشک رسولوں  
کو بعض علم غیب ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: غیب  
کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مستطہ نہیں کرے  
مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو: علامہ شامی نے  
فرمایا کہ بلکہ اللہ المسنت نے کتب عقائد میں فرمایا  
کہ بعض غیبوں کا علم ہونا ادویہ کی کرامت سے  
ہے اور معتزلہ نے اس آیت کو ادویہ کرام سے  
اس کی نفی پر دلیل قرار دیا۔ ہمارے اندر اس کا  
رد کیا یعنی ثابت فرمایا کہ آیت کریمہ ادویہ سے بھی  
مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں فرماتی۔

(۴۵) تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان میں ہے:

لم ينفع الا الدراية من قبل نفسه  
وما نفع الدراية من جملة الوحي  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ذات  
سے جاننے کی نفی فرماتی ہے خدا کے بتانے سے  
جاننے کی نفی نہیں فرماتی۔

(۴۶ و ۴۷) تفسیر محل شرح جلالین و تفسیر خازن میں ہے:

المعنى لا اعلم الغيب الا ان  
آيت میں جو ارشاد ہوا کہ میں غیب نہیں جانتا

لہ رد المحتار کتاب الجہاد باب المرتد دار احوار التراث العربی بیروت ۲/۲۹۴  
لہ کتاب النکاح قبیل فصل فی الحرات ۲/۲۶۶  
لہ غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری) تحت آیت ۴۶/۹ مصنف ابوبائی مصر ۲۶/۸



يطلعني الله تعالى عليه

اس کے معنی یہ ہیں کہ میں سبہ خدا کے بتائے نہیں جانتا۔

(۴۸) تفسیر البیضاوی میں ہے:

لا اعلو الغیب ما لویوح الی ولوینصب  
علیه دلیل

آیت کے یہ معنی ہیں کہ جب تک کوئی وحی یا کوئی دلیل قائم نہ ہو مجھے بذات خود غیب کا علم نہیں ہوتا۔

(۴۹) تفسیر غایۃ القاضی میں ہے:

وعند ما فتیح الغیب وجه اختصاصها  
به تعالى انه لا يعلمها كما هي ابتداء  
الاهوت

یہ جو آیت میں فرمایا کہ غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں اُس کے سوا انھیں کوئی نہیں جانتا اُس خصوصیت کے یہ معنی ہیں کہ ابتداءً بغیر ابتداءً ان کی حقیقت دوسرے پر نہیں نکلتی۔

(۵۰) تفسیر علامہ نیشاپوری میں ہے:

(قل لا اقول لكم) لسم یقل لیس ہندی  
خزائن الله لیعلم ان خزائن الله وحی العلم یحقق  
الاشیاء وما هیاتھا عندنا لا صلی الله  
تعالیٰ علیہ وسلم باستجابہ  
دعاء صلی الله تعالیٰ علیہ  
وسلم فی قوله امرنا الاشیاء كما  
هم ولكنہ یکلم الناس علی  
قد وعقولهم (ولا اعلو الغیب) انک  
لا اقول لکم ہذا مع انه  
قال صلی الله تعالیٰ علیہ

یعنی ارشاد ہوا کہ اے نبی! افراد و کرم میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس نہیں، بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے خزانے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہیں مگر حضور لوگوں سے ان کی کجی کے قابل باتیں نہ کرتے ہیں، اور وہ خزانے کیا ہیں، تمام اشیا کی حقیقت نہایت کا علم حضور نے اس کے ملنے کی دعا کی اور اللہ عز وجل نے قبول فرمائی۔ پھر فرمایا

۱۔ باب التاویل (تفسیر الخازن) تحت آیت ۱۸۸/۲ ۲۸۶/۲ والفتوحات الہیہ (تفسیر الجلی) ۱۵۸/۳  
۲۔ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت آیت ۵۰/۶ دار الفکر بیروت ۳۱۰/۲  
۳۔ غایۃ القاضی علی تفسیر البیضاوی ۵۸/۶ دار صادر بیروت ۴۳/۳

وسلم علمت ما کانت وما سیکون<sup>۱</sup> مختصراً۔

میں نہیں جانتا یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے۔ ورنہ حضور تو خود فرماتے ہیں مجھے ماکان و مایکون کا علم ملا یعنی جو کچھ ہو گا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے انتہی۔

الحمد للہ اس آیت کریمہ کی کافر و دو میں غیب نہیں جانتا "ایک تفسیر وہ تھی جو تفسیر کبیر سے گزری کہ احاطہ جمیع غیوب کی نفی ہے، نہ کہ غیب کا علم ہی نہیں۔

دوسری وہ تھی جو بہت کتب سے گزری کہ بے خدا کے بتائے جانے کی نفی ہے نہ یہ کہ بتائے سے بھی مجھے علم غیب نہیں۔

اب بحمد اللہ تعالیٰ سب سے لطیف ترین تیسری تفسیر ہے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ مجھے علم غیب ہے، اس لئے کہ اے کافر و اتم ان باتوں کے اہل نہیں ہو ورنہ واقع میں مجھے ماکان و مایکون کا علم ملا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

## امرہ چہارم

### علم غیب سے متعلق اجماعی مسائل

یہاں تک جو کچھ معروض ہوا جمہور ائمہ دینی کا متفق علیہ ہے۔

(۱) بلاشبہ غیر خدا کے لئے ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں اس قدر خواہ ضروریات دین سے اور منکر کافر۔

(۲) بلاشبہ غیر خدا کا علم معلومات الہیہ کو حاوی نہیں ہو سکتا، مساوی درکنار تمام اولین و آخرین و انبیاء و مرسلین و خاکہ و مقربین سب کے علوم دل کر علوم الہیہ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو کر وڑا کر وڑ سمندروں سے ایک ذرا سی بوند کے کر وڑوی جھے کو کہ وہ تمام سمندر اور یہ بوند کا کر وڑواں حصہ دونوں متناہی ہیں اور متناہی کہ متناہی سے نسبت ضرور ہے بخلاف علوم الہیہ کہ غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی ہیں اور مخلوق کے علوم اگرچہ عرش و فرش، شرق و غرب و جملہ کائنات از روز اول تا روز آخر کو محیط ہو جائیں آخر متناہی ہیں کہ عرش و فرش دو حدیں

علم غیب

۱۔ غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری) تحت الآیۃ ۶/۵۰ مصطفیٰ ابابلی مصر ۱۳۲/۷

ہیں۔ روزِ اول و روزِ آخر دو حدیں ہیں۔ اور جو کچھ دوسروں کے اندر چھو سب جتنا ہی ہے۔  
بالفعل غیر جتنا ہی کا علم تفصیل مخلوق کو مل ہی نہیں سکتا تو جملہ علوم خلق کو علم الہی سے اصلاً  
نسبت ہوتی ہی محال قطعی ہے نہ کہ معاذ اللہ تو ہم مساوات۔  
(۲) یوں ہی اس پر اجماع ہے کہ اللہ عزوجل کے دین سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کثیر وافر  
غیبوں کا علم ہے یہ بھی ضروریاتِ دین سے ہے جو اس کا منکر ہو گا فرسہ کہ سرے سے نبوت ہی  
کا منکر ہے۔

(۳) اس پر بھی اجماع ہے کہ اس فضل جلیل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حصہ تمام انبیاء و  
تمام جہان سے اتم و اعظم ہے اللہ عزوجل کی عطا سے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو  
اتنے غیبوں کا علم ہے جی کا شمار اللہ عزوجل ہی جانتا ہے۔ مسلمانوں کا یہاں تک اجماع تھا مگر  
وہابیہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کس دل سے گوارا ہو۔ انہوں نے صاف  
کہہ دیا کہ:

- (۱) حضور کو دیوار کے پچھے کی بھی خبر نہیں ہے
- (۲) وہ اور تو اور اپنے خاتمے کا بھی حال نہ جانتے تھے
- (۳) خدا کے جاننے سے بھی اگر بعض مغیبات کا علم ان کے لئے مانے جب بھی شرک ہے
- (۴) اس پر قہر یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو دیوار کے پچھے کی بھی خبر نہ مانیں اور  
ابلیس لعین کے لئے تمام زمین کا علم محیط حاصل جانیگا
- (۵) اس پر غرر کہ ابلیس کی وسعتِ علم نص سے ثابت ہے، فخرِ عالم کی وسعتِ علم کو کسی نص  
قطعی ہے
- (۶) پھر ستم، قہر یہ کہ جو کچھ ابلیس کے لئے خود ثابت مانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵
۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵
۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵
۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵
۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵
۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵

کے لئے اس کے ماننے پر بحث حکم شرک جڑ دیا یعنی خاص صفت ابلیس کے لئے تو ثابت ہے وہ تو خدا کا شریک ہے، مگر حضور کے لئے ثابت کرو تو مشرک ہو۔  
 (۷) اس پر بعض غالی اور بڑے اور صاف کہہ دیا کہ جیسا علم غیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر پاگل، ہر چوپائے کو ہوتا ہے: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ (بے شک ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔ ت)  
 اصل بحث ان کلمات ملعونہ کی ہے، خبیثہ کا داکاٹ کر (پلینٹر ابدل کر) اس سے بچتے اور علم کے خاص و غیر خاص ہونے کی بحث بے علاقہ لے دوٹتے ہیں کہ علم غیب کو آیات و احادیث نے خاص بن دیا ہے۔ فقہانے دوسرے کے لئے اس کے اثبات کو کفر کہا ہے۔ اس کا جواب تو اوپر معروض ہو چکا کہ خدا کے ساتھ خاص وہی علم ذاتی و محیط حقیقی ہے غیر کے لئے اسی کے اثبات کو فقہار کفر کہتے ہیں۔

علم عطائی غیر محیط حقیقی خدا کے لئے ہو ہی نہیں سکتا نہ کہ خدا اللہ اس کی صفت خاصہ ہو یہ علم ہم نے نہ غیر خدا کے لئے مانا نہ وہ نصوص و اقوال ہم پر وارد۔ مگر ان حضرات سے پوچھئے کہ آیات و احادیث حصہ و اقوال فقہار، علم عطائی غیر محیط حقیقی کو بھی شامل ہیں یا نہیں، اگر نہیں تو تمہارا کتنا جنون ہے کہ انہیں ہم پر پیش کرتے ہو ان کو ہمارے دھمے سے کیا منافات ہوئی اور اگر اسے بھی شامل ہیں تو اب بتائیے کہ مگر وہی صاحب آپ ابلیس کے لئے جو علم محیط زمیں اور تھاوی صاحب آپ ہر پاگل ہر چوپائے کے لئے جو علم غیب کے قائل ہیں آیا ان کے لئے علم ذاتی حقیقی مانتے ہیں یا اس کا غیر، بر تقدیر اول قطعاً کافر ہو، بر تقدیر ثانی بھی خود تمہارے ہی مذہب سے وہ آیات وہ احادیث و اقوال فقہار تم پر وارد۔ اور تم اپنے ہی پیش کردہ دلائل سے خود کافر و مرتد۔

اب کہتے، مگر کہہ کر؟

ہاں مفرد ہی ہے کہ ابلیس اور پاگل اور چوپائے سب تو علم غیب رکھتے ہیں، آیات و احادیث و اقوال فقہار اُن کے لئے نہیں وہ تو صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نفی علم کے لئے ہیں۔  
 اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ (خبردار! ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ ت)

## امریچہ

### علم غیب کی اختلافی حدود اور مسلک عارف

فضل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منکروں کو جہنم جانے دیجئے۔ تمہارا کلام استماع فرمائیے، ان تمام اجماعات کے بعد ہمارے علماء میں اختلاف ہوا کہ بے شمار علوم غیب جو مولیٰ عزوجل نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے کیا وہ روزِ اول سے یومِ آخر تک تمام کائنات کو مشتمل ہیں جیسا کہ علوم آیات و احادیث کا مفاد ہے یا ان میں تخصیص ہے۔

بہت اہلِ ظاہر جانبِ خصوص تھے ہیں، کئی نے کہا مشابہات کا، کئی نے کہا خمس کا، کئی نے کہا ساحت کا، اور عام علماء باطن اور ان کے اتباع سے بکثرت علماء ظاہر نے آیات و احادیث کو ان کے علم پر رکھا ماکان و مایکون سمجھنے نہ کر میں از انجا کہ غایت میں دخول و خروج دونوں محتمل ہیں ساحتِ اُخل ہو یا نہیں بہر حال یہ مجرہ بھی علومِ الہیہ سے ایک بعضِ خفیف بلکہ انباء المصطفیٰ حاضر ہے۔

میں نے قصیدہ بردہ شریف اور اس کی شرح طاعلی قاری سے ثابت کیا ہے کہ عظیم الہی تو علم الہی جو غیر کتابی و غیر کتابی ہے، یہ مجرہ ماکان و مایکون کا علم علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سند سے ایک ہے، پھر علم الہی غیر کتابی کے آگے اس کی کیا گنتی۔ اللہ کی قدرت جاننے والے اسی کو معاذ اللہ علم الہی سے مساوات ٹھہراتے ہیں و ما قدرہ اللہ حق قدرہ (اللہ کی دیسی قدرت کی جیسی قدر کرنے کا حق ہے۔ ت)

اور واقعی جب ان کے امام الطائفہ کے نزدیک ایک پیر کے پتے گن دینے پر خدائی اُلٹی تو ماکان و مایکون تو بڑی چیز ہے۔ غیر انہیں جانے دیجئے یہ خاص مسئلہ جس طرح ہمارے علماء اہلسنت میں دائر ہے مسائلِ خلافہ اشاعرہ و ماتریدہ کے مثل ہے کہ اصلاً محلِ دوم نہیں۔

ہاں چار اختیار قولِ اخیر ہے جو عام مرفعات کو ام و بکثرتِ اعلام کا مسلک ہے، اس بارے میں بعض آیات و احادیث و اقوالِ ائمہ حضرت کو قیصر کے رسالے انباء المصطفیٰ میں طے ہو گئے، اور اللہ لولا المکنون فی علم المشیئ و ماکان و مایکون وغیرہ رسائلِ قیصر میں بحمد اللہ تعالیٰ کثیر وافر ہیں

اور اقوال اولیائے کرام و علمائے عظام کی کثرت تو اس درجہ ہے کہ ان کے شمار کو ایک دفتر عظیم درکار یہاں بطور نمونہ صرف بعض اشارات اتمہ پر اقتصار، وما توفیقی الا باللہ العزیز الغفار۔ حدیث صحیح جامع ترمذی جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

تَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ بِلَهُ  
ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی۔  
اور فرمایا،

عِلْمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ بِلَهُ  
میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین

(۵۱) شیخ محقق مولانا عبدالحی محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے نیچے فرماتے ہیں،

وَأَسْتَمُ بِرُحْمٍ وَرَأْسَانَا وَهَرَجٍ وَرُزِينَا بِلَهُ  
میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں  
عبادت ست از حصول تمامہ علوم مجزئی  
و کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُنَّ بِلَهُ  
تھا۔ اس حدیث میں تمام علوم مجزئی و کلی کے حامل  
ہونے اور ان کے احاطہ کرنے کا بیان ہے۔

(۵۲) امام محمد بن حنفیہ قصیدہ بردہ شریف میں عرض کرتے ہیں،

فَاتِ مَتَّ جَوْدُكَ الدُّنْيَا وَضَوْتُهَا  
یا رسول اللہ! دنیا و آخرت دونوں حضور کی بخشش  
وَمَتَّ عِلْمُكَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ  
سے ایک حضور میں اور لوح و قلم کا علم (جس میں تمام  
ماکان و مایکون ہے) حضور کے علوم سے ایک ٹکڑا ہے۔

(۵۳) علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں،

كُونِ عَلِيمًا مِنْ عُلُومِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى  
لَوْح و قلم کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُلُومُهُ تَتَنَوَّعُ إِلَى  
سے ایک ٹکڑا اس لئے ہے کہ حضور کے علوم  
الْكِلْيَاتِ وَالْمَجْزِيَّاتِ وَحَقَائِقُ وَ  
متعدد افراح ہیں کلیات، جزئیات، حقائق،

جامع سنن الترمذی کتاب التفسیر من سورة ص حدیث ۳۲۴۶ دار الفکر بیروت ۱۹/۵  
جامع سنن الترمذی کتاب التفسیر من سورة ص حدیث ۳۲۴۶ دار الفکر بیروت ۱۵۹/۵  
اشعۃ اللمعات کتاب الصلوٰۃ باب المساجد مکتبہ فوریرہ رضویہ سکس ۳۳۳/۱  
مجموع المتن قصیدۃ البردۃ الشنوی الیمنیۃ دولہ قطر ص ۱۰

دقائق و عوارف و معارف تتعلق بالذات  
والصفات و علمهما يكون سطر امن  
سطور علمه ونهرا من بهر علمه ثم  
مع هذا هو من بركة وجوده صلى  
الله تعالى عليه وسلم

(۵۴) ام القرى شریف میں ہے،

وسم اعین علما وحلماء

(۵۵) امام ابن حجر مکی اس کی شرح میں فرماتے ہیں،

لاق الله تعالیٰ اطعمه علی العالم فعلم

علم الاولین و الاخرین ما کانت

وما یكون لک

حضور کا علم و حلم تمام جہان کو محیط ہے۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو تمام عالم پر

اطلاع دی تو سب اولین و آخرین کا مسلم

حضور کو ملا جو ہو گزرا اور جو ہونے والا ہے سب

جان لیا۔

(۵۶ و ۵۷) نسیم الریاض میں ہے،

ذكر العراقی فی شرح المہذب انہ صلی

الله تعالیٰ علیہ وسلم عرضت

علیہ الخلائق من لدن آدم علیہ

الصلاة والسلام ان یتقام الساعة

فعرّفهم حکلم کہا علم آدم

الاسماء لک

امام عراقی شرح مہذب میں فرماتے ہیں کہ آدم علیہ

الصلاة والسلام سے لے کر قیامت تک کی تمام

مخلوقات الہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

پر عرض کی گئیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کا جواب دیا

یا جس طرح آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام نام

تعلیم ہوئے تھے۔

(۵۸) اسی نے امام ابو بصیر مدنی ہمزہ میں عرض کرتے ہیں،

۱۔ الزیادة العدة فی شرح البردة ناشریعیۃ مطابع سکندریہ خیر پور سندھ ص ۱۱۷

۲۔ مجموع المتون متن قصیدۃ الہمزہ فی مدح خیر البریۃ المشوۃ الدینیۃ دولۃ قطر ص ۱۸

۳۔ افضل القراء ام القرى

۴۔ نسیم الریاض الباب الثانی فصل فیما ورد من ذکر مکانتہ مرکز اہلسنت بکاتب رضا لکچر انڈیا ۲۰۰۸

لك ذات العلوم من عالم الغیب : باب ومنها لأدھر الاسماء  
عالم غیب سے حضور کے لئے علوم کی ذات ہے اور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کے لئے نام۔

(۵۹ و ۶۰) امام ابن ماجہ کی مدخل اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں،  
قد قال علماؤنا رحمہم اللہ تعالیٰ ان الزائر یشعر نفسه بانہ واقف  
بیت ید یدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کما هو قف حیاتہ اذ لا فرق بین  
موتہ و حیاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اغنی فی مشاہدہ لامتہ ومعرفہ باحوالہم  
و نیاتہم وعزائمہم و خواطرہم و ذلک عندہ جلی لا خفاء فیہ  
جیشک چارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
کہ زائر اپنے نفس کو آگاہ کر دے کہ وہ حضور قدس  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے جیسا  
کہ حضور کی حیات ظاہر میں اس لئے کہ حضور قدس  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس  
بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے  
ہیں اور ان کی حالتوں، نیتوں، ارادوں اور دل  
کے خطروں کو پہچانتے ہیں اور سب حضور پر  
روحانی ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔

(۶۱) نیز مواہب شریف میں ہے :  
لا شک ان اللہ تعالیٰ قد اطلعہ علی امر ید  
من ذلک والقی علیہ علوم الاولین  
والآخرین  
کچھ شک نہیں کہ بے شبہ اللہ تعالیٰ نے اس سے  
بھی زائد حضور کو علم دیا اور تمام اگلے پھسلوں کا  
علم حضور پر العافریا۔

(۶۲ تا ۶۴) امام قاضی پھر علامہ قاری پھر علامہ منادی تیسیر شرح جامع صفیر امام سیوطی میں  
لکھتے ہیں،

النفوس القدسیۃ اذا تجردت پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جُبد

۱۱	ص	لے مجموع المتن من قصیدۃ الہمزۃ	الشعرون الدینیۃ	دولۃ قطر	ص ۱۱
۲۵۲/۱		سے المدخل لابن الحاج	فصل فی الکلام علی زیارۃ سید المرسلین	دار الکتب العربی بیروت	۲۵۲/۱
۵۸۰/۴		المواہب الدینیۃ	المقصد العاشر	الفصل الثانی	الکتب الاسلامیہ
۵۶۰/۳		۵	المقصد الثامن	الفصل الثالث	" " "



عن العلائق البدنية اتصلت بالملاء  
الاعلى ولم يبق لها حجاب فترعب و  
تسمع الكل كالشاهد له

(۶۵) علامہ علی قاری شرح شفا شریف میں فرمایا  
ان رسولہم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
حاضرۃ فی بیوت اہل الاسلامیۃ

(۶۶) مدارج النبوة شریف میں ہے :  
ہرچہ در دنیا است از زمان آدم تا اوان لغز اولی  
بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکشف ساختہ  
تا ہمہ احوال اور از اول تا آخر حسنہ معلوم کہ  
و یار این خود را نیز از بعضی از احوال خیر  
داوید

(۶۷) نیز فرماتے ہیں قدس سرہ :  
وہو بکل شرف علیم و دے صلے اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم و اناست برعہ حمیز از شیئونات ذات  
الہی و احکام صفات حق و اسماء و افعال  
و آثار بکلیع علوم ظاہر و باطن اول و آخر  
احاطہ نموده و مصداق " فوق کل ذی علم  
علیم " شدہ ۔ علیہ من الصلوٰات افضلہا و  
من التحیات اتعہا و اکملہا ۔

١٤٥  
١٤٦  
١٤٧  
١٤٨  
١٤٩  
١٥٠  
١٥١  
١٥٢  
١٥٣  
١٥٤  
١٥٥  
١٥٦  
١٥٧  
١٥٨  
١٥٩  
١٦٠  
١٦١  
١٦٢  
١٦٣  
١٦٤  
١٦٥  
١٦٦  
١٦٧  
١٦٨  
١٦٩  
١٧٠  
١٧١  
١٧٢  
١٧٣  
١٧٤  
١٧٥  
١٧٦  
١٧٧  
١٧٨  
١٧٩  
١٨٠  
١٨١  
١٨٢  
١٨٣  
١٨٤  
١٨٥  
١٨٦  
١٨٧  
١٨٨  
١٨٩  
١٩٠  
١٩١  
١٩٢  
١٩٣  
١٩٤  
١٩٥  
١٩٦  
١٩٧  
١٩٨  
١٩٩  
٢٠٠  
٢٠١  
٢٠٢  
٢٠٣  
٢٠٤  
٢٠٥  
٢٠٦  
٢٠٧  
٢٠٨  
٢٠٩  
٢١٠  
٢١١  
٢١٢  
٢١٣  
٢١٤  
٢١٥  
٢١٦  
٢١٧  
٢١٨  
٢١٩  
٢٢٠  
٢٢١  
٢٢٢  
٢٢٣  
٢٢٤  
٢٢٥  
٢٢٦  
٢٢٧  
٢٢٨  
٢٢٩  
٢٣٠  
٢٣١  
٢٣٢  
٢٣٣  
٢٣٤  
٢٣٥  
٢٣٦  
٢٣٧  
٢٣٨  
٢٣٩  
٢٤٠  
٢٤١  
٢٤٢  
٢٤٣  
٢٤٤  
٢٤٥  
٢٤٦  
٢٤٧  
٢٤٨  
٢٤٩  
٢٥٠  
٢٥١  
٢٥٢  
٢٥٣  
٢٥٤  
٢٥٥  
٢٥٦  
٢٥٧  
٢٥٨  
٢٥٩  
٢٦٠  
٢٦١  
٢٦٢  
٢٦٣  
٢٦٤  
٢٦٥  
٢٦٦  
٢٦٧  
٢٦٨  
٢٦٩  
٢٧٠  
٢٧١  
٢٧٢  
٢٧٣  
٢٧٤  
٢٧٥  
٢٧٦  
٢٧٧  
٢٧٨  
٢٧٩  
٢٨٠  
٢٨١  
٢٨٢  
٢٨٣  
٢٨٤  
٢٨٥  
٢٨٦  
٢٨٧  
٢٨٨  
٢٨٩  
٢٩٠  
٢٩١  
٢٩٢  
٢٩٣  
٢٩٤  
٢٩٥  
٢٩٦  
٢٩٧  
٢٩٨  
٢٩٩  
٣٠٠  
٣٠١  
٣٠٢  
٣٠٣  
٣٠٤  
٣٠٥  
٣٠٦  
٣٠٧  
٣٠٨  
٣٠٩  
٣١٠  
٣١١  
٣١٢  
٣١٣  
٣١٤  
٣١٥  
٣١٦  
٣١٧  
٣١٨  
٣١٩  
٣٢٠  
٣٢١  
٣٢٢  
٣٢٣  
٣٢٤  
٣٢٥  
٣٢٦  
٣٢٧  
٣٢٨  
٣٢٩  
٣٣٠  
٣٣١  
٣٣٢  
٣٣٣  
٣٣٤  
٣٣٥  
٣٣٦  
٣٣٧  
٣٣٨  
٣٣٩  
٣٤٠  
٣٤١  
٣٤٢  
٣٤٣  
٣٤٤  
٣٤٥  
٣٤٦  
٣٤٧  
٣٤٨  
٣٤٩  
٣٥٠  
٣٥١  
٣٥٢  
٣٥٣  
٣٥٤  
٣٥٥  
٣٥٦  
٣٥٧  
٣٥٨  
٣٥٩  
٣٦٠  
٣٦١  
٣٦٢  
٣٦٣  
٣٦٤  
٣٦٥  
٣٦٦  
٣٦٧  
٣٦٨  
٣٦٩  
٣٧٠  
٣٧١  
٣٧٢  
٣٧٣  
٣٧٤  
٣٧٥  
٣٧٦  
٣٧٧  
٣٧٨  
٣٧٩  
٣٨٠  
٣٨١  
٣٨٢  
٣٨٣  
٣٨٤  
٣٨٥  
٣٨٦  
٣٨٧  
٣٨٨  
٣٨٩  
٣٩٠  
٣٩١  
٣٩٢  
٣٩٣  
٣٩٤  
٣٩٥  
٣٩٦  
٣٩٧  
٣٩٨  
٣٩٩  
٤٠٠  
٤٠١  
٤٠٢  
٤٠٣  
٤٠٤  
٤٠٥  
٤٠٦  
٤٠٧  
٤٠٨  
٤٠٩  
٤١٠  
٤١١  
٤١٢  
٤١٣  
٤١٤  
٤١٥  
٤١٦  
٤١٧  
٤١٨  
٤١٩  
٤٢٠  
٤٢١  
٤٢٢  
٤٢٣  
٤٢٤  
٤٢٥  
٤٢٦  
٤٢٧  
٤٢٨  
٤٢٩  
٤٣٠  
٤٣١  
٤٣٢  
٤٣٣  
٤٣٤  
٤٣٥  
٤٣٦  
٤٣٧  
٤٣٨  
٤٣٩  
٤٤٠  
٤٤١  
٤٤٢  
٤٤٣  
٤٤٤  
٤٤٥  
٤٤٦  
٤٤٧  
٤٤٨  
٤٤٩  
٤٥٠  
٤٥١  
٤٥٢  
٤٥٣  
٤٥٤  
٤٥٥  
٤٥٦  
٤٥٧  
٤٥٨  
٤٥٩  
٤٦٠  
٤٦١  
٤٦٢  
٤٦٣  
٤٦٤  
٤٦٥  
٤٦٦  
٤٦٧  
٤٦٨  
٤٦٩  
٤٧٠  
٤٧١  
٤٧٢  
٤٧٣  
٤٧٤  
٤٧٥  
٤٧٦  
٤٧٧  
٤٧٨  
٤٧٩  
٤٨٠  
٤٨١  
٤٨٢  
٤٨٣  
٤٨٤  
٤٨٥  
٤٨٦  
٤٨٧  
٤٨٨  
٤٨٩  
٤٩٠  
٤٩١  
٤٩٢  
٤٩٣  
٤٩٤  
٤٩٥  
٤٩٦  
٤٩٧  
٤٩٨  
٤٩٩  
٥٠٠  
٥٠١  
٥٠٢  
٥٠٣  
٥٠٤  
٥٠٥  
٥٠٦  
٥٠٧  
٥٠٨  
٥٠٩  
٥١٠  
٥١١  
٥١٢  
٥١٣  
٥١٤  
٥١٥  
٥١٦  
٥١٧  
٥١٨  
٥١٩  
٥٢٠  
٥٢١  
٥٢٢  
٥٢٣  
٥٢٤  
٥٢٥  
٥٢٦  
٥٢٧  
٥٢٨  
٥٢٩  
٥٣٠  
٥٣١  
٥٣٢  
٥٣٣  
٥٣٤  
٥٣٥  
٥٣٦  
٥٣٧  
٥٣٨  
٥٣٩  
٥٤٠  
٥٤١  
٥٤٢  
٥٤٣  
٥٤٤  
٥٤٥  
٥٤٦  
٥٤٧  
٥٤٨  
٥٤٩  
٥٥٠  
٥٥١  
٥٥٢  
٥٥٣  
٥٥٤  
٥٥٥  
٥٥٦  
٥٥٧  
٥٥٨  
٥٥٩  
٥٦٠  
٥٦١  
٥٦٢  
٥٦٣  
٥٦٤  
٥٦٥  
٥٦٦  
٥٦٧  
٥٦٨  
٥٦٩  
٥٧٠  
٥٧١  
٥٧٢  
٥٧٣  
٥٧٤  
٥٧٥  
٥٧٦  
٥٧٧  
٥٧٨  
٥٧٩  
٥٨٠  
٥٨١  
٥٨٢  
٥٨٣  
٥٨٤  
٥٨٥  
٥٨٦  
٥٨٧  
٥٨٨  
٥٨٩  
٥٩٠  
٥٩١  
٥٩٢  
٥٩٣  
٥٩٤  
٥٩٥  
٥٩٦  
٥٩٧  
٥٩٨  
٥٩٩  
٦٠٠  
٦٠١  
٦٠٢  
٦٠٣  
٦٠٤  
٦٠٥  
٦٠٦  
٦٠٧  
٦٠٨  
٦٠٩  
٦١٠  
٦١١  
٦١٢  
٦١٣  
٦١٤  
٦١٥  
٦١٦  
٦١٧  
٦١٨  
٦١٩  
٦٢٠  
٦٢١  
٦٢٢  
٦٢٣  
٦٢٤  
٦٢٥  
٦٢٦  
٦٢٧  
٦٢٨  
٦٢٩  
٦٣٠  
٦٣١  
٦٣٢  
٦٣٣  
٦٣٤  
٦٣٥  
٦٣٦  
٦٣٧  
٦٣٨  
٦٣٩  
٦٤٠  
٦٤١  
٦٤٢  
٦٤٣  
٦٤٤  
٦٤٥  
٦٤٦  
٦٤٧  
٦٤٨  
٦٤٩  
٦٥٠  
٦٥١  
٦٥٢  
٦٥٣  
٦٥٤  
٦٥٥  
٦٥٦

افاض علی من جانیہ المقدس صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کیفیۃ ترقی العبد من  
حیثزہ الی حیثزہ القدس فیدتجلی لہ حیثہ  
کل شئ کما أخبر عن ہذا المشہد فی  
قصۃ المعراج النمازی

(۶۹) نیز اسی میں ہے،

اعراف میں جذب الی حیۃ الحق فیصیر  
عبد اللہ فتجلی لہ کل شیء

(۷۰) اُسی میں ولی فرد کے خصائص سے لکھا کہ وہ تمام نشاۃ منصری جسمانی پرستولی ہوتا ہے۔ پھر لکھا کہ یہ استیلا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں تو ظاہر ہے۔

و اما فی غیرہم المناصب وراثۃ الانبیاء  
 کالمجدیۃ و القطبیۃ و ظہور آثارہا  
 و احکامہا و البیغ الی حقیقۃ کل علم و حال یہ  
 (۱۷) اسی میں تقریر مذکور تفصیل و قاتق فرد کے بعد ہے،

بعد ذلك كله جبلت نفسه نفساً  
قدسية لا يشغلها شأن من شأن  
شأن ولا يأتق عليه حال  
من الأحوال المتجدد الحال  
النقطة الكلية الا وهو غيب

۱۔ فیوض الحرمین مشہد اللہ تعالیٰ خلیفہ کی طرف کتاب تازی کرنے کے وقت کہا کرتا ہے محمد سعید اینڈ سنز کراچی ۱۹۲۹ء

۲۔ - - - - - قدمِ صدیقی عند ربہم کی تفسیر محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص ۱۰۵

۳۔ - - - - - مشہد آخری یعنی دقایق اور ان کے اثرات - - - - - ص ۲۸۱ و ۲۸۰

بہا الاث و انما الاث تفصیل اور اب سے لے کر اُس وقت تک کہ وہ سب سے  
لاجمال ہے  
جو کہ حال اس پر آنے والا ہے اُس سب کی اس وقت اسے خبر ہے وہ جو آئے گا اجمال کی تفصیل ہی  
ہوگا۔

(۷۲) امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں،

هذا مع انه صلى الله تعالى عليه وسلم كانت لا يكتب ولكنه اذ قد  
علمه كل شئ حتى قد وردت اثار  
بمعرفته حروف الخط وحسن تصويرها  
لقوله لا تمدوا باسم الله الرحمن  
الرحيم رواه ابن شعبة عن  
طريق ابن عباس وقوله الحديث  
الاخر الذي روى عن معوية رضي الله  
تعالى عنه انه كانت يكتب بين  
يديه صلى الله تعالى عليه وسلم فقال  
له انك المداوة وحرف القلم واقم الباء  
وفرّق السين ولا تعور الميم وحسن الله  
وصفا الرحمن وجود الرحيم  
وذات الجبار كذا كذا (اس کے چشمہ کی سفیدی کھل رہی تھی اور لفظ اللہ خوبصورت لکھو  
اور لفظ الرحمن میں کشش ہو) (رحمن یا رحمن یا رحمن) اور لفظ الرحيم  
اچھا لکھو۔

(۷۳ و ۷۴) امام شعرائی قدس سرہ کتاب الجواهر والدرر نیز کتاب درۃ الفواص میں سید علی خواص

لے فیوض الحرمین مشہد آخر یعنی دقائق اور ان کے اثرات محمد سیدائہ ستر کراچی ص ۸۵-۸۵  
عن الشفاء بحق المعطف فصل من معجرات الباهرة الطبعة الشکرہ الصحافیة ۱/ ۲۹۸ و ۲۹۹

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ماقبل،

تحریر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اول و آخر و ظاہر و باطن میں وہ شب معراج مرکز زمین سے آسمان تک تشریف لے گئے اور اس عالم کے جملہ احکام اور تعلقات جاری لے پھر آسمان سے عرش اور عرش سے آسمان تک اہل حضور کے برزخ میں تمام عالم علوی و سفلی کی صورتیں منکشف ہو گئیں۔

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قہسرو الاول والاخر والظاہر والباطن قد ولج حین اسری بہ عالم الاسماء الذی اولہا مرکز الارض واخرہا السماء الدنيا بحمیم احکامہا وتعلقا تھا ثم ولج العرش ثم انتہائہ وهو السماء السابعة ثم ولج عالم العرش ثم ما لا نہایۃ الیہ، و انفتح فی برزخیتہ تصور العوالم الالہیۃ والکونیۃ ثم مدققت۔

(۵۵) تفسیر کبیر میں زیر آیہ کریمہ و کذٰلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض (اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ ت) فرمایا،

اس عالم کی تمام جنسوں اور نوعوں اور صفوں اور شخصوں اور تجربوں ہر ہر مخلوق میں حکمت الہیہ کے آثار پر انھیں اکابر کو اطلاع ہوتی ہے جو انبیاء ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام، اسی لئے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اٰلِہِی! ہم کو تمام چیزیں جیسی وہ ہیں دکھا دے۔

الاطلاع علی اٰلہ حکمتہ اللہ تعالیٰ فی کل واحد من مخلوقاتہذا العالم بحسب اجناسہا وانواعہا واصنافہا واشتقاقہا واحوالہا ما لا یحصل الا لاکابر من الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ولہذا المعنی کان رسولنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول فی دعائہ اللہم امننا بالاشیاء کما ہی

اقول یہاں مقصود اس قدر ہے کہ ان امام اہلسنت کے نزدیک انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اس عالم کی تمام مخلوقات کے ایک ایک ذرہ کی جنس، نوع، صنف، شخص، جسم اور ان سب میں اللہ کی مکتبیں یا تفصیل

۱۔ الجواہر والدرر علی ہمش الابرار  
۲۔ القرآن الکریم ۶/۶  
۳۔ منافع الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیہ ۶/۵ الملعونۃ البیتۃ المصریۃ مصر ۱۳/۵۵  
صفحہ ابوابی مصر

جانتے ہیں، وہ آپس کے نزدیک کافر و مشرک ہونے کو بھی بہت ہے، بلکہ ان کے نزدیک امام محدود کو کافر و مشرک سے بہت بڑھ کر گنا چاہتے۔

گنگوہی صاحب نے صرف انتہائی بات کو کہ دنیا میں جہاں کہیں مجلس میلاد مبارک ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع ہو جائے زمین کا علم محیط مانا اور صاف حکم شرک جو دیا کہ شرک نہیں تو کون سا حصہ ایمان کا ہے۔

تو امام کو صرف زمین در کنار زمین و آسمان و فرش و عرش و تمام عالم کے جمل اجناس و انواع و اصناف و اشخاص و اجرام کو صرف حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا بھی علم محیط مانتے ہیں۔ گنگوہی دھرم میں ان کو تو کئی لاکھ درجے ڈبل کافر ہونا چاہتے والیہذا باللہ تعالیٰ، ورنہ اصل بات یہ ہے کہ اصناف معلوم غیب اور ان کے عطا دنیا بت سے ان کے خدام اکابر اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی ایک ایک ذہ عالم کا تفصیلی علم عطا ہونا ہرگز ممنوع نہیں نہیں بلکہ تصریح اولیاء واقع ہے، جیسا کہ عنقریب آتا ہے، و اللہ اعلم۔

(۷۶) یہی مضمون شریف تفسیر نیشاپوری میں باقی عبارت ہے،

الاطلاع علی تفصیل آثار حکمة اللہ تعالیٰ ان عالموں کی مخلوقات میں نہ ہر ایک کے تمام فی کل احد من مخلوقات ہذا العوالم آثار حکمت اللہ پر ان کی جنسوں، نوعوں، قسموں بحسب اجناسہا و انواعہا و اصنافہا و اشخاصہا و عوارضہا و لواحقہا کہا ہی لا تحصیل الا لاکابر الانبیاء و لہذا قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی دعائہ ارا فی الاشیاء کما ہی

ان عالموں کی مخلوقات میں نہ ہر ایک کے تمام آثار حکمت اللہ پر ان کی جنسوں، نوعوں، قسموں اور فردوں نیز عوارض و لواحق حقیقیہ پر مطلع ہونا اکابر انبیاء کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعائیں عرض کیا کہ مجھے اشیاء کی حقیقتیں دکھا۔ (ت)

اس میں آثار حکمت اللہ کے ساتھ تفصیل زائد ہے اور ہذا العالم کی جگہ ہذا العوالم ہے کہ نظر تفصیل پر زیادہ دلالت کرتا ہے، اور اجناس و انواع و اصناف و اشخاص کے ساتھ عوارض و لواحق بھی مذکور ہے کہ احاطہ تجلہ جواہر و اعراض میں تصریح تر ہو، اگرچہ اجناس عالم

لہ البراہین القاطعہ بحث علم غیب مطبع بلاسا واقع دھور ص ۵۱  
لہ خزائن القرآن (تفسیر النیشاپوری) آیہ ۶/۵، مصطفیٰ البابی مصر ۱۳۱/۴

میں عوارض بھی داخل تھے پھر ان کے ساتھ کماہی کا لفظ اور زیادہ ہے کہ صحت علم غیر مشوب بالخطا۔  
والوہم (غفلتی اور وہم کی آلائش سے پاک۔ ت) کی تاکید ہو۔ فخر اہم اللہ تعالیٰ خیر جزا آمین۔  
(۷۷) عیش پوری میں زیر آیت کریمہ و جنابك على هؤلاء شہیداً (اور اسے محبوب! تمہیں ان سب پر گواہ  
اور گواہ بنا کر لائیں گے۔ ت) فرمایا،

لا ترو حہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
شاہد علی جمیع الاسرار والقلوب و  
النفوس لقولہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم اول ما خلق اللہ  
روحی بے

یہ جو رب عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم سے فرمایا کہ تم تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر  
لائیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور اللہ کس  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح نور تمام جہان میں  
ہر ایک کی روح ہر ایک کے دل ہر ایک کے  
دل ہر ایک کے نفس کا مشابہ فرماتی ہے (کوئی روح، کوئی دل، کوئی نفس ان کی نظر کریم سے ادھیل نہیں،  
جب تو سب پر گواہ بنا کر لائے جائیں گے کہ شاہد کو مشابہ ضرور ہے) اسی لئے کہ حضور اللہ کس صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح کریم کو پیدا کیا (تو عالم میں جو کچھ ہوا حضور کے  
سامنے ہی ہوا)۔

(۷۸) حافظ الحدیث سیدی احمد سلجانی قدس سرہا اپنے شیخ کریم حضرت سیدی عبدالعزیز بن مسعود رضی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کتاب مستطاب ایریز میں روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے آیہ کریمہ و علو آدم  
الاسماء حکمتها (اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اسمیاء کے نام سکھائے۔ ت) کے  
متعلق فرمایا،

المراد بالاسماء الاسماء العالیۃ لا الاسماء  
النسانیۃ فان کل مخلوق له اسم عال  
واسم نازل، فالاسم النازل هو الذی یسبح  
بالمستی فی الجملة والاسم العالی هو الذی  
اس کلام نورانی و اعطام ربانی ایمان افزوز، کفران نکر  
کا نفاصہ یہ ہے کہ ہر چیز کے دو نام ہیں علوی و  
سغلی۔ سغلی نام تو صرف مستی سے ایک گونہ آگاہی  
دیتا ہے۔ اور علوی نام سنتے ہی یہ معلوم ہو جاتا ہے

لے القرآن الکریم ۴۱/۴

لے غرائب القرآن

لے القرآن الکریم ۴۱/۴



هذا الملك هذا المقام واستحق غيرا  
مقاماً آخر وهكذا في كل ملك في العرش  
الى ما تحت العرش فهذه علوم آدم واولاده  
من الانبياء عليهم الصلوة والسلام والاولياء  
الكل من رضى الله تعالى عنهم اجمعين  
انما خص آدم بالذكور لانه اول من علم هذه  
العلوم ومن علمها من اولاده فانما علمها  
بعده وليس الصادق لا يعلمها الا اده و  
انما خصنا بها بما يحتاج اليه و ذريته و  
بما يتيقونه لئلا يلزم من عدم التخصيص  
الاحاطة بعلومات الله تعالى وانما قال  
تنزلت اشارة الى الفرق بين علم  
النبي صلى الله تعالى عليه وسلم  
بهذه العلوم وبين علم آدم وغيره من  
الانبياء عليهم الصلوة بها فانهم اذا توجهوا  
اليها يحصل لهم ثبته مقام عن مشاهدة  
الحق سبحانه وتعالى واذا توجهوا نحو  
مشاهدة الحق سبحانه وتعالى حصل لهم  
شبه النوم عن هذه العلوم كونينا صلى الله  
تعالى عليه وسلم لقوته لا يتغلبه هذا عن  
هذا فهو اذا توجه نحو الحق سبحانه وتعالى  
حصلت له المشاهدة التامة وحصل له  
مع ذلك مشاهدة هذه العلوم وغيرها مما  
لا يطلق واذا توجه نحو هذه العلوم حصلت  
له مع حصول هذه المشاهدة في الحق

تمام علوم صرف آدم عليه الصلوة والسلام هي  
نہیں بلکہ ہر نبی اور ہر ولی کامل کو عطا ہوئے ہیں  
علیہم الصلوة والسلام۔ آدم کا نام خاص اس  
لئے دیا کہ ان کو یہ معلوم پہلے ملے، پھر فرمایا  
کہ ہم نے بعد رطاعت حاجت کی قیید  
تھا کہ صرف عرش تا فرش کی تمام اشیاء کا احاطہ  
اس لئے رکھا کہ جملہ معلومات الہیہ کا احاطہ  
ذکر آدم آئے اور ان علوم میں ہمارے نبی صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم الصلوة  
والسلام میں یہ فرق ہے کہ اور جب ان معلوم  
کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ان کی مشاہدہ  
حضرت عزت جلالت سے ایک گونہ غفلت سی  
ہو جاتی ہے اور جب مشاہدہ حق کی طرف  
توجہ فرماتیں تو ان علوم کی طرف سے ایک  
نیند سی آجاتی ہے مگر ہمارے نبی صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی کمال قوت کے  
سبب ایک علم دوسرے علم سے مشغول نہیں  
کرتا، وہ عین مشاہدہ حق کے وقت ان  
تمام علوم اور ان کے سوا اور علموں کو جانتے  
ہیں جن کی طاقت کسی میں نہیں اور ان علوم کی  
طرف عین توجہ میں مشاہدہ حق فرماتے  
ہیں اور ان کو نہ مشاہدہ حق، مشاہدہ خلق سے  
پردہ ہو نہ مشاہدہ خلق مشاہدہ حق سے  
پاک و پسنند ہی اُسے جس نے ان کو  
یہ معلوم اور یہ قوتیں بخشیں، صلی اللہ



سبحنه وتعالى فلا تحجبه مشاهدة الحق  
عن مشاهدة الخلق ولا مشاهدة الخلق  
عن مشاهدة الحق سبحنه وتعالى -

کیوں دہا بیو! ہے کچھ دم، ہاں ہاں تقویۃ الایمان و براہین قاطعہ کی شرک انی نے کر دوڑیو،  
مشرک مشرک کی تسبیح بھائیو، کل قیامت کو کھل جائے گا کہ مشرک، کافر، مرتد، خاسر کون تھا یہ معلوم  
خدا امن الکذاب الاشر (بہت جلد کل جان جائیں گے کون تھا بڑا جھوٹا ترنا۔ ت)۔

اشر بھی دو قسم کے ہوتے ہیں،

(۱) اشر قولی کہ زبان سے بک بک کرے۔

(۲) اشر فعلی کہ زبان سے چپ اور خباثت سے باز نہ آئے۔

وہابیہ اشر قولی و اشر فعلی دونوں میں، قاتلہم اللہ اتی یؤفکون (اللہ انہیں مار سکے اور بھیجے

جاتے ہیں۔

حضرت سیدی شاہ عبد العزیز قدس اللہ سرہ و العزیز، اجلۃ اکابر اولیاء عظام و اعظم سادات کرام  
سے ہیں، بہ نظام وہابیہ سے کچھ تعجب نہیں کہ ان کی شان کریم میں حسب عادت لتیم گستاخی و زبان درازی  
کریں، لہذا مناسب کہ اس پاک، مبارک، لاد لے بیٹے کی تائید میں اس کے مہربان باپ، مسلمانوں  
کے مولیٰ، اللہ واحد قہار کے غالب شیر، سیدنا امیر المؤمنین مولیٰ علی مشککش صاحب ردا، کافر کش، مومن  
پناہ کرم اللہ تعالیٰ و جہد الکریم کے بعض ارشادات ذکر کروں کہ سگان زرد کے برادر شغال اس سید الجلال  
کی بوسٹو نگہ کر بھاگیں اور شرک شرک بگنے والے مرنے میں قہر کے پتھر ہوں اور پتھروں سے آگیاں۔

(۷۹) ابن النجار ابو المعتمر مسلم بن اوس و جابر بن قدامر سعدی سے راوی کہ امیر المؤمنین ابو الامام

الطاہر بن سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا،

سلونی قبل امت تغفدونی فانی  
لا أسأل عن ثقت دون العرش الا  
مجھ سے سوال کرو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ کہ عرش  
کے نیچے جس کسی چیز کو مجھ سے پوچھا جائے میں

اخبروت عنه ۱۰

بتادوں گا۔

30  
30

عرش کے نیچے کرسی، بہشت آسمان، بہشت زمین اور آسمانوں اور زمینوں کے درمیان جو کچھ ہے  
تحت الثرانی تک سب داخل ہے۔ مولیٰ علی فرماتے ہیں کہ اس سب کو میرا علم محیط ہے ان میں جو شے  
مجھ سے پوچھو میں بتا دوں گا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۸۰) امام ابن الانباری کتاب المصاحف میں اور امام ابو عسمر بن عبد البر کتاب العلم میں ابوالفضل  
عمر بن واثر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،

قال شهدت علي بن ابي طالب يخطب فقال في خطبته سلوني فوالله لا تسألوني عن شيء الا يوم القيمة الا حدثتكم به ۱۰  
میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے خطبہ میں حاضر تھا  
امیر المؤمنین نے خطبہ میں ارشاد فرمایا، مجھ سے  
دریافت کرو خدا کی قسم قیامت تک جو چیز ہونے  
والی ہے مجھ سے پوچھو میں بتا دوں گا۔

امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ میرا علم قیامت تک کی تمام کائنات کو حاوی ہے۔ یہ دونوں حدیثیں  
امام جلیل احوال الملہ والہین سیوطی نے جامع کبیر میں ذکر فرمائیں۔

(۸۱) ابن قتیبہ پھر ابن خلکان پھر امام و میری پھر علامہ ذرقانی ششرح مواہب لدنیہ میں  
میں فرماتے ہیں،

الجفر جلد کتبہ جعفر الصادق کتب فیہ  
لا اهل ابیت حکل ما یحتاجون الی  
علہ وکل ما یكون الی یوم القیمة ۱۰  
جفر ایک جلد ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ  
عنه نے لکھی اور اس میں اہل بیت کرام کے لئے  
جس چیز کے علم کی انہیں حاجت پڑے اور جو کچھ  
قیامت تک ہونے والا ہے سب تحریر فرمایا۔

(۸۵) علامہ سید شریف رحمہ اللہ تعالیٰ ششرح حقائق میں فرماتے ہیں،

الجفر والجامعة کتابان لعلی رضی اللہ تعالیٰ  
یعنی جفر و جامعہ امام امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

۱۰ جامع بیان العلم و فضلہ باب فی ابتداء العالم بطاء بالفائدة و قول سلونی دار الفکر بیروت ۱۳۶

۱۰ حیرۃ الجوان الکبری تحت لفظ الجفر مصطفیٰ البابی مصر ۲۴۹/۱

وفیات الامامی ترجمہ عبد الرحمن صاحب المغرب ۴۰۰ دار الثقافت بیروت ۲۴۰/۳

کی دو کتابیں ہیں بیشک امیر المؤمنین نے اُن دونوں میں علم الحروف کی روشنی پر ختم دنیا تک جتنے قانع ہونے والے ہیں سب ذکر فرمادیئے ہیں اور ان کی اولاد امجاد سے ائمہ مشہورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن کتابوں کے روز پہچانتے اور ان سے احکام نکالتے تھے۔ اور مامون رشید نے جب حضرت ابام علی رضا ابن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے بعد ولیعہد کیا اور خلافت نامہ لکھ دیا امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قبول میں فرمان بنام مامون رشید تحریر فرمایا اس میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تم نے ہمارے حق پہچانے جو تمہارے باپ دادا نے نہ پہچانے، اس لئے میں تمہاری ولیعہدی قبول کرتا ہوں۔ مگر بغور جائزہ بتا رہی ہیں کہ یہ کام پورا نہ ہو گا (چنانچہ ایسا ہی ہوا اور امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مامون رشید کی زندگی ہی میں شہادت پائی) اور مشائخ مغرب اس علم سے حصہ اور اس میں اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اپنے انتساب کا سلسلہ رکھتے ہیں، اور میں نے ملک شام میں ایک قلم دیکھی جس میں شاہان مصر کے احوال کی طرف رموز میں اشارہ کیا ہے میں نے سنا کہ وہ احکام انہی دونوں کتابوں سے نکلے ہیں انتہی۔

اس علم علوی شریف مبارک کی بحث اور اس کے حکم شرعی کی جلیل تحقیق بحمد اللہ تعالیٰ فقیر کے رسالہ ۲۸ مجتبیٰ العروس و مراد النفوس میں ہے جو اس کے بغیر میں نہ لے گی۔

(۸۶) حضور پر نور سیدنا محمد الاکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

و عنہ مری ان السعداء والاشقیاء  
لیس فیہم من علی عینہ فی اللوح

حوت الہی کی قسم بیشک سب سعید و شقی میرے  
سامنے پیش کئے جاتے ہیں میری آنکھ لوح محفوظ

عنہ قد ذکر فیہما علی طریقۃ علم  
المحدوث الحوادث التي تحدث الحـ  
انقرض العالم وكانت الائمة العصر وفوت  
من اولاده یعرفونہما ویحکون بہما  
وفی کتاب قبول العہد الذی کتبہ علی  
بن موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما الحـ  
المامون انک قد عرفت من حقوقنا ما  
لو یعرفہ أبأؤک فقبلت منک عہدک  
الاتان الجفر والجامعة یدلان علی انہ  
لا یتیم ولشائخہ المقاربة نصیب من  
علم المحدث ینتہون فیہ الی اہل  
البیت و مرأت انا بالشام نظما اشیر فیہ  
بالرموض الحـ احوال ملوک مصر و  
سمعت انہ مستخرج من ذینک  
الکتابین اللہ

## المحفوظ ۱۶

میں ہے۔

(۸۷) اور فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

لولا لجام الشريعة على لسانى لاضربتكم بسما  
تاكلون وما تذخرون في بيوتكم انتم بين  
يدي كالقوارير يذرى ما في بواطنكم وظواهركم

اگر میری زبانی پر شریعت کی روک نہ ہوتی تو میں  
تجھیں خبر دیتا جو کچھ تم کھاتے اور جو کچھ اپنے گھروں میں  
اندوختہ کر کے رکھتے ہو تم میرے سامنے شیشہ کی  
مانند ہو، میں تمہارا ظاہر و باطن سب دیکھ رہا ہوں۔

(۸۸) اور فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

قلبي مطعم على اسرار الخليفة ناظر الى  
وجوه القلوب قد صفا الحق عن دنس  
سروية سواء حتى صار نوحاً ينقل  
اليه حافى اللوح المحفوظ و سلم  
عليه انما امور اهل زمانه وصرفه  
في عطائهم ومنهم

میرا دل اسرارِ مملوکات پر مطلع ہے سب دلوں کو  
دیکھ رہا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے رویتِ اسوا کے  
خیل سے صاف کر دیا کہ ایک لوح ہو گیا جس کی طرف  
وہ منتقل ہوتا ہے، جو لوح محفوظ میں لکھا ہے (اللہ  
تعالیٰ نے) تمام اہل زمانہ کے کاموں کی باگیں اسے  
سپرد فرمائیں اور اجازت فرمائی کہ جسے چاہیں عطا  
کریں جسے چاہیں منہ فرمادیں۔

(۸۹ و ۹۰ و ۹۱) والحمد لله رب العالمین یہ اور ان کے مثل اور کلمات قدسہ اجلہ اکابر  
ائمہ مثل امام احمد سیدی نور الحق والدین ابو الحسن علی شہنشاہ صاحب کتاب مستطاب بھجۃ الاسرار،  
و امام اجل سیدی عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی صاحب خلاصۃ المفاد وغیرہا نے حضور سے  
بر اساس نبیہ صحیحہ روایت فرمائی، اور علی قاری وغیرہ علما نے نزہۃ الخاطر وغیرہ کتب مناقب شریفہ  
میں ذکر کئے۔

(۹۲) عارف کبیر احمد الاقطاب الاربعہ سیدنا حضرت سید احمد رفاہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترقیات کامل  
کے بارے میں فرماتے ہیں،

۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	-----

(۹۳) عارف باللہ حضرت سیدی اسحاق دمشقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

(۹) (مذکورہ بالا) یہ دونوں کلام کریم سیدی امام عبدالوہاب شہرانی قدس سرہ الربانی نے طبقات کبریٰ میں نقل کئے۔

(۹۶) حضرت خواجہ بہاء الحق والہ الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کلام پاک نقل کر کے فرماتے،

**۱۔ قرل سید احمد رفاعی**

۳۷۰ لغات الانس ترجمہ خواجہ بہاء الحق والدین النقشبندی اختصارات کتاب فرشتی ص ۳۸۴

[illegible]

گنگوہی صاحب! اب اپنے شیطانی شرک براہین کی خبر لیجئے۔

(۹۷) یہ دونوں ارشاد مبارک حضرت مولانا جامی قدس سرہ السامی نے نقحات الانس میں ذکر کئے۔

(۹۸) امام اجل سیدی علی وغار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

ليس الرجل من يقيد العرش وما حواه  
من الافلاك والجنة والنار وانما الرجل  
من نفذ بصيرة القلب خارج هذا الوجود  
كله وهناك يعرف قدر عظمة موجد  
سبحنه وتعالى بـ

مردہ نہیں جسے عرش اور جو کچھ اس کے احاطہ  
میں ہے آسمان و جنت و نار یہی چیزیں محدود و  
مقید کر لیں، مردہ ہے جس کی نگاہ اس تمام  
عالم کے پار گزر جائے وہاں اُسے توحید مسالم  
سبحندہ و تعالیٰ کی عظمت کی قدر رکھے گی۔

(۹۹) یہ پاکیزہ کلام کتاب البواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر میں نقل فرمایا۔

(۱۰۰) ابریز شریف میں ہے،

سمعتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ احيانا يقول  
ما السموات السبع والارضون السبع  
في نظر العبد المؤمن الا مخلقة مخلقة في  
فلاة من الارض بـ

یعنی میں نے حضرت سید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
بار بار سنا کہ فرماتے، ساتوں آسمان اور ساتوں  
زمینیں مومن کامل کی وسعت نگاہ میں ایسے ہیں  
جیسے ایک میدانِ آب و آبی و آبی و آبی میں ایک پتھر پڑا ہو۔

(۱۰۱) امام شعرانی کتاب الجواہر میں حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،  
الکامل قلبه مراة للوجود العلوي و  
المفلى عليه على التفصيل بـ

کامل کا دل تمام عالمِ علوی و سفلی کا بروچہ تفصیل  
آئینہ ہے۔

(۱۰۲) امام رازی تفسیر کبیر میں رد معتزکہ کے لئے حقیقت کلمات ادلیا پر دلائل قائم کرنے میں  
فرماتے ہیں،

الحجة السادسة لاشك ان المتولى لا نفع  
هو الروح لا البدن ولهذا نوع ان  
كل من كان اكثر علما باحوال عالم الغيب

یعنی اہل سنت کی چھٹی دلیل یہ ہے کہ ہاشمہ افعال  
کی متولی تو روح ہے نہ کہ بدن۔ اسی لئے ہم دیکھتے  
ہیں کہ جسے احوال عالمِ غیب کا علم زیادہ ہے اس کا

لہ البواقیت والجواہر البحث الرابع والستون دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۷۰

لہ الابریز الباب السادس مصطفیٰ البابی مصر ص ۲۳۲

لہ الجواہر والدرر علی ہاشم الابریز ص ۲۲۳

دل زیادہ تر بردست ہوتا ہے۔ ولہذا مولیٰ علی نے فرمایا، خدا کی قسم میں نے خیر کا دروازہ جسم کی قوت سے نہ کھڑا بلکہ ربانی طاقت سے۔ اسی طرح بندہ جب ہمیشہ طاعت میں لگا رہتا ہے تو اس مقام تک پہنچتا ہے جس کی نسبت رب عزوجل فرماتا ہے کہ وہاں میں خود اس کے کان آنکھ ہو جاتا ہوں تو جب اجل الہی کا نور اُس کا کان ہو جاتا ہے۔ بندہ نزدیک، دور سب سمٹتا ہے اور جب وہ نور اس کی آنکھ ہو جاتا ہے بندہ نزدیک و دور سب دیکھتا ہے اور جب وہ نور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے بندہ سہل و دشوار و نزدیک و دور میں تعارفات کرتا ہے۔

کَانَ اقْوٰی قَلْبًا وَلِهٰذَا قَالَ عَلٰی كَرَمِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَجْهَهُ وَاللّٰهُ مَا قَلَعَتْ بَابَ خَيْرٍ بِقُوَّةِ جَسَدَانِيَّةٍ وَلٰكِنْ بِقُوَّةِ رَبَانِيَّةٍ وَكَذٰلِكَ الْعَبْدُ اِذَا دَاخَلَ عَلَى الطَّاعَاتِ بَلَغَ الْمَقَامَ الَّذِي يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰی كُنْتُ لَهُ صَاحِبًا وَبَعِيرًا فَاِذَا احْصَا نَفْسَ اَجَلِ اللّٰهِ تَعَالٰی سَمِعَ سَمْعَ الْقَرِيبِ وَ الْبَعِيدِ وَاِذَا احْصَا ذٰلِكَ النَّفْسَ يَصُوِّرُ لَهُ سِرَّ اِي الْقَرِيبِ وَالْبَعِيدِ وَاِذَا احْصَا ذٰلِكَ النُّورَ يَبْصُرُ لَهُ قَدْرَ عَلَى التَّحَوُّتِ فِي الصَّعْبِ وَ السَّهْلِ وَالْبَعِيدِ وَ الْقَرِيبِ

(۱۰۳) حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العلوی دفتر ثالث ثلثی شریف میں موزہ و عقاب کی حدیث مستطاب میں فرماتے ہیں حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر گز ہر غیبی خدا ماما را نمود (دل وہاں لحظہ بخود مشغول ہو کر)

(اگر ہر غیب خدا سے ہم کو دکھایا ہے لیکن دل اس وقت اپنی ذات میں مشغول تھا۔)

(۱۰۴) مولانا بحر العلوم علیہ السلام قدس سرہ شرح میں فرماتے ہیں،

یعنی محمد رضا کہتا ہے دل کو بدن کی فکر نہ تھی اور استغراق کی وجہ سے بعض غیب انبیا سے چھپ جاتے ہیں انتہی، شعر کے معنی یہ ہیں کہ دل ذات دل کا مشاہدہ کر رہا تھا اور ذات احدیت تمام اسرار کے ساتھ دل میں ہے، پس اس

محمد رضا غفہ اسے فکر تھی نہ داشت و از جست استغراق بعضی مغیبات بر انبیاء مستور شوند انتہی، معنی بیت ایں چنین است کہ دل بخود مشغول ہو کر دل نفس دل را مشاہدہ می کرد و ذات باحدیت جمیع اسرار و در دل مست پس لیبیب

۱۔ منافع الغیب (تفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۱۸/۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۱/۷۷  
۲۔ ثلثی معنوی دہدہن عقاب موزہ و سولہ حاصل فیہ فیہ و سلم نورانی کتب خانہ پشاور دفتر سوم

(۵-۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸) امام قرطبی شارح صحیح مسلم، پھر امام عینی بدر بخود، پھر امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری، پھر مولیٰ علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ حدیث و خمس لا یعلمون، لا اللہ کی شرح میں فرماتے ہیں،

صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان پانچوں غیور کو جانتے ہیں اور اس میں سے جو چاہیں اپنے جس غلام کو چاہیں بنا سکتے ہیں اور جو حضور کی تعلیم سے ان کے علم کا دعویٰ کرے اس کی تکذیب نہ ہوگی۔

١٤  
١٥ عمدة القارى شرح البخارى كتاب الايمان باب سوال جبريل النبي صلى الله عليه وسلم ادارة الطباعة المنيرية ٢٩/١  
ارشاد السارى شرح البخارى ~ ~ ~ ~ ~ هذا الكتاب العربى بيروت ١٣١/١



علو امتی بیوتون وعلووا صافی الاس حصار  
حال حمل المرأة وقبده لہ

عورت کے حمل کے زمانے میں بکھول سے بھی پہلے جان لیا کہ پیٹ میں کیا ہے۔

(۱۱۰) شیخ محقق قدس سرہ لمعات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں،  
المراد لا تعلم بدون تعلیم اللہ  
تعالیٰ منہ لہ  
مراد یہ ہے کہ قیامت وغیرہ غیب بے خدا کے  
بتائے معلوم نہیں ہوتے۔

(۱۱۱) علامہ بجوری شرح برہ شریف میں فرماتے ہیں،  
لم یخرج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
من الدنيا الا بعد ان اعلمہ اللہ تعالیٰ  
بہذہ الامور ای الخمسة لہ  
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا سے تشریف  
لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے  
حضور کو ان پانچ غیبوں کا علم دے دیا۔

(۱۱۲) علامہ شرنوائی نے جمع النہایۃ میں اسے بطور حدیث بیان کیا کہ،  
قد ورد ان اللہ تعالیٰ لم یخرج النبی  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی  
اطلعه علی کل شئ لہ  
جسٹک وارد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کو دنیا سے نہ لے گیا جب تک کہ  
حضور کو تمام اشیاء کا علم عطا نہ فرمایا۔

(۱۱۳) حافظ الحدیث سیدی احمد مالکی نوٹ الزمان سید شریف عبدالعزیز مسعود حسنی رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ سے راوی،

هو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یخفی  
علیہ شئ من الخمس المذكورة فی  
الایۃ الشریفۃ وکیف یخفی علیہ ذلک  
والا قطاب السبعة من امتہ  
یعنی قیامت کب آئے گی، یزید کب اور کیسے  
اور کتاب سے گا، مادہ کے پیٹ میں کیا ہے اکل کیا  
ہوگا، فلاں کہاں مرے گا۔ یہ پانچوں غیب جو آیہ کیمہ  
میں مذکور ہیں ان میں سے کوئی چیز رسول آج سے آ

لے روض النضر شرح الجامع الصغیر  
۱۰ لمعات التفتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح تحت الحدیث ۲ مکتبۃ المعارف العلویہ لاہور ۱/۳۲  
۱۱ حاشیۃ اباجوری علی البرۃ تحت البیت فاف من جودک الدنیا فی مصلیٰ ابابنی مصر ص ۹۲  
لہ

الشریفة یعلمونها وهم دون الغوث  
فكيف بالغوث فكيف بسيد الاولين و  
والاخرين الذي هو سبب كل شئ  
ومنه كل شئ له  
جو سبب انگوں پھلوں سارے جہان کے سردار اور ہر چیز کے سبب ہیں اور ہر شے انہیں سے ہے  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۱۱۴) نیز ابیریز عزیز میں فرمایا،

قلت للشيخ رضي الله تعالى عنه فأت  
علماء الظاهر من المحدثين وغيرهم  
اختلفوا في النسب صلى الله تعالى  
عليه وسلم هل كان يعلم الخمس  
فقال رضي الله تعالى عنه  
كيف يخفى امر الخمس عليه صلى  
الله تعالى عليه وسلم والواحد من  
اهل القسوف من امته  
الشریفة لا يمكنه القسوف الا بمعرفة  
هذه الخمس له

یعنی میں نے حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے عرض کی کہ علماء ظاہر محدثین مسئلہ خمس میں  
باہم اختلاف رکھتے ہیں، علماء کا ایک گروہ کہتا ہے  
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کا علم تھا، دوسرا  
انکار کرتا ہے۔ اس میں حق کیا ہے؟ فرمایا (جو  
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پانچوں غیبوں کا علم  
ماتے ہیں وہ حق پر ہیں) حضور سے یہ غیب کیونکر  
پچھے رہیں گے حالانکہ حضور کی امت شریفہ میں جو  
اولیائے کرام اہل معرفت ہیں (جو عالم میں معرفت  
فرماتے ہیں) وہ جب تک ان پانچوں غیبوں کو  
جانی نہ لیں معرفت نہیں کر سکتے۔

(۱۱۵) تفسیر کبیر میں زیر آیر کریم عالم الغیب فلا ینظر علی غیبہ احدا الا من اراد فی  
من رسول فرمایا،

ای وقت وقیح القیمة من غیب یعنی قیامت کے واقع ہونے کا وقت اس غیب

له

مکہ ابیریز الباب الثانی  
سۃ القرآن الکریم ۱۰۲/۴

مصطفیٰ البابی مصر

ص ۱۹۷ و ۱۹۸

الذی لا یتظہرہ اللہ لاحد فان قیل  
فاذا احلتم ذلك على القیمة فکیف قال الا  
من ارتضى من رسول ثم انه لا یتظہر هذا  
الغیب لاحد قلنا بل یتظہر عند قریب  
القیمة (ملخصاً)

اس نفیس تفسیر نے صاف معنیٰ آیت پر شہرے کہ اللہ عالم الغیب ہے۔ وہ وقت قیامت کا  
علم کسی کو نہیں دیتا سوا اسے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۱۱۶) علامہ سعد الدین نقاشانی شرح مقاصد میں فرقہ باطلہ معتزلہ قد لہم اللہ تعالیٰ کے کرامات اولیاء  
سے انکار اور ان کے شبہات فاسدہ کے ذکر و ابطال میں فرماتے ہیں،

الخامس وهو في الاخبار عن المغيبات  
قوله تعالى عالم الغیب فلا یتظہر علی غیبہ  
احداً الا من ارتضى من رسول  
خص الرسل من بين المرئیین  
بالاطلاع علی الغیب فلا یتظہر  
غیرہم وانت كانوا اولیاء مرتضیین،  
الجواب ان الغیب ههنا ليس  
للعوم بل مطلک او معین  
هو وقت وقوع القیمة بقریمة  
السباق ولا بعد ان یتظہر

یعنی معتزلہ کی پانچویں دلیل خاص علم غیب کے بارے  
میں ہے وہ گمراہ کہتے ہیں کہ اولیاء کو غیب کا علم  
نہیں ہو سکتا کہ اللہ عز و جل فرماتا ہے غیب کا  
جاننے والا تو اپنے غیب پر مستط نہیں کرتا مگر  
اپنے پسندیدہ رسولوں کو، جب غیب پر اطلاع  
رسولوں کے ساتھ خاص ہے تو اولیاء کیونکر  
غیب جان سکتے ہیں۔ ائمہ اہلسنت نے جواب دیا  
کہ یہاں غیب عام نہیں جس کے یہ معنی ہوں  
کہ کوئی غیب رسولوں کے سوا کسی کو نہیں بتاتا  
جس سے مطلقاً اولیاء کے علوم غیب کی نفی

عہ فائدہ: اس نفیس جارت کتاب عقائد اہلسنت سے ثابت ہوا کہ وہاں معتزلہ سے بھی بہت خبیث تر  
ہیں معتزلہ کہ صرف اولیائے کرام کے علوم غیب میں کلام تھا انبیاء کے لئے مانتے تھے، یہ خبیث خود انبیاء  
سے منکر ہو گئے، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ائمہ اہلسنت انبیاء و اولیاء سب کے لئے مانتے ہیں واللہ اعلم

سے مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ۴۶/۲۶ الملعونۃ البیہۃ المصریۃ مصر ۱۶۸/۲۰

علیہ بعض الرسل من المشكاة او ہو سکے بلکہ یہ تو مطلق ہے (یعنی کچھ غیب ایسی ہی البشر فی صحر الاستثناء ہے کہ غیر رسول کو نہیں معلوم ہوتے) یا خاص وقت وقوع قیامت مراد ہے (کہ خاص اس غیب کی اطلاع رسولوں کے سوا اوروں کو نہیں دیتے) اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ اوپر کی آیت میں غیب قیامت ہی کا ذکر ہے (تو آیت سے صرف اتنا نکلا کہ بعض غیبوں یا خاص وقت قیامت کی تعیین پر اولیاء کو اطلاع نہیں ہوتی نہ یہ کہ اولیاء کوئی غیب نہیں جانتے، اس پر اگر شبہ کیجئے کہ اللہ تو رسولوں کا استثناء فرما رہا ہے کہ وہ ان غیبوں پر مطلع ہوتے ہیں جن کو اور لوگ نہیں جانتے، اب اگر اس سے تعیین وقت قیامت لیجئے تو رسولوں کا بھی استثناء نہ رہے گا کہ یہ تو ان کو بھی نہیں بتایا جاتا۔ اس کا جواب یہ فرمایا کہ) ملائکہ یا بشر سے بعض رسولوں کو تعیین وقت قیامت کا علم ملن کچھ بعید نہیں تو استثناء کہ اللہ عز وجل نے فرمایا ضرور صحیح ہے۔

(۱۱۷) امام قسطلانی شرح بخاری تفسیر سورہ زمرہ میں فرماتے ہیں،

لا یصلو متی تقوم الساعة الا الله الا من ارتفع من رسول فانه یطعمه من یشاء من غیبہ و الولد التابع له یاخذ عنه یتلہ

کوئی غیر خدا نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی سوا اس کے پسندیدہ رسولوں کے کہ انھیں اپنے جس غیب پر چاہے اطلاع دیتا ہے (یعنی وقت قیامت کا علم بھی ان پر بند نہیں) رہے اولیاء وہ رسولوں کے تابع ہیں ان سے علم حاصل کرتے ہیں۔

یہاں اس خاص غیب کے علم میں بھی اولیاء کے لئے راہ رکھی، مگر یوں کہ اصلاً انبیاء کو ہے اور ان کو ان سے ملتا ہے، اور حق یہی ہے کہ آیہ کو یہ غیر رسول سے علم غیب میں اصالت کی نفی فرماتی ہے ذکر مطلق علم کی۔

(۱۱۸ و ۱۱۹) علامہ حسن بن علی بن ابی حاشیہ فتح المبین امام ابن حجر کی اور فاضل ابن علیہ فرماتے وہ جہیزہ شرح اربعین امام نووی میں بھی ملے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم قیامت عطا ہونے کے باب میں فرماتے ہیں الحق کما قال جمع امت الله سبحانه یعنی حق مذہب وہ ہے جو ایک جماعت عطا نے

لے شرح المقاصد المبتدئ فی الامس الاول ص ۱۸۱ العارفت یا اللہ تعالیٰ دار المعارف النعمانیۃ لاہور ۲/۲۰۵  
سے ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الزمرہ دار الکتاب العربی بیروت ۴/۱۸۶

و تعالیٰ لم یقض نیینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق اطلعه علی کل ما ابہمہ عنہ الا انہ امر بکتبہ بعنن والاعلام ببعض لہ  
فرمایا کہ اللہ عز و جل ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا سے نہ لے گیا یہاں تک کہ جو کچھ حضور سے مخفی رہا تھا اس سب کا علم حضور کو عطا فرما دیا ،  
ہاں بعض علوم کی نسبت حضور کو حکم دیا کہ کسی کو بتائیں اور بعض کے بتانے کا حکم کیا۔

(۱۲۰) علامہ عثمانوی کتاب مستطاب عجب العجاہ شرح صلوۃ حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں ،

قیل : نہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذق علمہا ( ای الخمس ) فی آخر الامر لکنہ امر فیہا بالکتبتان و ہذا النقیل ہوا الصحیح  
یعنی کہا گیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخر میں ان پانچوں غیبوں کا بھی علم عطا ہو گیا مگر ان کے چھپانے کا حکم تھا ، اور یہی قول صحیح ہے۔

## تنبیہ حلیل

الحمد للہ یہ بطور نمونہ ایک سو بیس عبارتیں قاریوں میں جن سے دعا بیت کی پرچ ذلیل عبارت نہ صرف منہم ہوتی بلکہ قاریوں اور اس کے گھر کی طرح بفضلہ تعالیٰ تمت الثریٰ پہنچتی ہے ، اور بکرمہ تعالیٰ یہ ریکل سے بڑ ہیں ، ایسے ہی صد ہا نصوص حبیلہ و عظیمہ دیکھنا ہوں تو فقیر کی کتاب "مافی الجیب بعلوم الغیب" و رسالہ "الاولیٰ المکنون فی علوم البشیر ماکان وما یكون" ملاحظہ فرمائیں کہ نصوص کے دریا ہیں چمکتے ، اور حقیقت مصطفیٰ کے چاند چمکتے ، اور تعظیم حضور کے سورج دکتے ، اور نور ایمان کے تارے چمکتے ، اور حق کے باغ لگتے ، اور تحقیق کے پھول میکتے ، اور ہدایت کے پھول چمکتے ، اور نجدت کے کوئے بسیکتے ، اور دعا بیت کے بوم بلکتے ، اور مذہب و گستاخ پھڑکتے ، والحمد للہ رب العالمین ۔

دعا بیت خذ لہم اللہ تعالیٰ ان نصوص قاریوں کے مقابل ادر ادر سے کچھ عبارات دربارہ تخصیص

عہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لہ

عہ عجب العجاہ شرح صلوۃ سید احمد کبیر بدوی

غریب نقل کرتے اور بغلیں بچاتے ہیں حالانکہ یہ محض جہالت کی فہمی بدصریح منکاری اور ہیٹ دھرمی ہے۔ انصافاً وہ ہمارے ہی بیان کا دوسرا پہلو دکھاتے ہیں۔

فقیر گزارش کر چکا کہ مستطعم و مخصوص اُن اجتماعات بعد کہ امر چہارم میں معروض ہوئے علیہ السلام علیہ السلام کا خلافت (اختلافی) کلامہ اولیاء کرام و بکثرت علمائے عظام جانب تقسیم میں اور یہی ظاہر خصوصاً اُن عظیم و مقامہ احادیث حضور پر نور علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ہے۔

اور بہت اہل رسوم جانب خصوص گئے، اُن میں بھی شاید نرے متعشغوں کا یہ خیال ہو ورنہ ان کے لئے اس پر ایک باعث ہے جس کا بیان مع چند نظائر فقیر کے رسالے انباء الہی ان کلامہ المصنوع تبیان نکل شوٹ (۱۳۲۰ھ) میں مشرح ہے تو ایسی عبارات سے ہیں کیا ضرر ہم نے کیا دعویٰ اجل کیا تھا کہ خلافت دکھاؤ۔

وہاں تم اپنی جہالت سے مدعی اجماع تھے یہاں تک کہ مخالف کی تکفیر کر بیٹھے۔ تو ہر طرح تم پر قہر کی مار ہے ایجاب جزئی سے موجب کلیہ کا ثبوت چاہنا مجنون کا شعار ہے۔

تم دنش جہارتیں خصوص میں لاؤ ہم تنو خصوص عموم میں دکھاتیں گے، پھر ظواہر قرآن و حدیث و عامہ اولیائے قدیم و حدیث ہمارے ساتھ ہیں، اور اسی میں ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت کی ترقی اور خود اسی بارے میں ان کا رب فرما چکا کہ علیک مالہ تکی تعلہ وکان فضل اللہ علیک عظیماً سکھا دیا تمہیں جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے۔

جسے اللہ بڑا کرے اسے گھٹائے کیونکر بنے، معذرا اگر بغرض باطل خدا کا فضل عظیم چھوڑنا اور مختصر ہی ہو، مگر ہم نے ظواہر قرآن و حدیث و تصریحات صدائے ظاہر و باطن کے اسباب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیادہ رفعت شان چاہ کر اُسے بڑا مانا تو بعد اللہ تعالیٰ اللہ کے فضل اور اس کے حبیب کی تعظیم ہی کی۔

اور اگر واقع میں وہ فضل الہی ویسا ہی بڑا ہے اور تم نے برخلاف ظواہر خصوص قرآن و حدیث اسے ہلکا اور چھوٹا جانا تو تمہارا معاملہ معکوس ہوا، فاقی الفریقین احق بالامن خیال کرو کونسا فرق زیادہ مستحق امن ہے۔

غرض یہاں چند پریشان جہارات خصوص کا سنانا محض جہل ہے یا سخت کھر۔ کلام تو اس میں ہے

کہ تم اقوالِ عموم یعنی مرقوم بلکہ اس سے بھی لاکھوں درجے نیچے پر علمِ شرک و کفر چڑھے ہو۔ لنگوہی جی کی  
تعالفہ برائین دیکھو صرف اتنی بات کہ کہ جہاں مجلس میلاد مبارک ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو  
اطلاح ہو جائے، علمِ محیط زمین ٹھہرا دیا۔ پھر اسے خدا کا خالص اور ساتھ ہی اپنے معبود ابلیس کی صفت  
بتا کر صاف علمِ شرک پھنسا دیا اور شرک بھی کیسا جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں۔ پھر عرض فرما کہ  
علمِ تو زمین کے علمِ محیط سے کروڑ ہا کروڑ درجے بڑا ہے پھر ماکان و مایکون کا تو کیا ہی کہنا ہے۔  
اسی طرح اور تعیمات کہ کلامِ ائمہ دین و علمائے معتدین میں گزری، اس کا ماننے والا اگر معاذ اللہ  
ایک حصہ کافر تھا تو ان کا ماننے والا تو یہی ہو سکتا ہے کہ کافروں کے برابر ایک کافر ہو گا۔  
یونہی تھا کہ امام علیہ السلام علیہ تقویۃ اللایمان میں بعض علمائے الہی بھی غیب کی بات کا علم ماننے کو  
شرک کہہ چکا۔ پھر لنگوہی جی کا شرک تو میلاد مبارک کی اطلاع پر اچھلا تھا، ان امام جی نے ایک پرکے  
پتے ہی جاتے پر شرک اُٹھل دیا۔

### تمام علماء، اولیاء، صحابہ، انبیاء و بابیوں کی تکفیر کا نشانہ

اب دیکھئے کہ لنگوہی و استغیل و دوابیہ نے معاذ اللہ کن کن ائمہ، علماء و مشائخ و فقہاء و مفسرین  
و متکلمین و اولیاء و صحابہ و انبیاء طہیم الصلوٰۃ والسلام کو کافر بنا دیا۔  
انہیں کو گھنٹے جی کے اقوال و ارشادات اس مختصر میں گزر رہے،

- |  |  |
|--|--|
| (۱) شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی            | (۱۱) امام ابن حجر مکی                                    |
| (۲) مولانا ملک العلماء بکر العلوم      | (۱۲) علامہ محمد زرقانی                                   |
| (۳) علامہ شامی صاحب رد المحتار         | (۱۳) علامہ عبد الرزاق مناوی                              |
| (۴) ائمہ اہلسنت و مصنفان عقائد         | (۱۴) علامہ احمد قسطلانی                                  |
| (۵) شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی | (۱۵) امام قرطبی  |
| (۶) علامہ شہاب الدین خفاجی             | (۱۶) امام بدر الدین عینی                                 |
| (۷) امام فخر الدین رازی                | (۱۷) امام بیہقی (صاحب تفسیر معالم)                       |
| (۸) علامہ سید شریف جرجانی              | (۱۸) شیخ علاؤ الدین علی بن ہادی (صاحب تفسیر طائری)       |
| (۹) علامہ سعد الدین تفتازانی           | (۱۹) علامہ بیضاوی  |
| (۱۰) علی قاری مکی                      | (۲۰) علامہ نظام الدین عیشا پوری (صاحب تفسیر قرآن القرآن) |

- (۲۱) علامہ جبل (شارح جلالین)
- (۲۲) امام ابو بکر رازی (صاحب تفسیر انوار جلیل)
- (۲۳) امام قاضی حیاض
- (۲۴) امام زین الدین عراقی
- (۱) استاد امام ابن حجر عسقلانی
- (۲۵) حافظ الحدیث احمد سلجاسی
- (۲۶) ابن قتیبہ
- (۲۷) ابن خلکان
- (۲۸) امام کمال الدین دیمیری
- (۲۹) علامہ ابراہیم بجوری
- (۳۰) علامہ شبنوائی
- (۳۱) علامہ ابنی
- (۳۲) علامہ ابن عطیہ
- (۳۳) علامہ عثمانی
- (۳۴) امام ناصر الدین سمرقندی (صاحب منطق)
- ۳۵ علامہ ہدایت الدین محمد بن اسرائیل
- (صاحب جامع الفصولین)
- (۳۶) شیخ عالم بن صاحب آثار غازیہ
- (۳۷) امام فقیہ صاحب غاوی حجہ
- (۳۸) امام عبد الوہاب شمرانی
- (۳۹) امام یاقینی
- (۴۰) امام اویس ابو الحسن شطنوفی
- (۴۱) امام ابن حجر مکی
- (۴۲) امام محمد صاحب مدحیہ پردہ شریف
- (۴۳) حضرت مولانا جامی
- (۴۴) حضرت مولوی معنوی
- (۴۵) حضرت سید عبد العزیز دہلوی
- (۴۶) حضرت سیدی علی خواص
- (۴۷) حضرت خواجہ بہاء الحق والدین
- (۴۸) حضرت خواجہ عزیزان رامینہ
- (۴۹) حضرت شیخ اکبر
- (۵۰) حضرت سیدی علی دقا
- (۵۱) حضرت سیدی رسلان دشتی
- (۵۲) حضرت سیدی ابو عبد اللہ شیرازی
- (۵۳) حضرت سیدی ابو سلیمان دارانی
- (۵۴) حضرت قطب کبیر سید احمد رفائی
- (۵۵) حضور قطب الاقطاب سیدنا غوث اعظم
- (۵۶) حضرت امام علی رضا
- (۵۷) حضرت امام جعفر صادق
- (۵۸) حضرات عالیہ دیگر ائمہ اطہار
- (۵۹) امام مجاہد
- (۶۰) حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس
- (۶۱) حضور سیدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ
- (۶۲) امام صاحب کرام
- (۶۳) حضرت خضر بلکہ
- (۶۴) حضرت موسیٰ بلکہ
- (۶۵) (خاک پرورین دشمنان) خود حضور سید الانبیاء
- (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بلکہ
- (۶۶) (لعنة الله على الظالمين) خود اللہ
- رب العالمین۔



ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم  
وسیعلم الذین ظلموا انک منقلب  
ینقلبون۔

زگناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے  
کی قوت مگر بلندی و حکمت والے خدا کی طرف سے۔  
منقریب ظالم جانیں گے کس لوٹنے کی جگہ لوٹتے

ہیں (ت)

یہ گنتی میں ترجیحاً سٹو ہیں اور ان میں ائمہ اہلسنت، مصنفان عقائد جن کا حوالہ علامہ شامی نے کیا،  
اور ائمہ اطہار جن کا حوالہ علامہ سید شریف نے اور تمام صحابہ کرام جن کا حوالہ امام قسطلانی و علامہ زرقانی نے  
دیا سب خود جانتے ہیں۔

اوسے یہ کہ جب اللہ و رسول تک فوبت ہے تو اگلے پچھلے جن و انس و ملک تمام مومنین سب ہی  
وہابیہ کی کفیر میں آ گئے۔

آج بے دینوں کا تماشا دیکھو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیروؤں کی جو کفیر ہوئی اس  
پر کیا کیا روئے ہیں کہ ہاتھ سارے جہان کو کافر کہہ دیا (گویا جہان انھیں دھاتی نفروں سے جہارت ہے)  
ہاتھ اسلام کا دانتہ تنگ کر دیا (گویا اسلام ان بے دینوں کے قافیہ کا نام ہے اُن کا قافیہ تنگ ہوگا  
تو اسلام ہی کا دانتہ تنگ ہو گیا)۔

اور خود یہ حالت کہ اشقیاء نہ علما کو چھوڑیں نہ اولیاء کو نہ صحابہ کو نہ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم) کو نہ جناب کبریا (عز وجلالہ) کو۔ سب پر حکم کفر لگائیں اور خود ہٹے گئے مسلمانوں کے بچے  
بتے رہیں، الا لعنة اللہ علی الظالمین (خبردار! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ ت)

ہاں ہاں وہابیو! منگو بیرو! دیوبندیو! تہا فورو! دہلویو! امرتسرو! بات کے بچے اور قول کے بچے  
ہو تو آنکھیں بند کر کے منہ کھول کر صاف کہہ ڈالو کہ ہاں ہاں شاہ ولی اللہ سے لے کر فقہار، محدثین،  
مفسرین، متکلمین، اکابر علماء، اکابر علماء سے لے کر اولیاء، اولیاء سے لے کر ائمہ اطہار، ائمہ اطہار  
سے لے کر انبیاء عظام، انبیاء عظام سے لے کر سید الانبیاء، سید الانبیاء (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے  
لے کر واحد تباریک تمہارے دھرم میں سب کافر ہیں۔ اس کی بحث ہے اس میں کلام ہے۔ دھچکار  
دس بیس جہارات تفصیص دکھانے، کروٹیں بدلتے، کہنے، مکرنے، اڑے اڑے پھرنے سے کام نہیں لیتا۔

لے القرآن الکریم ۲۴/۲۶

۱۸/۱۱

مفت

یہ کہنا آسان تھا کہ احمد رضا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا قائل ہو گیا اور یہ عقیدہ کفر کا ہے، مگر نہ دیکھا کہ احمد رضا کی جان کن کن پاک دانتوں سے وابستہ ہے، احمد رضا کا سلسلہ اعتقاد علماء اولیاء، ائمہ صحابہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اللہ رب العالمین تک مسلسل ملا ہوا ہے واللہ اعلم بالصواب الغلین ص ۱۰۰  
 گرچہ خوریم قبیحہ سست بزرگ  
 (اگرچہ ہم چھوٹے ہیں مگر نسبت بلند ہے۔ ت)

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ پر اللہ عزوجل کی بے شمار رحمتیں، کیا خوب فرمایا ہے: وہ  
 رومی سخن کفر نگفتست و محمود منکر مشیڈ  
 (رومی نے کفر کی بات نہیں کہی ہے اور نہ کہے گا، اسی کے منکر مت ہو۔ کافر وہ شخص ہوتا ہے جس نے انکار ظاہر کیا مردود جہاں ہو گیا۔ ت)

اب ایسا ہی حال سوچو کہ تمہاری آگ کا ٹوکا کہاں تک پہنچا جس نے علماء اولیاء و ائمہ و صحابہ و انبیاء و مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) و حضرت کبریا (جل و علا) سب پر معاذ اللہ وہی طعون حکم لگا دیا اور کافر شود مردود جہاں شد کا منہ لیا۔

پھر کیا تمہاری یہ آگ اللہ و رسول (جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ضرر پہنچائے گی؟  
 حاشی اللہ! بلکہ تمہیں کربلائے گی اور بے توہم مرے تو ان شاء اللہ القہار ابد الابد تک "ذوق انک انت الا شرف الرشید" (اسی کا مزہ چکے بے شک تو اشرف رشید ہے۔ ت) کا مزہ چکھائے گی۔

پھر بھی ہم کہیں گے انصاف ہی کی۔ تمام ائمہ و اولیاء و محبوبان خدا کو تم کافر کہو تو جانے شکایت نہیں، انہوں نے قصوری ایسا کیا ہے، ابلیس کی وسعت علم نامنی تھائے کلیجے کا شکہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہوئی، براہین قاطعہ میں جس کا گیت گایا ہے، انہوں نے یہ تو کہا نہیں، اے کرچلے وسعت علم تمہارے دشمن محمد رسول اللہ اور ان کے غلاموں کی، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم۔ پھر ان پر کیوں نہ یہ حکم جڑو کہ کوئی سا ایمان کا حصہ ہے۔

یہاں تک تو تم پر آسانی تھی مگر ذرا خدا کی کفر پریشی کھیر ہو گی، کاذب تو کہہ دیا کافر کہتے کچھ تو آنکھ جھپکے گی، اور سب سے بڑھ کر پتھر کے تلے دامن جناب شاہ ولی اللہ صاحب کا معاملہ ہے جسے وہابیہ کے نے سانپ کے منہ کی چھچھندہ رکھنے تو بجا ہے، نہ اٹکتے بنتی ہے نہ نکتے۔ وہ کہہ کر چل بیٹھ کہ

محمد رسول اللہ ﷺ نے علیہ وسلم، ان کے غلاموں عارفوں پر ہر چیز روشن ہوتی ہے، وہ ہر علم ہر حال کی حقیقت کو پہنچے ہوئے ہیں، وفات تک جو کچھ آنے والا ہے ہر حال کی اس وقت خبر رکھتے ہیں۔ کہاں تو وہ عباس میلاد پر اطلاع ماننے سے گنگوہی بہادر کا ٹکھنڈ شرک بلکہ اوندھی گج میں ایک ہی نکاح کی خبر ماننے سے وہ فتاویٰ حنفیہ کی تکفیر اور کہاں یہ ولی اللہی بڑے بول جو کمال لگی رکھیں نہ ڈھول۔ اب انہیں کافر نہیں کہتے تو غریب سنیوں کی تکفیر کیسے بن پڑے اور وہ بایست کی مٹی پلید ہو وہ الگ۔ اور اگر دل کڑا کر کے ان پر بھی کفر کی جڑی تو وہ بایست بچاری کا کٹھن ناٹھ ہو گیا۔ ان کے کافر ہوتے ہی اسمعیل جی کہ انہیں کے گیت گائیں، انہیں کو امام و مقتدا و پیرو و پیشوا و حکیم امت و صاحب وحی و عصمت مانیں۔ کافر و کافرا کافروں کے بچے، کافروں کے چیلے ہوئے اور تم سب کہ اسمعیل جی کے شاہ صاحب کے معتقد و مدراج بنتے تھے۔ تو ساتھ لگے تھیں ان کے گھن تم سب کے سب کافران کہیں۔ اللہ اللہ کفر کو بھی تم سے کیا محبت ہے کہ کسی پلو چلو، کوئی روپ بدلو وہ ہر پھر کر تمہارے ہی گلے کا ہار ہوتا ہے۔

گر براند زود و زبرد باز آید  
(اگر جھگڑائے تو نہیں جاتی اور اگر جائے تو لوٹ آتی ہے کفر کی کھی و ہابی کے ہرے کا تل ہے۔ ت)

کذلک العذاب والعذاب الاخرة اکبر  
لو کانوا یعلمون ﷺ و صلی اللہ  
تعالیٰ علی سیدنا و مولینا محمد و آلہ  
وصحبہ اجمعین ، والحمد للہ  
رب العالمین۔

مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار  
سب سے بڑی ہے، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔  
اور درود نازل فرمائے اللہ تعالیٰ ہمارے آقا  
و مولیٰ محمد مصطفیٰ پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے  
تمام صحابہ پر۔ اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے  
ہیں جو پروردگار ہے سب جہانوں کا۔ (ت)

فقیر احمد رضا خاں قادری صغی عنہ از یرغی ۱۴ ربیع الاول شریف روز شنبہ ۱۳۲۸ھ

رسالہ خالص الاعتقاد ختم ہوا



رسالہ

# انباء المصطفى بحال ستر واخفی

۱۳

۱۸

(مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر دنیا پوشیدہ کی اور پوشیدہ ترین کی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ از دینی چاندنی چوک مرقی بازار۔ مسئلہ بعض علمائے اہلسنت ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۱۸ھ  
حضرات علمائے کرام اہلسنت کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ زید دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہوا اور ہو گا حتیٰ کہ بد الخلق سے لے کر  
دوزخ و جنت میں داخل ہونے تک تمام حال اور اپنی امت کا فیرو مشرق و مغرب سے جانتے ہیں، اور جمیع  
اولیٰین و آخریٰین کو اس طرح کا حقد فرماتے ہیں جس طرح اپنے کعبہ و مسجید مبارک کو، اور اس دعوے کے  
ثبوت میں آیات و اہادیث و اقوال علماء پیش کرتا ہے۔

بجو اس عقیدے کو کفر و شرک کہتا ہے اور بکمال درشتی دعویٰ کرتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کچھ نہیں جانتے، حتیٰ کہ آپ کو اپنے خاتمے کا حال بھی معلوم نہ تھا، اور اپنے اس دعوے کے

علم زید سے مراد جناب مولانا ہدایت رسول صاحب لکھنؤی مرحوم ہیں۔

اشارات میں کتاب تقویۃ الایمان کی جہاد میں پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ عقیدہ کہ آپ کو علم ذاتی تھا خواہ یہ کہہ لے عطا فرمایا تھا، دونوں طرح شرک ہے۔

اب علمائے ربانی کی جناب میں التماس ہے کہ ان دونوں میں سے کون برسرِ حق و رافقی عقیدہ سلف صالح ہے اور کون بد مذہب جہنمی ہے، نیز عمر و کاوغی ہے کہ شیطان کا علم معاذ اللہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ اس کا گنگوہی مرشد اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۴۴ پر یوں لکھتا ہے کہ شیطان کو وسعت علم نص سے ثابت ہوئی فجر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے یہ

### الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم لك الحمد موصداً وصل وسلم  
وباركك على من علمته  
الغيب وزهته من كل عيب  
وعلى آله وصحبه اعداً مراب  
اف اعدوك من هزات الشيطان  
واعودك مراب ان يحضرون۔

اے اللہ تمام تعریفیں ہمیشہ ہمیشہ تیرے لئے ہیں،  
درود و سلام اور برکت نازل فرما اس پر جس کو  
قرآنِ غیب کا علم عطا فرمایا ہے اور اُس کو ہر عیب سے  
پاک بنایا ہے اور اس کی آل و اصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ  
کے لئے۔ اے میرے پروردگار! تیری پناہ شاہین  
کے دوسروں سے اور اے میرے پروردگار! تیری  
پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔ (ت)

زید کا قول حق و صحیح اور جبر کا زعم مردود و قبیح ہے۔ جبکہ حضرت عزت عزت عظمیٰ نے اپنے  
حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمامی اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب، عرش تا فرش  
سب انھیں دکھایا، ملکوت السموات والارض کا شاہر بنایا، روزِ اول سے روزِ آخر تک سب  
ہا کان و ہا یکنون انھیں بتایا، اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم  
حبیب کو تم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا، نہ صرف اجمالاً بلکہ صغیر و کبیر، ہر  
رطب و یابس، جو پتہ گرتا ہے، زمین کی اندھیریوں میں جو دائرہ کیس پر اسے سب کو جہادِ نفسیہ جان لیا، اللہ  
اکبر کثیراً۔ بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ یا پورا علم نہیں ملے اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین و  
کرم، بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے، ہزار احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار در ہزار بے حد و کنار سمندر

لے البراہین القاطعہ بحث علم غیب مطبع بکواسا واقع دہلی ص ۵۱

ہر ارے ہیں جن کی حقیقت کو وہ خود جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک و مولیٰ جل و علا الحمد للہ العلیٰ اعلیٰ۔

کتبِ حدیث و تصانیفِ علمائے قدیم و حدیث میں اس کے دلائل کا بسط شافی اور بیانِ دلی ہے اور اگر کچھ نہ ہو تو بحمد اللہ قرآنِ عظیم خود شاہِ مدلل و حکمِ فصل ہے۔

## آیاتِ شرآنی

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى  
وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ  
اتاری ہم نے تم پر کتاب جو ہر چیز کا روشن بیان ہے  
اور مسلمانوں کے لئے ہدایت و رحمت و بشارت۔

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،

مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَكِن تَصْدِيقَ الَّذِي  
بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ  
قرآن وہ بات نہیں جو بنائی جائے بلکہ اگلی کتابوں کا  
تصدیق ہے اور ہر شے کا صاف جدا جدا بیان ہے۔

وقال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،

مَّا فَطَرْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ يَكُ  
ہم نے کتاب میں کوئی شے اٹھا نہیں رکھی۔

اقول : وباللہ التوفیق (میں کتابوں اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ۔ ت) جب فرقان مجید  
میں ہر شے کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا، روشن، اور روشن بھی کس درجہ کا، مفصل، اور اہل سنت کے مذہب میں  
شے ہر موجود کو کہتے ہیں، تو عرضِ تافرشِ تمام کائنات جملہ موجودات اس بیان کے احاطے میں داخل ہوئے  
اور منجملہ موجودات کتابتِ لوحِ محفوظ بھی ہے تا بالافزودت یہ بیانات محیط، اس کے مکتوب بھی بالتفصیل  
شامل ہوئے۔ اب یہ بھی قرآنِ عظیم سے ہی پوچھ دیکھئے کہ لوحِ محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،

وَكُلٌّ صَغِيرٌ كَبِيرٌ مُّسْتَوْرٍ  
ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

۱۱۱/۱۳ القرآن الکریم

۸۹/۱۶ القرآن الکریم

۲۸/۶ - ۵

۵۳/۵۴ - ۵

وقال الله تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: )،

وكل شيء احصيناه في امام مبين ۱۷ ہر شے ہم نے ایک روشن پیشوا میں جمع فرمادی ہے۔

وقال الله تعالى (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: )،

ولا حية في ظلمات الارض ولا ساطع ۱۸ کوئی داند نہیں زمین کی اندھیروں میں اور نہ کوئی تر

ولا يابس الا في كتب مبين ۱۹ اور نہ کوئی خشک مگر یہ کہ سب ایک روشن کتاب

میں لکھا ہے۔

اور اصول میں مبرہن ہو چکا کہ نگرہ حیرت فنی میں مفید عموم ہے اور لفظ کلی تو ایسا عام ہے کہ کبھی

خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا اور عام افادہ استغراق میں قطعی ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول

رہیں گی۔ بے دلیل شرعی تخصیص و تاویل کی اجازت نہیں، ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے، نہ احادیث

اسناد اگرچہ کیسے ہی اعلیٰ درجے کی ہوں، عموم قرآن کی تخصیص کر سکیں بلکہ اس کے حضور مشعل ہو جائیں گی بلکہ

تخصیص مترافی نسخ ہے اور اخبار کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی نہ اس کے

اعتقاد پر کسی غلطی سے تخصیص ہو سکے تو بجز اللہ تعالیٰ کیسے نفس صحیح قطعی سے روشن ہو کہ ہمارے حضور صاحب

قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے تمام موجودات جملہ مہاکان

وما یکون الی یومہ القیمة جمیع مندرجات لوح محفوظ کا علم دیا اور شرق و غرب و مسا و ادنیٰ و عرض

فرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا واللہ الحجة الساطعة اور جبکہ علم قرآن عظیم کے

تبدیل ناسل شئی (ہر چیز کا روشن بیان۔ ت) ہونے سے دیا، اور پھر ظاہر کر یہ وصف تمام کلام مجید

کا ہے، نہ ہر آیت یا سورت کا۔ تو نزول جمیع قرآن شریف ۲۰ آجے پہلے اگر بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

کی نسبت ارشاد ہو لم نقص علیک (ان کا قصہ ہم نے آپ پر بیان نہیں کیا۔ ست)

یا منافقین کے باپ میں فرمایا جائے لا تعلمہم (آپ ان کو نہیں جانتے۔ ت) ہرگز ان آیات کے

منا فی اور علم مصطفویٰ کا نافی نہیں۔

الحمد لله جس قدر قصص و روایات و اخبار و حکایات علم عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۷ القرآن الکریم ۵۹/۶

۱۸ " ۵۸/۶

۱۹ القرآن الکریم ۱۲/۲۶

۲۰ " ۸۹/۱۶

۲۱ " ۱۰۱/۶



کے گھٹائے کو آیاتِ قطعیہ قرآنیہ میں پیش کی جاتی ہیں اس سب کا جواب انھیں دو لغزوں میں ہو گیا ہے دو حال ہے خالی نہیں، یا تو ان قصص سے تاریخِ مطہر ہوگی یا نہیں، اگر نہیں تو ان سے استدلال درست نہیں کہ جب تاریخِ مجہول تو ان کا تمامی نزول قرآن سے پہلے ہوتا مصاحف معقول اور اگر ہاں تو دو حال سے خالی نہیں یا وہ تاریخِ تمامی نزول سے پہلے کی ہوگی یا بعد کی، پہلی صورت میں استدلال کرنا درست نہیں، برتھیر ثنائی اگر دماغ نے مخالفت میں نص صریح نہ ہو تو استدلال محض خطا القاد مخالفین جو پیش کرتے ہیں سب انھیں اقسام کی ہیں۔ ان آیات کے خلاف پر اصلاً ایک دلیل صحیح صریح قطعی الاقارہ نہیں دکھا سکتے، اور اگر بغرض غلط تسلیم ہی کر لیں تو ایک یہی جواب جامع و نافع و نافی و قاصع سب کے لئے شافی و کافی کہ عموم آیاتِ قطعیہ قرآنیہ کی مخالفت میں خبر احاد سے استدلال محض غلط ہے۔ اس مطلب پر تصریحات ائمہ اصول سے اجتہاد کروں اس سے یہی بہتر ہے کہ خود مخالفین کے بزرگوں کی شہادت پیش کروں مگر مدعی فکھر بھاری ہے گو اہی تیری

نصوص قطعیہ قرآنِ عظیم کے خلاف پر احادیث احاد کا سنا جانا بالائے طاق، یہ بزرگوار مصاحف تصریح کرتے ہیں کہ یہاں خبر واحد سے استدلال ہی جائز نہیں، نہ اصلاً اس پر التفات ہو سکے۔ اسی براہین قاطعہ صاۃ اللہ بہ ان یوصل میں اسی مسئلہ علم غیب کی تقریروں لکھے ہیں، عقائد مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں، بلکہ قطعی ہیں، قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد یہاں بھی مفید نہیں، لہذا اس کا اثبات اس وقت قابل التفات ہو کہ قطعیات سے اس کو ثابت کرے۔<sup>۱</sup>

نیز صفحہ ۸۱ پر لکھا،

”اعتقادات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے، از ظنیات صحاح کا۔“

صفحہ ۸۰ پر ہے،

”احاد صحاح بھی معتبر نہیں، چنانچہ فی اصول میں مبرہن ہے۔“

الحمد للہ تمام مخالفین کو دعوتِ عام ہے فاجمعوا شریکاء کہ (اپنے شرکار کو جمع کر لو)

- 
- ۱۔ البراہین القاطعہ بحث علم غیب مطبعہ بلا سادقہ دہور ص ۵۱  
 ۲۔ شبِ جمعہ میں ارواح کے اپنے گھر آنے کے اثبات میں روایات سببِ دلش ہیں ص ۸۹  
 ۳۔ مسئلہ فاکر اعتقاد ہے اس میں ضماٹ کیا احاد صحاح بھی قابل اعتقاد نہیں ص ۹۶

چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی اللہ لا الہ الا ایک حدیث تراویحی ادا کا وہ چھانٹ لائیں جس سے صریح طور پر ثابت ہو کہ تمام نزولی قرآن عظیم کے بعد بھی اشیائے مذکورہ صاگان و مایکون سے فلان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر معنی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا،  
 فان لو تفعلوا ولن تفعلوا فاعلموا ان الله اگر ایسی نص نہ لاسکو اور ہم کہہ دیتے ہیں کہ ہرگز نہ کر سکو گے، تو خوب جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا  
 لایہدی کید الخائنین لہ  
 و غابازوں کے کر کو۔

والحمد لله رب العالمین (اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ ست)  
 یہی مولوی رشید احمد صاحب پھر لکھتے ہیں،  
 "خود قرآن عالم علیہ السلام فرماتے ہیں واقعہ لا ادري ما يفعل بي ولا بكم (الحديث)  
 (اور مجھ میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ ست)  
 اور شیخ عبدالحی روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔"

قطع نظر اس کے کہ حدیث اول خود احماد ہے، سلیم الخراسانی بھی تو وہ حضور خود آیت میں تھا اور قطع نظر اس سے کہ اس آیت و حدیث کے کیا معنی ہیں اور قطع نظر اس سے کہ کس وقت کے ارشاد ہیں اور قطع نظر اس سے کہ خود قرآن عظیم، احادیث صحیحہ بخاری اور صحیح مسلم میں اس کا نسخہ موجود کہ جب آیت کریمہ،

لِيُفَقِّرَنَّكَ اللَّهُ مَا تَقْدُمُ مِنْ ذَنْبِكَ تاکہ اللہ بخش دے تمہارے واسطے سے سب  
 وما تاخَّرَ لَكَ اگلے پچھلے گناہ۔

نازل ہوتی تو صحابہ نے عرض کی،

هَنِيئًا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ بَيَّنَّ اللَّهُ لَكَ مَا إِذَا يُفْعَلُ بِكَ یا رسول اللہ! آپ کو مبارک ہو، خدا کی قسم! اللہ عزوجل نے یہ ترصاف بیان فرمادیا کہ حضور کے

لے القرآن الکریم ۲۴/۶

لے ۵۲/۱۷

لے البراہین القاطعہ بحث علم غیب مطبعہ البلاسا واقعہ دہلی ص ۵۱

لے القرآن الکریم ۲/۴۸

فما ذا يفعل بنائے

ساتھ کیا کرے گا۔ اب رہا یہ کہ ہمارے ساتھ  
کرے گا۔

اس پر یہ آیت اتری:

لیدخل المؤمنین والمؤمنات جنت تجرى  
من تحتها الانهار خلدوا فیہا  
و یكفر عنہم سبائتہم و كانت ذلک  
عند اللہ فوزا عظیما

تاکہ داخل کہے اللہ ایمان والے مردوں اور ایمان  
والی عورتوں کو باغوں میں جی کے نیچے نہریں بہتی  
ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں اور مٹا دے ان سے  
ان کے گناہ، اور یہ اللہ کے یہاں بڑی مراد  
پانا ہے۔

یہ آیت اور ان کے امثال بے نظیر اور یہ حدیث جلیل و شہیر۔

ربما شیخ عبدالحق کا حوالہ، قطع نظر اس سے کہ روایت و حکایت میں فرق ہے، اس بے اصل  
حکایت سے استناد اور شیخ محقق قدس سرہ العزیز کی طرف اسناد کیسی جرات و وقار ہے۔ شیخ رحمہ اللہ  
تعالیٰ نے مدارج شریف میں یوں فرمایا ہے،

ایضا اشکال می آید کہ در بعض روایات آمدہ  
است کہ گفت آن حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
من بندہ ام نمی دانم آن چو در پس ایں دیوار صفت  
چو آبش آنست کہ ایں سخن اچھے نہ وارد، و روایت  
بدان میگنشدہ است بکہ

اس موقع پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ بعض روایات  
میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
نے فرمایا ہے کہ میں بندہ ہوں مجھے معلوم نہیں کہ  
اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے  
کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ روایت صحیح نہیں۔

ایسا ہی لا تقربوا الصلوٰۃ (غماز کے قریب مت جاؤ۔ ت) پر عمل کرو گے تو خوب چین سے

رہو گے

اس آنکھ سے ڈریے جو خدا سے نہ ڈرے آنکھ

امام ابی حنیفہ مستقانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں لا اصل لہ فی حکایت مض

۱۔ صحیح البخاری کتاب المنازی ۶۰۰/۲ و سنن الترمذی کتاب تفسیر حدیث ۲۲۷/۴ ۱۵۹/۵

۲۔ القرآن الکریم ۵/۴۸

۳۔ مدارج النبیۃ "لا علم ما وراہی جدارہ ایں سخن اصل ندارد" مکتبہ فرید رضویہ سکھر ۶/۱

۴۔ الموابہ اللدنیۃ المقصدا لث الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲۳۸/۲

بے اصل ہے۔

امام ابی جرحی نے فضل القرنی میں فرمایا، لہٰذا یُتَوَقَّفُ سَنَدُ اس کے لئے کوئی سند نہ پہچانی گئی۔  
افسوس اسی منہ سے مقام اعتقادات بنانا، احادیث صحاح بھی نامقبول ٹھہرانا، اسی منہ سے  
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عظیم حکم لٹا کر ایسی بے اصل حکایت سے سند لانا اور قطع کاری کے لئے  
شیخ محقق کا نام لکھ جانا جو صراحتاً فرما رہا ہے کہ اس حکایت کی جڑ نہ زیادہ آپ اس کے ہوا کیا کہنے کہ ایسوں  
کی داد نہ فریاد۔ اللہ اللہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناقب عظیمہ اور باب فضائل سے نکلا کر اس  
تنگدستی میں داخل کرائیں تاکہ صحیح بخاری و مسلم کی حدیثیں بھی مردود بنائیں اور حضور کی تعظیم شان میں  
یہ فراخی دکھائیں کہ بے اصل بے سند منقولے سب سہا جائیں۔

حال ایمان کا معلوم ہے بس جانتے دو

بالجملہ بکہ اللہ تعالیٰ زید سنی حفظہ اللہ تعالیٰ کا دعویٰ آیات قطعیہ قرآنیہ سے ایسے جلیل و جلیل طور سے  
عما بت جس میں اصلاً مجال دم زدنی نہیں۔ اگر یہاں کوئی دلیل قطعی تخصیص سے قائم بھی ہوتی تو عموم قطعی  
قرآن عظیم کے حضور منہمک ہو جاتی، نہ کہ صحیح مسلم و صحیح بخاری وغیرہ اسنی و صحاح و مسانید و معاجم کی  
احادیث صریحہ، صحیحہ، کثیرہ، شہیرہ اس عموم و اطلاق کی اور تاکید و تائید فرما رہی ہیں۔

## احادیث مبارکہ

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار ہم	قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
میں کھڑے ہو کر ابتداء سے آفرینش سے قیامت	علیہ وسلم مقاماً ما تترك شیدئا
تک جگہ ہونے والا مناسب بیان فرمایا، کوئی	یکون فی مقامہ ذلک الی قیام
چیز نہ پھر ڈی، جسے یاد رہا یا دربارہ جرم بھول گیا	الساعة: الاحداث بہ حفظہ من حفظہ
بھول گیا۔	ولیہ من نسیہ

لہٰ افضل القراء ام القری

۱۔ مشکوٰۃ المصابیح برز متفق علیہ کتاب الفتن الفصل الاول مطبع مجتہائی دہلی ص ۲۶۱

صحیح مسلم کتاب الفتن قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۹۰/۲

مسند احمد بن حنبل عن حذیفہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳۸۵/۵ و ۳۸۹

عمرہ ریضہ

یہی معنوی احمد نے مسند بخاری سے تاریخ، طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،

تمام فیما النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقامًا فاخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل اهل الجنة منازلهم و اهل النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه ونسبه من نسبه	ایک بار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر اپنے آفریش سے لے کر جنت کے جنت اور دوزخوں کے دوزخ جانے تک کا حال ہم سے بیان فرما دیا یا در کھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔
---	---

صحیح مسلم شریف میں حضرت عسمر بن الخطیب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز فجر سے غروب آفتاب تک خطبہ فرمایا، بیچ میں ظہر و عصر کی نمازوں کے علاوہ کچھ کام نہ کیا فاخبرنا بما هو کان فی یوم القیمة فاعلمنا احفظہ اس میں سب کچھ ہم سے بیان فرما دیا جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا ہم میں زیادہ علم والا وہ ہے جیسے زیادہ یاد رہا۔

جامع ترمذی شریف وغیرہ کتب کثیرہ کثرت حدیث میں باسانید حدیدہ و طرق متنوعہ دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

فرایتہ عز وجل وضع کفہ بین کفتی فوجدت بود انا ملہ بین شدی فتجلی لی کل شئ وعرفت کیک	میں نے اپنے رب عز وجل کو دیکھا اس نے اپنا دست قدرت میری پشت پر رکھا کہ میرے سینے میں کس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی اسی وقت ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے سب کچھ پہچان لیا۔
---	--

امام ترمذی فرماتے ہیں،

هذا حدیث حسنٌ سألت محمد بن اسمعيل یہ حدیث حسن صحیح ہے، میں نے امام بخاری سے

۱۔ صحیح بخاری کتاب جبر الخلق باب ما جاز فی قول اللہ وحوالہ ذی بیہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۲  
 ۲۔ صحیح مسلم کتاب الخلق قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۹۰  
 ۳۔ سنن الترمذی کتاب التفسیر حدیث ۴۲۴۶ دار الفکر بیروت ۵/۱۶۰

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں،  
پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمین  
بود عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی  
و کلی و احاطہ آن بہ  
چنانچہ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے  
اور جو کچھ زمینوں میں ہے یہ تغیر ہے تمام علوم  
کے حصول اور ان کے احاطہ سے چاہے وہ  
علوم جزوی ہوں یا کلی (ت)

نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض و شرح درختانی گواہب میں ہے :  
 هذا تشیل لبعیان کل شیء تفصیلاً یہ ایک مثال دی ہے اس کے کہ نبی صلی اللہ

- |       |  |
|-------|--|
| ١٩١/٥ | سفن الترمذی کتاب التفسیر حدیث ۳۲۴۶ دارالطبیروت                                     |
| ۱۵۹/۵ | " " " " " ۳۲۴۷ " " "   |
| ۳۳۳/۱ | کتاب الصلوة باب المساجد و مواضع الصلوة کتبه نور محمد سکری                          |
| ۱۵۳/۵ | مسند احمد بن حنبل عن ابی ذر غفاری رضی الله عنه المکتب الاسلامی بیروت               |
| ۲۶۴/۸ | مجمع الزوائد عن ابی الدرداء کتاب علامات النبوة باب فيما اوتى من العلم دار الحجاب - |

تاسرے و اجبالاً اُخرویٰ ہے

تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر چیز بیان فرمادی کبھی تفصیلاً  
کبھی اجمالاً۔

براہبہ امام قسطلانی میں ہے:

ولا شك ان الله تعالى قد اطلعوه على  
أشياء من ذلك والقب عليه  
علم الاولين والاخرين به

اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ علم دیا اور تمام  
اگلے پھلوں کا علم حضور پر القاء کیا، صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم۔

طبرانی معجم کبیر اور نصیم بن حماد کتاب الفتن اور ابو نعیم علیہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان الله قد رفع لي الدنيا فانا انظر اليها  
والى ما هو كائن فيها الى يوم القيامة  
كأنها انظر الى كفى هذا جليان من  
الله جلالة نسبته كما جلالة نسبته  
من قبله  
بیشک میرے سامنے اللہ عزوجل نے دنیا  
اُٹھائی ہے اور میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت  
تک ہونے والا ہے سب کچھ ایسا دیکھ رہا ہوں  
جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں اس روشنی کے  
سبب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے روشن فرمائی  
جیسے تمہارے پہلے انبیاء کے لئے روشن کی تھی۔ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس حدیث سے روشن ہے کہ جو کچھ سموات و ارض میں ہے اور جہ قیامت تک ہوگا، اس سب کا  
علم اگلے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی عطا ہوا تھا اور حضرت عزوجل جلالتہ اس تمام ماکان مائیکون  
کو اپنے اہل محبوبوں کے پیش نظر فرمادیا، مثلاً مشرق سے مغرب تک سماں سے سک تک، ارض سے نیک

- ۱۔ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل من ذلک الموضع، مرکز المہنت برکاتیت ضابطہ ۱۵۳/۴  
شرح الزرقانی علی الواہب اللدنیۃ المقصد الثامن الفصل الثالث القسم الثاني دار المعرفۃ بیروت ۲۰۶/۴  
۲۔ الواہب اللدنیۃ - - - - - ناخبر برکت علیہ وسلم من الغیب المکتب الاسلامی بیروت ۱۵۶/۴  
۳۔ حمیۃ الاولیاء - ترجمہ ۴۴۲ حدیث بن کریم دار الکتب العربیہ بیروت ۱۰۱/۶  
۴۔ کثر العمال - حدیث ۳۱۸۱۰ و ۳۱۹۷۱ - موسسۃ الرسالہ - ۲۵/۱۱ و ۲۰/۴

نیک اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے تسبیح و تہلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہزار بار پڑھنے سے اس سب کو ایسا دیکھ رہے تھے گویا اس وقت ہر جگہ موجود ہیں۔ ایمانی نگاہ میں یہ نہ قدرت الہی پر دشوار اور نہ عورت و جاہت انبیاء کے مقابل بسیار، مگر مقررہ بیچارے جن کے یہاں خدائی کی حقیقت اتنی ہو کہ ایک پٹ کے پتے گن دیتے وہ آپ ہی ان حدیثوں کو شرک اکبر کہنا چاہیں اور جو ان کو عام و عام کے علم سے سند لائے، انہیں مقبول مسلم رکھتے آئے، جیسے امام غلام الحافظ جلال اللہ والدین سیوطی مصنف خلاص کبریٰ و امام شہاب احمد رحمہ خلیف قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ و امام ابو الفضل شہاب ابن حجر مکی بیہقی شارح ہزیر و علامہ شہاب احمد مصری خفاجی صاحب فیسم الریاض شرح شفا رقا فی عیاض و علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شارح مواہب وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ انہیں مشرک کہیں۔ واللہ اعلم بالصواب العالمین۔

صحیح مسلم و مسند امام احمد و سنن ابن ماجہ میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

عرضت علی امتی باعمالہا حسنہا میری ساری اُمت اپنے سب اعمال نیک و بد و قبیحہا علیہ کے ساتھ میرے حضور پیش کی گئی۔

طبرانی اور ضیاء بخارہ میں عذیر بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

عرضت علی امتی البامرحۃ لصدیٰ گزشتہ رات مجھ پر میری اُمت اس حجرے کے پاس میرے سامنے پیش کی گئی بیشک میں ان کے ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتا ہوں جیسا تم میں کوئی اپنے ساتھی کو پہچانتے۔

والحمد للہ رب العالمین (سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت)

۱۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب النہی عن البصاق فی المسجد قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۰۶/۱  
 مسند احمد بن حنبل عن ابی ذر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۸۰/۵  
 ۲۔ المعجم الکبیر حدیث ۳۰۵۲ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۸۱/۲  
 کنز العمال حدیث ۳۱۹۱۱ حوسنۃ الرسالہ بیروت ۳۸/۱۱



## اقوال ائمہ کرام

امام اجل سیدی بوسیری قدس سرہ ام القرئی میں فرماتے ہیں،  
وسع العالمین علما و حکماء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم و حکمت  
تمام جہان کو محیط ہوا۔

امام ابن حجر کی اس کی شرح الفصل القرئی میں فرماتے ہیں،  
لا ت الله تعالیٰ اطلعه علی العالم  
فصلہ علم الاولین و الآخرین  
و ما کان و ما یکون  
یہ اس لئے کہ بیشک عرب و عجم نے حضور اقدس صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جہان پر اطلاع بخشی تو سب  
انکے کھیلوں اور ماکان و مایکون کا علم  
حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہو گیا۔

امام حلیل قدوة المحدثین سیدی زین الدین عراقی استاذ امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی  
شرح مہذب میں پھر علامہ غفاری نسیم الریاض میں فرماتے ہیں،

انه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت  
علیہ الخلائق من السدات  
اُمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الخ  
قیام الساعة فعر فہم کلہم کما علم  
ادہ الاسماء  
حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیام قیامت  
تک کی تمام مخلوقات الہی حضور سید عالم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کو پیش کی گئی حضور نے جمیع مخلوقات  
گزشتہ اور آئندہ سب کو پہچان لیا جس طرح آدم  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام نام سکھائے گئے تھے۔

علامہ عبد الرؤف مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں،  
النفوس القدسیۃ اذا تجسدت  
عن العلائق البدنیۃ انفصلت  
باللاء الاعلیٰ ولہ یبق لها حجاب  
پاکیزہ جانیں جب بدن کے ملاقوں سے جدا  
ہو کر عالم بالا سے ملتی ہیں ان کے لئے کوئی  
پردہ نہیں رہتا ہے وہ ہر چیز کو ایسا دیکھتی اور

لہ مجموع المتن من قصیدۃ الہمنیۃ فی مدح خیر البریۃ الشہون الدینیۃ دولۃ قطر ص ۱۸  
لہ افضل القراء ام القرئی

لہ نسیم الریاض الباب الثالث الفصل الاول فیما ورد من ذکر مکاتئہ مرکز البہشت برکات رضا گوت اللہ ۴۸

فترتی وتسمع الكل كالشاهد<sup>۱</sup> سستی میں جیسے پاس حاضر ہیں۔

امام ابن الحاج کی مدخل اور امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں،

قد قال علماءنا رحمهم الله تعالى لا فرق بين موتهم وحياتهم لله تعالى عليه وسلم في مشاهدته لاقتهم ومعرفته باحوالهم ونياتهم وعزائهم وخواطرهم وذلك جلست عند لا يخفاء به<sup>۲</sup>

بیچک چارے ملائے کرام رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حالت دنیوی اور اس وقت کی حالت میں کچھ فرق نہیں ہے اس بات میں کہ حضور اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں ان کے ہر حال ان کی ہر نیت ان کے ہر ارادے ان کے دلوں کے ہر خطرے کو پہچانتے ہیں، اور یہ سب چرخی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایسی شے ہیں جن میں اصل کسی طرح کی پوشیدگی نہیں۔

یہ عقیدے ہیں ملائے ربانیین کے محمد رسول اللہ کی جناب ارفع میں، جل بلاءہ ووصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

شیخ شیوخ ملائے ہند مولانا شیخ عتیق نور اللہ تعالیٰ مرقدہ المکرم صدارج شریف میں فرماتے ہیں،

ذکرکن أوراخ درود بفرست بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، و باشش در حال ذکر گویا حاضر صحت پیشش اور حالت حیات و می بینی تو او را متادب با حبلال و تعظیم و جیبت و امید بدان کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می بیند و می شنود کلام ترا زیرا کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ان کی یاد کر اور ان پر درود بھیجے۔ اور ذکر کے وقت ایسے ہو جاؤ گویا تم ان کی زندگی میں انکے سامنے حاضر ہو اور ان کو دیکھ رہے ہو، پورے ادب اور تعظیم سے رہو، جیبت بھی ہو اور امید بھی، اور جان لو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں دیکھ رہے ہیں اور تمہارا کلام سن رہے ہیں کیونکہ وہ صفات الہیہ سے متصف ہیں اور

۱۔ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث حیثما کنتم فصلوا علی الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۵۰۲/۱  
۲۔ المدخل لابن الحاج فصل فی الکلام علی زیارۃ سید المرسلین وار الکتاب العربی بیروت ۱۵۲/۱  
المواہب اللدنیۃ المقصد العاشر الفصل الثانی المکتب الاسلامی ۵۸۰/۴

متصف است بصفت اللہ ویکے از صفات الہی اللہ کی ایک صفت یہ ہے کہ جو تجھے یاد کرتا ہے  
آنست کہ انا جلیس من ذکر فی لہ میں اس کے پاس جوتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں شیخ رحمہ اللہ پر، جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیکھنا ہیں بیان کیا جداگانہ  
بڑھایا تاکہ اسے کوئی گویا کے نیچے داخل نہ کیجے۔ غرض ایمانی نگاہوں کے سامنے اس حدیث پاک کی تصویر  
کھینچ دی کہ،

اعبد اللہ کانتک تراء فان لوتکت تراء اللہ تعالیٰ کی عبادت کر، گویا تو اسے دیکھ رہا ہے  
قائم یراک ۛ اور اگر تو اسے نہ دیکھے تو وہ تو یقیناً تجھے دیکھتا ہے  
بل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم۔

نیز فرماتے ہیں،

ہرچہ در دنیا است زمان آدم تا فحشہ اونی ہر کچھ دنیا میں زمانہ آدم پہلے خوبصورت کے جاننے تک ان  
بروے سے ملے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکشف ساختہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر منکشف کر دیا یہاں تک  
تاہم احوال را از اول تا آخر معلوم کرد کہ ارضیں اول سے آخر تک احوال معلوم ہو گئے،  
یاران خود را نیز بعضی از احوال خبر دادہ بعض  
کی اطلاع دی۔

نیز فرماتے ہیں،

وہو بکل شیء علیم، اور وہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سب چیزوں کو جاننے والے ہیں، احوال  
احکام الہی، احکام صفات حق، اسماء، افعال  
آثار، تمام علوم ظاہر و باطن، اول و آخر کا احاطہ  
کئے ہوئے ہیں اور فوق کل ذی علم علیہ کے مصداق ہیں۔ آپ پر افضل و رود اور اتم  
وہو بکل شیء علیم ۛ و دے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دانا است ہمہ چیزیں  
از شیرینات ذات الہی و احکام صفات  
حق و اسماء و افعال و آثار و جمیع علوم ظاہر و  
باطن اول و آخر احاطہ نموده و مصداق فوق  
کل ذی علم علیم ۛ علیہ من الصلوٰت افضلہا

ۛ مدارج النبوة باب یازدہم وصل نوع ثانی کہ تعلق مغزی است ۛ مکتبہ فورید رضویہ سکھر ۶۲۱/۴

ۛ صحیح بخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل الفجر صلی اللہ علیہ وسلم عن الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/۱

صحیح مسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۹/۱

ۛ مدارج النبوة باب پنجم وصل خصائص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکتبہ فورید رضویہ سکھر ۱۲۳/۱

وصف التحیات اتمہا و اکملہا ہے  
و اکمل سلام ہو۔ (ت)

شاہ ولی اللہ دہلوی، فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں:

فَمَنْ عَلَنَ مِنْ جَنَابِهِ الْمُقَدَّسِ صَلَّى  
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
كَيْفِيَّةً تَرَقَّى الْعَبْدُ مِنْ حَيْثُ وَجَّهَ  
حَيْثُ الْقَدَسُ فَيَتَجَلَّى لَهُ جَنَّاتُ  
كُلِّ شَيْءٍ كَمَا أَخْبَرَنَا هَذَا الشَّهيدُ قَبْلَ  
قِصَّةِ الْمُعْجَازِ النَّاصِحِ يَئِي

حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی  
بارگاہ اقدس سے مجھ پر اس حالت کا علم فاقص ہوا  
کہ بندہ اپنے مقام سے مقام قدس تک کیونکر ترقی  
کرتا ہے کہ اس پر ہر چیز روشن ہو جاتی ہے جس  
طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے  
اس مقام سے معراج خواب کے قصبے میں خبر دی۔

قرآن وحدیث واقوال ائمہ حدیث سے اس مطلب پر دلائل بے شمار ہیں اور خدا انصاف سے تو  
یہی اقل قلیل کہ مذکور ہوئے بسیار ہوئے۔ غرض شمس واسس کی طرح روشن ہوا کہ عقیدہ مذکورہ زید  
کو معاذ اللہ کفر و شرک کہنا خود قرآن عظیم پر تہمت رکھنا اور احادیث صحیحہ صریحہ شہیرہ کثیرہ کو رد کرنا اور  
بکثرت ائمہ دین و اکابر علمائے عالمین و اعظم علمائے کاطین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، یہاں تک  
کہ شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز صاحب کو یہی عیاذ باللہ کافر و مشرک بنانا اور یکم ظاہر احادیث  
صحیحہ و روایات معتبرہ فقہیہ خود کافر و مشرک بنانا ہے اس کے متعلق احادیث و روایات و اقوال ائمہ و  
ترجمیات و تصریحات فقیر کے رسالہ النہی الاکید عن الصلوۃ و راد عدی التقلید  
و رسالہ النکوبۃ الشہابیۃ علی کفریات ابی الوہابیینہ وغیرہ صا میں  
ملاحظہ کیجئے۔

افسوس کہ ان شرک فروش اندھوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ علم الہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی۔  
وہ واجب یہ ممکن، وہ قدیم یہ حادث، وہ نامخلق یہ مخلوق، وہ نامقدور یہ مقدور، وہ ضروری البقا  
یہ حیات الفنا، وہ ممکن التغیر یہ ممکن التبدل۔ ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہ ہوگا  
مگر کسی مجنون کو بصیرت کے اندر سے اس علم مالک و مالکین معنی مذکور ثابت جاننے کو معاذ اللہ  
علم الہی سے مساوات مان لینا سمجھتے ہیں حالانکہ العظمت اللہ علیہ و علیہ وسلم جس میں غیر متناہی علم

لے مدارج النبوة مقدمۃ الکتاب مکتبہ فوریر رضویہ سکسٹر ۱/۲ و ۳  
۱۱۹ فیوض الحرمین مشہد اللہ تعالیٰ مخلوق کی طرف کتاب نازل کرنے کے وقت کیا کرتا ہے محمد سید اللہ مرزا کراچی

تفصیل قراوانی بالفعل کے غیر متناسی سطحے غیر متناسی یا وہ جسے گویا مصطلح حساب کے طور پر غیر متناسی کا کعب کہتے بالفعل و بالہوام از قہ ابداً موجود ہیں۔ یہ شرق تا غرب و مساوات و ارض و عرش تا فرش و ماکان و ما یکون من اول یوم الی آخر الا یام سب کے ذرے ذرے کا حال تفصیل سے جاننا و بالجملہ جملہ مکتوبات لوح و مکتوبات قلم کو تفصیلاً محیط ہونا علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے، یہ تو ان کے طفیل سے ان کے بھائیوں حضرات مرسلین کرام علیہم وعلیہم ائمتہ افضل الصلوٰۃ و اکمل السلام بلکہ ان کی عطا سے ان کے غلاموں، بعض اعظم ادیان کے عظام قدست اسرارہم کو ملتا اور ملتا ہے۔ ہنوز علوم محمدیہ میں وہ بحار و ذخائر پیدائندہ ہیں جن پر ان کی افضلیت کلیہ اور افضلیت مطلقہ کی بنا ہے۔ اللہ عز و جل کی بے شمار رحمتیں امام اجل محمد مصیری شرف الحق والذین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں، سے

فات من جودك الدنيا وضرتها  
ومن علومك علوم اللوح والقلم  
یعنی یا رسول اللہ دنیا و آخرت دونوں حضور کے خزانہ مجد و کرم سے ایک ٹکڑا ہیں اور لوح و قلم کا تمام علم جن میں ماکان و ما یکون مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک حقہ ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مرادنا علی قاری علیہ رحمۃ اباری زبدہ شرح بردہ میں فرماتے ہیں،

توضیحه ان المراد بعلوم اللوح ما اثبت	یعنی توضیح اس کی یہ ہے کہ علم لوح مراد نقوش
فیه من النقوش القدسیة و	قدس و صور غیب ہیں جو اس میں منقوش ہوئے
الصور الغیبیة و بعلوم القلم ما اثبت	اور قلم کے علم سے مراد وہ ہیں جو اللہ عز و جل نے
فیه کما شاء و الاضافة لادنی ملائسة	جس طرح چاہا اس میں و دیعت رکھے، ان
و کون علمها من علومه	دونوں کی طرف علم کی اضافت ادنی ملائستہ یعنی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	محلیت نقوش و اثبات کے باعث ہے اور ان

فت، تمام ماکان و ما یکون کا علم علوم حضور سے ایک علم ہے، یہ تو ان کی عطا سے ان کے غلاموں اکابر اولیاء کو بھی ملتا ہے ۱۲ منہ

ان علومہ تنوع الح کیلیات والجزئیات  
وحقائق ومعارف وحواس من  
تعلق بالذات والصفات وعلیہما انما  
یکون سطرًا من سطوح علمہ و  
نہرًا من بحور علمہ ثم مع هذا  
هو من بركة وجودہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم

دو نوں میں جس قدر علوم ثبت ہیں ان کا علم علوم محمدیہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک پارہ ہوتا ہے اس لئے  
کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم بہت  
اقسام کے ہیں، علوم کلیہ، علوم جزئیہ، علوم حقائق  
اشیاء و علوم امریہ خفیہ اور وہ علوم اور معرفتیں کہ  
ذات و صفات حضرت عزت جل جلالہ سے متعلق  
ہیں اور لوح و قلم کے جملہ علوم علوم محمدیہ کی سطوح  
سے ایک سطر اور ان کے دریاؤں سے ایک نہر ہیں، پھر یہاں پر وہ حضور ہی کی برکت و جود سے قریب  
کہ اگر حضور نہ ہوتے تو نہ لوح و قلم ہوتے نہ ان کے علوم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

منکرین کو صبر ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے روز اول سے قیامت  
تک کے تمام ممالک و ممالک کا علم تفصیل مانا جاتا ہے لیکن بجز اللہ تعالیٰ وہ جمیع علم ممالک و ممالک  
علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عظیم سمندروں سے ایک نہر طے پایاں موجوں سے ایک  
لہر قرار پاتا ہے۔

والحمد لله رب العالمین ۝ و خسرو  
هناك البطلون ۝ في قلوبهم مرض  
فزادهم الله مرضا ۝ وقيل بعدا  
للقوم الظالمین ۝

اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے  
تمام جہانوں کا۔ اور باطل والوں کا دہاں خسار ہے۔  
ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی  
بیماری اور بڑھائی۔ اور فرمایا گیا کہ دور ہوں  
بے انصاف لوگ۔ (ت)

### نصوحی حصر

یعنی جن آیات و احادیث میں ارشاد ہوا ہے کہ علم غیب خاصہ خدا تعالیٰ ہے، مولیٰ عزوجل  
کے سوا کوئی نہیں جانتا، قطعاً حق اور بجز اللہ تعالیٰ مسلمان کے ایمان میں جو منکر مستکبر کا اپنے دوائے  
باطل پران سے استدلال اور اس کی بنا پر حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ممالک و ممالک بمعنی

مذکور ماننے والے پر حکم کفر و ضلال، نص جنوں و خام خیال بلکہ خود مستلزم کفر و ضلال ہے۔  
 علم پر اعتبار مٹنا دو قسم کا ہے، ذاتی، مگر اپنی ذات سے بے عطائے غیر پر اور عطائی، مگر اللہ  
 عز و جل کا عطیہ ہو۔ اور ہر اعتبار متعلق ہی دو قسم ہے، علم مطلق یعنی محیط حقیقی، تفصیلی فعلی فراوانی کہ جمیع  
 معلومات الہیہ عز و علا کو جن میں غیر متناہی معلومات کے سلسل وہ بھی غیر متناہیہ وہ بھی غیر متناہی بار و جل  
 اور خود کنہ ذات الہی و احاطہ تمام صفات الہیہ نا متناہی سب کو شامل فردا فردا تفصیل مستغرق ہو اور  
 مطلق علم یعنی جاننا، اگر محیط باحاطہ حقیقہ نہ ہو۔ ان تقسیمات میں علم ذاتی و علم مطلق یعنی مذکور بلاشبہ اللہ  
 عز و جل کے لئے خاص ہیں اور ہرگز کسی غیر خدا کے لئے ان کے حصول کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

ہم ابھی بیان کر آئے کہ علم ماکان و مایکون بمعنی مسطور اگرچہ کیسا ہی تفصیلی بروحہ اتم و اکمل ہو  
 علوم محمدیہ کی وسعت عظیمہ کو نہیں پہنچتا، پھر علوم محمدیہ تو علوم الہیہ ہیں، جل و علا و جلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،  
 اور مطلق علم ہرگز حضرت حق عز و علا سے خاص نہیں بلکہ قسم عطائی تو مخلوق ہی کے ساتھ خاص ہے۔  
 مونی عز و جل کا علم عطائی ہونے سے پاک ہے، تو نصوص مصر میں یقیناً قطعاً وہی قسم اول مراد ہو سکتی ہے  
 نہ کہ قسم اخیر، اور بدہشت ظاہر کہ علم تفصیلی جملہ ذرات ماکان و مایکون بمعنی مزبور بلکہ اس سے  
 ہزار در ہزار انہید و افزوں علم بھی کہ بے عطائے الہی مانا جائے، اسی قسم اخیر سے ہر گاہ، تو نصوص مصر کو  
 مدعائے مخالفت سے اصد مس نہیں بلکہ وہ اس کی صریح جمالت پر نص ہیں واللہ المحمد، یہ معنی  
 پاکہ خود بدیہی و واضح ہے، اتنے دین نے اس کی تصریح بھی فرمائی۔

امام اجل ابو زکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ پھر امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ  
 حدیثیہ میں فرماتے ہیں،

لا یعلم ذلك استقلالاً و علم	یعنی آیت میں غیر خدا سے نفی علم غیب کے یہ
احاطة بكل المعلومات الا	معنی ہیں کہ غیب اپنی ذات سے بے کسی کے
الله تعالى اما المعجزات	بتائے جاننا اور ایسا علم کہ جمیع معلومات الہیہ کو
وانكسارات فباعلام الله	محیط ہو جائے یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں
تعالى لهم علمت و	رہے انبیاء کے مجرے اور اولیاء کی کرامتیں
كذا ما علم باجراء العادة	یہ تو اللہ عز و جل کے بتانے سے انھیں علم ہو لے
	فونہی وہ باتیں کہ عادت کی مطابقت سے جہ کا علم ہوتا ہے۔

لہ فتاویٰ حدیثیہ مطلب فی حکم، اذا قال قائل فلان یعلم الغیب مصطفیٰ ابوالی مصر ص ۲۳۸

مناہغین کا استدلال محض باطل و خیال محال ہوتا تو یہیں سے ظاہر ہو گیا، مگر فقیر نے اپنے رسائل میں ثابت کیا ہے کہ یہ استدلال ان ضلالت کے خود اقراری کفر و ضلالت کا تمغہ ہے، نیز انہیں میں روشن کیا کہ خلق کے لئے اودھائے علم غیب پر فقہا کا حکم کفر بھی درجہ اولیٰ حقیقت حق میں اسی صورت علم ذاتی اور درجہ اولیٰ طرز فقہا میں علم مطلق بمعنی مرقوم کے ساتھ مخصوص ہے، جیسا کہ محققین کے کلام میں منصوص ہے۔

بجز پر مکر کا وہ زعم مردود جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کچھ نہیں جانتے " کا لفظ ناپاک ہے وہ بھی کلمہ کفر و ضلال مباح ہے۔ بجز کہ جس حقیقت کے کفر و شرک کہا اور اس کے رد میں یہ کلام بدرجہا مباح، خود اسی میں تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت حق جل شانہ نے یہ علم عطا فرمایا ہے، و جرم بکر کی یہی مطلق شامل علم عطا ہی ہے اور خود بعض شیاطین افس کے قول سے استناد بھی اس تعلیم پر دلیل جلی ہے کہ اس قول میں خواہ یوں اور خواہ یوں دونوں صورت پر حکم شرک دیا ہے۔ اب اس لفظ قبیح کے کلمہ کفر صریح ہونے میں کیا تاویل ہو سکتا ہے۔ قرآن عظیم کی روشن آیتوں کی تکذیب بلکہ سارے قرآن کی تکذیب رسالت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار بلکہ نبوت تمام انبیاء کا انکار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعین مکان بلکہ رب العزۃ جلالت کی قرین شاک۔ ایک کفر ہوں تو مجھے جانتیں۔ والیہا فی اللہ رب العالمین۔

یوں ہی اس کا قول کہ اپنے خاتمے کا بھی حال معلوم نہ تھا صریح کلمہ کفر و خسار اور پیشہ آیت قرآنیہ و احادیث متواترہ کا انکار ہے۔ آیت کریمہ لیغض للہ اللہ مع حدیث صحیحین بخاری و مسلم، بعض اور سننے، قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

وَلَا أُخِرَةُ خَيْرُكَ مِنْ الْأُولَىٰ ۚ اے نبی! بیشک آخرت تمہارے لئے دنیا سے بہتر ہے۔

وقال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۚ اے نبی! بیشک نزدیک ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

ہنہ، اپنے خاتمے کا حال حضور کو معلوم نہ ماننا صریح کفر ہے۔



وقال الله تعالى (الله تعالى نے فرمایا۔ ت) :

يوم لا يخزي الله النبي والذين آمنوا معه  
نورهم يسير بن اين ميمهم وبأيمانهم يله

وقال الله تعالى (الله تعالى نے فرمایا۔ ت) :

عسى ان يبشرك ربك مقاما  
محمودا۔

قريب ہے کہ تمہارا رب تمہیں تعریف کے مکان  
میں بھیجے گا جہاں اولیٰ و آخرین سب تمہاری  
حمد کریں گے۔

وقال الله تعالى (اور الله تعالى نے فرمایا۔ ت) :

تبارك الذي شاء جعل لك خيرا من ذلك  
جنات تجري من تحتها الانهار  
و يجعل لك قصورا

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنی مشیت سے  
تمہارے لئے اس خزانہ و باغ سے (جس کی  
طلب یہ کافر کر رہے ہیں) بہتر چیزیں کر دیں جنہیں  
جن کے نیچے نہریں رواں اور وہ نہیں بہشت بریں  
کے اونچے اونچے محل بنائے گا۔

ي جعل لهم رفوعا بن كثير  
اور ابن عامر کی قراۃ ہے اور ابو بکر کی عامر  
سے یہ روایت ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی  
متعدد آیات ہیں۔ (ت)

علي قراۃ المرفوعا بن كثير  
وابن عامر و ہواية ابن بکر عن  
عاصم۔ انی غیر ذلك من الايات۔

اور احادیث کثیرہ میں تو جس تفصیل جلیل سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و  
خصائص وقت وفات مبارک و برزخ مطہر و عشر منورہ شفاعت و کثرہ خلافت عظمیٰ و سیادت کبریٰ  
و دخول جنت و رویت وغیرہ وارد ہیں، انہیں جمع کیجئے تو ایک دفتر طویل ہوتا ہے۔ یہاں صرف

۴ دوٹکے گا

۴ القرآن الکریم ۹/۱۰

۴ القرآن الکریم ۹/۱۰

۴ ۱۰/۲۵

ایک حدیث تبرکاً سن لیجئے۔

جامع ترمذی وغیرہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا  
خطيبهم اذا قعدوا، وانا خطيبهم اذا  
انصتوا، وانا مستشفعهم اذا حُجسوا  
وانا مبشرهم اذا يشعوا بكرة مسقة  
المغاتيعة يومئذ بیدی، وانا اکرم ولد  
آدم علی مربي يطوف علی، الثعب  
خادم کانهم بیض مکنون اولولسوا  
منشوراً به

جب لوگوں کا حشر ہوگا تو سب سے پہلے میں مزاراظر  
سے باہر تشریف لآؤں گا، اور جب وہ سب  
دم بخور رہیں گے تو ان کا خطبہ خواں میں ہوں گا،  
اور جب وہ روکے جائیں گے تو ان کا شفاعت خواہ  
میں ہوں گا، اور جب وہ ناامید ہو جائیں گے  
تو ان کا بشارت دینے والا میں ہوں گا عورت  
کیلئے اور تمام کنیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی،  
وار الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا، بارگاہ

عزت میں میری عزت تمام اولاد آدم سے زائد ہے، ہزار خدمتگاری کے ارد گرد گھومیں گے گویا وہ گرد و خبار سے  
پاکیزہ انگے ہیں محفوظ رکھے ہوئے یا جنگ لگاتے موتی ہیں بکھیرے ہوئے۔

بالجملہ بجز پر مکر کے گم راہ و بدویں ہونے میں اصلہ شبہ نہیں، اور اگر کچھ نہ ہوتا تو صرف اتنا  
ہی کہ تقویٰ الایمان پر جو حقیقتاً تقویٰ الایمان ہے اس کا ایمان ہے، یہی اس کا ایمان سلامت  
در کھنے کو بس تھا، جیسا کہ فقیر کے رسالہ الکوکبة الشهابیة وغیرہ کے مطالعے سے ظاہر ہے۔

اذا کان الغراب ویتسل قوم سیہدیہم طریقت الہا لکیت

(جب تو کسی قوم کا رہبر ہو تو وہ اس کو ہلاکت کی راہ پر ڈال دے گا۔)

والہیاذ باللہ تعالیٰ۔

جامع الترمذی ابواب المناقب باب من این کینی دہلی ۲۰۱/۲  
دلائل النبوة ذکر الفضيلة الرابعة باقسامہ اللہ بجاتہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم اکتب بیروت ص ۱۳  
سنن الدارمی باب ما اعلیٰ انبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۴۹ دار الحما حسن للطباعة ۳۰/۱  
الدر المنثور بحوالہ ابن مردودیة عن انس رضی اللہ عنہ کتبہ آیتہ العظمیٰ قم ایران ۲۰۱/۲

وہ شخص جو شیطان کے علم ملعون کو علم اقدس حضور پر نور عالم ماکون و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زائد کے اس کا جواب اس کفرستان ہند میں کیا ہو سکتا ہے ان شاء اللہ القہاس (اگر بہت قہر فرمایا خدا نے چاہا۔ ت) روز جزا وہ ناپاک ناہنجار اپنے کیفر کفری گنہگار کو پہنچے گا وسیعہ الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (اب جانا چاہتے ہیں ظالم کو کوئی کر دے پر پلٹا کھائیں گے۔ ت) یہاں اسی قدر کافی ہے کہ یہ ناپاک کلمہ صراحتاً محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگانا ہے، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگانا کلمہ کفر ہے اور کیا کلمہ کفر ہوگا۔

والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب الیم  
ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لہنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لہم عذابا مہینا  
اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دُکھ کی مار ہے۔  
جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو، اللہ نے اُن پر لعنت فرمائی ہے دنیا اور آخرت میں، اور ان کے لئے تیار کر رکھی ہے آت  
والی مار۔

شفاعۃ امام اجل قاضی عیاض اور شریعہ علامہ شہاب خفاجی مسنی پرسم الریاض میں ہے  
یعنی جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے یا حضور کو عیب لگائے اور یہ گالی دینے سے عام تر ہے کہ جس نے کسی کی نسبت کہا کہ فلاں کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ ہے اس نے ضرور حضور کو عیب لگایا، حضور کی قرہیں کی اگرچہ گالی نہ دی، یہ سب گالی دینے والے کے حکم میں ہے۔ ان کے اور گالی دینے والے کے حکم میں کوئی فرق نہیں۔ نہ ہم اس سے کسی صورت کا استثناء کریں نہ اس میں شک و تردد کو  
جیبہ من سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشتمۃ او عابہ ہو اعم من السب غائب من قال فلاں اعلم منہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد عابہ ونقصہ وان لم یسبہ (فہو سائب والمحکم فیہ حکم السائب) صریح غیر فرق بینہما (لانستثنی منہ) (فصلاً) اعم سورۃ (و لا نمتنع) فیہ تصریحاً کات

او تلويعاً وهذا كله اجماع من العلماء  
والائمة الفتوى من لدن الصحابة  
رضي الله تعالى عنهم الى هـ  
جزاً الله مختصراً.

فستل الله العفو والعافية في الدنيا  
والآخرة ونعوذ به من الخور بعد الكور  
ولاحول ولا حول الا بالله العلي العظيم  
وصلى الله تعالى على سيد المرسلين  
والله سبحانه تعالى اعلم.

راہ دیں، صاف صاف کہا ہوا کیا یہ سے ، ان  
سب احکام پر تمام علماء اور ائمہ فتویٰ کا اجماع  
ہے کہ زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آج  
تک برابر چلا آیا ہے۔ اور مختصراً

ہم اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں معافی اور عافیت  
چاہتے ہیں، اور کثرت کے بعد قلت سے اسکی پناہ  
چاہتے ہیں۔ نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی  
نیکی کرنے کی قوت مگر بندگی و عظمت والے خدا کی  
توفیق سے۔ اور درود نازل فرمائے اللہ تعالیٰ  
رسولوں کے سردار پر۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ خوب  
جانتا ہے۔ (ت)

فقیر غفرلہ الملوی القدر نے اس سوال کے درود پر ایک مبسوط کتاب بحر عباب "منقسم پر چار باب  
مستثنی بہ نام تاریخی حاشی الحبيب بعلوم الغیب کی طرح ڈالی۔  
باب اول نصوص یعنی فوائد جلیلہ و نفائس جزیلہ کہ ترصیف دلائل اہلسنت کے مقدمات ہوں۔  
باب دوم نصوص یعنی اپنے مدعا پر دلائل جلال قرآن و حدیث و اقوال ائمہ قدیم و حدیث۔  
باب سوم عموم و خصوص کہ احاطہ علوم تجزیہ میں تحریر عمل نزاع کرے۔  
باب چہارم قطع النصوص یعنی اسس مسئلے میں تمام مہلکات تجزیہ نو و کمن کی سرنگنی و بکسرکشی  
مگر نصوص و نصوص کے مجرم و دغور نے ظاہر کیا کہ اطالک تاحد طالک متوقع، لہذا باذن اللہ تعالیٰ  
نفع عامہ کے لئے اس بکر ذخار سے ایک گزہر شہوار لامع الانوار گویا خواہن الاسرار سے درختار  
مستثنی بہ نام تاریخی اللؤلؤ لؤلؤ السکنون فی علو البشیر ماکان و ما یکنون (پوشیدہ موقی بشیر  
جیلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ماکان و ما یکنون کے بارے میں۔ ت) چنی لیا، جس نے جمع و تفسیر کے معنی  
نفع و تحقیق کی طرف بجز اللہ زیادہ رخ کیا، اس کے ایک ایک فور نے فور السموات والارض جمل جلالہ کے  
عین سے وہ تابشیں دکھائیں کہ ظلمات باطلہ کا فور ہوتی نظر آئیں۔

لے نسیم الریاض القسم الرابع ۱ باب الاول مرکز اسل سنت برکات رضا گجرات ہند ۴/۲۲۵

یہ چند حرفی فتویٰ کہ اس کے لغات سے ایک مختصر شمشاد اور بلحاظ تاریخ تمام انباء المصطفیٰ بحال ستر و اخفی (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پوشیدہ اور پوشیدہ تر ہی کے حال کی خبر دینا۔ ت) مستثنیٰ ہے۔ اس کے تمام اشارات غنیہ کا بیان مفصل اسی پر محمول ذی علم ماہر قرآن ہی چند حروف سے ان شاء اللہ تعالیٰ سب خرافات و جزافات مخالفین کو کیفر پیشانی کر سکتا ہے مگر جو صاحب تفصیل کے ساتھ دست نگر ہوں بعونہ تعالیٰ رسالہ مذکورہ کے قالی مندرجی سے بہرہ ور ہوں۔ حضرت مخالفین سے بھی گزارش ہے کہ اگر توفیق الہی مسامتہ کرے یہی حرف مختصر ہدایت کرے تو ازیں چو بہتر، ورنہ اگر بوجہ کوتاہی فہم و غلبہ دہم و قلت تدبیر و شدت تعصب اپنی تمام جہالات فاحشہ کی پردہ دری ان مختصر سطور میں نہ دیکھ سکیں، تو اسی صبر جماد کا انتظار کریں جو یہ عنایت الہی و اعانت رسالت پتا ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی تمام ظلمتوں کی صبح کر دے گا۔ ان کا ہر کاسہ سوال آسب زلال رد و ابطال سے بہرہ ور دے گا۔

الاتق موعدا هم الصبح الیس الصبح  
بقریب ط و ما توفیق الا باللہ علیہ  
توکلت و الیہ اُنیب ط  
خبردار! بے شک ان کا مدد صبح کے وقت ہے  
کیا صبح قریب نہیں۔ اور میری توفیق اللہ ہی  
کی طرف سے ہے، میں نے اسی پر بھروسہ کیا  
اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ (ت)

کیا فائدہ کہ اس وقت آپ کا خواب غفلت کے ذریعہ کارنگہ دکھائے، اور صبح ہدایت  
افتی سعادت سے طالع ہو تو کھل جائے کہ صبح

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو کس افسانہ تھا  
معہذا طائفہ اراغب و ثمالیہ کو یہی مناسب کہ جب شیر ذریاں کو چیل قدمی کرتا دیکھ لیں سچے  
سے ٹل جاتیں، اپنے اپنے سوراخوں میں جان چھپائیں، دیر کہ اس وقت اسی کے خرام زم پر غرہ  
ہو کر آئیں اس کی آتش غضب کو بھڑکائیں اپنی موت اپنے منہ بلائیں سے  
نصیحت گوش کن جانان کہ از جاں دور تر خواهند شغالان ہزیمت منہ خشم شیر بیچارا  
(اسے دوست! نصیحت سن کہ اپنی جان سے دور چاہتے ہیں شکست پسند گیدڑ  
بچہ سے ہونے شیر کے غصے کو۔ ت)

اَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَاسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي  
 وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَ  
 الصَّلَوَاتِ الْتَرَاكِيَاَتِ وَالتَّحِيَّاتِ  
 النَّامِيَاَتِ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَجْمِ  
 الْمَقِيَّاتِ مَنَظَرِ الْخَفِيَّاتِ وَعَلَى آلِهِ  
 وَصَحْبِهِ الْأَكَاْءِ السَّادَاتِ وَاللَّهُ بِحُجَّتِهِ  
 تَعَالَى أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ جَبَلٌ مَجْدٌ  
 أَشْهَدُ وَأُحْكَمُ

میں کہتا ہوں یہ میرا قول ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ پاکر درود اور پڑھنے والے سلام ہوں ہمارے سردار محمد پر جو غیب کی خبریں دینے والے اور پوشیدہ باتوں کو ظاہر فرمانے والے ہیں اور آپ کی آل و اصحاب پر جو بزرگی والے سردار ہیں، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ خوب جانتا ہے، اور اللہ جل مجدہ کا کلام اتم اللہ مستحکم ہے۔ (ت)



عبد المناقب احمد رضا البریلوی  
 علی عنہ بحمد المصطفیٰ النبی الاتقی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رسالہ  
 انباء المصطفیٰ بحال ستر و اخف  
 ختم ہوا

رسالہ

## ازاحة العيب بسيف الغيب

(عیب کو دُور کرنا غیب کی تلوار سے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ عَلٰی سَاسُوْلِكَ الْكَرِیْمِ

مسئلہ ۱۴۹ از مدرسہ دیوبند، ضلع سہارن پور، مسلمانوں کے از اہلسنت نصیر اللہ تعالیٰ  
پوساٹت جناب مولانا مولوی وحی احمد صاحب محدث سورتی مسئلہ اللہ تعالیٰ  
تسلیمات دست بستہ کے بعد گزارش ہے کہ اس وقت وہاں گزشتہ مدرسہ دیوبند میں مقیم ہے،  
جناب مالی! (یعنی جناب مولانا وحی احمد صاحب محدث سورتی) جو جو باتیں آپ نے ان لوگوں کے حق  
میں فرمائی تھیں وہ سب سچ ہیں سب ٹھیک نہیں۔ عید کے دن بعد نماز جمعہ اکابر علماء و طلباء و رؤساء نے  
مل کر عید گاہ میں بقدر ایک گھنٹہ یہ دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ جاریہ پنجم بادشاہِ ہند کو ہمیشہ پائے عروں  
پر قائم رکھے اور اس کے والد کو خدا مغفرت کرے۔ اور جس وقت جاریہ پنجم ولایت سے بعثی کو آیا  
اور مبلغ چوبیس روپیہ کا نابرائے غیر مقدم یعنی سلاوی روانہ کر دیا اور بتاریخ ۱۳ ذی الحجہ ایک بڑا جلسہ  
کر دیا کہ جو چار گھنٹے مختلف علماء نے بادشاہِ انگریز کی تعریف اور دعا بیان کیا اور خوشی کے واسطے مسخاتی  
تقسیم کیا اور عین غلبہ میں بیان کیا کہ امام احمد بن حنبل نے خواب میں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کو، امام احمد نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میری کتنی عمر باقی ہے؟ آپ نے پانچ انگشت اٹھائیں۔ پھر برائے تعبیر محمد بن سیرین کے پاس آئے انہوں نے فرمایا، خمس لا یعلمہ الاہو (پانچ اشیاء ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ ت) تو معلوم ہوا کہ آپ مطلع علی الغیب نہیں۔ دوسرا ذوالیدین کی حدیث کو بیان کیا کہ آپ کو نماز میں سو ہوگا جب ذوالیدین نے بار بار استفسار کیا اور آپ نے صحابہ سے دریافت کیا تو پھر نماز کو پورا کیا۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے علم مشاہدہ میں نقصان ثابت ہو گیا علم غیب پر اطلاع تو ابھی دور ہے اتنی۔ یہاں کے لوگ اس قدر بد معاش ہیں کہ مولوی محمود حسن مدرس اول درجہ حدیث نے مسلم شریف کے سبق میں باب شفاعت اس حدیث میں کہ آپ نے جب تمام مسلمان کی شفاعت کی اور سب کو نجات دے دیا مگر کچھ لوگ رہ گئے یعنی منافقین وغیرہ، تو آپ نے ان کے واسطے شفاعت کی تو فرشتوں نے منع کر دیا کہ تم نہیں جانتے ہو کہ ان لوگوں نے کیا کچھ نکالا بعد آپ کے، تو اس سے ظاہر ہو گیا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہر جہنم میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں یہ غلط ہے، محض اقرار ہے، علم غیب کا کیا ذکر، اللہ اکبر۔ ترمذی شریف کے سبق ۴۲، اصغر آخر میں ہے، ایک عورت کے ساتھ زنا ہو گیا اگر اس کے ساتھ تو اس عورت نے ایک شخص پر ہاتھ رکھا، آپ نے اس شخص کو جرم کا حکم فرمایا، پس دوسرا شخص اٹھا اس نے اقرار زنا کا کر لیا، پہلے شخص کو چھوڑا اور دوسرا جرم ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تاب توبۃ انہ (اس نے تکی توبہ کی) ت۔ اگر شخص ثانی اقرار نہ کرتا تو پہلے شخص کی گردن اڑا دیتے، یہ ابھی غیب! انی ہے۔ ہذا کلمہ قولہ (یہ سب اس کا قول ہے۔ ت) اور بھی وقتاً فوقتاً احادیث میں کچھ بڑے بڑے کے بغیر نہیں چھوڑتے۔ اللہ اکبر، معاذ اللہ من شرہ (اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے، اللہ کی پناہ اس کے شر سے۔ ت)۔

## الجواب

اللہ عزوجل گرامی و بے حیائی سے پناہ دے، فقیر نے انبار الصلطف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مختصر جملوں میں ان شبہات اور ان جیسے ہزاروں ہوں تو سب کا جواب شافی دے دیا مگر دہائیہ اپنی فراغات سے باز نہیں آتے اور الدولۃ المکیہ اور اس کی تعلیق فیوض المکیہ میں بیان امین ہے، میں پھر تذکرہ کروں کہ ان شاء اللہ بار بار سوال کی حاجت نہ ہو اور ذی فہم شفی ایسے لاکھ شبہ ہوں تو سب کا جواب خود دے، فقیر نے قرآن عظیم کی آیات قطعہ سے ثابت کیا کہ قرآن عظیم نے ۲۳ برس میں بتدریج نزول اجلال فرما کر اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جمیع ماکان مایکون

لے مسند احمد بن حنبل حدیث ابی عامر الاشعری المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۱۲۹ و ۱۳۰



یعنی روزِ اول سے روزِ آخر تک کی ہر شے، ہر بات کا علم عطا فرمایا، اور اصول میں میری ہر چکا کہ آیات قطعیہ کے خلاف کوئی حدیث احادیث بھی مسلم نہیں ہو سکتی اگرچہ سند صحیح ہو تو مخالفت قرآنِ عظیم کے خلاف پر جو دلیل پیش کرے اسی پر چار باتوں کا لحاظ لازم:

اول وہ آیت قطعیہ الدلالة یا ایسی ہی حدیث متواتر ہو۔

دوم واقعہ تمامی نزول قرآن کے بعد کا ہو۔

سوم اس دلیل سے راہِ عدم حصولِ علم ثابت ہو کہ مخالفت مستعمل ہے اور محلِ ذہول میں اس پر جزم محال، اور وہ منافی حصولِ علم نہیں بلکہ اس کا ثبوت و تقضی ہے۔

چہارم صراحتہ نفی علم کرے ورنہ بہت علوم کا انکار مصلحت نہیں ہوتا اور اللہ اعلم یا خدا ہی جانے یا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ایسی جگہ قطع طبع جواب کے لئے بھی ہوتا ہے اور نفی حقیقت ذاتیہ نفی عطائیہ کو مستلزم نہیں۔ اللہ عز و جل روزِ قیامت رسولوں کو جمع کر کے فریاد کیا ما ذا اجبتم تم جو کفار کے پاس ہدایت لے کر گئے انھوں نے کیا جواب دیا عرض کریں گے لا علم لنا ہمیں کچھ علم نہیں۔

ان شبہات اور ان کے امثال کے رد کو بھی چار جملے بس ہیں، اور یہاں امرِ تعجب اور ہے کہ وہ واقعہ روزِ اول سے قیامِ قیامت تک یعنی ان حوادث سے جو خروجِ مغفلا میں ثبت ہیں کہ انھیں کے احاطہ کا دعویٰ ہے، امر متعلقہ ذات و صفات و ابد وغیرہ نامتناہیات سے جو تو بحث سے خروج اور دائرہ جنونِ سفاقت میں صریح و لوم ہے۔ ان جملوں کے لحاظ کے بعد وہاں بیہ کے تمام شبہات برباد ہو جاتے ہیں کثبہرة خبیثۃ اجتمعت من ذوق الامراض ما لہا من قوار (جیسے ایک گندہ پٹر کہ زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا ہے اب اسے قیام نہیں۔ مت) اب یہیں طحکہ کیجئے۔

اوّل چاروں شبہ امرِ اول سے مردود ہیں ان میں کوئی سی آیت یا حدیث قطعیہ الدلالة ہے۔  
ثانیاً دوسرا اور چوتھا شبہ مردوم سے دوبارہ مردود ہیں کہ یہ ایامِ نزول کے وقائع ہیں یا کم از کم ان کا بعد تمامی نزول ہونا ثابت نہیں۔

ثالثاً دوسرا شبہ امرِ سوم سے سد بارہ اور تیسرا دوبارہ مردود ہے، شبہ دوم میں تو صریح بدیہی یعنی ذہول تھا، نماز فعل اختیاری ہے اور فعل اختیاریہ بے علم و شعور ناممکن مگر وہاں بیہ

بدیہیات میں بھی انکار رکھتے ہیں ذلک بانہم قوم یکا بیون (یہ اس لئے ہے کہ وہ حق کا انکار کر نیوالی قوم ہے۔ ت) اور شبہ سوم کا حال بھی ظاہر، روز قیامت کا عظیم ہجوم، تمام اولین و آخرین و انفس جن کا ازدحام، لاکھوں منزل کے دور میں مقام اور عرض و صراط و میزان پر گنتی شمار کی حد سے باہر مختلفہ کام اور ہر جگہ خبر گیری ان صرف ایک محمد رسول اللہ سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام، اس سے کروڑوں جتنے کا کروڑوں حصہ ہجوم، کارہائے عظیمہ اگر ایسے دس ہزار پر ہوجن کی عقل نہایت کامل اور جو اس کمال مجتہع اور قلب اعلیٰ درجہ کائنات قواں کے ہوش پران ہو جائیں، آئے تو اس گم ہوں یہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سینہ پاک ہے جس کی وسعت کے حضور عرش اعظم مع جملہ عالم صحرائے حق ووق میں بھٹکے کے مانند ہیں جسے ان کا رب فرماتا ہے، الم نشرح لك صدرک (کیا ہم نے تمہارا سینہ کٹا دہ نہ کیا۔ ت) پھر ان عظیم و غار از حد کاموں کے علاوہ وقت وہ مہمان کی اکابر انبیاء و مرسلین نفسی نفسی پکاریں، رب عز وجل اس غضب شدید کے ساتھ تہل فرماتے ہو کہ نہ اس سے پہلے کبھی ہوئی نہ اس کے بعد کبھی ہو۔ پھر ایک مسلمان انہیں اس سے زیادہ پیارا جیسے مہربان ماں کو اٹھوتا بچہ، وہ ہوشِ طیب، وہ کام کی کثرت، وہ وفورِ رحمت، وہ لاکھوں منزل کا دورہ، وہ کروڑوں طرف نظر، سنکھوں طرف خیال، ایسی حالت میں اگر بعض باتیں ذہن اقدس سے اتر جائیں تو عین اجازت ہے، جس سے بالاحرف علم الہی ہے ولس، و لکن الوہابیۃ قوم لا یعقلون (لیکن وہابی وہ قوم ہیں جنہیں عقل نہیں۔ ت) اور اس پر صریح دلیل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام امت کا دیکھا جانا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام امت کے اعمال برابر عرض ہوتے رہنا تو ہے ہی، جس پر احادیث کثیرہ ناقد، اگر چہ دبا یہ اپنی ڈھٹائی سے انکار کریں مگر سب سے زیادہ صاف صریح دلیل قطعی یہ ہے کہ آخر وہ زقیامت کچھ لوگوں کی نسبت یہ واقعہ پیش آئے کہ حدیث بیان کون فرماتا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی تو ارشاد فرما رہے ہیں اگر اس ہجوم عظیم کارہائے عظیمہ میں ذہول نہ ہوتا تو یہ واقعہ ہی نہ ہوتا تو اس وقت اتنے ذہول سے چارہ نہیں لیقضی اللہ امرکان مفعولاً (تاکہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے۔ ت) و لکن الوہابیۃ قوم یفرضون (لیکن وہابی تفریق پیدا کرنے والی قوم ہے۔ ت) سابعاً پہلا شبہ امر چارم سے دہ بارہ مردود ہے کسی کی مقدار غرور وقت موت اسے بنا دینا

سے القرآن الکریم ۱/ ۱۹۴  
۲/ ۴۴

غالب اوقات اکثر تاس کے لئے مصیحت وغیرہ کے خلاف ہے تو ایسے اہل سوال کے جواب سے، اگر اعراض فرمایا اور حوالہ بخدا فرمادیا، کیا مستبعد ہے۔

**فائدہ :** یہ انھیں جہلوں سے ان چاروں شبوں کے متعدد ذرہ ہو گئے، اب بتوفیقہ تعالیٰ بعض اوقات ذکر کریں کہ وہاں سیر کی کمال جہالت آفتاب سے زیادہ روشن ہو اور چاروں شبوں میں ہی ایک پرچار چارند ہو جائیں۔

**فاقول و بالله التوفیق** (چنانچہ میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ ت) **شبہ اولی** کے ذکر و گزرے امرا و چہارم سے، ثانیاً حضرات علمائے وہابیہ کی جہالت تماشا کردی۔ امام احمد بن حنبل نے خواب دیکھا اور امام ابن سیرین سے تعبیر پوچھی۔ اے سبحان اللہ! جھوٹ گھرے تو ایسا گھر ہے، امام ابن سیرین کی وفات سے ساڑھے تریپن (۵۳ ۱/۲) برس بعد امام احمد کی ولادت ہوئی ہے، ابن سیرین کی وفات نہم شوال ایک سردس (سنہ ۱۶۳) کو ہے اور امام احمد کی ولادت ربیع الاول ایک سو چونسٹھ (سنہ ۱۶۳) میں۔ تقریب میں ہے،

محمد بن سیرین ثقة ثبت عابد کبیر  
القدس مات سنة عشر ومائة ١٠٠  
محمد بن سیرین ثقة ثبت، عبادت گزار اور بڑی  
قدر و منزلت والے ہیں، ان کا وصال سنہ ۱۰۰  
میں ہوا۔ (ت)

**وفیات الایمان میں ہے،**

محمد بن سیرین له الیوم الطویل فی  
تعبیر الرذیاء توفی تاسع شوال یوم  
الجمعة سنة عشر ومائة بالبصرة ١٠٠  
تقریب میں ہے،

احمد بن محمد بن حنبل ماست  
احمدی دارالین ولہ سیم و سبعون سنة ١٠٠  
امام احمد بن محمد بن حنبل نے سنہ ۱۶۳ میں وصال فرمایا جبکہ  
آپ کی عمر مبارک ۷۷ برس تھی۔ (ت)

۸۵/۶	دارالکتب العلمیہ بیروت	۵۹۶۶ محمد بن سیرین	۱۰ تقریب التہذیب
۱۸۲/۶	دارالافتاء بیروت	۵۶۵	۱۱ وفیات الایمان
۴۴/۱	دارالکتب العلمیہ بیروت	۹۶ احمد بن محمد بن حنبل	۱۲ تقریب التہذیب

وفیات الایمان میں ہے،

الامام احمد بن حنبل خوجت ائمہ من  
مرد وہی حامل بہ فولد تہ ف  
بغداد فی شہر ربیع الاول سنۃ اربع  
وستین و مائتۃ ینہ

امام احمد بن حنبل کی والدہ ماجدہ مروئے نکلیں  
جبکہ امام احمد ان کے شکم میں تھے، چنانچہ آپ کی  
والدہ نے آپ کو شہر بغداد میں ربیع الاول شریف  
۱۶۳ھ میں جنا (ت)

مگر یہ سنی کہ امام احمد علیہ الرحمہ نے جبکہ اپنے جد امجد کی پشت میں فطنت تھے یہ خواب دیکھا اور امام  
ابن سیرین نے عافی الا-، حام (جو رحموں میں ہے۔ ت) سے بھی خفی تر غیب عافی الاصلاب  
(جو پشتوں میں ہے۔ ت) کو جاننا اور تعبیر بیان کی۔ یوں آپ کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم کی غیب دانی نہ ہوئی تو ابن سیرین کو علم غیب ہوا۔ یہ شاید حضرات و پایہ پر آسان ہو کہ ان کو اوروں  
کے فضائل سے اتنی عداوت نہیں تھی اصل اصول جملہ فضائل یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

سے ہے۔  
لطیفہ حبلیہ: دیوبندی علماء کی یہ جہالت اپنے قابل ہے، ان کے اکابر کی ان سے بھی بڑھ کر ان کے  
قابل تھی۔ عالیجناب امام ابو یوسف مولوی گنگوہی صاحب آبجائی اپنے ایک فتوے میں اپنی داؤد قابلیت  
دیتے ہوئے فرماتے ہیں، حسین بن منصور کے قتل پر امام ابو یوسف شاگرد امام ابو حنیفہ جو کہ سید العلماء تھے  
اور سید العلماء نے حنیفہ بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو تمام سلاسل کے مرجع ہیں دونوں نے فتویٰ قتل کا  
دیا، بجا ہے۔ (حاشیہ قتل پر قتل کا فتویٰ بھی قابل تماشا ہے۔ یعنی قتل کو قتل کیا جائے یا قاتل کو قتل  
در غنی تاریخ ہم کاسے دارند) (غنی تاریخ میں بھی کمال رکھتے ہیں۔ ت)۔ یہنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کی وفات پنجم ربیع الاول یا ربیع الآخر یک سو بیاسی ہجری (۳۱۷ھ) کو ہے اور حضرت حسین بن منصور  
علیہ السلام قدس سرہ کا یہ واقعہ ۲۳ ذی القعدہ ۳۱۷ھ (تین سو نو ہجری) میں دونوں میں قریب ایک سو  
اٹھائیس (۱۲۸) برس کے فاصلہ ہے مگر امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غیب و ان کئے کہ اپنی وفات سے  
سوا سو برس بعد کے واقعہ کو جان کر علیہ السلام کے قتل کا پیشگفتاری دے گئے۔ تذکرۃ الخلفاء علامہ ذہبی میں ہے  
القاضی ابو یوسف الامام العلامۃ الفقیہ  
الواقین صاحب ۱۳۰ حنیفۃ اجتماع

قاضی ابو یوسف امام، علامہ، اہل کوفہ و بصرہ کے  
فقیہ اور امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ تمام مسلمان

عليه السلام مات في ربيع الآخر سنة  
ثنتين وثمانين ومائة عن سبعين سنة  
الاسنة وله اخبار في العلوم والسيادة<sup>۱</sup>  
وفيات الاعيان میں ہے،

كانت ولادة لقاضي ابي يوسف سنة ثلث  
عشرة ومائة وتوفي يوم الخميس اول  
وقت الظهر لخمس حلون من شهر  
ربيع الاول سنة اثنتين وثمانين و  
مائة ببغداد<sup>۲</sup>

قاضی ابویوسف کی ولادت ۱۱۳ھ کو اور وفات  
۵ ربيع الاول ۱۸۲ھ بروز جمعرات  
بوقت اول ظہر بغداد میں  
ہوئی۔ (د ت)

اسی میں تاریخ شہادت حضرت ملا علی کا،

يوم الثلاثاء لسبع بقين وقيل لست بقين  
من ذي القعدة سنة تسع وثلثمائة<sup>۳</sup> (د ت)

سلطان اور نزیب محمد بن مالک انار الله تھانے برہانہ کی حکایت مشہور ہے کہ کسی علی ولایت  
کا شہرہ سن کر اس کے پاس تشریف لے گئے، اس کی عمر طویل بتائی جاتی تھی، سلطان نے پوچھا  
جناب کی عمر شریف کس قدر ہے؟ کہا، مجھے تحقیق قریب تریس گرجس زمانے میں سکندر ذوالقرنینؑ کے  
سے لڑا رہا تھا میں جوان تھا۔ سلطان نے فرمایا، علاوہ کشف و کرامات در فن تاریخ ہم کمالے دارند  
(کشف و کرامات کے علاوہ فن تاریخ میں بھی کمال رکھتے ہیں۔ ت)۔

دیوبندی صاحبوں نے تو ترقین چوتھی ہی برس کا بلی رکھا تھا جناب گنگوہی صاحب سوا سو برس  
سے بھی اونچے اڑ گئے یعنی شملہ بمقدار علم۔ اس سنت پر قائم ہو کر اگر کوئی دیوبندی یا تھانوی حضرت گنگوہیؒ کا  
کے تذکرہ میں لکھ دیتا کہ عالیجناب گنگوہیت مآب کو ابنِ ثلم نے غسل دیا اور نذیر نے نماز پڑھائی اور عمر نے  
قبر میں اتارا، تو کیا مستبعد تھا بلکہ وہ اس سے قریب تر ہوتا دو وجہ سے :

۱۔ تذکرۃ الحفاظ ترجمہ ۲۷۳ ۲۱۲ ابویوسف یعقوب بن ابراہیم دارالکتب العلمیہ بیروت ۲۱۴/۱  
۲۔ وفیات الاعیان ترجمہ ۸۲ قاضی " " " " دارالافتاء بیروت ۳۸۸/۹  
۳۔ " " " " ۱۸۹ الخلاص حسین بن منصور " " " ۱۳۵/۲

اولاً ممکن کہ اشتراک اسما ہو، وفات گنگوہی صاحب کے وقت جو لوگ ان کاموں میں ہوں انکے

یہ نام ہوں۔

ثانیاً باب تشبیہ واسع ہے جیسے لکل فرعون موسیٰ (ہر فرعون کے مقابلے میں موسیٰ ہوتا ہے) مگر جناب گنگوہی صاحب کے کلام میں کہ امام ابو یوسف شاگرد امام ابو حنیفہ جو سید العلماء تھے کوئی تاویل بنتی نظر نہیں آتی سو اس کے کہ اتنا عظیم جہل شدید یا حضرت امام پر اتنا بیباکانہ افتراء ہے بعید۔  
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز المجید۔

میں اب بعداً بفرض صحت حکایت یہ معبر کی اپنی مقدار علم ہے ممکن کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمر ہی بتائی ہو خواہ مجموعہ خواہ باقی۔ پانچ انگلیوں سے اشارے میں پانچ یا چھ دن یا ہفتے یا مہینے یا برس یا ساٹھ بہتر برس یا تیس سال دس مہینے گیارہ دن یا اکتیس سال چار مہینے چند دن، بارہ احتمال ہیں۔ کیا دلیل ہے کہ خواب دیکھنے والے کی عمر اگرچہ بفرض غلط امام احمد ہی ہوں روز خواب سے آخر تک ان میں سے کسی مقدار پر نہ ہوئی، امام احمد کی عمر شریف ستر (۷۷) سال ہوئی، اگر پانچ برس کی عمر میں خواب دیکھا ہو تو سب میں بڑا احتمال بہتر سال ممکن ہے اور باقی زیادہ واضح ہیں یا اصل دیکھتے تو امام احمد و امام ابن سیرین کا نام تو دیوبندیوں نے بنایا، کیا دلیل کہ واقعی خواب دیکھنے والے کی عمر ہی عسر چار احتمال اخیر سے کسی شمار پر نہ ہوئی خواب دیکھنے والے کی تاریخ اور دیکھنے والے کی تاریخ ولادت و تاریخ وفات یہ سب صحیح طور پر معلوم ہوتیں اور ثابت ہو کہ اس کی مجموعہ عمر و باقی عمر کوئی ای میں سے کسی احتمال پر ٹھیک نہیں آتی، اس وقت اس کھنے کی گنجائش ہو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے مقدار عمر کی طرف اشارہ نہ فرمایا، اور جبکہ ان میں سے کچھ ثابت نہیں تو ممکن کہ حضور نے عمر ہی بتائی ہو معبر کو اس کے جاننے کی طرف راہ نہ تھی لہذا اپنی سمجھ کے قابل اسے نیویں قسم کی طرف پھیر دیا، دیوبندیوں کو تو شاید اس اشارے میں یہ بارہ احتمال سمجھنے بھی دشوار ہوں حالانکہ وہ نہایت واضح ہیں اور ان کے سوا اور دقیق احتمال بھی تھے کہ ہم نے ترک کر دیے۔

شبیہ شامیہ کے تین رد گزرے امر اول و دوم و سوم سے آج بعداً دیوبندیوں کی عبارت کہ آپ کے علم مشاہدہ میں نقصان ثابت ہو گیا علم غیب پر اطلاع تو ابھی دور ہے جس ناپاک و بیباک طرز پر واضح ہوئی اس کا جواب تو ان شاء اللہ تعالیٰ روز قیامت ملے گا مگر ان سفیہوں کو دین کی طرح عقل سے بھی مس نہیں، ابراہیم و اعظم و اہل و اعلیٰ میں اشتغال بار بار مرسل سے ذہول کا باعث ہوتا ہے ایسی جگہ اس کے ثبوت سے ہی اس کا انتفا ہوتا ہے نہ کہ اس کی نفی سے اس کی نفی پر استدلال کیا جائے، ولکن الوہابیۃ قوم یجہلون (لیکن وہابی جاہل قوم ہے۔ ت)۔

شہید مالک کے دوز و گزر سے امر اولیٰ و سوم سے۔

ثالثاً یہ حدیث جس طرح دیوبندی نے بنائی صریحاً افتر ہے نہ صحیح مسلم میں کہیں اس کا پتہ ہے  
میں ابغاً حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعمالِ اُمتِ پیش کے جانے کو غلط و محض  
افتر کہنا غلط و محض افتر ہے۔ بڑا اپنی مسند میں بسند صحیح جید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ  
عنه سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

حیاتی خیرکم تحبوا ثبوت و نحدثکم، میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے مجھ سے باتیں  
و وفایک خیرکم تعرض علیّ، کرتے ہو اور ہم تم سے باتیں کرتے ہیں۔ اور میری  
اعمالکم فیما سأت من خیر، وفات بھی تمہارے لئے بہتر، تمہارے اعمال  
حدیث اللہ علیہ و ما سأت من شر استغفر اللہ لکم، عجز پر پیش کئے جائینگے جب بھلائی دیکھوں گا خیر الہی  
بجائے برائی کا اور جب برائی دیکھوں گا تمہاری بخشش  
چاہوں گا۔ (ت)

اللہم صل وسلم وبارک علیہ صلوة آپ پر ایسا درود جو تیری اور ان کا رضا کا  
تکون لك وله رضا و لحقه ذریعہ ہو اور اس سے ان کے عظیم حق کی  
العظیم اداء آمین۔ (ت)

مسند عمارت میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،  
حیاتی خیرکم تحبوا ثبوت و نحدثکم میری جینا تمہارے لئے بہتر ہے مجھ سے باتیں کرتے  
فاذا اتا مت کانت و فایک خیرکم ہو اور ہم تمہارے نفع کی باتیں تم سے فرماتے  
تعرض علیّ اعمالکم فان رأیت خیرا ہیں، جب میں انتقال فرماؤں گا تو میری وفات  
حدیث اللہ ان سأت من شر استغفر اللہ لکم تمہارے لئے خیر ہوگی، تمہارے اعمال مجھ پر  
استغفر اللہ لکم پیش کئے جائیں گے اگر نیکی دیکھوں گا حمد الہی  
کروں گا اور دوسری بات پاؤں گا تو تمہاری  
معفرت طلب کروں گا۔

۱۔ البحر الزخار المعروف بمسند الزوار حدیث ۱۹۶۵ مکتبۃ العلوم والحکم مدینۃ المنورۃ ۵/۳۰۹  
۲۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر ما قرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اجل دار صادر بیروت ۱۹۲/۲  
۳۔ حدیث کے مذکورہ بالا الفاظ طبقات ابن سعد میں بکربن عبداللہ عزیزی سے منقول ہیں۔

اللہم صل وسلم وبارک علیہ قدر راقۃ  
و رحمتہ بامتہ ابد الامین !

اے اللہ! آپ پر ہمیشہ اس قدر درود و سلام  
اور برکت نازل فرما جس قدر آپ اپنی امت  
پر مہربان ہیں، آمین ! (ت)

ابن سعد طبقات اور عارث مستندین اور قاضی اسلمیل پر سند ثقات بکر بن عبد البر مزی  
سے مرسل راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

حیاتی خیرکم تعد ثونی و نحدثکم  
فاذا انامت کانت وفاق خیر الحکم  
تعرض علی اعمالکم فان رأیت  
خیر احدث اللہ وان رأیت شراً  
استغفرت لکم یتھ

میری حیات تمہارے لئے بہتر ہے، جو نئی  
بات تم سے واقع ہوتی ہے ہم اس کا تازہ پیچ  
فرماتے ہیں جب میں انتقال کروں گا میری وفات  
تمہارے لئے بہتر ہوگی تمہارے اعمال میرے  
حضور معدوم ہوں گے میں نیکیوں پر شکر اور  
بدی پر تمہارے لئے استغفار فرماؤں گا۔

اللہم صل وسلم وبارک علیٰ هذا  
المجیب الذی امر ملتہ ساحة و بعثتہ  
لعمیۃ و علیٰ الہ وصحبہ عدد کل عمل  
وکلمۃ آمین !

اے اللہ! تمام اعمال اور تمام کلمات کی تعداد  
کے مطابق درود و سلام اور برکت نازل  
فرما اس مجیب پر جسے تو نے رحمت اور نعمت  
بنا کر بھیجا ہے، آمین ! (ت)

امام ترمذی محمد بن علی والد عبد العزیز سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ  
وسلم فرماتے ہیں،

تعرض الاعمال یوم الاثنين و  
یوم الخميس علی اللہ تعالیٰ و  
تعرض علی الانبیاء و علی الأباء والامہات  
یوم الجمعة فیفرحت بحسناتہم و  
تزداد وجوہہم بیضاء و نزعہ فائقوا

ہر دو شنبہ و پنجشنبہ کو اعمال اللہ کے حضور پیش  
ہوتے ہیں اور ہر جمعہ کو انبیاء اور ماں باپ  
کے سامنے، وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور  
ان کے چہروں کی نورانیت اور چمک بڑھ جاتی ہے  
تو اللہ سے دُرو اور اپنے مُردوں کو اپنی بد اعمالیوں

لے کر اعمالی بحوالہ ابن سعد عن بکر بن عبد اللہ مرسل حدیث ۳۱۹۰۳ موسستہ الرسالہ بیروت ۴۰۴/۱۱  
الجامع الصغیر ۔ ۔ ۔ حدیث ۳۷۷۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۲۹/۱



اللہ تعالیٰ ولا تُوذوا موتاكم ۞

سے ایذا نہ دو۔

اللهم وفقنا لما ترضاه ویرضاه نبیتنا  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتزاد وجہ  
آبائنا وامہاتنا بیاضا واشراقا آمین۔

اے اللہ! ہمیں ایسے اعمال کی توفیق عطا فرما جن پر  
تو اور ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہوں  
اور ان سے ہمارے ماں باپ کے چہروں کی نورانیت  
اور چمک میں اضافہ ہو۔ آمین! ۱۰

ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں انس رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:  
ان اعمال اصغر تعرض علی فی کل  
یوم جمعة واشتد غضب اللہ علی النفاق ۞  
بے شک ہر جمعہ کے دن میری است کے اعمال بکھر  
ہوتے ہیں اور زانیوں پر خدا کا سخت غضب ہے۔  
والیاء اللہ تعالیٰ۔

امام اجل عبد اللہ بن مبارک سعید بن سبیب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی:

لیس من یردد الا تعرض فیہ علی  
النسبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
اعمال امتہ غدوة وعشیۃ فیرفعہم  
بسیما هم واعمالہم ۞  
کوئی دن ایسا نہیں جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وآلہ وسلم پر ان کی است کے اعمال صبح و شام  
دو دفعہ پیش نہ ہوتے ہوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم انہیں ان کی نشانی سورت سے بھی  
پہچانتے ہیں اور ان کے اعمال سے بھی جتنی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم۔

تیسرے شرع جامع صغیر میں ہے:

وذلك کل یوم کما ذکرہ المؤلف  
وعداہ من خصوصیاتہ صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و  
تعرض علیہ ایضا مع الانبیاء  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں  
پیشی تو ہر روز ہے جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی  
نے ذکر فرمایا اور اسے حضور کے خصائص سے  
گنا اور ہر دو شنبہ و پنجشنبہ کو بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ

۱۰ نوادر الاصول الاصل السابغ والستون والما ۱۰ دار صادر بیروت ص ۲۱۳  
۱۱ حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۲۵۸ حزان القمیر دار الکتب العربی بیروت ۱۴۹/۹  
۱۲ کتاب الزہد باب فی عرض علی الاحیاء علی الاولات حدیث ۱۶۶ دار الکتب العلمیہ بیروت الجز الرابع ۵۲

والایاء یوم الاثنين والخميس .  
 قاله تحت حدیث ابن مسعود  
 المذكور . والله تعالی اعلم .

علیہ وسلم پر اعمال امت انبیاء اور آباء کے ساتھ  
 پیش ہوتے ہیں (یہ بات امام مناوی نے حدیث  
 ابن مسعود مذکور کے تحت فرمائی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ  
 خوب جانتا ہے۔ ت)

اس طرح بارگاہ حضور میں اعمال امت کی پیشی روزانہ ہر صبح و شام کو الگ ہوتی ہے پھر  
 ہر دو شنبہ اور پچھنیہ کو ہر جمعہ کو ہفتہ بھر کے اعمال کی پیشی ہوا۔ یا تجلہ دیوبندیوں کا اسے عندہ و  
 افتراء محض کہنا محض اسی بنا پر ہے کہ فضائل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جلتے ہیں، مسیح  
 حدیثوں کو کیا مانیں جب قرآن عظیم ہی سے نپا کر نکلتے ہیں، اوندھے چلتے ہیں، قبای حدیث بعد اللہ وایتہ  
 یوسفون (پھر اللہ اور اس کی آیتوں کو چھوڑ کر کونسی بات پر ایمان لائیں گے۔ ت)  
 شیخہ راہلہ کے دو روزہ کے امرا دل و دودم سے۔

ثالثاً حدیث ترمذی، جس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شدید اعتراض جانا چاہا  
 و سئلوا الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کس کس کوٹ پر پٹا کھا بیٹھے)  
 اصول محدثین پر محل کلام اور اصول دین پر قطعاً حجت سے ساقط ہے، ترمذی کے یہاں اس کے لفظ  
 یہ ہیں،

حد ثنا محمد بن یحیی ثنا محمد بن یوسف  
 عن اسرائیل ثنا سمالک بن حرب عن علقمة  
 بن وائل الکندی عن ابیہ عن امیرات  
 خرجت علی عهد النبی صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم ترید الصلوة فتلقاها رجل  
 فتجللها ففطن حاجته منها فصاحت  
 فانطلق وعلیها رجل فقال ان ذلک  
 الرجل فعل بی کذا وکذا ومرت بعصاة  
 من التیسیر شرح الجلی مع الصغیر تحت الحدیث جاتی غیر کم  
 کتبتہ الامام الشافعی ریاض ۵۰۲/۱

۱۰ القرآن الکریم ۶/۴۵

۲۲۴/۲۶

من المهاجرين فعالت انت ذاك الرجل  
فعل بي كذا كذا فانطلقوا فاخذوا الرجل  
الذي ظنت انه وقع عليها واتوها فعالت  
نعم هو هذنا فأتوا به رسول الله  
صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم  
فلما امر به لدرجهم  
قام صاحبها الذي وقع عليها  
فقال يا رسول الله انا صاحبها  
فقال لها اذهب فقد غفر  
الله لك وقال للرجل قولا  
حسنا وقال للرجل الذي  
وقع عليها اس جمودا وقال  
لقد تاب توبة لو تابها اهل  
المدینة لقبل منهم هذا  
حدیث حسن ضعیف صحیح  
وعلقمة بن وائل بن حجر  
سمع من ابيه وهو اكبر  
من عبد الجبار بن وائل وعبد الجبار  
بن وائل لم يسمع من ابيه

ایک جماعت کے پاس سے گزری اور کہا اس مرد نے  
میرے ساتھ ایسا ایسا کیا ہے۔ وہ لوگ گئے اور  
اس مرد کو پکڑ گئے جس کے بارے میں اس خاتون نے  
گمان کیا تھا کہ اس نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے،  
جب وہ اُسے خاتون کے پاس لائے تو اس نے کہا  
ہاں یہ وہی ہے۔ چنانچہ وہ اسے رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لے آئے، پھر جب آپ  
نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا تو وہ شخص نہ کھڑا  
ہو گیا جس نے فی الواقع اس عورت سے زنا کیا تھا  
اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں نے اس کے ساتھ  
زنا کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس عورت سے  
فرمایا، جا اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت کر دی اور پہلے  
مرد سے اچھا کلام فرمایا اور وہ مرد جس نے  
حقیقتہً زنا کیا تھا کے بارے میں فرمایا کہ اس کو  
سنگسار کر دو۔ پھر فرمایا اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر  
تمام اہل مدینہ یہ توبہ کرتے تو ان سے قبول کر لی جاتی۔  
یہ حدیث حسن ضعیف ضعیف ہے۔ علقمة بن وائل بن  
حجر نے اپنے باپ سے سماعت کی ہے اور وہ  
عبد الجبار بن وائل سے بڑے ہیں عبد الجبار نے اپنے  
باپ سے کچھ نہیں سنا۔ (ت)

(۱) وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علقمة کے سامع میں کلام ہے امام یحییٰ بن معین ان کی روایت کو منقطع بتاتے  
ہیں اور اسی پر حافظ نے تقریب میں جرم کیا، نیز ان میں ہے  
علقمة بن وائل بن حجر صدوق الا ان  
علقمة بن وائل بن حجر صدوق ہے محمد بن یحییٰ بن معین

لے جامع الترمذی ابواب الحدود باب ما جاز فی المرأة اذا اشكرت علی الزنا امین کہنی دہلی ۱/ ۱۷۵

کہتے ہیں کہ اس کی روایت اپنے باپ سے  
مرسل ہے۔ (ت)

یحییٰ بن معین یقول فیہ سواۃ عن  
ابیہ مرسلۃ  
تقریب میں ہے :

علقہ بن وائل صدوق ہے مگر اپنے باپ سے اس  
نے کچھ نہ سنا۔ (ت)

عنقبة بن وائل صدوق الا انه لم یسمع  
من ابیہ

(۲) پھر سماک بن حرب میں کلام ہے : تقریب میں ہے :

قد تغیر باخراہ فکان ما یسا یلقن شیخ  
آخر عمر میں وہ تغیر ہو گئے تھے چنانچہ بسا اوقات  
انھیں یقین کی جاتی تھی۔ (ت)

امام نسائی نے اس کے باب میں یہ فیصلہ کیا کہ جس حدیث کے تہا وہی راوی ہوں حجت نہیں۔

میزان میں ہے :

نسائی نے کہا جس حدیث میں علقہ منفرد ہو وہ حجت  
نہیں کیونکہ انھیں بات سمجھائی جاتی تب وہ سمجھتے  
حافظ نے ترمذی پر اس کی تصحیحات بلکہ اس کی  
تصحیحات پر تنقید کی۔ جیسا کہ ہم نے اپنی تصانیف  
درج طبقات الحدیث وغیرہ میں اس کو بیان  
کیا ہے۔ (ت)

قول النسائی اذا انفرد باسئل لم یکن  
بحجة لانه کان یلقن فیتلقن آثم وقد  
انقذ الحافظ علی الترمذی تصحیحاتہ  
بل تصحیحاتہ کما بیناہ فی مدارج طبقات  
الحدیث وغیرہا من تصانیفنا۔

اور اس پر ظاہر کہ اس حدیث کا مدار سماک پر ہے۔

(۳) ابو داؤد نے یہ حدیث بعینہ اسی سند سے روایت کی اور اسی میں یہ لفظ لیوحم (کرلے)  
رجم کیا جائے۔ (ت) جو غشائے اعتراض و باہلی ہے اصلاً نہیں۔ اس کی سند یہ ہے :  
حدیثنا محمد بن یحییٰ بن فارس ہیں حدیث بیان کی محمد بن یحییٰ بن فارس نے وہ

۱۰۸/۲	دار المعرفۃ بیروت	علقہ بن وائل	ترجمہ ۵۷۹	میزان الاعتدال
۶۸۷/۱	دار الکتب العلمیہ بیروت	"	ترجمہ ۴۷۰	تقریب التہذیب
۳۹۴/۱	"	سماک بن حرب	۶۶۳۲	"
۲۳۳/۲	دار المعرفۃ بیروت	"	۳۵۴۸	میزان الاعتدال



مرجلا فی تہمة ثم خلی عنه" قال  
الترمذی "وفی الباب عن ابی ہریرۃ  
حدیث بہز عن ابیہ عن جدہ حدیث حسن  
وقد روی اسمعیل بن ابراہیم عن  
یہز بن حکیم ہذا الحدیث اتم من  
ہذا واطول اتم قلت حسنا الترمذی  
حسن علی و بہز و حکیم کلہم صدوق  
ما اشاہ الیہ من روایۃ اسمعیل بن  
ابراہیم فقد رواہا ابن ابی عامر فی  
کتاب العفو قال حدثننا ابو بکر بن ابی شیبہ  
ثنا ابن ثعلبہ عن بہز عن ابیہ عن  
جدہ ان اخاہ اقی النبی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم فقال جیرانی عنی ما اخذوا  
فاعرض عنہ فلعاد قوله فاعرض عنہ  
وساق القصة قال فی الخبر  
خلوا لہ عن جیرانہ  
اعراض فرمایا، انہوں نے بات ڈہرائی، آپ نے پھر اعراض فرمایا، اور پورا قصہ بیان کیا۔ ہمس  
کے آخر میں ہے کہ آپ نے فرمایا اس کی خاطر اس کھچڑیوں کو چھوڑ دو۔ (ت)

(۴) امام بغوی نے صحیح میں یہ حدیث ذکر کی اور اس میں سرے سے دوسرے شخص کا جس  
پر غلطی سے تہمت ہوئی تھی قصہ ہی نہ رکھا، قصص اینج کے لفظ یہ ہیں،  
عن حلقۃ بن وائل عن ابیہ عن علقمہ بن وائل اپنے باپ وائل سے راوی ہیں کہ

۱۔ جامع الترمذی ابواب الدیات باب ما جاء فی الخمیس فی التہمة ابن کمینہ دہلی ۱/۱۷۰  
۲۔ حدیث بالمفہوم سنن ابی داؤد کتاب القضاء ۲/۱۵۵ و مسند احمد بن حنبل ۵/۳

ان امراء خرجت على عهد رسول الله  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توید  
الصلوة فلقاها سرجل فتجللها  
فقضى حاجته منها فصاحت صيحة وانطلق  
ومرت عصابة من المهاجرين فقاتل  
امت ذلك فعلى كذا وكذا  
فاخذوا الرجل فاقوا به رسول الله  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال لها  
اذهبي فقد غفر الله لك و قتال  
للرجل الذي وقع عليها ارجوه و  
قال لقد تاب تسوية  
لوتا بها اهل المدينة  
لقبل منهم

ایک عورت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
زمانہ اقدس میں نماز کے ارادہ سے نکل تو ایک  
مرد اسے ملا جو اس پر چھا گیا، اس نے عورت  
سے اپنی حاجت پوری کر لی، وہ بچی تو وہ مرد  
چلا گیا، مهاجرین کی ایک جماعت وہاں سے  
گزری تو وہ عورت بولی کہ اس شخص نے مجھ سے  
ایسا ایسا کیا ہے۔ لوگوں نے اُس شخص کو پکڑ لیا  
پھر اُسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کی خدمت میں لائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
نے اُس عورت سے فرمایا تو کیا تجھے اللہ تعالیٰ  
نے بخش دیا ہے۔ اُس شخص کے بارے میں  
فرمایا جو اُس پر چھا گیا تھا کہ اُس سے رجم کر دو اور  
فرمایا یقیناً اُس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر یہ توبہ  
سارے دینہ والے کرتے تو ان کی توبہ قبول  
ہو جاتی۔

یہ بالکل صاف دے دہندہ ہے، مشکوٰۃ میں اسے ذکر کر کے کہا: رواہ الترمذی و  
ابوداؤد (اس کو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ ت۔)

(۵) اس لفظ ترمذی میں اصل علت یہ ہے کہ اگر کوئی عورت دھوکے سے کسی مرد پر زنا  
کی قیمت رکھ دے اور عاقل کے حضور دودھ مرد اقرار کرے نہ اصل کوئی شہادت معائنہ کرے تو  
چار درکنار ایک گواہ بھی نہ ہو تو کیا ایسی صورت میں عاقل کو روا ہے کہ صرف عورت کے نام لے دینے  
سے اس کے رجم و قتل کا حکم دے دے، عاقل ہرگز نہیں، ایسا حکم قطعاً یقیناً، اجماعاً قرآن عظیم  
شرعیہ مطہرہ کے بالکل خلاف اور صریح باطل و ظلم و غریب انصاف ہے۔ اس سے کوئی شخص انکار

۱۱۲/۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۵۵ حدیث ۶۵۵  
۱۱۲/۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۵۵ حدیث ۶۵۵  
۱۱۲/۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۵۵ حدیث ۶۵۵

نہیں کر سکتا، اور یہاں اسی قدر واقعہ تھا، ہمارے ائمہ کے یہاں مقبول ہے مگر القطار باطنی باجایع علماء  
مردود و باطل و مخدول ہے اگرچہ کسی ہی سند لطیف و صحیح سے آئے نہ کہ یہ سند کہ جوہ محل نظر ہے۔ سماک کے  
سوا اسرائیل میں بھی اختلاف ہے اگرچہ رائج توثیق ہے۔ امام علی دینانی نے فرمایا، اسرائیل ضعیف ہے  
(اسرائیل ضعیف ہے۔ ت)۔ ابن سعد نے کہا، عنہم من یتضعفہ (ان میں سے بعض اُسے ضعیف  
قرار دیتے ہیں۔ ت)۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا، صالح الحدیث و فی حدیثہ لیس (صالح الحدیث ہے  
اس کی حدیث میں کمزوری ہے۔ ت)۔ میزان میں ہے، کان یحیی القطان لا یرضانا (کیسی قلعان  
اُسے پسند نہ کرتے تھے۔ ت)۔ ابن حزم نے کہا، ضعیف، اور ان کی متابعت کہ اسباط بن نصر نے کی ان کا  
حال تو بہت گرا ہوا ہے۔ تقریب میں کہا،

صدوق کثیر الخطا یضرب آہ۔ صدوق ہے بہت غلط کرتا ہے نوادر ت بیان  
کرتا ہے آہ۔ (ت)

۰ طبرہ نسخے کے حاشیے میں محشی نے یوں کہہ کر اشکال  
سے بچنے کا ارادہ کیا ہے کہ شبہ مراد اس سے یہ جو  
کہ جب آپ رجب کا حکم دینے کے قریب ہوئے اور  
راوی نے ظاہر امر کو دیکھتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ آپ  
نے رجب کا حکم دیا۔ اس لئے کہ لوگوں نے اُس شخص  
کو امام کے پاس کچہری میں پیش کیا اور امام اُس کے  
حال کی تفتیش میں مشغول ہوئے آہ (ت)

فاقول لا یجد ع نفعاً (تو میں کہتا ہوں یہ کچھ نفع نہیں

۱/۲۰۹	دارالعرفۃ بیروت	ترجمہ ۸۲ اسرائیل بن یونس	۱۵
"	"	"	۱۶
"	"	"	۱۷
"	"	"	۱۸
۴/۶۹	دارالکتب العلمیہ بیروت	ترجمہ ۳۲۱ اسباط بن نصر	۱۹
۱۵۵/۱	جامع الترمذی باب الحدود باب ما جاء فی المرأة اذا اشکرت علی الزنا (حاشیہ) امین گنجی دہلی		۲۰



فان الاشتغال بالتفتيش لا يفهم قوب  
الامر بالرجم ما لم يكت هناك  
شعب يثبتته وما كانت هناك شهود  
ولا اقرباء وما كان النسي صلى الله تعالى  
عليه وسلم ليا صوب يقتل مسلم من  
دون ثبت فكيف يظهر لنا قوب  
الامر بالرجم رجما بالغيب بل نسبة  
مثل هذا الفهم الركيك الباطل الذي  
يترفع عنه احاد الناس الى الصحابة رضي الله  
تعالى عنهم ثم ادعاء انهم اعتمدوا عليه  
كل الاعتماد حتى نسبوا الامر بالرجم الى  
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ازراء  
بالصحابه وهو يرفع الامان عن دوايتهم و  
لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم.

دیتا کہ کوئی تفتیش میں مشغول ہونے سے دھم کا حکم دینے کے  
قریب ہونا نہیں سمجھا جاتا جب تک وہاں اسکو ثابت  
کرنے والی کوئی شے نہ پائی جاتے، جبکہ وہاں شگواہ  
ہیں نہ اقرار اور نہ ہی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
بغیر ثبوت کے کسی مسلمان کے قتل کا حکم نہیں دیتے  
تو ناظر پر محض تخمینے سے امر دھم کیسے ظاہر ہو گیا، بلکہ  
ایسے باطل و رکیک فہم جس سے عام لوگ بھی منزہ ہوں  
کی نسبت صحابہ کرام کی طرف کرنا پھر یہ دعویٰ کرنا کہ  
انھوں نے اس پر عمل اعتماد کر لیا اور امر دھم کو  
انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی  
طرف منسوب کر دیا صحابہ کرام پر جسارت ہے اور  
یہ ان کی روایات سے ایمان کو اٹھا دے گا۔ بلکہ  
حکمت والے معبود کی توفیق کے بغیر نہ گناہ سے بچنے  
کی طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی قوت ہے۔ (ت)

میں ابغایہ سب علم ظاہر کے طور پر تھا اور علم حقیقت لیجئے تو وہاں یہ کہ جب اذہا بن قابل تھا ہے  
وہ حدیث کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیب پر روشن دلیل ہے اس کو الٹی دلیل نفی  
ظہر اتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے ہمارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شریعت و حقیقت دونوں کا حاکم  
بنایا حضور کے احکام شریعت کا ہر پر ہوتے اور کبھی حقیقت باطن پر حکم فرماتے مگر اس پر زور  
نہ دیا جاتا۔ ابن ابی شیبہ و ابویعلیٰ و بزار و بیہقی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں،  
صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک شخص کی تعریف  
کی کہ جہاد میں ایسی قوت رکھتا ہے اور جہاد میں  
ایسی کوشش کرتا ہے، اتنے میں وہ سامنے سے  
گزارا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے  
فرمایا، میں اس کے پھرے پر شیطان کا داغ پاتا ہوں  
اس نے پاس اگر سلام کیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

قال فذكروا اس جلا عند النبي صلى الله تعالى  
عليه وسلم فذكروا قوته في الجهاد  
واجتهاده في العبادة فاذا هم بالرجل  
مقبل فقال النبي صلى الله تعالى عليه و  
آله وسلم اني لاجد في وجهه سفعة من  
الشیطان فلما د في نسلم فقال له

34  
34

نے اس کے دل کی بات بتائی کہ کیوں تو نے اپنے  
دل میں کہا کہ اس قوم میں تجھ سے بہتر کوئی نہیں۔ کہا  
ہاں۔ پھر چلا گیا اور ایک مسجد مقرر کر کے نماز پڑھنے  
کھڑا ہوا، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
فرمایا کہ کون ایسا ہے جو اٹھ کر جائے اور اُسے قتل  
کر دے؟ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے، دیکھا وہ  
نماز پڑھتا ہے، واپس آئے اور عرض کیا کہ میں نے  
اُسے نماز میں دیکھا مجھے قتل کرتے خوف آیا۔ حضور  
نے پھر فرمایا، تم میں کون ایسا ہے کہ اٹھ کر جائے  
اور اُسے قتل کر دے؟ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ گئے اور نماز پڑھتا دیکھ کر چھوڑ آئے اور وہی عذر  
کیا۔ حضور نے پھر فرمایا، تم میں کون ایسا ہے جو  
اٹھ کر جائے اور اسے قتل کر دے؟ حوالی مسل  
کو تم اللہ و جہر نے عرض کی امیں۔ حضور نے فرمایا،  
ہاں تم اگر اسے پاؤ۔ یہ گئے وہ ہاچکا تھا۔ حضور  
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ میری  
امت سے پہلا سینک نکلا تھا اگر یہ قتل ہو جاتا تو  
آئندہ امت میں کچھ اختلاف نہ پڑتا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
هل حدثت نفسك بانك ليس في القوم احد  
خير منك؟ قال نعم. ثم ذهب فاختط  
مسجدا ووقف يصلي، فقال رسول الله  
ايكم يقوم فيقتله؟ فقال ابو بكر فانطلق،  
فوجدته يصلي، فرجم، فقال وجدته قائما  
يصلي، نهدت ان اقتله. فقال رسول الله  
صلى الله تعالى عليه وسلم ايكم يقوم  
فيقتله؟ فقال عمر فصنع كما صنع  
ابو بكر. فقال رسول الله صلى  
الله تعالى عليه وآله وسلم  
ايكم يقوم فيقتله؟ فقال  
علي انا. قال انت ان ادركته  
فذهب فوجدته قد انصرف  
فرجم. فقال رسول الله  
صلى الله تعالى عليه وسلم هذا  
اول قرن خرج فامتنى لو قتلت  
ما اختلف اثنان بعده من امتي

خدمتِ قادس میں ایک شخص حاضر کیا جس نے چوری کی تھی، ارشاد ہوا اسے قتل کر دو، عرض کی گئی  
اس نے چوری ہی تو کی ہے۔ فرمایا، خیر اتنے کاٹ دو۔ پھر اس نے دوبارہ چوری کی اور قطع کیا گیا اس بارہ  
زمانہ صدیق اکبر میں پھر چرایا اور قطع کیا گیا، چوتھی بار پھر چوری کی اور قطع کیا گیا، پانچویں بار پھر چرایا،

لے دلائل النبوة طبعی باب باردی فی اخیارہ صلی علیہ وسلم الرجل الذی صفت الخ دادا لکتب المبرورہ ۲۸۸ و ۲۸۹  
مسند ابویعلیٰ عن انس حدیث ۳۶۵۶ و ۳۱۱۳ و ۳۱۲۸ مرسۃ طوما القرآن بیروت ۴۲/۱ و ۵۵ و ۵۷ و ۵۸  
کشف الاستار عن زوائد البزار کتاب البیہنی باب علامتہم و جاتہم مرسۃ الرسالہ بیروت ۳۶۰/۲

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری حقیقت خوب جانتے تھے جبکہ اول ہی بار تیرے قتل کا حکم فرمایا تھا تیرا وہی علاج ہے جو حضور کا ارشاد تھا: لے جاؤ اسے قتل کر دو۔ اب قتل کیا گیا۔

ابو یعلیٰ اور شاشی اور طیرانی مجرم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک میں، ضیاء المقدسی صحیح مختارہ میں محمد بن حاطب اور حاکم مستدرک میں بافتادہ صحیح ابن کثیر کے بھائی عمارت بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،

قال اتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلص فامر بقتله فقیل انہ سرق فقال اقطعوه ثم جث بہ بعد ذلک الہ اب بکر وقد قطعت قوائمه فقال ابوبکر صا اجد لك شيئا الا ما قضى فيك رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم يوم امر بقتلك فانہ حکامہ اعلم بك فامر بقتله به فرایا تھا کہ اس کو قتل کر دو وہ تیرا حال خوب جانتے تھے۔ چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ (ت)

صحیح مستدرک کے لفظ عمارت بن حاطب سے یہ ہیں:

ان رجلا سرق علی عهد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاتی بہ فقال اقتلوه فقالوا انما سرق، قال فاقطعوه ثم سرق ایضا فقطع

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں چوری کی اُسے آپ کی بارگاہ میں لایا گیا آپ نے فرمایا: اس کو قتل کر دو۔ عرض کی گئی اس نے چوری ہی تو کی ہے۔ فرمایا: اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ اس

لے کر: المال بحوالہ و الشاشی طبک ص حدیث ۱۳۸۹۱ حوستر الرسالہ ج ۲ ۵/۵۳۸

نے پھر چوری کی پھر قطع کیا گیا۔ زمانہ صدیقی میں  
پھر چوری کی پھر قطع کیا گیا، پھر چوری کی پھر قطع  
کیا گیا، یہاں تک کہ اس کے تمام ہاتھ پاؤں  
کاٹ دئے گئے۔ پانچویں مرتبہ اس نے پھر چوری  
کلی۔ ابراہیم صدیقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مندرمایا  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا حال خوب  
جانتے تھے جب کہ آپ نے پہلی مرتبہ ہی اس کے  
قتل کا حکم صادر فرمایا تھا۔ اس کو لے جباؤ اور  
قتل کر دو۔ (ت)

ظاہر ہے کہ ان دونوں کے قتل کا حکم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علوم غیبی ہی کی  
بنیاد پر فرمایا تھا ورنہ ظاہر شریعت میں وہ مستحق قتل نہ تھے۔ امام جلیل ملال اللہ والدین سیوطی سلمہ اللہ  
تعالیٰ نے خصائص کبریٰ شریف میں فرماتے ہیں،

باب اور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ دو قبلوں اور  
دو ہجرتوں کے جامع ہیں۔ اور یہ کہ آپ کے لئے  
شریعت و حقیقت کو جمع کر دیا گیا۔ دیگر انبیاء  
علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی میں یہ دونوں  
وصف جمع نہ ہوئے بلکہ وہ صرف ایک وصف  
کے ساتھ متصف ہوئے۔ اس کی دلیل سیدنا  
موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا  
قصہ ہے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام کا وہ  
قول کہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا  
”میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے علم کا حامل

ثم سرق على عهد ابي بكر  
فقطع، ثم سرق فقطع،  
حتى قطعت قوائمه، ثم  
سرق الخامسة، فقال  
ابوبكر رضي الله تعالى عنه  
كان رسول الله صلى الله تعالى عليه  
وسلم اعلم بهذا حيث امر  
بقتله اذ هيوا به فاقتلوه

باب ومن خصائصه صلى الله تعالى  
عليه وسلم انه جمع بين القبليتين  
والهجرتين وانه جعل له الشريعة  
والحقيقة ولم يكن للانباء الا  
احدهما بدليل قصة موسى  
مع الغضير عليه الصلوٰۃ  
والسلام وقوله اف علي  
علم من علم الله  
لا ينبغي لك ان تعلمه  
وانت على علم من علم الله تعالى  
لا ينبغي لك ان تعلمه

لے المستدرک للحکم کتاب الحدود حکایہ سارق قتل فی الخامسة دار الفکر بیروت ۳۸۲/۴

ہوں جسے جاننا آپ کو مناسب نہیں اور آپ کو منجانب اللہ ایسا علم عطا ہوا جس کو جاننا مجھے مناسب نہیں (امام سیوطی فرماتے ہیں) میں پچھلے یہ بات حدیث سے استنباط کر کے کہا کرتا تھا بغیر اس کے کہ میں اس بارے میں کسی عالم کے کلام پر مطلع ہوتا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ بدر بن المصائب نے اپنے تذکرہ میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور میں نے اس کے شواہد میں وہ حدیث پائی جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک چور کو قتل کرنے کا حکم دیا اور وہ حدیث کہ جس میں آپ نے ایک نمازی کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا دونوں مذکورہ حدیثیں اس سے قبل الانبیاء بالمغیبات کے باب میں گزر چکی ہیں۔

اس باب کی مزید وضاحت، تحقیق لوگوں کو اس کے سمجھنے میں مشکل پیش آئی اور اگر وہ غور و فکر کرتے تو مطلب واضح ہو جاتا کہ شریعت سے مراد ظاہری حکم اور حقیقت سے مراد باطنی حکم ہے۔ بد شک عطائے کرام نے اس بات کی تصریح فرمائی کہ اکثر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس لئے مبعوث ہوئے کہ وہ ظاہر پر حکم کریں نہ کہ امور باطنیہ اور ان کے حقائق پر جوہ سے وہ مطلع ہوئے۔ اور حضرت نضر علیہ السلام کی بعثت اس پر ہے کہ وہ اس پر حکم دیں اور جو امور باطنیہ اور اس کے حقائق سے متعلق ہیں اور جس پر ان کو اطلاع و

وقد كنت قلت هذا الكلام  
اولا استنباطا من هذا  
الحديث من غير ان  
اقف عليه في كلام احد  
من العلماء، ثم رأيت  
البدويين المصاحبين اشار اليه  
في تذكرته ووجدت من  
شواهد الحديث السارق  
الذي امر بقتله والمصل  
الذي امر بقتله و  
قد تقدم في باب  
الانبياء بالمغیبات۔

تريادة ايضا لهذا الباب فقد  
اشكل فهمه على قوم ولو تأملوا  
لا تفسد لهم الصراط بالشرعية  
الحكم بالظاهر وبالحقيقة الحكم  
بالباطن وقد نص العلماء على ان  
غالب الانبياء عليهم الصلوة والسلام  
انما بعثوا ليحكموا بالظاهر دون  
ما اطلعوا عليه من بواطن الامور  
حقائقها وبعث الخضر عليه السلام  
ليحكم بما اطلع عليه من بواطن الامور  
وحقائقها ولكون الانبياء لم يبعثوا بذلك

انکر مونی علیہ قتلہ الغلام وقال له  
 "لقد جئت شيطانا تكرا" لان  
 ذلک خلاف الشرع فاجابه  
 بانہ امر بذاک وبعث  
 به فقال "وما فعلته  
 عن امری" (ذلک تاویل)  
 وھذا معنی قولہ لہ انک علی  
 علم الخ۔

خبر ہے۔ چونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی  
 اس کے ساتھ بعثت نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ  
 حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس  
 بچہ کے قتل پر اعتراض کیا جس کو حضرت خضر  
 علیہ السلام نے قتل کیا تھا اور ان سے کہا  
 "یہ شک تم نے بہت بُری بات کی" اس نے  
 کہ قتل نفس شریعت کے خلاف ہے، لہذا  
 اس کا جواب حضرت خضر علیہ السلام نے دیا کہ  
 انہیں اسی کا حکم دیا گیا ہے اور اسی کے ساتھ  
 بھیجا گیا ہے، اور کہا کہ یہ قتل میں نے اپنے ارادے  
 سے نہیں کیا ہے اور یہی مطلب ان کے اس  
 کہنے کا ہے جو کہ انہوں نے کہا تھا میں اللہ تعالیٰ  
 کی طرف سے ایسے علم کا حامل ہوں جسے جاننا  
 آپ کو مناسب نہیں ہے۔

شیخ سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ  
 نے "شرح بخاری" میں فرمایا کہ علم سے مراد  
 حکم کا نافذ کرنا ہے اور ان کے اس کہنے کا مطلب  
 یہ تھا کہ مناسب نہیں ہے کہ آپ اس کا علم  
 حاصل کریں تاکہ آپ اس پر حکم نافذ کریں، کیونکہ  
 اس پر عمل کرنا تقاضائے شریعت کے خلاف ہے  
 اور نہ یہ مناسب ہے کہ میں اسے حاصل کروں  
 اور اس کے مقتضائے عمل کروں کیونکہ یہ بھی  
 مقتضائے حقیقت کے منافی ہے۔ شیخ سراج الدین  
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اس قاعدے کے بموجب  
 اس ولی کے لئے جائز نہیں ہے جو نبی کریم صلی اللہ

قال الشیخ سراج الدین  
 البلقینی فی شرح البخاری  
 المراد بالعلم التنفیذ والمعنی  
 لا ینبغی لک ان تعلمہ  
 لتعمل بہ لان العمل بہ  
 منافی لمقتضی الشرع ولا ینبغی  
 ان تعلمہ فاعمل بمقتضائہ  
 لانہ منافی لمقتضی الحقیقۃ  
 قال فعلی هذا لا یجوز  
 لتولب التابع للنسبی  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تعالیٰ علیہ وسلم کا تابع ہے کہ جب وہ حقیقت پر  
پر مطلع ہو تو وہ یقیناً حقیقت اس کا نفاذ  
کرے۔ یہ شک اس پر بھی لازم ہے کہ حکم  
ظاہر کو نافذ کرے، انتہی۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "الاصابة"  
میں فرمایا کہ ابو جہان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی  
تفسیر میں بیان کیا کہ جمہور اس بات پر متفق  
ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں اور ان کا علم  
ان امور باطنیہ کی معرفت تھی جس کی انھیں وحی  
کی گئی جبکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کا علم ظاہر پر حکم لگانا تھا۔ حدیث میں دو علوم  
جس کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس سے مراد ظاہر و  
باطن پر حکم لگانا ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسرا  
مطلب مراد نہیں ہے۔

شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
نے فرمایا وہ حکم جس کے ساتھ حضرت خضر  
علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے وہ ان کی  
شریعت تھی لہذا یہ سب شریعت ہے۔ اور  
ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
کو ابتداء میں یہ حکم فرمایا گیا کہ ظاہر پر حکم فرمائیں  
اور اس باطن و حقیقت پر حکم نہ دیں جس کی آپ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ہے جس طرح کہ  
اکثر انبیاء علیہم السلام کا معمول تھا۔ اسی بناء  
پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
نے ارشاد فرمایا: "ہم تو ظاہر پر حکم دیتے ہیں۔"

اذا اطلع على حقيقة انت ينفذ  
ذلك بمقتضى الحقيقة و انما عليه  
انت ينفذ الحكم الظاهر  
انتہی۔

وقال الحافظ ابن حجر في  
الاصابة قال ابو جہان في تفسيرة  
الجمہور على انت الخضر نبی  
وكانت علمه معرفة بواطن  
او حجت اليه وعلم موسى الحكم  
بالظاهر فاشارة الى انت  
المراد في الحديث بالعلمية  
الحكم بالباطن و الحكم بالظاهر  
لا امر آخر۔

وقد قال الشيخ تقی الدین  
السبکی انت الذی بعث به  
الخضر شريعة له فالعلم  
شریعة و اما نبينا صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم فانه امر اولی  
انت یحكم بالظاهر و انت ما  
اطلم علیہ من الباطن و الحقيقة  
كغالب الانبياء علیہم الصلوٰۃ  
والسلام، ولهذا قال نحن  
نحكم بالظاهر، وفي  
لفظ انما اقضى بالظاهر

والله يتولى الصرائر وقال انما اقصى  
 بنحو ما اسمع فميت قضيت له  
 بحق اخو فانا هي قطعة  
 من التامر وقال للعباس  
 امناظا هرك فكانت  
 علينا واما سريرتلك  
 فالى الله وكانت يقبل  
 عذرا المتخلفين عن  
 غزوة تبسوك و يحكل  
 سرائرهم الى الله  
 وقال فب تلى المرأة  
 لو كنت سراجا احدا  
 من غير بيعة  
 لرجمتها وقال ايضا  
 لولا القرأت لكات  
 لب ولها شات  
 فهذا كله صريح  
 في انه انما يحكم  
 بظاهر الشرع بالبيعة  
 او الاعتراف دون ما  
 اطلع به الله عليه من  
 بواطن الامور وحقائقها  
 ثم امن الله نواذ شرفا  
 واذن له ان يحكم  
 بالباطن وما اطلع

ایک روایت میں اس طرح ہے: میں تو ظاہر پر  
 فیصلہ دیتا ہوں باطنی حالات کا خدا عز وجل  
 مالک ہے۔ اور یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم نے فرمایا: میں تو اسی پر فیصلہ دیتا  
 ہوں جیسا کہ میں سنتا ہوں، لہذا میں نے جس کے  
 لئے دوسرے کے حق کا فیصلہ کر دیا ہے تو وہ یہ  
 جان لے کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے۔ اور یہ کہ حضور  
 پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباس  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: جہاں تک تمہارے  
 ظاہر کا تعلق ہے تو وہ ہمارے ذمہ ہے لیکن جو  
 تمہاری باطنی حالت ہے وہ اللہ عز وجل کے  
 ذمہ ہے۔ اور یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم غزوہ تبوک سے رہ جائے والوں کی  
 معذرت قبول فرماتے تھے اور ان کے باطنی  
 حالات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد فرماتے تھے۔  
 اور یہ کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے  
 ایک عورت کے بارے میں فرمایا: اگر میں  
 بغیر دلیل و شہادت کے کسی کو سنگسار کرتا تو غزوہ  
 اس عورت کو سنگسار کرتا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ  
 ”اگر قرآن نہ ہوتا تو یقیناً میرے لئے اور اس عورت  
 کے لئے کچھ اور ہی معاملہ ہوتا۔“ یہ تمام نظائر اور  
 شواہد اس بات کے منظر ہیں کہ آپ کو دلیل و  
 شہادت یا اعتراف و اقرار کے ساتھ ظاہر  
 شریعت پر فیصلہ دینے کا حکم ہوا نہ کہ اس پر جو  
 باطنی امور پر اللہ عز وجل نے آپ کو مطلع فرمایا



عليه من حقائق الامور فجمع  
له بيت مآكام للانبيا و  
مآكام لغير خصوصية  
خمسة الله بها و له  
يحبهم الامم ان لغيره،  
وقد قال القرطبي  
في تفسيره اجمع العلماء  
عن سكره ايهم انه  
ليس لاحد ان يقتل  
بعلمه الا النبي صلى  
الله تعالى عليه وسلم  
وشاهد ذلك حدِيث  
المصنف والسامق  
الذين امر بقتلهم  
فانه اطلع على باطن  
امرهما وعلم منهما  
ما يوجب القتل.

ولو تظن الذمت  
لم يلهموا الاستشهادي  
بهذين الحديثين في آخر الباب

اور اس کے متعلق آپ پر واضح فرمائے۔ اس کے بعد  
اللہ عزوجل نے آپ کے شرف کو اور زیادہ فرمایا اور  
آپ کو اجازت فرمائی کہ آپ باطن پر حکم لگائیں اور  
جن امور کی حقیقتوں کی آپ کو اطلاع دی گئی ہے  
اس پر فیصلہ فرمائیں۔ تو اس طرح آپ ان تمام  
معلومات کے جو انبیاء کو ام علیہم الصلوٰۃ و  
السلام کے لئے تھے اور اس خصوصیت کے ساتھ جو  
حضرت خضر علیہ السلام کے لئے اللہ عزوجل نے  
خاص فرمائی تھی اور یہ امر آپ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور نبی میں جمیع  
نہیں کیا گیا۔ اور امام قرطبی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر  
میں فرمایا علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ کسی کو  
پر جائز نہیں ہے کہ اپنے علم کے ساتھ کسی کے  
قتل کا حکم دے سوائے نبی کریم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کے۔ اس کی شاہد اس نمازی  
اور چور وال حدیث ہے جن کے قتل کرنے کا حکم  
حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا تھا کیونکہ  
اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے باطنی حالات پر آپ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مطلع فرمادیا تھا اور ان  
دونوں کے بارے میں آپ کو علم ہو گیا تھا کہ  
واجب القتل ہیں اگرچہ ان کا قتل کچھ عرصہ  
بعد واقع ہوا۔

(امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) کاش کہ یہ  
علماء اعلام اس بات کو سمجھ سکتے جس کرامتوں نے  
نہیں سمجھا جس کی طرف میں نے آخر باب میں ان

دونوں حدیثوں کے ساتھ استسناد کیا ہے۔ اگر وہ یہ بات سمجھ جاتے تو یقیناً جان لیتے کہ مراد فقط ظاہر اور باطن کے ساتھ علم فرمانا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں اس کے سوا اور کوئی بات نہ مسلمانی کہہ سکتا ہے اور نہ کافر اور نہ مجنون و پاگل۔ بعض اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام اب تک حقیقت کو نافذ کرتے ہیں، اور وہ لوگ جو اچانک مر جاتے ہیں وہ وہی ہوتے ہیں جن کو انہوں نے قتل کیا ہوتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو ان کا یہ عمل اس اُمت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے بطور نیابت ہو گا اور وہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبیلے میں سے ہوں گے جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے تو وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کے ساتھ آپ کی نیابت میں حکم دیں گے وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبیلے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ہوں گے۔ (ت)

اس کلام نفیس سے ثابت کہ عامہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو صرف ظاہر شرع پر عمل کا اذن ہوتا ہے، اہل سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے علم مغیبات پر عمل کا حکم ہے تو بسند انہوں نے نابھہ بختہ کو بے کسی جرم ظاہر کے قتل کر دیا اور یہ کہ اب جو ناگہانی موت سے مر جاتے ہیں انہیں بھی وہی قتل فرماتے ہیں، اور ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہر شرع

لعمرفوانا ان المراد بالحکم بالظاہر والباطن فقط لاشئ اخر لا یقولہ مسلم ولا کافر ولا مجانبین المادستان وقد ذکر بعض السلف امت الخضر الی الان ینفذ الحقیقة وامت الذین یموتون فجاءة هو الذی یقتلہم فان صح ذلك فہو فی هذه الامۃ بطریق النیابة عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فانہ صار من اتباعہ کما ان عیسیٰ علیہ السلام لما یُنزل یحکم بشریعة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیابة عنه و یصیر من اتباعہ وامتہ۔

لہ الخصال الکبریٰ باب ومن خصائصہ انہ یموت من القبلیین الخ مرکز المہنت بکات فصالحہ ۱۹۱/۲

اور اپنے علوم غیبیہ دونوں پر عمل و حکم کا رب عز و جل نے اختیار دیا ہے۔ اور امام قرطبی نے اجماع علی قتل فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ محض اپنے علم کی بنا پر قتل کا حکم فرمادیں اگرچہ گواہ شاہد کچھ نہ ہو، اور حضور کے سوا دوسرے کو یہ اختیار نہیں، تو اگر اس نماز والے یا اس چور یا اس شخص کو جس پر عورت نے دھوکے سے تہمت رکھی تھی قتل کا حکم فرمائیں تو یقیناً وہ حضور کے علوم غیبیہ ہی پر مبنی ہے نہ کہ ان کا نافی۔ کیوں وہ بایہذا! اب تو اپنی اوندھی سنت پر مطلع ہوئے! خانی تو فلکون (تو تم کہاں اوندھے چلتے ہو تہمت) مسئلہ نو! وہابیہ کے مطلب پر بھی غور کیا، حکم کے دو ہی جینے ہوئے، یا ظاہر شرع یا باطنی علوم غیبیہ۔ ظاہر ہے کہ یہاں ظاہر کی رو سے تو اصل حکم رجم کی گنجائش نہ تھی، نہ ملزم کا اقرار، نہ اصدائی کوئی گناہ، صرف مدعی کا غلط دعویٰ سن کر قتل کا حکم فرمادیں، نبی کی شان تو ارفع اعلیٰ ہے۔ آج کل کا کوئی عالم نہ عالم کوئی جاہل حاکم ہی ایسا کر بیٹھے تو ہر عاقل اسے یا سخت جاہل یا پکا ظالم کہے تو حدیث صحیح مان کر راہ نہ تھی مگر اسی طرف کہ حضور نے برائے تہمت ہرگز یہ حکم نہ دیا بلکہ اپنے علوم غیبیہ سے جاننا کہ یہ شخص قابل رجم ہے اس بنا پر حکم رجم فرمایا، اسے وہابیہ مانتے نہیں بلکہ بڑے علم خود اسی کے ابطال کو یہ حدیث لائے ہیں، تو اب سمجھ لیجئے کہ ان کا مطلب کیا تھا اور انہوں نے تمہارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کیسا بھاری الزام قائم کیا، کیوں نہ ہو عداوت کا یہی مقصد ہے۔

قد بدت البغضاء من افواهہم  
وما تخفی صدورہم اکبر قد بیتنا  
لکم الایات انت کنتم تعقلون  
والذین یؤذون رسول اللہ لہم  
عذاب الیم  
ہم ذات الشیطن و اعدائک  
انت یحضر منک و صلی اللہ  
تعالی علی سیدنا و مولانا

بیران کی باتوں سے جھٹک اٹھا اور وہ جو سینے  
میں چھپائے ہیں پڑا ہے ہم نے نشانیاں  
تھیں کھول کر سنادیں اگر تمہیں عقل ہو۔ اور  
جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کیلئے دردناک  
عذاب ہے۔ اسے میرے رب تیری پناہ  
شیطانوں کے دوسروں سے اور اسے میرے رب  
تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔ اور  
اللہ و رسول و مائیں فرمائے ہمارے آستانہ مولیٰ

۱۱۸/۳ لے القرائی انکرم  
۶۱/۹ لے " " لے  
۹۸ و ۹۶/۲۳ لے " " لے

محمد و آلہ وصحبہ اجمعین و  
 آخر دعوانا ان الحمد لله  
 رب العالمین واللہ مبہضہ و تعالیٰ  
 اعلم و علمہ محید و اتم و  
 احکم۔  
 محمد مصطفیٰ پر، آپ کی آل اور آپ کے تمام صحابہ  
 پر۔ اور ہماری دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خیریں  
 سراب اللہ چوب ہے سارے جہان کا۔ اور  
 اللہ سبحانہ و تعالیٰ غیب جانتا ہے۔ اور اس کا  
 علم اتم و احکم ہے۔ (ت)

رسالہ اتراحة العیب بیف الغیب ختم ہوا۔

مسئلہ ۱۵۰ از موضع پارہ چنگہ موراثواں ضلع اناؤ مستولہ محمد عبدالرزاق صاحب  
 ۳ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا عقیدہ ہے کہ قیام کرنا بوقت ذکر و تلاوت  
 شریف بدعت سیئہ ہے کیونکہ اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے مطلق پایا نہیں جاتا اور نہ وہ بات جو  
 بعد قرون شکر قائم کی گئی قابل ماننے کے ہے۔ اور کہتا ہے کہ کیا اسی وقت حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم کی پیدائش ہوتی ہے جو یہ تعظیم قیام کیا جاتا ہے یا یہ کہ اسی وقت آپ کی تشریف آوری ہوتی  
 ہے، اگر یہ صحیح ہے تو کس مقام مجلس میں آپ متعجب ہوتے ہیں، اگر حضار محفل میں آپ رونق اندوز  
 ہوتے ہیں، تو یہ اور بے ادبی ہے کہ میلو و خواں منبر پر اور آپ فرشتے زمین پر، اور اگر آپ منبر پر جلوہ لگن  
 ہوتے ہیں تو یہ بھی بے ادبی ہوتی کہ برابری کا مرتبہ ظاہر ہوتا ہے، لہذا بہر نوع قیام بدعت سیئہ ہے۔  
 اس کے برعکس اگر محفل میلو و شریف اور قیام تعظیم تقسیم شیرینی وغیرہ کو اپنا فرض منصبی اور نہایت درجہ مستحسن اور  
 وسیلہ نجات اور ذریعہ خلاصت دینی و دنیوی سمجھتا ہے، فقط۔

### الجواب

قیام وقت ذکر و تلاوت سیئہ الانام علیہ و علی ذویہ افضل الصلوٰۃ والسلام بلاشبہ مستحب و  
 مستحسن ملانے اعلام و حالات مجہین کلام و غیظ و لایہ نام ہے ہم نے اپنے رسالہ اقامۃ القیامۃ  
 علی طاعن القیام لنفسی تہامہ ص ۱۱۲ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وغیرہ میں اسے متعدد آیات  
 قرآن مجید سے ثابت کیا، مگر وہ لایہ کو کیا سوچے، لہم اعین لایبصرون مہا (وہ آنکھیں کھتے ہیں

جن سے دیکھتے نہیں۔ ت) (خبر صاقر ان عظیم تک اُن کی قسم کیا پہنچے، قال اللہ تعالیٰ،  
 وجعلنا علی قلوبہم الکتاب  
 یفقهوا بہ  
 ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کر دیئے کہ اسے  
 نہ سمجھیں۔ (ت)  
 ہم جو آیات تلاوت کریں اُن کا کان کیونکر سنے وفی اذانہم وقرآنہ (اور ان کے کانوں میں گرائی۔ ت)  
 راوحی کی دعوت انہیں کیا نفع دے،

وان تدعہم الی الہدای فلن یمہتدوا  
 اذا یدایہ  
 اور اگر انہیں تم ہدایت کی طرف بلاؤ تو سبب بھی  
 ہرگز کبھی راہ نہ پائیں گے۔ (ت)

قرآن شریف کی بحث میں دو بار کو ہزاروں بار ان کے گھر پہنچا دیا گیا جس کا روشن بیان اصول ارشاد  
 تصنیف لطیف امام العلماء حضرت سیدنا ابوالقدس سرہ الماجد میں ہے۔ درستہ دیوبند بانی قوانین  
 محترمہ توفیق دین شریف درکنار قرآن اثنا عشر کے بعد قائم ہوا پہلے اس کی بنا ڈھائی اینٹ سے اینٹ  
 بجائیں، یا یہ مسئلہ صرف انہیں چیزوں کے حرام کرنے کو ہے جن میں تعظیم و محبت حضور سرور عالم صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم و اولیاء کرام علیہم الرضوان الائم ہے یہ قیام ذکر شریف آوری کی تعظیم ہے دل میں  
 عظمت ہو تو جانیں کہ تعظیم ذکر شریف مانند تعظیم ذات اقدس ہے کما بینہ الامام القاضی عیاض  
 رحمہ اللہ تعالیٰ فی کتاب الشفاء والامام احمد القسطلانی فی السواہب الشریفہ  
 (جیسا کہ امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الشفاء میں اور امام احمد قسطلانی نے سواہب  
 شریفہ میں اسے بیان کیا۔ ت) دل کے اندر سے اُسے بھلا کر خود ذات کریم کی تشریف آوری دھونڈتے  
 ہیں اور بے ادب گستاخ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ کیا اُسی وقت حضور کی پیدائش ہوتی ہے؟ ہم  
 مدعی نہیں کہ ہر مجلس مبارک میں تشریف آوری ضرور ہے، ہاں ہوتی ہے، اکابر اولیائے بار بار مشاہدہ  
 کی ہے جیسا جتو اسرار امام اوحید ابو الحسن مخی شطنوفی و تنویر الملک امام جلال الدین سیوطی و  
 تصانیف شاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہ میں مذکور ہے اور اس پر بیہودہ تشقیق کہ فرشتے پر تشریف  
 رکھتے ہیں یا منبر پر چل جاتے ہیں۔ ایسا جاہلانہ سوال ان تمام تشریف آوریوں پر جو گاہیں کا ذکر آئے

۱۔ القرآن الکریم ۲۵/۶

۲۔ ۲۵/۶

۳۔ ۵۴/۱۸

اکابر نے فرمایا اور خود ظاہری حیاتِ اقدس میں تشریف آوری اور تشریف فرمائی کس طرح ہوتی تھی اور صحیح بخاری شریف کی اُس حدیث کو تو بالکل پھیل کر پھینک دینا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجدِ کریم میں مسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے منبر بچاتے اور وہ اس پر قیام کر کے نعتِ اقدس سناتے اُنس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں تشریف رکھتے تھے فرش پر حسان سے نیچے یا منبر پر حسان کے برابر؟ جو دیاں جواب دے ویسا بلکہ اس سے اعلیٰ یہاں موجود ہے کہ جلوہ فرمائی چشمِ ظاہر سے غیر مشہود ہے اور نور کی جلوہ افروزی فرش وغیرہ سے جدا متعالیٰ از معہود ہے۔ علامہ علی قاری شرح شفاء شریف میں فرماتے ہیں:

ان سادس النبى صلى الله تعالى عليه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم کی رُوحِ پاک و سلم حاضرة فی بیوت اهل الاسلام۔ تمام مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہے۔ یہ تشریف فرمائی زمین پر ہے کہ چھت والے اونچے ہوں یا چھت پر کہ دو منزلہ والے بلند اور چن کے چھت نہیں ایک نیچا چھتر ہے اور اس کے گرد مکات اُس گھر میں تشریف فرمائی کس طرح ہے، بلکہ رب عز وجل فرماتا ہے:

ونحن اقرب اليه من حبل الومريد يله ہم آدمی سے اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

اب ایک شخص لیٹا، دوسرا بیٹھا، تیسرا کھڑا، چوتھا سامنے کی چھت پر چڑھا ہے رب عز وجل کہ اس لیٹے کی شہ رگ سے قریب ہے کیا یہ تینوں اُس سے اونچے ہیں، کیسی سخت بے ادبی و گستاخی ہے۔ یہی حدیث قدسی میں ہے رب عز وجل فرماتا ہے:

انا جلوس من ذکرفنبت۔ میں اپنے یاد کرنے والے کا ہنشین ہوں۔

یاد وہ بھی کر رہے ہیں جو فرش پر ہیں اور وہ بھی جو منبر پر، تو کیا ان سب کے برابر ہوا اور منبر والے سے نیچا؟ و لكن الوهابية قوم لا يعقلون، ولا حول یسکی و بانی ہے عقل قوم ہے، اللہ تعالیٰ کی توفیق و لا قوة الا باللہ العلی العلیہ کے بغیر نہ گناہ سے بچا جاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی

۱۔ شرح الشفاء للنو علی القاری علی ہامش فیہ الریاض فصل فی المراتب الیستوی فیہا الصلوٰۃ الخ ۴۶۲/۴

۲۔ القرآن الکریم ۱۶/۵۰

۳۔ کشف الخفا حدیث ۶۱۱

دارالکتب العلیہ بیروت

۱۸۳/۱

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیٰ مستہدنا و  
مولینا و ذویہ اجمعین ، واللہ تعالیٰ  
اعلم ، و انما یریدنا الوجہین الاخرین  
لایانۃ جہلہ فی قیاس الشاہد  
عن الغائب فاعلم و ربک اعلم۔

نیکی کرنے کی طاقت ہوتی ہے۔ ہمارے سردار و  
ماکس اور ان کے تمام اصحاب پر اللہ تعالیٰ  
درود و سلام بھیجے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جائز  
آخری دونوں وجہیں ہم نے صرف اس لئے زیلہ  
کردی ہیں تاکہ شاید کو غائب پر قیاس کرنے  
کے سلسلہ میں اس کی جہالت ظاہر ہو جائے، تو جان  
اور تیرا پروردگار خوب جانتا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۵۱ از شہر محلہ بانخانہ مسئلہ محمد بخش صاحب  
۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص میلا و شریف بھی کراتا ہے اور تمام اولیاء اللہ  
کی نیاز نذر بھی کرتا ہے اور سب کو ماننا ہے، اور وہ شخص یہ بات کہتا ہے کہ تمام کام کرو لیکن وہ شخص لی  
باتوں کو منع کرتا ہے کہ مزار شریف پر جا کر مرادیں مت مانگو بلکہ اللہ سے مراد مانگو اور حزار پر جا کر نیاز نذر  
سب کچھ کرو۔ اور کہتا ہے کہ مرادیں اس طریقہ پر مت مانگو کہ فلاں فلاں میری حاجت رفع ہو، مزار پر  
جا کر مت مانگو، مزار پر جا کر فاتحہ پڑھو ثواب پہنچاؤ، زیارت کرو کہ کیسے کیسے بزرگی آدی تیرے ہیں۔ کچھ  
کرو لیکن مراد مت مانگو خدا سے عرض کرو۔

### الجواب

اگر وہ شخص اور کوئی بات و بابت کی نہیں رکھتا اور دہاریوں اور دیوبندیوں کو کافر جانتا ہے تو  
اتنا کہنے سے وہ باہمی نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
مسئلہ ۱۵۲ از قصبہ نظام آباد ضلع آٹھ گڑھ مسئلہ سید علی اصغر ۹ شعبان چار شنبہ ۱۳۳۹ھ  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شریعہ حنفیہ مسائل ذیل میں،

- (۱) حنفی کس کو کہتے ہیں، پوری پوری تعریف کیا ہے؟
- (۲) زید ایک فارغ التحصیل علوم عربیہ کا ہے اور اپنے کو حنفی مذہب کا مقلد کہتا ہے، آمین بالجہر،  
رفع یدین، قرأت فاتحہ خلف الامام کا قائل نہیں، تراویح بیست رکعت پڑھتا ہے اور وتر  
تین رکعت۔ کتب فقہیہ پر عمل کرتا ہے۔ مسلمانوں کو زید کے دیکھے نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں؟  
اور ایسی صورت میں زید کو حنفی کہیں گے یا نہیں؟
- (۳) محفل میلاد شریف میں قیام کرنا کیسا ہے؟

- (۴) زید محفل میلہ و شریف میں شریک ہوتا ہے اور قیام کو مستحب کہتا ہے اور خود کہتا ہے اس کو حنفی کہیں گے یا وہابی؟
- (۵) وہابی یا غیر مقلد کس کو کہتے ہیں؟ اور اس کی پہچان کیا ہے؟ بَیِّنُوا تَوَجُّدًا (بیان فرمائیے اجرو تے جاؤ گے۔ ت)

### الجواب

- (۱) علماء کی اصطلاح میں حنفی وہ کہ فردع میں مذہب حنفی کا پیرو ہو، پھر اگر اصول میں بھی حنفی کا قانع ہے تو سنی حنفی ہے ورنہ گمراہ جیسے معتزلہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- (۲) ان باتوں سے اگر ثابت ہوا تو اتنا کہ زید فردع حنفی ہے اور اس قدر سے اس کے پیچھے صحت نماز لازم نہیں، پہلے تو معتزلہ تھے اب قطعی مرتبہ فرقے ایسے ہیں کہ اپنے آپ کو حنفی کہتے اور فردع میں فقہ حنفی پر چلنے کا دعویٰ رکھتے ہیں اُن کی حنفیت انھیں کیا مفید ہو سکتی ہے، امامت کے لئے سنی صحیح العقیدہ صحیح الطہارۃ صحیح القراءۃ جامع شرائط صحت و ملت ہونا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- (۳) مستحسن علمائے کرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

- (۴) مجلس میلہ و مبارک و قیام چاروں مذہب کے علماء و عام اہل اسلام کرتے ہیں یہ کچھ حنفیہ سے خاص نہیں اور بعض دہاویہ بھی براہِ تہذیب ان کے عامل ہوتے ہیں جیسا کہ بارہا کا مشاہدہ ہے۔ تقریرِ ایمان کو گمراہی و ضلالت اور دیوبندیت کو کفر و ردت صراحتاً بلا غرض بکشاہد پیشانی ماننے تو اسے وہابی نہ کہا جائے گا اور قلب کا علم عالم الغیب کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

- (۵) اسماعیل دہلوی و تقریرِ ایمان کو ماننے والا یا اس کے مطابق عقائد رکھنے والا اگر چہ زبان سے اس کا ماننا نہ کہے وہابی ہے، اور یہ ہی اس کی پہچان کو بس ہے۔ پھر اگر فقہ پر چلنے کا ادعا کرے تو مقلد وہابی ہے اور اگر اس کے ساتھ فقہ کو بھی نہ مانے تو غیر معتزلہ وہابی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- ۱۵۷ مسئلہ از شفا خانہ فرید پور ڈاک خانہ خاص اسٹیشن پشور ضلع بریلی مسئلہ عقیم اللہ کپوٹہ

۸ رمضان ۱۳۴۹ھ

- اولیاء کرام بعد وفات کے حیات رہتے ہیں یا نہیں جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
- ہیں اور اولیاء کرام کے مزار پر جا کر ان کے توسط سے التجا کرنا اور ان سے دعا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بَیِّنُوا تَوَجُّدًا (بیان فرمائیے اجرو دیئے جاؤ گے۔ ت)



## الجواب

اولیائے کرام بعد وفات زندہ ہیں مگر نہ مثل حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، انبیاء کی حیات روحانی جسمانی دنیاوی ہے بعینہ اُسی طرح جسم کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں جس طرح دنیا میں تھے اُن اولیاء کی حیات اُن سے کم اور شہدائے زائد جن کے لئے قرآن عظیم میں دو جگہ ارشاد ہوا کہ اُن کو مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں۔ یہ حیات حیات روحانی و جسمانی برزخ میں ہے۔ حیات روح سب کو حاصل ہے کہ روح بعد موت فنا نہیں ہوتی، اس کا مفصل بیان ہماری کتاب "حیۃ الموات" میں ہے۔ اولیائے کرام سے تو تسل اور اُن سے طلب دعا بلاشبہ محمود ہے اور علماء و صلحاء میں معمول و معهود واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۹ از بینگانہ ڈاکخانہ ناشر موضع ایضاً مسئلہ عبد الصمد ۲۲ رمضان ۱۳۲۹ھ  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ حشر کے دن سب مسلمان قبر سے کفن لے کر اٹھیں گے یا برہنہ؟  
بینوا توجروا (بیان فرمائیے اہر دینے جاؤ گے۔ ت)

## الجواب

کفن میں اٹھیں گے پھر وہ کفن طویل مدت کی وجہ سے گل کر گرجائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
مسئلہ ۱۵۹ از ناگل ٹکڑی ضلع گورکھ پور پوسٹ دھین ریاست مسئلہ حافظ غلام کبریا  
۳ رمضان ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ،  
(۱) اولیاء اللہ کو دور سے مشکل کے واسطے پکارنا کیسا ہے؟ اولیاء اللہ دور سے بعض وقت سنتے ہیں یا سب وقت سنتے ہیں؟  
(۲) اگر کوئی یا رسول اللہ پکارے اور یہ اعتقاد رکھے کہ آپ بذات خود سنتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ یہ اعتقاد ٹھیک نہیں۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

(۱) شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں،  
روح با قرب و بُعد مکانی یکسان ست بلکہ روح کے مکانی قُرب و بُعد برابر ہیں۔ (ت)

تو وہ سب وقت سُس سکتے ہیں مگر طوارِ اعلیٰ کی طرف توجہ اور اس میں استغراق اکثر کو ہر وقت سننے سے مانع ہو سکتا ہے مگر اکابر جن کو شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں لکھا،

استغراق آئنا بھیت کمال وسعت مدارک آئنا کمال وسعت مدارک کی وجہ سے اس کا استغراق مانع توجہ بایں سمت نمی گردد و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود را از آئنا نمی طلبند غرض منہ محتاج لوگ اپنی مشکلات کا حل اس سے طلب کرتے اور پاتے ہیں۔ (د ت)

یہ ہر وقت سننے اور حاجت روائی فرماتے ہیں کہ باذنہ تعالیٰ اسم قاضی الحاجات کے منظر میں۔  
(۲) بذاتِ خود کے اگر یہ معنی کہ بے عطائے الہی خود اپنی ذاتی قدرت سے سننے میں تو یہ بے شک باطل بلکہ کفر ہے اور یہ ہرگز کسی مسلمان کا خیال بھی نہیں۔ اور اگر بذاتِ خود کے یہ معنی کہ بعطائے الہی حضور کی قوتِ سامعہ تمام مشرق و غرب کو محیط ہے سب کی مرضیں آوازیں خود سننے میں اگرچہ آدابِ برابر شاہی کے لئے ملائکہ عرضِ درود و عرضِ اعمال کے لئے مقرر ہیں تو یہ بے شک حق ہے بلاشبہ عرض و فرش کا ہر ذرہ اُن کے پیشِ نظر ہے اور ارض و سما کی ہر آواز اُن کے گوشِ مبارک میں ہے۔ شاہ ولی اللہ کی فیوض الحرمین میں ہے ۱

لا يشغله شأن عن شأن ۱۰ اس کی ایک حالت اس کو دوسری حالت سے غافل نہیں کرتی۔ (د ت)

وہو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۱ از دہلی بازار خلی قبر چھتا موم گراں مسئلہ محمد صاحب دادخان ۶ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علامتہ دین اس مسئلہ میں کہ قادیانی کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ آسمان پر نہیں گئے بلکہ اپنی موت مرے، زندہ آسمان پر جاننا نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث شریف سے، کیونکہ اس میں حضرت رسولِ مقبول محمد مصطفیٰ علیہ السلام کی شانِ پاک گھٹتی ہے کہ حضور دونوں عالم سے افضل و اعلیٰ ہو کر وفات پائیں اور زمین کے نیچے رہیں اور حضرت عیسیٰ

۱۰ فتح العزیز (تفسیر عزیزی) پارہ ۴م سورۃ الانشقاق مسلم بیڈ لال کنواں دہلی ص ۲۰۶  
۱۱ فیوض الحرمین مشہد آخر یعنی دقائق اور انکے اثرات کے بیان میں محمد سعید ایدہ شترقرآن محل کراچی ص ۲۴۱

آسمان پر چلے جائیں یہ ممکن نہیں، اس خرافات کا کیا جواب ہے؟ بینوا تو جروا۔

### الجواب

قادیانی مکاروں کا فریب ہے کہ مزار کے حریک کفر اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خصوصاً سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو اس نے شری مٹری گائیاں دی ہیں چھپاتے اور مسئلہ حیات و موت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بحث کرتے ہیں جس کے مانتے نہ مانتے پر کچھ اسلام و کفر کا دار نہیں۔ جمہور ائمہ کرام کا مذہب یہی ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابھی انتقال نہ فرمایا قریب قیامت نزول فرمائیں گے ذبالی کو قتل کریں گے، برسوں تک انتقال فرمائیں گے، روضہ پاک حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک مزار کی جگہ خالی ہے وہاں دفن ہوں گے۔ اُس کا وہ جاہلانہ جمعیت نہ خیال تو یہیں سے دفع ہو گیا، اور فقط آسمان پر ہونا اگر موجب فضل ہو تو فرشتوں کو تو آسمان پر ملنے کا قال تعالیٰ و کہ من ملک فی السموات آسمانوں میں بستیرے فرشتے ہیں۔ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دونوں عالم سے افضل کہہ رہا ہے کیا ملائکہ سے افضل زمانے کا یا حضور کے دفاتر پاکر زمین پر رہنے اور ملائکہ کے آسمان پر ہونے سے معاذ اللہ شان اقدس کا ٹھٹھا جانے کا اور فرشتے بھی نہ سہی چاند سورج ستارے تو آسمان پر ہیں حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاک پاؤں سے افضل ہے اور یہ تو کس سے کہا جائے کہ زمین آسمان سے افضل ہے خصوصاً محفل تربت اقدس کہ عرش اعظم سے بھی اعلیٰ و افضل ہے اندھوں نے جہت میں اوپر نیچے دیکھ لیا اور یہ نہ جانا کہ دل تمام اعضا کا سلطان اور سب سے افضل ہے اگرچہ بہت اعضاء اس سے اوپر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میلاد شریف کب سے نکالا اور کس نے نکالا؟ اپنے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں تھا یا نہیں؟ اپنے امام صاحب نے اس کو کیا ہے یا نہیں؟ صحابہ کے زمانہ میں تھا یا نہیں؟ کسی نے محفل کی تسی یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

### الجواب

بیان میلاد شریف قرآن مجید نے نکالا اور اس نے متعدد آیتوں میں اس کا حکم دیا، کارڈ

میں آیتیں نہیں لکھی جاسکتیں غرض مقصود سے ہے، نام نیا ہونے سے شے نئی نہیں ہو سکتی، جو اس سے مقصود ہے وہ خود حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے کیا۔ صحیح بخاری شریف میں ہے خود حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام مسجد مدینہ طیبہ میں حضرت حسان بن ثابت انصاری علیہ الرضوان کے لئے منبر کھاتے اور وہ اس پر قیام کر کے نعت اقدس سناتے حضور اور صحابہ کرام سنتے۔ وہو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۳ از ضلع ہوشنگ آباد مقام وڈا کنڈوا سٹیشن ۵۱ رموسارے

مسئلہ دولت الدین ۱۲ شوال ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض عالم و مولوی اعتراض کرتے ہیں کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیخ اللہ کا وظیفہ کرنا جائز ہے، مہربانی فرما کر خلاصہ مسئلہ تحریر فرمائیں۔  
یٰٰینوا اتقوا۔

### الجواب

یہ مبارک وظیفہ بیشک جائز ہے۔ فتاویٰ غیریہ علامہ خیر الدین رحلی استاذ صاحب درمختار میں ہے،

اما قولہم "یا شیخ عبد القادر" فنداء ان کا "یا شیخ عبد القادر" کہنا مذاہبہ تو اسکی  
فما الموجب لحرمتہ ۱۱۱ موت کا موجب کیا ہے۔ (ت)  
یہاں اس کو ناجائز کہنے والے دہلی میں اور دہلیہ بے دین ہیں ان کی بات سنی جائز نہیں۔  
وہو تعالیٰ اعلم۔

۱۔ جامع الترمذی ابواب الادب باب ما جاء ان من الشعر حكمة امین کمپنی دہلی ۱۰۶/۲  
ایضاً العلوم بحوالہ اخصیص کتاب آداب السماع والوجد مطبعة مشہد الحسینی قاہرہ ۲۴۲/۲  
۲۔ الفتاویٰ الخیریہ کتاب اکرابیۃ والاحسان دار المعرفۃ بیروت ۱۸۲/۲

رسالہ

# انوار الانتباه فی حل نداء یا رسول اللہ (یا رسول اللہ کہنے کے جواز کے بارے میں نورانی تبصیریں)

مسئلہ ۱۶۴

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مودعہ مسلمان جو خدا کو خدا اور رسول کو رسول جانتا ہے، نماز کے بعد اور دیگر اوقات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بکلمہ یا ندا کرتا اور اُصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ یا استلک الشفاعۃ یا رسول اللہ کہتا ہے، یہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اسے اس کلمہ کی وجہ سے کافر و مشرک کہیں اُن کا کیا حکم ہے؟ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب (کتاب سے بیان فرمائیے روزِ حساب اجر دے جاؤ گے۔ ت)

## الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على جيبه المصطفى وآله واصحابه

أولی الصدق والصفاء.

کلمات مذکور ہے شک جائز ہیں جن کے جواز میں کلام نہ کرے گا مگر سفید جابل یا ضالی مضل، جسے اس مسئلہ کے متعلق قدر سے تفصیل دیکھی ہو شفاء السقام امام علام لقیۃ المجتہدین الکرام نقلی الملة والدین ابراہیم الحسن علی سبکی و مرآۃ العبدیۃ امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری و شرح مواہب علامہ زرقانی و مطالع المسرات علامہ غازی و مرآۃ شرح مشکوٰۃ علامہ علی قاری و لمعاست و اشعة المصباح شرح مشکوٰۃ و جذب القلوب الی ديار المحبوب و مدارج النبوة قصایف شیخ عبدالحق محدث دہلوی و افضل القری شرح ام القری امام ابن حجر مکی وغیرہ کتب و کلام علمائے کرام و فضلاء عظام علیہم رحمۃ اللہ العلام کی طرف رجوع لائے یا فقیر کا رسالہ الاحلال بفیض الاولیاء بعد الوصال مطالعہ کرے۔

یہاں فقیر بقدر ضرورت چند کلمات اجمالی لکھتا ہے، حدیث صحیح بذیل بطراز گراںمہارے بتلخیص جسے امام نسائی و امام ترمذی و ابن ماجہ و حاکم و بیہقی و امام اللامہ ابن خزیمہ و امام ابوالعاسم طبرانی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی و بیہقی نے صحیح اور حاکم نے بر شرط بخاری و مسلم جس میں حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں کہے،

اللهم انی اسئلك و اتوجه الیک بنبیک  
 محمد نبی الرحمة یا محمد اف  
 اتوجه بک الی ربی فی حاجتی هذه  
 لتقضى لی اللهم فشفعه  
 فی لی

اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ میرا نبی کے نبی ہیں، یا رسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو۔  
 اے اللہ! ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

۱۔ جامع ترمذی ابواب الدعوات باب فی انتظار الفرج وغیر ذلک امین کمپنی دہلی ۱۹۴/۲  
 سنن ابن ماجہ باب ما جاء فی صلوة الحاجۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰۰  
 المستدرک للحاکم کتاب الدعاء مکتبہ اسلامیہ بیروت ۱/۵۱۹ و صحیح ابن خزیمہ باب صلوة الترغیب ۲۲۶/۲

امام طبرانی کی ترجم میں یوں ہے :

اِنَّ رَجُلًا كَانَ يُغْتَبِفُ اِلَى عَثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فِي حَاجَةٍ لَهُ وَكَانَ عَثْمَانُ لَا يَلْتَفِتُ اِلَيْهِ وَلَا يَنْظُرُ فِي حَاجَتِهِ فَلَقِيَ عَثْمَانَ بْنَ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فَشَكَى ذَلِكَ اِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ عَثْمَانُ بْنُ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اِنَّكَ اَلَيْسَ بِمَنْ تَتَوَضَّأُ ثُمَّ اَتَيْتَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ وَالتَّوَجُّهَ اِلَيْكَ بِنَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجُّهُ بِكَ اِلَى رَبِّيْ فَيَقْضِيْ حَاجَتِيْ ، وَتَذَكِّرُ حَاجَتَكَ وَرُبُّهُ الْمَتَّحَتِيْ اُرُوْخَ مَعْلَكُ . فَاَنْطَلَقَ الرَّجُلُ فَصَنَعَ مَا قَالَتْ لَهُ ثُمَّ اَتَى بِابِ عَثْمَانَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فَجَاءَ الْبَوَابُ حَتَّى اخَذَ بِيَدِهِ فَاَدْخَلَهُ عَلَى عَثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فَاجْلَسَهُ مَعَهُ عَلَى الطَّنْفَسَةِ وَقَالَ حَاجَتُكَ ؟ فَذَكَرَ حَاجَتَهُ فَقَضَاهَا لَهُ ثُمَّ قَالَ مَا ذَكَرْتَ حَاجَتَكَ حَتَّى كَانَتْ هَذِهِ السَّاعَةُ وَقَالَ مَا كَانَ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ فَاَتَيْنَا ، ثُمَّ اَنَّ الرَّجُلَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ فَلَقِيَ عَثْمَانَ بْنَ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فَقَالَ لَهُ جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا مَا كَانَ يَنْظُرُ فِي حَاجَتِيْ وَلَا يَلْتَفِتُ اِلَيَّ حَتَّى

یعنی ایک عاجزہ اپنی حاجت کے لئے امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا۔ امیر المومنین نے اس کی طرف التفات فرماتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے ، اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کی شکایت کی ، انھوں نے فرمایا ، وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر دعا مانگ : اَللّٰہی ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں ، یا رسول اللہ ! میں حضور کے قوسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائے ۔ اور اپنی حاجت ذکر کر ، پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں ۔ عاجزہ نے (کہ وہ بھی صحابی یا لا اقل کبار تابعین میں سے تھے) یوں ہی کیا ، پھر آستانِ خلافت پر حاضر ہوئے ، وہاں آیا اور ہاتھ بکود کر امیر المومنین کے حضور لے گیا ، امیر المومنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھالیا ، مطلب پوچھا ، عرض کیا ، فوراً روا فرمایا ، اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت اپنا مطلب بیان کیا ، پھر فرمایا ، جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔ یہ صاحبِ وہاں سے نکال کر عثمان بن حنیف سے ملے اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں جنتِ خیرہ دے امیر المومنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ

آپ نے ان سے میری سفارش کی۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں نے تو تمہارے معاملے میں امیر المؤمنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نبی کی شکایت کی حضور نے یہی اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعا کرے خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گو یہ کبھی دعا نہ تھا۔

قلتہ فی فقال عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ واللہ ما کلمتہ ولكن شہدت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واتاہ من حبل ضریر فثکا الیہ ذہاب بصیرہ فقال لہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انت المیضۃ فتوضا ثم صل رکعتین ثم ادع بہذا الدعوات فقال عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فواللہ ما تضرقتا وطل بنا الحدیث حتی دخل علینا الرجل کانہ لم یکن بہ ضرر قط۔

امام طبرانی پھر امام منذری فرماتے ہیں والحديث صحيح۔ امام بخاری کتاب الادب المفرد میں اور امام ابن السنی و امام ابن بشکوال روایت کرتے ہیں۔

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سو گیا، کسی نے کہا انھیں یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت نے باوازیلند کہا یا محمد اک! فوراً پاؤں کھل گیا۔

ان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خدرت من جلد فقیل لہ اذکر احب الناس الیک فصاح یا محمد اک فان تشورت بک

عنه ولفظ البخاری فی الادب المفرد خدرت من جلد ابن عمر فقال لہ من جلد اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد اک ۱۲ من

۱۲ من الترغیب والترہیب بحوالہ الطبرانی الترغیب فی صلوۃ الحاجۃ حدیث ۱ مصنف ابی ہریرۃ ۲۴۴/۲ مجمع الزوائد

۱۲ عمل الیوم واللیلۃ حدیث ۱۶۸ دائرۃ المعارف النعمانیہ ص ۴۷ ۱۲ الادب المفرد حدیث ۹۶۳ مکتبۃ الاثریۃ سانکلہ ص ۲۵۰



امام نووی شارح صحیح مسلم و حاشیہ تعلیے کے کتاب الاذکار میں اس کی مثل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس کسی آدمی کا پاؤں سو گیا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا، تو اس شخص کو یاد کرو کہ میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ تو اس نے یا محمد اہ کہا، اچھا ہو گیا۔ اور یہ امر ان دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہوا۔ اہل تہذیب میں قدیم سے اس یا محمد اہ کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

علامہ شہاب خفاجی مصری نسیم الریاض شرح شفا امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں،

هَذَا مَا تَعَاهَدُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِهٖ  
حضرت بلال بن النخاع مزینی سے قول عام الرمادہ میں کہ بعد غلظت فاروقی سلمہ میں واقع ہوا ان کی قوم بنی مزینہ نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں کوئی بکری ذبح کیجئے، فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں لے سہے۔ انہوں نے اصرار کیا، آخر ذبح کی، کمال کھینچی تو ذی شریخ ہڈی نکلی۔ یہ دیکھ کر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ندا کی، یا محمد اہ۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لاکر بشارت دی۔ ذکر فی الکامل (اس کو کامل میں ذکر کیا گیا۔ ت)

امام مجتہد فقیر اجل عبد الرحمن ہڈی کو فی مسعودی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور اجلہ تبع تابعین و اکابر ائمہ مجتہدین سے ہیں سر پر بلند ٹوپی رکھتے جس میں لکھا تھا، مُحَمَّدٌ يَا مُنْصَوْرٌ۔ اور ظاہر ہے کہ الْقَلْبُ أَحَدُ الْقَسَائِدِ (قلم دو زبانوں میں سے ایک ہے۔ ت)۔ ایٹیم بن جمیل انطاکی کہ ثقات علمائے محدثین سے ہیں انہیں امام اجل کی نسبت فرماتے ہیں، رَأَيْتُهُ وَعَلَى رَأْسِهِ قَلْبُ سُوْتِهٖ أَطْوَلُ مِنْ ذِرَاعٍ مَكْتُوبٌ فِيْهَا مُحَمَّدٌ يَا مُنْصَوْرٌ۔ میں نے اُن کو دیکھا ان کے سر پر ہاتھ بھرے لمبی ٹوپی تھی جس میں لکھا ہوا تھا مُحَمَّدٌ يَا مُنْصَوْرٌ۔ اس کو تہذیب التہذیب وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔ ت

امام شیخ الاسلام شہاب دہل انصاری کے فتاویٰ میں ہے،

سُبُلُ عَمَائِقِ مِنَ الْعَامَةِ مِنْ قَوْلِهِمْ  
لَهُ الْاَذْكَارُ بَابُ مَا يَقُولُ اِذَا خَدَّرَتْ رَجُلًا  
لَهُ نَسِيمُ الرِّيَاضِ شَرْحُ الشَّافِیْ فِصْلُ فِیْهِ رَوَى عَنْ السُّلَیْمِ مَرْكَزُ الْمُسْتَبْرَكَاتِ رِضَا لِمَرْكُزِ الْمَرْكُزِ  
لَهُ الْاَكْمَالُ فِی الْتَارِیْخِ لَابْنِ الْاَثِیْرِ ذِكْرُ الْقَطْعِ وَحَامِ الرَّمَادِ دَارُ صَادِرِ بَیْرُوتِ  
لَهُ مِيزَانُ الْاَعْدَالِ فِی نَقْدِ الرِّجَالِ تَرْجُمَہٗ ۴۹۰۰ دَارُ الْمَعْرِفَةِ لِلطَّبَاعَةِ

کے وقت انبیاء و مرسلین و اولیاء و صالحین سے  
فریاد کرتے اور یا شیخ فداوی (یا رسول اللہ، یا علی،  
یا شیخ عبدالقادر جیلانی) اور ان کی مثل کلمات  
کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اولیاء بعد  
انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انھوں  
نے جواب دیا کہ بیشک انبیاء و مرسلین و اولیاء  
علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال  
بھی امداد فرماتے ہیں اللہ۔

عند الشدائد يا شيخ فداوى ونحو ذلك  
من الاستغاثة بالانبياء والمرسلين  
والصالحين وهل للمشايخ اغاثة بعد  
موتهم ام لا؟ فاجاب بما نقصه انت  
الاستغاثة بالانبياء والمرسلين والاولياء  
والعلماء الصالحين جائزة وللانبياء و  
للمرسل والاولياء والصالحين اغاثة  
بعد موتهم الحمد لله.

علامہ خیر الدین ربی اُستاذ صاحب در مختار فداوی خیر یہ میں فرماتے ہیں،  
قولہم یا شیخ عبدالقادر فرمود اذفا  
الموجب لحرمتہ یہ  
لوگوں کا کہنا کہ یا شیخ عبدالقادر یہ ایک نہ ہے  
پھر اس کی حرمت کا سبب کیا ہے۔  
سیدی جمال بن عبداللہ بن عمر مکی اپنے فداوی میں فرماتے ہیں،

یعنی مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو  
مصحفیت کے وقت میں کہتا ہو یا رسول اللہ  
یا یا علی یا یا شیخ عبدالقادر مثلاً، آیا یہ  
شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا ہاں  
اولیائے مدد مانگنی اور انھیں پکارنا اور ان کے  
ساتھ قریب کرنا شرع میں جائز اور پسندیدہ چیز ہے  
جس کا انکار نہ کرے گا مگر بہت محرم یا صاحب  
عناد، اور بیشک وہ اولیاء کرام کی برکت سے محروم ہے۔

ثبت ممن يقول في حال الشدائد  
يا رسول الله او يا علي او يا شيخ عبدالقادر  
مثلا هل هو جائز شرعا ام لا؟ اجبت نعم  
الاستغاثة بالاولياء وندادهم والتوسل  
بهم امر مشروع وشئ محبوب لا يُنكر  
الا مكابر او معاند وقد حرم تركه  
الاولياء الكواثر الحمد لله.

امام ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں تین اولیائے عظام کا عظیم الشان واقعہ سلسلہ

لے فداوی الربی فی فروع الفقه الشافعی مسائل شفی دار الکتب العلمیہ بیروت ۴۳۳ھ  
لے فداوی خیر یہ کتاب الکراہۃ والاحتقان دار المعارفۃ للطباعة بیروت ۱۸۲/۲  
لے فداوی جمال بن عبداللہ بن عمر مکی

روایت کیا کہ وہ تین بھائی سوارانِ دلاور ساکنانِ شام تھے کہ ہمیشہ راہِ خدا میں جہاد کرتے،  
 فاسرہ الروم مژة قال لهم الملك اني  
 یعنی ایک تھاری روم انھیں قید کر کے لے گئے،  
 اجعل فيكم الملك وانذركم بئاق و  
 بادشاہ نے کہا میں تمھیں سلطنت دوں گا اور  
 تدخلون في النصرانية فأيوا وقالوا  
 اپنی بیٹیاں تمھیں بیاہ دوں گا تم نصرانی ہو جاؤ۔  
 يا محمد آة الله  
 انھوں نے نہ مانا اور ندا کی یا محمد آة الله۔  
 بادشاہ نے دیگوں میں تیل گرم کر کر دو صاحبوں کو اس میں ڈال دیا، تیسرے کو اللہ تعالیٰ نے  
 ایک سبب پیدا فرما کر بچا لیا۔ وہ دونوں چھینے کے بعد مع ایک جماعت ملائکہ کے بیداری میں ان کے پاس  
 آئے اور فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تمھاری شادی میں شریک ہونے کو بھیجا ہے۔ انھوں نے حال پوچھا۔  
 فرمایا،

ماكانت الا الغطسة التي سأت حدث  
 جس وہی تیل کا ایک قطرہ تھا جو تم نے دیکھا اس کے  
 خرجنا في الفردوس۔  
 بعد ہم جنتِ اعلیٰ میں تھے۔  
 امام فرماتے ہیں،  
 لانا مشہوریں بذلك معروفین بالشام  
 یہ حضرات زمانہ سلف میں مشہور تھے اور ان کا  
 في الزمن الاول۔  
 یہ واقعہ معروف۔

پھر فرمایا، شعراء نے ان کی منقبت میں قصیدے لکھے، (اذا تجلجہ یرمیت ہے، یہ  
 سيعمل الصادقين بفضل صدقي نجات في الحيوة وفي الممات  
 قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سچے ایمان والوں کو ان کے سچ کی برکت سے حیات و موت  
 میں نجات بخشنے کا۔“

یہ واقعہ عجیب، نفیس و رُوح پرور ہے، میں بخیاں تطویل اسے مختصر کر گیا۔ تمام و کمال امام جلال الدین  
 سیوطی کی شرح الصدور میں ہے من شاء فليجمع اليه (جو تفصیل چاہتا ہے اس کی طرف  
 رجوع کرے۔ مت) یہاں مقصود اس قدر ہے کہ مصیبت میں یا رسول اللہؐ کہنا اگر شرک ہے  
 تو شرک کی مغفرت و شہادت کیسی، اور جنت الفردوس میں جگہ پائی کیا معنی، اور ان کی شادی میں

شرح الصدور بحوالہ عیون الحکایا باب زیارة القبور و علم الموتی الخ خلافت اکیہ میں منقولہ سوت س ۹۰ ص ۹۰

فرشتوں کو بھیجا کیونکہ معقول، اور ان ائمہ دین نے یہ روایت کیونکہ مقبول اور ان کی شہادت و ولایت کس وجہ سے مسلم رکھی۔ اور وہ مردان خدا خود بھی سلف صالح میں تھے کہ واقعہ شہر طوس کی آبادی سے پہلے کا ہے کہما ذکر فی البر وایۃ نفسہا (جیسا کہ خود روایت میں ذکر کیا ہے۔ ت) اور طوس ایک شہر ہے یعنی دارالاسلام کی سرحد کا شہر جسے خلیفہ ہارون رشید نے آباد کیا کہما ذکرہ الاحام السیوطی فی تاسیخ الخلفاء (جیسا کہ امام جلیل الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے تاریخ الخلفاء میں اسس کو ذکر کیا ہے۔ ت)

ہارون رشید کا زمانہ زمانہ تابعین و تبع تابعین تھا تو یہ قینوں شہدائے کرام اگر تابعی نہ تھے لاقول تبع تابعین سے تھے واللہ العبادی (اور اللہ ہی ہدایت دینے والا ہے۔ ت)  
حضور پر نور سیدنا خورشید اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں،

من استغاث بی فی کربۃ کشف عنہ و  
من نادى باسمی فی شدۃ فرجت عنہ  
ومن توسل بی الی اللہ عز و جل  
فی حاجۃ قضیت لہ ومن صلی  
برکعتین یقرؤ فی کل رکعۃ  
بعد الفاتحة سورة الاخلاص  
احدی عشرۃ مرۃ ثم یصلی علی  
مرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم بعد السلام ویسلم علیہ ویذکر فی  
ثم یخطو الی جہۃ العراق احدی عشرۃ خطو  
یذکرہا اسمی ویذکر حاجتہ فانہا تقض  
بإذن اللہ یلہ

یعنی جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف  
دفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے  
وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ  
کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت  
برآئے۔ اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت  
میں فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص گیارہ بار پڑھے  
پھر سلام پھیر کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود  
وسلام بھیجے اور مجھ یاد کرے، پھر عراق شریف  
کی طرف گیارہ قدم چلے ان میں میرا نام لیتا جائے  
اور اپنی حاجت یاد کرے اس کی وہ حاجت روا  
ہو اللہ کے اذن سے۔

۸۹ ص	مصطفیٰ البابی مصر	باب زیارۃ القبور	شرح الصدور
۱۰۲ ص	بکسلنگ کمپنی بمبئی	ذکر فضل اصحاب و بشاریم	بیۃ الاسرار
۱۰۱ ص	بکسلنگ کمپنی بمبئی	ذکر فضل اصحاب و مرید و عجیب	زبدۃ الاسرار

10 10 10 11 11 11 11

ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے (ت)

سیدی محمد عمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لے جاتے تھے،

اسی میں ہے :

[illegible]

اسی میں ہے،

ولی ممدوح قدس سترہ کی زوجہ مقدسہ بیماری سے قریب مرگ ہوئیں تو وہ یوں نہ اکرئی  
تھیں یا سیدی احمد یا بندوی خاطر لکھتی تھیں اسے میرے سردار اسے احمد  
بدوی! حضرت کی زوجہ میرے ساتھ ہے۔ ایک دن حضرت سیدی احمد کبیر بدوی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں، اکب تک مجھے پکارے گی اور مجھ  
سے فریاد کرے گی تو جانتی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحب تمکین (یعنی اپنے شوہر کی  
حمایت میں ہے) اور جو کسی ولی کبیر کی درگاہ میں جوتا ہے ہم اس کی نذر پر اجابت نہیں  
کرتے، یوں کہہ دیا سیدی محمد یا حنفی، کہ یہ کہہ گی تو اللہ تعالیٰ تجھے عافیت بخشے گا  
اب بی بی نے یونہی کہا، صبح کو خاصی تندرست اٹھیں، مگر یا کبھی مرض نہ تھا بلکہ  
اسی میں ہے حضرت ممدوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مرضِ موت میں فرماتے تھے،

من کانت له حاجة فلیات الی قبری و  
یطلب حاجتہ اقضہا له فان ما بینی  
وبینکم غیر ذلک ابع من تراب  
وکل رجل یحجبه عن اصغبه ذراعاً من  
تراب فلیس برجل یتہ

جسے کوئی حاجت ہو وہ میری قبر پر حاضر ہو کر حاجت  
مانگے میں روا فرمادوں گا کہ مجھ میں تم میں یہی  
یا تم بھرتی ہی تو حائل ہے اور جس مرد کو اتنی مٹی  
اپنے اصحاب سے حجاب میں کر دے وہ مرد  
کاسبہ کا۔

اسی طرح حضرت سیدی محمد بن احمد فرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال شریفہ میں لکھا،  
کان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول انا من  
المصرفین فی قبورہم فمن کانت له  
حاجة فلیات الی قبالة وجهی وینکوھا  
فی اقضہا له یتہ

فرمایا کرتے تھے میں اُن میں ہوں جو اپنی قبر میں  
تصرف فرماتے ہیں جسے کوئی حاجت ہو میرے  
پاس میرے چہرہ مبارک کے سامنے حاضر ہو کر  
مجھ سے اپنی حاجت کہے میں روا فرمادوں گا۔

اسی میں ہے،

مروی ہوا ایک بار حضرت سیدی مدین بن احمد اشعوتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو

۱۔ سئلہ لوائح الانوار فی طبقات الاخیار ترجمہ ۳۲۵ سید مولانا شمس الدین الحنفی مصطفیٰ البابی مصر ۹۶  
۲۔ سئلہ لوائح الانوار فی طبقات الاخیار ترجمہ ۳۲۹ الشیخ محمد بن احمد الغزل مصطفیٰ البابی مصر ۱۰۵/۲

فرماتے ہیں ایک کھڑاؤں بلوڈ مشرق کی طرف پھینکی، سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے  
اور وہ کھڑاؤں ان کے پاس تھی انہوں نے حال عرض کیا کہ جنگل میں ایک بدو وضع نے  
ان کی صاحبزادی پر دست درازی چاہی، لڑکی کو اس وقت اپنے باپ کے پیرو مشد  
حضرت سیدی مرین کا نام معلوم نہ تھا یوں ندا کی یا شیخہ ابی لا حطیفی اسے میرے  
باپ کے پیر مجھے بچاتیے۔ یہ نذر کرتے ہی وہ کھڑاؤں آئی لڑکی نے نجات پائی، وہ کھڑاؤں  
ان کی اولاد میں اب تک موجود ہے۔

اسی میں سیدی موسیٰ ابو عمران رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لکھتے ہیں،  
کلن اذا نادى مريدًا اجابه من مسيرہ  
سنو اواکثر  
جب ان کا مرید جہاں کہیں سے انہیں ندا کرتا  
جواب دیتے اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا اس  
سے بھی زائد۔

حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحی محمد ثب دہلوی اخبار الاخیار شریف میں ذکر مبارک حضرت سید  
اجل شیخ بہاء الحق والدین بن ابراہیم و عطار اللہ الانصاری القادری الشکاری الحسینی رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ میں حضرت مجدد روح کے رسالہ مبارک شکاریہ سے نقل فرماتے ہیں،  
ذکر کشف ارواح یا احمد یا محمد در دو طریق  
کشف ارواح کے ذکر یا احمد و یا محمد  
مست، یک طریق آفت یا احمد را  
میں دو طریقے ہیں، پہلا طریقہ یہ ہے کہ یا احمد  
در راستا بگوید و یا محمد را در چپا  
دائیں طرف اور یا محمد بائیں طرف سے کہتے ہوئے  
دل پر یا رسول اللہ کی ضرب لگاتے۔ دوسرا  
بگوید و در دل ضرب کند یا رسول اللہ۔  
طریق دوم آفت کہ یا احمد را در راستا بگوید  
بائیں طرف سے کہتے ہوئے دل میں یا مصطفیٰ  
و چپا یا محمد و در دل دہم کند یا مصطفیٰ۔ دیگر  
ذکر یا احمد یا محمد یا علی یا حسن  
کا خیال جائے۔ اس کے علاوہ دیگر اذکار  
یا حسین، یا احمد، یا علی، یا حسن،  
یا حسین، یا فاطمہ کا چھ طرفی ذکر کرنے سے  
یہ کشف جمیع ارواح شود دیگر اسمائے

۱۔ نوافل الافراق طبقات الاخیار ترجمہ ۳۶۹ الشیخ حسین بن احمد الاشون مصطفیٰ ابیانی مصر ۱۰۲/۲  
۲۔ " " " " " " الشیخ موسیٰ الکنی ابی عمران " " " " ۲۱/۲



ملا کر مقرب ہیں تاثیر دارند یا جبریل ،  
یا میکائیل ، یا اسرافیل ، یا عزرائیل  
چار ضربی ، دیگر ذکر اسم شیخ یعنی بگوید  
یا شیخ یا شیخ ہزار بار بگوید کہ حرف  
نہار را از دل بکشہ طرف راستا برد و  
لفظ شیخ را در دل ضرب کند یہ

تمام ارجح کا کشف حاصل ہو جاتا ہے۔ مقرب  
فرشتوں کے ناموں کا ذکر بھی تاثیر رکھتا ہے ،  
یا جبرائیل ، یا میکائیل ، یا اسرافیل ، یا عزرائیل  
کا چار ضربی ذکر کرے۔ نیز اسم شیخ کا ذکر کرتے  
ہوئے یا شیخ یا شیخ ہزار بار اس طرح کرے  
کہ حرف نہ کو دل سے کھینچے ہوئے دائیں طرف  
لے جائے اور لفظ شیخ سے دل پر ضرب لگائے۔

حضرت سیدی نور الدین عبد الرحمن مولانا جامی قدس سرہ السامی لغات الانس شریف میں  
حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العلی کے حالات میں لکھتے ہیں کہ مولانا روح اللہ روئے نے قریب انتقال  
ارشاد فرمایا ،

از رفتن من غناک مشوید کہ نور منصور رحمہ اللہ تعالیٰ  
بعد از صد و پنجاہ سال بر روح شیخ فرید الدین  
عطار رحمہ اللہ تعالیٰ تہل کرد و مرشد او  
شد یہ  
اور فرمایا ،

ہمارے جانے سے غلین مت ہوں کہ حضرت  
منصور علیہ الرحمہ کا نور ایک سو پچاس سال  
بعد شیخ فرید الدین عطار کی روح پر تہل کر سکتے  
ہوئے ان کا مرشد ہو گیا۔ (ت)

در ہر حالتی کہ ہاشیمہ مراد کنید ما من شمارا  
محمد ہاشم در ہر لباسی کہ ہاشم یہ  
اور فرمایا ،

تم جس حالت میں رہو مجھے یاد کرو تاکہ میں تمہارا  
درد گار بنوں میں چاہے جس لباس میں ہوں (ت)

در عالم مارا دو تعلق سب ، یکے بہ بدن  
و یکے بشعما ، و چون بہ عنایت حق  
سبحانہ و تعالیٰ فسرود و مجر و شوم و

دنیا میں ہمارے دو تعلق ہیں ، ایک بدن کے ساتھ  
اور دوسرا تمہارے ساتھ۔ جب حق تعالیٰ کی  
عنایت سے میں خود و مجرد ہو جاؤں گا اور عالم

۱۔ اخبار الانبار ترجمہ شیخ بہار الدین براہیم عطار اللہ الانصاری مکتبہ نور رضویہ سکھر ص ۱۹۹  
۲۔ دیکھو دیکھو لغات الانس ترجمہ مولانا جمال الدین رومی کتاب غزلیہ محمودی ص ۴۶۲ و ۴۶۳

عالم تجرید و تقریر رفتے نماید آن تعلق نیز از آن  
شہا خواہد بود لے

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی الطیب النعم فی مدح سید العرب والعجم میں لکھتے ہیں،  
وصلی علیک اللہ یا خیر خلقہ  
ویا خیر من یزنی لکشف ربیۃ  
وانت مجیر من هجوم مہلۃ  
اور خود اس کی شرح و ترجمہ میں کہتے ہیں،

(فصل یازدہم در ابتہالی بیناب آنحضرت  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمت فرستد بر تو  
خداے تعالیٰ اے بہترین خلق خدا، و اے  
بہترین کسیک امید داشتہ شود، اے بہترین  
عطا کنندہ و اے بہترین کسیک امید داشتہ  
باشد برائے ازالہ مصیبت و اے بہترین کسیک  
سفاوت و زیادہ است از ہاراں، ہار ہا تو اسی  
میدہم کہ قرپناہ دہستہ منی از ہجوم کردن مصیبت  
وقتے کہ بخلا نہ در دل بدترین چنگا لہار او ملخصاً  
(گیا رحیم فصل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی  
بارگاہ میں عاجزانہ فریاد کے بارے میں)  
اے خلق خدا اے بہتر! آپ پر اللہ تعالیٰ درود  
بھیجے۔ اے بہترین شخص جس سے امید کی جاتی ہے  
اور اے بہترین عطا کرنے والے۔ اے بہترین  
شخص کہ مصیبت کو دور کرنے میں جس سے امید  
رکھی جاتی ہے۔ اور جس کی سفاوت ہا ریش پر  
وقت رکتی ہے۔ آپ ہی مجھے مصیبتوں کے  
ہجوم سے پناہ دینے والے ہیں جب وہ میرے  
دل میں بدترین پنجے گاڑتی ہیں۔ (ت)

اسی کے شروع میں لکھتے ہیں،

ذکر بعد حوادث زمان کہ دران حوادث لابدست  
از استمداد ہر روح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم لے

آلہ نجات الانس ترجمہ مولانا جلال الدین الرومی  
الطیب النعم فی مدح سید العرب والعجم فصل یازدہم  
کتاب لغز و شہی محمدی ص ۴۲ و ۴۳  
مجتبائی دہلی ص ۲۲  
فصل اول ص ۲

جہ نظر نمی آید مرا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ جائے دست زدن اند و ہمیں دست در مرشدی۔

مجھے حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی نظر نہیں آتا کیونکہ ہر سختی میں حسرتزدوں کی بنیاد گاہِ آپس ہی ہیں۔ (تہ)

یہی شہ صاحب قصیدہ "مدحہ حمزہ" میں لکھتے ہیں،

یتادی ضارغا الخضوع قلب  
رسول الله یا خیر البریا  
اذا ما حل خطب مد لهم  
الیک توجهی و بک استنادی

وذلك وإتهمال والتجبر  
فوالك ابتغ يوم القضا  
فانت الحصن من كل ابلاء  
وفيك مطامع ورك ارتحامي

اور خود ہی انس کی شرع و ترجمہ میں نکلتے ہیں،

فصل ششم در مخاطبہ جناب عالی علیہ افضل الصلوات و اکمل التحات و التسلیمات ندای کند زار و خوار شد و بشکست دل و اظہار بہ قدری خود بہ اخلاص در مناجات و بہ پناہ گرفتاری پس طسیرتی کہ اسے رسول خداؐ اے بہترین مخلوقات عطا کئے گئے خواہم روز فیصلہ کردن ، وقتے کہ فرد آید گاہ عظیم در غایت تاریکی ، پس توفی پناہ از ہر بلا ، بسوئے تست زد و آوردن من بہ تست پناہ گرفتاری من و در تست امید داشتن من احرار غضا ۔

چھٹی فصل عالی مرتبت سرورِ عالم محطِ اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کو پکارنے کے بیان میں - آپ پر  
بہترین درود اور کامل ترین سلام ہوں۔ ذیل و  
خوار شخص شکستہ دل، ذلت و رُسوائی، عجز و  
انکسار کے ساتھ پناہ طلب کرتے ہوئے یوں  
پکارتا ہے، اے اللہ تعالیٰ کے رسول! اے  
بہترین خلق! میں فیض کے دن آپ کی عطا کا  
طلبگار ہوں۔ جب انتہائی اندھیرے میں بہت  
بڑی مصیبت نازل ہو تو ہر بلا میں پناہ گاہ  
تو ہی ہے - میری توجہ تیری طرف ہے، تجھ ہی  
سے میں پناہ لیتا ہوں، تجھ ہی سے طبع و امید  
رکتا ہوں (محضاً) (ت)

رکتہ ہوں اور طمٹھا (ت)

له الطيب النغم في مدح سيد العرب القيم فصل اول

## مختصاتی وطنی

22

قصہ ششم

مطبع مجتہادی دہلی

۴۳۳

4

100 100 100

۲۲۵۴۳۵

یہی شاہ صاحب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں قصائے حاجت کے لئے ایک ختم کی ترکیب یوں نقل کرتے ہیں،

اول دو رکعت نفل، بعد ازاں یک صد و یازدہ بار درود و بعد ازاں یک صد و یازدہ بار کلمہ تجید و یک صد و یازدہ بار شیعاً رتقہ یا شیخ عبد القادر جیلانیؒ۔  
پہلے دو رکعت پڑھے پھر ایک سو گیارہ بار درود شریف، ایک سو گیارہ بار کلمہ تجید، پھر ایک سو گیارہ بار یہ پڑھے، اسے شیخ عبد القادر جیلانیؒ خدا را کچھ عطا فرمائیں۔ (ت)

اسی انتباہ سے ثابت کہ یہی شاہ صاحب اور ان کے شیخ و استاذ حدیث مولانا طاہر علی جن کی خدمت میں مدتوں رہ کر شاہ صاحب نے حدیث پڑھی اور ان کے شیخ و استاذ و والد مولانا ابراہیم گزنی اور ان کے استاذ مولانا احمد قشاشی اور ان کے استاذ مولانا احمد شنودی اور شاہ صاحب کے استاذ مولانا احمد محل گریہ چاروں حضرات بھی شاہ صاحب کے اکثر سلاسل حدیث میں داخل اور شاہ صاحب کے پروموشن شیخ محمد سعید لاہوری جنہیں انتباہ میں شیخ معمر ثقہؒ کہا اور اعیان مشائخ طریقت سے گنا اور ان کے پیر شیخ محمد اشرف لاہوری اور ان کے شیخ مولانا عبد الملک اور ان کے مرشد شیخ بایزید ثانی اور شیخ شنودی کے پیر حضرت سید صبغۃ اللہ مدنی اور ان دو صاحبوں کے پروموشن مولانا وجیہ الدین علوی شارح ہدایہ و شرح وقایہ اور ان کے شیخ حضرت شاہ محمد غوث گزالیاری مہتمم رحمۃ الملک الباری، یہ سب اکابر نادعلی کی سندیں لیتے اور اپنے تلامذہ و مستفیدین کو اجازتیں دیتے اور یا علی یا علی کا وظیفہ کرتے و لہ الحمد للہ السامیہ، جسے اس کی تفصیل دیکھنی ہو فقیر کے رسالہ انہار الانوار و حیات السموات فی بیان سماع الاصوات کی طرف رجوع کرے۔

شاہ عبد القزیز صاحب نے بستان المحدثین میں حضرت ارفیع داعی امام العلما نظام الاولیا

لہ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

نوٹ، الانتباہ دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصہ میں سلاسل طریقت بیان کئے گئے ہیں اور دوسرے حصہ میں فقہ و حدیث کی سندیں بیان کی گئی ہیں۔ دوسرا حصہ مکتبہ سلفیہ لاہور نے "وصاف النبیہ" کے نام سے شائع کیا تھا، ناشر نے مقدمہ میں تصریح کی ہے کہ اس حصہ کا ایک باب نہیں مل سکا اور وہ کچھ ضروری بھی نہ تھا، غالباً یہ حوالہ اسنی غیر ضروری مختصر میں قلم زد ہو گیا ہے ۱۲ شرف قادری۔

حضرت سیدی احمد زروق مغربی قدس سرہ استاذ شمس الدین لغاتی و امام شہاب الدین قسطلانی  
 شارح صحیح بخاری کی مدح عظیم لکھی کہ وہ جناب ابدال سبوعہ و محققین صوفیہ سے ہیں، شریعت و  
 حقیقت کے جامع، باوصف علو باطن، ان کی تصانیف علوم ظاہری میں بھی نافع و مفید و بکثرت ہیں۔  
 اکابر علماء فخر کرتے ہیں کہ ہم ایسے جلیل القدر عالم و عارف کے شاگرد ہیں، یہاں تک کہ لکھا،  
 بالجملہ مروجہ جلیل القدر سے ست کہ مرتبہ کمالی خلاصہ یہ کہ وہ بڑی قدر و منزلت والے بزرگ  
 اوفوق الذکر است۔ ہیں کہ ان کا مقام و مرتبہ ذکر سے ماوراء

ہے۔ (ت)

پھر اس جناب جلالت مآب کے کلام سے روایتیں نقل کیں کہ فرماتے ہیں، ہ  
 انا لم یدر جامع لشتاتہ اذا ما احاطا جوہ الزمان بنکبتہ  
 وان کنت فی ضیق و کرب و وحشۃ فنادییا زروق ایت بسرعتہ  
 یعنی میں اپنے مرید کی پریشانیوں میں جمعیت بخشنے والا ہوں جب ستم زمانہ اپنی نوبت  
 سے اس پر تھدی کرے اور تنگی و تکلیف و وحشت میں ہو تو یوں ندا کہ یا زروق  
 میں فوراً آ کر موجود ہوں گا۔

علامہ زیادہ پھر علامہ اجوری صاحب تصانیف کثیرہ مشہورہ، پھر علامہ داؤدی دمشقی  
 شرح منہج، پھر علامہ شامی صاحب رد المحتار حاشیہ در مختار نگہ شدہ چیز ملنے کے لئے فرماتے  
 ہیں کہ،

”بلندی پر جا کر حضرت سیدی احمد بن علوان یعنی قدس سرہ کے لئے فاتحہ پڑھے پھر  
 انھیں ندا کرے کہ یا سیدی احمد یا ابن علوان“

تجلی مشہورہ و معروف کتاب ہے۔ فقیر نے اس کے حاشیہ کی یہ عبارت اپنے رسالہ حیاۃ الموات  
 کے ہاشم تکلمہ پر ذکر کی۔

غرض یہ صحابہ کرام سے اس وقت تک کہ اس قدر ائمہ و اولیاء و علماء ہیں جن کے اقوال فقیر  
 نے ایک ساعت قلیلہ میں جمع کئے۔ اب مشرک کہنے والوں سے صاف صاف پوچھنا چاہئے کہ

لہ بستان الحدیث حاشیہ سید زروق فاسی علی البخاری ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۲  
 لہ حاشی الشامی علی رد المحتار کتاب اللقطہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۷۴

عثمان بن حنیف و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن عمر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے اساتذہ و مشائخ تک سب کو کافر و مشرک کہتے ہو یا نہیں؟ اگر انکار کریں تو الحمد للہ ہدایت پائی اور حق واضح ہو گیا اور بے حد مرکب ان سب پر کفر و مشرک کا فتویٰ جاری کریں تو ان سے اتنا کہتے کہ اللہ تعالیٰ ہدایت کرے۔ ذرا انگلیں کھول کر دیکھو تو کہے کہا اور کیا کچھ کہا انا للہ وانا الیہ ساجدون۔ اور جان لیجئے کہ مذہب کی بنیاد پر صحابہ سے لے کر اب تک کے اکابر سب معاذ اللہ مشرک و کافر ٹھہریں وہ مذہب خدا و رسول کو کس قدر دشمن ہو گا۔

صحیح حدیثوں میں آیا کہ جو مسلمان کو کافر کہے خود کافر ہے۔ اور بہت ائمہ دین نے مطلقاً اس پر فتویٰ دیا جس کی تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ النہی الاکید عن القلولۃ وراء عدی التقليد میں ذکر کی۔ ہم اگرچہ بحکم احتیاط تکفیر نہ کریں تاہم اس قدر میں کلام نہیں کہ ایک گروہ ائمہ کے نزدیک یہ حضرات کہ یا سول اللہ و یا علی و یا حسین و یا غوث الثقلین کہنے والے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہتے ہیں خود کافر ہیں تو ان پر لازم کہ نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھیں اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں۔ ورنہ محارم میں ہے۔

ما فیہ خلل یؤمر بالاستغفار و اور جس چیز کے کفر میں اختلاف ہو اسکے مرکب کو استغفار و توبہ اور تجدید نکاح کا حکم التوبۃ و تجدید النکاح ہے

دیا جائے گا۔ (ت)

فائدہ: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نذر کرنے کے عمدہ دلائل سے التعمیات ہے جسے ہر نمازی ہر نماز کی دو رکعت پڑھتا ہے اور اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کرتا ہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سلام حضور پر اسے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

اگر نذر معاذ اللہ مشرک ہے تو یہ عجب مشرک ہے کہ عین نماز میں شریک و داخل ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اور یہ جاہلانہ خیال محض باطل کہ التعمیات زمانہ اقدس سے ویسے ہی چلی آتی ہے تو مقصود ان لغظوں کی ادا ہے نہ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

سہ صحیح البخاری کتاب الادب باب من اقرأ غادہ بغیر تاویل قدیمی کتب حائے کراچی ۹۰/۲  
صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال الایمان من قال لا ینزل علیہ کافر ۵۴/۱  
لکھنؤ النہار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتہدانی دہلی ۲۵۹/۱

وسلم کی نذائے عاشاد کا شریعتِ مطہرہ نے نماز میں کوئی ذکر ایسا نہیں رکھا ہے جس میں صرف زبان سے لفظ نکالے جائیں اور معنی مراد نہ ہوں۔ نہیں نہیں بلکہ قطعاً یہی درکار ہے استیجابات للہ والصلوات سے حمید الہی کا قصد رکھے اور السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ سے یہ ارادہ کرے کہ اس وقت میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کرتا اور حضور سے بالقصد عرض کر رہا ہوں کہ سلام حضور اسے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں شرح قدوری سے ہے،

لا بُدَّ من ان یقصد بالفاظ التَّشہید معانیہا  
التي وضعت لها من عندہ کأنه یحتج  
اللہ تعالیٰ ویسلم علی النبی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم وعن نفسه وعن اولیاء  
اللہ تعالیٰ

تشہد کے الفاظ سے ان معانی کا قصد کرنا قدوری  
سے جن کے لئے ان الفاظ کو وضع کیا گیا ہے اور  
جو نمازی کی طرف سے مقصود ہوں۔ گویا کہ نمازی  
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذرانہ عبادت پیش کر رہا ہے  
اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر، خود اپنی ذات  
پر اور اولیاء اللہ پر سلام بھیج رہا ہے (ت)

تنویر الابصار اور اس کی شرح ذیہ مخارم میں ہے،

(و یقصد بالفاظ التَّشہید معانیہا مرادہ  
لہ علی وجہ الانشاء کأنه یحتج  
اللہ تعالیٰ ویسلم علی نبیہ و  
عن نفسه و اولیاءہ (لا الاخبار)  
عن ذلك ذكره في  
المجتبیٰ

الفاظ تشہد سے ان کے معانی مقصودہ کا بطور  
النشاء قصد کرے، گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ  
میں اظہار بندگی کر رہا ہے اور اس کے نبی  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، خود اپنی ذات اور  
اولیاء اللہ پر سلام بھیج رہا ہے، ان الفاظ  
سے حکایت و خبر کا قصد نہ کرے۔ اس کو مجتبیٰ  
میں ذکر کیا ہے۔ (ت)

علامہ حسن شرنبلالی مراۃ الفلاح شرح نور الایضاح میں فرماتے ہیں،

یَقْصِدُ مَعَانِيَهُ مَرَادَهُ لِهٖ عَلَى قَصْدِ كَرَمٍ مَقْصُودِهِ كَابَاسٍ طَرَدَ نَمَازِي

سنة الفتاوى الهندية كتاب الصلوة الفصل الثاني نوراني كتب خانہ پشاور ۶/۷  
سنة الدر المنخار شرح تنویر الابصار كتاب الصلوة باب سنة الصلوة مطبع مجتبائی دہلی ۶/۷

اِنَّهُ يُنْشِئُهَا بِحَيْثُ وَاَسْلَافًا مِنْهُ لَٰ اِنِّي طرَف سے تَحِيَّۃ اور سلام پیش کر رہا ہے۔  
 اسی طرح بہت علماء نے تصریح فرمائی۔ اس پر بعض سفہائے منکرین یہ عذر ٹھرتے ہیں کہ صلوٰۃ  
 و سلام پہنچانے پر ملائکہ مقرر ہیں تو ان میں نذر جائز اور ان کے ماوراء میں ناجائز، حالانکہ یہ سخت  
 جہالت بے مزہ ہے، قطع نظر بہت اعتراضوں سے جو اس پر وارد ہوتے ہیں ان ہوشمندوں نے  
 اتنا بھی نہ دیکھا کہ صرف درود و سلام ہی نہیں بلکہ اُمت کے تمام اقوال و افعال و روزانہ دُور  
 سرکارِ عرش و قارِ حضورِ سیدِ الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کئے جاتے ہیں۔ احادیثِ کثیرہ  
 میں تصریح ہے کہ مطلقاً اعمالِ مسند و سیرت سب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں  
 پیش ہوتے ہیں اور یوں ہی تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور والدین و اعضاء و اقارب سب  
 پر عرضِ اعمال ہوتی ہے۔ فقیر نے اپنے رسالہ سلطنتۃ المصطفیٰ فی ملکوتِ کل السورۃ  
 میں وہ سب حدیثیں جمع کیں، یہاں اسی قدر بس ہے کہ امام اجل عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

لیس من یوم الا وتعرض علی النبی  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعمال  
 اُمتہ غدوة وعشیا فیعرفہم  
 بسماہم و اعمالہم بہ  
 یعنی کوئی دن ایسا نہیں جس میں سید عالم صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم پر اعمالِ اُمت ہر صبح و شام  
 پیش نہ کئے جاتے ہوں تو حضور کا اپنے اُمتیوں  
 کو پہچانتا ان کی علامت اور ان کے اعمال دونوں  
 دیکھ سے ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی آلہ  
 و صحبہ و شرف و کرم)۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ بتوفیق اللہ عزوجل اس مسئلے میں ایک کتابِ مبسوط لکھ سکتا ہے مگر  
 منصف کے لئے اسی قدر کافی اور خدا ہدایت دے تو ایک حرف کافی۔  
 اکفنا شر الفضلین یا حکام  
 وصل علی سیدنا و مولینا محمد  
 الشافی و آلہ و صحبہ حُجَّۃ الدین  
 اے کنایت فرمانے والے! ہماری طرف سے  
 گراہ کرنے والوں کے شر کا دفاع فرما۔  
 ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ پر درود نازل فرما

لہ مراقی الفلاح علی ہامش ما شیۃ الخطاوی کتاب الصلوٰۃ نور محمد کا رخا نہ تجارت کتب کراچی ص ۱۵۵  
 لہ الموابب الدنیۃ بحوالہ ابن المبارک عن سعید بن المسیب المقصد الرابع الفصل الثانی بیوۃ ۶۹۶/۲



الصافی اُمیت والحمد لله  
مرحب العالمین۔  
جو شفا عطا فرمائیں گے ہیں اور آپ کے آل و اصحاب  
پر جو دین صافی کے حیات ہیں آمین والحمد لله رب العالمین

کتبہ عبیدہ المذنب احمد رضا البریلوی  
عفی عنہ محمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی سنتی قادری  
عبید المصطفیٰ احمد رضا خان

رسالہ

انوار الانتباه فی حیل نداء یا رسول اللہ  
ختم چھو



رسالہ

## اسماع الاربعین فی شفاعۃ سید المحبوبین (محبوبوں کے سزا کی شفاعت کے بارے میں چالیس حدیثیں سنانا)

بسم الله الرحمن الرحيم

۱۶۵ نمبر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شفیع ہونا کس حدیث سے ثابت ہے؟ بیٹھو! توجہ کرو! (بیان فرمائیے اجر دے جاؤ گے۔ ت)

### الجواب

الحمد لله البصير السميع والصلوة والسلام على البشير الشفيع  
وعلى آله وصحبه كل مساء وسطيعة۔  
سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو دیکھنے والا  
سننے والا ہے، اور درود و سلام تازل ہو  
بشارت دینے والے شفاعت کرنے والے پر  
اور اس کے آل و اصحاب پر ہر شام کو اور ہر  
صبح کو۔ (ت)

سُبْحَانَ اللَّهِ! ایسے سوال سُن کر تعجب آتا ہے کہ مسلمان و مدعیانِ سنیت اور ایسے واضح

عقائد میں تشکیک کی آفت، یہ بھی قریب قیامت کی ایک علامت ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔  
احادیث شفاعت بھی ایسی چیز ہیں جو کسی طرح چُھپ سکیں۔ بیسیوں صحابہ، صد ہا تابعین،  
ہزار ہا محدثین ان کے راوی، حدیث کی ہر گونہ کتابیں صحاح، سنن، مسانید، معاجم، جوامع، مصنفات  
ان سے مالا مال۔ اہل سنت کا ہر نفس یہاں تک کہ زمان و اطفال بلکہ ہفتابی جمال بھی اس عقیدے سے  
آگاہ۔ خدا کا دیدار، محمد کی شفاعت ایک ایک بچے کی زبان پر جاری، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک و شرف  
و محمد وکرم۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے رسالہ ”سبع وطاعة لاحادیث الشفاعة“ میں بہت کثرت سے ان  
احادیث کی جمع و تخیص کی، (یہاں) بر نہایت اجمال صرف چالیس حدیثوں کی طرف اشارت، اور ان سے  
پہلے چند آیات قرآنیہ کی تلاوت کرتا ہوں:

### الآیات

آیت اولیٰ: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ نے فرمایا):  
عَسٰی اَنْ یَّعْشَرَکَ رَبِّکَ مَقَامًا مَّحْمُودًا۔ قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود میں بھیجے۔  
حدیث شریف میں ہے حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، مقام محمود  
کیا چیز ہے، فرمایا: ہُوَ الشَّفَاعَةُ وَہِ شَفَاعَتُہِ وہ شفاعت ہے۔  
آیت ثانیہ: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ نے فرمایا):  
وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبِّکَ فَتَرْضٰی۔ اور قریب تر ہے تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو  
راضی ہو جائے گا۔

دہلی مسند الفردوس میں میرزا مبین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی، جب یہ آیت اتری  
حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،  
اِذَا لَا اَرْضٰی وَاَحَدٌ مِنْ اُمَّتِیْ۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی کہنے کا وعدہ فرماتا  
ہے تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک امتی بھی دنہ میں۔  
الناسرکے

سۃ القرآن الکریم ۷/۱۷

سۃ جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل امین کمپنی دہلی ۱۳۲/۶

سۃ القرآن الکریم ۵/۹۳

سۃ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ ۵/۹۳ المطبعة البیتہ المصریۃ مصر ۲۱۳/۳۱

اللہ صلی وسلم وبارک علیہ۔

طبرانی معجم اوسط اور بزار مسند  
میں جناب مولیٰ المسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی  
حضور شقیق المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اشفعہ لامنی حتیٰ ینادی نئی ربی قد ارضیت یا محمد  
فاقول ای رب قد رضیت۔  
میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ  
میرا رب پکارے گا اے محمد! تو راضی ہوا، میں  
عرض کروں گا، اے رب میرے! میں راضی ہوا۔

آیت شالشمہ، قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا)،

واستغفر لذنوبک واللو منین والذو مننت  
اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں  
اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو حکم دیتا ہے کہ مسلمان  
مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہ مجھ سے بخشاؤ، اللہ شفاعت کا سچا کا نام ہے؛  
آیت رابعہ، قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا)،

ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جہادوا  
فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول  
لو جہدوا واللہ تو اباد حیہما  
اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں، تیرے پاس حاضر  
ہوں، پھر خدا سے استغفار کریں، اور رسول ان کی  
بخشش مانگے تو بیشک اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنا  
مہربان پائیں۔

اس آیت میں مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ گناہ کر کے اس نبی کی سرکار میں حاضر ہو اور اس سے  
درخواست شفاعت کرو، محبوب تمہاری شفاعت فرمائے گا تو ہم یقیناً تمہارے گناہ بخش دیں گے۔  
آیت خامسہ، قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا)،

۴۴/۴	کتبۃ المعارف ریاض	حدیث ۲۰۸۳	معجم الاوسط
۴۵۶/۴	مصحف البابی مصر	فصل فی الشفاعۃ	الترغیب والترہیب کتاب البعث
۳۶۱/۶	کتبۃ آیۃ الشفاء قسم ایران	تحت الآیۃ ۵/۹۳	الدر المنثور
		۱۹/۴	۵ القرآن الکریم
		۶۳/۴	۵

وَادْأَقِيلْ لَهُمْ قُدُورًا يَتَغَفَرُ لَكُمْ  
 جب اہی منافقوں سے کہا جائے کہ اے رسول اللہ  
 تمہاری مغفرت مانگیں تو اپنے سر پھیر لیتے ہیں۔  
 اس آیت میں منافقوں کا حال بیان ارشاد ہوا کہ وہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 سے شفاعت نہیں چاہتے، پھر جو آج نہیں چاہتے وہ کل چاہیں گے۔ اللہ دنیا و آخرت میں ان کی شفاعت  
 سے بہرہ مند فرمائے گا۔

حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے

منکر آج ان سے التجا نہ کرے

وصلی اللہ تعالیٰ علی شفیع المذنبین  
 اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے غنہ گاروں کی شفاعت  
 فرمائے والے پروردگار ان کی آلی، اصحاب اور تمام  
 والہ و صحبہ و حزبہ اجیعین۔

امت پر - و ت

### الاحادیث

شفاعت کبریٰ کی حدیثیں جن میں صاف صریح ارشاد ہوا کہ عرصاتِ محشر میں وہ طویل دن ہو گا کہ کالے  
 نہ کٹے اور سروں پر آفتاب اور دوزخ نزدیک، اس دن سورج میں دس برس کامل کی گرمی جمع کریں گے اور  
 سروں سے کچھ بھی فاصلہ پر لا رکھیں گے، پیاس کی وہ شدت کہ خدا نہ دکھائے، گرمی وہ قیامت کہ اللہ  
 بچائے، بانسوں پسینہ زمین میں جذب ہو کر اوپر چڑھے گا بیان تک کہ گلے گلے سے بھی اونچا ہو گا، جہاز  
 پھوڑیں تو بجے نکلیں، لوگ اس میں غوطے کھائیں گے، گہرا گہرا کر دل حلق تک آجائیں گے  
 لوگ ان عظیم آفتوں میں جان سے تنگ آکر خفیع کی تلاش میں جا بجا پھریں گے، آدم و نوح،  
 علیل و کلیم و مسیح علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر جواب صاف سنیں گے سب انبیاء  
 فرمائیں گے ہمارا یہ مرتبہ نہیں ہم اس وقتی نہیں ہم سے یہ کام نہ نکلے گا، نفسی نفسی، تم اور کسی کے پاس جاؤ۔  
 یہاں تک کہ سب کے بعد حضور پر نور خاتم النبیین، سید الاولین والآخرین، شفیع المذنبین  
 رحمة للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہا انہا  
 لہ القرآن الحکیم ۵/۶۳

۱۶۱/۱ مکتبۃ المعارف بیروت  
 صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۰/۱

بار بار شفاعت فرمائیں گے اور ہر دفعہ اللہ تعالیٰ وہی کلمہ فرمائے گا اور حضور ہر مرتبہ بے شمار بندگانِ خدا کو بخاست بخشیں گے۔

میں ان مشہور حدیثوں کے سوا ایک اور بعین یعنی چالیس حدیثیں اور لکھتا ہوں جو گوشِ عوام تک کم پہنچی ہوں، جن سے مسلمانوں کا ایمان ترقی پائے، متبرک کا دل آتشِ غیظ میں جل جائے بالخصوص جن سے اس ناپاک تحریف کا رد شریف ہو جو بعض بد دینوں، خدانا ترسوں، ناحق کوشوں، باطل کیشوں نے معنی شفاعت میں کہیں اور انکارِ شفاعت کے چہرہ نجس چھپانے کو ایک جھوٹی صورت نام کی شفاعتِ دل سے گھڑی۔ ان حدیثوں سے واضح ہو گا کہ ہمارے آقائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفاعت کے لئے متعین ہیں، انہی کی سرکار بیکس پناہ ہے، انہی کے در سے بے یاروں کا نباہ ہے، نہ جس طرح ایک بد مذہب کہتا ہے کہ جس کو چاہے گا اپنے حکم سے شفیع بنادے گا۔ یہ حدیثیں ظاہر کریں گی کہ ہمیں خدا اور رسول نے کان کھول کر شفیع کا پیارا نام بتا دیا اور صاف فرمایا کہ وہ محمد رسول اللہ ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ یہ کہ بات گول رکھی ہو جیسے ایک بد نخت کہتا ہے کہ اسی کے اختیار پر چھوڑ دیجئے جس کو وہ چاہے ہمارے شفیع کر دے۔

یہ حدیثیں مژدہ جانفزادیں گی کہ حضور کی شفاعت خدا اس کے لئے ہے جس سے اتفاقاً گناہ ہو گیا ہو اور وہ اس پر ہر وقت نادم و پریشان و ترساں و لرزاں ہے جس طرح ایک دزدِ باطن کہتا ہے کہ چور پر تو چوری ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کو اس نے کچھ اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اس پر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا ہے، نہیں نہیں ان کے رب کی قسم جس نے انہیں شفیع المذنبین کیا، ان کی شفاعت ہم جیسے روسیا ہوں، پر گناہوں، سیاہ کاروں، ستم گاروں کے لئے ہے جن کا بال بال گناہ میں بندھا ہے جن کے نام سے گناہ بھی تنگ و عار رکھتا ہے۔

ترسم آلودہ شود دامنِ عصیاں از من

(میں ڈرتا ہوں کہ گناہوں کا دامن میری وجہ سے آلودہ ہو جائیگا۔)

وَحَبِيبُ اللَّهِ تَعَالَى وَنَعَمُ الْوَكِيلُ وَ  
الضَّلَوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الشَّفِيعِ  
الْجَمِيلِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ بِالنُّوفِ  
التَّبَجِيلِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ  
اور اللہ تعالیٰ ہمارے لئے کافی ہے اور کیا ہی خوب  
کار ساز ہے۔ اور درود و سلام نازل ہو جمال و  
شفیع پر اور ان کے آل و اصحاب پر ہزاروں تعظیم  
تکبیر کے ساتھ۔ اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں

زبانی گئے یعنی میں ہوں شفاعت کے لئے، میں ہوں شفاعت کے لئے۔

پھر اپنے رب کریم جل جلالہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سجدہ کریں گے ان کا رب تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمائے گا،

یہ محمد ارفع رأسک و قل تسمع و سل  
نقطۃ و اشفع تشفع  
اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو تمہاری بات  
سنی جائیگی اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت  
کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہے۔

یہی مقام محمود ہوگا جہاں تمام اولین و آخرین میں حضور کی تعریف و حمد و ثناء کا غل پڑ جائے گا اور موافق و مخالف سب پر کھل جائے گا۔ بارگاہ الہی میں جو وجاہت ہمارے آقا کی ہے کسی کی نہیں اور مالک عظیم جل جلالہ کے یہاں جو عظمت ہمارے مومن کے لئے ہے کسی کے لئے نہیں، والحمد للہ رب العالمین (اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت) اسی لئے اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کاملہ کے مطابق لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا کہ پہلے اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس جائیں اور وہاں سے محروم پھر کر ان کی خدمت میں حاضر آئیں تاکہ سب جان لیں کہ منصب شفاعت اسی سرکار کا خاصہ ہے دوسرے کی مجال نہیں کہ اس کا دروازہ کھول سکے والحمد للہ رب العالمین اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت)

یہ حدیثیں صحیح بخاری و صحیح مسلم تمام کتابوں میں مذکور اور اہل اسلام میں معروف و مشہور ہیں، ذکر کی حاجت نہیں کہ بہت طویل ہیں، شک لانے والا اگر دو حرف بھی پڑھا ہو تو مشکوٰۃ شریف کا اردو میں ترجمہ منہا کر دیکھ لے یا کسی مسلمان سے کہے کہ پڑھ کر سنادے۔ اور انہیں حدیثوں کے آخر میں یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ شفاعت کرنے کے بعد حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بخشش گنہگاروں کیلئے

صحیح البخاری	کتاب الانبیاء	باب قول اللہ تعالیٰ ولقد ارسلنا نوحا	قدیمی کتب خانہ کراچی	۴۷۰/۱
"	کتاب الرقاق	باب صفۃ الجنة والنار	"	۹۷۱/۲
"	کتاب التوحید	باب قول اللہ تعالیٰ لما خلقت بیدي	"	۱۱۰۲/۲
"	"	باب قول اللہ تعالیٰ وجہ يومئذ نافرة	"	۱۱۰۸/۲
"	"	باب قول الرب يوم القيمة مع الانبياء وغيرهم	"	۱۱۱۸/۲
صحیح مسلم	کتاب الایمان	باب اثبات الشفاعۃ	"	۱۱۱۸/۱



جوسب جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیح المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، ا

نصف من امتم الجنة فاخترت الشفاعة      یا رب که تمھاری آدمی است جنت میں جاسے میں نے

لاولكتها للمذنبين الخطا شين ہے، کیا تم یہ سمجھ لے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ

کے واسطے ہے جو گناہوں میں آلودہ اور سخت

اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ      اے اللہ! درود و سلام اور برکت نازل فرما

جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

جنہیں گناہوں نے ہلاک کر ڈالا۔

حدیث ہمامہ: حضرت ابراہیمؑ و ترغذی و ابی جہان و حاکم و بیہقی بافادہ تصحیح حضرت انس بن مالک اور

.....

مسند احمد بن حنبل      علي عبد الله بن عمر      المكتبة الاسلامية بيروت      ٤٥/٢

کفر النعال حدیث ۴۹۰۶۳ مؤسسه الرساله بیروت ۴۰/۱۴

1000

اور خطیب بغدادی حضرت عبداللہ ابن عمر غزوہ بدر و حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور  
شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

شفا حتی یوم القیمة لاهل الکبائر من  
میری شفاعت میری اُمت میں ان کے لئے ہے جو  
اکبرہ گناہ والے ہیں۔

صلی اللہ علیک وسلم، والحمد للہ  
اللہ تعالیٰ آپ پر درود و سلام نازل فرمائے اور  
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہازوں  
سبب الطہین۔

کا پروردگار سب سے (ت)

حدیث ۹۹۱ ابو بکر احمد بن علی بغدادی حضرت ابو درود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

شفا حتی لاهل الذنوب من اصحاب۔  
میری شفاعت میرے گنہگار امتیوں کے لئے ہے۔  
ابو درود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، وان خافی وان سرق (اگرچہ زانی ہو، اگرچہ  
چور ہو) فرمایا، وان خافی وان سرق علی رخصم انقب ابی الدرداء (اگرچہ زانی ہو اگرچہ چور ہو  
برخلاف خواہش ابو درود ار کے)۔

حدیث ۱۰۱۱ : طبرانی و بیہقی حضرت بریدہ اور طبرانی رحمہما میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

- ۱۰ سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب ذکر الشفاعة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۹  
سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی الشفاعة آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۹۶  
جامع الترمذی ابواب صلوۃ القیمة باب ماجاء فی الشفاعة امین کمپنی دہلی ۲/۶۶  
المستدرک للحاکم کتاب الایمان شفاعتی لابی الکبائر من امتی دار الفکر بیروت ۱/۶۹  
السنن الکبریٰ کتاب الجنایات ۸/۱۴ و کتاب الشهادات ۱۰/۱۹۰ دار صادر بیروت  
المعجم الکبیر حدیث ۱۱۳۵۲ المکتبۃخیصیۃ بیروت ۱۱/۱۸۹  
موارد النکاح الی زوائد ابن حبان حدیث ۲۵۹۶ المطبعة السلفیہ ص ۶۲۵  
کنز العمال حدیث ۳۹۰۵۵ موسسة الرسالہ بیروت ۱۴/۳۹۸  
سنة تاریخ بغداد ترجمہ محمد بن ابراہیم الغازی ابن البصری دار الکتاب العربی بیروت ۱/۲۱۶

ان اشفع يوم القيمة لاكثر مما علف ۹، یعنی رُوسے زمیں پر جتنے پیر، پتر، ڈیلے ہیں میں میت  
وجہ الارض من شجر و حجر و مدار ۱۰ میں ان سب سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت  
فرماؤں گا۔

حدیث ۱۲، بخاری، مسلم، حاکم، بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، واللفظ  
لہذین (اور لفظ حاکم و بیہقی کے ہیں۔ ت) حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،  
شفاعتی لمن شہد ان لا الہ الا اللہ مخلصا میری شفاعت ہر کلمہ گو کے لئے ہے جو حقے دل سے  
یصدق قلبہ لسانہ یتلے کلمہ پڑھے کہ زبان کی تصدیق دل کرتا ہو۔

حدیث ۱۱، احمد، طبرانی و بزار حضرت معاذ بن جبل و حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی  
حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،  
انہا اوسم لہم وہی لمن مات ولا یشرک یا اللہ شیدائتہ انہا اوسم لہم وہی لمن مات ولا یشرک  
شفاعت میں امت کے لئے زیادہ وصعت ہے کہ وہ شخص کے واسطے ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی  
کو شریک نہ ٹھہرائے یعنی جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

حدیث ۱۴، طبرانی معجم اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اقی جہنم فاضوب بابہا فیفتح لہم آقی جہنم فاضوب بابہا فیفتح لہم  
لہاد خلہا فاحمد اللہ معہا مد ما لہاد خلہا فاحمد اللہ معہا مد ما  
حمدہ احد قبل شہدا ولا یحمد احد بعدہ بعدہ کوئی کہے، پھر وہ زرخ سے بر اس شخص کو نکال  
میں جہنم کا دروازہ کھلا کر تشریف لیاؤں گا وہاں خدا کا  
تقریب کروں گا ایسی نہ جگہ سے پہلے کسی نے نہیں میرے  
بعد کوئی کہے، پھر وہ زرخ سے بر اس شخص کو نکال

۳۴۶/۵	المکتب الاسلامی بیروت	۳۴۶/۵	سنہ مسند احمد بن حنبل عن بریدہ الاسلمی
۱۶۲/۶	مکتبۃ المعارف ریاض	حدیث ۵۳۵۶	البعث الاوسط
۳۹۹/۱۴	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	حدیث ۳۹۰۶۲	کنز العمال
۴۰/۱	دار الفکر بیروت	۴۰/۱	سنہ المستدرک للحاکم کتاب الایمان شفاعتی لمن شہد ان لا
۴۱۵ و ۴۰۴/۴	المکتب الاسلامی بیروت	۴۱۵ و ۴۰۴/۴	سنہ مسند احمد بن حنبل عن ابی موسیٰ اشعری
۴۰۳/۴	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	حدیث ۳۹۰۴۹ و ۳۹۰۵۰	کنز العمال
۳۹۹ و ۳۶۸/۱۰	دار الفکر بیروت	۳۹۹ و ۳۶۸/۱۰	مجمع الزوائد کتاب البعث باب اجار فی الشفاعۃ

ثم اخرج منها من قال لا اله الا الله، ملخصاً. **حدیث ۱۵**، حاکم باقائدہ تصحیح اور طبرانی و بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شریف المنزہین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

یوضع للانبیاء منابر من ذهب فی جلموت علیہا ویبقى منبر علی لا یتبین علیہ أو لا أقعد علیہ قائماً یبیت یدعی رباً من حفاة أنت تبعث فی الحب الجنة ویبقى أفتی بعیدی فاقول یا رب أفتی أفتی، فقول الله عز وجل یا محمد ما ترید ان أضلک یا متک فاقول یا رب عجل حسابکم فما انزال اشفه حتی أعطى صلاتنا برجال قد یبعث بهم الحب النار حتی أنت ما لکنا خاتم من النار فبقول یا محمد ما ترکک لغضب ربک فامتک من نقمة الله

انبیاء کے لئے سونے کے منبر بچھائیں گے، وہ ان پر بیٹھیں گے، اور میرا منبر باقی رہے گا کہ میں اس پر جلوس نہ فرماؤں گا بلکہ اپنے رب کے حضور سرود قد کھڑا رہوں گا اس ڈر سے کہ میں ایسا نہ ہو مجھے جنت میں بھیج دے اور میری امت میرے بعد رہ جائے، پھر عرض کروں گا اے رب میرے امیر امت، میری امت۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد! تیری کیا مرضی ہے میں تیری امت کے ساتھ کیا کروں؟ عرض کروں گا اے رب میرے! ان کا حساب جلد فرما دے۔ پس میں شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے ان کی رہائی کی چٹیاں ملیں گی جنہیں دوزخ بھیج چکے تھے یہاں تک کہ مالک! اردو دوزخ عرض کرے گا اے محمد! آپ نے اپنی امت میں رب کا غضب نام کو نہ چھوڑا۔

اللهم صل و بارک علیہ و الحمد لله رب العالمین۔

اے اللہ! درود و برکت نازل فرما ان پر، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

لے الجمع الاوسط حدیث ۳۸۵۷ مکتبہ المعارف ریاض  
لے المستدرک للحاکم کتاب الایمان باب الانبیاء منابر من ذهب دار الفکر بیروت ۶۶/۶۵  
الجمع الاوسط حدیث ۲۹۵۸ مکتبہ المعارف ریاض ۳/۴۶۶/۴۴۶  
الترغیب والترہیب کتاب البعث فصل فی الشفاعة مصطفیٰ البانی مصر ۴/۴۶۶

حدیث ۲۱ تا ۲۱۹، بخاری و مسلم و نسائی حضرت جابر بن عبد اللہ اور احمد بسند حسن اور بخاری تاریخ میں اور بزار اور طبرانی و بیہقی و ابونعیم حضرت عبد اللہ بن عباس اور احمد بسند حسن و بزار بسند حسن و دارمی و ابن ابی شیبہ و ابوالعلی و ابونعیم و بیہقی حضرت ابو ذر اور طبرانی بمعجم اوسط میں بسند حضرت ابوسعید خدری، اور کثیر میں حضرت سائب ابن یزید، اور احمد با سند حسن اور ابن ابی شیبہ و طبرانی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی،

واللفظ لجابر قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ما لم يعط احدٌ قبلى اطلب قوله صلى الله تعالى عليه وسلم واعطيت الشفاعة ان چھوں حدیثوں میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضور شفیخ المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شفیخ مقرر کر دیا گیا اور شفاعت خاص مجھی کو عطا ہوگی میرے سوا کسی نبی کو یہ منصب نہ ملے۔

حدیث ۲۲ و ۲۳: ابن عباس و ابوسعید و ابو موسیٰ سے انھیں حدیثوں میں وہ معنون بھی ہے جو احمد و بخاری و مسلم نے اس حدیث میں نے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) سے روایت کیا کہ حضور شفیخ المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

۴۸/۱	کتب بخاری کتاب التیم و قولہ تعالیٰ غلم تجدوا ما	قدیمی کتب خانہ کراچی
۶۱/۱	کتاب الصدقة باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعلت لی الارض مسجداً	کتب بخاری
۱۹۹/۱	صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع المصلیٰ	قدیمی کتب خانہ کراچی
۴۴/۱	سنن النسائی کتاب الفضل و التیم باب التیم بالصعید	نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
۲۰۱/۱	مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ	المکتب الاسلامی بیروت
۴۴/۱۱	المعجم الکبیر	حدیث ۱۱۰۸۵ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت
۱۹۲/۵	مسند احمد بن حنبل عن ابی ذر	المکتب الاسلامی بیروت
۲۳۳/۴	الترغیب والترہیب بحوالہ البزار فصل فی الشفاعة	مطبعة البابي مصر
۲۱۲/۸	المعجم الاوسط	حدیث ۴۴۵ مکتبۃ المعارف ریاض
۱۵۵/۴	المعجم الکبیر عن سائب بن یزید حدیث ۶۶۴۲	المکتبۃ الفیصلیہ بیروت
۴۰۴/۴	مسند احمد بن حنبل عن ابی موسیٰ	المکتب الاسلامی بیروت

ان لکل نبی دعوة قد دعا بها فی امتہ  
 واستجیب لہ بهذا اللفظ لانس ولفظ  
 اٰیہ سعیدیس ص ۱۰۱ نبی الا  
 وقد اُعطی دعوة فتعجلہا ( ولفظ  
 ابن عباس ) لم یبق نبی الا  
 اُعطی سورة رجعت الی لفظ انس  
 والفاظ الباقین کمثلہ معنی  
 قال ولفظ اختیارات دعوتہ  
 شفاعۃ یوم القیامۃ  
 (نہاد موصوف) جعلتہا لمن مات  
 من امتہ لا یشرک باحد شیئا  
 تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے بجا رکھا  
 ہے۔ ابو موسیٰ نے اضافہ کیا کہ میں ہر اس امتی کے لئے شفاعت کروں گا جو اس حال پر مرا کہ اللہ تعالیٰ  
 کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا۔

یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اگرچہ ہزاروں دعائیں قبول ہوتی ہیں مگر ایک دعا انہیں  
 خاص جناب باری تبارک و تعالیٰ سے ملتی ہے کہ جو چاہے مانگ لو بیشک دیا جائے گا۔ تمام انبیاء آدم  
 جینے تک (علیہم الصلوٰۃ والسلام) سب اپنی اپنی وہ دعا دنیا میں کر چکے اور میں نے آخرت کے لئے اشارہ رکھی

۹۴۱/۱	صحیح بخاری	کتاب الدعوات باب قل اللہ تعالیٰ ادعونی یتجبلم قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۱۳/۱	صحیح مسلم	کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ
۲۰۸/۴	مسند احمد بن حنبل	عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت
۲۰/۳	مسند احمد بن حنبل	عن ابی سعید الخدری
۴۳۳/۲	سنن الکبریٰ	کتاب الصلوٰۃ باب ایما اور کتب الصلوٰۃ فصل فی دار صادر بیروت
۱۱۳/۱	صحیح مسلم	کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۰۸/۴	مسند احمد بن حنبل	عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت
۳۱۶/۴	مسند احمد بن حنبل	عن ابی موسیٰ الأشعری

وہ میری شفاعت ہے میری امت کے لئے قیامت کے دن، میں نے اسے اپنی ساری امت کے لئے رکھا ہے جو ایمان پر دنیا سے اٹھی۔

اللہم ارحمنا بقا جہاد عندك اجمع ! اسے اللہ ! ہمیں انکی اس حاجت کے مدد سے دے

فرما جو ان کو تیری بارگاہ میں حاصل ہے (ت)

اللہ اکبر ! اسے گندگارِ امت کیلئے اقامت نے اپنے مالک، رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ کمال رافت و رحمت اپنے حال پر نہ دیکھی کہ بارگاہِ الہی عزوجل سے ہمیں سوال حضور کو ملے کہ جو چاہو مانگو و عطا ہوگا، حضور نے ان میں کوئی سوال اپنی ذات پاک کے لئے نہ رکھا، سب تمہارے ہی کام میں صرف فرمادے، وہ سوال دنیا میں کئے وہ بھی تمہارے ہی واسطے، تیسرا آخرت کو اٹھار کا وہ تمہاری اس عظیم حاجت کے واسطے جب اس مہربان کوئی خوف و حیرت آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی کام کہنے والا، بگڑی بنانے والا نہ ہوگا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ حق فرمایا حضرت حق عزوجل نے،

عزيزي عليه ما حنتم حريص عليه  
بالثواب سرون رحيم  
ان پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر کمال مہربان۔ (ت)

واللہ العظیم ! قسم اس کی جس نے انہیں آپ پر مہربان کیا ہرگز ہرگز کوئی ماں اپنے عزیز پیار سے اکلوتے بیٹے پر زہار اتنی مہربان نہیں جس قدر وہ اپنے ایک اسی پر مہربان ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ! انہی ! تو ہمارا جھوٹ و ضعف اور ان کے حقوق عظیم کی عظمت جانتا ہے۔ اسے قادر ! اسے واجب ! ہماری طرف سے ان پر اور ان کی آل پر وہ برکت والی درودیں نازل فرما جو ان کے حقوق کو دانی ہوں اور ان کی رحمتوں کو مگانی۔

اللہم صل و سلم و بارک علیہ و علی  
آلہ و صحبہ قدر سافستہ و  
رحمتہ بامتہ و قدر افضلك و رحمتك بامین  
امین اللہ الحق آمین !  
اسے اللہ ! درود و سلام اور برکت نازل فرما آپ پر، آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر جتنا کہ وہ اپنی امت پر مہربان ہیں اور جس قدر توان پر مہربان ہے۔ اسے معبود برحق ! ہماری دعا قبول فرما، (ت)

سبحن اللہ ! اُمیوں نے ان کی رحمتوں کا یہ معاد نہ رکھا کہ کوئی فضیلت میں تشکیکیں نکالتا ہے، کوئی ان کی تعریف اپنی ہی جانتا ہے، کوئی ان کی تعظیم پر گرج کر آتا ہے، افضالِ محبت کا درعت نام، اجلال و ادب

پر شرک کے احکام،

اَنَا لَهِ وَأَنَا لِيهِ سَاجِدُونَ ، وَسِعِلْمُ الَّذِينَ  
ظَلَمُوا أَفْئِدَةً مُنْقَلِبَةً يَنْقَلِبُونَ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا  
قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور ہم کو اسی کی  
طرف لوٹنا ہے، عنقریب ظالم جان لیں گے کہ  
کس کروٹ پر پھٹے ہیں، اور اللہ بلند و عظیم کی توفیق  
کے بغیر نہ تو گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی  
نیکی کرنے کی قوت۔ (ت)

حدیث ۱۲، صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اللہ تعالیٰ نے مجھے تین سوال عطا فرمائے، میں نے وہ بار تو دنیا میں عرض کر لی اللہم اغفر لبقی،  
اللہم اغفر لایموتی الہی! میری اُمت کی مغفرت فرما، الہی! میری اُمت کی مغفرت فرما۔ و اختبرت  
الثالثة لیوم یرغب الی فیہ المخلوق حتی ابراهیمؑ اور میری عرض اس دن کے لئے اٹھارہ تھیں  
مخلوق الہی میری طرف نیاز مند ہوگی یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔  
وصل وسلم وبارک علیہ والحمد للہ اور درود و سلام و برکت نازل فرماؤں پر۔ اور  
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں  
سرب العالین۔

کا پروردگار ہے۔ (ت)

حدیث ۱۵، بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے شبِ اسری اپنے رب سے عرض کی، اے اللہ! انبیاء عظیم الصلوٰۃ والسلام کو یہ فضائل بخشے۔  
رب عز مجدد نے فرمایا، اَعْطَيْتُكَ خَيْرًا مِمَّا مَسَّكَ ذَٰلِكَ (الہی! قولہ) خبیات شفا عتلت و  
لحم الجناہ لنسبی غیولت میں نے تجھے عطا فرمایا وہ ان سب سے بہتر ہے، میں نے تیرے لئے شفاعت  
پھیلا رکھی اور تیرے سوا دوسرے کو نہ دی۔

حدیث ۲۶، ابن ابی شیبہ و ترمذی باحادیث تحسین و تصحیح اور ابن ماجہ و ماکن بحکم تصحیح حضرت ابی بن کعب  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لَا سُنْدَ أَحَدٍ مِنْ جَنَلٍ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ الْمَلِكِ الْإِسْلَامِي بِرِوَايَةِ ۱۲۴/۵

صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن باب ۱۱ أن القرآن أنزل على سبعة أحراف قديمی کتب خانہ کراچی ۲۴۳/۱  
۱۳۴/۱ الشفاء بتعريف حقوق المصطفیٰ باب الثالث الفصل الاول المطبعة الشركة العنصرية ۱۳۴/۱



اذا كان يوم القيمة كنت امام النبيين  
وخطيبهم وصاحب شفاعتهم  
غير فخرية

قیامت کے دن میں انبیاء کا پیشوا اور ان کا خطیب  
اور ان کا شفاعت والا ہوں اور یہ کچھ فخر کی راہ سے  
نہیں فرماتا۔

حدیث ۲۷ تا ۴۰ ابن مسیح، حضرت زید بن ارقم وغیرہ چودہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی  
حضرت شعیب المذہبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسلم فرماتے ہیں،

شفاعتی يوم القيمة حق فمن لم يؤمن بها  
لم يكن من اهلها

میری شفاعت روز قیامت حق ہے جو اس پر  
ایمان نہ لائے گا اس کے قابل نہ ہوگا۔

مگر مسکین اس حدیث مترادف کو دیکھ کر اپنی جان پر رحم کر کے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم پر ایمان لائے۔

اللهم انك تعلم حديث فامنا بشفاعة  
جبيبك محمد صلي الله تعالى  
عليه وسلم فاجعلنا من  
اهلها في الدنيا والاخرة  
يا اهل التقوى واهل المغفرة  
واجعل اشرف صلواتك وانمي بركاتك  
واذك تحياتك على هذا الجيب المجتبى  
والشفيع المرتضى وعلف الهم وصحبنا  
اهدنا آمين يا ارحم الراحمين، والحمد  
لله رب العالمين۔

اے اللہ! تو جانتا ہے، بیشک تو نے ہدایت  
عطا فرمائی ہے، تو ہم تیرے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت پر ایمان لائے ہیں۔  
اے اللہ! تو ہمیں دنیا و آخرت میں تیری شفاعت  
بنادے۔ اے تقویٰ و مغفرت والے! اپنا  
افضل درود، اکثر برکات اور پاکیزہ تحیات بیشک  
اس منتخب محبوب پر جس کی شفاعت کی امید  
کی جاتی ہے اور آپ کی آل پر اور آپ کے صحابہ  
پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ اے بہترین رحم فرما نرالی!  
ہماری دعا کو قبول فرما۔ اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ  
کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

۱۔ جامع الترمذی ابواب المناقب باب منہ امین کمینی دہلی ۲۰۱/۲  
سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب ذکر الشفاعة ایچ ایم سعید کمینی کراچی ص ۳۳۰  
المستدرک للحاکم کتاب الایمان باب اذا کان يوم القيمة الخ دار الفکر بیروت ۱/۷۱  
۲۔ کنز العمال بحوالہ ابن مسیح عن زید بن ارقم الخ حدیث ۲۹-۵۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۹۹/۱۳

مسئلہ ۱۶۶ مستول مولوی احمد شاہ ساکن موضع سادات  
شب قدر میں تمام چیزیں مثل درخت و پتھر وغیرہ کے سجدہ کرتی ہیں یا نہیں؟

### الجواب

ہاں ہر چیز سجدہ کرتی ہے، اولیاء نے اسے مشاہدہ کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
مسئلہ ۱۶۷ ازادوے پور میواڑ راجپوتانہ مدرسہ اسلامیہ مستول مولانا مولوی سید احمد صاحب  
مہتمم مدرسہ اسلامیہ ۱۵ ذوالقعدہ ۱۳۲۹ھ

قدوة العلماء زبدۃ الفقہاء حضرت مولانا صاحب دام فیضہم۔ بعد سلام مسنون نیاز مشغول  
معروض خدمت بندگان والا ہوں۔ آپ کا مکرم نام جس روز پہنچا اسی روز مولوی کلیر حسن صاحب  
بھی پہنچے اور بکیریت میں، کار و درس و تدریس انجام دے رہے ہیں۔ حضور نے یاد آوری بزرگانہ سے  
مشکور فرمایا۔ کار خدمت سے یاد فرمائیں۔

دیگر مکلف ہوں کہ مولوی عبد الرحیم صاحب احمد آبادی مع مولوی علاؤ الدین صاحب سندھی  
سادات عظام و فقراء ذوی الاحترام کے پیچھے بلاوجہ پڑ رہے ہیں، طرح طرح کے الزام ان کے ذریعہ لگا کر  
تکفیر کے فتوے منگوائے ہیں۔ اسی طرح سے فقراء سے غرضیکہ ایسی فضول باتیں کر کے بزرگان دین کا  
دل دکھاتے ہیں و جو خاص اس کی یہ ہے کہ ان کو احمد آباد کے لوگ پہلے نہیں مانتے تھے۔ سادات اور  
فقراء کی عقارت کرنے میں اب پہنچ گئے۔ اس بارہ میں حضور کو اشارہ کافی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ  
ایسے معاملہ میں جب تک فریقین کی جانب سے تحقیق نہ ہو تکفیر وغیرہ کا حکم نہ بخشا جائے، اور بلاوجہ  
سادات و فقراء کے پیچھے پڑنا اور جبراً عقارت کے واسطے اکھڑنا شرعاً ناجائز ہے۔ چنانچہ  
حضرت فرید میاں صاحب سجادہ نشین حضرت خراجہ محمد حسین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں ہیں۔ اور  
اسی طرف سے قاضی احمد میاں قادر میاں صاحب قادری کی نسبت سادات نہ ہونے کی وعظ وغیرہ  
کہہ کر دل دکھا جاتے ہیں۔ سو اب بطور فتویٰ ارقام فرمادیں کہ حضرت شاہ فرید میاں صاحب  
اور قادر میاں صاحب اور احمد میاں صاحب سادات کا دل دکھانا اور کسر شان سادات و فقراء  
کی کرنا اور ان سے سند طلب کرنا اور نہ ملنے پر بُرا کہنا کہاں تک جائز ہے اور ایسا کہنے والے  
کی نسبت شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ سو برائے کرم اس کا فتویٰ صاف تحریر فرمائیں۔ زیادہ  
حدادوب۔ فقیر کو بھی بوجہ غلامان سادات ہونے کے سخت رنج ہے۔

## الجواب

بگرا می ملاحظہ مکرم ذی الجہد والکرم جناب مولانا مولوی سید قاضی احمد علی صاحب مدنی  
دام مجدہم۔

بعد اداستہ پر یہ سنت طمٹس، نواز مش نامہ تشریف لایا، عنون یاد آوری فرمایا۔ مولوی  
عبد الرحیم صاحب نے صرف ایک شخص کی نسبت مجھ سے دوبار فتویٰ لیا، ایک اس بارہ میں کہ  
اس نے حضرات ائمہ اطہار کو نبی و رسول بتایا، اس کے بارے میں میں نے "جزاء اللہ عددہ"  
لکھی جس کو طبع ہوئے بارہ برس گزرے۔ دوسرا اس بارے میں کہ وہ معوذتین کو قرآن نہیں مانتا  
اس پر میرا فتویٰ نذیر المؤمنین میں چھاپا جسے سال ہوئے۔ ان کے سوا میں نے ان کو کوئی فتویٰ کسی  
کے کفر پر لکھ کر نہ بھیجا۔ ہاں ایک شخص کے کچھ اشعار کی نسبت سوال تھا جس میں اس نے اپنے پیر کی  
تقریبت میں بہت غلو و افراط کیا۔ اس پر میں نے صریح کفر ہونے کا فتویٰ نہ دیا بلکہ اس میں تاویلات  
کی طرف اشارہ کیا۔ اور یہ دو نام جو آپ نے تحریر فرمائے ان کی بابت مجھے اصل یاد نہیں کہ کسی امر کا  
کوئی فتویٰ کیسا ہی لکھا گیا ہو۔ ہاں زید و عمر کے کوئی سوال انہوں نے بھیجا اور میں نے جواب لکھا ہو تو  
معلوم نہیں، مگر کفر کا فتویٰ صرف انہیں ہاتھ پر لکھا نہیں بلکہ چھاپ کر بھیجا ہے جسے ۱۲ اور ۱۳ برس  
ہوئے۔ اور اشعار و افراطی بھی غالباً وہیں طبع ہو گیا ہے۔

یہ فقیر ذلیل کچھ قصائے حضرات سادات کرام کا ادنیٰ غلام و خاک ہے۔ ان کی محبت و عظمت  
ذریعہ نجات و شفاعت جانتا ہے، اپنی کتابوں میں چھاپ چکا ہے کہ سید اگر ہر مذہب بھی جو جائے  
تو اس کی تعظیم نہیں جاتی جب تک بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچے، ہاں بعد کفر سیادت ہی نہیں رہتی،  
پھر اس کی تعظیم حرام ہو جاتی ہے۔ اور یہ بھی فقیر بارہا فتویٰ دے چکا ہے کہ کسی کو سید سمجھنا اور  
اس کی تعظیم کرنے کے لئے ہمیں اپنے ذاتی علم سے اسے سید جاننا ضروری نہیں جو لوگ سید کہتے جاتے  
ہیں ہم ان کی تعظیم کریں گے، ہمیں تحقیقات کی حاجت نہیں۔ نہ سیادت کی سند مانگنے کا ہم کو حکم  
دیا گیا ہے۔ اور خواہی تو اسی سند دکھانے پر مجبور کرنا اور نہ دکھائیں تو بڑا کہنا ملعون کرنا ہرگز بھارت  
نہیں، الناس اصناف علی انسابہم (لوگ اپنے نسب پر امین ہیں)، ہاں جس کی نسبت  
ہمیں خوب تحقیق معلوم ہو کہ یہ سید نہیں اور وہ سید بنے اس کی ہم تعظیم نہ کریں گے نہ اُسے سید کہیں گے  
اور مناسب ہو گا کہ نادانوں کو اس کے قریب سے مطلع کر دیا جائے۔ میرے خیال میں ایک  
حکایت ہے جس پر میرا عمل ہے کہ ایک شخص کسی سید سے الجھا انہوں نے فرمایا میں سید ہوں، کہا

کیا مسند ہے تمہارے سید ہونے کی۔ رات کو زیارت اقدس سے مشرف ہوا کہ معرکہ حشر ہے یہ شفاعت  
ہوا، اعراض فرمایا۔ اس نے عرض کی، میں بھی حضور کا امتی ہوں۔ فرمایا، کیا مسند ہے تیرے امتی ہونے  
کی۔ میں مولوی عبد الرحیم صاحب کو اس بارے میں لکھوں گا، اور اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو منع کر دوں گا۔  
امید ہے کہ وہ میری گزارش قبول کریں گے۔ آپ فقیر کی اسی تحریر کو فتویٰ تصور فرمائیں۔  
فقیر احمد رضا غفرلہ از بریلی ۲۵ ذوالحجہ ۱۳۶۹ھ

مسئلہ

بسم الله الرحمن الرحيم  
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الودود الرحیم

انا بعد! سوال از فاضل اجل عالم بے بدل حضرت مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب  
ساکن بریلی عم فیضہ الصوری والمعنوی۔

مخدومی مکرمی معظی مفتی حضرت حامی دین متین مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب ام مجتہد  
بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح راستے عالی ہو کہ ہمارے یہاں شہر احمد آباد میں ایک سالہ  
آٹھ صفحہ کا مطبع عمیدی پریس واقع احمد آباد بازار کالو پور میں چھپ کر شائع ہوا ہے۔ اس کے مشترک  
مولوی شیر محمد بن شاہ محمد کن احمد آباد محلہ مرزا پور متصل قصابان گاؤں ہیں۔ اور اس میں رسالہ کی  
اشاعت کی تاریخ یہ بھی ہے مورخہ ۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۳ھ روز دو شنبہ اور اس رسالہ کے  
صفحہ ۵ سے صفحہ ۱ تک ایک فتویٰ ہے اور وہ فتویٰ تاریخ ۱۱ جمادی الاولیٰ یوم الاربعاء ۱۳۳۳ھ  
کو لکھا گیا ہے۔

جناب مولانا صاحب! دست بستہ خدمت میں عرض یہ ہے کہ چھپا ہوا فتویٰ آپ کی خدمت  
میں رجسٹرڈ حاضر کیا جاتا ہے۔ یہ فتویٰ آپ نے تحریر فرمایا ہے یا نہیں؟ یہاں بعض حضرات یہ  
فرماتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے یہ فتویٰ نہیں لکھا، یہ فتویٰ مولانا صاحب کی طرف  
منسوب کر دیا ہے، مولانا اس فتویٰ کے لکھنے سے انکار فرماتے ہیں۔ یہ فرمانا ان حضرات کا صحیح ہے  
یا غلط ہے؟ اور یہ فتویٰ آپ نے چند سال پہلے لکھا ہے یا نہیں؟ اور ہم نے آپ کا قلمی نمبر کیا ہوا  
فتویٰ بھی مولوی شیر محمد صاحب کے پاس دیکھا ہے، اس کو ہم سچا سمجھیں یا نہیں؟ آپ ہم کو  
سمجھا دیجئے رب العالمین آپ کو اجر عظیم و ثواب جزیل عطا فرمائے گا۔  
رفیقہ آپ کا خادم مہربان زخاں بن محمد خاں ساکن احمد آباد محلہ جمال پور کھاریہ متصل مسجد

وادی بنی مورخ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ چار شنبہ۔

### الجواب

فقیر غفرلہ المولانا القدر جیب جمادی الاولیٰ ۱۳۲۳ھ میں بعد سفر مدینہ طیبہ کراچی آیا اور وہاں سے اجاب احمد آباد لاسے پر پھر ہوئے۔ یہاں میرے معلم دوست حاجی سنت حاجی بدعت مولانا مولوی نذیر احمد خاں صاحب مرحوم و معزز شاگردوں مولوی عبدالرحیم صاحب و مولوی علاؤ الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ میں نزاع محقق دو فریق ہو رہے تھے۔ اور اس سے پہلے مولوی علاؤ الدین صاحب غریب خانہ پر تشریف لاسے تھے اور ایک رسالہ پیش کیا جس میں مولوی عبدالرحیم صاحب پر سخت الزام قائم کرنے چاہے حتیٰ کہ فہرست پر تکفیر پہنچاتی تھی، فقیر نے انہیں بھجایا اور اس رسالہ کی اشاعت سے باز رکھا اور ان الزامات کی غلطی پر دوستانہ متنبہ کیا۔ الحمد للہ مولوی علاؤ الدین صاحب نے گزارش فقیر کو قبول کیا مگر باہم فریق بندی اس وقت تک تھی کہ فقیر کج سے واپس آیا اس وقت مولوی عبدالرحیم صاحب نے یہ سوال پیش کیا جس کا میں نے وہ جواب لکھا، وہ جواب میرا ہی ہے، مگر اس وقت کی حالت سے متعلق تھا۔ میں نے اس جواب ہی میں بتا دیا تھا کہ مولوی علاؤ الدین صاحب نے مولوی عبدالرحیم صاحب کی تکفیر عناد ان کی تھی بلکہ مسئلہ ان کی جگہ میں یوں ہی آیا تھا جس سے انہوں نے بعد تفہیم فقیر جو ان کی تواری پر کوئی حکم سخت نہیں، ہاں اگر وہ بعد اس کے کہ حق لکھ لے پھر بلا وجہ شرعی تکفیر کی طرف رجوع کریں تو اس وقت حکم سخت ہونا لازم ہے۔ اس کے بعد وہیں ایام اقامت فقیر میں فریقین فیصلہ فقیر پر راضی ہوئے اور بحمد اللہ تعالیٰ باہم صلح کرادی گئی، میں نے اس وقت تک کوئی امر فریقین سے صلح شکنی نہ پایا بلکہ قریب زمانہ میں جبکہ بعض فساد پسندوں نے تکفیر مولوی عبدالرحیم صاحب کا باطل و بے معنی غلط پھر اٹھایا اور پرانا مہمل اشتہار مولوی قندھاری نے دوبارہ کسی شخص ذریعہ اللہ کے نام سے چھاپا، اور مولوی عبدالرحیم صاحب کو دفع فتنہ کے لئے یہاں کے فتویٰ کی ضرورت ہوئی اور اس پر ان سے واقعات پوچھے گئے جس کا مفصل جواب انہوں نے ہفتم ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ کو بھیجا، اس خط میں بھی یہ لفظ موجود ہیں "احمد آباد میں آپ کے قدم مبارک کراچی سے دونی افروز ہوئے تھے اور آپ نے صلح بند سے کہ اور مولوی علاؤ الدین صاحب کی کرائی تھی، جب سے اب تک بحمد اللہ تعالیٰ صلح ہے وہ میرے موافق ہیں انتہی بلفظ" اس کے بعد میرا یہی فتویٰ جواب شیر محمد صاحب نے چھپایا مولوی عبدالرحیم صاحب نے اس کی نقل مجھے بھیجی تھی اور اس میں سے اُن تمام سطروں پر کہ مولوی علاؤ الدین صاحب کے متعلق تھیں شرعی سے قلم پھیر دیا کہ اب اُن کی ضرورت نہیں۔ مولوی علاؤ الدین صاحب

کا جو خط فقیر کے نام آیا اس میں وہ بھی تصریح کرتے ہیں کہ ہم اس وقت تک بدستور صلح پر قائم ہیں، یوں ہی اس سے بھی تازہ تر عنایت نامہ جناب شاہ صاحب و جہی مولوی میں ہے پھر فقیر نہیں کہہ سکتا کہ اس فتوے کے چھاپنے کی کیا ضرورت ہوئی اور اس سے کیا نفع ہو سکتا ہے، اس میں تو مولوی علاؤ الدین صاحب پر حکم سخت ہونا اس شرط سے مشروط تھا کہ وہ بعد کشف شبہ تک غیر مسلم کی طرف معاذ اللہ پھر خود کریں۔ جب یہ شرط نہیں تو ہرگز اس فتوے سے نہ مولوی علاؤ الدین صاحب کو ضرورت چھاپنے والے کو نفع اور نہ انھوں نے مشروط محقق ہوتی تو اس کا حال اللہ جانتا ہے۔ بالکل یہ امر دین ہے اور دین میں کسی کی رعایت نہیں۔ دونوں صاحب میرے دوست ہیں اور دونوں صاحب ذی علم اور ایک استناد کے شاگرد ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ بدستور صلح پر قائم ہوں گے جیسا کہ دونوں صاحبوں کی تحریر سے مجھے معلوم ہوا، ورنہ جس طرف سے نقص عمدہ واقع ہو وہ ضرور اپنے حکم شرعی کا مستحق ہو گا کا شفا من کان (جو کوئی بھی ہو۔ ت ) فریقین اس آئے کریم کو پیش نظر رکھیں،

وفل لعبادی یقولوا الحق ہی احسن نامت  
الشیطن ینزغ بینہم ان الشیطن کامت  
للافسان عد و امیننا ۛ واللہ تعالیٰ اعلم

اور میرے بندوں سے فرادو وہ بات کہیں جو  
سب سے اچھی ہو، بیشک شیطان ان کے درمیان  
فساد ڈال دیتا ہے۔ بیشک شیطان آدمی کا کھلا  
دشمن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

### مسئلہ ۱۶۹

کیا فرماتے ہیں علمائے دینی و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید بیان کرتا ہے کہ خیر عالم سلطان الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور مبارک کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور ذاتی سے پیدا کیا اور وہ نور مقدس قدیم ہے۔ اور جو بیان کرتا ہے اپنے نور مبارک سے مراد نور قدرت اس کی کاسہ اور وہ نور حادث ہے۔

اور مسئلہ دیگر یہ کہ زید بیان کرتا ہے کہ ثم وثی فتد فی فکان قاب قوسین اودائی (پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا اور اس جلوے اور محبوب میں دو ہاتھ کا خالصہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ ت) سے مراد قرب اللہ تعالیٰ کاسہ ہے کہ معراج شریف میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنے قریب ہوئے اللہ سے کہ درمیان فرق دو کمان کا رہ گیا۔ اور اکثر یہ بیان مولود شریف میں ذکر ہوتا ہے۔

اور کج بیاں کرتا ہے کہ یہ قریب ہونا رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُس مقام پر مراد جبرئیل علیہ السلام سے ہے نہ خدائے تعالیٰ سے۔ یقیناً توجہ دوا (بیان فرمائیے اجر دے گاؤں)

### الجواب

عوام مسلمین کو نماز، روزے، وضو، غسل، قرأت کی تصحیح فرض ہے جس سے روز قیامت ان پر مطالبہ و مواخذہ ہوگا۔ اپنے مرتبہ سے اونچی باتوں میں کج بیاں جانا اور کچھ بیاں پکانا اور رائیں لگانا گمراہی کا پھانک ہے۔ والیعا ذہانتہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

منہ ۱۹۷۱ء از لاہور انجمن نعمانیہ مدرسہ مولانا شاہ محرم علی صاحب چشتی صدر ثانی انجمن  
۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۳ھ

جناب محمد دم معظم من حضرت مولانا صاحب ادام اللہ فیہ وسلم۔ بعد یدیر سلام سنت الاسلام  
مزارش۔ والا نامہ رجسٹری شدہ پہنچا۔ مولانا مولوی حاجی خلیفہ تاج الدین احمد صاحب وہ افتخار نامہ  
سے کہ غریب خانہ پر تشریف لائے باوجودیکہ حضرت مولانا مولوی محمد اکرام الدین صاحب بخاری کی طبیعت  
پندرہ بیس روز سے سخت ناساز ہے، اسی وقت ان کو تکلیف دی گئی، اور وہ بھی تشریف لائے، عرضہ  
ہذا لکھنے کے وقت پر وہ صاحبان غریب خانہ پر موجود ہیں۔ جناب نے جس روشن ضمیری اور ادا دہ باطنی سے  
قلم برداشتہ اس قدر محنت میں ایسا بے نظیر و مستند فتویٰ بنو جس طرح رقم فرمایا ہے اس کو دیکھ کر  
میرے دونوں ہم جلس حاضر وقت تاحال حالت وجد میں ہیں اور بار بار اللہم بارک فیہم و  
واقبالہم و مجدہم و ایمانہم و علوشانہم فی الدارین (اے اللہ! ان کی عمر، بخت، بزرگی، بلند  
شان اور ایمان میں دونوں جہانوں میں برکت عطا فرما۔ ت) کا وظیفہ کر رہے ہیں۔ مجھے تاحال بغور  
مطالعہ کا موقع نہ ملا، کیونکہ دونوں حضرات اس کو حریز جاں بنائے ہوئے ہیں اور دو دن تک اپنے پاس  
رکھنے کا اصرار کر رہے ہیں، اب آنجناب براہ عنایت میرے سوالات کا جواب بھی ارشاد فرمائیں،

(۱) کیا اس مسئلہ میں غلطی فتویٰ دینے والوں کو ہوتی وہ بہت کھل اور فاش ہے یا بہت باریک  
قسم کی غلطی ہے جہاں اعلیٰ درجہ کے علماء بھی مغالطہ میں پڑ سکتے ہیں؟

(۲) بریلی، برائیوں اور پسلی بھیت وغیرہ کے مستند علماء اور ان کے فیض یافتہوں پر کس حد تک  
آنکھیں بند کر کے اعتقاد کرنا چاہئے۔ یہ سوال ان بیچارے جتنی مسلمانوں کی طرف سے ہے

عہ یعنی فتویٰ مستحق بہ الجلی الحسن فی حرمة ولد اخي اللہی کہ کتاب النکاح میں ہے۔  
یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کی جلد ۱۱ صفحہ ۴۸ پر ہے۔

علاء الدین

جو میری طرح علم کی آنکھیں نہیں دیکھتے اور جن کی تعداد کثیر ہے۔

(۳) ہمارے ہم اعتقاد حنیف حنفیوں کے مدرسہ کے علماء و مدرسین کا مصالحہ ہیں کہاں سے فراہم کرنا چاہیے۔

(۴) یہ کہ انجمن اعمانہ کو تا حال جناب کی خدمت میں اس قدر خصوصیت حاصل نہیں ہوئی کہ کم از کم انجناب کی تصانیف مبارکہ طبع شدہ انجمن کے کتب خانہ کے لئے باوجود متواتر تحریری تقاضوں اور خود جناب خلیفہ تاج الدین احمد صاحب کی زبانی تقاضوں کے بھی ارسال کیا جائے حالانکہ انجمن ان کاموں کو کرنے پر بھی ہمیشہ تیار رہی ہے۔ اگر اس فتویٰ کے وقت "میدان المصطفیٰ علی ادیان الافتراء"، "فقد البیان لمحرمۃ ابنۃ اخي اللبان" اور "کاسر السقیہ الواسع" کتب خانہ میں موجود ہوتیں تو یہی خاکساران کو نکال کے ..... کی خدمت میں پیش کر دیتا۔

(۵) کیا جناب کی رائے میں حنیف حنفیوں کا مجموعی مرکز بنانے اور ان کو تقویت دینے کی ضرورت ہے یا نہیں، اگر ہے تو اس کی کیا تدبیر اور سامان جناب کے خیال میں ہیں؟

(۶) لازمہ ہوں کہ پنجاب میں بالخصوص اور پابند ہوں کہ بالعموم حملوں کی مداخلت کی کیا تدابیر جناب کے خیال مبارک میں ہیں؟

(۷) عقائد حنیفہ کے متعلق جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب کی خدمت میں بالمشافہ گفتگو ہو کر قرار داد ہونے کے بعد بھی مسودہ عقائد حنیفہ انجناب کی طرف سے نہ بھیجا، اور اس کے نہ پہنچنے پر مجبوراً یہاں سے مسودہ تیار کر کے انجناب کی خدمت میں بھیجا جس کی کوئی ترمیم و اصلاح یا تصدیق تو درکنار اس کی رسید بھی مرقت نہ ہوئی۔ اس کم توجہ کی اصل وجہ کیا ہے؟ اب عقائد حنیفہ جو حسب مشورہ علماء ہم لوگوں نے شائع کئے ہیں، ارسال خدمت ہیں وہ بھی اس عریضہ کے ساتھ منسلک ہیں۔ اگر وہ صحیح ہیں تو اس پر دستخط تصدیق فرما کر واپس فرمائیں، دوسری زائد کاپی اپنے پاس رکھیں، ورنہ اصلاح فرما کر واپس فرمائیں۔

(۸) لازمہ ہوں یا پابند ہوں کہ ساتھ اگر زبانی مباحثہ کی ضرورت پڑے تو انجناب کوئی کون سے علماء کو اس قابل سمجھتے ہیں جو علاوہ قابلیت کے تکلیف سفر وغیرہ بھی خالصتہً اٹھانے کے لئے آمادہ ہوں۔



(۹) ایک فہرست ایسے علماء اسلام کی جو بالکل آپ کے ہم خیال اور مستند ہوں، مع ان کے پورے پتہ کے کس لئے تاحال باوجود جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب کی خدمت میں گزارش کرنے کے نہیں پہنچی، اور کب تک وہ ہم پہنچ سکتے ہیں؟

(۱۰) باوجود انجمن نعمانیہ کی آنجناب کے ساتھ تمام ہندوستان میں خصوصیات مشہور ہو جانے اور اراکین انجمن کو آنجناب کے ساتھ ایسا دلی خلوص اور نیاز ہونے کے احباب کی طرف سے کسی خاص التفات کا اس کی نسبت ظاہر نہ ہونا کوئی وجوہات پر مبنی ہے، اگر انجمن میں کوئی امور قابل اصلاح ہیں تو وہ کیا ہیں؟

### الجواب

(۱) نظر بحال زمانہ توبہ غلطی نہایت دقیق و عین بات میں خطا رہی انکفر کے قبیل سے ہوتی چاہئے کہ مولوی احمدی صاحب دہلوی کے شاگرد رشید مولوی عالم صاحب مراد آبادی نے کھائی۔ پھر غیر مقلدوں کے شیخ انکلی فی انکلی محمد العصر نذیر حسین صاحب نے کھائی، پھر ایک مدعی انا ولا غیر مولوی بردوانی صاحب نے کھائی اور ایک طویل تحریر بزم خود اس کے اثبات میں لکھی پھر زمانہ حال میں ان حضرات کے آٹے آئی۔ مگر نظر واقع وہ بہت کھل فاحش جس میں ہمارے شئی ذی علم حضرات کا وقوع صرف وہی جواب رکھتا ہے جو حضرت سید الطائف جلیہ بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جبکہ اس جناب سے سوال ہوا، آیت فی العارف (کیا عارف زنا کر سکتا ہے؟ - ت) دیر تک سر بگرباں رہے، پھر سر اٹھا کر فرمایا، وکان امرا للہ قدراً مقدوراً (اللہ تعالیٰ کا حکم تو ہو کر رہے گا) چونکہ قضا آید طیب البشر اذا جاء القدر رضى البصر واذا جاء القضاء ضاق الفضاء (حکم تقدیر آتا ہے تو آنکھ اندھی ہو جاتی ہے اور حکم ربانی کے وقت فضا تنگ ہو جاتی ہے) فسأل الله العفو والعافية، انا لله وانا اليه راجعون، لا عاصوا اليوم الا من رحم رباني (ہم اللہ تعالیٰ سے درگزر اور سلامتی طلب کرتے ہیں۔ بلکہ شک ہم اللہ تعالیٰ کا مال ہیں اور اسی کی طرف ٹوٹنے والے ہیں، آج وہی بچے گا جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ ت) لاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم (نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی قوت مگر بلند دی اور عظمت والے معبود کی توفیق سے۔ ت) ————— مولانا اس فتویٰ باطلہ کا ابقار ہرگز ٹھیک نہیں

38

38

باطل کا اعدام و افنا چاہئے نہ کہ تحفظ و البقاء۔ بد مذہبوں گراہوں سے جو ابا طیل خارج از مسائل مذہب واقع ہوں ان کی اشاعت مصلحت شرعیہ ہے کہ مسلمانوں کا ان پر سے اعتبار اُٹھے۔ ان کی ضلالت میں بھی اتباع نہ کریں۔ حدیث شریف میں ہے:

اتوخبون عن ذکراً الفاجر مقلی یعرفه  
التاسم اذکروا للفاجر بما فیہ یحذرہ  
التاسم لے

اور اہلسنت سے بتقریر الہی جو ایسی لغزش فاحشہ واقع ہو اس کا اخفاء واجب ہے کہ معاذ اللہ لوگ ان سے بد اعتقاد ہوں گے۔ تو جو نفع ان کی تقریر اور تحریر سے اسلام و سنت کو پہنچتا تھا اس میں خلل واقع ہو گا۔ اس کی اشاعت اشاعت فاحشہ ہے۔ اور اشاعت فاحشہ بنص قرآن عظیم حرام، قال اللہ تعالیٰ،  
ان سفون یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی  
الذین اہنوا الہم عذاب الیم فی الدنیا  
والاخرۃ لے

ان سفون یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین اہنوا الہم عذاب الیم فی الدنیا والآخرۃ لے۔  
خصوصاً جبکہ وہ بدگمان خدا حق کی طرف بے کسی غرور مافی کے رجوع فرما چکے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من عیر اخا بذنب لم یستحق  
یعملہ لے  
قال ابن المنیم وغیرہ المراد ذنب تاب عنہ، قلت وقد جاء کذا مقیداً فی الروایۃ کما فی الشرعۃ ثم فی الحدیقۃ للندیۃ۔  
جس نے اپنے بھائی کو کسی گناہ کی وجہ سے عار دلایا وہ مرتے سے قبل اسی گناہ میں ضرور مبتلا ہو گا۔  
ابن منیم وغیرہ کہتے ہیں کہ گناہ سے مراد وہ ہے کہ اس سے توبہ کرنی گئی ہو۔ میں کہتا ہوں شرم اور حدیث میں روایت میں توبہ کی قید لگی ہوئی ہے۔

لے زاد الاصول الاصل فی ذکر الفاجر بما فیہ یحذرہ دار صادر بیروت ص ۲۱۳

لے القرآن الکریم ۱۹/۲

لے جامع الترمذی ابواب صفت القیمۃ باب منہ امین کمپنی دہلی ۴۳/۲

لے شرح شریعۃ الاسلام فصل فی سنن الکلام و آداب مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۲۲۲

ولہذا بتائیں کہ اگر کسی کے عمامہ و مشابیر علمائے اہلسنت و جماعت میں امر میں متفق ہیں یعنی عقائد مشہورہ متداولہ ان میں ہمارے عام بھائی بلادغدرہ ان کے ارشادات پر عامل ہوں۔ یوں ہی وہ فریاضت جو اہلسنت اور بھی کے مخالفین میں بابہ الاختیار ہو رہے ہیں جیسے مجلس مبارک و فاتحہ و عرس و استہلو و نذر و امثالہ باقی رہیں فریاضت فقہیہ جن میں وہ مختلف ہو سکتے ہیں خواہ بسبب اختلاف روایات، خواہ بوجہ خلاف فی الفکر یا بسبب مجتہد و تقلید تہذیب یا بوجہ کی مہارت و مزاوت فقہ۔ ان میں فقہیہ کیا عرض کرے۔

مراسم زیست اند دل اگر گویم زباں سوزد و گرم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد  
(میرے دل میں جلن ہے اگر کہتا ہوں تو زبان جلتی ہے اور اگر چپد ہوں تو ڈر ہے کہ  
ہڈیوں کا مغز جل جائے گا۔ ت)

آہ آہ، آہ آہ! ہندوستان میں میرے زمانہ ہوش میں دو بوندہ تھاتھے جن پر اصول و فروع عقائد و فقہ سب میں اعتماد کل کی اجازت تھی۔ اول اقدس حضرت خاتم الحقیقین سیدنا ابوالقاسم سرور الما جہد عاشق قدس نے کہ وہ میرے والد و والی ولی نعمت تھے بلکہ اسی لئے کہ الحق والحق اقول، الصدق والله یحب الصدق (یہ حق ہے اور میں حق کہتا ہوں، یہ صدق ہے اور اللہ تعالیٰ صدق کو محبوب رکھتا ہے۔ ت) میں نے اس طیب صلاق کا برسوں مطلب پایا اور وہ دیکھا کہ بزرگوار میں جس کا نظیر نظر نہ آیا اس جناب رفیع قدس سرہ البینہ کو اصول حنفی سے استنباط فروع کا علم حاصل تھا اگرچہ کبھی اس پر حکم نہ فرماتے، مگر یوں ظاہر ہوتا تھا کہ نادر و دقیق و معضل مسئلہ پیش نہ ہوا کہ کتب متداولہ میں جس کا پتہ نہیں، خادم مکینہ کو مراجعت کتب و استخراج جوئیہ کا حکم ہوتا اور ارشاد فرماتے "ظاہر حکم یوں چاہیے" بارہ فرماتے وہی نکلتا، یا بعض کتب میں اس کا خلاف نکلتا تو زیادت مطالعہ سے واضح کر دیا کہ دیگر کتب میں ترجیح اسی کو دی جو حضرت نے ارشاد فرمایا تھا۔ حکم کی حالت تو آپ صلاحتی فرماتے ہیں، عرب کا حال یہ ہے کہ اس جناب قدس سرہ کا یہ ادنیٰ خوش چین و دلہ رہا، جو کہ مسئلہ میں اس بار حاضر ہوا، وہاں کے اعلم العلماء و افتہ الفقہاء سے چھ چھ گھنٹے مذاکرہ علیہ کی مجلس گرم رہتی۔ جب انہوں نے صلاحتہ فرمایا کہ یہ فقہ حنفی کے دو حرف جانتا ہے اپنے زمانہ کے عہد افتاء کے مسائل کثیرہ جن میں وہاں کے علماء سے اختلاف پڑایا اشتباہ رہا، اسی ہیچ میری پریشانی فرمانا شروع کئے جس مسئلہ و حکم میں اس احقر نے ان کی موافقت عرض کی آثار بشارت ان کے حجرہ نورانی پر ظاہر ہوئے اور جس میں عرض کر دیا کہ فقیر کی رائے میں حکم اس کے خلاف ہے، سماع دلیل سے پہلے آثار حزی نمایاں ہوئے، اول

خیال فرما لیتے کہ ہم سے اس حکم میں لغزش واقع ہوئی۔ یہ اسی طیب عاقل کی کنش بر داری کا صدقہ ہے۔  
(۲) دوم والا حضرت تاج الغول محب رسول مولانا مولوی عبد القادر صاحب قادری بدایونی قدس سرہ الشریعت۔ پچیس برس فقیر کو اس جناب سے بھی صحبت رہی، ان کی سی وسعت نظر و قوت حفظ و تحقیق انبی اللہ کے بعد کسی میں نظر نہ آئی۔ ان دونوں آفتاب و ماہتاب کے غروب کے بعد ہندوستان میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا جس کی نسبت عرض کروں کہ آنکھیں بند کر کے اس کے فتویٰ پر عمل ہو۔  
فقیر نے جواب میں عمائد و مشاہیر علمائے اہلسنت کی تفصیص کی اور جناب نے فیض یا فتوں سے بھی سوال فرمایا ہے فیض کے لئے عرض عرض ہے۔ میں یہاں مطلقاً اتنا بھی عرض نہیں کر سکتا جو حضرات عمائد کی نسبت گزارش کیا۔

مولانا اس تقریر فقیر کو اصول کے ایک اختلافی مسئلہ میں اس قول پر محمول نہ فرمائیں کہ مشکل اپنے عمومی کلام میں داخل نہیں ہوتا۔ عاقل فقیر تو ایک ناقص، قاصر، ادنیٰ طالب علم ہے، کبھی خواب میں بھی اپنے لئے کوئی مرتبہ علم قائم نہ کیا۔ اور مجھہ تعالیٰ بظاہر اسباب بھی ایک وجہ ہے کہ رحمت الہی میری دستگیری فرماتی ہے، میں اپنی بے بضاعتی جانتا ہوں، اس لئے پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہوں، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے کرم سے میری مدد فرماتے اور مجھ پر علم حق کا افاضہ فرماتے ہیں، اور انھیں کے رب کریم کے لئے حمد ہے۔ اور اُن پر ابدی صلوة و سلام۔  
(۳) مدرس کے لئے ذی علم، ذی فہم، مستحق صحیح العقیدہ ہونا کافی ہے۔ صحبت عقیدہ کی جانچ کی نسبت جواب نمبر ہفتم میں گزارش ہوگی۔ اور یہ لوگ خود معروف نہ ہوں تو اہالی نمبر نہم کی معرفت لئے جاتیں اور ان سے عرض کی جائے کہ حضرات کسی سفارش، خوشامد، رعایت پر کاربندی نہ فرمائیں المستشار مومن پر۔

(۴) نیاز مند کی چار سو تعانیف سے صرف کچھ اور سو اب تک مطبوع ہوئیں اور ہزاروں کی تعداد میں بلا معاذ خدہ تقسیم ہوا کہیں جس کے سبب جو رسالہ چھاپا جلد ختم ہو گیا، بعض تین تین چار چار بار چھپے۔ انجمن تعانیف میں غالباً رمضان مبارک ۱۳۲۰ء میں اس وقت تک کے تمام موجودہ رسائل میں نے خود حاضر کئے ہیں اور انجمن سے رسید بھی آگئی۔ ان کی فہرست اب فقیر کو یاد نہیں غالباً دفتر انجمن میں ہو، اگر وہ معلوم ہو جائے تو بقیہ رسائل جو ادھر چھپے اور مطبع میں ان کے نسخے رہے، بالراس والعین نذر انجمن بلا معاذ خدہ ہوں گے۔ دو برس سے عنان مطبع ایک انجمن نے اپنے ہاتھ میں لی ہے جس نے طریقہ فقیر تقسیم کثیر بلا عوض کو غصہ کر دیا، پھر بھی انجمن تعانیف کے لئے

ہدیہ حاضر کرنے سے اس انجمن کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔

(۵) خالص اہل سنت کی ایک قوت اجتماع کی ضرورت ہے، مگر اس کے لئے تین چیزوں کی سخت حاجت ہے،

(۱) علم کا اتفاق۔

(۲) تحمل شاق قدر بالطاق۔

(۳) اصرار کا اتفاق لوجہ الخلاق۔

یہاں یہ سب باتیں مفقود ہیں، انا اللہ وانا الیہ راجعون، ہمارے اقلیہ نام چلتے ہیں، معصیت بلکہ صریح ضلالت میں ہزاروں اڑا دیں، غر انوں کے منہ کھول دیں، یونیورسٹی کے لئے کتنی جلد تینیس لاکھ جمع ہو گیا۔ مدرسہ دیوبند کو ایک عورت نے پچاس ہزار (سے زیادہ) کسی کسی مدرسہ کو بھی یہ دن نصیب ہوا، اول تو تائید دین و مذہب جن کا نام لئے گھبرائیں گے، میاں ایہ ان مولویوں کے جڑے ہیں، اور شرما شرمی خفیہ و ذلیل چندہ بھی مقرر کیا تو،

لا یؤدہ الا مسادمت علیہ قاشما۔ وہ تجھے پھیر کر نہ دے گا مگر جیت تک سسر پر سوار ہو۔ (ت)

بلکہ تعاضا کیجئے تو بگڑیں، اور ڈھیل دیجئے تو سوریں، ادھر ہمارے کارکنوں کو وہ چال وہ بالی معلوم نہیں جس سے دو ہیہ خذل لہم اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ ان کو رسوا کرے۔ ت) بندگانِ حسد کو چھل کر نہ صرف اپنے ہم مذہبوں بلکہ اپنے ہم مشربوں سے روپیہ ایٹھتے ہیں، اس کے لئے ربا و نفاق و کفر و خداع و بے حیائی و بے عزتی لازم ہے، وہ نہ آپ میں ہے نہ آپ کی شریعت اس کی اجازت دے، پھر کئے کام کیوں کر چلے۔ ابھی ایک نمبری و بڑی ایک بااثر مصوفی کے یہاں چندہ لینے گیا انھوں نے فرمایا شستا ہے تم احمد رضا کے مخالف ہو۔ کہا حاشائیں تو اسی ذکر کا کتا ہوں۔ کتابن کر پانچ سو لے آیا۔ علما کی یہ حالت ہے کہ رئیسوں سے بڑھ کر آرام طلب ہیں، حمایتِ مذہب کے نام سے گھبراتے ہیں، جو بندہ خدا اپنی جان اس پر وقف کرے اسے احمق بلکہ مفسد سمجھتے ہیں۔ مہابنت ان کے دلوں میں پھری ہوئی ہے۔ ایامِ ندوہ میں ہندوستان بھر کا تاجر یہ ہوا۔ جہازاتِ ندوہ میں کھڑت ضلالت کی رست لگا دیں۔ اور جب کئے حضرت لکھ دیجئے، بھائی لکھو او نہیں، ہمارے قلال دوست بڑا مانیں گے،

ہمارے فلاں استاد کو بڑا لگے گا، بہت کو یہ خیال کہ مفت میں اوکھلی میں سر دے کر ٹوٹل کھائے،  
بد مذہب شخص ہو جائیں گے، دانتوں پر دیکھ لیں گے۔ گالیوں، پھبتیوں اخباروں، اشتہاروں میں چھپیں گے۔  
طرح طرح کے بہتان، افراء اُچھالیں گے۔ اچھی کچی جان کو کون خیال میں ڈالے۔ بعض کو یہ کہہ کہ عایت  
مذہب کی تو صلح کھل کر ہے گی۔ ہر دل عزیزی جا کر ملاؤ، قورے، نذرانہ میں فرق آئے گا، یا کم از کم  
آؤ بھگت تو عام نہ رہے گی۔

اتفاق علماء کا یہ حال کہ حسد کا بازار گرم، ایک کا نام جھوٹوں بھی مشہور ہوا تو بہتر ہے سچے اس کے  
مناعت ہو گئے۔ اس کی تو بہن تشبیہ میں مگر اہوں کے ہم زبان بنے کہ "ہیں" لوگ اسے پوچھتے ہیں اور  
ہیں نہیں پوچھتے۔ اب فرمائیں کہ وہ قوم کہ اپنے میں کسی ذی فضل کو نہ دیکھ سکے، اپنے ناقصوں کو کامل،  
قاصروں کو ذی فضل بنانے کی کیا کوشش کرے گی۔ ماشاء اللہ نہیں مگر فلاں کٹر حکم الکل (اکثر کا حکم  
وہی ہوتا ہے جو ٹکل کا ہوتا ہے۔ ت) الحمد للہ یہاں تک علم غم کلام سے ضرور خارج ہے و لوجه سبھی  
الحمد ابد (میرے پروردگار کی ذات کے لئے ہمیشہ حمد ہے۔ ت) فقیر میں لاکھوں عیب ہیں مگر  
میرے رب نے مجھے حسد سے بالکل پاک رکھا ہے۔ اپنے سے جسے زیادہ پایا اگر دنیا کے مال و منال  
میں زیادہ ہے قلب نے اندر سے اسے حقیر جانا، پھر حسد کی حقارت پر، اور اگر دینی شرف و افضال  
میں زیادہ ہے اس کی دست بوسی و قدم بوسی کو اپنا حق جانا، پھر حسد کیا اپنے معظّم بابرکت پر، اپنے میں  
جسے حمایت دین پر دیکھا اُس کے فخر و فضائل اور خلق کو اس کی طرف مال کرنے میں تھوڑا تھوڑا قہر یا سائی  
رہا۔ اس کے لئے عمدہ القاب وضع کر کے شائع کئے جس پر میری کتاب "العبد المستند" وغیرہ شاہد  
ہیں۔ حسد شہرت طلبی سے پیدا ہوتا ہے اور میرے رب کریم کے دجو کریم کے لئے حمد ہے کہ میں نے کبھی  
اس کے لئے خواہش نہ کی بلکہ ہمیشہ اس سے نفور اور گوشہ نشینی کا دلدادہ رہا۔ جلسوں انجمنوں کے  
دوروں سے دور رہنا انھیں دُور جو رہتا، اول حُب قبول۔ دوم سے

زمانہ می خرد عیب و غیر از نیم نیست کجا برم غیر خود را بایں کساد مستاع  
(زمانہ عیب دار کو خریدتا نہیں اور میرے پاس اس کے علاوہ نہیں ہے۔ اس

کھوٹے سامان کے ساتھ اپنے گھر کو کہاں لے کر جاؤں۔ ت)

اور اب تو سالہا سال سے شدتِ ہجوم کا رونا و اندام کلی فرصت و غلبہ ضعف و نقاہت نے بالکل ہی

بٹھا دیا ہے، جسے میرے احباب نے نازک مزاجی بلکہ بعض حضرات نے غرور و تکبر پر عمل کیا۔ اور اللہ اپنے بندہ کی نیت جانتا ہے۔ بالکل اہل سنت سے امور ثلاثہ مفقود ہیں، پھر قربائیں صورت کیا جو۔

دفعہ گرامان میں جو کچھ اس حقیر ایچ میرزہ سے بن پڑتا ہے بھلا اللہ تعالیٰ ۱۴ برس کی عمر سے اس میں مشغول ہے۔ اور میرے رب کریم کے وجہ کریم کو حمد کہ اس نے میری بساط، میرے حوصلے، میرے کاموں کے ہزاروں و ہجہ زائد اسی سے نفع بخشا۔ باقی جو آپ چاہتے ہیں اسی قوت متفقہ پر وقت ہے جس کا حال اور گزارش ہوا۔ بڑی کی امراء کے بے توجہی اور روپے کی ناداری ہے۔ حدیث کا ارشاد صادق آیا کہ وہ زمانہ آنے والا ہے کہ دین کا کام بھی بے روپیہ کے نہ چلے گا۔ کوئی باقاعدہ عالی شان مدرسہ تو آپ کے ہاتھ میں نہیں۔ کوئی اخبار پرچہ آپ کے یہاں نہیں۔ مدرسین، واعظین، مناظرین، مصنفین کی کثرت بقدر حاجت آپ کے پاس نہیں۔ جو کچھ کر سکتے ہیں فارغ اہل نہیں۔ جو تابع اہل نہیں وہ اہل نہیں۔ بعض نے خون جگر کھا کر تصانیف کیں تو چھپیں کہاں سے۔ کسی طرح سے کچھ چھپ و اشاعت کیونکر ہو۔ دیوان نہیں، ناول نہیں کہ ہمارے بھائی دوائے کی چیز کا ایک روپیہ دے کر شوق سے خریدیں۔ یہاں تو سر پھینسا ہے۔ روپیہ وافر ہو تو ممکن کہ یہ سب شکایات رفع ہوں۔

اول عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔  
ثانیاً طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی خواہی گرویدہ ہوں۔  
ثالثاً مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کارروائیوں پر دی جائیں کہ لالچ سے جان توڑ کر کوشش کریں۔

رابعاً طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول و فلیضہ دے کر اس میں لگایا جائے۔ یوں ای میں کچھ مدرسے بنائے جائیں، کچھ واعظین، کچھ مصنفین، کچھ مناظرین، پھر تصنیف و مناظرہ میں بھی توزیع ہو، کوئی کسی فن پر کوئی کسی پر۔  
خامساً ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریر و تقریر و مناظرہ و اشاعت دین و مذہب کریں۔

مولانا! اس گئی گزری حالت میں تو کوئی بفضلہ تعالیٰ آپ کے سامنے آ نہیں سکتا۔ دود سے غل مچاتے اور وقت پر دم دباتے ہیں۔ جب آپ کے اہل علم یوں ملک میں پھیلیں اس وقت کون

ان کی قوت کا سامنا کر سکتا ہے۔

سادہ سادہ حمایت (مذہب) و ردِ بد مذہبیاں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے کے کر تصنیف کرائے جائیں۔

سادہ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت شائع کئے جائیں۔

شہر و شہروں کے سفیر نگاران رہیں، جہاں جس قسم کے داعی یا مناظریہ تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔ آپ سرکاری اعداد کے لئے اپنی فوجیں میگزین رسالے بھیجتے رہیں۔ تاسف جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقررہ کے فارغ البال بنائے جائیں، اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

عاشرا آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں یقینیت و بلا قیمت روزانہ یا کم از کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

میرے خیال میں قرین تدبیر ہیں، آپ اور جو کچھ بہتر سمجھیں افادہ فرمائیں۔ بلکہ مولانا! روپر ہونے کی صورت میں اپنی قوت پھیلانے کے علاوہ گمراہوں کی طاقتیں توڑنا بھی ان شاء اللہ العزیز آسان ہوگا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ گمراہوں کے بہت سے افراد صرف تنخواہوں کے طالع سے ذہر اگلے پگھلتے ہیں۔ ان میں جسے دس کی جگہ بارہ دیکھئے اب آپ کی سی کہے گا یا کم از کم یہ فقرہ درختہ نہ تو ہوگا۔ دیکھئے حدیث کا ارشاد کیسا صادق ہے کہ،

”آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا۔“

اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہے، عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر ہے۔

(۷) مسودہ عقائد تنفیہ کے یہاں بنظر استصواب آیا تھا بعض ترمیمات ضروریہ گیا بھی اور انجمن کو پہنچا بھی۔ اور انجمن نے اس میں اکثر ترمیمات کو قبول فرمایا بھی۔ اس پر گواہ خود یہ مسودہ تازہ ہے کہ جناب نے اب ارسال فرمایا ہے، یہ اکثر انھیں ترمیمات پر مشتمل ہے جو فقیر نے ایک نہایت سرسری نگاہ میں عرض کی تھیں، مگر جناب کا یہ فرمانا بھی کہ ترمیم یا تصدیق درکار تو نے رسید بھی نہ بھیجی بجائے خود ہے۔ واقعی فقیر ترمیم کر کے بھیج چکا اور واقعی ترمیم کر کے فقیر نے نہ بھیجا۔ اس عمل کا اصل یہ ہے کہ فقیر بے حد عظیم الفرصت ہے، خاطر خواہ ترمیمیں (مگر دفتر سے دیگر



اطلا کنند) کی مصداق ہوتیں، اس کے لئے وقت نہ ملتا تھا۔ ایک ضرورتِ شدیدہ سے پہلی بھیبت جانا ہوا، حضرت مولانا محدث سوری دامت برکاتہم نے اس کا ذکر فرمایا، فقیر نے عسکرانہ کی وقتِ فرصت میں ٹوں گا۔ نصف شب کے قریب وہاں کی ضروریات اور احباب کی ملاقات سے فارغ ہوا اس وقت وہ مسودہ فقیر کو سنایا گیا، جاہلی تبدیلات و نقص و زیادات و محو و اثبات عرض کرتا گیا اور حضرت مدوح تحریر فرماتے گئے۔ ۱۸ صفحہ تک اس وقت ہوا پھر صبح بعد فراغ و طالع، جبکہ ریل کا وقت قریب تھا، بغیر لچلتی تمام تمام کیا۔ مولوی ابو العلاء امجد علی صاحب سلمہ بھی ہمراہ تھے، ان سے گزارش کی کہ آپ کے پاس بھی ایک مسودہ آیا ہوا ہے یہی ترمیمات آپ بھی لکھ بھیجنا۔ اور اتفاقاً رائے فقیر سے بھی انجمن مبارک کو اطلاع دیں۔ مگر برائی آکر مولوی صاحب کو کثرتِ کار میں یا نہ رہا۔ ٹوں وہ اصلاحات فقیر کی طرف سے پہنچیں بھی اور نہیں بھی۔

اب آؤ گلا اس مسودہ ثانیہ میں بعض قواعد کا تب میں انجمن فقیر نے بنا دیا ہے۔ ان میں بعض بہت ضروری الفاظ ہیں۔

تانیہ بعض نئی ترمیمات اور خیال میں آئی ہیں، خواہ عبارتِ سابقہ پر یا اب جو مسودہ ثانیہ میں خود انجمن نے محو و اثبات کیا اس پر۔

ثالثاً اصلاحات سابقہ میں سے اکثر قبول فرمائی گئیں مگر بعض وہ بھی ہیں کہ اس مسودہ ثانیہ میں بھی متروک ہوئیں یا نظر سے رہ گئیں خصوصاً ان میں بعض کا نہ پانا زیادہ مشوش خیال ہو سکتا ہے کہ بحال عمر الاقل رعایت و مدد ہمت کا سخت پہلو نکلتا ہے، ہاں سہواً ترکہ ہوا تو رفع عن امتی الخطا و النسیان (میری امت سے خطا و نسیان کو معاف کر دیا گیا ہے۔ ت) ارشاد والا ہے۔

سابعاً ان سب کے بعد بھی حکم الاستشارة مؤتمن (جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے۔ ت) مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ یہ سب مقاصد اجمالی ہاں گوش گزار کروں۔

(انگلا صفر ملاحظہ ہو)

۳۸۲/۱	دارالکتب العلمیہ بیروت	حدیث ۱۳۹۱	لے کشف الخفا
۳۴۳/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	باب فی المشورۃ	لے سنن ابی داؤد کتاب الادب
۱۰۵/۲	ایم کی مپنی دہلی	باب ما جاز ان الاستشارة مؤتمن	جامع الترمذی ابواب الادب

## ترمیمات جدیداً یا ترمیمات جدیدہ مع بیان مہر

صفحہ	سطر	مبدل	بدل	وجہ
۳	۹	کوئی لطف جزئی	کوئی لطف یا اصلاح	قد جزئی اترا دی نہ بھی جائے کہ وجہ کلی متوہم ہو حالانکہ لا یجب علی اللہ شیء (اللہ پر کچھ واجب نہیں۔ ت) کئی ترجمہ چند کا ہے۔
۴	۴	کئی	بہت	
۶	۵	ختم نبوت	ختم نبوت و افضلیت مطلقہ و خلافت کبریٰ و اولویت فی الشفاۃ و فی دخول الجنتہ و اوصالت فی کل فضل و ساطۃ فی کل نعمہ و غیرہ صفات کثیرۃ نامکنت الا شراک۔	اعلا کے شان اقدس و تفریح خاطر مومنین و دغم الف عدو۔
۶	۲۲	علم الہی غیر قناہی	علم الہی غیر قناہی بالفعل	بیان تمایز
۷	۷	آپ کا علم قناہی	حضور کا علم قناہی بالفعل و غیر قناہی بالحقۃ	عوام قناہی کو معنی غشی و منقطع زنجیر لیں
۷	۲۰	زندہ بحیات خاصہ	زندہ بحیات حقیقہ دنیاوی جسمانیہ ہیں	حیات خاصہ حیات برزخیہ روحانیہ بھی ہے کہ ہر شخص کو حاصل۔
۸	۱۱ و ۱۲	تمام زمین کی مخلوقات عاجز ہے	تمام مخلوقات عاجز ہے	تحدی اگرچہ جن و انس سے ہوتی مگر ہر سبب کو شامل ہے۔
۹	۲۱	حضرت محمدی علیہ السلام	حضرت امام محمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	صلوٰۃ و سلام بالاستقلال مخصوص بانبیاء و ملائکہ ہے
۱۱	۱۱ و ۱۲	مختلف اقوال امام ہیں	مختلف اقوال امام میں کثرت امام	مجتہدین فی الفتویٰ سے امتیاز
		توزیع کے لئے	تکلیف قبول مستعملہ کو ترجیح کیلئے	

صفحہ (ج) علامت جدیدہ کریم کی ہے ۱۲ رضی اللہ عنہ

تقریبات سابقہ متروکہ (یہ دو قسم ہیں)  
"قسم اول"

صفحہ	سطر	مبدل	بدل	وجہ
۱	۱۱	باقی صفات فعلیہ میں	ای سب سے ازلا متصف ہے	باقی سب فعلیہ نہیں نہ سب باقیات ازلیہ
۲	۱۵	عدل کی چھ صورتیں	عدل و فضل کی الز	ان میں یہ بھی محدود ہوا کہ کسی کے اعمالِ حسنہ سے ذرہ بھر نقصان نہیں فرماتا، یہ عدل ہو تو اس کا خلاف ظلم ہوا اور ظلم محال ہے، تو ثابت واجب ہر حال لاکھ لایجب علی اللہ شئ (اللہ پر کچھ واجب نہیں۔ ت) مسودہ سابقہ میں بغیر غرض صحیح کا لفظ تھا، وہ تو بہت ہی بے جا تھا اب اسے مصلحت سے بدلایہ مصلحت راجع الی العبد ہے یا الی اللہ، ثانی محال ہے بہر تقدیر
۳	۱۹	اپنے بندوں میں سے	اس کا فضل ہے کہ اپنے	کسی کو مصلحت یا مسلمان بندوں پر جو
		اگر چہ جزیلی کوئی	مصلحت پہنچے اس میں بھی	

معصیت نہیں دیتا	ان کے لئے اجر رکھتا ہے	اول کافر کہ شاہی جہل یا جزیرہ بعیدہ میں رہتا ہو جس سے مسلمانوں کو کوئی ضرر نہ ہو بلکہ ذمی مطیع خدمت گار اسلام جس سے مسلمانوں کو منافع ملے ہوں اس پر مصائب ڈالنے میں کس کی مصلحت یا کون اجر ہے ایلام با عرض کو خلاف عدل ماننا معتزلہ کا مسلک ہے اہل سنت کے نزدیک يفعل الله ما يشاء (اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے۔ ت) ہاں اس کا فضل ہے کہ مومن کو مصیبت پہنچی ماجر فرماتا ہے ولہ الحمد۔	۸	۲۲
ہر دو وحی سے جو	ہر دو وحی سے جو معنی	اشکائے شبہ قطعیہ دلائل و ثبوت دونوں سے ہے، مجرد قطعاً ہونا کافی نہیں۔	۸	۲۲
اخبار و معارف	قطعاً ثابت ہیں حق ہیں	کوئی شبہ نہیں۔	۸	۲۲
قطعاً مفہوم ہوتے	ہیں حق ہیں کوئی شبہ	نہیں۔	۸	۲۲
سوال منکر و نکیر	سوال منکر نکیر میں سے	رہے سخی سوئے عوام ہے اور اطلاق میں عموم کا	۹	۱۵
ضرور ہونے والے	خدا چاہے ضرور ہونے والے	ایہام تو تصریح اوضح و امکان فی الافہام۔	۹	۱۵
ثبات	ثبات ہونا	لغة علة ہے نہ فعل۔	۱۲	۱۳
حضرت امام حسن و	حضرت امام حسن و امام	ان کا قطعی جنتی ہونا بھی نصوص سے ثابت اور	۱۲	۱۳
امام حسین قطعی جنتی	حسین و اصحاب بدر	کتب میں مصرح ہے۔	۱۲	۱۳
ہیں۔	و بیۃ الرضوان قطعی	جنتی ہیں۔	۱۲	۱۳
خوش آوازی سے	مستحسن ہے جبکہ مزایر	علماء فرماتے ہیں الاطلاق فی محل التقیید	۱۳	۱۵
سن کر محبت بظہر کا	و غیر با منکرات شرعیہ	غیر مستدید (تقیید کے محل میں اطلاق درست	۱۳	۱۵
مستحسن ہے۔	سے خالی ہو۔	نہیں۔ ت) خصوصاً جہاں عوام و خواص کا عوام	۱۳	۱۵

۱۵	۲۲	بصورت انکار صریح مطلقاً کافر ہے۔	فقہاء کے نزدیک مطلقاً کفر ہے۔	اطلاق سے محرم تک پہنچتے ہوں۔ صرف اتنا ہی رہتا کہ جب منکرات شرعیہ سے پاک ہو جب بھی سد اطلاق کرنا اور نہ خوش آوازی میں غنائے زناں بھی داخل۔ اور بعض متصرف زمانہ اس پر عامل۔ مشکلیں صرف انکار ضروریات دین کو کفر جانتے ہیں وہو الاحوط (اور اسی میں زیادہ احتیاط ہے شیخ) اور انکار اجماع میں نزاع طویل ہے۔
----	----	--	----------------------------------	--

### ”قسم دوم“

۱	۸	تدبیر کائنات جرتی و کلی اسی کی ذات سے مغنی۔	باختیار خود تدبیر کائنات الخ	اس کے دو محل تھے تخصیص تعلیم و تعلیم و تخصیص۔ اولیٰ یہ کہ تدبیر کا ہر فرد کائنات کو عام و شامل ہوتا۔ مغنی بخصرت الوہیت ہے۔ دوم یہ کہ کسی فرد میں کیسی ہی تدبیر مطلقاً مغنی بذات احدیت ہے۔ اول پر غیر خدا سے سلب عموم ہو گا اور ثانی پر عموم سلب۔ ثانی میں جب تک بالاستقلال یا بااختیار خود کی قید نہ لگائیں عین مسلک و بابیت و مخالف کریۃ فالصدا بوات اموا (پھر کام کی تدبیر کریں۔ ت) وغیرہ انصوص قاطع ہے، بلکہ اہل حقیقت کے نزدیک اول بھی کہ حقیقت مجریہ علی صاحبہ افضل الصلوٰۃ والتیمید برہ الکل ہے بالخلافۃ المطلقة عن حضرة الاحدیۃ (بارگاہ احدیت سے خلافت مطلقہ کے سبب ہے۔ ت) تو اس قید کا ترک و بابیر کو گنجائش دے گا۔
---	---	--	---------------------------------	--

۲	۱۰	ذات حق ان سے منزہ ہے۔	ذات حق پر سب محال بالذات ہیں۔	لفظ تشریہ استعمالہ ذاتہ کی تعلیم نہیں کرتا۔ اور بعد گزارش پھر وہی نگارش معلوم نہیں کس بنا پر ہے۔ کیا جمل و کذب وغیرہ میں کوئی عیب باری عزوجل کے لئے ممکن ہے یا اس زمانہ نقیض میں کہ امکان کذب پر کذب میں جان دیتے ہیں۔ تصریح استعمالہ سے پہلو تہی چاہئے۔
۵	۲۱	ان میں باتبارح سلف جو وجود بیا ح تقسیم مروج ہر ملک ہوں۔	مسلمانوں میں جو الخ کلام قابل تاویل ضرور تھا کہ غیر محل منع میں اطلاق تجویز ہی اتباع سلف ہے مگر وہاں کے لئے گنجائش تھی کہ فلاں فلاں امور سلف میں کہتے، تو ان میں اتباع سلف کہاں!	
۱۰	۳	عامۃ الناس احکام غیر منصوصہ میں تعلیہ پر موزوں	عامۃ الناس احکام غیر منصوصہ قطعیہ میں	غیر مقلد کہہ سکتے ہیں کہ دفع یرین و قرارت خلف الامام و ہر یہ آئین و امثالہا سب منصوصہ ہیں تو ائمہ مجتہدین کی تعلیم نہیں۔ یہ وہی بات تو ہے کہ حدیث کے ہوتے ہوئے قول امام کی کیا حاجت!
۱۶	۱۴	قوائے انسانیہ کو خلافت نص اجماع اور بلا تکرار قوت نظریہ کفر قطعی ہے کہ ضروریات کو جبرئیل ماننا دین کا انکار ہے۔ خلافت نص و اجماع ہے۔	قوائے انسانیہ کو خلافت نص اجماع اور بلا تکرار قوت نظریہ کفر قطعی ہے کہ ضروریات کو جبرئیل ماننا دین کا انکار ہے۔ خلافت نص و اجماع ہے۔	اس اضافہ کے استقاط میں مصلحت مجریں نہ آتی کیا یہ کفر قطعی نہیں۔ کیا یہ انکار ضروریات دین نہیں، یا کافر کو کافر کہنا خلافت تہذیب ہے؟
۱۶	۷	بعد بعثت اقدس بعد بعثت اقدس نبی کا قاتل ہونا کفر ہے۔ کو ختم نبوت میں محسوس نہ جاننا کفر ہے۔	بعد بعثت اقدس بعد بعثت اقدس نبی کو جائز ماننا یا اس کو ختم نبوت میں محسوس نہ جاننا کفر ہے۔	اس سے عدول کی مصلحت بھی مفہوم نہ ہوتی۔ کیا صرف قاتل ہونا کفر ہے جائز ماننا کفر نہیں؟ یا اسے ختم نبوت میں محسوس نہ جاننا کفر نہیں؟ یا کفار کی رعایت کرنی چاہئے۔ واغلظ علیہم

وليجدوا فيكم غلظة<sup>۱</sup> اور لتبيننه للناس و  
لا تكتمونه اور لا يخافون لومة<sup>۲</sup> لائم اور  
كونوا قوامين بالقسط شهداء الله ولو  
على انفسكم<sup>۳</sup> اور لا تأخذكم بهما رافة  
في دين الله<sup>۴</sup> وغيره آيات کا حکم؟ اور اس پر  
عمل فرض قطعی ہے یا نہیں؟

## عرضِ اخیر

خون شدم ز اندیشہ انجامِ این معیارِ حق کایں ہمد اصلا ہمار گہست حاصل شد چرشد  
ہر کہ چون من آزمایہ روشناسہ ہجو من ورنہ گز ابطیس آدم رفتے شامل شد چرشد  
(اس معیارِ حق کے انجام کے اندیشہ سے میں غلظت ہو گیا ہوں۔ یہ تمام اصلاحات اگر حاصل ہو گئیں  
تو کیا ہوا جو میری طرح آزمائے وہ میری طرح آشنا ہو گا، ورنہ اگر ابطیس انسانی شکل اختیار  
کر کے شامل ہو گیا تو کیا ہوا۔ ت)

من جرتب بت جسد حق عوف جس نے میری طرح آزمایا وہ میری طرح جان  
مصرفتی۔ لے گا۔

حوالہ: اس مسودہ سے بعض عتادِ اہلسنت پر حرام کو صرف اطلاع دینا مقصود نہیں بلکہ  
ایک معیارِ سنیت قائم فرمانا ہے کہ جو اس پر تصدیق کر دے ہمارا ہے مگر  
چشم و دل را از دست نور سدرہ  
(اس سے آنکھ اور دل کو خوشی کا نور حاصل ہو گا۔ ت)

اور جو نہ مانے بیگانہ ہے مگر

۱۵ القرآن الکریم ۱۸۷/۳  
۱۳۵/۴

۱۵ القرآن الکریم ۱۲۳/۹  
۵۳/۵  
۲/۲۴

سایہ اش دُور یاد از ما دُور

( اس کا سایہ ہم سے دُور ہے ۔ ت )

مگر یہ ہزار افسوس یہ گزارش کہ یہ غرض اس مسودہ سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی جب تک ضلالتیں کہ آج کل مدعیان اسلام بلکہ مدعیان سنت میں پھیل چُوتی ہیں، تصریحاً ان کا ذکر اور ان سے تبرید نہ ہو۔

مولانا! مجھے تجربہ ہوا ہے، ایک دو نہیں صد ہا ایسے ابلیس آدم رُطیس گئے کہ ان مسائل پر دستخط کر دیں گے، اور وہ نہ صرف سنت بلکہ اسلام کے کٹر دشمن اور آپ کے جوگہ حق میں شامل ہو کر آپ کے مذہب کے بیخ کن ہو گئے۔ اسی لئے تو ائمہ کرام نے ایسوں کے اسلام کو کلمہ شہادت ہرگز کافی نہ جانا جب تک اپنے مسلک خبیثہ سے صراحت برائت نہ کریں۔ جامع الغفرین و وزیرِ کوروی و بحر الرائق و غیرہ میں ہے،

ولواقیہما (ای بالشہادتین) علی وجہ  
العادة لہ ینفعہما لہ یتبرأ لہ  
عادة کلمہ شہادت کا پڑھنا گمراہ کو مفید نہیں  
جب تک وہ اپنی ضلالتوں سے برائت  
نہ کرے۔

چند سال ہوئے ایک مولوی صاحب، شاہ صاحب، و اخذ صاحب نے فقیر سے اپنی سنت کی سند تحریری مانگی۔ فقیر نے انہیں لکھا، حضرت! تصریح نفی فتن دائرہ چاہئے۔

المراحب الناس ان ینترکوا ان یقولوا  
أما وہم لا یفتنون ب  
کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اہمنا کہنے سے چُھٹی  
مل جاسے گی اور وہ آڑ لٹے نہ جائیں گے۔

پھر امور عشرین لکھ کر بھیجے، انہوں نے بے تکلف دستخط فرما دیئے، فقیر نے سند سنت انہیں بھیج دی۔ وہ امور بعض اضافات جدیدہ (کہ ان برسوں میں ان کی حاجت چُوتی کہ فتن روزانہ متجدد ہیں) عرض کر دیں انہیں غور فرمائیں۔ انہیں اگر ان کی اشاعت پسند فرمائے اور ان پر بلا دفعہ تصدیق کو صحیحاً سخت ٹھہرائے تو ابنِ شاعر اللہ العزیز یہی کافی و وافی ہے زیادہ کی ضرورت نہیں، اور یہ نہ ہوں تو شرع عقائد و مقاصد و مرقعات کے تہجے چھاپ کر اس پر دستخط لیجئے ہرگز کفایت نہیں۔ — مولانا! بحمد اللہ میں نے



آپ کے رنگ تحریر سے سمجھا کہ آپ صاف گو ہیں اور امر حق میں ماسی کو پسند فرماتے ہیں اور الحق کو یہی پسند حق ہے :

فاصلہ مع بما تو امر و اعراض عن  
المشركين بله  
جس کا حکم دیا گیا وہ علی الاعلان فرمادیں اور مشرکین سے اعراض فرمائیں۔

بکرمہ سبحانہ یہی طریقہ فقیر کا ہے ۔  
فانش میگویم و از نخست خود دلشادم  
( میں کھل بات کرتا ہوں اور اپنے کئے ہوئے پر میرا دل خوش ہے ۔ میں عشق کا غلام ہوں اور دونوں جہاں سے آزاد ہوں ۔ ت )

اب یہاں پانچ صورتیں ہیں :

( ا ) اقوال منہال کے قائلین اور کتب کی صریح تصریح

( ب ) صرف نام کتب

( ج ) متن میں صرف اقوال ، اور حاشیہ پر نام قائل و کتاب

( د ) حاشیہ پر صرف نام کتاب

( ه ) مجرد اقوال بے اعتبار نام قائل و کتاب

حاشیہ : طریقہ خامسہ میں کنایت نہیں ۔ میں نے اپنی آنکھوں سے متعدد بار متعدد مشہورین میں وہ دیکھے ہیں کہ ان عبارات کی نسبت اس سے سوال ہوا ، صاف صاف حکم کفر و منہال لکھ دیا ۔ جب کہا گیا کہ یہ قول فلاں شخص یا فلاں کتاب کا ہے ، فوراً پلٹ گئے کہ ان کو تو ہرگز نہ کہوں گا ۔

مولانا ! آج کل تو یہ حالت ایمان رہ گئی ہے ، اللہ و رسول کو گالی دینا ضرور کفر ہے مگر زید گالی دے تو معاف ہے ، انا اللہ وانا الیہ راجعون ۔ بہر حال میں یہاں طریق اوسط اختیار کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ مبارک انجمن کو کون سا پسند فرماتی ہے وحببتنا اللہ و نحبمہم الموکیل ( اور اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے ۔ ت )

میں نے قصد کیا تھا کہ امور عشرین سے وہ باتیں کہ مسودہ میں آگئی ہیں ساقط اور بعض جدید اضافہ کروں ۔ اب یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ وہ تمام پہلے سے نفیس تر پیرایہ میں مع زیادات کثیرہ جلیلہ

جزیلہ ذکر کدوں کے انجمن پسند فرمائے تو یہی پس ہے ورنہ یادگار رہے گی اور حق سبحانہ و تعالیٰ جس کے لئے چاہے گا کام دے گی و باقہ التوفیق۔

یہاں اسے لکھنا چاہا تھا مگر یہ بفضلہ تعالیٰ ایک کافی وافی نفیس مستقل رسالہ ہو گیا جس کا نام ”نور الفریقان بین جند اللہ و احباب الشیطان“ رکھا گیا۔ بعد تبیض ان شاء اللہ العزیز اگر انجمن مبارک کی خواہش ہوئی جداگانہ مرسل ہو گا، واللہ الحمد۔

(۹ و ۸) کے جوابات اس فہرست سے واضح ہوں گے جسے لکھنے کے لئے فقیر نے ابو العلاء امجد علی صاحب سے گزارش کر دی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اسی نیاز نامہ کے ساتھ مرسل ہوگی۔ وہ امور کہ بعض جوابات سابقہ میں گزرے ضرور ملحوظ خاطر رہیں۔

(۱۰) تلك عشرة كاملة (یہ پورے دس ہوتے۔ ت) اللہ عز و جل انجمن کو مبارک تر کرے اور اہل سنت کو اس سے نفع عظیم پہنچائے۔ کئی سال سے بحمدہ تعالیٰ فقیر اسے خالص انجمن اہل سنت و جماعت سمجھتا ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ کوئی امر قابل شکایت معلوم نہ ہوا، مگر مولانا اس فقیر حقیر کے ذمہ کاروں کی بے انتہا کثرت ہے، اور اس پر نقاہت و ضعف قوت، اور اس پر محض تنہائی و وحدت، ایسے امور ہیں کہ فقیر کو دوسرے کام کی طرف متوجہ ہونے سے مجبور انداز رکھتے ہیں۔ خود اپنے مدرسہ میں قدم رکھنے تک کی فرصت نہیں ملتی۔ یہ خدمت کہ فقیر سراپا تقصیر سے میرے مولائے اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محض اپنے کم سے لے رہے ہیں، اہل سنت و مذہب اہل سنت ہی کی خدمت ہے۔ جو صاحب چاہیں جتنے دن چاہیں فقیر کے یہاں اقامت فرمائیں۔ مہینہ دو مہینہ سال دو سال۔ اور فقیر کا جو منٹ خالی دیکھیں یا جس وقت فقیر کو کوئی ذاتی کام کرتے دیکھیں، اسی وقت مراخذہ فرمائیں کہ تو اتنی دیر میں دوسرا کام کر سکتا تھا۔ اور جب بحمدہ تعالیٰ سارا وقت آپ ہی کے مذہب کی خدمت نگاری میں گزرتا ہے تو اب یہ کام اگر فضول یا دوسرا اس سے اہم ہو تو مجھے ہدایت فرمائی جائے، ورنہ فقیر کا حذر قابل قبول ہے۔

مولوی سید دیدار علی صاحب و مولوی ابو الفرج عبد الحمید صاحب نے فقیر سے ایک انجمن قائم کر کے اس کی خدمات انجام دینے کو فرمایا۔ فقیر نے گزارش کی کہ جو کام اللہ عز و جل یہاں سے لے رہا ہے ضروری ہے یا نہیں؟ فرمایا سخت ضروری۔ فقیر نے عرض کی، دوسرے کوئی صاحب

اس پر مقرر فرمادیکے اور مجھ سے کوئی اور خدمت اہل سنت لیجے۔ فرمایا: نہ دوسرا کوئی اسے کر سکتا ہے نہ دس آدمی مل کر انجام دے سکتے ہیں۔ قہقہے گزارشش کی پھر خند واضح ہے۔

غرض انجمن اہل سنت جو اہم مقاصد چاہے اللہ میں سے ایک میرے مقدور بھریا بفعل موجود ہے تو اسی کو خدمت انجمن تصور فرمائیں، میں جہاں ہوں اور جس حال میں ہوں مذہب اہل سنت کا ادنیٰ خدمت گار اور اپنے سستی بھائیوں کا خیر خواہ ہوں۔ البتہ وجود مذکورہ بالا سے نہ کہیں آتے جانے کی فرصت نہ طاقت، نہ اپنا کام چھوڑ کر دوسرا کام لینے کی لیاقت۔

وہبنا اللہ ونعم الوکیل، و اللہ یقول الحق ویہدی السبیل۔  
اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے اور سیدھی راہ کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔ (ت)

اس نیاز نامہ میں جو امور معروض ہوئے ہیں، جہاں کہیں مشورہ خیر جو ضرور مطلع فرمائیں۔ فقیر کی کیا حاجت ہے۔ امیر المؤمنین عسمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ خلافت راشدہ میں فرماتے،

لا خیر فیکم ما لم تقولوا ولا خیر فی ما لم اسمع بے  
وقفنا اللہ تعالیٰ وایاکم و ساثر اخوانہ  
لکل خیر وحفظنا وایاکم من کل شر، و علی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ و ابنہ و حزیہ اجمعین و بارک و سلم آمین !

تم مشورہ خیر نہ دو تو تم میں بھلائی نہیں اور میں اس کو نہ سُنوں تو مجھ میں بھلائی نہیں۔  
اللہ تعالیٰ ہمیں، تمہیں اور ہمارے تمام بھائیوں کو ہر خیر کی توفیق عطا فرمائے اور ہر شر سے محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ، آپ کی آل، اصحاب، اولاد اور تمام امت پر درود و سلام اور برکت نازل فرمائے۔ آمین ! (ت)

۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۰ھ



# اُمورِ عشرین در امتیازِ عقائدِ سنیین (سنیوں کے عقائد کی پہچان میں سببِ امور)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین والجنّة ، و  
الصلوة والسلام علی نبینا العظیم  
والعنة ، المنقذ من النار والمعطی  
الجنّة الذی ذکرنا حسنہ وجہ جنّة  
وعلی آلہ وصحبہ و اهل  
القبّة۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو انسانوں اور  
جنوں کا رب ہے۔ اور درود و سلام ہو ہماری  
عظمت و احسان والے نبی پر جو جہنم سے بچانے  
اور جنت عطا فرمانے والا ہے، جس کا ذکر حفاظت  
اور اس کی محبت و حال ہے اور آپ کی آل پر اور  
صحابہ پر اور اہل قبۃ پر۔ (ت)

ماہ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ ہجریہ قد سید علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں فقیر کے پاس سائبہ  
علاقہ ریاست جے پور (راجستھان) سے ایک خط بایں تمہیں آیا ،

نقل نامہ حافظ محمد عثمان صاحب بنام فقیر (مصنف علیہ الرحمہ)

بخدمت فیض ورجت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی محدث و امام اہل سنت وجماعت  
بعد سلام سنت الاسلام کے عرض خدمت ہے کہ دیہ خواجہ ہمارے ملک مارواڑ (راجستھان) کی  
بڑی خوش قسمتی ہے کہ آج کل یہاں سائبہ میں جناب مولانا مولوی احمد علی شاہ صاحب جنفی نقشبندی دہلی

تشریف لائے ہیں، ہم لوگ آپ کی تصنیفات گونا گوں سے مستفیض ہو چکے تھے، اب غرض بیانی، اثر پہنائی و توجہ قلبی سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ غیر مقلدین و دیگر عقائد باطلہ والے تو بر کر کے وعظ سے اُٹھتے ہیں کوئی وعظ ایسا نہیں ہوتا جس میں آپ ندوہ (یعنی صلح کلی الحاد) کی برائی بیان نہ کرتے ہوں، یہاں کے لوگ ندوہ کے بڑے شاخاں تھے اب ایسے منفرد ہو گئے ہیں جیسے کسی خبیث (جن) سے کوئی منکر ہوتا ہے۔ ایک مولوی ندوی بھی یہاں آگیا ہے وہ کہتا ہے اگر مولوی احمد علی شاہ صاحب مخالفت میں ترغاب جاہل و بد دین ہیں۔ چند لوگ اس کے کھنڈے سے بہک گئے، وہ کہتے ہیں اگر مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی و بارہ مولوی احمد علی شاہ صاحب لکھ دیں تو ہم ان کی بات سنیں گے اور اپنے خیالات سے توبہ کریں گے۔ لہذا عرضِ حرمت ہے کہ مولوی احمد علی شاہ صاحب آپ کے علم میں جیسے ہوں تحریر فرمائیے، آپ کی یہ تحریر سرکشوں کے لئے بہت مفید ہوگی۔

العبد محمد عثمان

(سیدنا امام اہل سنت و اہل طہارت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں) فقیر کو اس سے پہلے مولانا موصوف سے تعارف تفصیلی نہ تھا اور امر شہادت خصوصاً دوبارہ عقائد اہم و اظہر۔ لہذا جواب میں یہ خط ارسال فرمایا:

(مکتوبہ الموصوف)

## خانمہ فقیر (مصنف علیہ الرحمہ) بنام حافظ (محمد عثمان) صاحب

بلا خط کرم فرما حافظ محمد عثمان صاحب زید لطیف، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔  
 لطف نامہ آیا، ممنون یاد آوری فرمایا، مولوی احمد علی شاہ صاحب نے مزید خانہ پر کرم فرمایا تھا پہلی ملاقات تھی، بعد از جلسہ عظیم آباد (پٹنہ بہار) میں نیاز حاصل ہوا، وہ اس سے بھی مجلی تھا کہ سوائے سلام و مصافحہ کے کسی سکا لہ کی نوبت نہ آئی۔ امر شہادت عظیم ہے، میں معاذ اللہ کوئی سوزِ غل نہیں کرتا بلکہ مولانا موصوف کے جن فضائل کو اب اجمالاً و سماناً (بذریعہ حافظ مذکور) جانتا ہوں تفصیلاً و حیثاً نا جان لوں۔ مولانا کی پسندی سے امید ہے کہ فقیر کی اس عرض پر کمالِ خوش و مسرور۔ آج کل غیر مقلدین یا ندوہ سے ہی کافقہ ہندوستان میں ساری نہیں بلکہ معاذ اللہ صد ہا آفتیں ہیں۔ فقیر جین اور حاضر کرتا ہے مولانا موصوف ان پر اپنی تصدیق کافی و کافی جس سے بکشاہ پیشانی تسلیم کامل روشن طور پر ثابت ہو تحریر فرما کر اپنی مہر سے مزین فرما کر فقیر کے پاس روانہ کر دیں۔

فقیر احمد رضا قادری طغی عنہ

از بریل ۲۶ رمضان مبارک ۱۳۱۸ھ

بسم الله الرحمن الرحيم

## امور عشرین تصدیق طلب از جناب مولانا مولوی احمد علی شاہ صاحب مرزا پوری

- (۱) سید احمد خاں علی گڑھی اور اس کے قبیعین سب کفار ہیں۔
- (۲) رافضی کہ قرآن عظیم کو ناقص کہے یا مولیٰ علی کم اللہ وجہ یا کسی غیر نبی کو انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی سے افضل بتائے کافر و مرتد ہے۔
- (۳) رافضی تیرائی فقہائے نزدیک کافر ہے اور اس کے گمراہ، بدعتی، جہنمی ہونے پر اجماع ہے۔
- (۴) جو مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر قرب الہی میں تفصیل دے وہ گمراہ مخالف سنت ہے۔
- (۵) جنگ جبل و صفین میں حق بدست حق پرست امیر المؤمنین علی کم اللہ تعالیٰ وجہ تھا مگر حضرات صحابہ کرام مخالفین کی خطا خطائے اجتہاد کی جس کی وجہ سے ان پر طعن سخت حرام، انکی نسبت کوئی کلمہ اس سے زائد گستاخی کا نہکانا مشک رخص ہے اور خروج از دائرۃ اہلسنت۔ جو کسی صحابی کی شان میں کلمہ طعن و توہین کہے، انھیں بُرا جانتے، خاسق مانتے، ان میں سے کسی سے بغض رکھے مطلقاً رافضی ہے۔
- (۶) صد ہا سال سے درجہ اجتہاد مطلق تک کوئی حاصل نہیں ہے بے وصول درجہ اجتہاد تقلید فرض، غیر تقلیدی گمراہ بدین ہیں۔
- (۷) اہلسنت صد ہا سال سے چار گروہ میں مختصر ہیں جو ان سے خارج ہے بدعتی ناری ہے۔
- (۸) وہابیہ کا معلم اول ابن عبدالوہاب نجدی اور معلم ثانی اسماعیل دہلوی مصنف تقریرۃ الایمان، دونوں سخت گمراہ بدین تھے۔
- (۹) تقریرۃ الایمان و صراط المستقیم و رسالہ یکروزہ و تنزیر العینین تصانیف اسماعیل دہلوی صریح ضلالتوں، گمراہیوں اور کلمات کفریہ پر مشتمل ہیں۔
- (۱۰) مائتہ مسائل مولوی اسحق دہلوی غلط و مردود مسائل و مخالفات اہلسنت و مخالفات جمہور سے پُر ہیں۔
- (۱۱) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء قدست اسرار ہم سے استمداد و استعانت اور انھیں وقت حاجت توسل و استمداد کے لئے نذا کرنا یا رسول اللہ، یا علی،

یا شیخ عبد القادر الجیلانی کہنا اور انہیں واسطہ فیض الہی جاننا ضروری وجاہت ہے۔

- (۱۲) عالم میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاءِ قیامت آشوارِ ہُم کا تصرف حیاتِ دنیوی میں اور بعد وصال بھی بظاہر الہی جاری اور قیامت تک اُن کا دریا ہے فیضِ موجزن رہے گا۔
- (۱۳) عام اموات اسیاد کو دیکھتے، ان کا کلام سُنتے سمجھتے ہیں، سماعِ موفیٰ حق ہے، پھر اولیاء کی شانِ توارفِ داخل ہے۔

- (۱۴) اللہ عزوجل نے روزِ اَوَّل سے قیامت تک کے تمام ممالک و مایکون ایک ایک ذرے کا حال اپنے حبیبِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کو بتا دیا حضور کا علم ان تمام غیبوں کو محیط ہے۔
- (۱۵) امکانِ کذبِ الہی جیسا کہ اسمعیل دہلوی نے رسالہ یکہ دزی اور اب گنگوہی نے براہین قاطعہ میں مانا صریح منکرات ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کذب قطعاً اجماعاً محال بالذات ہے مسئلہ خلفِ وید کو ان کے اس ناپاک خیال سے اصلہ علاقہ نہیں۔

- (۱۶) شیطان کے علم کو معاذ اللہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زائد وسیع تر ماننا جیسا کہ براہین قاطعہ گنگوہی میں ہے صریح منکرات و قرین رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحمید ہے۔

- (۱۷) مجلسِ میلادِ مبارک اور اس میں قیامِ تعظیمی جس طسرح صد ہا سال سے حرمینِ محترمین میں منع و ذائع ہے جارت ہے۔

- (۱۸) یکار حویں شریف کی نیاز اور اموات کی فاتحہ اور عرسِ اولیاء کو مزامیر و طیر ہا منکرات سے خالی ہر سب جارتہ مندوب ہے۔

- (۱۹) شریعت و طریقت دو قبائیں نہیں ہیں، بے اتباعِ شرع وصول الی اللہ ناممکن، کوئی کیسے ہی مرتبہ عالیہ تک پہنچے جب تک عقل باقی ہے احکامِ الہیہ اس پر سے ساقط نہیں ہو سکتے۔ فہرستِ متصوف کہ مخالفتِ شریع میں اپنا کمال سمجھتے ہیں سب گمراہ مسوخر گمانِ شیطان ہیں۔ وحدتِ وجود حق ہے اور حلول و اتحاد کو آجکل کے بعض متصوف (ہناوٹی صوفی) جکھتے ہیں صریح کفر ہے۔

- (۲۰) ندوہ سرایہ منکرات و مجورہ بدعات ہے، مگر ابوں سے میل جول اتحادِ حرام ہے، ان کی تعظیم موجبِ غضبِ الہی، اور ان کے رد کا انسداد نصیبِ الہی کی طرف بلانا، انہیں دینی مجلس کا رکن بنانا دین کو دھانا ہے۔ ندوہ کے لکچروں اور روئیداد میں وہ باتیں بھری ہیں جن سے اللہ و رسولِ بزار و بری ہیں جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ سب بد مذہبیوں و گمراہوں



سے پناہ دے اور سنتِ حقہ خالص پر ثابت قدم رکھے۔  
 ○ حضرت فاضل بریلوی مدظلہ العالی کے اس امور مقررہ مذکورہ کی تصدیق جناب مولانا شاہ احمد علی صاحب مرزا پوری نے فرمائی اور یہ عبارت لکھی،

”امورِ شرعیہ مندرجہ بالا بہت درست و ٹھیک ہیں۔ وحدت وجود حق ہے مگر اس میں بحث و مباحثہ فقیر کے نزدیک خوب نہیں، یہ امور کشفیہ سے ہیں اور متعلق کیفیت ایسے امور کو اولیاء اللہ ہی خوب سمجھ جوتے ہیں۔ چونکہ فقیر کے پاس مہر نہیں لہذا دستخط ہی پر اکتفا کیا۔“

۲ شوال ۱۳۱۸ھ روز چہار شنبہ

○ پھر امام اہلسنت فاضل بریلوی مدظلہ العالی نے یہ تحریر فرما کر اپنے دستخط اور مہر ثبت فرمائی،  
 ”آج کل بہت لوگ اوعائے سنیت کرتے اور عوام بیمار سے دعوہ کے میں پڑتے ہیں بعض مصیحت و قوت کے لئے زبان سے کچھ کہہ جاتے اور موقعہ پاکر پھر پٹیا کھاتے ہیں اکثر جگہ امتحان کے لئے ان شار اللہ العزیز یہ امورِ شرعیہ بطور غور نہ کافی ہیں جو بعونہ تعالیٰ فرازِ سنیت پر سچا فائز ہے بے تکلف دستخط کر دے گا اور نہ پانی مرنا آپ ہی نشیب ضلالت کی خبر دے گا۔“

ومن نکث فانما يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ	اور جس نے عہد توڑا اس عہد توڑنے کا وبال
ومن يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبِهِ	اسی پر پڑے گا۔ اور جو الٹے پاؤں پھرے گا
قُلْتُ يَضُرُّ اللَّهَ شَيْئًا	اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا۔ اور چمنہ
يَتَوَلَّى فَاِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ	پھر سے توبہ شک اللہ ہی بے نیاز ہے
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ	سب خوبیوں سر ادا۔ اور سب تعریفیں

رب العالمین کے لئے ہیں۔ (ت)

کتبہ عبیدہ المذنب احمد رضا بریلوی حفظہ اللہ  
 بِحَمْدِ الْمُصْطَفَى النَّبِيِّ الْأَمِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۴۲/۳ ۱۴۲۲ھ القرآن الکریم

۱۰/۴۸ ۱۴۲۲ھ القرآن الکریم

۲۳/۵۷ ۱۴۲۲ھ

مسئلہ از ضلع میرٹھ مسلولہ محمد فضل الرحمن صاحب ۲۴ ربیع الاول ۱۳۳۲ء  
ایک قلم اشتہار "پروانہ خداوندی" مجھے اس قصبہ میں دستیاب ہوا ہے، لہذا  
ارسال بخنور ہے۔ امید کہ مفصل مطلع فرمایا جائے کہ یہ اشتہار کہاں تک صحیح ہے۔  
پروانہ خداوندی

بسم اللہ الرحمن الرحیم، صلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ  
وسلم۔ یہ وصیت حضرت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے شیخ احمد  
خادم روضۃ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہے کہ جمعہ کی رات کو خواب میں قرآن شریف  
کی تلاوت فرماتے ہوئے دیکھا اور فرمایا، اسے شیخ احمد! یہ دوسری وصیت تیری طرف ہے علاوہ  
اس پہلی وصیت کے، وہ یہ ہے کہ تم جملہ مسلمین کو رب العالمین کی طرف سے خبر کر دو کہ میں ان کے  
بابت ان کے کثرت گناہ و معاصی کے سخت ہزار ہوں۔ جس کا سبب یہ ہے کہ ایک جمعہ سے  
دوسرے جمعہ تک (کلمہ گو) فوتے ہزار اموات ہوتی ہیں جن میں ستر ہزار اسلام پاتی تمام  
غیر اسلام یعنی کفر پر مرے ہیں۔ جس وقت ملائکہ نے یہ بات سنی تو انہوں نے کہا، یا محمد! آپ کی  
امت گناہوں کی طرف بہت مائل ہو گئی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ دی ہے۔ پس  
اللہ تعالیٰ نے ان کی صورتوں کی تبدیلی کا حکم فرما دیا۔ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم نے فرمایا، اے رب! ان پر تھوڑا صبر کر اور ان کو ہمت دے جب تک یہ خبر میں ان کو  
پہنچا دوں، پس اگر وہ تائب نہ ہوئے تو حکم تیرے ہاتھ میں ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ  
دامنی گناہوں، بکیرہ گناہوں، زنا کاری، کم تولنے، کم میزان رکھنے، سود کھانے،  
شراب کے پینے کی طرف بہت مائل ہو گئے ہیں۔ اور فقراء و مساکین کو خیرات نہیں دیتے۔ اور  
دنیا کی محبت آخرت کی نسبت زیادہ کہتے ہیں اور غارتگر کی جیب میں اونٹنہ نہیں دیتے پس لے شیخ احمد! تو ان کو اس  
بات کی خبر دے، ان کو کہو کہ قیامت قریب ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ آفتاب مغرب سے  
طلوع کرے ان شاء اللہ تعالیٰ، اور ہم نے اس سے پہلے بھی وصیت پہنچائی تھی لیکن یہ لوگ  
نافرمانی اور غرور میں زیادہ دلیر ہو گئے۔ اور یہ آخری وصیت ہے۔ شیخ احمد خادم جرحہ شریف نے  
کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی اس کو پڑھے اور اس کی نقل کر کے ایک  
شہر سے دوسرے شہر تک پہنچائے وہ جنت میں میرا رفیق ہو گا اور اس کی میں شفاعت کروں گا  
دن قیامت کے، اور جو اس کو پڑھے اور اس کی نقل نہ کرے وہ قیامت کو میرا دشمن ہو گا۔ اور  
کہا شیخ احمد نے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تین مرتبہ قسم کھاتا ہوں کہ یہ بالکل سچی بات ہے اور

میں اس میں جھوٹا ہوں تو خدا مجھ کو دنیا سے کافر کر کے نکالے۔ اور جو اس کی تصدیق کرے گا وہ دوزخ کی آگ سے نجات پائے گا صلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔

### الجواب

جن باتوں کی اس میں ہدایت ہے وہ باتیں لپچی ہیں، ان کے احکام قرآن و حدیث میں موجود ہیں، ان پر عمل ضرور ہے۔ باقی یہ تمہید جو اشتہار میں لکھی گئی ہے بے اصل ہے۔ بار بار اس قسم کے اشتہار شائع ہوئے ہیں، کسی میں خادم روضہ انور کا نام صالح ہے، کسی میں شیخ احمد ہے۔ اور ایسے ہی بے باکی کے کلمات لکھے ہیں کہ اتنے مسلمان مرے ان میں سے صرف اتنے ایمان کے ساتھ گئے اور باقی معاذ اللہ بے ایمان مرے۔ اس اشتہار میں تو اتنی رعایت ہے کہ توتے ہزار اموات میں صرف بیسٹل ہزار معاذ اللہ کافر لکھے ہیں اور اشتہاروں میں تو گنتی کے مسلمان رکھے۔ رب عز وجل سے جو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عرض نسبت کی ہے کس قدر بے معنی ہے۔ فسأل الله العفو والعافية (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور سلامتی کے طلبگار ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۷ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ

کیا فواتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک جاہل نے کوئی گناہ کیا جس کو قطعی نہ جانتا تھا کہ حلال ہے یا حرام۔ اور اسی یا دوسرے گناہ کو عالم نے کیا تو ان دونوں کے لئے از جانب شریعت حکم مختلف ہے یا نہیں؟ اور اگر مختلف ہے تو کیوں؟ اور اگر مختلف نہیں ہے تو کیوں؟ بیٹنوا توجہوا (بیان فرمائیے اگر دے جاؤ گے۔ ت)

### الجواب

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ذنب العالم ذنب واحد و ذنب	عالم کا گناہ ایک گناہ ہے اور جاہل کا گناہ
الجاهل ذنبان، قيل ولو يا رسول الله،	دوہر گناہ۔ عرض کی: یا رسول اللہ! یہ کس
قال العالم يعذب على ذنوبه الذنب	لئے؟ فرمایا، عالم پر گناہ کرنے کا عذاب ہے
والجاهل يعذب على ما كونه الذنب	اور جاہل پر ایک عذاب گناہ کرنے کا ہے
وترك المتعلم	اور ایک علم نہ سیکھنے کا۔

۱۔ الجامع الصغير حدیث ۴۳۳۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۲۶۳  
 ۲۔ فیض القدير تحت حدیث ۴۳۳۵ دارالعرفۃ بیروت ۲/۵۶۵

مسئلہ ۱۸۲ از ماہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ سرکار کلاں مرسلہ سید محمد میاں صاحب امت برکاتہم  
۲۴ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ دو شنبہ

مولانا المعظم ذوالمجدد الکرم معظم وکرم دامت برکاتہم۔ پس از سلام مسنون عارض خدمت  
ہوں۔ بفضلہ تعالیٰ جناب کی صحت و عافیت کا مستحکم بخیر ہوں۔ میں نے جناب سے سید  
ظہور حیدر صاحب مرحوم کے لئے جو ان کے نام سے ایک عدد کم کر کے تاریخ وفات ان کی کر دینے  
کو کہہ آیا تھا اور جناب نے وعدہ فرمایا تھا۔ اب اگر ہوگئی ہو تو روانہ فرمائیں۔ تقریبات الحدیث  
والقدم اور التناسخ بھی روانہ ہوں جو یہ الٹی رسائل ہیں۔ اور اگر کوئی جدید رسالہ بحث  
اذان میں شائع ہوا ہو تو روانہ ہو۔ گزرا آخرۃ جو چودھری صاحب سہاروی کی ہے وہ جدید الطبع  
شنا ہے کہ جناب کی نظر و اصلاح سے بہت ماہگزی ہے، آیا یہ درست ہے؟ اور اس میں جو  
صفحہ ۲ پر امامت کے مسائل ہیں، قبروں پر چادریں چڑھانے کو بدعت سیئہ کے قسم اعتقاد یہ  
اور باب زیارۃ القبور میں قبروں پر کچھ چڑھانے یا چوڑنے کو جو حرام اور بدعت مکہ دیا ہے، آیا یہ  
بھی جناب کے نزدیک صحیح ہے؟ اس سے مطلع فرمائیے۔ والسلام

### الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بشرف ملاحظہ عالیہ حضرت صاحبزادہ والا قدر بالا فخر حضرت جناب مولانا مولوی سید  
محمد میاں صاحب دامت برکاتہم بقیم مع التکرم لمتمس والافتخرت سیدنا شاہ مہدی میاں  
صاحب قبلہ کے حکم سے ان عظیم بے فرصتیوں میں یہ کتاب فقیر نے بنائی۔ اخلاط شدیدہ کثیرہ  
عظیم شرعیہ کانکان تو لازم و واجب ہی تھا۔ حکم یہ ہوا کہ اشعار کی بھی اصلاح کر۔ جس سے  
بلا میا لفظ اتنی بڑی کتاب نظم اور اتنے کثیر حواشی از سر نو تصنیف کرنی ہوئی۔ بلکہ تصنیف جدید  
میں اس کی نصف محنت بھی نہ ہوتی جو اس کے بنانے میں ہوئی۔ طبع اول کے صفحہ ۱۲۳ تک  
کہ طبع جدید کے صفحہ ۱۳۳ ہے، تمام اصلاحات کی نقل میں نے اپنے پاس رکھی اور جناب  
چودھری صاحب کی خدمت میں گزارش کی کہ بعد تبدیلیں یہاں پھر دیکھنے کو بھیج دیا کریں۔ جناب  
موصوف نے کچھ اجزاء کاپی شدہ دیکھنے کو بھیجے۔ اس کے مطالعہ سے واضح ہوا کہ اصلاح میں  
شدید تبدیلیں فرمادی ہیں۔ اس کے بعد مجھے چاہئے تھا کہ باقی کتاب واپس کرتا، مگر حکم حاکم

سے پارہ نہ تھا۔ باقی کی بھی اسی محنت سے اصلاح کی اور چودھری صاحب سے عرض کر بھیجی کہ اب جلیفہ یہاں بھیجنے کی حاجت نہیں۔ یہ مسئلہ چادر وغیرہ کا جو حضرت نے دریافت فرمایا ہے الحمد للہ کہ اسی صفحہ ۱۲۲ پر تھا جسے میں یہ دکھا سکتا ہوں کہ میری اصلاح یہ تھی، اور یہ حضرت خود ملاحظہ فرمائیں گے کہ طبع جدید میں اس کی کیا گت ہو گئی ہے۔

طبع اول کے صفحہ ۸۵ و ۸۶ پر کہ اب صفحہ ۹۲ تا ۹۴ ہے، اس میں یہ شعر کچھ چڑھانا قبر پر یا چڑھانا لڑکے کاٹ کر یہ بتایا تھا، ۵

سجدۂ قبر اور طوافِ با حضور  
اُن کے آگے جھٹکنا تا جہدِ کون

طبع دوم میں وہی اپنا شعر رہا۔ یہیں میں نے یہ اشعار اضافہ کئے تھے، ۵

اولیاء سے استعانت ہے روا	وہ وساکی ہیں ترسے پیشِ خدا
منطی و مالک فقط اللہ ہے	واسطہ اپنا ولی اللہ ہے
ہے توئل کی طلبِ شہرِ آن میں	وابتغوا آیا ہے اس کی شان میں
دیکھ تفسیرِ عزیزی پارہ ۵۵	لکھتے ہیں یوں شاہِ صاحبِ تم
اولیاء کہتے ہیں امدادِ بشر	جارہ ہیں ہمسرا امدادِ بشر
اہلِ حاجت ان کی حاجت مانگ کر	اپنی مشکل کہتے ہیں حل سر بسر
یہ بھی شعر مایا کہ نذرِ اولیاء	ہے تمام امت میں رائج بے خطا
ہے یہ مقصودِ شہیدِ عبدالعزیز	نذرِ عرفی ہے نہ شرعی لے عزیز
تھو جو لے جائیں شاہوں کے حصہ	نذر کہتے ہیں اسے اہلِ شعور
فرقِ عرف و شرع سے غافل نہ ہو	کہ نہ مشرک اہلِ الا اللہ کو
انتِ احمد کو جو مشرک کہے	خود ہے وہ نزدیکِ شرک و کفر ہے
اور ساج و مسلم موافی مطلقاً	اہلِ سنت کا ہے اجماع لے فقی
مُرمی مومن ہوں کہ کافر لا کلام	دیکھتے سنتے سمجھتے ہیں مُدام
اس پر تامل ہے تو اترے حدیث	ہے قتلِ روح تو قولِ خبیث

وہ نہیں سُننے تو کیوں اُن پر سلام  
کیا شریعت چاہے پتھر سے کلام  
عام کے یہ دھڑ نہیں سُننے ضرور  
ہیں یہی مَوَئی یہی مَن فی القُبور  
یہ بھی جب حق چاہے سُننے ہیں نہ  
کیونکہ اِنَّ اللہَ یَسْمَعُ مَن یشاءُ

ملاحظہ ہو طبع دوم میں ان کی کیا تبدیلی ہوئی ہے۔ سب سے زیادہ سخت افسوس مجھے ان اشعار کا ہوا کہ  
نعت شریف میں میں نے اضافہ کئے تھے وہ یہ ہیں :

حضرت علام کل بے شک رب	بخشا ہے انبیا کو علم غیب
ان کو کرتا ہے مسلط غیب پر	اور دل کو ان کے توسط خبر
ان پر کر دیتا ہے روشن لاکلام	ختم تک دُنیا و مایہ تمام
مصطفیٰ کو سب سے بخشا ہے ہوا	ما یوں ما کان حبس کا جُر ہوا
علم مانے شہ سے شیطان کا وسیع	کس سے جُر شیطان ہو یہ کفر شیخ
علم غیب اُن کا سا جو ثابت کئے	بچے پاگل جانور کے واسطے
وہ شقی مرتد عبد اللہ ہے	کافروں سے بھی سوا گمراہ ہے
جو کرے نقیص شای شاہ دی	لعنۃ اللہ علیہم اجمعین
مصطفیٰ ہی ہیں قیامت میں شفیع	سب انہیں کا حصہ یہ شان رفیع
فاتح باب شفاعت ہیں وہی	کہنہ ارباب شفاعت ہیں ہی
جو کہا نہ واسلے بے توبہ مری	وہ کبریاں کی شفاعت بھی کریں
جو کہ اس لئے کہ وہ شافع نہیں	وہ ہے گمراہ و غیث اسے اہل ہیں
فضلہ خور این سگاہ ہستہ ال	بکے ہیں ایسے بد اقوال ضلال
اُن کی گمراہی سے تم منہ موڑنا	اپنے مولا کا نہ دامن چھوڑنا

وہ نہ ہوں شافع ہاں سے گمراہ  
کئے ہم سوں کا ٹھکانہ پھر کہاں

ملاحظہ ہو کہ اس میں کتنا اور کیا باقی رہا۔ ان تمام اضافات پر حاشی تھے جن میں ہر لفظ کا آفتاب

زیادہ ثبوت تھا وہ بھی اکثر حذف ہو گئے۔ اب حضرت اپنی مسئول عبارت کا عقد فرمائیں، اشاعت اولیٰ میں اس حاشیہ کی عبارت یہ تھی،

صحیح ہوتی ہے مکروہ الخ یعنی فاسق فاجر اور نابینا اور اہل بدعت اور جاہل کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے، لیکن بعض کے پیچھے مکروہ تحریم اور بعض کے پیچھے مکروہ تنزیہی یعنی اہل بدعت اور وہ جاہل جو قرأت توروے اور ادھکث حرفوں سے پڑھے، ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریم ہوتی ہے اور نابینا و فاسق کے پیچھے اگر وہ اہل بدعت اور جاہل نہ ہوں تو نماز مکروہ تنزیہ ہوتی ہے۔ اہل بدعت کے پیچھے۔ اس لیے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،  
من احدث فی امرنا هذا لیس منہ یعنی جس شخص نے نئی بات نکالی اپنی فہموسماریہ  
طرف سے بیچ دین میں ہمارے کے جو کہ کتاب و سنت سے ثابت نہیں ہے (مراد اس سے بدعت سیئہ ہے) پس وہ شخص یعنی بدعتی مردود ہے۔

اور ایک جگہ فرمایا،

حکمل بدعة ضلالة یعنی ہر بدعت گمراہی کا راستہ ہے۔ پس جو شخص ترک ایسی بدعت کا ہو اس کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھنا چاہئے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریم ہوگی۔

واضح ہو کہ قبروں کو سجدہ کرنے والے اور اہل قبور سے منت ماننے والے اور فرقہ ہائے باطلہ مثل خوارج و جہرہ و قدریہ کے، اور وہ ان پڑھ جاہل جو کہ کتاب و سنت سے بالکل ناواقف و بے بہرہ ہیں اور پھر ترک تعلید کرتے ہیں، یہ لوگ اہل بدعت ہیں ان کی صحبت سے بچنا چاہئے۔ غرضیکہ جن باتوں پر صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع ہو چکا ہے ان کے خلاف عقیدہ رکھنا یہی بدعت ہے۔

۱۔ صحیح مسلم کتاب الاقضية باب نقض الاحکام الباطلة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۴/۲  
۲۔ صحیح مسلم کتاب الجمعة باب تخفيف الصلوة والخطة قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۸۵/۱  
۳۔ سنن ابن ماجہ باب اجتناب البدع والجدل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۶

اس فقیر نے یوں بنایا تھا،

شعبہ کچھلے دور میں الخ یعنی جاہل اور نابینا اور ولد الزنا اور غلام، فاسق اور اہل بدعت کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے لیکن اگلے چار کے پیچھے مکروہ تنزیہی اور کچھلے دؤ کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوتی ہے جبکہ وہ فاسق معلن ہو یعنی اس کا فسق ظاہر اور مشہور ہو ورنہ اس کے پیچھے بھی مکروہ تنزیہی ہوگی۔ اور جبکہ اس جملہ کی بدعت و بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہو ورنہ اس کے پیچھے باطل محض ہوگی، جیسے آج کل کے ردائض و دوپٹے و نحری و قادیانی و چکڑالوی کر اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں، اور غیر مقلد۔ حدیث میں فرمایا،

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔ یعنی ہر بدعت گمراہی ہے۔

اور اس سے مراد بدعت سیدہ ہے۔ پس جو شخص ترکیب ایسی بدعت کا ہو اس کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھنا چاہئے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ادا ہوگی۔

واضح ہو کہ بدعت سیدہ دو قسم ہے، عقلی اور اعتقادی۔ عقلی جیسے غسل، قنریے اور قبروں کو سجدہ۔ اور اعتقادی جیسے تفضیلیہ و غوارج و جبر یہ و قدیہ وغیرہ یہ لوگ اہل بدعت ہیں ان کی صحبت سے بچنا چاہئے۔ غرض جن باتوں پر صحابہ و تابعین ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع ہو چکا ہے اس کے خلاف عقیدہ رکھنا بدعت ہے، پھر ان میں جن کی بدعت حد کفر کو نہ پہنچی ہو جیسے تفضیلیہ، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے ورنہ باطل محض ۱۲ منہ

اب اشاعت ثانیہ میں جس طرح کر لیا گیا ہے وہ پیش نظر ہے۔ اسی طرح بیشمار تبدیلات ہیں، اشعار میں بھی پھر اسی قسم کی اخلاط نے عود کیا ہے صفحہ ۱۲۳ کے بعد کی اصلاحات یہاں نہ رہیں اگر وہ بھی ہوں اور یہ کتاب مطابقت اصلاح فقیر کوئی صاحب چھاپوں تو کتاب ثالث ہوگی۔ اور بفضلہ تعالیٰ اخلاط شرعیہ و شعریہ سے پاک۔

حضرت سیدہ ظہور حیدر میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال بھی خیال میں آگئی تھی معروض ہے،

نحو لقاء جدہ  
حسن الی الجنان اذ  
اتم ظہور حیدر  
ثم ظہور حیدر



قِيلَ مَتَىٰ هَٰذَا الْفَرَجُ هَمَّ ظُهُورُ حَيْدَر  
قُلْتُ لَا بَقِيَّ السَّنَةُ قَمَّ ظُهُورُ حَيْدَر

۱۳۳۳

۱۳۳۲

بدایوں کے رسالہ تاریخ اور رسالہ حدوث و قدم پر جو الفاظ نیا زمند نے لکھے تھے ان کی نقل حاضر ہے۔ مولانا کے خط کی نقل گرہ ایوں سے مل گئی ہو تو میں بھی دیکھتا۔  
والا خدمت حضرت جناب سیدنا شاہ ابوالقاسم حاج سید جمیل حسن میاں صاحب قبلہ،  
تسلیم معروض۔ رسالہ ہزار ضرب آہی جس میں مولوی عبدالغفار خاں صاحب کے چوتھے رسالہ  
”انارالمجیدین“ پر کامل ایک ہزار رد ہیں، تین چار روز میں ان شاء اللہ تعالیٰ طبع ہو جائیگا  
بعونہ تعالیٰ حاضر کیا جائے گا، کلکتہ والوں کا رد حاضر ہے، حسب تحریر اسما تقسیم فرما دیا جائے فقط۔  
۱۸۳۱ مسلولہ احمد علی معاد محلہ برہی روز پنجشنبہ تاریخ ۹ محرم ۱۳۳۳ھ  
کیا فرماتے ہیں علامتہ دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص امام مسجد شیرینی اور  
کھانے کی چیزوں پر فاتحہ پڑھنے سے انکار کرتا ہے اور عذر یہ پیش کرتا ہے کہ فاتحہ دی ہوئی چیز کا اگر کچھ حصہ  
زمین پر گر گیا یا اور کسی قسم کی بے ادبی ہوئی تو فاتحہ دینے والا گنہگار ہوگا۔ ایسے شخص پر شرفا کوئی عذاب یا  
ثواب ہو سکتا ہے یا نہیں؟

### الجواب

اس کا یہ خیال باطل اور یہ عذر لاطائل ہے۔ زمین پر بلا قصد گر جانے میں کچھ گناہ کسی کے ذمہ  
نہیں۔ اور اگر کوئی وہابی یا رافضی معاذ اللہ قصد اے ادبی کرے تو اس کا گناہ اس کے سر کیوں  
باندھا جائے۔ قال اللہ تعالیٰ  
لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ عَٰلِمٌ لِّمَا تَعْمَلُونَ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا  
بوجھ نہ اٹھائے گی۔ (ت)  
ہاں اگر دینے والا جان کر وہابی یا رافضی اور کسی کا فرکودے تو وہ بے ادبی کہہ لوں گے اس لیے دالے

عہد بقی بقی، سمعہ اور ضرب و قوتوں سے آتا ہے علاوہ ازیں ضرب سے بمعنی انتظار لغت معروضہ ہے۔

لے القرآن الکریم ۶/۱۶۴

کی طرف عائد ہوگی شخص مذکور اگر واقعی یہ عقیدہ رکھتا ہے جو زبان سے کہا تو قرآن مجید کا مخالف ہے  
کھانا تناول نہ کرے اور نہ ظاہر یہ ہے کہ وہ باطن میں خاتمہ اولیاء کرام کا منکر ہے۔ اور براہِ تقیر یہ عذر بیہودہ گھڑتا  
ہے۔ دونوں صورتوں میں یہ شخص مستحقِ عذاب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۴ مسئلہ جناب حکیم مقیم الدین صاحب بہیثی ضلع بریلی ۱۱ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جب نیکی بدی میزان میں تو نیکی  
تو نیکی کا پلہ بھاری ہوگا یا بدیوں کا کیونکہ قاعدے سے جب نیکیاں زیادہ ہوں نیکیوں کا پلہ بھاری اور  
نیچا ہوگا اور بدیاں زیادہ ہوں تو بدی کا پلہ بھاری اور نیچا ہونا چاہیئے، اور کتابوں میں لکھا بھی ایسا  
ہی ہے کہ جب نیکیاں زیادہ ہوں گی تو نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا اور نیچے گا، تو کیا واقعی نیکیاں زیادہ ہوں گی  
تو نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔ مفصل بیان ہو کیونکہ نیکیاں بمقابلہ گناہوں کے ہلکی ہونا چاہئیں۔

### الجواب

وہ میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلہ اگر بھاری ہوگا تو اوپر اُٹھے گا اور  
بدی کا پلہ نیچے بیٹھے گا۔ قال اللہ عز وجل ۱

الیہ یصعد الکلم الطیب والعسل  
الصلح یرفعه ۲  
اس کی طرف پڑھنا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیکی  
کام ہے وہ اُٹھ کر بلند کرتا ہے (ت)

جس کتاب میں یہ لکھا ہے کہ نیکیوں کا پلہ نیچا ہوگا غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۵ اذکونذل علاقہ کاٹھیا دار مسئلہ عبدالستار بن اسماعیل بروز سہ شنبہ

تاریخ ۱۳ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ

بعض تصوف زندیقہ جو زید، عمر، بکر یہ وہ سب کا خدا ہی خدا کہتے ہیں وہ یہ دلیل لاتے ہیں  
کہ اس وجہ سے منصور نے دعویٰ انا الحق کا کیا، بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی  
پلے سبعاثی ما اعظم شافی (میں پاک ہوں اور کفنی عظیم میری شافی ہے۔ ت) فرمایا،  
اور تمس تبریزی نے اسی وجہ سے قسم باذنی (اٹھ میرے حکم سے۔ ت) کہہ کر مردہ زندہ کیا۔  
اب عرض یہ ہے کہ کیا واقعی یہ کلمات اوپر کے بزرگوں سے صادر ہوئے ہیں؟ اور کیا اس  
صوفی زندیق کا یہ کہنا صحیح ہے؟ اور اگر ہے تو کیا یہ کلمات عند الشرح مردود ہیں یا نہیں؟ اور

اگر مرد وہیں تو اوپر کے تینوں بزرگوں کے ساتھ اہل سنت و جماعت کس طرح کا عقیدہ رکھیں؟  
**الجواب الملقوط**

اُن زنادقہ کا یہ قول کفر صریح ہے اور ان کے قول کی صحت کا شک واقع ہونا سائل کے ایمان کو مضر ہے تجدید اسلام چاہیے۔ وہ تینوں حضرات کرام اکابر اولیائے عظام سے ہیں قدسنا اللہ بامرہم۔ حضرت شمس تبریز قدس سرہ سے یہ کلمہ ثابت نہیں اور ثابت ہو تو معاذ اللہ اُسے اوعائے الوہیت سے کیا علاقہ! ایسی اضافات مجازہ شائع ہیں۔ حضرت حسین منصور انا الاحق نہیں کہتے تھے بلکہ انا الاحق (میں ہی احق ہوں۔ ت)، ابتلائے الہی کے لئے سامعین کی قسم کی غلطی تھی۔ ان کی بہن اکابر اولیائے کرام سے تھیں، ہر روز اخیر شب میں جنگل کو تشریف لے جاتیں اور عبادت الہی میں مشغول ہو جاتیں، ایک روز حضرت حسین منصور کی آنکھ کھل اور بہن کو نہ پایا، شیطان نے شبہ ڈالا، دوسری رات قصد اُجاگئے رہے، جب وہ اپنے وقت معمول پر اُٹھ کر باہر چلیں یہ آہستہ اُٹھ کر پہنچے ہوئے، وہ جنگل میں نہیں اور عبادت میں مشغول ہوئیں، یہ پتروں کی آڑ میں چھپے دیکھتے تھے، قریب صبح انھوں نے دیکھا کہ آسمان سے سونے کی زنجیر میں یاقوت کا جام اُترا اور وہ ان کی بہن کے وہیں بہادک کے پاس آگیا، انھوں نے پنا شروع کیا، یہ بے چین ہوئے اور چلا کر کہا، بہن! تمہیں خدا کی قسم چھوڑا میرے لئے بھی چھوڑ دو۔ انھوں نے صرف ایک جھرمٹ اُٹی کے لئے چھوڑا جس کے پچھے ہی ان کو ہر شجر و جرد و درو دیوار سے آواز آنے لگی کہ کون اس کا زیادہ احق ہے کہ ہماری راہ میں قتل کیا جائے؟ یہ اس کا جواب دیتے انا الاحق بیشک میں احق ہوں۔ لوگوں نے کھٹکنا اور جو منظور تھا واقع ہوا۔

حضرت سیدی بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سوال کا خود جواب ارشاد فرمادیا، فرمایا، میں نہیں کہتا وہ فرماتا ہے جسے فرمانا زیبا ہے۔ سائلوں نے اس پر دلیل چاہی فرمایا، تم سب ایک ایک نخرہ ہاتھ میں لے کر بیٹھ جاؤ اور جس وقت مجھے ایسا کہتے سُنو بے تامل نخرہ مارو کہ ایسے قاتل کی سزا قتل ہے۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ جب حضرت پر حالت وارد ہوئی اور وہی کلمہ نکلا اُن سب نے بے مہابا نخرہ مارے۔ جس نے جس جگہ کے قصد پر نخرہ مارا تھا خود اس کے اسی جگہ لگا۔ جب حضرت کو افاقہ ہوا ملاحظہ فرمایا کہ وہ سب گھائل پڑے ہیں۔ فرمایا، میں نہ کہتا تھا کہ میں نہیں کہتا وہ کہتا ہے جس کا کہنا بجا ہے۔ سیدنا موسیٰ کلیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوہ طور پر اُس درخت میں سے نہ اسنی کر یا موشی اُف انا اللہ

سب العالمین (اسے موسیٰ! میں ہوں اشد رب سارے جہانوں کا۔ تے) کیا یہ درخت نے کہا تھا، حاشا بلکہ رب العالمین نے درخت پر بجلی فرمائی اور حضرت کلیم کو اُس میں سے نڈا مسموع ہوئی، کیا وہ ایک درخت پر بجلی فرما سکتا ہے اور بایزید پر نہیں؟ کیا محال ہے کہ بایزید پر بجلی کرے اور صباحنی صا اعظم شافی (میں پاک ہوں اور کتنی عظیم میری شان ہے۔ تے) اور لوگوں کو ان میں سے نڈا آئے۔ حضرت مولوی معنوی قدس سرہ الشریف فرماتے ہیں: ایک چمن جس پر تسلط کرتا ہے اس کی زبان سے کلام کرتا ہے اس کے جوارح سے کلام کرتا ہے یہ کیا تمہارے نزدیک وہ عزوجل ایسا نہیں کر سکتا، کلام اس کا ہے اور زبان بایزید کی، بایزید شجرہ موسیٰ ہیں اور مکمل وہ جس نے فرمایا انا اللہ رب العالمین۔ فلتدہ الحجة البالغة۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۸۶

علمائے عظام و مشائخ کرام نے منصور کو کیوں ٹولی دی؟ اگر بوجہ کفر ٹولی دی گئی ہے تو کیا منصور کو اب مسلمان اور کالمین میں سے شمار کریں یا ان کی نسبت کیا عقیدہ رکھیں؟

### الجواب الملقوظ

ظاہر مسموع اُن کے کلام سے وہ تھا جس پر شرعاً قہر برقی ہے لہذا حکم شرع پورا کیا گیا ہے نہ بر حکم مشرع اب خود بخلاست دگر خون بر قہرے بریزی رواست ہے (کیا ایسا نہیں شرع کے حکم کے بغیر پانی پینا گناہ ہے، اور اگر شرعی فتویٰ کے ساتھ تو خون بہائے تو جائز ہے۔ تے)

۱۸۷ مسئلہ از ریاست رامپور کوچہ قاضی مرزا صاحب حسین بروز شنبہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ

کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین و مشائخ کرام اور اولیائے عظام اس مسئلہ میں کہ حضرت بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی چند مشہور کرامتیں جو کہ مولود شریف و وحظ و غیبہ میں بیان کی جاتی ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ ایک بڑھیا لب دریا جیشی روتی تھی، اتفاقاً حضرت کا

### ۱۸۸ القرآن الکریم ۳۰/۲۸

۱۸۸ تذکرۃ الاولیاء (اردو) شیخ فرید الدین عطار ملک ایبہ ٹکچنہ اردو بازار لاہور ص ۸۳  
۱۸۹ ثنوی معنوی دفتر چارم قصہ سبحانی یا اعظم شافی مؤسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ۲۰۵/۴  
۱۹۰ بوستان سعدی باب اول پہلی گفتار مکتبہ شرکت علیہ طمان ص ۲۹

اس طرف سے گزر ہوا، حضرت نے فرمایا کہ اس قدر کیوں روتی ہو؟ بڑھیا نے عرض کیا، حضرت! میرے لڑکے کی بارہ برس ہوئے یہاں دریا میں مع سامان کے برات ڈوبی ہے میں یہاں آکر روزانہ روتی ہوں۔ آپ نے دعا فرمائی آپ کی دعا کی برکت سے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی برات مع کل سامان کے صحیح و سالم نکل آئی اور بڑھیا خوش و غم اپنے مکان کو چلی گئی۔

دوسرے یہ کہ حضرت کے ایک مرید کا انتقال ہو گیا، موتی کا لڑکا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت سے عرض کیا کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا۔ اس پر لڑکا زیادہ رویا چڑھا اور اڑ گیا، تو آپ کو رحم آیا آپ نے وہ دعاء فرمایا اور لڑکے کی تسکین کی۔ بعد حضرت عزرائیل علیہ السلام کو مراقب ہو کر روکا، جب حضرت عزرائیل علیہ السلام کے آپ نے دریافت کیا کہ ہمارے مرید کی روح تم نے قبض کی ہے؟ جواب دیا ہاں۔ آپ نے فرمایا، روح ہمارے مرید کی چھوڑ دو۔ عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں نے بحکم رب العالمین روح قبض کی ہے بغیر حکم نہیں چھوڑ سکتا۔ اس پر جھگڑا ہوا، آپ نے تھپڑ مارا حضرت کے تھپڑ سے عزرائیل علیہ السلام کی ایک آنکھ نکل پڑی اور آپ نے اُن سے زہیل چھین کر اُس روز کی تمام رُوحیں جو کہ قبض کی تھیں چھوڑ دیں۔ اس پر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے رب العالمین سے عرض کیا وہاں سے حکم ہوا کہ ہمارے محبوب نے ایک روح چھوڑنے کو کہا تھا تم نے کیوں نہیں چھوڑی ہم کو اُن کی خاطر منظر رہے اگر انھوں نے تمام رُوحیں چھوڑ دیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

شرواح روایتوں کا بیان کرنا مجلس مولود شریف یا حفظ وغیرہ میں درست ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب معتبرہ تحریر فرمائیے۔ بتینوا تو جودا (بیان فرمائیے اگر دیہ جہاد لگے۔ ت)

### الجواب الملقوظ

پہلی روایت اگرچہ نظر سے کسی کتاب میں نہ گزری مگر زبان پر مشہور ہے، اور اُس میں کوئی امر خلاف شرع نہیں، اس کا انکار نہ کیا جاتے۔

اور دوسری روایت ابلیس کی ٹھٹھی ہوتی ہے اور اُس کا پڑھنا اور سُنا دونوں حرام۔ احمق، جاہل، بے ادب نے یہ جانا کہ وہ اس میں حضور سیدنا خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کرتا ہے حالانکہ وہ حضور کی سخت توہین کر رہا ہے، کسی عالم مسلمان کی اس سے زیادہ توہین کیا ہوگی کہ معاذ اللہ اُسے کُفر کی طرف نسبت کیا جائے نہ کہ مجربان الہی سیدنا عزرائیل علیہ السلام مرسلین ملائکہ میں سے ہیں اور مرسلین ملائکہ بالا جماع تمام غیر انبیاء سے افضل ہیں کسی رسول کے ساتھ ایسی حرکت کرنا توہین رسول کے سبب معاذ اللہ اُس کے لئے باعث کُفر ہے، اللہ تعالیٰ جہالتِ ضلالت

سے پتاہوے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸۵۔ مرید عبدالستار بن اسماعیل شہر گونڈل علاقہ کاٹھیاوار یکشنبہ شعبان ۱۳۳۴ھ  
ان دنوں اکثر اجابہ کو گننام خطوط پر میں مضمون ملے ہیں، بسم اللہ الرحمن الرحیم، قسمل  
هو اللہ احد اللہ الصمد، ایاک نعبد و ایاک نستعین، انعمت علیہم عرستین روز  
میں تو خط تو جبکہ بھیجے اس سے آپ کو بہت فائدہ ہو گا ورنہ نقصان۔

اب عرض یہ ہے کہ اس مضمون کا عند الشرع کیا اصل ہے؟ اس پر عمل ضروری ہے یا نہیں؟  
اگر واجب العمل ہے تو بلا نام و نشان کے گننام خط لکھنے کی کیا وجہ ہے؟

### الجواب الملقوظ

یہ بدعت شنیعہ ہے کہ کسی جاہل نے ایجاد کی جو مسلمانوں کا بد خواہ ہے اور قرآن عظیم کے ساتھ بے ادب  
کھلے ہوئے کارڈوں پر کلام الہی لکھ کر بھیجا جاتا ہے کہ چٹھی رساں جو اکثر ہنود اور غرنا بے وضو ہوتے ہیں اُسے  
مُس کرتے ہیں، ڈاکخانوں میں ٹھہریں لگانے والے بے وضو یا نجس ہاتھوں سے چھوتے ہیں زمین پر رکھ کر  
ٹھہر لگاتے ہیں اور خصوصاً زمین پر وہی رُخ ہوتا ہے جس پر آیات ہیں، یہ سب ناپاکیاں اس بدعت  
خبیثہ کے سبب ہیں۔ اور پھر یہ الشہر افتر ہے کہ ایسا کر دے تو نو دن میں خوشی ہوگی ورنہ آفت میں  
جبتلا ہو گے۔

ام تقولون علی اللہ مالا تعلمون یا اللہ تعالیٰ پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں

علم نہیں۔ (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۶۔ الف خاں ختم مدرسہ نجف اسلامیہ قصبہ ساگر پور ریاست کوٹہ راجپوتانہ

یکشنبہ ۱۳۳۴ھ

ارواحِ مومنین یا کافر کا کسی وقت اپنے اپنے مکان میں آنا احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے یا  
نہیں؟ فقط۔

### الجواب الملقوظ

ارواحِ کفار کا آنا کیونکر ہو سکتا ہے وہ مجوس و متہدین ہیں، اور روحِ مومنین کی نسبت حدیث  
میں ارشاد ہوا،

لہ القرآن الحکیم ۸۶/۲

اذا مات المؤمن يتخلّى صوبہ حیدت اس کی راہ کھول دی جاتی ہے، جاتی ہے جہاں  
شاہد ہے۔

”جہاں چاہے“ میں اپنا گھر بھی داخل ہے، اور بار بار خارج صاحبین کا اپنے اور اپنے متعلقین کے گھر آنا  
اور مدد کرنا ثابت ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے ایک مریض کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ صاحبِ فراش تھے، رات کو  
جب سو رہے تھے اچانک پیاس لگی اور کپڑا اوڑھنے کی ضرورت ہوئی، کوئی پاس نہ تھا، ان کے ایک  
بزرگ کی روح ظاہر ہوئی اُس نے پانی پلایا اور کپڑا اڑھایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
مینہ ۱۹۸۹ء مرسد محمد عبدالواحد خان مسلم فقہی اسلام پورہ معرفت عبداللطیف ہیدماسٹر  
میں سید اوردو سکول ۱۳ ربیع الاول شریف ۱۴۲۵ھ

واجب الاحترام و التقظیم آنحضرت مدظلہم، قادیانی نے جس قدر تحریرات رسائل کتب اپنے  
دعویٰ کی تائید میں لکھے ہیں اگر آپ کے پاس ہوں اور ممکن ہو تو روانہ فرمادیجئے تاکہ اس کی تمام باتوں  
پر میں غور کر کے ایک رائے قائم کروں اور مباحثہ کے وقت سہولیت پیدا ہو جائے کیونکہ مخالف کتابیں  
دینے سے انکار کرتا ہے اگر یہ نہیں ہو سکتا ہے تو کم از کم ان کی کتابوں کے نام اور جگہ جہاں سے وہ دستیاب  
ہو سکتی ہیں تحریر فرمادیں، یہ تکلیف آپ کو دینا جائز نہیں مگر کوئی اور شخص ایسا نظر نہیں آتا جو اس کام کو  
انجام دے سکے، اب دوسری بات تردید یعنی جس قدر رسائل اشتہارات وغیرہ اس کے زعم میں  
لکھے گئے ہوں روانہ فرمائے جائیں ورنہ آخر وہ جہاں ان کی فہرست ہی سہی، اور مندرجہ ذیل شکوک رفع  
کر دیجئے (قرآن، صحاح ستہ ہی کے دلائل ہوں تو خوب ہے)۔

(۱) میں صحاح ستہ کو دیکھنا چاہتا ہوں مگر عربی نہیں جانتا، کیا کوئی اردو ترجمہ تحت اللفظ اس کی

فراہم ہو سکتا ہے، اور کونسی کتاب زیادہ معتبر اور فائدہ رساں ہے؟

(۲) مشکوٰۃ شریف میں کیا بیان ہے، اس سے کیا مدد مل سکتی ہے؟

(۳) ہمارے یہاں سب سے زیادہ کون کون کتابیں معتبر ہیں؟

(۴) حضرت عائشہ کے مذہب پر آپ کی کیا رائے ہے؟

سنة اتحاف السادة المتقين كتاب ذكر الموت فضيلة ذكر الموت دار الفکر بیروت ۲۲۶/۱۰  
سنة الفلاس العارفين مترجم اردو امداد اولیا۔ ص ۳۶۹

- (۵) حضرت مسیح (علیہ السلام) کے زندہ ہونے کی کن کن حدیثوں سے دلیل مل سکتی ہے؟
- (۶) مُبْحَثَانِ الذِّیْ اِلَیْهِمْ سُبْحَانَكَ کے لفظ میں کیا خصوصیت ہے؟
- (۷) اور آپ کو رات کو کیوں معراج ہوا، دن کو کیوں نہ ہوا؟
- (۸) اور کس، خضر، عزیر، ایاس (علیہم السلام) ان کے قصص قدسے صراحت کے ساتھ بیان کیجئے۔
- (۹) حضرت ہمدی اور عیسیٰ (علیہما السلام) دونوں مجداً جدا اشخاص ہونے کی کن کن حدیثوں میں خبر ہے؟

## الجواب

- (۱) صحاح ستہ کے اردو میں ترجمے ہوئے ہیں مگر عموماً وہابیہ نے کئے ہیں، اور ترجمہ دیکھ کر کوئی شخص قرآن و حدیث نہیں سمجھ سکتا۔
- (۲) مشکوٰۃ شریف ایک جامع کتاب ہے، بہت باتوں میں مدد دیتی ہے مگر تنہا کوئی کتاب سوا قرآن عظیم کے کافی نہیں۔
- (۳) ہمارے یہاں قرآن عظیم کے بعد حدیث میں صحیحین اور سنن اربعہ، مسانید امام اعظم، موطا و کتاب الآثار امام محذور، کتاب الخراج امام ابو یوسف، کتاب الحج امام عیسیٰ بن ابان، شرح معانی الآثار امام طاہری، مشکلات الآثار امام طاہری، عقائد میں فقہ اکبر، وصحایہ امام اعظم، عقائد امام مفتی الانس و الجن نجم الدین عمر نسفی، فقہ میں ہدایہ، بدائع، جہت، جامع صغیر، جامع کبیر، خانیہ، خلاصہ، بزازیر، غرر، درر، تنویر الابصار، درمختار، غنیہ، علیہ اور ہزار ہا کتب بے شمار۔
- (۴) ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شب معراج تک خدمت اقدس میں حاضر بھی نہ ہوئی تھیں بہت صغیر السن تھیں، وہ جو فرماتی ہیں، اُن روحانی معراجوں کی نسبت فرماتی ہیں جو اُن کے زمانے میں ہوئیں۔ معراج جسمانی ان کی حاضری سے کئی سال پیشتر ہو چکا تھا۔
- (۵) اس کے لئے درمثور و ابن جریر و تقاسیر دیکھنی چاہئیں، ابھی میں اور کچھ لکھا ہوں کہ ان مسائل میں بحث یہ قادیانیوں کا دھوکا ہے بحث اس کے ان کفریات میں چاہئے جس کا نمونہ اوپر مذکور ہوا۔

(۶) حضرت عزتِ جل و علا اپنے محبوبوں کی مدح سے اپنی حمد فرمایا کرتا ہے، اس کی ابتدا



کہیں ہوا الذی سے ہوتی ہے جیسے :  
هو الذی بعث فی الامم رسولاً

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے  
ایک رسول بھیجا۔ (ت)

هو الذی ارسل رسولہ بالہدی  
ودیث الحق

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے  
دین کے ساتھ بھیجا۔ (ت)

کہیں تبارک الذی سے :  
تبارک الذی نزل الفرقان علی  
عبدہ لیکون للعالملین تذیراً

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے آمارا قرآنی  
اپنے بندے پر جو سارے جہان کو ڈر ستانے  
والا ہو۔ (ت)

کہیں حمد سے : جیسے :  
الحمد لله الذی نزل علی عبدہ الکتاب  
ولہ یجعل لہ عوجاً

سب خیریاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر  
کتاب اتاری اور اس میں اصل کی نذر رکھی (ت)

یہاں تسبیح سے ابتدا فرمائی ہے کہ :  
سبحن الذی اسوی بعیدہ لیسلا  
من المسجد الحرام

پاک ہے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات  
لے گیا مسجد حرام سے۔ (ت)

اس میں ایک صریح نکتہ یہ ہے کہ جو بات نہایت عجیب ہوتی ہے اس پر پس کی جاتی ہے ،  
سبحن الذی کیسی عمدہ چیز ہے ، سبحن کیسی عجیب بات ہے ، ہم کے ساتھ آسمانوں پر تشریف  
لے جانا ، کمرہ زمہریر طے فرمانا ، کمرہ ناز طے فرمانا ، کروڑوں برس کی راہ کو چند ساعت میں طے  
فرمانا ، تمام ملک و ملکوت کی سیر فرمانا ۔ یہ تو انتہائی عجیب آیات و بیانات ہیں ہی اتنی بات کہ  
کفار مکہ پر عجت قائم فرمانے کے لئے ارشاد ہوتی کہ شب کو مکہ معظمہ میں آرام فرماتیں صبح بھی مکہ معظمہ  
میں تشریف فرما ہوں اور رات ہی رات بیت المقدس تشریف لے جائیں اور واپس تشریف لائیں

لہ القرآن الکریم ۲۸/۴۸ و ۹۱/۹  
تے ۔ ۔ ۔ ۱/۱۸

لہ القرآن الکریم ۲/۹۲  
تے ۔ ۔ ۔ ۱/۲۵  
تے ۔ ۔ ۔ ۱/۱۴

کیا کم عجیب ہے! اس لئے صبحی الذی ارشاد ہوا، کفار نے آسمان کہاں دیکھے، ان پر تشریف لے جانے کا اُن کے سامنے ذکر ایک ایسا دھوی ہوتا جس کی وہ جانچ نہ کر سکتے بکلاف بیت المقدس جس میں ہر سال اُن کے دو پھیرے ہوتے مرحلۃ الشتاء والہیفت (سردی اور گرمی میں کوچ کرنا۔ ت) اور وہ خوب جانتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہیں وہاں تشریف نہ لے گئے تو اس معجزہ کی خوب جانچ کر سکتے تھے اور اُن پر حجت الہی پوری قائم ہو سکتی تھی، چنانچہ بعد اللہ تعالیٰ یہ ہی ہوا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیت المقدس تشریف لے جانا اور شب ہی شب میں واپس آنا بیان فرمایا، ابو جہل لعین اپنے دل میں بہت خوش ہوا کہ اب ایک صریح حجت معاذ اللہ ان کے غلط فرمانے کی مل گئی، ولہذا ملعون نے تکذیب ظاہر نہ کی بلکہ یہ عرض کی کہ آج ہی رات تشریف لے گئے، فرمایا، ہاں۔ کہا، اور آج شب میں واپس آئے؟ فرمایا، ہاں۔ کہا، اور وہ جمع ہوئے، اور حضور سے پھر اُس ارشاد کا اعادہ چاہا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعادہ فرمادیا۔ کافر بغلیں بجاتے صدیق اکبر کے پاس حاضر ہوئے، یہ گمان تھا کہ ایسی نا ممکن بات سن کر وہ بھی معاذ اللہ تصدیق سے پھر جائیں گے۔ صدیق سے عرض کی، آپ نے کچھ اور بھی سنا آپ کے یار فرماتے ہیں کہ میں آج کی رات بیت المقدس گیا اور شب ہی میں واپس ہوا۔ صدیق اکبر نے فرمایا، کیا وہ ایسا فرماتے ہیں؟ کہا، ہاں وہ یہ عزم میں تشریف فرما ہیں۔ صدیق نے فرمایا، تو اللہ ہی فرمایا یہ تو مکہ سے بیت المقدس تک کا فاصلہ ہے میں تو اس پر اُن کی تصدیق کرتا ہوں کہ صبح شام آسمان کی خبر اُن کے پاس آتی ہے۔ پھر کافروں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے نشان پوچھے، جانتے تھے کہ یہ تو کبھی تشریف لے گئے نہیں کیونکہ بتاتیں گے، وہ جو کچھ پوچھتے گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے گئے۔ کافروں نے کہا، واللہ! نشان تو پورے صبح ہیں۔ پھر اپنے ایک قافلہ کا حال پوچھا جو بیت المقدس کو گیا ہوا تھا کہ وہ بھی راستہ میں حضور کو ملا تھا اور کہاں ملا تھا اور کیا حالت تھی کب تک آئے گا؟۔ حضور نے ارشاد فرمایا، فلاں منزل میں ہم کو ملا تھا اور یہ کہ اُن کے ہم نے اُس میں ایک پیالہ سے پانی پیا تھا اور اُس میں ایک اونٹ بیٹھا تھا اور ایک شخص کا پاؤں

ٹوٹ گیا اور قافلہ فلاں دن طلوع شمس کے وقت اُسے نکلا۔ یہ مدت جو ارشاد ہوئی منزلوں کے حساب سے قافلہ کے لئے بھی کسی طرح کافی نہ تھی، جب وہ دن آیا کفار پہاڑ پر چڑھ گئے کہ کسی طرح آفتاب چمک آئے اور قافلہ نہ آئے تو ہم کہہ دیں کہ دیکھو معاذ اللہ وہ خبر غلط ہوئی۔ کچھ جانب شرق طلوع آفتاب کو دیکھ رہے تھے کچھ جانب شام راہ قافلہ پر نظر رکھتے تھے اُن میں سے ایک نے کہا: وہ آفتاب چمکا، کہ اُن میں سے دوسرا بلا کہ وہ قافلہ آیا۔ یہ ہوتی ہے سچی نبوت جس کی خبر میں سرخو فرق آنا محال ہے۔

قادیانی سے زیادہ تو اُن کفار مکہ ہی کی عقل تھی وہ جانتے تھے کہ ایک بات میں بھی کہیں فرق پڑ جائے تو دعویٰ نبوت معاذ اللہ غلط ہو جائے گا۔ مگر یہ جھوٹا نبی ہے کہ جھوٹ کے پھینکے اڑاتا ہے اور نہ وہ شربتاتا ہے اور نہ اس کے ماننے والوں کو اس کا حس ہوتا ہے بلکہ دریکمال شورشِ خشنی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتا ہے کہ ہاں ہاں اگلے چار سو انبیاء کی بھی پیشگوئیاں غلط ہوئیں اور وہ جھوٹے یعنی پنجاب کا جھوٹا لذاب نبی اگر دروغ گو نکلا کیا پرواہ ہے اس سے پہلے بھی چار سو نبی جھوٹے گزر چکے ہیں۔ یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ جب نبوت اور جھوٹ جمع ہو سکتے ہیں تو انبیاء کی تصدیق مشروط ایمان کیوں ہوئی ان کی تکذیب کفر کیوں ہوئی؟

وَلٰكِن لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ الَّذِيْنَ  
يَكْفُرُوْنَ بِالْمَرْسَلِيْنَ۔  
(رسولوں کو جھٹلاتے ہیں۔ (ت)

ان عظیم وقائع نے معراجِ مبارک کا جسمانی ہونا بھی آفتاب سے زیادہ واضح کر دیا اگر وہ کوئی روحانی سیر یا خواب تھا تو اس پر تعجب کیا۔ زید و عمر و خواب میں حرمین شریفین تک ہو آتے ہیں اور پھر صبح اپنے بستر پر ہیں۔ سوڈیا کے لفظ سے استدلال کرنا اور الافتتنۃ للناس نہ دیکھنا صریح غلط ہے۔ سوڈیا بمعنی رویت آتا ہے، اور فتنہ و آزمائش بیداری ہی میں ہے نہ کہ خواب میں۔  
ولہذا ارشاد ہوا،

سَبِّحْنَ الذِّیْ اَسْمٰوِیْ بِعَبْدِہٖ  
وَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔  
پاک ہے اُسے جو اپنے بندے کو لے گیا۔ (ت)

(۷) راتِ تجلِ لطفی ہے اور دنِ تجلِ قہری، اور معراج کمالِ لطف ہے جس سے فوقِ مقصود نہیں لہذا تجلِ لطفی ہی کا وقت مناسب تھا۔ معراج وصالِ محبوب ہے اور وصال کے لئے

عادتاً شب ہی النسب مانی جاتی ہے۔ معراج ایک معجزہ عظیم کا ہرہ ظاہر تھا۔ اور سنت الہیہ ہے کہ ایسے واضح معجزہ کو دیکھ کر جو قوم نہ مانے ہلاک کر دی جاتی ہے اُن پر عذاب عام بھیجا جاتا ہے جیسے اگلے امتوں میں بکثرت واقع ہوا۔ معراج کو تشریف لے جانا اگر دن میں ہوتا تو یا سب ایمان لے آتے یا سب ہلاک کئے جاتے، ایمان تو کفار کے مقدر میں تھا نہیں تو یہ ہی رشتہ رہی کہ اُن پر عذاب عام اُترتا اور حضور بھیجے گئے سارے جہان کے لئے رحمت، جنہیں اُن کا رب فرماتا ہے:

وما كان الله ليعذبهم وانت اے رحمت عالم! جب تک تم ان میں تشریف فرما  
فیہدیتے ہوا اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں۔

لہذا شب ہی مناسب ہوئی۔

(۸) تصانیف علماء میں قصص الانبیاء دیکھئے اگر کوئی خاص بات دریافت کرنی ہو تو پوچھئے۔

حضرت عزیر علیہ السلام کا قصہ قرآن عظیم ہی میں مذکور ہے کہ اُن کی رُوح قبض فرمائی پھر سو برس بعد زندہ فرمایا، کھانا پانی جو ساتھ تھا وہ اس سو برس میں نہ بگڑا اور سواری کے لئے جانور کی ہڈیاں بھی نکل چکی تھیں، اُن کی نظر کے سامنے اس کی ہڈیاں اُبھاریں اُن پر گوشت چڑھایا اُسے زندہ کھلایا۔

حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی قرآن عظیم میں ہے۔

حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا سے معجم بہشت بریں میں اُٹھایا،  
واذ کرنی انکشب ادریس انہ کان صدیقاً اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو بیشک وہ صدیق  
نبیاً و دفعنہ مکاناً علیاً۔ تحفہ کی خبری دیتا اور ہم نے اسے بلند مقام  
کی طرف اُٹھایا۔ (ت)

۳۳/۸	۲۵۹/۲	۸۲ تا ۹۵	۵۴ و ۵۶
۳۳/۸	۲۵۹/۲	۸۲ تا ۹۵	۵۴ و ۵۶
۳۳/۸	۲۵۹/۲	۸۲ تا ۹۵	۵۴ و ۵۶
۳۳/۸	۲۵۹/۲	۸۲ تا ۹۵	۵۴ و ۵۶

مہمانِ اللہ ماشاء اللہ لایسوق الخیر  
 الا اللہ ماشاء اللہ لا یصلح السوء الا اللہ  
 ماشاء اللہ ما کان من نعمۃ فصحت اللہ  
 ماشاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

اللهم اجعلني من امة احمد  
المرحومة المباركة المستجاب  
لرعايته

اے اللہ! مجھے احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی  
امت سے بنا دے جس پر تیری رحمت و برکت  
نازل ہوتی ہے اور جس کی دعائیں قبول کی جاتی  
ہیں (ت)

۱۵۵/۹	دار احیاء التراث العربی پریو	ایاس بن عیسیٰ علیہ السلام	ترجمہ ۱۰۰۲	تاریخ دمشق الجبر
۱۵۸/۹	دار احیاء التراث العربی پریو	ایاس بن عیسیٰ علیہ السلام	ترجمہ ۱۰۰۳	تاریخ دمشق الجبر
۱۵۹/۹	" " " " " " " "	" " " " " " " "	" " " " " " " "	" " " " " " " "

مسلمانوں کی مدد فرماتے ہیں۔

(۹) ان احادیث کی تفصیل خصائص کبریٰ امام جلال الدین سیوطی و کتاب الشاعہ فی اشراط  
الساعہ سیدنا علامہ محمد امین عبدالرسول برزنجی وغیرہ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
میں ۱۹۹۹ء میں مسند حکیم عبدالجبار خان و ہام پور ضلع بجنور ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۴۲۵ھ  
(۱) کیا سید پر روزخ کی آغٹھ قطعاً حرام ہے اور وہ کسی بد اعمالی کی پاداش میں روزخ میں جا ہی نہ  
سکے گا؟

(۲) آل فاطمہ کا مخصوص اعزاز و امتیاز کیا حضرت فاطمہ خاتون جنت کے ذریعہ سے ہے کیونکہ جناب  
سیدہ مہر و سیدہ کوئین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں یا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ  
وجہہ کی ذات خاص کی بدولت یہ رتبہ سادات ہے فقط۔

### الجواب

(۱) سادات کرام جو واقعی علم النبی میں سادات ہوں اُن کے بارے میں رب عزوجل  
امید و اُتی یہی ہے کہ آخرت میں اُن کو کسی گناہ پر عذاب نہ دیا جائے گا، حدیث میں ہے،  
انما سبیت فاطمۃ لامن اللہ تعالیٰ ان کا فاطمہ نام اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے  
حرمہا و ذریعہا علی النار یہ  
ان کو اور ان کی تمام ذریت کو نار پر حرام  
فرمادیا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جبریل رضی اللہ  
تعالیٰ عنہما سے فرمایا،

ان اللہ غیر معذبات ولا دلدک اے فاطمہ! اللہ نہ تجھے عذاب کرے گا نہ تیری  
اولاد میں کسی کو، مگر تم قطعی ہے نص قطعی  
ناممکن ہے۔

(۲) امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی اولاد اجداد اور بھی ہیں قریشی ہاشمی علوی  
ہونے سے ان کا دامن فضائل مالا مال ہے مگر یہ شرف احکم کہ حضرت سادات کرام کو ہے اُن

لہ الجامع الصغیر حدیث ۲۳۰۹ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۱۳۹  
المراہب اللدنیۃ المقصد الثانی الفصل الثانی المکتب الاسلامی بیروت ۶/۶  
لہ المعجم الکبیر حدیث ۱۱۶۸۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/۲۹۳

کے لئے نہیں یہ شرف حضرت بتول زہرا کی طرف سے ہے کہ  
فاطمہ یضعة حقہ  
کل بنی آدم ینتقمون الی عصبۃ ابیہم  
الابنۃ فاطمۃ فانما ابوہم  
واللہ تعالیٰ اعلم

۲۰۱ھ از امر وہ مرسلہ رفیق احمد صاحب عباسی محلہ ۱۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ

مرشدی و مولائی مد فیوضکم العالی !  
بعد آداب و نیاز غلامانہ گزارش ہے کہ یہاں بعض اشخاص اس امر کے مدعی ہیں کہ سادات  
بنی فاطمہ علیہا الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی متنفس خواہ وہ کوئی مشرب رکھتا ہو اور کیسے ہی اعمال کا  
ہونا بد و زنا سے بری ہے اور ثبوت میں آیت تطہیر و حدیث اکو مو اولاد علی الخ (میری اولاد  
کا احترام کرو۔ ت) وغیرہ کے علاوہ شیخ اکبر محمد الدین ابن عربی کی فتوحات مکیمہ کا باب سلمان فارسی  
پیش کرتے ہیں اس کے متعلق آل قبلہ کی جو کچھ رائے اقدس ہو اس سے مطلع فرمائیے۔ زیادہ  
آرزوئے قدس ہوئی فقط۔

### الجواب

یہ کہ کوئی مشرب رکھتا ہو یہ لفظ بہت وسیع ہے آج کل بہت مشرب صریح کفر و ارتداد  
کے ہیں جیسے قادیانی، تیجری، رافضی، بانی، چکوالوی، دیوبندی وغیرہم، جو مشرب رکھتا ہو  
ہرگز سید نہیں،  
انہ لیس من اہلک فانہ عمل  
غیر صالح ہے  
کام بہت نالائق ہیں۔ (ت)

۱/ ۵۳۲ کتاب المناقب مناقب فاطمہ قیدی کتب خانہ کراچی  
۱/ ۵۲۶ باب مناقب قرابت رسول اللہ علیہ وسلم  
۲/ ۲۹۰ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل من ظہر من اللہ عنہا قیدی کتب خانہ کراچی  
۱۶۹ الاسرار المرفوعہ فی اخبار الموضوۃ حزن الکفایت حدیث ۶۷۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت

۱۶/ ۱۶ القرآن الکریم

ہاں سلامت ایمان کے اعمال کیسے ہی ہوں اللہ عز و جل کے کرم سے امیدواری یہ ہی ہے کہ جو اس کے علم میں سید ہیں اُن سے اصلاً کسی گناہ پر کچھ مواخذہ نہ فرمائے، حدیث ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان فاطمة احصت فرجها فحرمها الله  
وذريتها على النار۔ رواه البزار و  
ابو يعلى والطبرانی فی الکبیر والحاکم  
وصحیح وتمام فی فوائد کلہم عن  
عبد الله بن مسعود رضى الله  
تعالى عنه۔

بیشک فاطمہ نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی تو  
اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اس کی اولاد پر دوزخ  
کی آگ حرام فرمادی۔ اس کو بزار، ابو یعلیٰ،  
طبرانی نے معجم کبیر میں، اور حاکم نے روایت کیا  
اور اس کی تصحیح کی۔ یہ تمام اس کے فوائد میں ہے  
سب نے اس کو عبد بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے روایت کیا۔ (ت)

اسی باب میں اور احادیث بھی وارد ہیں کہ ذریت بتول زہرا عذاب سے محفوظ ہے۔

و زعم المناوی اماھی و ابنہا فالمراد  
فحقہم التحريم المطلق و اما  
من عبد اہم فالمراد علیہم  
نار الخلود اھ و آیہ تنفی کتبت  
علیہ اقول قد علم المحفوظون  
من اہل السنة والجماعة  
ان نار الخلود محرمة علی کل  
من قال لا الہ الا اللہ فما خصوصية  
ذریة نساء بل المعنى بحلول  
العزیز المقتدر هو التعميم  
واللہ ذو الفضل العظیم۔  
واللہ تعالیٰ اعلم

مناوی نے کہا کہ خواتین جنت اور ان کے  
دونوں میٹوں کے حق میں تو مطلقاً دوزخ کا حرام  
ہو نامراد ہے۔ لیکن اسی کے غیر میں دائمی طور پر  
دوزخ میں رہنا حرام ہے اھ۔ لہذا یاد ہے کہ  
میں نے اس پر یوں ہی اقول (میں کہتا  
ہوں) اہل سنت و جماعت جو کہ محفوظ ہیں جنت  
میں کہ دوزخ میں دائمی طور پر رہنا تو ہر اس شخص  
پر حرام ہے جس نے لا الہ الا اللہ کہا۔ اس  
میں سیدہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد  
کی کیا تخصیص ہوئی بلکہ عزیت و اقتدار واسے  
معبود کی توفیق سے معنی میں تمہیم ہے یعنی مطلقاً  
حرام۔ اللہ تعالیٰ نے فضل و عظمت والا ہے (ت)

لہ الجامع الصغیر بحوالہ البزار و کتبک حدیث ۶۳۰۹ دار الکتب الطیبروت ۱۳۹/۱  
لہ فیض القدر شرح الجامع الصغیر ۷۷ دار المعرفۃ بیروت ۲۶۲/۲



مسئلہ ۲۰۲: مسئلہ از محمد ابراہیم موضع گردھر پور ڈاکٹر نہر چھا ضلع بریلی  
ایک شخص نجابت خاں جاہل اور بد عقیدہ ہے اور سود خوار بھی ہے، نماز روزہ خیرات وغیرہ کرنا بیکار  
محض سمجھتا ہے۔ اس شخص کی نسبت عام طور پر جملہ مسلمانان و اہل ہندو میں یہ بات مشہور ہے کہ اگر صبح کو اسکی  
منہ سس صورت دیکھ لی جائے یا کہیں کام کو جاتے ہوئے یہ سامنے آجائے تو ضرور کچھ نہ کچھ وقت اور پریشانی  
اشٹانی پڑے گی اور چاہے کیسا ہی یقینی طور پر کام ہو جانے کا وثوق ہو لیکن ان کا خیال ہے کہ کچھ نہ کچھ ضرور رکاوٹ  
اور پریشانی ہوگی۔ چنانچہ ان لوگوں کو ان کے خیال کے مناسب برابر تجربہ ہوتا رہتا ہے اور وہ لوگ برابر  
اس امر کا خیال رکھتے ہیں کہ اگر کہیں جاتے ہوئے سامنے پڑ گیا تو اپنے مکان کو واپس جاتے ہیں اور چند  
توقف کر کے یہ معلوم کر کے وہ منہ سس سامنے تو نہیں ہے جاتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کا یہ عقیدہ  
اور طریقہ عمل کیسا ہے؟ کوئی قباحت شرعیہ تو نہیں؟

### الجواب

شرع مطہر میں اس کی کچھ اصل نہیں، لوگوں کا وہم سامنے آتا ہے۔ شریعت میں حکم ہے: اذا  
تطيرت فامضوا جب کوئی شگون بدگمان میں آئے تو اس پر عمل نہ کرو، وہ طریقہ محض ہندوؤں کا ہے  
مسلمان کو ایسی جگہ چاہئے کہ  
اللهم لا طير الا طيرك ولا خير الا  
خيرك ولا اله الا خيرك يه  
اور نہیں ہے کوئی بھلائی مگر تیری طرف سے  
اور تیرے بغیر کوئی معبود نہیں (ت)

پڑھ لے، اور اپنے رب پر بھروسہ کر کے اپنے کام کو چلا جائے، ہرگز ذر کے نہ واپس آئے۔ واللہ  
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰۳: از اکبر آباد محلہ گھاٹ اعظم خاں مکان منشی مظفر حسین خاں غفار مسئلہ محمد رضی الدین شہنشاہی  
۲ جمادی الاول ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:  
(۱) مشرک داخل سلسلہ کسی مشائخ سلسلہ سے کس حیثیت سے اور کس طرح پر داخل سلسلہ ہو سکتا ہے؟

۱۲/۳۲۳ کتاب الطب باب الطيرة مصنف ابوبائی مصر  
۱۲/۳۲۳  
۱۰/۱۱۵ کنز العمال حدیث ۲۸۵۸۸ موسمۃ الرسالہ بیروت

41

11

(۲) ایسے شخص کو بیعت کسی مشائخ سلسلہ سے کب معتبر اور کیسی ہوگی؟

(۴) ایسا مشرک کسی مشائخ سلسلہ کا خلیفہ اور صاحب اجازت یا صاحب مجاز ہو سکتا ہے جس کی نسبت یقیناً بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کا پابند نہیں، نہ اس نے احکام شریعت کی بظاہر پابندی کی، دائرۃ اسلام میں بظاہر شامل نہیں ہوا، نہ اس نے شرک و کفر و فسق و فجور سے کسی جلسہ عام مسلمانوں میں توبہ کی، نہ توبہ کا شام بنایا۔

(۴) عوام الناس کو اپنی افراطی نفسانی سے ایسے شخص کو جس کی نسبت عرض کیا جا رہا ہے اس کو رش و ہدایت کا اپنی ہادی بنا سکے ہیں یا نہیں؟

الاجواب

لا الہ الا اللہ کوئی کافر خواہ مشرک ہو یا موحّد ہرگز نہ داخل سلسلہ ہو سکتا ہے نہ بے اسلام  
اس کی بیعت معتبر ہو سکتی ہے، نہ قبل اسلام اس کی بیعت معتبر ہو اگرچہ بعد کہ مسلمان ہو جائے کہ بیعت  
ہو یا کوئی عمل سب کے لئے پہل شرط اسلام ہے قال تعالیٰ،

وقد منالط ما عملوا من عمل  
فجعلناه هباء منثورا

جراں کے گھر پر ہوتے ہوئے اُسے مجاز و مازوی بیعت و خلیفہ طریقت کرے اور جو اسے پیر و شہادت سمجھے یہ سب کافر ہو جائیں گے۔ برازیہ، مجمع الانہر و درمخار و غیرہ میں ہے۔

صفت شك ف كفر، فقد كفر. جس نے اس کے كفر میں شك کیا وہ کافر ہو گیا۔  
 ہاں اگر وقت بیعت اس نے کلمہ طیبہ پڑھا اور دین اسلام کا مقرر ہوا تو بیعت صحیح ہوئی اور اس کے بعد  
 قبل اظہار کفر یا ذون کیا تو پیر الزام نہیں مگر جب بعد اس نے کفر کیا مرتد ہو گیا بیعت فسخ ہو گئی اب جو  
 اُسے بادی بنا سکے یہ کافر ہو گا، والعیاذ باللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم

سورة القرآن الكريم ٢٥/٢٣

سکالر المختار کتاب الجهاد باب المرتبة مطبع مجتبائی دہلی ۳۵۶/۱

۲۰۰۴ء از کلکتہ نمبر ۲۴۷ پوسٹ شعلہ نامک تلہ مرسدہ منصور علی میاں بگیاں قدیم رسول  
۱۳۳۷ھ اشعبان

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ :

- (۱) مومن اور ولی میں کون کی نسبت ہے ؟
- (۲) درود شریف کے اندر بجاتے علی ابراہیم و علی آل ابراہیم کے علی آل داؤد یا علی آل نہر کو یا دوسرا ماننے کی کیا وجہ ؟
- (۳) جو مضمون قرآن شریف کے ہے اس کو مدلول قرآنی کہہ سکتے ہیں یا نہیں ؟ اور اگر کہہ سکتے ہیں تو طہر ابدی و طہر اقلبی میں کیا فرق ہے ؟ اور اگر مدلول نص نہیں تو کیوں ؟
- (۴) صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم میں اصحاب پر آل کو مستقدم کیوں کیا ؟

(۵) درجہ ولایت باقی رہنے اور نبوت کے ختم ہو جانے کی کیا وجہ ہے ؟

### الجواب

- (۱) اگر ولایت عام مراد ہے تو تساوی اللہ و علی الذین امنوا (اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا ولی ہے۔ ت) اور خاصہ تو قوم خصوص مطلق ان اولیاء الا المتقون (اسی کے ولی تو پرہیزگار ہیں۔ ت)
- (۲) آل ابراہیم علیہ السلام میں آل داؤد و آل زکریا علیہما السلام سب داخل ولا عکس۔
- (۳) جس مضمون پر قرآن عظیم ولایت فرماتے مدلول قرآنی ہے بیعتی اور قلبی میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور تشابہات میں قیاس جاری کرنا ضلالت امتابہ حکم من عند ربنا (ہم اس پر ایمان لاتے سب سے ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ ت) نہ کہ من عند نفسك (تیرے نفس کے پاس سے۔ ت)
- (۴) آل اصحاب کو بھی شامل ہے ولا عکس یہ تخصیص بعد تعمیم ہے۔

۲۵۷/۲	۱	۲	۳
۲۴/۸	۱	۲	۳
۷/۳	۱	۲	۳

(۵) اللہ عزوجل نے فرمایا :

وَلَكِنَّ الْمُرْسُولَ اللَّهُ وَخَاتَمُ  
التَّبْيِينِ عَلَيْهِ

اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

لَا تَزَالُ صَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ ظَاهِرِينَ  
عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مِنْ خَذَلِهِمْ  
وَلَا خَالَفَهُمْ حَقٌّ يَأْتِي أَمْرًا اللَّهُ وَهُمْ عَلَى  
ذَلِكَ عَلَيْهِ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ.

ہاں وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں  
پہلے۔ (ت)

میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا ان کی  
رسوائی کا ارادہ کرنے والا اور ان کا مخالف ان کو  
نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ  
کا امر (قیامت) آجائے در آنحالیکہ وہ حق پر  
قائم ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (ت)

۲۱۲ھ از تھانہ فقہیہ رچو راسی ضلع اناؤ

۶۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے تیسری لڑکی ہوئی، اس دن سے زید نہایت  
پریشان ہے، اکثر لوگ کہتے ہیں کہ تیسری لڑکی اچھی نہیں ہوتی تیسرا لڑکا نصیب وراور اچھا ہوتا ہے۔  
زید نے ایک صاحب سے دریافت کیا انہوں نے فرمایا یہ سب باتیں اہل ہنود اور عورتوں کی بنیادی  
ہوتی ہیں اگر تم کو وہم ہو صدقات کرو ایک گائے یا سات بکریاں قربانی کرو اور توشہ شاہنشاہ بغداد  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرو حق تعالیٰ نے تصدیق سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر طرح کی بد و خوست سے  
محفوظ رکھے گا۔ توشہ دو ہیں ،  
ایک خشک گیلانی ،

برنج (۵ مار)، روغن زرد (۵ مار)، شکر (۵ مار)، میوہ (۵ مار)، شیرگود (۵ مار)،  
زعفران (۵ تول)، گلاب (ایک بوتل)، کیڑا (ایک بوتل)، الائچی خورد (۵ مار)،  
لوتک (۳ تول)۔

۱۵ القرآن الکریم ۳۳/۴۰

۲۵ الدر المنثور بحوالہ مسلم والترمذی وابن ماجہ تحت آیت ولولا دفع اللہ الناس لکنت آفة لعلی قم ایران ۴۴/۱  
صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال طائفت من امتی قیدی کتب خانہ کراچی ۱۳۲/۲

اس کو پکا کر نیا زعفران شاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کر کے مسلمانوں کو تقسیم کر دیا جائے۔  
دوسرا حل وہ اس طرح کہ:

میدہ گندم (۵ مار)، روغن زرد (۵ مار)، شکر (۵ مار)، میوہ (۵ مار)  
حل وہ پکا کر کھڑا، گلاب، ورق فقرہ لگا کر فاقہ دے کر تقسیم کر دیا جائے۔ پانچ سیر سے کم ہونا اچھا نہیں  
زیادہ کا اختیار ہے۔ چونکہ زید نور اس کی اہلیہ طبع حضور کے ہیں اس وجہ سے حضور کو تکلیف دی جاتی ہے  
کہ یہ باتیں صحیح ہیں غلط آپ کچھ صدقات تحریر فرما دیجئے تاکہ ان کی تعمیل زید کر سکے کیونکہ ان صدقات میں  
مبلغ ایک سو روپے صرف ہونگے اور زید کی تنخواہ صرف ۵۰ روپے ہے یا ان صدقات میں کمی  
فرما دیں۔

### الجواب

یہ محض باطل اور زنا نے اوہام اور ہندوانہ خیالات شیطانیہ ہیں ان کی پیروی حرام ہے۔ تصدق  
اور توشہ سرکار بقرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت اچھی چیز ہے مگر اس نیت سے کہ اس کی نخواست دفع ہو  
جائز نہیں کہ اس میں اس کی نخواست مان لینا ہو اور یہ شیطان کا ڈالا ہوا وہم تسلیم کر لینا ہوا والعیاذ  
باللہ تعالیٰ اس قسم کے خطرے دوسرے جب کہیں پیدا ہوں ان کے واسطے قرآن کریم و حدیث شریف سے  
چند مختصر و مفید نافع دعائیں لکھتا ہوں انھیں ایک ایک بار خواہ زائد آپ اور آپ کے گھر میں پڑھیں  
اگر دل بختہ ہو جائے اور وہ وہم ہاتا رہے بہتر و زائد جب وہ دوسرے پیدا ہو ایک ایک دفعہ پڑھ لیجئے  
اور یقین کیجئے کہ اللہ و رسول کے وعدے سچے ہیں اور شیطان ملعون کا ڈرانا جھوٹا۔ چند بار میں بعونہ  
تعالیٰ وہ وہم بالکل زائل ہو جائے گا اور اصل کبھی کسی طرح اس سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ وہ  
دعائیں یہ ہیں:

لن یضیبنّا الا ما کتب اللہ لنا ہو مولینّا  
وعلی اللہ فلیستوکل المؤمنون لیہ

ہمیں نہ پہنچے گی مگر جو ہمارے لئے اللہ نے لکھا  
وہ ہمارا مولیٰ، اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنا  
لازم۔

حبیبنا اللہ و نعم! سو کیل لیہ  
اللہ ہمیں کافی ہے اور کیا اچھا بنا نے والا۔

سہ القرآن الکریم ۵۱/۹

سہ ۱۴۳/۳

اللہم لایا قی بالمحسات الا انت ولا یقہب  
الشیئات الا انت ولا حول ولا قوۃ  
الا بک ۛ

الہی! اچھی باتیں کوئی نہیں داتا تیرے سوا اور بُری  
باتیں کوئی ددور نہیں کرتا تیرے سوا اور کوئی نذر  
طاقت نہیں مگر تیری طرف سے۔

اللہم لا طیرا لا طیرک ولا خبیر  
الا خیرک ولا الہ غیرک ۛ

الہی! تیری ہی خال خال ہے اور تیری ہی خیر خیر،  
اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

یہ توشہ کہ انھوں نے بتایا نہایت مفید چیز ہے اور حاجتیں بر لانے کے لئے مجرب ہمارے  
خاندان کے مشائخ میں اس کی ترکیب یوں ہے،

میدہ گندم (۱۵ مار)، شکر (۱۵ مار)، گھی (۱۵ مار)، منسہ بادام (۱۵ مار)،  
پستہ (۱۵ مار)، کشمش (۱۵ مار)، ناریل (۱۵ مار)، لوگ، دارچینی، چھوٹی الائچی  
ہر ایک سو اچھا تک۔

حضور کی نیاز دے کر صالحین کو کھلاتے اور اپنے مطلب کی دعا کراتے۔ اصل وزن یہ ہیں، بقدر قدرت  
ان میں کمی بیشی کا اختیار ہے۔ نصف، چوتھائی، آٹھواں حصہ یا جتنا مقدور ہو کرے وہی اثر دینگا۔  
واللہ صلیٰ علیہ وسلم اعلم۔

مسئلہ ۲۱۳ از مدرسہ نعتیہ اسلامیہ محلہ فراخانہ دہلی مسؤل محمد ابراہیم احمد آبادی  
۸ شعبان ۱۳۳۹ھ

کیا فراتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ عبادت جس کے غیر خدا عزوجل کو کرنے سے  
آدمی مشرک ہو جاتا ہے اس کی کیا تعریف ہے جو جامع اور مانع ہو اور اپنی جنس، فصل یا عرض عام  
اور خاصہ پر مشتمل ہو۔

## الجواب

امام لامشی پھر ابو السعود ازہری پھر سید احمد طحاوی پھر سید محمد شامی فرماتے ہیں،  
العبادة عبارة عن الخضوع و  
التذلل وحدها فعل لا يبراد  
عبادت انتہائی عاجزی اور انگساری کا نام  
ہے، اس کی تعریف یہ ہے وہ ایک ایسا فعل ہے

۱۱۶/۱۰	موسمہ الرسالہ بیروت	حدیث ۲۸۵۸۴	کنز العمال
۱۱۵/۱۰	" " "	" ۲۸۵۸۰	" " "

امام شیخ الاسلام زکریا انصاری پھر علامہ سید احمد حموی غفر اللہ عنہ نیز علامہ شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں :

فہرست شرح الاشباہ والنظائر میں ہے :

العبادة ما نُعبِّد به بشرط النية  
ومعرفة المعبود

تعريفات علامہ سید شریف میں ہے :  
العبادة هو فعل المكلف على خلاف  
هوى نفسه تعظيما لله

مفردات امام راغب میں ہے :  
 العبودية اظهار التذلل والعبادة  
 ابلغ منها لانها غاية التذلل ولا يستحقها  
 الا من له غاية الانضال  
 وهو الله تعالى ولهذا قال  
 لا تعبدوا الا اياه <sup>عليه</sup>

17

٤٤ كتاب التعريفات باب العين  
٤٥ المفردات في غريب القرآن ..  
مطبعة الخيرية المنشأة بجاية مصر  
كارخانه تجارت كتب كراچی

تاج العروس میں نقل کیا:

العبادة فعل ما يرضى به الرب لئلا يجادته فعل به جس کے کرنے پر رب ارضی ہوتا ہے۔ (ت)

یہ تعریفیں بجائے خود قابل تعریف ہیں وانا اقول وبالله التوفیق (اور میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ ت) عبادت کسی کو اقصیٰ غایات تعظیم کا مستحق جان کر اس کی تعظیم بجالانا ہے اور اسی سے باعث قادم ذکر اس کے لئے تذلل نیز اس کے امر کا امتثال اس حیثیت سے کہ اس کا امر ہے، اس تعریف کی تسجیل اور ان تحریفات کے ماہر و ماہرین کی تفصیل موجب تطویل یہاں بعض نکت کے طرف ایما کریں **فاقول** وبہ استعین (تو میں کہتا ہوں اور اسی سے مدد چاہتا ہوں۔ ت)

(۱) عبادت حقہ کہ مستحق عبادت عز وجلالہ کے لئے ہو اس میں اس فعل کا واقعی تعظیم ہونا ضرور مجرّد زعم فاعل کافی نہیں اور عبادت باطلہ میں اس کا زعم بس مکافؤ و تصدیق مشہد کہیں عبادت الہی نہ تھا اور ریتوں کے سامنے اُن کا سنکھ اور گھنٹی بجانا عبادت اگرچہ یہ بیہودہ افعال حقیقہ تعظیم نہ ہوں۔ یونہی امتثال امر میں عبادت حقہ جب ہی ہے کہ واقعی وہ اس کا امر ہو، کفار کا امر نہ اللہ بھنڈا (اللہ نے ہمیں اس کا حکم دینا۔ ت) کنا اگر واقعی اُن کے زعم میں بھی ہو مراد وہی اور عبادت باطلہ میں صرف زعم کافی۔

(۲) عبادت کے لئے نیت شرط ہے اور معرفت معبود لازم، جیسا کہ اس کی تعریف سے ظاہر ہے، اور گوئی کا قرآن صلاب عز وجل کو نہیں جانتا جس کی تحقیق ہمارے رسالہ باب العقائد والکلام میں ہے، اور امام ربیع نے تصریح فرمائی کہ:

الکفر هو الجهل بالله تعالى يَكْفِرُ بِهِ كَقَوْلِهِ كَفَرْتُمْ أَنْتُمْ وَلِقَدْ كُنْتُمْ مِنَ الْكَاذِبِينَ

ولہذا کافر نہ اہل نیت ہے نہ اہل عبادت حقہ، کہا نصوا علیہ قاطبہ (جیسا کہ اس پر سب نے نص فرمائی۔ ت) اور مشرک عبادت باطلہ کرتا ہے کہ اپنے معبود باطل کا تصور کر کے اسکی

لے تاج العروس شرح القاموس فصل العین دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/۲۱۰

لے القرآن الکریم ۴/۲۸

لے



تعظیم کا قصد رکھتا ہے۔

(۳) عبادت باطلہ میں التزام عبادت و قول پر الوہیت غیر ہی اُسے اقصیٰ غایات تعظیم کا مستحق جاننے پر دلیل واضح ہے اگرچہ مرکب عناداً منکر ہو کر مانعبد ہم الا لیمقر بونا الی اللہ منالغیٰ (ہم تو انھیں صرف اتنی بات کے لئے پوجتے ہیں کہ یہ جس اللہ کے پاس نزدیک کر دیں۔ ت) کہے، رب عز وجل ان کی تکذیب فرماتا ہے کہ تم الذین کفروا بربہم بعد لون (پھر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے تھے۔ ت) خود مشرکین روز قیامت اعتراف کریں گے، اذ نسویکم رب العلمین نے جبکہ تم تمیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔ (ت)  
(۴) بعض افعال کی وضع ہی عبادت کے لئے ہے تو ان سے تعظیم غیر کا قصد اور اس قصد باطل سے انھیں کرنا ہی مطلقاً حکم شرک کا ہے گا جیسے صلوٰۃ و صوم و زکوٰۃ عبادت پر موقوف رہے گا جیسے سجدہ کر فی نفسہ عبادت نہیں و لہذا سجدات اربعہ صلوٰۃ و سہوۃ عبادت و شکر کے سوا سجدہ بے سبب تنقیہ کے نزدیک صرف مباح ہے کما فی الدر المختار (جیسا کہ در مختار میں ہے۔ ت) اور شافعیہ کے نزدیک حرام کما فی الجوہر المنظم للامام ابن حجر المکی (جیسا کہ جوہر المنظم للامام ابن حجر مکی میں ہے۔ ت) و لہذا غیر خدا کے لئے سجدہ عبادت کفر ہو اور سجدہ تحت حرام و کبیرہ ہے کفر نہیں کما فی الہندیۃ والدروغیہ ما من الاسفار الغری وقد حققنا فی رسالتنا مستقلة فی السرد علی بعض المضلۃ (جیسا کہ ہندیہ اور دروغیہ روشنی کتابوں میں ہے اس کی تحقیق ہم نے بعض گمراہوں کے زوہد میں اپنے ایک مستقل رسالہ میں کر دی ہے۔ ت)

(۵) عبادت کہ لغتہً مخصوص ہے عبادت شریعہ کو لازم ہے وہ تذل سے خالی نہیں اگرچہ بظاہر صورت تذل ہو جیسے زکوٰۃ و جہاد کہ اسے حاکم و آمر و قاہر اور اپنے آپ کو محکوم و مامور و مقهور جان کے احوال امر میں تذل ہے مگر اقصیٰ غایات تذل ہونا ضرور نہیں کہ نماز زکوٰۃ سے زائد تذل ہے بلکہ نماز کا سجدہ اس کے رکوع، رکوع قیام، قیام قعود سے اگرچہ اجزائے نماز سب عبادت ہیں۔ ہاں اُسے اقصیٰ غایات تعظیم کا مستحق جاننا ضرور ہے۔

۱۵ القرآن الکریم ۳/۳۹

۱۶ " " ۱/۶

۱۷ " " ۶/۲۶

(۶) فقہاء کبھی نفسِ فعل پر نظر کرتے ہیں اگر وہ وضعاً عبادت نہیں اسے عبادت نہیں کہتے جیسے عتیق و وقت اور کبھی نیت مخصوصہ کے ساتھ دیکھتے اور عبادت کہتے ہیں جیسے قضا۔ عتبار میں اسے نکل اشرف عبادات بتایا ہے حتیٰ کہ در مختار وغیرہ میں نکاح کو بھی عبادت فرمایا۔ علامہ حموی نے اس سے مراد جماع طلیل ٹھہرایا۔ استنباء میں ہے،

اما العتیق فعندنا ليس بعبادة وضعاً  
بدليل صحته من الكافرو  
لا عبادة له قامت نوع وجه الله تعالى  
قامت عبادة مثابا عليه و ان  
اعتق بلامنية صم و لا ثواب له  
ان قامت صريحاً ، و اما  
المكنايات فلا بد لها  
من النية قامت اعتق  
للصم او للشيطان صم و  
اشم و ان اعتق لعجل مخلوق  
صم و قامت مباحاً لا ثواب  
ولا اشم وينبغي ان يخص  
الاعتاق للصم بما اذا  
قامت المعتق كافراً ، اما  
المسلم اذا اعتق له قاصدا  
تعظيماً كفرك كما ينبغي  
ان يكون الاعتاق للمخلوق  
مكروها والتدبير والكتابة  
كالعتق ، واما الجهاد فمن اعظم  
العبادات فلا بد له من  
خلوص النية ، واما الوصية فكان لعتق

لیکن عتیق تو وہ ہمارے نزدیک وضع کے اعتبار  
سے عبادت نہیں اسس دلیل کے ساتھ کہ عتیق  
کافر سے بھی صحیح ہو جاتا ہے جبکہ کافر کا کوئی فعل  
عبادت نہیں ہوتا۔ اگر آزاد کرنے والا اللہ کی رضا  
کی نیت کرے تو یہ عتیق عبادت بن جائے گا جس پر  
ثواب دیا جائے گا، اور اگر اس نے نیت کے  
بغیر آزاد کیا تو صحیح ہے اور اس کے لئے کوئی ثواب  
نہیں ہوگا اگر یہ صریح ہے۔ دوسرے کنایات تو  
ان میں نیت ضروری ہے، اگر کسی نے بُت یا شیطان  
کے لئے غلام کو آزاد کیا تو صحیح ہے اور وہ گنہگار  
ہوگا۔ اور اگر مخلوق کے لئے آزاد کیا تو صحیح اور  
مباح ہے اس پر نہ تو اسے ثواب ہوگا نہ ہی  
گناہ۔ اور بُت کے لئے آزاد کرنے میں یہ تخصیص  
ہونی چاہئے کہ جب آزاد کرنے والا کافر ہو۔ رہ  
مسلمان اگر وہ بُت کے لئے آزاد کرے در انحالیکہ  
وہ بُت کی تعظیم کا ارادہ کرنے والا ہو تو وہ کافر  
ہو جائے گا۔ جیسا کہ مخلوق کے لئے آزاد کرنا  
مکروہ ہونا چاہئے۔ مگر بنانا اور مکاتب بنانا  
عتیق کی طرح ہے لیکن جہاد تو وہ سب سے بڑی  
جہادوں میں سے ہے چنانچہ اس کے لئے خلوص نیت  
ضروری ہے۔ لیکن وصیت تو وہ عتیق کی مثل ہے۔

ان قصد التقرب فله الثواب و  
 الا فہی صحیحۃ فقط واما الوقت  
 فلیس بعبادة وضعا بدلیل صحیحہ  
 من الکافر فان نوى القربة  
 فله الثواب والا فلا۔ واما النکاح  
 فقالوا انه اقرب الی العبادات  
 حق الاشتغال به افضل من التخلل  
 لبعض العبادۃ وهو عند الاعتدال سنة  
 مؤكدة علی الصحیح فیحتاج  
 الی النیۃ لتحصیل الثواب وهو ان  
 یقصد اعفاف نفسه وتحصینہا وحصول  
 ولد قسرا الاعتدال فی الشرح الکبیر  
 شرح الكنز ولما لم تکن النیۃ  
 فیہ شرط صحیحہ قالوا یصح  
 النکاح مع الهزل وعن هذا  
 سائر القرب لا بد فیہا من  
 النیۃ بمعنی توقعت حصول  
 الثواب علی قصد التقرب  
 بہا الی اللہ تعالیٰ من  
 نشر العمل علیہا وافتاء  
 وتصنیفہا واما القضاء  
 فقالوا انه من العبادات  
 فالثواب علیہ متوقع  
 علیہا وكذلك اقامة  
 الحدود والتعاشیر وکل

اگر تقرب کا ارادہ کرے گا تو اسے ثواب ملے گا  
 ورنہ فقط وہ صحیح ہو جائیگی۔ رہا وقت تو وضع کے  
 اعتبار سے عادت نہیں ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے  
 کہ وہ کافر کی طرف سے بھی صحیح ہو جاتا ہے چنانچہ  
 اگر تقرب کی نیت کرے گا تو اسے ثواب ملے گا  
 ورنہ نہیں۔ لیکن نکاح اس کے بارے میں تو مشائخ  
 نے کہا کہ وہ عبادات کے قریب ترین ہے یہاں تک  
 کہ اس میں مشغول ہونا محض عبادت کے لئے خلوت  
 سے افضل ہے۔ اور صحیح قول کے مطابق اعتدال  
 کے وقت نکاح سنت مؤکدہ ہے۔ چنانچہ ثواب  
 حاصل کرنے کے لئے اس میں نیت کی حاجت  
 ہے اور وہ یہ کہ نفس کی پاکدامنی اور اولاد حاصل  
 کرنے کا قصد کرے، اور اعتدال کی تفسیر ہم نے  
 کنز کی شرح "شرح الکبیر" میں کر دی ہے۔ اور  
 جب نکاح کے صحیح ہونے کے لئے نیت شرط  
 نہیں ہے تو فقہائے نے کہا ہے کہ نکاح ہزل کے  
 ساتھ بھی صحیح ہو جائے گا۔ اسی پر باقی عبادات  
 کو قیاس کیا جائے گا کہ ان میں نیت ضروری  
 ہے یا نہیں معنی کہ ثواب کا حصول اس بات پر  
 موقوف ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کے تقرب کا  
 ارادہ کرے جیسے علم کو پھیلانا چاہے کسی کو علم سکھاکر  
 یا غنوی دے کر یا کوئی کتاب لکھ کر۔ رہا قاضی بننا  
 تو مشائخ نے فرمایا کہ وہ عبادات میں سے ہے  
 چنانچہ اس میں ثواب عبادت کی نیت پر موقوف  
 ہوگا۔ اسی طرح حدود و تعزیرات کا قائم کرنا اور

مايتعاطاة الحکام والولاء وکذا  
تحمل الشهادة وادائها  
ہر وہ کام جس کو حاکم اور ولی سرانجام دیتے ہیں  
اور یونہی خواہی کو اپنے ذمے لینا اور اُسے  
ادا کرنا۔ (ت)

شرح التئیر طعلانی بلکہ خود الاشباہ والنظائر فی ثانی میں،

لیس لنا عبادة شریعت من عهد آدم  
الآن ثم تستمر فی الجنة  
الا الايمان والتکام یہ  
ہمارے لئے کوئی عبادت ایسی نہیں جو آدم  
علیہ السلام کے زمانے سے اب تک مشروع  
رہی ہو پھر وہ جنت میں بھی جاری رہے گی سو آ  
ایمان اور تکام کے۔ (ت)

مخبر میں ہے،

الظاهر ان المراد بالنکاح هنا  
الوطی لا العقد واما كان حقيقة  
فی العقد عندنا۔  
ظاہر یہ ہے کہ نکاح سے مراد یہاں پر وطی ہے  
نہ عقد، اگرچہ ہمارے نزدیک نکاح عقد  
میں حقیقت ہے۔ (ت)

بلکہ اس کے فی اول میں ہے،

المراد بالنکاح هنا الوطی المستوجب  
على العقد الصحيح بقرینة قوله  
حتى انت الاشتغال به افضل  
من التخلي لمحض للعبادة  
اقول لادلالة فی بما یكون الاشتغال  
بتدبیر العقد اطول مکثا من  
الوطی بل القرینة قوله  
یہاں نکاح سے مراد وہ وطی ہے جو عقد صحیح  
پر مرتب ہوتی ہے۔ اس پر قرینہ مصنف  
کا یہ قول ہے جہاں تک کہ نکاح میں مشغول ہونا  
محض عبادت کے لئے غلو سے افضل ہے  
میں کہتا ہوں یہ کوئی دلالت و قرینہ نہیں لہذا اوقات  
عقد کی تدبیر میں مشغول ہونا وطی میں مشغول ہونے  
سے زیادہ طویل ہوتا ہے بلکہ قرینہ اس پر مصنف

۱	الاشباہ والنظائر النسخ الاول	القاعدة الاولى	ادارة القرآن العلوم الاسلامیہ کراچی	۱/۳۳، ۳۴
۲	النسخ الثاني	کتاب النکاح	۔	۱/۲۴۹
۳	غزیمون البصائر شرح الاشباہ والنظائر	۔	۔	۔
۴	۔	۔	۔	۱/۳۳، ۳۴

یستمر فی الجنة فلو یثبت وقسوع العقد فیہا کما نقلہ الحموی فی النکاح عن العلامة محمد بن ابی شریف اقول وای حاجة الیہ بعد قوله تعالیٰ و نروجنہم بحور عین کما لم تحتج الیہ امر المؤمنین نہینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بعد قوله عز وجل زوجنکھا کہ نہیں محتاج ہوتیں اس کی طرف ام المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا لے لیا کہ اس ارشاد کے بعد ہم نے وہ نکاح میں دے دی (ت)

**اقول** تحقیق یہ ہے کہ یہ اختلاف حیثیت ہے ورنہ وضعا ان میں سے کچھ عبادت نہیں و لہذا قضا بھی کافر سے صحیح ہے جبکہ امام نے اُسے ذمیوں کا قاضی بنایا ہو اور عشق بھی عبادت ہے جبکہ نیت مذکورہ کے ساتھ ہو اور ثواب نیت پر مطلقاً موقوف اگرچہ فعل عبادت نہ ہو اور یہیں سے ظاہر کہ اخیر میں جو افعال ذکر کئے یعنی اقامت حدود و تعزیرات و افضال حکام و ولایۃ واداء و تحمل و شہادت سب کی تشبیہ قضا کے ساتھ بشرط عبادت ہو جانے میں بھی ممکن نہ صرف توقف ثواب علی النیۃ میں کہ مطلقاً ہر فعل کو حاصل ..... (جواب نامکمل دستیاب ہوا)

مسئلہ ۲۱۳ از ہیئت کلا با کافی شاپ سیدہ زیر علی صاحب مسئلہ محمد ابراہیم صاحب ۵ جمادی الآخر ۱۴۲۲ بحضور فیض گنج پرورش ضمیر جناب مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی بعد آداب خادمانہ کے عرض پرداز ہوں کہ یہاں پر عیسائیوں کا (عیسائی) بہت زور شور ہے اور ہر وقت یہ لوگ پریشان کرتے ہیں فی الحال ان کے دو سوال جن کے حل کرنے کے واسطے عرض کی جاتی ہے ہم لوگ حضور کے خادم اور نام لینے والے حضور کو ہی جاری لاج ہے کلہ شریف (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) یہ قرآن میں کس جگہ لکھا ہے اگر نہیں تو وہ اس کی تشریح مانگتے ہیں۔

(۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کتے ہیں کہ وہ شافع محشر کس طرح سے؟ اس کا ثبوت

دو کہ قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے ؟ حضور اس کو نہایت ضروری تصور فرما کر جلدی جواب سے سرفراز فرمائیں۔

### الجواب

(۱) قرآن مجید سورۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں لا الہ الا اللہ ہے اور اس کے متصل سورۃ فتح میں محمد رسول اللہ ﷺ

(۲) سورۃ بنی اسرائیل میں ہے :

عَسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ۝  
 قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کر دے  
 جہاں سب تمہاری حمد کریں (ت)

مقام محمود مقام شفاعت کا نام ہے۔ سورۃ نسا پارہ ۵ رکوع ۶۷ میں ہے :

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْا  
 فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ  
 لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا مَّهِیْمًا ۝  
 اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو اے محبوب !  
 تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی  
 چاہیں اور رسول ان کی شفاعت کرنے تو ضرور  
 اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں (ت)

رسول کا گناہگاروں کے لئے استغفار کی شفاعت ہی ہے۔ بے علم آدمی کو کافروں سے بد مذہبوں سے  
 الجنا بحث کرنا سنت حرام ہے انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ حکم ہے ایاکم وایاھم  
 لا یفلحونکم ولا یفتنونکم اُن سے دور رہو انہیں اپنے سے دور کر دو وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں وہ تمہیں  
 فتنے میں نہ ڈال دیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم (اور اللہ تعالیٰ کی پناہ) اور اللہ تعالیٰ  
 خوب جانتا ہے۔ (ت)۔

۱۔ القرآن الکریم ۱۹/۴

۲۔ " ۲۹/۴۸

۳۔ " ۷۹/۱۷

۴۔ " ۶۴/۴

۵۔ صحیح مسلم باب النہی عن الریایۃ عن الضعفاء الخ  
 قدیمی کتب خانہ آدام باغ کراچی ۱۰/۱

رسالہ

## شرح المطالب فی مبحث ابی طالبؐ

(مطالب کی وضاحت ابو طالب کی بحث میں)

مسئلہ ۲۱۵ از بدایین ۱۲۹۳ھ بعبارت سوال و ثانیاً بالاجمال از احمد آباد گجرات، محلہ جمال پور  
قریب مسجد کا پنج مرسلہ جماعت اہل سنت ساکنان احمد آباد ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۶ھ ہجری  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ابو طالب کو کافر اور ابولیب و ابلیس کا عمال کہتے ہیں  
اور قزوینی دلائل اس سے انکار کرتا ہے کہ انھوں نے جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کفالت و نصرت  
حمایت و محبت بدرجہ غایت کی اور نعت شریف میں قصائد نیکے حضور نے ان کے لئے استغفار فرمائی اور  
جامع الاصول میں ہے کہ :

”اہل بیت کے نزدیک وہ مسلمان مرے۔“

شیخ محقق علیہ الرحمۃ نے شرح سفر السعاده میں فرمایا :

کم ازان نہ باشد کہ دریں مسئلہ توقف کنند و کم ازم اس مسئلہ میں توقف کر سکتے ہیں اور احتیاط  
صرف نگہ دارند۔  
کو طوطہ رکھتے ہیں (مت)

اور مواہب لدنیہ میں ایک وصیت نامہ ان کا بنام قریش منقول جو حرفاً حرفاً ان کے اسلام پر شاہد  
ان دونوں میں کوئی حق پر ہے، اور ابو طالب کو مثل ابولیب و ابلیس سمجھنا کیسا اور ان کے کفر میں کوئی حدیث

صحیح وارد ہوئی یا نہیں، بر تقدیر ثانی انہیں خاص و کفیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سمجھ کر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں یا مثل کفار سمجھیں؟ یتنوا یستد الکتاب تو جبر و احسن الملک الوہاب بیوم القیامہ والحساب (کتاب کی سند کے ساتھ بیان فرمائیے قیامت اور حساب کے دن ملک الوہاب سے اجر پیچھاؤ گے۔ ت)

## الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے اللہ! ہمارے پروردگار! اور حمد تیری ذات کے زیادہ لائق ہے نسبت اس کے جو بندے نے کہا۔ اور ہم سب تیرے بندے ہیں، جو تو نے عطا فرمایا اُسے کوئی روکنے والا نہیں، اور جسے تو نے روک دیا اُسے کوئی دینے والا نہیں، اور جسے فیصلے کو کوئی روک نہ کر سکا نہیں، اور تیرے سامنے کسی توکل کی توکل ہی اُس کے لئے نافع نہیں، تیرے لئے ہی محاسبہ ہے اور جو تو نے ہدایت دی، عصاف فرمایا، غایت دی، عطا فرمایا اور والی بنایا۔ تو برکت والہ ہے اور برتر ہے، اے سر بہ کبر! ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں تیرے در و دریاں کہ ظاہر سے تیری ذات کی پناہ مانگتے ہوئے اور اس پر گواہی دیتے ہوئے کہ اللہ برتر و عظیم کی توفیق کے بغیر گناہ سے بچنے کی طاقت ہے نہ یہی کرنے کی قوت۔ تو عزت والا غالب ہے کوئی بھاگنے والا تیرے قابو سے باہر نہیں جاسکتا اور جو تو روک دے کوئی طالب اس کو پا نہیں سکتا۔ تجھ پر کچھ بھی واجب نہیں، تو نے تعزیریں مقدر فرمائیں اور اودار کو گرفتار کر دیا، اور جو تو نے لکھا تھا کتب تقدیر میں مکہ دیا۔ کوئی آدمی جنتیوں جیسے کام کرتا ہے تو انسانوں اور جنوں میں سے کچھ گمان کرنا

لنہتم ربنا ولو جهل الحمد احق ما قال العبد وكلنا لك عبيد لا مانع لما اعطيت ولا معطل لما منعت ولا مراد لما قضيت ولا ينفع ذا الجود منك الجود لك الحمد على ما هديت وعفوت وعافيت و منحت واوليت تباركت وتعاليت سبحك رب البيت مستجيرين بجمال وجهك نكريم من عبدك الاليم وشاهدين بان لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم انت العزيز الغالب لا يعجزك هارب ولا يدرك ما منعت طالب ما عليك من واجب قدرت الاقدار و دورت الادوار و كتبت في الانفس ما انت كاتب يعمل عامد بعلم الجنان فيظن الظان من الافس والمجان انت سيد خلها و كائن قد كامن فيغلبه الكتاب فاذا هو خائب ويفصل فاعل افعال النيرات فيحب الجيران و من طمع عليه النيران انت



میوردها و کأن قد حان قید رکہ  
 القدس فاذا هوتا بآس ملت خیر  
 خلقک وسراج افقک محمد المبعوث  
 بیدرک ورفقک بشیرا و نذیرا و  
 سراجا منیرا ملاضوۃ المشارق  
 والمغارب وعم فومہ الاباع والاقارب  
 وحرم بقرب حضرتہ من حضرة قرہ  
 ابوطالب فلک الحجة السامیة صل  
 علی محمد صلاۃ ناصیة وعلی  
 آلہ وصحبہ واهلہ وحزبہ صلاۃ  
 ترضیک وترضیہ وتحفظ المصلی  
 عما یردہ وبارک وسلم ابدا  
 ابدا والحمد للہ دائماً وصلاً آمین  
 آمین یا ارحم الراحمین !

مکان کہنے لگے ہیں کہ عنقریب یہ جنت میں داخل  
 ہو جائے گا گویا کہ ایسا ہو گیا۔ پھر اس پر لکھا ہوا  
 غالب آجاتا ہے تو وہ ناکام ہو جاتا ہے اور کوئی عامل  
 جہنم میں بھی کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے  
 پڑوسی اور دیگر لوگ سمجھنے لگے کہ عنقریب یہ  
 اس میں داخل ہو گا اور گویا کہ اس کا وقت قریب  
 ہو چکا ہے پھر قید براس کو پالیتی ہے تو وہ تائب  
 ہو جاتا ہے۔ تو نے اپنی مخلوق میں سے بہترین کو  
 بھیجا جو تیرے افق کا سراج ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم جو تیری طرف سے آسانی  
 اور نرمی کے ساتھ مبعوث ہوئے خوشخبری سناتے،  
 ڈر سناتے، چکا دیتے، اسے چراغ جس کی روشنی  
 نے مشرقوں اور مغربوں کو بھر دیا، اس کا نور دور  
 نزدیک والوں کو عام ہے۔ اور ابوطالب اس

کی بارگاہ کے قرب کے باوجود اس کی بارگاہ قرب سے محروم رہے۔ چنانچہ تیری ہی محبت بلند ہے۔ محمد مصطفیٰ  
 آپ کی آل، آپ کے اصحاب، آپ کے اہل خانہ اور آپ کی جماعت پر ایسا بارہنے والا درود نازل فرما  
 جو تجھے بھی پسند ہو اور انھیں بھی پسند ہو جو درود پڑھنے والے کو ہلاکت سے بچائے اور برکت و سلام نازل  
 فرما ہمیشہ کے لئے۔ اور ہر عہد ہمیشہ ہمیشہ اللہ ہی کے لئے ہے۔ اسے بہترین رقم فرمانے والے چاہی  
 دے گا کہ قبول فرما۔ (ت)

اس میں شک نہیں کہ ابوطالب تمام عمر حضور سید المرسلین سید الاولین والآخرین سید الابرار صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم الی یوم القرار کی حفاظت و حمایت و کفالت و نصرت میں مصروف رہے، اپنی اولاد  
 سے زیادہ حضور کو عزیز رکھا اور اس وقت میں ساتھ دیا کہ ایک عالم حضور کا دشمن جاں ہو گیا تھا، اور حضور  
 کی محبت میں اپنے تمام عزیزوں قریبیوں سے مخالفت گوارا کی، سب کو چھوڑ دینا قبول کیا، کوئی دقیقہ غلگساری  
 جاں نثاری کا نام نہ لیا اور یقیناً جانتے تھے کہ حضور افضل المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے رسول  
 ہیں، ان پر ایمان لگنے میں جنت ابدی اور تکذیب میں جہنم دائمی ہے، بنو ہاشم کو مرتے وقت وصیت کی کہ محمد صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرو فلاح پاؤ گے، نعمت شریف میں قصائد ان سے منقول اور ان میں براہ فراست وہ امور ذکر کئے کہ اُنس وقت تک واقع نہ ہوئے تھے بعربیت شریف ان کا ظہور ہوا، یہ سب احوال مطالعہ احادیث و مراجعت کتب سیر سے ظاہر۔ ایک شعر ان کے قصیدے کا صحیح بخاری شریف میں بھی مروی ہے

وایضیٰ یستقی الغمار بوجهہ شمال الیتامی عصمة للاسرامل  
(وہ گورے رنگ والے جن کے رُوئے روشن کے توسل سے یتیم برستا ہے، یتیموں کے جاتے پناہ برآؤں کے نگہبان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ت)

محمد بن اسحق تابعی صاحب سیر و منازی نے یہ قصیدہ تمام نقل کیا جس میں ایک سواڑس میں شرح جیل و نصبت فیہ پر مشتمل ہیں۔ شیخ عقیق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ شرح صراط مستقیم میں اس قصیدہ کی نسبت فرماتے ہیں،

ولات صریح دارد بکمال محبت و نہایت نبوت  
کمال محبت اور آپ کی نبوت کی انتہائی معرفت پر لالت کرتے ہیں۔

مگر جردان امور سے ایمان ثابت نہیں ہوتا۔ کاش یہ افعال و اقوال ان سے حاملت اسلام میں صادر ہوتے تو سیدنا عباسؓ بلکہ ظاہر اسیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی افضل قرار پاتے اور افضل الامام حضور افضل الانام علیہ علی آئمہ افضل الصلوٰۃ والسلام کہتے جاتے۔ تقدیر الہی نے بر بنائے اس حکمت کے جسے وہ جانتے یا اُس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں گروہ مسلمین و غلامانِ یکتب اللہ بنین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا فاحتبر و ایا ادا فی الابصار (تو عبرت لو اسے نگاہ والو!۔ ت) صرف معرفت اگر کیسی ہی کمال کے ساتھ ہو ایمان نہیں، دانستن و شناختن اور چہرہ اور اذعان و گردیدن اور کم کا فرقتے جنھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے پیغمبر ہونے کا یقین نہ تھا جحد و ابھار و استیقتہما انفسہم (اور ان کے منکر ہونے اور ان کے دلوں میں ان کا یقین تھا۔ ت) اور علمائے اہل کتاب تو عموماً جہم گئی رکھتے تھے حتیٰ کہ یہ امر ان کے نزدیک کا لیمان سے بھی زائد تھا معاذ اللہ میں بصر علی

۱۔ صحیح البخاری ابواب الاستسفار باب سوال الناس الامم الاستسفار قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۳۶

۲۔ شرح سفر السعاده فصل در بیان عیادت بیمار ان مکتبہ نور پور رضویہ سکھر ص ۲۲۹

۳۔ القرآن الکریم ۱۲/۱۳

۴۔ القرآن الکریم ۲/۵۹

بھی کرتی ہے اور یہاں کسی طرح کا شبہ و احتمال نہ تھا۔ قال جبل وعلا (اللہ جل وعلا نے فرمایا)۔  
يعرفونه كما يعرفون أبناءهم۔ وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں  
کو پہچانتا ہے۔ (ت)

وقال عن من قائل،

فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به فلعنة الله  
على الكافرين۔ تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اسکے  
منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔ (ت)

وقال جبل ذكره،

يجدونہ مكتوباً عندہم في التوراة  
والانجيل۔ لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل  
میں۔ (ت)

بعض کڑچشم پر باطن و باہرہ عصر کہ اس میں کلام کرتے اور کہتے ہیں اگر اہل کتاب کے یہاں معذور کا  
ذکر رسالت ہوتا تو ایمان کیوں نہ لاتے، نصوح قاطع سے انکار اور خدا و رسول کی تکذیب اور یہود و نصاری  
کی حمایت و تصدیق کرنے والے ہیں اعدو ذبا اللہ من دوسو اس الشیطان (میں شیطان کے دوسووں سے  
پناہ مانگتا ہوں۔ ت) شرح عقائد النسفی میں ہے،

ليست حقيقة التصديق انت تقدم في  
القلب نسبة الصدق الى الخبر  
والخبر من غير اذعان وقبول بل هو  
اذا عانت وقبول لذلك بحيث يقو  
عليه اسم التليم على ما صرح به  
الامام الغزالي۔ حقیقت تصدیق یہ نہیں کہ دل میں خبر یا خبر کی سچائی کی  
نسبت واقع ہو جائے بغیر اذعان و قبول کے بلکہ وہ تو  
اذعان اور اس طرح قبول کرنا ہے کہ اس پر  
اسم تسلیم واقع ہو۔ جیسا کہ امام غسزالی  
علیہ الرحمہ نے اس کی تصریح فرمائی  
ہے۔ (ت)

اسی میں ہے،

سہ القرآن الکریم ۱۴۶/۲

سہ القراء الکریم ۸۹/۲

سہ " ۱۵۴/۴

سہ شرح عقائد النسفی والایمان فی اللغة العربیة دار الاشاعرة العربیة قندھار افغانستان ص ۸۹

بعض القدرية ذهب المباحث الايمان  
هو المعرفة واطبق علما ونا على فساد  
لا اهل الكتاب كانوا يعرفون نبوة  
محمد صلى الله تعالى عليه وسلوكه  
كانوا يعرفون ابناء هم مع القطع بغيرهم  
لعدم التصديق ولا من الكفار  
من كانت يعرف الحق يقينا واسما  
كان ينكر عناه او استكبارا قال الله  
تعالى وجحدوا بها واستيقنتها  
انفسهم

بعض قدرية اس طرف گئے ہیں کہ ایمان فقط معرفت  
کو کہتے ہیں، اور چارے علماء کا اس قول کے قیاد  
پر اجماع ہے، کیونکہ اہل کتاب محمد مصطفیٰ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کو ایسے پہچانتے تھے  
جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے تھے، اس معرفت کے  
باجہ دان کا کفر قطعی ہے کیونکہ وہاں تصدیق  
نہیں پائی گئی۔ اور اس لئے بھی کہ بعض کافر  
یقینی طور پر حق کو پہچانتے تھے اور محض عناد و  
تکبر کی وجہ سے انکار کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے  
فرمایا: **حَالَا لَكُنْ** کے منکر ہوئے اور ان کے دلوں  
میں **أَنْ** کا یقین تھا۔ (مت)

حق دوائی شرح عقائد عضدی میں فرماتے ہیں،

التلفظ بكلمتي الشهادتين مع القدرة  
عليه شرط فثبت اخل به فهو كافر  
مخلد في النار ولا تنفعه المعرفة  
القلبية من غير اذعان وقبول  
فان من الكفار من كانت يعرف  
الحق يقينا وكان انكاره عنادا  
واستكبارا كما قال الله تعالى وجحدوا  
بها واستيقنتها انفسهم ظلما و  
علوا

شہادت (توحید و رسالت کی شہادت) کے دو  
کلموں کے ساتھ تلفظ کرنا جبکہ اس میں پر قادر ہو  
ایمان کی شرط ہے، تو جس نے اس میں کوتاہی کی  
تو وہ کافر ہے اور دائمی طور پر جہنم میں رہنے والا  
ہے، اور اذعان و قبول کے بغیر معرفت مستحبی  
اس میں نفع نہیں دے گی، کیونکہ بعض کافر ایسے  
ہیں جو یقینی طور پر حق کو پہچانتے تھے۔ ان کا انکار  
عناد و تکبر کی وجہ سے تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے  
فرمایا: **حَالَا لَكُنْ** اور ان کے منکر ہونے حالانکہ ان کے دلوں  
میں ان کا یقین تھا علم اور تکبر کی وجہ سے۔ (مت)

شرح عقائد النسخ والایمان لایزید ولا ینقص دار الاشاعت العربیة قندھار افغانستان ص ۹۲  
سہ الدوائی علی العقائد العنصرية والكفر بغير الايمان مطبع مجتہدی دہلی ص ۱۰۱

آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ متوافرہ متضافرہ سے ابو طالب کا کفر پرنا اور دم واپس ایمان لانے سے انکار کرنا اور عاقبت کار اصحاب نارسے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت جس سے کسی شخص کو مجال دم زدن نہیں۔ ہم یہاں کلام کو سائے فصل پر منقسم کریں۔

## فصل اول — آیات قرآنیہ

**آیت اولیٰ** : قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى (اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) ،  
 اِنَّكَ لَا تَهْدِي عَمًى اَحَبَّ اِلَيْكَ اسے نبی! تم ہدایت نہیں دیتے جیسے دوست رکھو  
 وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ اَعْلَمُ ہاں خدا ہدایت دیتا ہے جسے چاہے وہ خوب جانتا  
 بِالْعَمَتِ دِيْنًا ہے جو ماہ پانے والے ہیں۔

مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت کو پیر ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔

معالم التنزیل میں ہے :

نزول فی الحب طالبیہ . ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ (ت)

جولین میں ہے :

نزل فی حرمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ آیت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی  
 علی ایمان عتمہ ابی طالبیہ . آپ کے چچا ابو طالب کے ایمان لانے کی حرص  
 میں نازل ہوئی۔ (ت)

مدارک التنزیل میں ہے :

قال الزجاج اجتمع المضعون انها نزلت زجاج نے کہا کہ مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت کو  
 فی ابی طالبیہ ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ (ت)

کشاف زمخشری و تفسیر کبیر میں ہے :

لہ القرآن الکریم ۵۶/۲۸

معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت آیت ۵۶/۲۸ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳۸۶/۲

تفسیر جولین اصح المطابع دہلی ۳۳۶/ص

مدارک التنزیل (تفسیر النسخی) دارالکتب العربیہ بیروت ۲۴۰/۲

قال الزجاج اجمع المسلمون انها  
نزلت في ابي طالب عليه

زجاج نے کہا کہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ یہ آیت کریمہ  
ابن طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ (ت)

اجمع المفسرون على انها نزلت في  
ابي طالب وكذا نقل اجمعهم على هذا

مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت کریمہ ابن طالب  
کے حق میں نازل ہوئی، اور جیسا کہ زجاج وغیرہ نے  
اس پر ان کا اجماع نقل کیا ہے۔ (ت)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے،  
لقوله تعالى في حقه باتفاق المفسرين

انك لا تهدي من احببت بك

حدیث اول: صحیح حدیث میں اس آیت کریمہ کا سبب نزول یوں مذکور کہ جب حضور اقدس سید المرسلین  
ﷺ نے آپ ﷺ نے ابوطالب سے مرتے وقت کلمہ پڑھنے کو ارشاد فرمایا، صاف انکار کیا اور کہا  
مجھے قریش حبیب لگائیں گے کہ موت کی سختی سے گھبرا کر مسلمان چھوڑا ورنہ حضور کی خوشی کر دیتا۔ اسس پر  
رب العزۃ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اتاری یعنی اسے حبیب اتم اس کا تم ذکر و تم اپنا منصب تبلیغ  
ادا کر چکے ہدایت دینا اور دل میں فوراً ایمان پیدا کرنا یہ تمہارا فعل نہیں اللہ عزوجل کے اختیار میں ہے اور  
اُسے خوب معلوم ہے کہ کبھی یہ دولت دے گا کبھی عروم رکھے گا۔

صحیح مسلم شریف کتاب الایمان وجامع ترمذی کتاب التفسیر میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی  
قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه  
وسلم نعمه (نزل الله عليه فاحسبوا)

سلف مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت ۵۶/۲۸ المطبعة البیہ مصر  
تفسیر الکشاف دار الکتب العربیہ بیروت

۱/۲۵  
۴۲۲/۴

۳۱/۱  
۶۴۰/۴

۵۶/۲۸  
۵۶۹۸

باب الدلیل علی صحۃ الاسلام  
باب صفة النذراء  
باب صفة النذراء  
باب صفة النذراء

عند الموت قل لا اله الا الله اشهد  
 لك بها يوم القيمة قال لولا ان تعترف  
 قریش يقولون انما حملہ علی ذلک  
 المجزع لا قررت بها جندل فانزل الله  
 عز وجل انك لا تهدي من احببت  
 ولكن الله يهدي من يشاء  
 نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ: اے نبی! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست رکھو، ہاں خدا ہدایت دیتا  
 ہے جسے چاہے۔ (ت)

مسالم و مدارک و بیضاوی و ارشاد العقل السليم و خازن و مخرجات التیسو فیہما تفسیر میں اسی حدیث  
 کا حاصل اس آیت کے نیچے ذکر کیا۔

آیت ثانیہ: قال جبل جلالہ (اللہ جل جلالہ نے فرمایا۔ ت)،  
 ما کان للہی والذین احبوا ان يستغفروا  
 للشرکین و لو کانوا اولی قربی من بعدی  
 ما تبت لهم انهم اصحاب الجحیم  
 روا نہیں نبی اور ایمان والوں کو کہ استغفار کریں  
 مشرکوں کے لئے اگرچہ وہ اپنے قرابت والے ہوں  
 بعد اس کے کہ ان پر ظاہر ہو چکا کہ وہ بھڑکی آگ  
 میں جانیوالے ہیں۔

یہ آیت کریمہ بھی ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔  
 تفسیر امام نسفی میں ہے:

هم عليه الصلوة والسلام انت يستغفر  
 لابی طالب فنزل ما کان للنسبی  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غلامہ فرمایا کہ ابوطالب  
 کے لئے استغفار کریں تو یہ آیت کریمہ نازل  
 ہوئی کہ "نبی کو یہ روا نہیں۔" (ت)

۴۰/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب الدلیل علی صحت الاسلام	۱۳/۹
۱۵۰/۲	امین کمپنی دہلی	سورة القصص	۱۳/۹
۱۴۸/۲	دارالکتب العربی بیروت	تحت آیت ۱۱۲/۹	۱۳/۹

بولین میں ہے :

نزل فی استغفارہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
لعمہ ابی طالبؑ  
یہ آیت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اپنے  
چچا ابوطالب کے لئے استغفار کرنے کے بارے  
میں نازل ہوئی۔ (ت)

امام طبری عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں :

قال الواحدی سمعت ابا عثمان الخیری سمعت اما الحسن بن مقسم سمعت ابا اسحق الزجاج  
یقول فی هذه الآية أحکم المفسرون انها نزلت فی ابی طالبؑ یعنی واحدی نے اپنی تفسیر میں  
بسنہ خود ابواسحاق زجاج سے روایت کی کہ مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں اتری۔

أقول هكذا أثره ههنا والعرف من  
الزجاج قوله هذا فی الآية الأولى  
كما سمعت والمذكور ههنا فی المعالم  
وتفیرها انت الآية مختلف فی سبب  
نزولها فلیراجم تفسیر الواحدی  
فلعله اراد اتفاق الاكثرین و  
لعلک الخلاف بالانکونه خلافت  
ما ثبت فی الصحیح۔

میں کہت ہوں یہاں تو وہ ایسا ہی منقول ہے حالانکہ  
زجاج کا یہ قول پہلی آیت کے بارے میں معروف  
ہے جیسا کہ تو سن چکا ہے۔ اور معالم وغیرہ میں  
اس مقام پر مذکور ہے کہ آیت کے سبب نزول  
میں اختلاف ہے چنانچہ تفسیر واحدی کی طاعت  
مراجعت کی جائے۔ ہو سکتا ہے کہ اُس کی مراد  
اکثر مفسرین کا اتفاق ہو اور اُس نے مخالفت  
کی اس بنیاد پر کوئی پروا نہ کی ہو کہ اسی کے  
مخالفت ہے جو صحیح میں ثابت ہو چکا ہے۔ (ت)

بیضاوی میں پہلا قول اس آیت کا نزول و بار بارہ ابی طالبؑ لکھا۔

علامہ شہاب خفاجی اُسی کی شرح غنیۃ القاضی و کفایۃ الراضی میں فرماتے ہیں :

هو الصحیح فی سبب النزول یعنی یہی صحیح ہے۔

اسی طرح اُسی کی تصحیح فتوح الغیب و ارشاد الساری میں کی ہے اور فرمایا یہی حق ہے کہ اسباقی

۱۶۷	صحیح المطابع دہلی	تحت آیت ۱۱۳/۹	س۱ تفسیر جلالین
۲۶۲/۸	دارالکتب العلمیۃ بیروت	تحت حدیث ۱۳۶۰	س۲ عمدۃ القاری کتاب الجنائز
۶۴۸/۴	دارالکتب العلمیۃ بیروت	تحت لایۃ ۱۱۳/۹	س۳ غنیۃ القاضی حاشیۃ الشہاب علی تفسیر بیضاوی



وہندہ التصحیحات ایضاً آیۃ الخلاف کمالیسی بخلاف (جیسا کہ عنقریب آئے گا، اور یہ تصحیحات  
بھی مخالفت کی علامت ہیں جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت)  
حدیث دوم: صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن نسائی میں ہے:

واللفظ محمد قال حدثنا محمود بن فضال عن  
عن سعيد بن المسيب عن أبيه  
رضي الله تعالى عنهما أن أبا طالب لما  
حضرته الوفاة دخل عليه النسيبي  
صلى الله تعالى عليه وسلم و  
عند أبي جهل فقال لعبد  
قل لا إله إلا الله كلمة أحباب  
لك بها عند الله فقال أبو جهل  
وعبد الله بن أمية يا أبا طالب  
أترغب عن ملة عبد المطلب  
فلم يزلَا يكلمان حتى قال  
أخبرني عن عبد المطلب به عن ملة  
عبد المطلب (خبر البخاري  
في الجنازة وتفسير سورة  
القصص كمثلي مسلم في  
الإيمان وأبى أن يقول  
لا إله إلا الله) فقال النبي صلى الله  
تعالى عليه وسلم لا تستغفر من  
لك ما لم انه عنه، فنزلت  
ما كان للنبي والذين آمنوا  
أن يستغفروا للمشركين ولو كانوا أولي قربى  
من بعد ما تبين لهم أنهم أصحاب

اور لفظ محمد کے ہیں، انہوں نے کہا ہم کو حدیث  
بیان کی گود نے، پھر اپنی سند کے ساتھ سعید  
بن مسیب سے اور انہوں نے اپنے باپ سے ذکر کیا،  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ ابو طالب جب قریب الموت  
ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے  
پاس تشریف لائے جبکہ ابو جہل اور عبد اللہ بن امیہ  
وہاں موجود تھے، آپ نے فرمایا، اے عجمی! اگر عتبہ  
لا الہ الا اللہ پڑھ لو میں اس کے ذریعے تمہارے لئے  
جبراً کروں گا۔ ابو جہل اور عبد اللہ بن امیہ نے کہا،  
اے ابو طالب! کیا عتبہ المطلب کے دین سے لوافض  
کر لو گے؟ یہ وہ دونوں مسلسل ابو طالب سے یہی بات  
کہتے رہے۔ یہاں تک کہ ابو طالب نے جو غری بات  
انہیں کہی وہ یہ تھی کہ میں عبد المطلب کے دین پر  
قائم ہوں (امام بخاری نے جنازہ اور سورۃ القصص کی  
تفسیر میں یہ اضافہ کیا جیسا کہ امام مسلم نے کتاب الایمان  
میں کیا ہے کہ ابو طالب نے لا الہ الا اللہ کہنے  
سے انکار کر دیا) تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ جب تک مجھے منع نہ کر دیا گیا میں تیرے  
لئے ضرور استغفار کروں گا۔ چنانچہ یہ بیت کریم  
نازل ہوئی، روا نہیں تھی اور ایمان والوں کو کہ  
استغفار کریں مشرکوں کے لئے اگرچہ وہ اپنے قریب  
والے ہوں بعد اُس کے کہ ان پر ظاہر ہو چکا کہ وہ

الجحیم ۵ ونزلت آتک لاتمدهک من  
اجبت یه  
بھڑکتی آگ میں جائیں گے ، اور یہ آیت کریمہ نازل  
ہوئی : اے نبی ! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست  
رکھو۔ (ت)

اس حدیث جلیل سے واضح کہ ابوطالب نے وقت مرگ کر طیبہ سے صاف انکار کر دیا اور ابوجلین  
کے اغوا سے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد قبول نہ کیا حضور رحمة اللعالمین صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر بھی وعدہ فرمایا کہ جب تک اللہ عزوجل مجھے منع نہ فرمائے گا میں تیرے لئے استغفار  
کروں گا۔ مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ دونوں آیتیں اتاریں اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابوطالب کے لئے  
استغفار سے منع کیا اور صاف ارشاد فرمایا کہ مشرکوں و دوزخیوں کے لئے استغفار ہاتھ نہیں۔

نسأل الله العفو والعافية آتاتنا من فضله  
النز من شرع نزول الآية فيه بيان  
صوت ابی طالب كانت قبل الهجرة و  
هذا اخر ما نزل بالمدينة آه في دود  
بما في ارشاد الساري عن الطيبي  
عن التقريب انه يجوز ان النسبي  
صلى الله تعالى عليه وسلم كانت  
يستغفر لابى طالب الى حين نزولها  
والشديد هم الكفار اسما ظهروا  
هذه السورة ثم قال اعني القسطلاني

ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتے  
ہیں۔ رہا زعمشری کا ابوطالب کے بارے میں اس  
آیت کے نزول کو اس بنیاد پر ضعیف قرار دینا  
کہ ابوطالب کی موت ہجرت سے پہلے ہوئی جبکہ  
یہ آیت کریمہ آخری مرحلہ پر مدینہ منورہ میں نازل  
ہوئی۔ تو وہ مردود ہے اس دلیل کی وجہ سے  
جو ارشاد الساری میں طیبی سے بحر القریب  
مذکور ہے کہ ہو سکتا ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم اس آیت کے نزول تک ابوطالب  
کے لئے استغفار کرتے رہے ہوں۔ کافروں کے ساتھ

صحیح البخاری کتاب الجنائز باب اذا قال المشرك عند الموت لا اله الا الله قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۸۱/۱  
صحیح البخاری کتاب المناقب باب قصه ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۴۸/۱  
صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة البراءة باب ما كان علي والذين آمنوا قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۵/۲  
سورة القصص باب قوله تعالى انك لاتهدى من اجبت ۴۰۳/۲  
صحیح مسلم کتاب الايمان باب الدليل على صحة الاسلام من حضر الموت ۲۰/۱  
سنن النسائي کتاب الجنائز النهي عن الاستغفار لمشرکین نور محمد کارخانہ تجارت کراچی ۲۸۹/۱  
مکمل الکشاف عن حقائق غوامض التنزيل تحت آية ۴۴ مکتبة الاعلام الاسلامی فی الحوزة العلمية قم ایران ۳۱۵/۲  
سنة ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة توبہ دار الکتب العربیة بیروت ۱۵۸/۲

قال في فتوح الغيب وهذا هو الحق  
ومرواية نزولها في اب طالب هي  
الصحيحة والله اعلم الامام الرازي  
في التكميل وقال العلامة الحقاقي في  
غاية القاض بعد نقل كلام  
التقريب اعتمدت من بعد من  
الشراء ولا يتنافيه قوله في الحديث  
فترلت لامتناء استغفار له لسه  
المب نزولها اولاً في الغاء السجدة  
بعد من تعقيب له.

شمت پسند کی قرآن سورۃ میں ظاہر ہوئی ہے اور امام  
قسطلائی نے فرمایا کہ فتوح الغیب میں ہے کہ یہی حق ہے  
اور اس کے ابوطالب کے بارے میں نزول والی روایت  
بھی صحیح ہے اور امام رازی نے تفسیر کبیر میں پونہی  
زخمی کا ذکر کیا ہے اور علامہ خاکی نے غایۃ القاضی  
میں تقریب کا کلام نقل کرنے کے بعد کہا کہ بعد  
والے تمام شارحین نے اس پر اعتماد کیا ہے  
اور یہ حدیث میں وارد راوی کے قول فنزلت  
کے منافی نہیں اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم نے نزول آیت تک ابوطالب کیلئے استغفار  
میں استمرار فرمایا یا اس لئے کہ فار سببیت کیلئے ہے  
نہ تعقیب کے لئے اور (مت)

میں کتابوں کو استغفار کے استمرار و دوام پر  
دلیل سیدہ الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد  
ہے کہ میں تیرے لئے ضرور استغفار کروں گا  
جب تک مجھے منع نہ کیا گیا۔ ہذا یہ مقام جرم ہے  
وہ مقام تجوز و تائید۔ علاوہ ازیں امام جلال الدین  
سیوطی علیہ الرحمۃ نے کتاب الاتقان میں یہ بیان  
کرنے کے لئے ایک فصل قائم فرمائی ہے کہ کئی

اقول والدلیل علی الاستمرار  
واستدامة الاستغفار قول سيد الابرار  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تغفرون  
لکم ما لکم عنہ فہذا مقام الجزم  
وہو التجویز والاستظهار بمسائل  
الامام الحلیل الجلال السیوطی فی  
کتاب الاتقان بعد فصلایہ

لما ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ التوبۃ دار الکتاب العربی بیروت ۱۵۸/۷  
لے غایۃ القاضی حاشیۃ الشہاب علی تفسیر البیضاوی تحت آیت ۱۱۲/۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶۴۸/۶  
لے صحیح البخاری کتاب المناقب قصہ ابی طالب ۵۴۸/۱ و سورۃ التوبۃ ۶۴۵/۶ و سورۃ القصص ۷۰۳/۱  
صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی صحۃ الاسلام الا قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۰/۱  
لے الاتقان فی علوم القرآن فصل فی ذکر ما استثنی من کل واحد فی دار الکتاب العربی بیروت ۷۳/۱

سُورَتوں کی کون سی آیات مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہیں اور اس کے برعکس (یعنی مدنی سُورَتوں کی کون سی آیات مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہیں) اور اس میں بعض مفسرین کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ آیت کریمہ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ مکی ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد سے میں نازل ہوئی جو آپ نے ابو طالب سے فرمایا کہ جب تک مجھے منع نہ کیا گیاں میں تیرے لئے استغفار کروں گا۔ اور امام سیوطی نے اس کو برقرار رکھا، اس بنیاد پر تو اشکالِ ہرے سے ہی دفع ہو جائے گا، پھر کتاب التفسیر میں بخاری کے لفظ یہ ہیں کہ اس کے بعد اُنہ تعالیٰ نے یہ آیت کو بر نازل فرمائی۔ حافظ نے فتح الباری میں کہا روایت تفسیر کی بنیاد پر ظاہر یہ ہے کہ اس کا نزول مکہ کا رد و عالمِ مکی ہے۔ اُنہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد مذکور سے کچھ مدت کے بعد ہوا۔ یہ بھی سرے سے شبہ کا ازالہ کرتا ہے۔ مستند

زرقانی نے شرح مواہب میں ان دونوں کا افادہ فرمایا۔ اسی لمبی اور مختصر گفتگو کے بعد جب حدیث میں نے ابو طالب کے بارے میں نزولِ آیت کی تصریح کر دی تو خواہشات کے ساتھ صحیح حدیثوں کو کیسے رد کیا جاسکتا ہے۔ (ت)

**آیت ثانیہ:** قَالَ عَزَّ وَجَلَّ (اللہ عز مجید نے فرمایا۔ ت)

وَهُمْ يَهْتُمُونَ عَنْهُ وَيَنْأَوْنَ عَنْهُ  
وَأَنْتَ يَهْذُوكُمُ الْاِنْشَاءُ وَ

لے دے کہ شرح الزرقانی علی المواہب المدینہ ذکر وفاتہ خدیجہ والی طالب دار المعرفہ بیروت ۱/ ۲۹۳

ما نزل من آيات السور المكية بالمدينة  
وبالعكس وذكر فيه من بعضهم  
من آية ما كان للنبي آية مكية  
نزلت في قوله صلى الله تعالى  
عليه وسلم لا لب طالب لا تغفرت لك  
ما لم انه عنه واقرة عليه فعل هذا  
يزهق الاشكال من رأسه ثم ان  
لفظ البخاري في كتاب التفسير ما نزل  
الله بعد ذلك قال الحافظ في فتح الباري  
انما هو نزولها بعد بركة لرواية  
التفسير وهذا ايضا يطبع الشبهة  
من رأسها اذ هذيت العلامة  
الزرقاني في شرح المواهب وبعد التيسر  
وانق اذ قد افصح الحديث الصحيح  
بنزولها فيه فكيف ترد العسحاح  
بالموسسات.

زرقانی نے شرح مواہب میں ان دونوں کا افادہ فرمایا۔ اسی لمبی اور مختصر گفتگو کے بعد جب حدیث میں نے ابو طالب کے بارے میں نزولِ آیت کی تصریح کر دی تو خواہشات کے ساتھ صحیح حدیثوں کو کیسے رد کیا جاسکتا ہے۔ (ت)

مايشعرون ۵

ہیں اور اس کے باعث خود اپنی ہی چاروں کو ہلاک  
کہتے ہیں اور انھیں شعور نہیں۔

یعنی جان بوجھ کر جبے شعوروں کے سے کام کرے اُس سے بڑھ کر بے شعور کون۔ سلطان المفسرین  
سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اُن کے تلمیذ رشید سیدنا امام اعظم کے استاد مجدد امام عطاء  
بن ابی رباح و مقاتل وغیرہم مفسرین فرماتے ہیں، یہ آیت ابوطالب کے باب میں اُتری۔

تفسیر امام بعوی مکی السند میں ہے :

ابن عباس و مقاتل نے فرمایا کہ یہ آیت ابوطالب  
کے بارے میں نازل ہوئی، وہ لوگوں کو حضور اکرم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کو تکلیف دینے سے روکتا تھا، اور  
انھیں منع کرتا تھا اور خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم پر ایمان لانے سے ڈھکتا۔ (ت)

قال ابن عباس و مقاتل نزلت فی  
ابی طالب کان ینہی الناس عن اذی  
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ینہم  
و ینأی عن الایمان به اھ یجحدون

انوار التنزیل میں ہے :

وہ لوگوں کو کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تعاقب  
کرنے سے روکتے اور خود آپ سے دُور رہتے  
چنانچہ آپ پر ایمان نہیں لاتے بلکہ ابوطالب (ت)

ینہون عن التعرق لرسول اللہ صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ینأون عنہ  
فلا یؤمنون بہ کابی طالب

حدیث سوم : فرمائی اور عبدالرزاق اپنے مصنف اور سعید بن منصور سنن میں اور عبد بن حمید اور ابن جریر  
و ابن منذر و ابن ابی عاتم و طبرانی و ابوالشیخ و ابن مردودہ اور حاکم مستدرک میں باقائدہ تصحیح اور بہت ہی قائل القیود  
میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی تفسیر میں راوی :

یعنی یہ آیت ابوطالب کے بارے میں اُتری کہ وہ  
کافروں کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

قال نزلت فی ابی طالب کان ینہی عن المتربکین  
ان یؤذوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و

سۃ القرآن الکریم ۲۶/۹

دار الکتب العلمیۃ بیروت ۵/۲  
دار الفکر بیروت ۲۰/۲

سۃ معالم التنزیل (تفسیر لغوی) مآ تحت آیت ۲۶/۹  
سۃ انوار التنزیل (تفسیر لیلیٰ) " " "

ایذا سے منع کرتے ہا ز رکھتے اور حضور اقدس صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے دُور رہتے۔

مغایب الغیب میں فرمایا اس میں دو قول ہیں، ان میں  
سے بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق اور آپ کی  
رسالت کے اقرار سے روکتے ہیں، جبکہ عطاء اور  
معاقل نے کہا کہ یہ آیت کوثر ابوطالب کے بارے میں  
نازل ہوئی وہ قریش کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کی ایذا رسانی سے روکتے تھے پھر خود آپ سے دُور  
رہتے اور وہی میں آپ کی اتباع نہیں کرتے تھے۔

قول اول دو وجہ سے زیادہ مناسب ہے،  
وجہ اول یہ ہے کہ اسی آیت کوثر سے ماقبل والی  
تمام آیات قریش کے طریقہ کی مذمت کا تقاضا  
کرتی ہیں۔ اسی طرح یہ اللہ کا قول ”وہم ینہون  
عندہ“ یعنی وہ اس سے روکتے ہیں یہی امر  
مذموم پر محمول ہونا چاہیے۔ اگر ہم اس کو اسی معنی  
پر محمول کریں کہ ابوطالب ہی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کی ایذا رسانی سے روکتے تھے تو یہ نغمہ مذکور حاصل  
نہ ہو گا۔ وجہ ثانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد  
فرمایا ہے کہ وہ خود اپنی ہی جانوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔  
اس سے مراد وہی ہے جس کا ماقبل ذکر ہو چکا ہے۔

قال فی مغایب الغیب فیہ "قولات  
منہم من قال المراد انہم ینہون  
عن التصدیق بنبوۃ والاقرار برسالتہ  
وقال عطاء ومقاتل نزلت فی  
ابی طالب کانت ینہی قریشا عن ایذاہ  
النبی علیہ الصلوۃ والسلام ثم  
یتباعہ عنہ ولا یتبعہ علی دینہ مو  
القول الاول اشبه لوجہین الاول ان  
جميع الایات المتقدمہ علی ہذہ  
الایۃ تقتضی ذمہ طریقہم فکذلک  
قولہ "وہم ینہون عنہ" ینسب فی  
امت ینکوت محمولا علی امر  
مذموم فلو حملناہ علی ان اباطالب  
کانت ینہی عن ایذاہ لما حصل  
ہذا النظم والشاف انہ تعالیٰ  
قال بعد ذلک "وامت ینکوت الامم  
انضہم" یعنی بہ ما تقدم ذکرہ ولا  
یلحق ذلک امت ینکوت المراد منہ  
قولہ "وہم ینہون عنہ" انہم

لہ الدر المنثور بحوالہ القرطابی و عبد الرزاق وغیرہ تحت الآیۃ ۲۶/۹ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۳۷  
جامع البیان (تفسیر طبری) تحت آیت ۲۶/۹ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۰۲  
دلائل النبوة طبعی جماع اجواب المسئلات باب وفاة ابی طالب دار المکتب العلمیہ بیروت ۴/۳۴۰  
تفسیر ابن الجوزی تحت آیت ۲۶/۹ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ ریاض ۴/۱۲۷

عن أبيه لا تترك ذلك حسن لا يوجب  
إسقاطك له۔

### اقول اصل الذم هنأى

وقد تشدد بالنهي فالت الذنب  
بعد العلم اشد منه حين  
الجهول فذكر انهم لا يبانة  
شدة ما يلحقه من الذم في ذلك و  
عظمة ما يعتر به من المنور  
فيما هنالك فان العلم حجة الله ماله  
ومعك الا ترى ان قوله صلى الله تعالى  
عليه وسلم في اب طالب ولو لا اننا  
لكان في الدرك الاسفل من النار  
كما ساق صم ما علم من حمايته  
وكفالتة ونصرتة ومحبتة للنبي  
صلى الله تعالى عليه وسلم طول عمره  
فانما كاد يكون في الدرك الاسفل  
لو لا شفاعته رسول الله صلى الله  
تعالى عليه وسلم لما اجد  
الايمان مع كمال العرفان فالانية

اور یہ مناسب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور وہ  
اس سے روکتے ہیں اسے مراد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کی ایذا رسانی سے روکنا جو اس لئے کر رہا تو  
حسن ہے جو موجب ہلاکت نہیں ہوتا (ت)  
میں کہتا ہوں اصل ذمت تو غائی عینی دور  
رہنے کی وجہ سے ہے جو نبی کے سبب سے شدید  
ہو گئی، کیونکہ علم کے بعد گناہ اس گناہ سے زیادہ شدید  
ہو جاتا ہے جو زمانہ جہالت میں کیا گیا ہو۔ چنانچہ نبی کا  
یہاں ذکر اس شدت و عظمت کے اظہار کے لئے جو  
اس سے ملے گناہ اور بوجہ سے متعلق ہوتی ہے کیونکہ  
علم اللہ تعالیٰ کی محبت ہے ترے حق میں اور مجھے  
خلات کیا تو ابوطالب کے بارے میں رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو نہیں  
دیکھا کہ اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے  
پچھلے طبقہ میں ہوتا۔ جیسا کہ عنقریب آئے گا۔  
ابوطالب کی طرف سے تمام طرح کی کریم مسلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت، کفالت، نصرت اور  
محبت کے باوجود کہ معلوم ہے۔ اگر نبی اللہ صلی  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نہ ہوتی تو ابوطالب  
جہنم کے سب سے پچھلے طبقہ میں ہوتے کیونکہ کمال  
معرفت کے باوجود انہوں نے ایمان سے انکار کیا

۱۰۹/۱۲ مفتاح الغیب (تفسیر کبیر) تحت آیت ۲۶/۶ المطبعة البیہ مصر  
۵۳۸/۱ منہج البخاری مناقب الانصار باب قصۃ ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی  
۱۱۵/۱ منہج مسلم باب شفاعۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی طالب " " " "

علیٰ و زانت قوله تعالیٰ اَتَاْمُرُوْنَ  
النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْهَوْنَ عَنْ النِّفْسِ الْكَافِرَةِ  
اَنْتُمْ تَقُولُونَ اَكْتُبْ اَفَلَا تَعْقِلُونَ  
وَذَكَرَ فِي مِيقَاتِ الذِّمِّ اَمْرَهُمْ بِالْبِرِّ  
وَتِلَاوَتِهِ بِمِ اَكْتُبْ وَاِنَّمَا الْقَصْدُ اَلْحَقُّ  
سَيَانُهُ مِهُمْ وَذَكَرَ هَذَيْنِ لِلتَّجْوِیْلِ  
بَلْ قَالَ هَبْ ذَكَرَهُ يَا اَيُّهَا السَّادِیْنَ  
اَمْ سَوَّيْتُم مَّا لَا تَفْعَلُونَ ه  
كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ اَنْتُمْ تَقُولُوا مَا  
لَا تَفْعَلُونَ فَشَدَّ اَلْمَنْكِبُ عَلَیْ  
اَلْقَوْلِ مَتَدُونَ مَعْلُومَاتٍ اَنْتُمْ  
اَلْقَوْلُ خَيْرٌ اِنْ لَمْ يَنْصَبْ قَالَ فِي مَعْنَاهُ  
اَلْمَنْكِبُ قَالَ اَلْمَقْرُونِ اِنْ اَلْمَوْضِعِ  
قَالُوا لَوْ لَعَلَّم اَتَى اَلْاَعْمَالِ اَحَبَّ اِلَى اللَّهِ  
عَزَّ وَجَلَّ لَعَلَّمَا وَلَبَدَّ لَنَا فِيهِ اَمْرًا  
وَاَنْفُسَنَا فَاَنْزَلَ عَزَّ وَجَلَّ اَنْتُمْ اَللَّهُ  
يَحِبُّ السَّادِیْنَ يَقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ  
صَفَافًا يَشْتُلُوا بِذَلِكَ يَوْمَ اَحَدٍ فَوْسًا  
مَدِيرِينَ فَاَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى لَمْ تَقُولُوا  
مَا لَا تَفْعَلُونَ اَمْ وَبِهِ يَنْحَلُّ اَلْوَحْيَانِ  
لَمَنْ اَنْصَبَتْ لَاحِظٌ اَنْتُمْ قَالَ اَلْخَفَاجِی

چنانچہ آیت مذکورہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی  
طرز پر ہے کہ کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی  
جانوں کو بھرتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا انھیں  
عقل نہیں۔ ان کے نیکی کا حکم دیتے اور کتاب پڑھنے  
کو ذمت کے سیاق میں ذکر کیا۔ مقصود تو ان کا اپنی  
جانوں کو بھلانا ہے اور ان دونوں باتوں کا ذکر بطور  
تنبیہ ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان  
والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے، کیسی سخت  
ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو ذکر ہو تو یہاں  
پر قول بلا عمل پر سخت نفرت کا اظہار فرمایا اگرچہ  
فی نفسہ قول اچھا ہو۔ معالم التنزیل میں کہا کہ  
مفسرین نے فرمایا کہ مرتبوں نے کہا: اگر ہمیں معلوم  
ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی یادگاہ میں محبوب ترین عمل  
کون سا ہے تو ہم اس کو ضرور کریں گے اور اس میں  
اپنے مال و جان قربان کر دیں گے: تو اللہ تعالیٰ نے  
یہ آیت نازل فرمائی کہ: بے شک اللہ دوست رکھتا  
ہے انھیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں پر بازو حرکت  
پھر غصہ آہ میں انھیں اس میں مبتلا کر دیا گی تو  
چونکہ پھر کہجا گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ: کیوں  
کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے ہو! اور اس سے منصف  
کے لئے دونوں وہیں کھل گئیں۔ علامہ خفاجی نے

سلك القرآن الكريم ۴۴/۲

سلك ۳۵۲/۶۱

سلك معالم التنزیل (تفسیر بنوی) تحت آیت ۶۱/۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳۵۴/۲



علیہ میں امام کا کلام نقل کرنے کے بعد کہا اس میں نظر  
سے ۱۰۰۔ خلاصہ یک عطاء قرآن مجید کے اسالیب و  
نظم کویم سے اور تم سے زیادہ جاننے والا ہے چنانچہ  
یہ عظیم عالم تبحر و قرآن مجید کے علم و فہم میں اکثر  
امت پر فوقیت رکھتا ہے۔ واللہ تعالیٰ  
اعلم (ت)

فالعناية بعد نقله كلام الامام  
فيه نظراً وبالجملة فغناء اعلم  
منا ومنكم باساليب القرآن ونظمه  
فضلاً عن هذا العبد العظيم الذي  
قد فاق اكثر الامة في علم القرآن  
وفهمه ، والله تعالى اعلم۔

## فصل دوم — احادیث

حدیث چہارم : حسین و سیدہ ام احمد میں حضرت سیدنا عباسؓ علم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
ورضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

یعنی انہوں نے خدمت اقدس حضور سید المرسلین  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی حضور نے اپنے چپ  
ابو طالب کو کیا نفع دیا ؟ خدا کی قسم وہ حضور کی عایت کرتے  
اور حضور کے لئے لوگوں سے لانا جگرتا تھا۔ منبر یا  
میں نے اُسے سراپا آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو اُسے کھینچ کر  
پاؤں تک آگ میں کر دیا اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے  
سب سے نیچے جگہ میں ہوتا۔

انه قال لفضلي صلى الله تعالى عليه  
وسلم ما اعنيت عن عمك فوالله لك  
يحولك و يغضب لك قال هو في  
ضعفاه من نار و لولا اننا لكات في  
الدرك الاسفل من النار۔ وفي رواية وجده  
غمرات من الناس فاخبر به الله  
ضعفاه

امام ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں :

يؤيد الخصومة انه بعد ان امتنع  
لله خاية القاضي حاشية الشهاب على تفسير البيضاوي تحت الآية ۶/ ۲۶ دار الكتب العلمية بيروت ۶/ ۲۶  
لصحیح البخاری کتاب مناقب الانصار باب قصة ابي طالب قديم كتب خانه كراچی ۵۳۸/۱  
صحیح البخاری کتاب الادب باب كنية المشرك قديم كتب خانه كراچی ۹۱۶/۲  
صحیح مسلم کتاب الايمان باب شفاعته النبي صلى الله عليه وسلم لابي طالب . . . ۱۱۵/۱  
مسند احمد بن حنبل عن العباس المکتب الاسلامی بیروت ۲۱۰ و ۲۰۵/۱  
صحیح مسلم کتاب الايمان باب شفاعته النبي صلى الله عليه وسلم لابي طالب . . . ۱۱۵/۱

شفعہ لہ حتی خفف لہ العذاب  
بالنسبة لغيره

ہو اگر ابوطالب نے بآکر ایمان لانے سے انکار کیا  
پھر بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی  
شفاعت نے اتنا کام دیا کہ نسبت باقی کافروں کے

خواب چکا ہو گیا۔

حدیث پنجم: صحیح وسند امام احمد میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
ذکر عندہ عتہ ابوطالب فقال لعلہ  
تنفعہ شفاعتی یوم القیامة فیجعل فی  
ضعفناح من النار یبلغ کعبیہ یغسل  
منہ دماغہ

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے  
ابوطالب کا ذکر آیا، فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ روزِ  
قیامت میری شفاعت اُسے پہنچے دے گی کہ جہنم میں  
پاؤں تک کی آگ میں کر دیا جائے گا جو اس کے ٹخنوں تک  
ہو گی جس سے اس کا دماغ بخوش مارے گا۔

یونس بن بکر نے حدیث محمد بن اسحق سے یوں روایت کیا، یغسل منہ دماغہ حتی یسبل علی قدمیہ  
اس کا بھیجا اُبل کر پاؤں پر گرے گا۔

عمدة القاری وارشاد الساری شرح صحیح بخاری و تراجم لذیہ وغیرہ میں امام سیوطی سے منقول،  
الحکمة فیہ ان اباطالب کان تابعاً للرسول  
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لجملة  
الا انه استمر ثابت القدم علی دین  
قومہ فسلط العذاب علی قدمیہ خاصة  
لتثبیتہ ایاہما علی دین قومہ

یعنی ابوطالب کے پاؤں تک آگ رہنے میں حکمت یہ ہے  
کہ اللہ عز و جل جو ہمیشگی عمل دیتا ہے ابوطالب کا سارا  
بدن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت میں  
خوف رہا، لہذا کفر پر ثابت قدمی نے پاؤں پر عذاب  
مسلط کیا۔

۱۲۳/۱۰ فتح الباری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة القصص باب قوله انک لا تدع الا مصطفیٰ ابائی مصر  
۵۰/۲ سنن احمد بن حنبل عمی ابی سعید الخدری المکتب الاسلامی بیروت  
صحیح البخاری کتاب مناقب النصار باب قصہ ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی  
۵۳۸/۱ صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابی طالب  
۱۱۵/۱  
۳۵۱/۸ المصابیح الذنیۃ بحوالہ ابن اسحق وارشاد الساری بحوالہ ابن اسحق تحت الحدیث ۳۸۸۵  
۲۲/۱۴ عمدة القاری شرح صحیح البخاری مناقب الانصار باب قصہ ابی طالب حدیث ۳۸۸۵ دارالکتب العلمیہ بیروت  
ارشاد الساری بحوالہ السیوطی تحت الحدیث ۳۸۸۵ ۳۵۱/۸ المصابیح الذنیۃ بحوالہ السیوطی ۲۶۳/۱

اسی طرح تیسیر شرح جامع صغیر وغیرہ میں ہے۔

**حدیث ششم** : ہزار و اربعین و ابن عدی و تمام حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قيل للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم هل نفعت اباطالب قال اخرجته من غمره جهنم الى ضحاح منها  
یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، حضور نے ابوطالب کو کچھ نفع دیا؟۔ فرمایا : میں نے اُسے دوزخ کے غرق سے پاؤں کی آگ میں کھینچ لیا۔

امام عینی رحمہ میں فرماتے ہیں :

فان قلت افعال الكفرة هباء منثور الا فائدة فيها قلت هذا النعم من بركة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وخصائمه  
اس کا بھی وہی مطلب ہے کہ ابوطالب کو یہ نفع ملنا صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ہے ورنہ کافروں کے اعمال ترخار ہیں ہوا پر اڑائے ہوئے۔

**حدیث ہفتم** : طرانی حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

ان الحارث بن هشام اتي النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يوم حجة الوداع فقال يا رسول الله اني كنت على صفة الرحيم والاحسان الى المباد واليوا اليتم وا طعام الضيف واطعام المسكين وكل هذا قد كان يفعله هشام بن المغيرة فاظنك به يا رسول الله فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كل قبر اى لا يشهد صاحبه لا اله الا الله فهو جذوة من النار وقد وجدت  
یعنی حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روز حجۃ الوداع حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی : یا رسول اللہ! میں ان باتوں پر عمل کرتا ہوں رشتہ داروں سے نیک سلوک، ہمسایہ سے اچھا برتاؤ، یتیم کو جگہ دینا، مہمان کو مہمانی دینا، محتاج کو کھانا کھلانا اور میرا باپ ہشام یہ سب کام کرتا تھا تو حضور کا اللہ کی نسبت کیا گمان ہے؟ فرمایا : جو قبر ہے جس کا مژدہ لا اله الا الله نہ ماننا ہو وہ دوزخ کا انگار ہے، میں نے خود اپنے چچا ابوطالب کو

عن ابی صالب فی طمطار من النار فاخرجه  
 اللہ لمکانہ منی واحسانہ الیہ فجعلہ فی  
 ضحیٰ من الناس

جمع بحار الانوار میں بعلامت کاف امام کرمانی شراح بخاری سے منقول،  
 نعم ابی طالب اعمالہ ببرکتہ صلوات اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم وامت کانت اعمال الکفروۃ  
 بہاء مشورۃ

حدیث ہشتم: امام احمد مسند اور امام بخاری و مسلم اپنی صحاح میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،  
 اھون اھل النار عذابا ابی طالب وھو  
 متعل بنعلین من نار یغلی منھما  
 دماغہ

نیز صحیحین میں ثمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 نے فرمایا،

ان اھون اھل النار عذابا من لہ  
 ضلالت وشراکات من نار یغلی منھما  
 دماغہ کما یغلی السرجیل ما یرتک اب  
 احد اشد منہ عذابا و انہ لاهونھما  
 عذابا

اسی حدیث میں امام احمد کی روایت میں ہے،  
 عن العجم البکیر عن ام سلمہ حدیث ۹۷۲ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۳/۴۰۵  
 العجم الاوسط حدیث ۴۸۵ مکتبۃ المعارف ریاض ۸/۱۹

جمع بحار الانوار  
 صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۱۱  
 صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۱۵

یوضع فی الخمص قد میہ جسے تائب اُس کے گلوں میں انگارے رکھے جائیں گے جس  
یعنی منہما دماغہ سے  
اور صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
فرماتے ہیں،

یقول اللہ لاھوت اهل النار عذابا یوم  
القیمة لو ان لك صاف الارض من  
شئ اکت تفتد به ، فیقول نعم  
فیقول اسدت منك اھوت من هذا  
وانت فی صلب آدم انت لا تشرك  
فی شیئا فابیتہ انت لا تشرك  
فی شیء

دوزخوں میں سب سے بگڑے عذاب دہانے سے  
اللہ عزوجل فرمائے گا تمام زمین میں جو کچھ ہے اگر تیری  
جگہ ہوتا تو کیا اُسے اپنے فدیہ میں دے کر عذاب  
سے نجات مانگنے پر راضی ہوتا؟ وہ عرض کرے گا  
ہاں۔ فرمائے گا میں نے تو تجھ سے روزی شاق جبکہ  
تو پشت آدم میں تھا اس سے بھی بگڑا اور آسان  
بات چاہی تھی کہ کسی کو میرا شریک نہ کرنا مگر تُو نے  
ذمہ بغیر میرا شریک ٹھہرائے ہوئے۔

اس حدیث سے بھی ابوطالب کا شرک پر مرناسا ثابت ہے۔

کتاب النبیؐ فی احوال النفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے،

قیل ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
صاح اباطالب بعد موته وانسی تحت  
قدمہ ولذا یشغل بنعلین من  
الناس بلیہ

یعنی کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد مرگ ابوطالب  
کے ہاتھ پر دست اقدس پھیر دیا تھا مگر تلواروں پر  
ہاتھ پھیرنا یاد نہ رہا اس لئے ابوطالب کو روز قیامت  
آگ کے دو بجوتے پناہے جائیں گے پانی جہنم ہر گز  
دست اقدس محفوظ رہے گا

حدیث ششم: امام شافعی و امام احمد و امام اسحق بن راہویہ و ابو داؤد و طحاہسی اپنی مسانید اور ابن سعد

۱۔ مسند احمد بن حنبل عن نعمان بن بشیر  
۲۔ صحیح البخاری کتاب الرقاق باب صفۃ الجنۃ والنار  
۳۔ صحیح مسلم کتاب صفۃ المنافقین باب فی الکفار  
۴۔ مشکوٰۃ المصابیح باب صفۃ النار و احلھا الفصل الاول قدیمی کتب خانہ کراچی  
۵۔ تاریخ النبیؐ فی احوال النفس نفیس وفاتہ ابی طالب مؤسسۃ شعبان بیروت ۳۰۰/۱

طبقات اور ابن جریر بن ابی شیبہ مصنف اور ابو داؤد و نسائی سنن اور ابن خزیمہ اپنی صحیح اور ابن الجارود طبری اور مروزی کتاب الجنائز اور بزار و ابویعلیٰ مسانید اور بیہقی سنن میں بطریق عدیدہ حضرت سیدنا امیر المؤمنین علیہ السلام محمد علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی،

قال قلت لفضیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انت عمتک الشیخ الفضل قد مات قال اذهب فوارا بالو بیہ یعنی میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! حضور کا چچا وہ بڑھا گمراہ مر گیا فرمایا: ہاں اسے دیا۔

ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے مرو علی نے عرض کی،

ان عمتک الشیخ انکار قد مات فمات روی فیہ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امری انت تقسک وامرک بالفضل یہ حضور کا چچا وہ بڑھا کا فر گیا اس کے بارے میں حضور کی کیا رائے ہے یعنی غسل و طہیرہ دیا جائے یا نہیں؟ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ تو کہہ دو۔

انام شافعی کی روایت میں ہے،

فقلت یا رسول اللہ انت مات مشرکاً قال اذهب فوارا بیہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ تو مشرک مرا۔ فرمایا: ہاں، دیا آؤ۔

امام الکبیر ابن خزیمہ نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

امام حافظ اشان اصحاب فی تمیز الصحابہ میں فرماتے ہیں، صحیحہ ابن خزیمہ (ابن خزیمہ نے اس کی تصحیح کی ہے۔ ت)

سے نصب الراية بحوالہ الشافعی واسحق بن راہویہ و ابی داؤد الطیالسی وغیرہم کتاب الصلوة فصل فی الصلوة علی المیت الحدیث الحادی العشر النورۃ الرضویۃ پیشکش کمپنی لاہور ۲۴۰۹/۲  
سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب الرطل بیوت لقرابة مشرک آفتاب عالم پریس ۱۰۲/۲  
مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۰۵/۱۲۹  
السنن الکبریٰ کتاب الجنائز باب المسلم فیصل فاقربہ دار صادر بیروت ۳۹۸/۲  
سے المصنف ابن ابی شیبہ کتاب الجنائز باب فی الرطل بیوت لقرابة مشرک لادارة القرآن کراچی ۳۴۸/۳  
سے نصب الراية بحوالہ الشافعی کتاب الصلوة فصل فی الصلوة علی المیت النورۃ الرضویۃ لاہور ۲۴۰۹/۲  
سے الاصابۃ فی تمیز الصحابہ حروف الطار ابوطالب دار صادر بیروت ۱۱۷/۴

اس حدیث جلیلہ کو دیکھئے ابوطالب کے مرنے پر خود امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں کہ حضور کا وہ گمراہ کا فر چپ مر گیا، حضور اس پر انکار نہیں فرماتے نہ خود جنازے میں تشریف لے جاتے ہیں، ابوطالب کی بی بی امیر المؤمنین کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ ست اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب انتقال کیا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پیادہ قمیص مبارک میں انہیں کفن دیا، اپنے دست مبارک سے لکھ کھودی، اپنے دست مبارک سے مٹی نکالی، پھر ان کے دفن سے پہلے خود ان کی قبر مبارک میں لیٹے، اور دعا کی،

اللہ الذی یحبی و یبیت و هو حی لا یوت  
اغفر لاتی فاطمة بنت اسد و قسم علیہا  
مدخلہا بعق نبیک و الانبیاء الذین  
من قبل، فانک اسما حم الراحمین —  
سوال الطبرانی فی الکبیر والاوسط و ابن  
جہان و التمام و صحیحہ و ابونعیم  
فی الحلیۃ عن انس و نحوه  
ابن ابی شیبۃ عن جابر و الشیرازی  
فی الالقاب و ابن عبد البر  
و ابونعیم فی الصحیفۃ و الدیلمی  
بسند حسن عن ابن عباس و ابن عساکر  
عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

لاش ابوطالب مسلمان ہوتے تو کیا سنیہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے جنازہ میں تشریف نہ لیتے، مرنے اتنے ہی ارشاد پر حق مت فرماتے کہ جاؤ اسے و باؤ۔ امیر المؤمنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی قوت ایمان دیکھتے کہ خاص اپنے باپ نے انتقال کیا ہے اور خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل کا فتویٰ دے رہے ہیں اور یہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ وہ تو مشرک مرا۔ ایمان ان بندہ کا بن خدا کے تھے کہ اللہ و رسول کے معتاد ہیں باپ بیٹے کسی سے کچھ علاقت نہ تھا اللہ و رسول کے مخالفوں کے دشمن تھے، اگرچہ وہ اپنا جگر ہو، دوستانہ خدا و

لے مجمع الزوائد کتاب المناقب باب مناقب بنت اسد دارالکتاب بیروت ۲۵۶/۹  
کنز العمال ص ۷۷۷  
مستدرک الوسائل ص ۷۷۷

رسول کے دوست تھے اگرچہ اُن سے دُنیوی ضرر ہو۔

اولئك كتب في قلوبهم الايمان و  
ايدهم بروح منه وبيد خاتم جنت  
تجرب من تحتها الانهر خلد جنت  
فيها مرضى الله عنهم ورضوا عنه اولئك  
حزب الله الا ان حزب الله هم  
المفلحون ﴿١﴾ جعلنا الله منهم بهم  
ولهم بفضل رحمة بهم انبه  
هو الغفور الرحيم، والحمد لله رب  
العالمين و صلى الله تعالى على سيدنا  
ومولينا محمد و آله واصحابه  
اجمعين آمين !

یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور  
اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انھیں باخوبی  
میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں ہیں، ان میں  
ہمیشہ رہیں۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے  
راضی۔ یہ اللہ کی جماعت ہے۔ سُننا ہے اللہ کی  
جماعت ہی کامیاب ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے ان کے  
صدقے میں ان میں سے کر دے۔ بیشک وہ ہی  
بہت بخشنے والا مہربان ہے۔ اور سب قرعینیں  
اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا  
اور درود نازل فرمائے اللہ تعالیٰ ہمارے آقا  
محمد مصطفیٰ، آپ کی آل اور آپ کے تمام صحابہ پر،  
اے اللہ! ہماری دُعا قبول فرما! (مت)

حدیث دہم: بخاری و مسلم اپنی صحاح اور ابن ماجہ اپنی سنن اور طحاوی شرح معانی الآثار  
اور اسماعیلی مستخرج علی صحیح البخاری میں بطریق امام علی بن حسین زین العابدین عن عمرو بن عثمان الغنوی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،

انه قال يا رسول الله اين تسفل  
في دارك بسكة فقال دهل ترك عقيل  
من سباح اودود وكان عقيل ورث ابا طالب  
هو وطالب ولهم يرثه جعفر ولا على رضي الله  
تعالى عنهما شيئا لانهما كانا مسلمين  
وكان عقيل وطالب كافرين فكان عمر بن  
المخطاب رضي الله تعالى عنه يقول لا يرث

یعنی انہوں نے خدمت حضور اقدس صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! حضور  
کلی مکتوم میں اپنے محلے کے کون سے مکان میں  
نزول اجلال فرمائیں گے، فرمایا، کیا ہمارے لئے  
عقیل نے کوئی محلہ یا مکان چھوڑ دیا ہے۔ امام  
زین العابدین نے فرمایا، جو ایہ تھا کہ ابو طالب کا  
ترک عقیل اور طالب نے پایا، اور جعفر نے علی



المؤمن الكافر، ولفظ ابن ماجة والطحاوی  
فكانت عمر بنت ارجل ذلك يقول <sup>۱۰۱</sup>  
ولفظ الاسماعیلی فمن اجل ذلك  
كانت عمر يقول <sup>۱۰۲</sup>

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کچھ نہ ملا یہ دونوں حضرات  
وقت موت اپنی طالبہ مسلمان تھے اور طالب  
کافر تھا اور عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اُس وقت  
نیک ایمان نہ لائے تھے۔ اسی بنا پر امیر المؤمنین  
عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے  
کہ کافر کا ترک مسلمان کو نہیں پہنچتا۔

تبیین: اس میں شک نہیں کہ اس کا قول <sup>۱۰۳</sup> اور  
عقیل وارث ہوا ابو طالب کا <sup>۱۰۴</sup> حدیث میں داخل  
کیا گیا اس کا قائل ان کتابوں میں نہ کرئیں جن کا ہم  
ذکر کیا ہے اور میں نے اختیار کیا ہے کہ <sup>۱۰۵</sup> الکبیرین العابدین  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ امام عینی نے عمدة القاری  
میں کہا کہ اس کا قول <sup>۱۰۶</sup> "وكان عقيل" بعض اہل  
کی طرف سے حدیث میں داخل کیا گیا ہے مگر  
یہ اور ارجح و ادخال اس امر کی طرف سے جو۔

کہانی نے یوں ہی کہا ہے احمد اور درست وہی  
ہے جو میں نے ذکر کیا، اور میں نے عمدة القاری پر  
حاشیہ لکھا جس کی مراعت یہ ہے۔ (ت)

میں کہتا ہوں بلکہ وہ علی بن حسین بن علی ہے رضی اللہ  
تعالیٰ عنہم، اس کو امام مالک نے اپنی کتاب <sup>۱۰۷</sup> فرما

تبیین: لاشک ان قولہ وكان عقيل  
وسئل اباطالب صدرہ ج فی الحدیث  
ولعربین قائلہ فی الکتب السنی  
ذکرنا واخترت انا انه الامام شریف  
العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و  
قال الامام العینی فی العمدة قوله  
وكان عقيل ادراج من بعض الرواة  
ولعله من اسامة کذا قال الکرم فی  
الصواب ما ذکرته وقد کتبت علی هامش  
العمدة ما فیه۔

اقول بل هو من علی بن حسین  
بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم، بیتہ

۱۰۱ صحیح البخاری کتاب الناسک باب تدریث دور کہ ۱۰۱ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۱۹/۱  
صحیح مسلم کتاب الحج باب النزول بکرة و تدریث دور کہ ۱۰۲ ۴۲۶/۱  
۱۰۳ سنن ابن ماجہ ابواب الفرائض باب میراث اهل الاسلام من اهل الشرک ۱۰۳ صحیح مسلم کراچی صفحہ ۲  
۱۰۴

۱۰۵ عمدة القاری کتاب الناسک باب تدریث دور کہ ۱۰۵ تحت الحدیث ۱۵۸۸ دارالکتب العلمیہ بیروت ۴۲۴/۱



اللہ عینک احب الی من انت  
 یکن بلہ  
 چمکا کا ہاتھ ہوتا اور ان کے اسلام کا معنی اللہ تعالیٰ  
 حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی آنکھ ٹھنڈی کرنا  
 قریبے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ یہ  
 بات عزیز تھی۔

حاکم نے کہا یہ حدیث برشر و شیخین صحیح ہے۔ حافظ الشافعی نے احباب میں اسے مسلم رکھا اور فرمایا،  
 سندہ صحیح بلہ (اس کی سند صحیح ہے۔ ت)  
 حدیث و واروئم، ابو قرظہ موسیٰ بن طارق وہ موسیٰ بن عیدہ وہ عبد اللہ بن دینار وہ حضرت عبد اللہ بن عمر  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

قال جاء ابوبکر باغب قحافة يقوده  
 يوم فتح مكة فقال رسول الله  
 صلى الله تعالى عليه وسلم الا  
 تركت الشيعه حتى تأتيه قال  
 ابوبكر امدت انت يا جبره الله  
 والذي بعثك بالحق لانا  
 كنت اشد فرحاً باسلام  
 ابي طالب لو كانت اسلم  
 صغى بابي بلہ  
 یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ کے دن  
 ابو قحافہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے خدمت اقدس حضور  
 سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر لائے  
 حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اس  
 جوڑے کو وہ میں کیوں نہ پہننے دیا کہ ہم خود اس کے  
 پاس قشرین فرما ہوتے، صدیق نے حضور کی  
 کہ میں نے چاہا کہ اللہ اُنی کو اجرد سے قسم اس کی  
 جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھجھا ہے مجھے اپنے  
 باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ ابو طالب کے  
 مسلمان ہونے کی غمشیں ہوتی اگر وہ اسلام لے لیتے۔

اللہ تعالیٰ یہ محبوب میں فنا کے مطلق کا مرتبہ ہے صدق اللہ والذین امنوا الشد  
 حب اللہ (اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں۔ ت) اسی طرح

لہ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ	بحوالہ عمر بن شریف غیر ذکر ابی طالب	دار صادر بیروت	۴/۱۱۶
لہ	"	"	۴/۱۱۶
لہ	بحوالہ ابی قرظہ وغیرہ	"	۴/۱۱۶
لہ القرآن الکریم	۲/۱۶۵		

امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا،

انا باسلامك اذا اسلمت افرح من  
باسلام الخطاب - ذكر ابن اسحق  
في سيرته -  
مجھے آپ کے اسلام کی جتنی خوشی ہوئی اپنے باپ  
خطاب کے اسلام کی اتنی نہ ہوئی (اس کو ابو اسحق  
اس کی سیرت میں ذکر کیا ہے)

حدیث سیزدہم، یونس بن بکر فی زیادات منازی ابن اسحق عن یونس بن عمرو عن ابی اسحق،  
قال بعث ابوطالب الى النبي صلى الله  
تعالى عليه وسلم فقال اطعمني من  
عنب جنتك فقال ابو بكر انت الله  
حرمها على الكافرين -  
یعنی ابوطالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم سے عرض کر بھیجی کہ مجھے اپنی جنت کے  
انگور کھلائیے۔ اس پر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
نے فرمایا، بے شک اللہ نے انہیں کافروں پر  
حرام کیا ہے۔

حدیث چہار دہم، الواحدی من حدیث موسیٰ بن جبیدہ قال اخبرنا محمد بن  
کعب القرظی،

قال بعض انه لما اشتكى ابوطالب شكواه  
النبي قبض فيها قالت له قريش  
ارسل اليك ابن ابيك يرسل اليك  
من هذه الجنة العنب ذكروها يكوون  
لك شفاء فارسل اليه فقال  
رسول الله صلى الله تعالى عليه  
وسلم ان الله حرمها على الكافرين  
طعامها وشرابها ثم اتاه فعرض عليه  
الاسلام ، فقال لولا ان تعبير بها  
یعنی ابوطالب کے مرض الموت میں کافرین  
قریش نے صلاح دی کہ اپنے بھتیجے (صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم) سے عرض کر دو کہ یہ جنت جو وہ بیان  
کرتے ہیں اس میں سے تمہارے لئے کچھ بھیج  
دیں کہ تم شفا پاؤ۔ ابوطالب نے عرض کر بھیجی۔  
حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا  
کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کا کھانا پانی کافروں پر  
حرام کیا ہے۔ پھر تشریف لے کر ابوطالب پر اسلام  
پیش کیا ابوطالب نے کہا، لوگ حضور پر طعنہ کر رہے کہ

لے الاصابۃ فی تمیز الصحابة یحوالہ ابن اسحق  
لے الاصابۃ فی تمیز الصحابة یحوالہ ابن اسحق  
۱۱۰/۴ دار صادر بیروت  
۱۱۶/۴ " " " " " "

فیقال جئز عتک من الموت لاقرت بها  
عینک واستغفر له بعد ما مات فقال  
المسلمون ما یمنعنا ان نستغفر لابیثنا  
ولنذری قرابتنا قد استغفر ابراهیم علیہ  
السلام لابیہ و محمد صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم لعنہ فاستغفر والمشرکین  
حق نزلت ما کان للنبی والذین  
امنوا الا یہ۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (کا چچا موت سے  
گھبرا گیا اس کا خیال نہ ہوتا تو میں حضور کی خوشی  
کر دیتا۔ جب وہ مر گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے ان کے لئے دعائے مغفرت کی،  
مسلمانوں نے کہا ہمیں اپنے والدوں قریبوں کے لئے  
دعائے بخشش سے کون مانگے، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ  
والسلام نے اپنے باپ کے لئے استغفار کی،  
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے چچا کے لئے استغفار

کر رہے ہیں۔ یہ سب کہ مسلمانوں نے اپنے اقارب مشرکین کے واسطے دعائے مغفرت کی۔ اللہ عزوجل نے یہیت  
اتاری کہ مشرکوں کے لئے یہ دعا نہ بنی کہ وہ ان مسلمانوں کو جب کہ روشن کیا کر دے جہی ہیں۔ والعیاذ باللہ  
تعالیٰ۔

حدیث پانزدہم، ابو نعیم علیہ میں اسیر المؤمنین صلی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

كانت مشیئة الله عز وجل في اسلام  
عمى العباس ومشیئت في اسلام  
عمى ابي طالب فطلبت مشیئة الله  
مشیئت لی

اللہ تعالیٰ نے میرے چچا عباس کا مسلمان ہونا چاہا اور  
میری خواہش یہ تھی کہ میرا چچا ابو طالب مسلمان ہو،  
اللہ تعالیٰ کا ارادہ میری خواہش پر غالب آیا کہ  
ابو طالب کا فرزند عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
مشرف باسلام ہوئے۔ فذلک الحمد الباقی۔

## فصل سوم

چونکہ اقوال ائمہ کرام و علمائے اعلام اور پرگزردے اور بعد کلام خدا و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کیا حالت منتظرہ باقی ہے خاتمہ کا حال خدا و رسول سے زیادہ کون جانتے، عز مجرہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مگر کثیر فوائد و نیکیں زائد کے لئے بعض اور بھی کہ سر و دست پیش نظر ہیں اضافہ کیجئے کہ زیادت خیر زیادت خیر ہے  
وبالله التوفیق۔

امام الکراماتک الامام، کاشف الغم، سراج المآثر، سید العالمین رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ فقہ اکبر میں  
فرماتے ہیں،

ابوطالب رحمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کی  
مات کا قرابہ موت کفر پر ہوئی۔ والیعا ذی اللہ۔

امام برہان الدین علی بن ابی بکر قرطبیؒ فرماتے ہیں،

انما مات الکافر ولیہ ولی مسلم فانه یفصلہ  
ویکفنه ویدفنه بہذالک امر علت  
رہضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حق ابیہ  
ابن طالب لکن یفصل غسل الثوب النجس  
ویلف فی خمرۃ و یحفر حفیرۃ من  
غیر صراحۃ منۃ التکفین و اللحد  
ولا یوضع فیہ بل یلقی بہ

جب کافر مرحومہ اور اس کا کوئی مسلمان رشتہ دار  
موجود ہو تو وہ اس کو غسل دے، کفن پہنائے اور دفن  
کرے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے  
باپ ابوطالب کے بارے میں ایسا ہی حکم دیا گیا۔  
لیکن اس کو غسل ایچھا دیا جائے جیسے طہید کپڑے کو  
دھویا جاتا ہے، اللہ کسی کپڑے میں لپیٹ دیا جائے  
اور اس کے لئے گڑھا کھودا جائے، لیکن پہنائے اور  
لحد بنانے کی سنت طوطا نہ رکھی جائے، اور نہ ہی اسکو  
گڑھے میں رکھا جائے بلکہ چھینکا جائے۔ (مات)

امام ابوالبرکات عبد اللہ نسفیؒ کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں،

مات کافر یفصلہ ولیہ المسلم ویکفنه  
ویدفنه والا حصل فیہ انہ لما مات  
ابوطالب اقب علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
وقال انت حتمک الشیخ الفضال

کافر مر جائے تو اس کا مسلمان رشتہ دار اس کو  
غسل دے، کفن پہنائے اور دفن کرے۔ اس میں  
اصل یہ ہے کہ جب ابوطالب مرحومہ تو حضرت علی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کا بڑا چچا مر چکا

سے الفقہ اکبر مع وصیت نامہ ملک سراج الدین ابنہ سنہ ۹۱۷ ۱۱۱۱ ہجری بازار لاہور ص ۲۱  
سے الہدایۃ باب الجنائز فصل فی القلوة علی المیت المکتبۃ العربیۃ دستگیر خانوی کراچی ۱/۹۲-۹۱

مرگیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
اُس کو غسل دو، کفن پناؤ اور دفن کرو اور کوئی نئی  
چیز نہ کرنا یہاں تک کہ مجھے آٹھ یعنی اُس کی نماز جنازہ  
مت پڑھنا (ت)۔

قد مات فقال اغسله واكفنه وادفنه و  
لا تعذب حدًا حتى تلقاه اعد  
لا تغسل عليه الا۔

علامہ ابراہیم علیہ السلام نے شرح غیر میں فرماتے ہیں،  
مات للمسلم قریب کافر لیس له ولف  
من الکفار یغسله غسل الثوب النجس  
ویلقه فی خرقۃ ویحضر له حفرة  
ویغفیه فیها من غیر مراعاة السنة  
فی ذلک لِمَا رَوٰی اَبُو طَالِبٍ لِمَا هَلَلَ  
جاء علیہ فقال یا رسول الله عتلت  
الضال قد مات الا۔

مسلمان کا کوئی قریبی کافر رشتہ دار مر گیا، اُس کا  
کافروں میں کوئی وارث موجود نہیں ہے تو وہ مسلمان  
اُسے غسل دے جیسے پلید کپڑے کو دھویا جاتا ہے،  
ایک کپڑے میں پیٹھے اور ایک ٹکڑا کھد کر اُس میں  
پھینک دے اور اُس سلسلے میں سنت کا لحاظ  
ذکر ہے کیونکہ مروی ہے کہ جب ابو طالب کا انتقال  
ہوا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر کہا  
یا رسول اللہ! آپ کا گمراہ چچا مر گیا ہے والا۔

علامہ ابراہیم طرابلسی برہان شرح مراحب الرحمن پھر علامہ رشتہ احمد طحاوی حاشیہ مراقی الفلاح  
میں زیر قول نور الایضاح ان کان للکافر قریب مسلم غسلہ (اگر کسی کافر کا کوئی قریبی رشتہ دار  
مسلمان ہو تو وہ اُس کو غسل دے۔ ت) فرماتے ہیں،

الاصل فیہ ما رواہ ابو داؤد وغیرہ عن علی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما مات  
ابو طالب الحدیث۔  
اصل اُس میں یہ حدیث ہے جس کو ابو داؤد وغیرہ  
نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
کیا کہ جب ابو طالب مر گیا تو انھوں نے کہا، الحدیث (ت)۔

علامہ زین بن عیینہ مصری بحر الرائق میں فرماتے ہیں،

یغسل ولب مسلم الکافر ویکفنه و مسلم رشتہ دار کافر کو غسل دے، کفن پناے اور

لہ الکافی شرح الرائق

۱۔ غنیۃ المستمل شرح نیر المصلی فصل فی الجنائز سہیل اکیڈمی لاہور ص ۹۰۳  
۲۔ حاشیہ الطحاوی علی مراقی الفلاح باب حکام الجنائز فصل لیسطان احق بصلوۃ نور محمد کاغذہ لکھی ص ۲۲۹

یہ قنہ بذلک امر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا  
 عنہ انت یفعل یا بیہ حیث مات لہ کوٹنے کا حکم دیا گیا جب اُن کا باپ مر گیا۔ (د ت)  
 اسی سبب جہاد توں کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان اپنے قریب ستار کا فرمودہ کو نبلا سکتا ہے کہ مولیٰ علی  
 کریم اللہ تعالیٰ وجہ نے اپنے باپ ابو طالب کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت سے نبلیا۔  
 فتح القدیر و کفایہ و بنایہ و غیرہ تمام شروح ہدایہ میں اس مضمون کو مقبول و مقرر رکھا۔ کتب فقہ میں اسکی  
 عبارات بکثرت ملیں گی سب کی نقل سے اطالوت کی حاجت نہیں۔ واضح ہوا کہ سب علما نے کرام ابو طالب کو  
 کافر جانتے ہیں۔ یہ نہی تمام ائمہ اہل اہل بیت نے اپنی سنن میں باب الرجل یسوت لہ قرابۃ مشرک و منع مشرک یا  
 یعنی باب اُس شخص کا جس کا کوئی قرابت دار مشرک مرے۔ اور امام نسائی نے باب مواراة المشرک  
 یعنی دفن مشرک کا باب، اور دونوں نے اُس میں یہی حدیث موت ابی طالب ذکر کی، انھیں نسائی کے اسی  
 مجتہد میں ایک باب النہی عن الاستغفار للمشرکین ہے اس میں حدیث دوم روایت کی ابن ماجہ  
 نے سنن میں باب میراث اہل الاسلام من اہل المشرک لہا یعنی مشرک کا ترکہ مسلم کو ملے گا یا نہیں  
 اس میں حدیث دوم وارد کی۔

امام اہل صاحب المذہب سیدنا امام مالک نے موطا شریف میں باب التوارث بین اہل المسلمین منعقد  
 فرمایا یعنی مختلف دین والوں میں ایک کو دوسرے کا ترکہ ملنے کا حکم اور اس میں حدیثیں مسلم و کافر کے عدم قرابت  
 کی روایت فرمائی جن میں یہ حدیث امام زین العابدین دربارہ ترکہ ابو طالب مذکور حدیث دہم بھی ارشاد کی  
 یعنی امام محمد المذہب سیدنا امام محمد نے موطا شریف میں باب لایرث المسلم الکافر منعقد فرمایا کہ حدیث  
 مذکور ایراد کی۔

۱۹۰/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	فصل السلطان الحق بصلوٰۃ	لے بقراتی کتاب الجنائز
۱۰۲/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	باب الرجل یسوت لہ الم	لے سنن ابی داؤد
۲۸۳/۱	نور محمد کارخانہ کراچی	باب مواراة المشرک	لے سنن النسائی
۲۸۶/۱	-	باب النہی عن الاستغفار للمشرکین	لے - -
۲۰۰	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب میراث اہل الاسلام من اہل المشرک	لے سنن ابن ماجہ ارباب الفرائض
۶۶۶	میر محمد کتب خانہ کراچی	باب میراث اہل الملل	لے موطا الامام مالک کتاب الفرائض
۲۲۰ و ۳۱۹	نور محمد کارخانہ کراچی	باب لایرث المسلم کافر	لے موطا الامام محمد



امام اہل محمد بن اسماعیل بخاری نے جامع صحیح کتاب الجہنم میں ایک باب وضع فرمایا باب اذا قال  
المشرك عند الموت لا اله الا الله یعنی باب اس کے بیان کا کہ مشرک مرتے وقت لا اله الا الله کہے  
تو کیا حکم ہے، اور اس میں حدیث دوم روایت فرمائی۔ اسی کی کتاب الادب میں لکھا باب کفنیۃ المشرك  
اس میں حدیث چہارم روایت اور حدیث مذکور،

سمعت السبيعي رضي الله تعالى عليه وسلم يقول وهو على المنبر ان بني هاشم بن  
المغيرة استاذنوني ان يتكلموا بقتلهم علي بن ابي طالب عليه السلام  
میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے  
سنا جبکہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے کہ بنی ہاشم  
بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت طلب کی ہے کہ وہ اپنی  
بیٹی کا نکاح علی بن ابوطالب کے ساتھ کر دیں۔ (مت)

ذکر کی امام قسطلانی نے تطبیق حدیث و ترجمہ میں لکھا مذکر ابوطالب المشرك بکفنیۃ نبی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے ابوطالب مشرک کو کفیت سے یاد فرمایا۔ پھر لکھا،

قد جئنا ذاکر الکافر بکفنیۃ اذا کان لا یصرح  
الابن کما فی ابی طالب او کان علی سبیل  
التألف مع جاد اسلامهم او تحصیل منفعة  
منهم لا علی سبیل التکریم فانما ماصورون بالاغلاظ  
علیہم۔

عمدة القاری میں ہے،

قال ابن بطال فیہ جواز تکنیۃ المشرك  
امام ابن بطال نے فرمایا، اس حدیث سے مشرک کو  
بلفظ کفیت یاد کرنے کا جواز معلوم ہوا۔

اسی میں ہے،

صحیح البخاری کتاب الجنائز باب اذا قال المشرك عند الموت الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۸۱  
کتاب الادب باب کفنیۃ المشرك ۲/ ۹۱۶  
کتاب النکاح باب ذب الرجل عن اجته في غيره الخ ۲/ ۴۸۴  
مکملہ اشادہ الساری کتاب الادب باب کفنیۃ المشرك تحت الحدیث ۶۲۰۸ بیروت ۱۳/ ۲۱۰۵  
عمدة القاری شرح البخاری کتاب الادب تحت الحدیث ۶۲۰۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۲/ ۳۲۹

4  
4

فیه دلالة ان الله تعالى قد يعطي الكافر عوضاً من اعماله التي مشيها يكون قربية لاهل الايمان بالله تعالى لانه صلى الله تعالى عليه وسلم اخبر ان همه نفعه تربيتهم اياها وحياطته له التخفيف <sup>الاول</sup>

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ عز وجل کا فرق بھی اس کے اعمال کا کچھ عوض دیتا ہے جو اہل ایمان کریں تو خوب انہی پائیں۔ دیکھو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خردی کہ حضور کے چپ کو حضور کی مدت و حمایت نے تخفیف مذاب کا غائدہ دیا <sup>الاول</sup>

امام عارف باللہ سیدی علی نقی مکی قدس سرہ الملکی نے اپنی کتب جلیلہ تنبیح العمال و کنز العمال و منتخب کنز العمال میں ایک باب منعقد فرمایا، الباب السادس فی اشخاص لیسوا من الصحابة ان شخصوں کے ذکر میں جو صحابی نہیں۔ اور اسی باب میں ابو طالب و ابو جہل و غیرہما ذکر کیا۔

اسی طرح علامہ عبد الرحمن بن شیبانے تفسیر الوصول الی جامع الاصول میں احادیث ذکر ابی طالب کو فصل غیر صحابہ میں وارد کیا اور اس میں صرف حدیث دوم و چہارم و پنجم کو جلوہ دیا۔ اگر ابو طالب کو اسلام نصیب ہوتا تو کیا وہ شخص صحابہ سے خارج ہو سکتا جس نے یحییٰ سے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گود میں پالا اور مرتے دم تک حضور و سفر کی ہمرکابی سے بہرہ یابی کا غفلتہ ڈالا۔

یونہی امام حافظ الحدیث ابو الفضل شہاب الدین ابن حجر مستطانی نے کتاب اصحاب فی تفسیر اصحاب میں ابو طالب کو باب الکنی حرف الطاء الملکی قسم رابع میں ذکر کیا، یعنی وہ لوگ جنہیں صحابی کہنا مردود و غلط و باطل ہے۔

اسی میں فرماتے ہیں،

ورد من عدة طرق في حق من مات في الفترة ومات ولد مجنوناً و نحو ذلك ان كلا منهم يمدف بحجة ويقول لو عقلت او ذكرومت لا منمت فترفع لهم نادر ويقال لهم ادخلوها فموت و دخلها

یعنی بہت اسانید سے حدیث آئی کہ چ زمانہ فترت میں اسلام آنے سے پہلے مر گیا یا مجنون پیدا ہوا اور جنوں ہی میں گزر گیا اور اسی قسم کے لوگ جنہیں دعوت انبیاء علیہم الصلوٰۃ و النثار نہ پہنچی ان میں ہر ایک روز قیامت ایک حذر پیش کرے گا کہ انہی! میں عقل رکھتا یا مجھے دعوت پہنچی تو میں ایمان لانا ان کے امتحان کو ایک

لے عمدة القاری شرح صحیح البخاری کتاب الادب باب کنیۃ المشرک تحت حدیث ۶۲۰۸ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳۳۹/۱۲

لے کنز العمال الباب السادس فی فضل اشخاص لیسوا من الصحابة مؤسسة الرسالة بیروت ۱۵۰/۱۲

کانت علیہم برہ او سلاوا من امتنہ  
ادخلها کمرها ونحت ترجو ان یدخل  
عبد المطلب وال بیتہ فی جملة من  
یدخلها طائعا فینجو لکن ویرد فی  
ابی طالب ما یدفع ذلک وهو ما  
تقدم من آية براءة وما فی الصحیح  
انہ فی ضحاح من النار فہذا اشار  
من مات علی الکفر فلو کان مات علی  
التوحید لنبجا من الناس اصلا والاعادیث  
الصحیحة والایخبار التکاشرة طائفة  
ہذا لفظہ مختصرا۔  
فکرنا ہوتا تو روزِ رخ سے نہات کئی چاہتے تھے، صبح و کثیر مدیشیں کُفر ابی طالب ثابت کر رہی ہیں نہ مختصر

پھر فرمایا :

وقد فخر النصور علی محمد بن عبد اللہ  
بن الحسن لما خرج بالمدینۃ وکاتبہ  
المکاتبات المشہورۃ ومنها فی کتاب  
النصور وقد بعث النبی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم ولہ اسبعة  
اعمار فأمن بہ اثنا احدھما  
ابی وکفر بہ اثنا احدھما  
ابوہ یلہ  
کے چار چپ زندہ تھے حمزہ وعباس وابطالاب وابطالاب۔ دو حضور پر ایمان لائے ایک اُن میں میرے باپ

یعنی جب امامِ نفسِ زکیہ محمد بن عبد اللہ بن حسن مجتبیٰ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خلیفہ عباسی عبد اللہ بن محمد  
بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مشہور  
پنصور دو انقی پر فروغ فرمایا اور مدینہ طیبہ پر  
تسلط کر کے خلیفہ و امیر المؤمنین لقب پایا اُن میں  
اور خلیفہ کو منصور میں مکاتبات مشہورہ ہوئے  
از ان جملہ منصور نے ایک نام میں لکھا جب حضور آئے  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت ظاہر ہوئی حضور  
کے چار چپ زندہ تھے حمزہ وعباس وابطالاب وابطالاب۔ دو حضور پر ایمان لائے ایک اُن میں میرے باپ

ہیں یعنی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور دو کا فرق ہے ایک ان میں آپ کے باپ ہیں یعنی ابو طالب۔  
 یہ منصور علاوہ خلیفہ و اہلبیت ہونے کے خود بھی علمائے تبع تابعین و فقہاء محدثین سے ہیں۔  
 امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے تاریخ الخلفاء میں انھیں فقیہ النفس و جید المشارکہ فی المسلم لکھا  
 اور فرمایا،

ولد سنة خمس وتسعين وادراك  
 جدہ و لہ یرو عنہ و روی عن ابیہ و  
 و عن عطاء بن یسار و عنہ  
 ولدہ المہدیؑ  
 وہ ۵۹۰ھ میں پیدا ہوا، اپنے دادا کو پایا مگر ان  
 سے روایت نہیں کی اپنے باپ اور عطاء بن یسار  
 روایت کی اور اُس سے اُس کے بیٹے مہدی نے  
 روایت کی۔ (مت)

اور امام اہل نفس زکیہ کو یوں بے تامل لکھ بھیجا اور امام کا اس پر زور فرمایا بھی بتا رہا ہے کہ کفر  
 اپنی طالب واضح و مشہور بات تھی، اصرار میں اس کے بعد فرمایا، ومن شعر عبد اللہ بن المعتز  
 یخطب الفاطمیین سے

وانتو بنو بنتہ دوننا

ونحن بنو عمہ المسلم

یعنی عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن محمد بن ہارون بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہما، یا یوں کہنے کو چھ خلفائے کبیرے بیٹے عبد اللہ بن المعتز باللہ ابن المتوکل ابن المعتمد ابن الرشید  
 ابن المہدی ابن المنصور کا ایک شعر بعض سادات کرام کے خطاب میں ہے کہ،  
 "تم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نواسے جو ہم نہیں، اور ہم حضور کے مسلمان  
 چچا کے بیٹے ہیں۔"

اس میں بھی کفر اپنی طالب پر صاف تعریف موجود ہے عبد اللہ اہل علم و فضل سے ہیں، حدیث میں عسلی  
 بن حرب معاصر امام بخاری و مسلم کے شاگرد نیز امام محمد و کتاب الاحکام پھر امام قسطلانی و راہب میں  
 فرماتے ہیں،

نحن نوجو انت یداخل عبد المطلب ہم امید کرتے ہیں کہ عبد المطلب اور ان کے اہلبیت

سے تاریخ الخلفاء احوال المنصور ابو جعفر عبد اللہ مطبع مجتہبی دہلی ص ۱۸۰  
 سے الاصابۃ فی تہذیب الصحابة حرف الطار ترجمہ ۶۸۵ ابو طالب دار صادر بیروت ۱۱۸/۴

وَالْبَيْتَةُ الْجَنَّةُ إِلَّا ابْتَغَى وَفَاءَهُ أَدْرَاكَ  
الْبَيْتَةَ وَلَمْ يُؤْمِنِ أَتَى بِاخْتِصَارِ

نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں،

من عجائب الاتفاق ان الذين ادس كلسهم  
الاسلام من اعمام النبي صلى الله تعالى  
عليه وسلم اربعة لو يسلم منهم  
اثنان واسلموا اثنان وكانت اسم من  
لو يسلم يينا في اسامي المسلمين وهما  
ابوطالب اسمه عبد مناف وابولعبب و  
اسمه عبد العزى بخلاف من اسلم وهما  
حمزة والعباس.

وكد اثره الرقي في شرح المواهب.

امام احمد بن محمد خطيب قسطنطيني مواهب لدنيہ و فتح محمدیہ میں فرماتے ہیں،

كان العباس صفوا من اعمامه صلى الله تعالى عليه  
وسلم ولو يسلم منهم الا هو وحمزة.  
جباس بنی ائمہ تعالیٰ من سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کے سب میں چھوٹے چچا تھے، حضور کے اعمام میں صرف  
یہ اور حضرت حمزہ مسلمان ہوئے و بس۔

امام محمد محمد بن امیر الحاج علیہ شرح غیر ادا غرضہ اس مسئلہ کے بیان میں کہ کافر کے لئے دعاے مغفرت  
ناجائز ہے، آیت دوم تلاوت کر کے فرماتے ہیں،  
ثبت في الصحيحين ان سبب نزول  
صحیحین میں ثابت ہو چکا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ

- ۱۔ المواهب احمدیہ قضیۃ نجاۃ والدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأی المصنف فی المسئلة المكتبة الاسلامیہ بیروت ۱۸۳/۱  
الامامة فی تمیز الصحابة حروف الطاء ترجمہ ۶۸۵ ابوطالب دار صادر بیروت ۱۱۸/۴  
۲۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری کتاب المناقب باب قحط ابی طالب مصنفہ آبنابی مصر ۱۹۶/۸  
شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیۃ عالم المحزون وفاة خدیجہ و ابی طالب دار المعرفۃ بیروت ۲۹۲/۱  
۳۔ المواهب اللدنیۃ المقصد الثانی فی الفصل الرابع المكتبة الاسلامیہ بیروت ۱۱۱/۲

امام محمد بن اسماعیل بن علی بن ابی حمزہ ثمالی شریف اول رکوع سورہ بقرہ میں زیر قولہ تعالیٰ ان الذین کفروا  
سواء عیدہم پھر قاضی حسین بن محمد دیار بکری مالکی لکھی کتاب التوحید میں فرماتے ہیں، کفر چار قسم ہے،  
کفر انکار و کفر تجرد و کفر عناد و کفر فساد۔ کفر انکار یہ کہ اللہ عزوجل کو نہ دل سے جانے اور زبان سے  
مانے، جیسے ابلیس و یہود۔ اور کفر فساد یہ کہ زبان سے مانے مگر دل میں نہ مانے۔ و کفر العناد  
هو ان یبصرت اللہ بقلیہ و یعترف بلسانہ ولا یدین بہ ککفر الہی طالب حدیث  
نقول سے

”واللہ! میں جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین تمام جہاں کے دین ہے بہتر ہے، اگر ملا مت یا ٹھنے سے بچنا نہ ہوتا تو تو مجھے دیکھتا کہ میں کیسی اہل دل کے ساتھ صاف صاف اس دین کو قبول کر لیتا۔“

٣٠١/١      وفاة الى طالب      مؤسسة شعبان بيروت

٢١/١      معالم المنزل      تغيير البغوي      تحت الاية ١/٢      دار الكتب العلمية بيروت

٣٠      \*      \*      \*      \*      \*      \*

کفر کر کے اللہ عزوجل سے ملے گا وہ کبھی اُسے نہ بخشے گا۔

امام شہاب الدین ابو العباس احمد بن ادریس قرآنی نے شرح التفسیر پیرام قسطلانی نے مواہب میں کفار کی ایک قسم یوں بیان فرمائی۔

من آمن بظاہره و باطنه و كفر بعدہ  
الاذعان للفرع کما حکى عن ابی طالب  
انه کان يقول انى لا عملات  
ما يقول ابن اخى لحق  
ولو لا انى اخاف ان تعیرنى  
نساء قریش لا تبعته و ف  
شعره يقول ہ

یعنی ایک کافر وہ ہے جو قلب سے عارف زبان سے  
معترف ہو مگر اذعان نہ ملے جیسے ابو طالب سے مروی  
کہ بیشک میں یقیناً جانتا ہوں کہ جو کہ میرے بھتیجے  
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں ضرورتی ہے  
اگر اس کا اندیشہ نہ ہوتا کہ قریش کی عورتیں مجھے عیب  
لگائیں گی تو ضرور میں اُن کا تابع ہو جاتا اور اپنے ایک  
شعر میں کہا،

لقد علموا ان ابننا لا مذهب  
یقیننا و لا یعزى لقول الاباطل  
فریذا تصریح بالفساد و  
اعتقاد بالحنان غیر انه  
لیرید من یلہ

خدا کی قسم کافران قریش خوب جانتے ہیں کہ ہمارے  
بیٹے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یقیناً سچے ہیں اور  
معاذ اللہ کوئی مکر غلوں کی کہنا ان کی طرف نسبت نہیں  
کیا جاتا۔

تو زبان سے تصریح اور دل سے اعتقاد سب کچھ  
ہے مگر اذعان نہ ہوا۔

امام ابن اثیر جزیری نہایت، پھر علامہ زرقاتی شرح مواہب میں فرماتے ہیں،

کفر عناد هو ان یعرفه بقلبه و یعتز  
بلسانه و لا یدیت به کابی طالب یحی  
اقرار کرے مگر تسلیم و انقیاد سے باز رہے جیسے  
ابو طالب۔

علامہ محمد الدین فیروز آبادی سفر السعاده میں فرماتے ہیں،

چون مسلم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو طالب  
جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچ ابو طالب

۱/ ۲۹۵ لے المواہب اللدنیۃ عام الحرم و قاعة ابی طالب المکتب الاسلامی بیروت

۱/ ۲۹۵ لے شرح الطحطاوی علی المواہب اللدنیۃ و قاعة خدیجہ و ابی طالب دار المعرفۃ بیروت

پیارے محمدؐ کے قرآن کے کافر ہونے کے باوجود حضرت علیؓ  
والسلام نے ان کی عبادت کی اور اسلام لانے کی  
دعوت دی جسے ابوطالب نے قبول نہ کیا۔ (ت)

حدیث صحیح نے کفر اور غائب کو ثابت کر دیا ہے (ت)

روضۃ الاجابہ میں بھی ابو طالب کے کفر پر مرنے کی احادیث لائی گئی ہیں (الحوت)

تشریح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں :  
 عدیشیں اُس کے کفر کی مشہور ہیں ، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم پر ان کے چچا ابو طالب کے بارے میں  
 یہ آیت نازل ہوئی : اے نبی ! تم ہدایت نہیں  
 دیتے جسے دوست رکھو جیسا کہ صحیح مسلم اور ترمذی  
 میں ہے . تحقیق امام محمد باقرؑ اللہ تعالیٰ نے ان کے  
 اور ان کے آباء و اجداد کے چہرے کو کرم بنسایا  
 سے خبر صحیح میں ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم نے طالب و عقیل کو ان کے باپ کا  
 وارث بنایا مگر علی و جعفر کو وارث نہیں بنایا حضرت  
 علیؑ کو مثنیٰ وجہ الحکیم نے فرمایا ، اسی وجہ سے  
 ہم نے شعب الی طالب سے اپنا حصہ ترک کر دیا .  
 موطا امام مالک میں پڑھی ہے . ( د ت )

۱- شرح سفر السعادت فصل در بیان عیادت بیمار و نماز جنازه مکتبہ ذریعہ فواید ص ۲۵۹  
 ۲- مدارج النبوة وفات یافتن ابراطاب " " " ۴۸/۲  
 ۳- " " " " " " " ۴۹/۲  
 ۴- فوائد الرحموت شرح مسلم الثبوت بذیل المستصفی غشوات الشریع رضی قم اران ۱۵۳/۱ و ۱۵۴



یعنی کفر ابوطالب کی حدیثیں مشہور ہیں پھر اس کے ثبوت میں آیت اوّلے کا اترنا اور حدیث دہم  
کفر ابی طالب کی وجہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علی و جعفر کو ترک نہ دلانا بیان فرمایا۔  
اقول و ذکر الامام الباقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و وقع نزلة من القلوب و انما هو  
الامام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کما اصحناک من المؤط و الصحیحین و غیرہ  
میں کتا ہوں امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر قلم کی  
غرض سے واقع ہوا۔ درحقیقت وہ امام زین العابدین  
ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جیسا کہ ہم تجھے بحوالہ مؤط و  
صحیحین وغیرہ بتا چکے ہیں۔ (ت)  
نسیم الریاض شرح شفاۃ امام قاضی عیاض فصل الوہد الخامس من وجہ السب امام ابن حجر کی سے  
نقل فرمایا،

حدیث مسلم ان ابی و اہاک فب الناس  
اراد بابیہ عمہ ایا طالب لانت العرب  
تسمی العم اباً (ملخصاً)۔  
یعنی عرب کی عادت ہے کہ باپ کو چچا کہتے ہیں، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
بھی اسی عادت پر اس حدیث میں اپنے چچا ابوطالب کو باپ کہہ کر فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے۔  
امام خاتم الخفاء جلال اللہ والذین سیوطی مسابک الخفاء فی والدہی المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم میں اسی حدیث کی نسبت فرماتے ہیں،  
ما العانہ ان یکون المراد بہ عمہ ابوطالب  
فکانت تسمیة ابی طالب ایا النبی صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم شائفة عدم بکونہ  
عمہ و کونہ رباہ و کفله من صفیرہ او  
ملخصاً۔  
کون مانع ہے کہ اس حدیث میں ابوطالب مراد ہو  
کہ وہ دوزخ میں ہے، اُس زمانہ میں شائع تھا  
کہ ابوطالب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کا باپ کہا جاتا چچا ہونے اور بچپن سے حضور اقدس  
کی خدمت و کفالت کرنے کے باعث۔

اقول جس طرح ابی ابوطالب کے شعر سے گزرا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب  
کی بی بی حضرت خاتمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی ماں فرمایا۔

۴۱۴  
۲۲۸  
نسیم الریاض فی شرح شفاۃ القاضی عیاض فصل الوہد الخامس مرکز الطہنت برکات رضا خیرات الہند  
لکھنؤ لکھنؤ مسابک الخفاء فی والدہی المصطفیٰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۷/ ۲۲۴ ۲۲۸

اُسی میں فرماتے ہیں،

اخرج تمام الرازي في خواصه بسند  
ضعيف عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما  
قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه و  
سلم اذا كان يوم القيامة شفعت لاجب و  
اخي و ابي طالب و اخي كافي  
الجاهلية و دولة السحب الطبري و هو من  
المحافظ و الفقهاء في كتابه ذخائر العقوب  
في مناقب ذوي القربى و قال ان ثبت  
فهو مؤول في ابي طالب علم ما ورد  
في الصحيح من تخفيف العذاب عنه  
بشفاعته صلى الله تعالى عليه و سلم  
و انما احتاج اليه تاويله في ابي طالب  
دون الثلاثة ابيه و امه و اخيه يعني  
من الرضا لان ابا طالب اولئك البعثة  
و لم يسلم و الثلاثة ما توافي الفترة له

يعني تمام الرازي نے بسند ضعیف ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں روز قیامت اپنے والدین اور اہل طالب اور اپنے ایک بھائی کی کفالت میں گزر رہا ہوں گا۔ امام محمد نے کہ حافظان حدیث و علمائے فقہ سے ہیں ذخائر العقوبہ میں فرمایا یہ حدیث اگر ثابت بھی ہو تو اہل طالب کے پاس سے اس کی تاویل وہ ہے جو صحیح حدیث میں آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے عذاب ہلکا ہو جائے گا۔ امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، خاص اہل طالب کے باب میں تاویل کی حاجت یہ ہوئی کہ اہل طالب نے زمانہ اسلام پایا اور کفر پر اصرار رکھا بخلاف والدین کریمین و برادر رضائی کرناز قدرت میں گزر رہے۔

یعنی ایک حدیث ضعیف میں آیا کہ میں روز قیامت اپنے والدین اور اہل طالب اور اپنے ایک رضاعی بھائی کی کفالت میں گزر رہا ہوں گا۔

اقول یہاں تاویل یعنی بیان مراد و معنی ہے جس طرح شرح معانی قرآن کو تاویل کہتے ہیں، کفار سے تخفیف عذاب بھی حضور سید الشاقین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقسام شفاعت سے ہے شفاعت گیری کہ فتح باب حساب کے لئے ہے تمام جہان کو شدل و عام ہے۔ امام نووی نے ہاؤنگہ اہل طالب کو بایقین کافر جانتے ہیں جو یہ صحیح مسلم شریف میں حدیث چہارم و پنجم کا باب یوں لکھا،

باب شفاعۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
و سلو لابی طالب و التخفيف عنه بسببه۔

لے الحاوی للفتاویٰ مسائل المختار فی والد المصطفیٰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/۲۰۸  
صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم تہذیبی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۵

امام جہاں الدین زرکشی نے غلام میں ابن دحیہ سے نقل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقسام شفاعت سے وہ تخفیف عذاب ہے جو ابوالہب کو بروز دوشنبہ ملتی ہے لہذا وہ بولادۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اعتنا قہ ثویبہ حین بشریہ قال واما ہی کو امانت لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس لئے کہ اُس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد مبارک کی خوشی کی اور اس کا شہرہ من کر فیہ کو آزاد کیا تھا۔ یہ حضور ہی کا فضل ہے جس کے باعث اس نے تخفیف پائی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، نقلہ فی المسائل ایضاً (اسے مسائک میں بھی نقل کیا گیا۔ ت) نیز مسائک الخفا پھر شرح مواہب علامہ زرقاتی میں ہے۔

قد ثبت فی الصحیحہ و اخبار الصادق المصدق  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان  
ابا طالب احسن اهل النار عذاباً و ملتقطاً۔  
المهم اجتناب عذابك الالیم بجاء  
نبیک الرؤوف الرحیم علیہ و علی آلہ  
افضل الصلوٰۃ و ادوم التسلیم  
امین ! و الحمد لله رب العالمین۔

بیشک صحاح میں ثابت ہے اور صادق مصدوق  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ ابوطالب پر  
سب دوزخیوں سے کم عذاب ہے۔  
اسے اللہ! ہمیں اپنے درود کا عذاب سے بچپ  
رؤف و رحیم نبی کے صدقے میں، آپ پر اور آپ  
کی آل پر بہترین درود اور دائمی سلام ہو۔ اسے  
اللہ! ہماری دعا قبول فرما۔ اور سب تفسیر یعنی  
اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

## فصل چہارم

علامہ عبد الرؤف مناوی تیسیر پھر ملاحظہ علی بن احمد عریزی سراج النیر شروع جامع صغیر  
میں زیر حدیث ہشتم فرماتے ہیں،  
هذا ایؤذنت بصوته علی كفسره  
وهو الحق و دهم البعض یك  
امام عینی زیر حدیث دوم و چہارم فرماتے ہیں،

لہ الحادوی للفتاویٰ بحوالہ الزرکشی مسائک الخفا فی والد المصطفیٰ دار المکتب العلمیہ بروہ ۲/۲۰۸  
لہ شرح الزرقاتی علی المواہب اللدنیہ و خات خدیجہ و ابی طالب ۲۹۳/۲ و الحادوی للفتاویٰ ۲/۲۲۹  
لہ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث احسن اهل النار بابا فی مکتبۃ الامام الشافعی بیاض ۱/۲۸۲

هذا كله ظاهره وانما مات على غير الاسلام  
فان قلت ذكر السبيل انه ساءى ف  
بعض كتب السعوى انه اسودت مثل  
هذا لا يعارض ما في الصحيح  
اي سب حديثوں سے ظاہر ہے کہ ابو طالب کی  
موت غیر اسلام پر ہوئی، اگر کوئی کہ سہیلی نے  
ذکر کیا کہ انھوں نے مسعودی کی کسی کتاب میں لکھا  
کہ ابو طالب اسلام لے آئے ہیں کون گا ایسی  
جے سرور یا حکایت احادیث صحیح بخاری کی معارض  
نہیں ہو سکتی۔

**اقول** علاوہ بریں اگر یہ مسعودی علی بن حسین صاحب مروج ہے تو خود رافضی ہے اس کی کتاب  
مروج الذہب خلفائے کرام و صحابہ عظام عشرہ مبشرہ و غیر ہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر صریح تبرائے جا بجا  
آلودہ و ملوث ہے لوط بن یحییٰ ابو مخنف رافضی نجیث ہلک کے اقوال و نقول بکثرت لاتا ہے جس کے  
مردود و تالفت ہونے پر اکثر جرح و تعدیل کا اجماع ہے اسی طرح اور رافضی و فاسق و باکیس کے اخبار پر اس کی  
کتاب کا مدار ہے جیسا کہ اس کے مطالعہ سے واضح و آشکار ہے، فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے نسخہ  
مروج الذہب کے پیش پر اس کی تنبیہ لکھ دی ہے۔ شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں  
فرماتے ہیں،

ہشام کلینی مفسر کہ رافضی غالی ست و ہمچنین  
مسعودی صاحب مروج الذہب و ابو الفز  
اصہبانی صاحب کتاب الاغالی و علی ہذا القیاس  
امثال اینہارا ایں فرقہ در اعداد اہلسنت داخل  
کنند و بمقولات و منقولات ایشان الزام بہنت  
خواہند شد

علامہ زر قافی شریع موہب میں فرماتے ہیں،

القول باسلام ابی طالب لا یصح قالہ  
اجت عاکر وغیرہ لکھ

ابو طالب کا اسلام ماننا غلط ہے امام ابن عساکر  
وغیرہ نے اس کی تصریح کی۔

لہ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار تحت حدیث ۳۸۸۴ دار الکتب العلمیہ ۱۴/۲۲  
لہ تحفہ اثنا عشریہ باب دوم فصل دوم کید بہت و سوم صلیل اکیڈمی لاہور ص ۴۱  
لہ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الثانی الفصل الرابع دار المعرفۃ بیروت ۲۸۶/۳

اسی طرح اصحاب میں سے کما سیاقی (جیسا کہ آگے آئے گا۔ ت)

علامہ شہاب نسیم الریاض میں فرماتے ہیں،

من الغریب ما نقله بعضهم ان الله تعالى  
احياه له صلى الله تعالى عليه وسلم  
فاصب به كابويه واظنه من افتراء  
الشيعة يله

غرائب سے ہے یہ جو بعض نے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ  
نے والدین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کی طرح ابوطالب کو بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کے لئے زندہ کیا کہ بعد مرگ جی کر مشرف باسلام ہوئے،  
میرے گمان میں یہ رافضیوں کی محرت ہے۔

**اقول** و متاع کتاب رافضیوں ہی میں مختصر نہیں مگر یہ ان کے مسلک کے موافق ہے لہذا اس  
کی وضع کا گمان انہیں کی طرف جاتا ہے پھر بھی بے تحقیق جرم کی کیا صورت ممکن کہ کسی اور نے وضع کی ہو، اس  
بنا پر لفظ ظن فرمایا، ورنہ اس کے مضموع و مغتری ہونے میں تو شبہ نہیں، کمالا یغنی (جیسا کہ  
پیشیدہ نہیں۔ ت)

علامہ جہان محمد بن علی مصری کتاب اسماوات الراغبین میں فرماتے ہیں،

اما اعمامہ صلى الله تعالى عليه وسلم  
فاثنا عشرة حمزة والباقر وهما  
المسلان و ابوطالب والصحيح انه  
حات كافر اي

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
بارہ چچا تھے، حمزہ و عباس رضی اللہ تعالیٰ  
عنہما اور یہی دو مشرف باسلام ہوئے اور ابوبالیب  
اور چچا یہی ہے کہ یہ کافر مرے۔

## فصل پنجم

شرح مقاصد و شرح تحریر پھر رد المحتار حاشیہ در مختار باب المرتدین میں ہے،

المصر على عدم الاقرار مع المطالبة  
به كافر وفاقا لكومت ذلك من امارات  
عدم التصديق ولهمذا اطبقوا

جس سے اقرار اسلام کا مطالبہ کیا جائے اور  
وہ اقرار نہ کرنے پر اصرار رکھے بالافتاق کافر ہے  
کہ رد دل میں تصدیق نہ ہونے کی علامت ہے

نسیم الریاض القسم الاول 'باب الاول الفصل الخامس مرکز اہلسنت گجرات البند ۲۱/۱  
لہ اسماوات الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ علی ہامش نور الابصار دار الفکر بیروت ص ۹۲

علی کفر ابی طالبؑ

اسی واسطے تمام علمائے کفر ابی طالب پر اجماع کیا ہے۔

مولانا علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں:

إذا أمر بها و امتنع و ابى عنها كاذب طالب  
فهو كافر بالاجماع<sup>۱</sup>  
جسے شہادت کلمۃ اسلام کا حکم دیا جائے اور وہ  
بازر ہے اور اسے شہادت سے انکار کرے  
جیسے ابو طالب، تو وہ بالاجماع کافر ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اُس شخص کے بارے میں جو قلب سے اعتقاد رکھتا تھا اور بغیر کسی  
مذرومانع کے زبان سے اقرار کی قوت نہ آتی، علماء کا اختلاف کہ یہ اعتقاد ہے اقرار اُسے آخرت میں  
نافع ہو گا یا نہیں، نقل کر کے فرماتے ہیں:

قلت لكن بشرط عدم مطلب الاقرار منه  
فان ابى بعد ذلك فكافر اجماعا  
للعقبة ابى طالب<sup>۲</sup>  
یعنی یہ اختلاف اُس صورت میں ہے کہ اُس سے  
اقرار طلب نہ کیا گیا ہو اور اگر بعد طلب باز رہے  
جب تو بالاجماع کافر ہے۔ ابو طالب کا واقعہ  
اُس پر دلیل ہے۔

اُسی کی فصل ثانی باب اشراط الساعۃ میں ہے:

ابو طالب لم یؤمن عند اهل السنة۔ اہل سنت کے نزدیک ابو طالب مسلمان نہیں۔

شیخ محمدی مولانا عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعاده میں فرماتے ہیں:

مشائخ حدیث و علمائے سنت بریں اندک ایمان  
ابو طالب عبوت نہ پذیر فرمے و در صحاح احادیث  
ست کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
در وقت وفات وے بر سر دے آمد و  
مشائخ حدیث اور علماء سنت کا موقف یہ ہے کہ  
ابو طالب کا ایمان ثابت نہیں ہے۔ صحیح حدیثوں  
میں آیا ہے کہ ابو طالب کی وفات کے وقت  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس کے

۱۔ رد المحتار کتاب السیر باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸۲/۲ و ۲۸۳

۲۔

۳۔

۴۔ مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن حدیث ۵۴۵۸ المکتبۃ المصیّبہ کوئٹہ ۲۶۰/۹

عرض اسلام کر دوسے قبول نہ کر دے  
پاس تشریف لائے اور اسلام پیش فرمایا مگر  
اس نے قبول نہیں کیا۔ (مت)

## فصل ششم

امام ابن حجر مکی افضل القرنی لقرام القرنی میں ابوطالب کی بیت مروی صحیح بخاری کہ ہم نے  
شروع جواب میں ذکر کی نگہ کر فرماتے ہیں،

هذا البيت من جملة قصيدة له فيها مدح عجيب له صلى الله تعالى عليه وسلوه حق اخذ الشيعة منها القول باسلامه <sup>۱۱۹</sup>  
یہ بیت ابوطالب کے ایک قصیدہ کا سہ ہے جن میں  
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عجیب  
نعت ہے یہاں تک کہ رافضیوں نے اس سے  
ابوطالب کا مسلمان ہونا اخذ کر لیا۔  
پھر فرماتے ہیں،

صرائح الاحادیث المتفق علی صحتها  
توه ذلک <sup>۱۲۰</sup>  
لیکن صاف اور روشن حدیثوں جن کی صحت پر  
اتفاق ہے اسلام ابوطالب کو رد کر رہی ہیں۔  
علامہ محمد بن عبداللہ قافی شرح مواہب میں روایت ضعیف ابن اسحاق کہ ابن شاریہ نے  
مقرب مع اپنے جوابوں کے آتی ہے ذکر کر کے فرماتے ہیں،

بهذا احتج الرضاة ومن تبعهم  
علی اسلامه <sup>۱۲۱</sup>  
رافضی اور جو ان کے پیرو ہوئے وہ اسی روایت  
سے ابوطالب کے اسلام پر سند لاتے ہیں۔  
انوار التنزیل وارشاد العقل میں زیر آیہ کریمہ انک لاتہدی من اجبت فرمایا،  
الجمہور علی انها نزلت فی  
ابی طالب <sup>۱۲۲</sup>  
جمہور ائمہ کے نزدیک یہ آیت درباره ابوطالب  
آئی۔

شرح سفر السعادة فصل در بیان عبادت بیماریاں و نماز جنازہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ص ۲۲۹  
افضل القرنی لقرام القرنی تحت البيت ۴۵ المجمع الشافعی ابو ظبی ۲۸۶/۱

شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ عام الحزن وفاة خیر کجہ والی طالب دار المعرفہ بیروت ۲۹۱/۱  
انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت الآیة ۵۶/۲۸ دار الفکر بیروت ۲۹۸/۴

علامہ خطابیؒ اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں،

إشارة إلى الرد على بعض الرافضة  
أذهب إلى إسلامه  
أصابه من شيء

یہ اشارہ ہے بعض رافضیوں کے رد کی طرف کہ وہ  
اسلام ابو طالب کے قائل ہیں۔

ذكر جمع من الرافضة انه مات مسلماً  
قال ابن عساکر في صدر ترجمته قبل انه  
اسلم ولا يصح إسلامه مختصراً

رافضیوں کا ایک گروہ کہتا ہے کہ ابو طالب مسلمان  
مرے۔ امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں شروع  
تذکرہ ابو طالب میں فرمایا بعض اسلام ابو طالب  
کے قائل ہوئے اور یہ صحیح نہیں۔ مختصر

زرقانی میں ہے،

الصحيح ان اباطالب لم يسلم، وذكر  
جمع من الرافضة انه مات مسلماً  
وتسكوا بأشعار وأخبار وأهية تكفل  
بردها في الإصابتة

صحیح یہ ہے کہ ابو طالب مسلمان نہ ہوئے، رافضیوں  
کی ایک جماعت نے اُن کا اسلام پر مٹانا  
اور کچھ شعروں اور واپس بات خبروں سے تمسک کیا  
جنہ کے رد کا امام حافظ الشان نے اصحاب میں  
ذکر کیا۔

نسیم فصل کیفیة الصلوة عليه صلى الله تعالى عليه وسلم والتسليم من شيء

أبو طالب توفي كافراً وأدعاء  
بعض الشيعة انه أسلم  
لا أصل له

ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی اور بعض رافضیوں  
کا دعویٰ باطلہ کہ وہ اسلام لائے بعض بے اصل

شیخ محقق خراج صراط السقیم میں فرماتے ہیں،

له عناية القاضي حاشية الشهاب على تفسير البيضاوي تحت الآية ٥٦/٢٨ دار الكتب العلمية بيروت ٢٠٩/٤  
له الإصابتة في تمييز الصحابة حروف الطائر القسم الرابع أبو طالب دار صادر بيروت ١١٩/٣  
له تاريخ دمشق الكبير ترجمة ٨٩٣ أبو طالب دار احبار التراث العربي ٢٢٨/٤  
له شرح الزرقاني على المواهب اللدنية القصص الثاني الفصل الرابع دار المعرفة بيروت ٢٤٣/٣  
له نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض مركز احلسنت بركات رضا لكرات الهند ٣٨٣/٣



شیخ ابن حجر در فتح الباری میگوید معرفت ابوطالب بر نبوت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در بسیاری از اخبار آمدہ و تمسک کردہ بدان شیعہ بر اسلام و سے استدلال کردہ اند بر دعوی خود پکیزے کد لالت نذر و بر آں یلے

شیخ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں ابوطالب کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی معرفت حاصل تھی۔ اس بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں جن کو شیعہ اسلام ابوطالب کی دلیل بتاتے ہیں اور اپنے دعویٰ پر جس چیز سے استدلال کہتے ہیں وہ اُن کے دعویٰ پر دلالت نہیں کرتی۔

اسی میں ہے :

معنی نماز کہ صحت اسلام ابوبن بلکہ سائر کہائے دے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشہورست و شیعہ اسلام ابوطالب را نیز از بنی قبیلہ و اننداد فقرا

پوشیدہ نذر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین بلکہ تمام آباء و اجداد کے اسلام کا صحیح ہونا مشہور ہے اللہ شیعہ اسلام ابوطالب کو بھی اسی قبیل سے سمجھتے ہیں ادا اختصار (ت)

## فصل ہفتم

الحمد للہ کلام اپنی نہایت کو چننا بعد اس قدر نصوح علیہ و علیہ قرآن و حدیث و ارشادات صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ قدیم و حدیث کے متصف کو چارہ نہیں مگر تسلیم اور شبہات کا حصہ نہیں مگر فنائے عیم پھر بھی تمہیں مرام و تسکین و اودام مناسب مقام۔ حمد و ثناء آٹھ شیعہ ذکر کے اور نواں کہ اگر شبہہ کہنے کے بھی کچھ قابل ہے تو وہی ہے اسی سے متروک ہوا ہم اُن سب کو ذکر کے کہ توفیق اللہ تعالیٰ اقرار جواب و ایانتہ صواب کریں۔

شبہہ اولیٰ کفالت۔ اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) ہاں بالیقین مگر کفالت نبی مستلزم اطاعت نبی نہیں، قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت) :

فالتقلہ ال فرعون لیکون لہم عسدا و قوا سے اٹھایا فرعون کے گھروالوں نے کہ وہ ان کا دشمن و حزنا الایۃ۔ اور ان پر غم ہو الایۃ (ت)

سفر السعادت فصل در بیان عبادت بیماراں الخ مکتبہ فوریر رضویہ سکھر ص ۲۲۹

ص ۲۲۹-۵۰

سفر العسرات انکرم ۲۸/۸

وقال تعالى ( اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ )

قال العزیز قینا ولیدنا ولیدنا قینا  
من عزمك سنیت لی  
بر لایا یم نے تمہیں اپنے یہاں بچپن میں نہ پاؤ  
اور تم نے ہمارے یہاں اپنی عمر کے کئی برس  
گزارے ۔ (ت)

شبہ ثانیہ۔ نصرت و حمایت۔ نقول ضرور مگر مدعا سے دور، رافضی اس سے  
دلیل لائے اور علمائے سنت جواب دے چکے۔ اصحاب میں فرمایا،

استدل الرافضی بقول اللہ تعالیٰ فالذین  
أصنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور  
الذی معہ اولیک ہم المفلحون  
قال وقد عزمہ ابو طالب  
بما اشتهر وعلموا بایہ قریشا  
وعاد اہم بسببہ من لای دفعہ  
احد من نقلة الاخبار  
فیكون من المفلحین انتہی  
وهذا مبلغہم من العلم  
وانا نسلم انہ نصرة وبالغ  
في ذلك کفہ لسم یتبع  
النور الذی معہ وهو  
الکتاب العزیز السداد  
الحی التوحید ولا یحصل الفلاح الا  
بحصول ما رتب علیہ من  
الصفات کلہا ینہ

یعنی اسلام الی طالب پر رافضی اس آیت سے  
دلیل لایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے جو لوگ اس نبی  
پر ایمان لائے اور اس کی نصرت و مدد کی اور  
جو نور اس نبی کے ساتھ آثارا گیا اس کے پیرو  
ہوئے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ رافضی  
نے کہا ابو طالب کی مدد و نصرت مشہور و معروف  
ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے قریش  
سے مخالفت کی عداوت باندھ لی جس کا کوئی  
راوی اخبار انکار نہ کرے گا تو وہ فلاح پانے  
والوں میں ٹھہرے۔ رافضیوں کے مسلم کی  
رسائی یہاں تک ہے اور ہم تسلیم کرتے ہیں  
کہ ابو طالب نے ضرور نصرت کی اور بدرجہ  
غایت کی مگر اس نور کا اتباع نہ کیا جو حضور  
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ آتا  
یعنی قرآن مجید و اعلیٰ توحید اور فلاح توجب ملے کہ  
یعنی صفات پر اسے مرتب فرمایا ہے حاصل ہوں۔

سہ القرآن الکریم ۱۸/۲۶

سہ الاصابۃ فی تیز الصابۃ حروف الطار ترجمہ ۶۸۵ ابو طالب دار صادر بیروت ۱۱۸/۴

**اقول اولاً** نصرت و حمایت کا قصہ بارگاہ رسالت میں پیش ہو چکا، جہاں جس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ! ابو طالب چینی و چٹان کرتا اسے کیا نفع ملے؟ جواب جو ارشاد ہوا حدیث چہام میں گزرا۔

**ثانیاً** بلکہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر خود رب العزت جواب دے چکا کہ اور وہ کونبی کی ایذا سے روکتے اور خود ایمان لانے سے بچتے ہیں، دیکھو آیت و حدیث سوم۔

**ثالثاً** اعتبار خاتمہ کا ہے انہما الاعمال بالخواتیم (اعمال کا دارہ دار خاتموں پر ہے۔) جب ابو طالب کا کفر پر مرقا قرآن و حدیث سے ثابت تو اب اگلے قصبے سستانا اور گمشدہ کفالت و نصرت سے دلیل دانا محض ماقطہ صحاح ستہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے ایک حدیث طریل میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

فواللہ الذی لا الہ غیرہ ان احدکم	قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں تم میں کوئی
لیعمل بعمل اہل الجنة حتی	شخص جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ
ما یكون بینہ و بینہما الا ذراع فیسبت	اس میں اور جنت میں صرف ایک ہاتھ کا فرق
علیہ الکتاب فیعمل بعمل اہل	رہ جاتا ہے اتنے میں تقدیر غالب آجاتی ہے کہ وہ
النار فیدخل النار	دوزخیوں کے کام کر کے دوزخ میں جاتا ہے۔

(والعیاذ باللہ رب العالمین)

**رابعاً** صرف اسلام مستلزم اسلام مذہب خاص نہ ثبوت عام، صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی غزوہ خیبر میں ایک مدعی اسلام نے ہمراہ رکاب اقدس سخت جہاد اور کافروں سے حکیم قتال کیا، صحابہ اس کے مدافع ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ دوزخی ہے۔ اس پر قریب تھا کہ بعض لوگ متزلزل ہو جاتے (یعنی ایسے عالی درجہ کے عمدہ کام ایسی جلیل و جلیل نصرت اسلام اور اس پر تاری ہونے کے احکام) بالآخر غریر پائی کہ وہ معرکہ میں ڈھکی ہو اور دکی تاب نہ لایا رات کو اپنا گلا کاٹ کر مر گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لے مسند احمد بن حنبل۔ حدیث سل بن سعد ۱/۲۳۵

لے صحیح البخاری کتاب التوحید باب قولہ تعالیٰ ولقد سبقتم کلنا الا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۰/۲  
صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفۃ خلق الاولی الا  
سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب القدر آفتاب عالم پریس لاہور ۲۹۲/۲

نے یہ خبر سُن کر فرمایا اللہ اکبر میں جو ابھی دیتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں ، پھر بلاک  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں متادی کریں ،

انہ لاید خل الجنة الا نص مسلمة و انت بشک جنت میں کوئی نہ جائے گا مگر مسلمان جان  
اللہ لیؤید هذا الدین بالرجل الفاجور اور بے شک اللہ اس دین کی مدد کرتا ہے  
فاسق کے ہاتھ پر۔

اسی کے قریب طبرانی نے کبیر میں عمرو بن نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ نسائی و  
ابن حبان حضرت انس بن مالک اور احمد و طبرانی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند چید راوی  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ،

ان اللہ یؤید هذا الدین باقوام لا خلاق لهم بے شک اللہ عزوجل اس دین کی مدد ایسے  
لوگوں سے فرماتا ہے جن کا کوئی حصہ نہیں۔

طبرانی کبیر میں حضرت عبد اللہ بن مسعود بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ،

ان اللہ تعالیٰ لیؤید الاسلام برجال ما هم من اہلہ بے شک اللہ تعالیٰ اسلام کی تائید ایسے لوگوں  
سے کرتا ہے جو خود اہل اسلام سے نہیں

نسأل اللہ العفو والعافیة (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت مانگتے ہیں۔ ت)  
شبیہ ثالثہ — محبت — اقول بے شک مگر حد طبعی تک بھیہ چپ کو بھتیجے سے  
چاہئے اور بھتیجے بھی کیسے کہ حقیقی بھائی نوجوان گزرسے جوئے کی اکلوتی نشانی ، پھر اس پر جمال  
صورت و کمال سیرت وہ کہ اپنے تو اپنے غیر دکھیں تو خدا ہو جائیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، خاندان  
ہاشمی ایک اسی چراغ محمود و شمع بے دود سے روشن تھا ، خاندانی حقیقت ہر عاقل کو ہوتی ہے  
خصوصاً عرب خصوصاً قریش خصوصاً بنی ہاشم میں اس کا عظیم مادہ و لہذا جب آیہ کریمہ ، فاصدع

- ۱۔ صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوة الخیر قدیمی کتب خانہ کراچی ۶۰۴/۲  
صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان غلط تحريم قتل الانسان نفسه ۴۲/۱  
۲۔ کنز العمال بوزن حب علی و حم طبع عن ابوبکر حدیث ۲۸۹۵۶ موسسة الرسالة بیروت ۱۸۴/۱۰  
۳۔ بوزن طبع عن ابن عمر

بما تو مشروا عن المشركين (تو اعلان یہ کہہ دو جس بات کا تمہیں علم ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔ ت) نازل ہوئی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علانیہ دعوت اسلام شروع کی اشراف قریش جمع ہو کر ابوطالب کے پاس گئے اور کہا کہ تمام عرب میں سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے بڑھ کر اچھی اُٹھان والا لڑکا ہم سے لے لو اُسے بجائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پرورش کرو اور انہیں ہم کو دے دو، اور اسی ارادہ فاسد پر عمارہ بن وہید کو لے کر گئے تھے کہ ابوطالب نے مانا تو اسے انہیں دے دیں گے، ابوطالب نے کہا،

والله لئن لم يأتوا مني فاعطوني  
ابنكم اغذوه لكم واعطيتكم ابنكم  
فقتلوه هذا والله ما لا يكون  
ابدا حيت تروا الابل  
فان حنت ناقه الحب غير  
فصيلها فعتت اليكم۔

خدا کی قسم کیا بڑی چاکی میرے ساتھ کر رہے ہو،  
کیا تم اپنا بیٹا مجھے دو کہ میں تمہارے لئے اسے  
کھلاؤں پرورش کروں اور میں اپنا بیٹا تمہیں  
دے دوں کہ تم اُسے قتل کرو۔ خدا کی قسم یہ کہیں  
ہوئی نہیں، جب اونٹ شام کو مچلتے ہیں تو  
اگر کوئی ناقہ اپنے بچے کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف  
میل کرتی ہو تو میں بھی تم سے اپنا بیٹا بدل لوں۔  
(ہم نے اس کو حدیث ابن اسحق سے مخلص کیا جسے  
انہوں نے مفضل بیان کیا اور ہم نے مخلص کیا اور  
حدیث مقاتل سے جس کو تراجم میں ذکر  
کیا گیا ہے۔ ت)

ابوطالب نے صاف بتا دیا کہ ان کی محبت وہی ہے جو انسان تو انسان حیوان کو بھی اپنے  
بچے سے ہوتی ہے ایسی محبت ایمان نہیں، ایمان حُب شری ہے، ابوطالب میں اس کا نشان نہیں  
محبت شری و ایمانی ہوتی تو ناز کر عار پر اختیار اور دم مرگ کلمہ طیب سے انکار اور ملت باہلیت پر  
اصرار کیوں ہوتا۔

امام قسطلانی ارشاد الساری میں فرماتے ہیں،

قد كان ابوطالب يحوطه صلى الله تعالى  
عليه وسلم وينصره و يحبه جاطبعيا  
لا شرعا فبق القدر فيه واستمر على  
كفره و لله الحجة السامية

نسيم الرياض میں ہے،

حنونہ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم و محبتہ لہ امر مشہور فی  
المیروکان یعظمہ و یعرف نبوتہ و کنت لہ  
یوفیہ اللہ الاسلام و فی الامتاع ان فیہ حکمة  
خفیة من اللہ تعالیٰ لانه عظیم قریش  
لا یمکن احدا منهم ان یتعدی علی ما  
ف جوارہ ف کان النبی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم فی بداء امرہ  
ف کنت حمایتہ ید بہم عنہ  
كما قال : ہ

واللہ لت یصلوا الیک بجمعہم

حتی اوسد فی التراب دفینا

فلو اصلو لہ یکن لہ ذمۃ عندہم

ولذا لہ یکن لہ صلۃ اللہ علیہ

علیہ وسلم بعد موتہ بد من

الہجرة

یعنی ابوطالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کی نصرت و حمایت سب کچھ کی، طبعی محبت بہت کچھ  
رکھی، مگر شرعی محبت نہ تھی، آخر تقدیر الہی غالب آئی  
اور معاذ اللہ کفر پر و کات پائی، اور اللہ ہی کے لئے  
سب محبت بلند۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ابوطالب کی ہر  
محبت مشہور ہے اور تعلیم و معرفت نبوت معلوم، مگر  
اللہ تعالیٰ نے مسلمان ہونے کی توفیق نہ دی۔ اور  
کتاب الامتاع میں فرمایا، ابوطالب کے مسلمان  
نہ ہونے میں اللہ تعالیٰ کی ایک باریک حکمت ہے  
وہ سرواڑ قریش تھے کوئی ان کی پناہ پر تسمیہ  
نہ کر سکتا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
ابتداء اسلام میں ان کی حمایت میں تھے وہ مخالف  
کو حضور سے دفع کرتے تھے، خود ایک شہر میں  
کہا ہے،

خدا کی قسم تمام قریش اکٹھے ہو جائیں تو حضور تک  
نہ پہنچ سکیں گے جب تک میں خاک میں دبا کر  
نہا دیا جاؤں۔

تو اگر وہ اسلام لے آتے قریش کے نزدیک ان کی  
پناہ کوئی چیز نہ رہتی، آخر ان کے انتقال پر حضور اقدس  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہجرت ہی فرمائی ہوئی۔

۱۔ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب المناقب باب فقہانی طالب دارالکتب العربیہ بیروت ۲۰۱/۶  
۲۔ نسیم الرياض القسم الاول الباب الاول الفصل الثانی مرکز الجنت برکات رضا حجرات اللہ ۲۰۱/۶

**اقول** قرب انتقال تک اسلام نہ لانے کی یہ حکمت ہو سکتی ہے، مرتبہ وقت کفر پر اصرار کی حکمت  
قد جانے یا اس کا رسول۔ شاید اس میں اولیٰٰن تکہ ہو کہ اگر اسلام لا کر مرتے نہ تھے گمان کرتے کہ اللہ کے  
رسول نے ہمارے ساتھ معاذ اللہ فریب برتا اپنے چپ کو مسلمان تو کر لیا تھا مگر پناہ و ذمہ رکھے کے لئے  
ظاہر نہ ہونے دیا جب اخیر وقت آیا کہ اب وہ کام نہ رہا ظاہر کر دیا۔

**ثانیاً** ان مسلمانوں کی تسکین بھی ہے جن کے بزرگ عالمت کفر میں مرے جس کا پتا حدیث ان ابی و  
ابا لک دیتی ہے اول ناگوار ہوا جب اپنے چپ کو شامل فرمایا سکون پایا۔

**ثالثاً** مسلمانوں کے لئے اسوۂ حسنہ قائم فرمایا کہ اپنے اقارب جب خدا کے خلاف ہوں ان سے  
برائت کریں مرنے پر جنازہ میں شریک نہ ہوں، نماز نہ پڑھیں، دعائے مغفرت نہ کریں کہ جب خود اپنے حبیب کو  
منع فرمایا تو اوروں کی کیا گنتی۔

**سابعاً** عمل میں اخلاص، شد و خوف و انقیاد کی ترفیب اور محبوبانِ خدا سے نسبت پر مجھول بیٹھنے  
سے تہییب، جب ابوطالب کو ایسی نسبت قریب بیاں کا رہائے تجلیہ موجبہ نامتناہی کام نہ آئی تو اور کیا  
چیز ہے۔ الی غیر ذلک صما اللہ و رسولہ بہ اعلم جمل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم (اس کے علاوہ دیگر وجہ جنہیں اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
خوب جانتے ہیں۔ مت)

**شہرہ رابعہ — نعت شریف —** اقول یہ تو اور حجت الہیہ قائم ہوتا ہے جب ایسا  
جانتے ہو پھر کیوں نہیں مانتے یہود و منکر قبل مسلوح شمس رسالت کیا کہ نعت و رحمت نہ کرتے جب کوئی  
مشکل آتی مصیبت نہ دکھاتی حضور سے ترسل کرتے جب دشمن کا مقابلہ ہوتا دعا مانگتے،

انہم انعمنا علیہم بالنبی المبعوث فی آخر  
الزمان الذی نجد صفته فی التورۃ علیہ  
الہی! یہیں ان پر مدد سے صدقہ نبی آخر الزماں کا  
جس کی نعت ہم قرات میں پاتے ہیں

پھر جان کر نہ ماننے کا کیا نتیجہ ہوا یہ جو قرآن عظیم نے فرمایا،

وکانوا من قبل یتفتحوں علی الذین  
کفروا فلما جاءہم ما ہرخوا  
کفروا بہ فلعنہ اللہ علی  
اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلے سے کافروں  
پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس  
وہ جانا پہچانا تو اس سے منکر ہو بیٹھے، تو اللہ کی

اعتہ پر منکر دل پر۔ (مت)

انکشافیت

اصحاب میں فرماتے ہیں۔

یعنی ابوطالب کے ان اشعار وغیرہ (جن میں تصدیق نبی کی شہادت ہے) کا جواب یہ ہے کہ وہ اسی قبیل سے ہے جو قرآن عظیم نے کفار کا حال بیان فرمایا کہ براہ ظلم و بکر منکر ہوتے اور دل میں خوب یقین رکھتے ہیں تو یہ کفر عناد ہو اور اس کا خشار تکبر اور اپنے نزدیک بڑی ناک والا ہونا ہے طرد ابوطالب نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ اگر قریش کی طعنہ زنی کا خیال نہ ہوتا تو اسلام لے جاتا۔

اما شهادة ابی طالب بتصدیق النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فالجواب عنہ وعما ورد من شعر ابی طالب فی ذلک انه نظیر ما حکي اللہ تعالیٰ عن کفاس قریش "وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلما وعلوا" فكان کفرهم عنادا وانشرا من الامة والكبر الى ذلک اشعر ابوطالب بقوله لولا ان تعیرنی قریش لیت

شہدہ خامسہ۔ حضور کا استغفار فرمانا۔ اقول اولاً اس کا جواب خود اب لا رہا ہے بل جلاؤں کے چکا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نگاہ دی تھی صالحہ انہ عند تیرہ لئے استغفار فرماؤں گا جب تک منع نہ کیا جاؤں گا۔ اب العزۃ جل جلالہ نے منع فرما دیا اب اس سے استغفار خط القاد۔

ثانیاً غوریہ وودہ ہی کا طیبہ سے انکار سن کر ارشاد ہوا تھا، دیکھو حدیث دوم۔ پھر اسے دلیل اسلام ٹھہرانا عجیب ہے۔

شہدہ سادسہ۔ حکایت جامع الاصول۔ اقول سید اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم مومن علی کرم اللہ وجہہ الکریم ابوطالب کو مشرک کہتے باوصف حکم اقدس غسل و کفن میں تاہل عرض کرتے سید السادات سید الکائنات علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ واکمل التیمات اسے مقرر رکھتے، جنازہ میں شرکت سے باز رہتے، سیدنا جعفرین ابی طالب و امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بوجہ اسلام ترک کفار سے محرومی پاتے، سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی وجہ کفر ابی طالب بیان فرماتے۔ امیر المؤمنین عسک فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خن اہل بیت اسے کافر کا ترک مومن کو نہ ملنے کی دلیل

سہ القرآن الکریم ۸۹/۲

سہ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ حرف الطاء ترجمہ ۶۸۵ ابوطالب دار صادر بیروت ۱۵/۲



ٹھہراتے۔ سیدنا عباسؓ عظمیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال سے سوال کر کے وہ جواب پاتے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آیت وان یهلكون الا انفسہم کا اہل طالب کے حق میں نزول بتاتے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث ہشتم اور اُمّ المؤمنین ام سلمہ زوجہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث ہفتم امیر المؤمنین علیؓ برادر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث پانزدہم روایت فرماتے ہیں یہ سرداران و سرکارانِ اہلبیت کرام ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، ان کے بعد وہ کون سے اہلبیت قائل اسلام اہل طالب ہوئے، کیا قرآن و حدیث و اہل باقی ائمہ قدیم و جدید سے مقابل ایسی حکایات بے زمام و عظام کچھ کام دے سکتی ہیں، حاشا، لا جرم شیخ محقق مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں،

از اعمام پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیر حمزہ و عباس مسلمان نہ شدہ اند و اہل طالب و اہل لب زمان اسلام را در یافتہ اما توفیق اسلام نیافتہ جمہور علماء برین اند و صاحب جامع الاصول آورده کہ زعمهم اہلبیت آنست کہ اہل طالب مسلمان از دنیا رفتہ و اللہ اہل بصحتہم کذا الخ مرویۃ الاحباب علیہ

پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچوں میں سے حضرت حمزہ و عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سوا کوئی مسلمان نہ ہوا۔ اہل طالب و اہل لب نے اسلام کا زمانہ پایا مگر اسلام لانے کی توفیق نہ پائی۔ جمہور علماء کا موقف یہی ہے۔ اور صاحب جامع الاصول نے ذکر کیا ہے کہ اہل بیت کا گمان یہ ہے کہ اہل طالب مسلمان ہو کر دنیا سے گئے ہیں اس کی صحت کا حال اللہ خوب جانتا ہے، یونہی ردۃ الاحباب میں ہے۔ (ت)

اقول علماء کا بجا کفر اہل طالب پر اجماع نقل فرماتا اور اسلام الی طالب کا قائل ازعم رواض بنایا، جس کے فتول اگلے فصول میں مذکور و منقول، اس حکایت بے سرو پا کے رد کو کہیں ہے، کیا ہا و صف خلاف ائمہ اہلبیت اجماع منعقد ہو سکتا یا معاذ اللہ ان کا خلاف لایعتہ بر ٹھہرا کر دعویٰ اتفاق فرمادیا جاتا اور جب خود اپنے ائمہ کرام میں خلاف حاصل تو جانبِ اہل لب یعنی رواض قصر نسبت پر کیا حاصل، پس عند التفتیح یہ حکایت بے اصل اور محکی عنہ معدوم و باطل، ہاں اگر سادات زیدیہ کہ ایک فرقہ رواض ہے مراد ہوں تو عجیب نہیں اور مشہور زائل۔

**شبہہ سابعہ** — عبارت شرح سفر السعاده — اقول یہ تحت معنی ہے شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتیات خود اسی شرح صراط المستقیم وغیرہ تصانیف سے اوپر گزر چکی ہیں جو اس کی تکذیب کو پس میں شیخ فرماتے ہیں، حدیث صحیح ابوطالب کا کفر ثابت کرتی ہے، اہل سنت ابوطالب کا کفر مانتے ہیں شیخ انھیں مسلمان جانتے ہیں ان کے دوا کی مردود و باطل ہیں۔ ان سب تصریحات کے بعد توقف کا کیا عمل، ہاں یہ عبارت مدارج شریف میں نسبت آبار و اجداد حضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام تحریر فرمائی ہے،

جہاں فرمایا کہ متاخرین نے ثابت کیا ہے / آنحضرت  
آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاک و مصفا  
بودند از نفس شرک و کفر باری کم از ان نہ باشد  
کہ درین مسئلہ توقف کنند و صرف نگاہ دارند بلیہ  
بہاں فرمایا کہ متاخرین نے ثابت کیا ہے / آنحضرت  
آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاک و مصفا  
بودند از نفس شرک و کفر باری کم از ان نہ باشد  
کہ درین مسئلہ توقف کنند و صرف نگاہ دارند بلیہ

**شبہہ ثامنہ وصیت نامہ** اقول اولاً، ایک حکایت منقطعہ ہے جس کا منہاسے سند ایک رافضی خال، مواہب شریف میں جس سے مروی نقل یہ وصیت نامہ یوں منقول،  
حکى عن هشام بن السائب الكلبي او ابيه انه  
قال لما حضرت ابا طالب الوفاة جمع اليه  
وجوه قریش، ثم  
یعنی ہشام بن سائب کلبی کوئی یا اس کے باپ  
کلبی سے حکایت کی گئی کہ ابوطالب نے مرتے وقت  
عہدگان قریش کو جمع کر کے وصیت کی۔

ہشام کلبی دونوں رافضی مطعون ہیں، میزان الاعتدال میں ہے،  
قال البخاری ابو النضر الكلبي تركه يحيى  
وابنه مهادي قال علي شنا يحيى  
عن سفين قال الكلبي حكى ما حدثه شك  
عن ابي صالح فهو كذ ميب، و  
قال يزيد بن شاذان عن الكلبي  
امام بخاری نے فرمایا ابو النضر کلبی کو امام یحییٰ بن سعید و امام  
عبد الرحمن بن مہدی نے اسے متروک کیا۔ امام سفین  
فرماتے ہیں، مجھ سے کلبی نے کہا جتنی حدیثیں میں نے  
آپ کے سامنے ابو صالح سے روایت کی ہیں وہ  
سب جھوٹ ہیں۔ یزید بن شاذان نے کہا کلبی رافضی

سلف مدارج النبوة باب سوم وفات یافتن ابوطالب مکتبہ نوریہ دہلی سنہ ۱۳۹۲ھ  
سلف المواہب اللدنیۃ عام الحزن وفات ابی طالب المکتب الاسلامیہ بیروت ۱۳۶۵ھ

تھا۔ امام سلیمان اگلی نے فرمایا کہ ان رفیقوں سے کچھ نہیں نے علماء کو پایا کہ ان کا نام کذاب رکھتے تھے۔ جو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ تھے ہیں میں نے خود کبھی کو کہتے سنا کہ میں افضی ہوں۔ ابو حوانہ کہتے ہیں کبھی نے میرے سامنے کہا کہ جبریل نبی کو وحی نکالتے تھے جب حضور بیت الخلا کو تشریف لے جاتے تو مولیٰ علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) کو کھانے بھیجتے۔ جو زبانی وغیرہ نے کہا، کبھی کذاب ہے۔ دارقطنی اور ایک جماعت علماء نے کہا، متروک ہے۔ ابن جہان نے کہا اس کا مذہب دین میں اور اُس میں کذب کا دھڑلہ ایسا روشن ہے کہ محتاج بیان نہیں کتابوں میں اس کا ذکر کرنا محال نہیں اور نہ اس سے سند لانا امر ملحقاً

وكان سبأيا قال الاغش اتق هذا السبائية فان ادركت الناس وانما يستوتهم انكذابين التيسو ذك سمعت هماما يقول سمعت ابي يقول ان سبأيا عن ابي حوانة سمعت ابي يقول كان جبرئيل يملئ الوحي على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فلما دخل النبي صلى الله تعالى عليه وسلم الخلاه جعل يملئ على علي قال المجهون حافي وغيره كذاب وقال الدار قطنى وجماعة متروك وقال ابن جبان مذهبه في الدين ووضوح الكذب فيه اظهر من ان يفتى الى الافراق في صفة لا يحصل ذكره في الكتاب فكيف الاحتجاج به آه ملقطاً۔

اُسی میں ہے :

امام احمد نے کبھی کے بیٹے ہشام کی نسبت فرمایا، وہ تو یہی کہ کہانیاں کہ نسب نامے جانتا تھا مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی اس سے حدیث روایت کرے گا۔ امام دارقطنی وغیرہ نے فرمایا، متروک ہے۔ امام ابن عساکر نے کہا، افضی نامتہ ہے۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی قال احمد بن حنبل انما كان صاحب سحر و نسب ما طفت ان احدا يحدث عنه وقال الدارقطنى وغيره متروك وقال ابن عساکر افضى ليس بشقة۔

ثانیاً خود اُسی وصیت نامہ میں وہ لفظ منقول جن میں صاف اپنے مال کی طرف اشارہ ہے کہ اُن حاضرین سے کہا :

سنة ميزان الاعتدال ترجمہ ۷۵۴، محمد بن سائب الکلبی دار المعرفۃ بیروت ۵۵۹ تا ۵۵۴ / ۲  
سنة " " " ۹۲۴، ہشام بن محمد السائب " " ۲۰۴ / ۲

قد جاء بأمر قبله الجنان و انكروا  
اللسان مخافة الشان ليه  
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس وہ بات  
لے کر آئے جسے دل نے مانا اور زبان نے انکار کیا  
اس خوف سے کہ لوگ دشمن ہو جائیں گے۔

علامہ زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں،  
لما تعبدونہ بہ من تبعیتہ لابن  
اخیہ یث  
یعنی بھتیجا تو بیٹے کی مثل ہے انہیں امام بناتے آپ غلام بننے عار آتی ہے، تم طعن کرو گے اس نے  
اسلام سے انکار ہے اگرچہ دل پر اُن کا صدق آشکار ہے۔  
ثالثاً نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باب میں اُن سے بعض وصایا ضرور منقول مگر بہتوں  
کو وصیت ہو خود جاہلی حیت ہو تو اس سے کیا حصول۔ قال اللہ تعالیٰ،  
کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا  
ما لا تفعلون یث  
نہ کرو۔

تندرستی میں بھی یہی برتاؤ تھا کہ اوروں کو ترغیب دینا اور آپ بچنا وہی انداز وقت مرگ برتا۔  
اصحاب بھی فرمایا،

وهو امر ابی طالب ولدیہ بالتباعہ فترکہ  
ذلک هو من جملة العناء وهو ایضا  
من حسن نعمته لہ و ذبہ عنہ ومعاداة  
قومہ بسببہ یث  
وایہ کہ ابو طالب کا اپنے بیٹوں حیدر کرار و جعفر طیار  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہنا کہ سید عالم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کرو تو خود اس کا ترک کرنا  
یہ عناد میں سے ہے اور یہ ترغیب پیروی بھی اُن کی  
اُسی قبول مدد و حمایت اور حضور کے باعث اپنی  
قوم سے مخالفت ہی میں داخل ہے۔

- ۱۔ الموابب اللدنیہ عام الخیرین وفاة ابی طالب المکتب الاسلامی بیروت ۲۶۵/۱  
۲۔ شرح الزرقانی علی الموابب اللدنیہ وفاة خدیجہ و ابی طالب دار المعرفۃ بیروت ۲۹۵/۱  
۳۔ القرآن الحکیم ۲/۶۱  
۴۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابة حرف الطاء القسم الرابع ابو طالب دار صادر بیروت ۱۱۷/۴

یعنی جہاں وہ سب کچھ تھا این ہم بر علم ایمانی بے اذعان مل گیا امکان، لہذا علمائے کرام جہاں ابو طالب سے یہ امور نقل فرماتے ہیں وہیں موت علی الکفر کی بھی تصریح کر جاتے ہیں اسی مواہب لدنیہ اور ان کی دوسری کتاب ارشاد الساری کے کتنے کلمات اور پرگز رہے۔  
مجمع البحار میں ہے،

فی العاشرة دنا موتنا فی طالب فوصی بنی  
المطلب باعانتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم ومات فقال علی رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ ان جعل الفضل قد مات۔ قال  
فاغسلہ وکفنه ووارہ غفر اللہ لہ فجعل  
یستغفر لہ ایاماً حتی تزل صاکات  
للقبیلۃ<sup>۱۳۹</sup>  
علامہ حنفی ماضیہ شرح حمزہ میں لکھتے ہیں،

قال القریطی فی المفہم کان ابو طالب  
یعرف صدق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم فیکل ما یقولہ ویقول  
لقریط تعلوم واللہ انت محمد  
لم یکن ذنب قط ویقول لابنہ علی اتبعہ  
فانہ علی الحق غیر انہ لم یدخل  
فی الاسلام ولم یزل علی ذلک  
حتی حضرته الوفاة فدخل علیہ  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم طامعاً فاسلامہ  
وحریصاً علیہ باذلاف ذلک

یعنی تمام قریطی نے منہم شرح صحیح مسلم میں فرمایا،  
ابو طالب خوب جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں سب حق ہے  
قریش سے کہتے خدا کی قسم تمہیں معلوم ہے کہ محمد  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کوئی کلمہ خلاف واقع  
نہ فرمایا اپنے بیٹے علی کرم اللہ وجہہ سے کہتے ان کے  
پیر و رہنما کہ یہ حق پر ہیں یہ سب کچھ تھا مگر خود اسلام  
میں نہ آئے موت آنے تک اسی حال پر رہے  
اس وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
ان کے پاس تشریف فرما ہوئے اس امید پر کہ  
شاید مسلمان ہو جائیں اس کی تصور کو سخت خواہش

جہد و مستفرغاً ما عندہ و لکن عاقبت  
عن ذلک عوائق الاقدار التي لا يتغصم  
معها حرص ولا اعتذاراً لہ  
تھی جو کچھ کوشش ممکن تھی سب خرچ فرادی مگر وہ  
تقدیری آڑ سے آئیں جن کے آگے نہ خواہش چلتی ہے  
نہ عذر۔

و حسبنا اللہ و نعم الوکیل و لا حول و لا  
قوة الا باللہ العلی العظیم۔  
اور اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے کیا ہی اچھا کارساز ہے  
اور مددگار ہے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیک کرنے  
کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی توفیق سے۔

**مشہدہ تاسعہ** الحمد للہ عمرو کے سب شبہات حل ہو گئے اور وہ شبہات ہی کیا تھے محض مہلات تھے  
اب ایک مشہدہ باقی رہا جس سے زمانہ قدیم میں بعض روافض نے اپنے رسالہ اسلام ابی طالب میں  
استناد کیا اور اکابر ائمہ و علمائے اہل سنت مثل امام اجل بستی و امام حلیل سیل و امام مافدا عثمان ابی جبر  
عسقلانی و امام ہرالدین محمود عینی و امام احمد قسطلانی و امام ابن حجر کی و علامہ حسین دیار بکری و علامہ زرقانی  
و شیخ محقق دہلوی و غیر جم رحمہ اللہ تعالیٰ نے متعدد وجوہ سے جواب دیا۔ سستی کے لئے تو اسی قدر سے جواب  
ظاہر ہو گیا کہ استدلال کرنے والا ایک رافضی اور جواب دینے والے ائمہ و علمائے اہلسنت مگر تہمیت منسبہ  
کے لئے فقیر غفرلہ الولی القدر یہ مشہدہ اور علماء کے اجوبہ ذکر کر کے جو کچھ فیض قدیر سے قلب فقیر پر غافل  
ہوا تحریر کرے و باللہ التوفیق، ایمہ اسق نے سیرۃ میں ایک روایت شاذہ ذکر کی جس کا خلاصہ یہ کہ  
ابو طالب کے مرض الموت میں اشرا بن قریش جمیع ہو کر اُن کے پاس گئے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو  
سمجھا دو کہ چارہ دین سے غرض نہ رکھیں ہم ان کے دین سے غرض نہ کریں ابو طالب نے حضور اقدس  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلا کر عرض کی، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں یہ ایک بات  
کہہ لیں جس سے تم تمام عرب کے مالک ہو جاؤ اور تم تمہاری مطیع۔ ابو جہل یحییٰ نے عرض کی، حضور ہی کے  
باپ کی قسم ایک بات نہیں دشمن باتیں۔ فرمایا، تو لا الہ الا اللہ کہہ لو۔ اس پر کافریاں بجا کر جاک  
گئے۔ ابو طالب کے منہ سے نکلا، خدا کی قسم حضور نے کوئی بے جا بات تو ان سے نہ چاہی تھی۔ اس کھنڈے  
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امید پڑی کہ شاید یہی مسلمان ہو جائے۔ حضور نے بار بار منہ مانا  
شروع کیا، اسے چھا با تو ہی کہہ لئے جس کے سبب سے میں تیری شفاعت روز قیامت حلال کروں۔  
جب ابو طالب نے حضور کی شدت خواہش دیکھی تو کہا، اسے بھتیجے! میرے خدا کی قسم اگر یہ خوف نہ ہوتا

کہ لوگ حضور کو اور حضور کے باپ (یعنی خود ابو طالب) کے بیٹوں کو طعنہ دیں گے کہ نزع کی سختی پر صبر نہ ہوا  
 کلہ پڑھ لیا، تو میں پڑھ لیتا، اور وہ بھی اس طرح پڑھتا لا اقول لھا الا لا سولک بہ (میں نہ کہتا وہ کلہ مگر اس  
 کہ آپ کے خوش گوں) صرف اس لئے کہ حضور کی خوشی کروں۔ یہ باتیں نزع میں تو جو بھی رہی تھیں جب روج پرواز  
 کرنے کا وقت نزدیک آیا عیاسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے لبوں کی جنبش دیکھی کانٹا لگا کر سنا حضور اقدس  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی دیا ابن اخی واللہ لقد قال اخي الكلمة التي امرت ان يقولها  
 اسے میرے بھتیجے! خدا کی قسم میرے بھائی سنے وہ بات کہہ لی جو حضور اقدس اس سے کہلاتے تھے۔  
 قال فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لعامة سيد عالم صلي الله تعالى عليه وسلم  
 نے فرمایا میں نے نہ سنی۔

یہ وہ روایت ہے علامہ نے اس سے پانچ جواب دیئے،

اول یہ روایت ضعیف و مرودہ ہے، اس کی سند میں ایک راوی مبہم موجود ہے۔ یہ جواب نامائے  
 پھر امام حافظ الشاہ ابن حجر مستطانی و امام بدر الدین محمد عینی و امام ابن حجر مکی و علامہ حسین دہلوی و  
 علامہ زرقانی وغیرہم نے افادہ فرمایا۔ تیس میں ہے،  
 قال البيهقي انه منقطع الا و سياتي  
 بہیقی نے کہا یہ منقطع ہے الا اس کی پوری تفصیل  
 حفریب آرہی ہے۔ (ت)

عمدة القاری میں ہے،

ف سندہ ضعیف لم یسجد  
 اس کی سند میں ایک ایسا راوی ہے جس کا نام  
 نہیں لیا گیا۔ (ت)

شرح مواہب میں ہے،

روایۃ اہم اسخت ضعیفۃ  
 ابن اسحاق کی روایت ضعیف ہے۔ (ت)  
 انہی میں ہے،

لہ المیرۃ النبویۃ لابن ہشام وفاة ابی طالب و خدیجۃ و ابن کثیر و التوزیع للطباطبائی و المنیر القسطلانی  
 لہ تاریخ الخمیس وفاة ابی طالب مؤسستہ شعبان بیوت ۳۰۰/۱  
 لہ عمدة القاری کتاب الناقب انصار باب قصۃ ابی طالب تحت حدیث ۳۸۸۴ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۴/۱  
 لہ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المتداول وفاة خدیجۃ و ابی طالب دار المعرفۃ بیروت ۲۹۱/۱

فیه من لہ یسئلہ

اس کی سند میں ایک ایسا راوی ہے جس کا نام  
نہیں لیا گیا۔ (ت)

شرح تخریر میں ہے،

روایۃ ضعیفۃ عن العباس انہ اسرائیلیہ  
الاسلام عند موتہ۔

اصابر میں ہے،

لقد وقفت علی تصنیف لبعض الشیعۃ  
اثبت فیه اسلام ابی طالب منہا ما اخرجہ  
عن محمد بن اسحاق الی ان قال بعد  
نقل متمسکات الرافضی، اسانید ہذا  
الاحادیث و اھیۃ۔

اقول وبالله التوفیق ھہنا امور  
يجب التنبه لھا،

اولھا یس النظم ھہنا ف  
كلام البیہقی بالاصطلاح الشہور عند  
الجمہور، انہ الذی سقط من  
سندہ، مراد ما مطلقاً او بشرط  
ان لا یسقط اخیر من واحد  
علی التوالف وھو المرسل علی

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ضعیف  
روایت ہے کہ ابو طالب نے برکتِ موت رازداری  
سے انھیں اسلام کی خبر دی۔ (ت)

یعنی میں نے ایک رافضی کا رسا دیکھا جس میں  
اس نے بعض روایات سے اسلام ابی طالب  
ثابت کرنا چاہا ہے۔ ازاں جلد یہ روایت ابن ابی  
ہشام سے۔ اس سب کی سندیں واہی ہیں۔

اقول (میں کہتا ہوں) اور توفیق

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، یہاں چند امور ایسے  
ہیں جن پر آگاہ ہونا ضروری ہے،

پہلا امر منقطع یہاں پر سبقت کے کلام میں اس معنی  
میں استعمال نہیں ہوا جو جمہور کے نزدیک مشہور  
اصطلاح ہے، یعنی وہ حدیث جس کی سند سے کوئی  
راوی ساقط ہو گیا ہو یا تو مطلقاً یا اس شرط کے  
ساتھ کہ اس کی سند میں ایک سے زائد راوی  
پے در پے ساقط نہ ہوئے ہوں، بصورتِ اول

لے شرح الزرقانی علی المراسم الدینیۃ المقصد الاول وفاة خدیجہ و ابی طالب دار المعرفۃ بیروت ۲۹۱/۱

لے الامتداد فی تفسیر الصحابۃ حرف الطار القسم الرابع ابی طالب دار صادر بیروت ۱۱۶/۲



الاول او منه على الثاني باصطلاح الفقهاء  
واهل الاصول واذا نظفت مر حباله  
فعندنا وعند الجمهور مقبول كيف و  
ذلك خلاف الواقع في رواية ابن اسحق  
قامت سنداً على ما رأيت في  
سيرة ابن هشام وفتله الحافظ  
وغیره کافی الفتح وغیره  
هكذا احمد ثنی العباس بن عبد الله  
بن معبد عن بعض اهل عت  
ابن عباس رضي الله تعالى عنهما  
وهذا الانقطاع فيه كما ترى و  
لا صانع لارادة الانقطاع من قبل  
امم ابن عباس لم يدرك الواقعة  
فانه انما ولد عام مات ابو طالب  
ولقب قبل الهجرة بثلاث سنين  
كما في التقریب، وكذلك  
امرؤ ابن الحبرام مسومت  
ابن طالب قبل هجرته صلى  
الله تعالى عليه وسلم  
بثلاث سنين كما في  
المواهب، وذلك لان مراسيل

دو مرسل ہے، اور بصورت ثانی مرسل کی ایک نوع  
ہے فقہاء اور اہل اصول کی اصطلاح میں۔ اور  
جب اس کے رجال عادل ہوں تو وہ ہمارے نزدیک  
اور جمهور کے نزدیک مقبول ہے۔ اور جمهور کی اصطلاح  
میں یہ کیسے منقطع ہو سکتی ہے حالانکہ ابن اسحق کی  
روایت میں معنی مذکور کے خلاف واقع ہے، کیونکہ  
اس کی سند جیسا کہ میں نے سیرت ابن ہشام میں  
دیکھی اور عارف وغیرہ نے اس کو فتح الباری وغیرہ  
میں نقل کیا وہ یوں ہے مجھے حدیث بھیان کی  
عباس بن عبد اللہ بن معبد نے اپنے بعض محدثوں  
سے انھوں نے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔  
اور اس میں جیسا کہ تو دیکھ رہے ہو کوئی انقطاع  
نہیں اور نہ ہی اس جہت سے انقطاع مزاحیہ  
کی کوئی گنجائش ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ  
عنه سفر واقعہ نہیں پایا کیونکہ آپ اس سال پیدا  
ہوئے جس سال ابو طالب کا انتقال ہوا۔ آپ کی  
ولادت ہجرت سے تین سال قبل ہوئی جیسا کہ تقریب  
میں ہے اور یونہی ابو طالب کی موت کی تاریخ  
ابن جرار نے بیان کی وہ ہی کریم صلی اللہ تعالیٰ  
کی ہجرت سے تین سال پہلے فوت ہوئے جیسا کہ  
مواہب میں ہے۔ اور یہ اس لئے کہ مراسیل

سنة السيرة النبوية لابن هشام وفاة ابی طالب وغیرہ دار ابن کثیر للطباعة القسم الادبی ص ۱۷۴  
سنة تقریب التہذیب ترجمہ ۳۴۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵۰۴/۱  
سنة الموابب القدیة عام الحزن وفاة ابی طالب الکتب الاسلامی بیروت ۲۶۲/۱

صحابہ کے مقبول ہونے پر اجماع ہے اور چوتھا اس موقف کے خلاف ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

تقریبِ نوادی میں ہے کہ یہ سب گفتگو مرسل صحابی کے غیر میں ہے۔ رہا مرسل صحابی تو صحیح مذہب میں اس کے صحیح ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ تدرب میں کہا کہ ہمارے اصحاب غیرہ مجبور نے اس حکم کو قطعی قرار دیا اور محدثین نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ مسلم الثبوت میں ہے مرسل اگر صحابی سے ہے تو مطلقاً قبول کی جائے گی اور جس نے مخالفت کی اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

بہیقی کا اُسے منقطع کہنا فقط ان کی اپنی اور ان کے شیخ امام حاکم کی اصطلاح ہے کہ ان کے نزدیک مبہم بھی منقطع ہے۔ تقریب اور تدرب میں ہے راوی نے اسناد میں جب کہا کہ فلاں نے ایک مرد سے اور اس نے فلاں سے روایت کی تو امام حاکم نے فرمایا کہ یہ منقطع ہے مرسل نہیں ہے جبکہ اس کے غیر نے کہا یہ مرسل ہے۔ حواشی نے کہا یہ دونوں قول اکثریت کے موقف کے خلاف ہیں کیونکہ اکثر کا موقف یہ ہے کہ یہ متصل ہے اس کی سند میں راوی مجہول ہے۔ امام بیہقی نے اپنی مستدرک میں اس پر اضافہ کیا اور اس حدیث کو مرسل

۱۵۱/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	۱۔ تقریب النواوی مع تدریب الراوی النوع التاسع المرسل
"	"	۲۔ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی " " "
ص ۲۰۱	مطبع مجتہدانی دہلی	۳۔ مسلم الثبوت الاصل الثانی السنۃ مسئلہ تعریف المرسل

ما رواه التابعي عن رجل من الصحابة  
 لرئيس مرسلاتهم مختصرا ، و قيهما  
 ( النوع لما شرا المنقطع الصحيح الذي  
 ذهب اليه الفقهاء والمخطيب و  
 ابن عبد البر وغيرهما من المحدثين  
 ان المنقطع ما لم يتصل اسناده على  
 اى وجه كان انقطاعه ) فهو و  
 المرسل واحد ( واكثر ما يستعمل  
 في رواية من دون التابعي عن  
 الصحابة كمالك عن ابن عمر وقيل  
 هو ما اختل منه رجل قبل التابعي )  
 الصواب قبل الصحابي ( محذوفان )  
 الرجل ( او بهما كرجل ) هذا بناء  
 على ما تقدم ان فلانا عن رجل  
 يستحق منقطعا وتقدم ان  
 الاكثرين على خلافه ثم ان هذا  
 القول هو المشهور بشرط ان يكون  
 الساقط واحدا فقط او اثنين لا على  
 التوالي كما جزم به  
 العراقي و شيخ الاسلام ثم  
 مخصصا .

قرار دیا جس کو تابعی نے صحابہ میں سے ایک حدیث سے روایت کیا اس صحابی کے نام کی تصریح نہیں کی اور اختصار اور ابن دونوں (تقریب و تدریب) میں ہے وکیل قسم منقطع، صحیح موقوف جس کی طرف فقہاء کوام اور محدثین میں سے خطیب و ابن عبدالبر وغیرہ گئے ہیں وہ یہ ہے کہ منقطع اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند متصل نہ ہو، چاہے کسی وجہ سے انقطاع ہو، وہ اور مرسل ایک ہی ہیں۔ اور اس کا اکثر اطلاق ایسی حدیث پر ہوتا ہے جس میں تابعی نیچے درجے کا کوئی شخص صحابہ سے روایت کرے جیسے امام مالک علیہ الرحمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کریں۔ ایک قول کے مطابق منقطع وہ حدیث ہے جس میں تابعی سے قبل (صحیح یہ ہے کہ صحابی سے قبل) کوئی راوی متصل ہو، چاہے تو وہ مخدوف ہو یا مبہم، جیسے کہا جائے "کوئی شخص" یہ اس پر مبنی ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا یعنی فلاں نے ایک شخص سے روایت کی "یہ منقطع کہلاتی ہے۔ اور ما قبل میں گزر چکا ہے کہ اکثریت اس کے خلاف ہے۔ پھر یہ قول اس شرط کے ساتھ مشہور ہے کہ ساقط فقط ایک راوی ہو یا دو ہوں مگر پے درپے نہ ہوں جیسا کہ اسس پر عراقی اور شیخ الاسلام نے جزم کیا ہے اور تھیں۔

۱۔ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی النوع الخامس المرسل قیدی کتب زکراچی ۱۹۲۷ء  
۲۔ ۔ ۔ ۔ ۔ النوع العاشر المنقطع ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۹۴۶ء

ثانیہا لیس البہم من المجهول  
المقبول عندنا وعند كثير من الفحول  
او اكثرهم فان الراوى اذا لم يرد عنه  
الا واحدا فمجهول العين نمثيه نحن  
وكثير من المحققين واذا انكرى ظاهرا  
لا باطنا فستور نقبله نحت واكثر  
المحققين كما بينته في منير العين  
في حكم تقبيل الابهاميت " و ظاهرا  
ان شيئا من هذا لا يعرف الا بالتسمية  
فالبيهم لیس منہما ف شئ بل هو  
كمجهول الحال الذی لم تعرف  
عدالتہ باطنا ولا ظاهرا  
وان خصصناہ ایضا بمن مسمى  
فليس من المجهول المصطلح  
عليه اصلا وان كانت يطلق  
عليه اسم المجهول نظر الخ  
المعنى اللغوي كتحقيق الحكم  
فيه ان ابهام راو غیر الصحابی  
بغير لفظ التعديل كحدثنا  
ثقة ليس كحذفه عندنا  
ف القبول فان المجزم مع  
الاستقاط اشارة الاعتسار  
بخلاف الاسناد قال في  
مسلم الثبوت و شرحه فواتح  
الرحموت ( قال ما جيل لا يقبل

دوسرا امر: ہم اس مجول میں سے نہیں  
جو ہمارے نزدیک اور تمام علماء ماہرین یا اکثر کے نزدیک  
مقبول ہے، اس لئے کہ اگر کسی راوی سے فقط ایک  
ہی شخص روایت کرے تو وہ مجول العین ہے۔ ہم  
اور اکثر محققین اس کو قبول کرتے ہیں۔ اور اگر اس کا  
ظاہری طور پر تذکرہ ہو جائے مگر باطنی طور پر نہ ہو تو وہ  
مستور ہے، ہمارے اور اکثر محققین کے نزدیک  
یہ مقبول ہے جیسا کہ میں نے اس کو رسالہ منیر العین  
فی حکم تقبیل الابہامین میں بیان کیا ہے ظاہر  
ہے کہ مجول کی دونوں قسموں میں سے کوئی نہیں  
پہچانا جاتا مگر نام ذکر کرنے سے تو ہم ان دونوں  
قسموں میں سے کوئی قسم بھی نہ ہوا بلکہ وہ مجول الحال  
کی مثل ہے جس کی عدالت نہ ظاہری طور پر معلوم  
ہوتی ہے نہ باطنی طور پر، اگر ہم اس (مجلول الحال)  
کو بھی غنق کر لیں اس کے ساتھ جس کا نام ذکر  
کیا جاتا ہے تو اس صورت میں بہم یا سکل ہی  
مجلول اصطلاحی میں سے نہیں ہوگا، اگرچہ معنی لغوی  
کے اعتبار سے اس پر مجول کا اطلاق ہوگا۔ اس  
میں حکم کی تحقیق یہ ہے کہ غیر صحابی کا ابہام بغیر  
لفظ تعدیل کے جیسے مجھے حدیث بیان کی ایک ثقہ  
نے۔ ہمارے نزدیک قبولیت میں حذف راوی  
کی مثل نہیں۔ کیونکہ اسقاط راوی کے باوجود اس  
پر جرم اعتقاد کی نشانی ہے بخلاف اسناد کے۔  
مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحمت  
میں ہے کسی شخص نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی

ایک مرد نے تو مذہب صحیح میں قبول نہیں کیا۔ یہ ارسال کی مثل نہیں جیسا کہ شمس الائمہ سے منقول ہے۔ کیونکہ یہ مجہول سے روایت ہے جبکہ ارسال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف متین کی نسبت کا جرم ہے اور یہ بغیر توثیق کے نہیں ہو سکتا تو اس طرح دونوں میں فرق ہو گیا بخلاف اس کے کہ اگر کسی نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی ایک ثقہ نے یا صحابہ کرام میں سے ایک مرد نے کیونکہ یہ ثقہ سے روایت ہے، اس لئے کہ تمام صحابہ عادل ہیں۔ اگر یہ اصطلاح بتائی جائے کہ فلاں معین شخص جس کی عدالت معلوم ہے کہ ایک مرد کے ساتھ تعیر کیا جائے گا تو اس کے مقبول ہونے میں کوئی اشکال نہیں اور اقول (میں کہتا ہوں) میرے لئے اس شخص کا استثناء ظاہر ہوا جس نے ابہام کیا حالانکہ اس کی عادت معروف ہے کہ بغیر ثقہ کے کسی سے روایت نہیں کرتا جیسا کہ ہمارے امام اعظم اور امام احمد اور دیگر ائمہ کرام جن کے نام ہم نے "منیر العین" میں ذکر کئے ہیں۔ اس لئے کہ ہم مجہول الحال سے ہو گیا یا اس کی مثل۔ تحقیق اس میں غلطی نے اس تفصیل کے ساتھ تصریح فرمائی ہے، دونوں کتابوں میں کہا کہ مجہول سے عادل کی روایت کے بارے میں چشمہ مذہب میں ان میں سے ایک مذہب اس کی تبدیل ہے، کیونکہ عادل کی شان یہ ہے کہ وہ فقط عادل سے روایت کرتا ہے۔ دوسرا مذہب

لے فوائذ الرمحوت شرح مسلم الثبوت بذیل المستصفیٰ غشوات الشریف الرضی قم ایران ۱۴۰۲ھ

فی (المذہب (الصحيح) وليس هذا كالارسال كما نقل عن شمس الائمة لان هذا رواية عن مجهول والارسال جزمه بنسبة المتفق الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وهذا لا يكون الا بالتوثيق فافترقا (بخلاف) قال ثقہ اور مجہول من الصحابة لان هذا رواية عن ثقہ لان الصحابة كلهم عدول (ولوا صطلح على معین) معلوم العدالة على التعیین برجل (فلا اشکال) فی القبول لہ ام، اقول ویتراء فی استثناء من ابہم وقد علم من عاداتہ انه لا یروی الا عن ثقہ کامنا الاعظم والامام احمد وغیرہما من سیناہم فی منیر العین فان البہم امامت مجہول الحال اور کمثلہ وقد صرحوا فیہ بهذا التفصیل قال فی الکتابین (فی موائیة العدل) عن المجہول (مذاہب) احدها (التعدیل) فان شامت العدل لا یروی الا عن عدل (و) الشافعی

(المسند) لخواں روایت تھو میلہ علی  
المجتہد انہ لا یعمل الا بعد التعديل  
(و) انت لث (التفصیل میں من  
علم) من عادتہ (انہ لا یروی الا عن  
عدل) فیکون تعدیلہ (اکلا) فلا  
(وہو) ای الثالث (العدل) و ہو  
ظاہر امر باختصاص۔

**ثالثہا** یس الحكم علی کافر  
معلوم الکفر لاسیما المدرك صحة  
لغویة بطریات الاسلام من باب  
الفضائل المقبول فیہ الضعاف باتفاق  
الاعلام کیف وانہ یبئن علیہ کشیر  
من الاحکام کتحریر ذکرہ الا بخیر  
و وجوب تعظیہ بطلب الترضی علیہ  
اذا ذکر بعد ما کانت ذاک حراما  
بل ربما الشجر الی الکفر والعباد  
باللہ تعالیٰ، وقبول قولہ فی  
الروایات انت وقعت الی غیر ذلک  
والیقین لا یزول الشک والضعیف  
لا یرفع الثابت وانما السرف قبول  
الضعاف حیث تقبل انہما  
ثم لسم تثبت شیئاً  
لریشیت کما حققنا بما لا مزید علیہ

منع تعدیل ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے اُس نے مجتہد پر  
بھروسہ کرتے ہوئے یہ روایت کر دی ہو کیونکہ مجتہد  
تعدیل کے بعد ہی عمل کرتا ہے۔ اور تیسرا مذہب  
تفصیل یعنی اگر اس کی یہ عادت معلوم ہے کہ وہ فقط  
عادل سے روایت کرتا ہے غیر عادل سے نہیں  
تو تعدیل ہوگی ورنہ نہیں۔ اور یہ تیسرا مذہب زیادہ  
عمل والا ہے اور وہ ظاہر ہے امر اختصار۔

**تیسرا امر** جس کافر کا کفر معلوم ہو خصوصاً  
جبکہ وہ صحت لغویہ کو پانے والا ہو۔ اُس پر اسلام  
کے طاری ہونے کا حکم از قبیل فضائل نہیں ہے  
جس میں باتفاق علماء ضعیف حدیثیں بھی مقبول ہیں۔  
ایسا کیونکہ ہو سکتا ہے جبکہ اس پر بہت سے احکام  
کی بنیاد ہے مثلاً بھلائی کے سوا اس کے ذکر کا حرام  
ہونا، اس کی تعلیم کا واجب ہونا اور اس کے ذکر  
کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا۔ بعد اس کے یہ  
حرام بلکہ بسا اوقات کفر تک پہنچا دینے والی چیز  
ہے، اور اللہ تعالیٰ کی پناہ، اور روایات میں اس  
کے قول کو قبول کرنا جبکہ واقع ہوں وغیرہ ذالک،  
حالانکہ یقین شک کے ساتھ زائل نہیں ہوتا۔ اور  
ضعیف حدیث ثابت کو رفع نہیں کر سکتی۔ ضعیف  
حدیثیں جہاں قبول کی جاتی ہیں وہاں ان کو قبول کرنے  
میں رازیر ہے کہ وہاں ضعیف حدیثیں کسی غیر ثابت  
چیز کو ثابت نہیں کرتیں جیسا کہ ہم اپنے رسالہ

لہ فوائج الرحموت شرح مسلم الثبوت بذیل المستیعین مسئلہ محمول الحال الا خشور الشریف (رضی اللہ عنہ) ایران ۱۵۰

ما دفع، لا وهام المتطرفة اليه في رسالتنا  
 "الهاديات في حكم الضعافات" فاذا لم  
 تمكث لتثبت ما لم يثبت فكيف ترفع  
 ما قد ثبت ما هذا الا غلط و شطط  
 وهذا واضح جدا فاتصع بعهد الله  
 ان الرواية ضعيفة واهية و  
 انها في اثبات ما سري منها  
 غير معنية ولا كافية هكذا ينبغي  
 استحقاق والله تعالى ولف  
 التوفيق.

"الهاديات في حكم الضعافات" میں اس کی  
 تحقیق کر دی ہے جس پر زیادتی نہیں کی جاسکتی  
 جس نے اس مسئلہ میں پیدا ہونے والے تمام دہم  
 کا ازالہ کر دیا ہے۔ چنانچہ جب وہ ضعیف حدیثیں  
 غیر ثابت چیز کو ثابت نہیں کر سکتی ہیں تو ثابت شدہ  
 چیز کو رفع کیسے کر سکیں گی۔ یہ محض غلط اور حق سے  
 دوری ہے، یہ خوب واضح ہے۔ بجز اللہ واضح ہو گیا  
 کہ روایت مذکورہ ضعیف اور بیودہ ہے اور اس  
 سے جس مقصد کو ثابت کرنا مطلوب تھا اس کے لئے  
 یہ مفید و کافی نہیں ہے۔ یہی تحقیق چاہئے اور  
 اللہ تعالیٰ قرین کا مالک ہے۔ (ت)

ثانیاً اگر بالفرض صحیح بھی ہوتی تو ان احادیث جلیلہ جلیلہ صحاح اصح کے مخالف تھی لہذا مردود  
 ہوتی نہ کہ خود صحیح بھی نہیں اب اُن کے مقابل کیا التفات کے قابل اقول جواب اول بنظر سند تھا  
 یہ بلحاظ متن ہے یعنی اگر سند اصح بھی ہوتی تو متنا شاذ تھی اور ایسا شذوذ قاصر صحت یوں بھی ضعیف  
 رہتی اب کہ سند اصح بھی صحیح نہیں خاص منکر ہے اور بہر حال مردود و نامعتبر۔ یہ جواب بھی علمائے ائمہ دین نے  
 دیا اور امام قسطلانی و شیخ محقق نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا۔

فہیں<sup>۱۲۱</sup> میں بعد عبارت مذکورہ امام بیہقی سے ہے،

والصحيح من الحديث قد اثبت لابي طالب  
 الوفاة على الكفر والشرك كما سيأتي في  
 صحيح البخاري

یعنی حدیث صحیح ابو طالب کا کفر و شرک پر مبنی ثابت  
 کر رہی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود۔

بعینہ اسی طرح مواہب<sup>۱۲۲</sup> میں ہے۔

مردہ میں بعد عبارت مذکورہ اور زر قانی میں امام حافظ اشراق سے ہے،

ولو كانت صحيحا لعاصف حدیث  
 اگر یہ صحیح بھی ہوتی تو اس باب میں وارد حدیث

سہ تاریخ الفہیس فی احوال الفہیس وصیت ابی طالب موسسہ شعبان للفکر بیروت ۱/۳۰۰

اس کے معارض ہوتی کیونکہ وہ اس سے اٹھ ہے  
چو جائیکہ یہ صحیح ہی نہیں۔ (ت)

اور اس کے ثبوت کی تقدیر پر وہ حدیث اس کے  
معارض ہے جو اس سے اٹھ ہے۔ (ت)

یہ حدیث صحیح روایت ابن اسحاق کو رد  
کر رہی ہے۔

صریح حدیث جن کی صحت پر اتفاق ہے اسے رد  
کر رہی ہیں۔

اخبار و احادیث میں ابو طالب کا اسلام ثابت  
نہیں ہوا سوائے اُس روایت کے جو ابن اسحاق  
سے مروی ہے کہ وہ وقت موت کے قریب اسلام  
لے آئے تھے۔ ابن اسحاق نے کہا کہ جب  
ابو طالب کا وقت موت قریب ہوا تو حضرت عباس  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے میرے بھتیجے !  
بجز ا میرے بھائی نے وہ کلمہ کہہ دیا ہے جس کا

الباب لانه اصح منه فضلا عن  
انه لم يصح له

اصحاب میں بعد کلام سابق ہے :  
وعلى تقدير ثبوتها فقد عارضها  
ما هو اصح منها

پھر حدیث دوم نکل کر فرمایا،  
فهذا هو الصحيح الذي يرد الرواية  
التي ذكرها ابن اسحاق

شرح ہمزہ کی عبارت اور گزری،  
صدائح الاحاديث المتفق على صحتها  
ترو ذلك  
مدارج النبوة میں ہے :

در احادیث و اخبار اسلام و سے ثبوت نیافتہ  
جوانچہ در روایت ابن اسحاق آمدہ کہ و سے  
اسلام آمدہ نزدیک بوقت مرگ و گفتہ کہ چون  
قریب شد موت و سے عباس گفت یا ابن  
اخی ! واللہ بتحقیق گفت برادر من کلمہ را کہ  
امر کردی تو او را ہاں کلمہ و در دوائے آمدہ کہ  
آنحضرت گفت من نشنیدم بآنکہ حدیث

۱۳/۱۷	دارالکتب العلمیہ بیروت	۲۸۸۳	حدیث	۲۸۸۳	کتاب مناقب الانصار	عمدة القاری
۲۹۳/۱	دارالمعرفة بیروت				المقصد الاول	شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ
۱۱۶/۴	دار صادر بیروت				القسم الرابع	کتاب الامامة فی تلمیذ الصحابة
۱۱۷/۴	" " " "				" " " "	" " " "

سکے شرح حمزہ



صحیح اثبات کردہ است برائے ابوطالب کفر  
 آپ نے اس کو کم دیا ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے  
 کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے  
 نہیں سنا باوجودیکہ حدیث صحیح نے کفر ابوطالب کو ثابت  
 کر دیا ہے (اختصار) (ت)

یہ کلام حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے یہاں ہاشم مدارج پر اپنے دو حاشیے  
 لکھے ہائے جن کی نقل خالی از فہم نہیں۔

اول قول شیخ کے قول جز آنچہ در روایت  
 ابن اسحق آمدہ پر اس عبارت کے ساتھ حاشیہ  
 لکھا، میں کتابوں پر استثناء منقطع ہے۔  
 آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، امام ابن حجر عسقلانی،  
 امام عینی اور امام ابن حجر کی وغیرہ نے اس روایت  
 کے ضعیف ہونے کی تصریح کی ہے کیونکہ اس میں  
 ایک راوی مبہم واقع ہوا ہے، پھر صحیح حدیثوں کی  
 مخالفت کی وجہ سے منکر ہے۔ اور شیخ علیہ الرحمہ  
 اپنے کلام کے آخر میں ان لفظوں کے ساتھ اس کے  
 ضعف کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ باوجودیکہ حدیث  
 صحیح نے اس کے کفر کو ثابت کر دیا ہے معلوم  
 ہو گیا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

دوم قول شیخ و در روایت آمدہ پر بایں  
 الفاظ اقوال میں لفظ ایہام میکند  
 آں را کہ این جا و در روایت مست و روایت  
 مذکورہ ابن اسحق عاری ست از ذکر و  
 فرمودن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقول

لہ مدارج النبوة باب دوم وفات یافتہ ابوطالب مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر پاکستان ۳۸/۲

مبارکش لو اسمع حالہ کہ نہ چنان مست بلکہ اس تترہاں سنا حالہ کہ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ اسی روایت  
روایت ابن سنی مست بری معنی آگاہ باید بود۔ ابن سنی کا تترہ ہے۔ اس معنی پر آمگاہ ہونا چاہیے۔  
ثالثاً خود قرآن عظیم سے زور قرار ہا ہے اگر اسلام پر موت ہوتی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کو استغفار سے کیوں محالعت آتی۔ یہ جواب حافظ انسان کا ہے اور اُسے ٹھیس میں بھی ذکر کیا۔

اصحاب میں بعد عبارت مذکورہ قریب ہے ،

اذ لو كان قال كلمة التوحيد ما نهى الله تعالى  
نبيه صلى الله تعالى عليه وسلم عن الاستغفار  
اقول استغفار سے نہی کفر میں مریک نہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابتداء اسلام  
میں میت دیوں کے جنازہ پر نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔ علامہ متاخرین نے حدیث استاذنت مرفیہ  
ان استغفر لا می فلم یاذن لی (میں نے اپنے رب سے اذن طلب کیا کہ میں اپنی ماں کیلئے استغفار  
کروں تو اُس نے مجھے اذن نہ دیا۔ ت) کا یہی جواب دیا ہے تو استدلال اسی آیت کریمہ کے لفظ  
للمشركين و لفظ اصحاب الجحيم سے ادنیٰ و انسب ہے اگر کلمہ اسلام پر موت ہوتی تو رب العزۃ  
ابوطالب کو مشرک کیوں بتاتا ، اصحاب نار کے کیوں ٹھہراتا۔ و جرم یہ روایت ہے اصل ہے۔

مابعداً اقول اس میں ایک علت اور ہے ، حدیث صحیح چہارم دیکھئے خود ہی عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن سے یہ حکایت ذکر کی جاتی ہے موت ابی طالب کے بعد حضور اقدس صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھتے ہیں یا رسول اللہ ! حضور نے اپنے چچ ابوطالب کو بھی کچھ نفع دیا وہ حضور کا  
غوار غدار تھا ، ارشاد ہوا ہم نے اُسے سر اپا جہنم میں غرق پایا اتنی تخفیف فرمادی کہ ٹخنوں تک آگ ہے  
میں نہ جوتا تو اسفل السافلین اس کا ٹھکانا تھا۔

سُبْحٰنَ اللّٰہ ! اگر عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کانوں سے مرتے وقت کلمہ توحید پڑھنا سُننے تو

۱۷

۱۷ الامامة فی تمییز الصحابة جزء الطار القسم الرابع ابوطالب دار صادر بیروت ۱۱۷/۴  
۱۸ صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی جواز زیارة قبور المشرکین الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۱۲/۱  
۱۹ صحیح البخاری مناقب الانصار باب قصہ ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۴۸/۱  
۲۰ صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب ۱۱۵/۱  
۲۱ مسند احمد بن حنبل عن العباس المکتب الاسلامی بیروت ۲۰۵/۱ و ۲۱۰

اس سوال کا کیا حل تھا وہ نہ جانتے تھے کہ الاسلام یجب ما قبلہ مسلمان ہو جائے گا رے ہوئے سب اعمال بد کو ڈھادیٹا ہے، کیا وہ نہ جانتے تھے کہ آخر وقت جو کافر مسلمان ہو کر مرے بے حساب جنت میں جائے، من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة (جس نے لا الہ الا اللہ کہا جنت میں داخل ہوا۔ ت) اور پھر سوال میں کیا عرض کرتے ہیں وہی پڑانے قہے نصرت دیاری و حمایت و غواری یہ نہیں کہتے یا رسول اللہ! وہ تو کلمہ اسلام پڑھ کر مرا ہے، یہ پوچھتے ہیں کہ حضور نے اسے بھی کچھ نفع بخشا یہ نہیں عرض کرتے کہ کون سے اعلیٰ درجات جنت عطا فرمائے، وہ حالت صحیح میں تھے تو پرواز سوال یوں ہوتا کہ یا رسول اللہ! ابو طالب کا خاتمہ ایمان پر ہوا اور حضور کے ساتھ اُن کی غایت محبت و کمال حمایت تو قدیم سے تھی اللہ عز وجل نے فردوس اعلیٰ کا کون سا محل انہیں کرامت فرمایا تو نظر انصاف میں یہ سوال ہی اس روایت کی بے اصلی پر قرینہ اضمح ہے اور جواب تو جو ارشاد ہوا ظاہر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ ارحم الراحمین یہ جواب فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اپنے نوشتے سابقہ مختصرہ میں ذکر کیا تھا اب تشریح مواہب میں دیکھا کہ علامہ ذرقانی نے بھی اس کی طرف ایسا کیا، فرماتے ہیں،

فی سوال العباس عن حالہ دلیل علی ضعف  
روایۃ ابن عباس لا یدل علی شہادۃ  
عندہ لہ یسأل لعلہ بحالہ ینہ  
حضرت عباس کے نزدیک کلام شہادت پڑھ لیا تھا تو وہ یہ سوال ذکر کرتے اس لئے کہ ان کو اس کا حال معلوم ہوتا۔ (ت)

اقول یہی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بن کی طرف اس کی روایت کی نسبت جاتی ہے علامہ اُس تفسیر کے جو آیت ثانیہ میں اُن سے مروی خود بسند صحیح معلوم کہ وہ حضور پر نور سیدہ یوم المنثور علیہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ابو طالب کے بارے میں وہ ارشاد پاک حدیث ہشتم میں سُن چکے ہیں جس میں باری ہونے کی صریح تصریح ہے یہ روایت اگر صحیح ہوتی تو اس کا مقتضی یہ تھا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

۶۳/۶	کتبہ آیت اللہ العظمیٰ قم ایران	تحت الآیۃ	سہ الدر المنثور
۱۵۱/۴	دار الفکر بیروت	کتاب التوبۃ من قال لا الہ الا اللہ	المستدرک للحاکم
۴۸/۷	المکتبۃ النضلیۃ بیروت	حدیث ۶۳۴۷	المعجم الکبیر
۲۹۳/۱	دار المعرفۃ بیروت	المقصد الاول وفاء فیہ	شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ

ابو طالب کو ناجی جانیں کہ ان امور میں فسح و تغیر کو راہ نہیں مگر لازم حکم حدیث صحیح مسلم باطل تو لزوم بھی حدیث صحت سے ماعطل، فافهم۔

**خاصاً یقیناً معلوم کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس وقت تک مشرف باسلام نہ ہوئے تھے** کہیں گیارہ برس بعد فتح مکہ میں مسلمان ہوئے ہیں، اور اسی روایت میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب کا کلہ پڑھنا نہ سنا اور اُن کی عرض پر بھی اطمینان نہ فرمایا، یہی ارشاد ہوا کہ ہم نے نہ سنا۔ اب نہ رہی مگر ایک شخص کی شہادت جو عدالت درکنار گواہی دیتے وقت مسلمان بھی نہیں وہ شرعاً کس قاعدہ و قانون سے قابل قبول یا لائق التفات اصحاب عقول ہو سکتی ہے۔

**اقول** پہلے جوابوں کا حاصل سننا یا متنازع روایت کی تضعیف تھی اس جواب میں اُسے طرح صحیح مان کر کلام ہے کہ اب بھی اثبات مدعی سے کس نہیں اُس سے یہ ثابت ہوا کہ ابو طالب نے کلہ پڑھا بلکہ اس قدر معلوم ہوا کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی غیر اسلام کی حالت میں ایسا بیان کیا پھر اس سے کیا ہوتا ہے یہ جواب امام سیسی نے **روض الانف** میں ارشاد فرمایا اور اُن کے بعد امام عینی و امام قسطلانی نے ذکر کیا۔ عمدہ میں ہے :

قال السيبي انت العباس قال ذلك في حال كونه على غير الاسلام ولو اداهما بعد الاسلام لقبت منه  
سيبي نے کہا کہ حضرت عباس نے یہ بات حالت غیر اسلام میں کہی اگر بعد اسلام وہ اس کو ادا کرتے تو مقبول ہوئی۔ (ت)

**اقول** وباللہ التوفیق خود اسی روایت کا بیان کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کی عرض پر یہی فرمایا کہ ہمارے سامع قد سبک نہ آیا۔ دلیل واضح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے بیان پر اطمینان نہ فرمایا اس گواہی کو مقبول و معتبر نہ ٹھہرایا اور نہ کیا عقل سلیم قبول کرتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس کے اسلام میں اس درجہ کوشش طبع برفض النفس اس حد شدت پر اُس کی خواہش فرمائی جب وہ امر عظیم محبوب و قریب آئی ایسے سہل لفظوں میں جواب دے دیا جائے لاجرم اس ارشاد کا یہی مفاد کہ تمہارے کہنے پر کیا اعتماد ہم نہیں تو ٹھیک تمہارے طریقہ رد شہادت ہے تو جو گواہی خدا و رسول رد فرما چکے دوسرا اس کا قبول کرنے والا کون !

وبهذا التحقيق لا نبقى استنار والله الحمد اور اس عمدہ تحقیق سے بعد اللہ روشن ہو گیا کہ امام عینی نے

ان الامام العین لعدا حسن اذا قصور  
فی نقل کلام الامام السہیل علی ما ورد فیما  
فعل اذا لم یتمدانی ما تعدی الیہ الامام  
القسطلاف وتبعہ الصلابة الزمر قافی  
حیث اثرا کلامہ برمتہ واقرا علیہ و  
ہذا الفظہما (اجیب) کما قال السہیل  
فی الروض (بانت شهادة العباس  
لاب طالب لو اداها بعد ما اسلم  
کانت مقبولة ولو ترد) شہادتہ  
(بقول علیہ الصلوٰۃ والسلام  
لم اسمع لانت الشاهد  
العدل اذا قال سمعت وقال  
من هو اعدل منه لم اسمع  
اخذ بقول من اثبت السماع)  
قال السہیل لانت عدم  
السماع یحتمل اسبابا منعت  
الشاهد من السمع  
(ولکن العباس شہد بذلك  
قبل ان یسلم) فلا  
تقبل شہادتہ انا قول فلیس  
الکلام فی ان عباس اثبت  
والنہی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نفی،

امام سہیل کے نقل کلام میں اقتصار کر کے بہت اچھا  
کیا اُس کی بنیاد پر جو گزرا اور اس کی طرف تجاوز  
نہ کر کے بھی اچھا کیا جس کی طرف امام قسطلانی نے  
تجاوز کیا اور اُن کی اتباع کی عمل سر زرقانی نے،  
کیونکہ ان دونوں نے اُس کے کلام کو پورا نقل کیا  
اور اس پر قائم رہے۔ احدیہ لفظ ان دونوں کے  
ہیں۔ (جواب دیا گیا) جیسا کہ امام سہیل نے  
روض میں فرمایا کہ اگر اب طالب کے بارے میں  
حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت آپ  
کے اسلام لانے کے بعد ہوتی تو مقبول ہوتی، اسکو  
تصور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کے  
ساتھ نہ کیا جاتا کہ ”میں نے نہیں سُنّا“  
کیونکہ عادی گواہ جب کہے کہ میں نے سُنّا ہے اور  
اس سے زیادہ عدل والا کہے کہ میں نے نہیں سُنّا  
تو اُس کے قول کو قبول کیا جائے گا جو سماع کو ثبات  
کرنے والا ہے۔ سہیل نے کہا، اس کی وجہ یہ ہے  
کہ عدم سماع کئی ایسے اسباب کا احتمال رکھتا ہے جو  
گواہ کو سننے سے روکتے ہوں، لیکن چونکہ حضرت  
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لانے سے  
قبل اس کی شہادت دی لہذا اُن کی شہادت قبول  
نہ ہوگی اور۔ میں کہتا ہوں اس میں کلام نہیں کہ  
حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اثبات کیا  
اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نفی فرمائی۔

لہ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول وفاء خدیجہ والی طالب دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۹۲ و ۲۹۱

فہم شہادتان جاءتا عندنا احدهما  
تثبت والاخر من تنفی فتقدم التح  
تثبت لو كان صاحبها عدلا ومعاذ الله  
انت تقدم على قوله صلى الله تعالى  
عليه وسلم لم يقبل شهادة العباس و  
لم يكن اليها فهو صلى الله تعالى عليه  
وسلم قاض لا شاهد آخر انما الشاهد  
العباس وحده فاذا لم يقبلها النبي صلى الله  
تعالى عليه وسلم فمن يقبلها بعده هذا  
ما عنده واتاني عجب عجب ههنا من  
كلام هؤلاء الاعلام الاكابر ما من النظر على  
له معنى قصرت عنه يدا فهم القاصي  
بجہ اس مقام پر ان اکابر علماء کے کلام پر سخت تعجب ہے میں نے گہری نظر سے دیکھا کہ شاید اس کا کوئی  
معنی بن سکتا ہو مگر میرے فہم قاصر کا ہوتا ہے اس سے قاصر رہا۔ (ت)  
یہ اجماع علماء میں اور کلمہ اللہ کافی و دوائی و صافی میں، وانا اقول وبالله التوفيق (میں اللہ تعالیٰ  
کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت)

مساد ص ۱۱۱ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ روایت انہیں احادیث صحیحین کی مثل سند و متن ہر طرح  
اعلیٰ درجہ کی صحیح اور شہادت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بوجہ کمال مقبول و صحیح، پھر بھی نہ مستدل کہ  
نافع نہ کفر ابی طالب کی اصل رافع۔ آخر جب ہر اکابر جلیلہ آیت قرآنیہ مشرک و ناروی بتا رہی ہے  
تو یہ کسی کے مشائے متا نہیں، یہ دوسری حدیث کہ فرضا اسی بد کی صحیح و جلیل ہے صرف اتنا بتاتی ہے  
کہ ابو طالب نے آخر وقت کالہ الا لہ کما یہ نہیں بتاتی کہ وہ وقت کیا تھا، آخر وقت دو ہیں  
ایک وہ کہ ہنوز پردے باقی ہیں اور یہ وقت وقت قبول ایمان ہے، دوسرا وہ حقیقی آخر جب حالت  
غمرہ ہو کر پردے اٹھ جائیں جنت و نار پیش نظر ہو جائیں مؤمنون بالغیب کا عمل نہ رہے کافر کا اس  
وقت اسلام لانا بالاجماع مردود و نامقبول ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:  
فلو يك ينفعهم ايمانهم لما ساد  
بامنا سنة الله التح قد خلت  
تو ان کے ایمان نے انہیں کام نہ دیا جب انہوں  
نے ہمارا عذاب دیکھ لیا، اللہ کا دستور جو اس کے

یہ دو شہادتیں ہمارے پیش نظر ہیں، ایک ثابت  
کرنے والی اور دوسری نفی کرنے والی۔ لہذا ثابت  
گو اسی نافی پر مقدم ہوگی جبکہ ثابت گو اسی ثبوتی والا  
عادل ہو اور معاذ اللہ کہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کے قول پر مقدم ہو۔ نبی اقدس صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کی شہادت کو قبول نہیں فرمایا اور نہ ہی اس کی طرف  
میلان فرمایا، کیونکہ آپ تو قاضی تھے ذکر دوسرے  
گواہ، گواہ تو تھا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ تھے جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
اسے قبول نہیں فرمایا تو آپ کے بعد کون قبول  
کر سکتا ہے۔ یہ وہ ہے جو میرے پاس ہے  
میں نے گہری نظر سے دیکھا کہ شاید اس کا کوئی

فی عبادۃ وخسرهنا لک الکفریت ۱  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان الله يقبل توبة العبد ما لم يغفره،  
رواه احمد والترمذی وحسنه و  
ابن عاصم والمذاکر وابن حبان والبيهقي  
في الشعب كلهم عن سيدنا عبد الله  
بن عمر رضي الله تعالى عنهما۔

اللہ تعالیٰ سکرانہ موت سے پہلے پہلے توبہ قبول  
فرماتا ہے۔ اس کو روایت کیا احمد نے، ترمذی  
نے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا۔ نیز روایت کیا  
اس کو ابن ماجہ، حاکم، ابن حبان اور امام بیہقی  
نے شعب میں۔ ان تمام نے سیدنا عبد اللہ بن عمر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (ت)

اب اگر وقت اول کھانا مانتے ہیں تو آیت قرآنیہ مع ان احادیث صحیحہ کے اس حدیث صحیح مفرد میں سے  
مناقض ہوگی اور کسی نہ کسی حدیث صحیح کو رد کے بغیر پارہ نہ ملے گا اور اگر وقت دوم پر مانتے ہیں تو آیت و  
احادیث سب حق و صحیح ٹھہرتے ہیں اور تناقض و تعارض بے تخلف دفع ہوا جاتا ہے کلمہ پڑھا اور ضرور  
پڑھا مگر کب اُس وقت جب کہ وقت نہ رہا تھا لہذا حکم شرک و ہمارے برقرار رہا۔ قال اللہ تعالیٰ (اللہ  
تعالیٰ نے فرمایا۔ ت)

حقی اذا درکہ الفرق قال امنت  
انه لا اله الا الله امنت به  
بنو اسرائيل وانا من المسلمين ۵ اَللّٰهُمَّ  
وقد عصيت قبل وكنت من المفسدين ۵  
یہاں تک کہ جب اُسے ڈوبنے سے آیا تو بولا میں  
ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس  
پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں۔  
کیا اب اور پہلے سے نافرمان رہا اور فساد ہی  
تھا۔ (ت)

سۃ القرآن الکریم ۸۵/۴

سۃ جامع الترمذی ابواب الدعوات باب ما جاء في فضل التوبة الخ امين کسینی دہلی ۱۹۲/۲  
مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۲/۲  
المستدرک للحاکم کتاب التوبة باب ان اللہ یغفر لعبده دار الفکر بیروت ۲۵۴/۴

سۃ القرآن الکریم ۹۰/۱۰

سۃ ۹۱/۱۰

صورتِ اولیٰ ظاہر البطلان، لہذا ششِ اخیر میں لازم الاذعان، اور فی الواقع اگر یہ روایت مطابق واقع تھی تو قطعاً یہی صورت واقع ہوتی اور وہ ضرور قرین قیاس بھی ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے قریب مرگ ہی جلوہ افروز ہوئے ہیں۔ اسی حالت میں کفارِ قریش سے وہ محاورات ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بار بار باصرار و دعوتِ اسلام قرآنی کفار نے قلبِ کفر پر قائم رہنے میں جان لڑائی، آخر پھلِ حجاب وہ دیا کہ ابو طالب طبعیتِ جاہلیت پر جاتا ہے یہاں تک باتِ حیت کی طاقت تھی اب سینے پر دم آیا پردے اٹھے غیب سامنے آیا اُس نے جس پر عار کو اختیار کیا تھا اپنی مہیب صورت سے منہ دکھایا لیس الخبیث کا المعاینۃ (غیر مشاہدہ کی شکل نہیں۔ ت) اب کھلا کہ یہ بلا جھیلنے کی نہیں ڈوبتا ہوا سوار پکڑتا ہے اب لا الہ الا اللہ کی قدر آئی، کنا چاہا طاقت نہ پائی، آہستہ لیوں کو جنبش ہوئی مگر بے سود کہ وقت نکل چکا تھا،

اتاللہ واتا الیہ مراجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔  
ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی قوت ہے مگر بلندی و عظمت والے خدا کی توفیق سے۔ (ت)

تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سچے کہ کلمہ پڑھا اور قرآن و حدیث تو قطعاً پتھے ہیں کہ حکم کفر بدستور رہا، والعیاذ باللہ رب العالمین (اللہ کی پناہ جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ ت)۔  
سابعاً اس سے بھی درگزر ہے، یہ بھی مانا کہ حالتِ مغرور سے پہلے ہی پڑھا ہے، پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ظاہر ہی کی گواہی دیں گے، دل کے حال کا عالم خدا ہے، کیا اگر کوئی شخص روزانہ لاکھ بار کلمہ پڑھے اور اللہ عزوجل اُسے کافرتائے توہم اس کے کلمہ پڑھے کو دیکھیں گے یا اپنے رب عزوجل کے ارشاد کو۔ زمانِ زبان سے کلمہ خوانی کا نام نہیں، جب دلوں کا مالک اس کے کفر پر حاکم تو قطعاً ثابت کہ اس کے قلب میں اذعان و اسدہم نہیں، آخر دُشمن کہ جیتے جاگتے تندرستوں کے بڑی سے بڑی قسم کھا کر شہدائے لہرِ رسول اللہ (ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ ت) کچھ پر کیا ارشاد ہوا:

لے منہ احمد بن حنبل  
عن ابن عباس رضی اللہ عنہ  
الکتب الاسلامیہ بیروت ۱/۲۶۱  
۱/۶۳ القرآن الحکیم



واللہ یعلم انہ لم یسلہ واللہ یشہد  
ان المنفقین لکنذبون لہ  
غرض لاکہ جتن کیجئے آیت برات سے برات تک یرشد فی نہیں رہے گی جہاں آتش در کاسہ (وہی صحت  
مہی تعیب۔ ت) کہ

تبیین لہم انہم اصحاب الجحیم  
والعیاذ باللہ رب العالمین اللہم ارحم  
الراحمین صل وسلم وبارک علی السید  
الامین الاقی صفت عندک یا لہق  
المبیت اللہم بقدرتک علینا وفاقنا  
ایک ارحم عجزنا یا ارحم الراحمین  
آمین آمین آمین والحمد للہ  
رب العالمین لا الہ الا اللہ عداۃ للقاء  
اللہ محمد رسول اللہ ودیعة عند  
اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ وصلی اللہ  
تعالی علی سیدنا محمد وآلہ اجمعین  
والحمد للہ رب العالمین

کھل چکا کہ وہ دوزخی ہیں۔ (ت)  
اور اللہ تعالیٰ کی پناہ جو تمام جہانوں کا پروردگار  
ہے۔ اسے اللہ بہترین رحم کرنے والے اور دوا  
سلام اور برکت نازل فرما اُس امانت والے سزاوار  
پر جو تیری بارگاہ سے حق میں لے کر آنے والا  
ہے۔ اسے اللہ! اپنی قدرت کے ساتھ جو  
ہم پر ہے اور ہماری محتاجی تیری طرف سے ہمارے  
عجز پر رحم فرما اسے بہترین رحم فرمانے والے۔  
ہماری دعا قبول فرما اور تمام تعریفیں اس خدا کے لئے  
ہیں جو کل جہانوں کا پروردگار ہے۔ اللہ کے بغیر کوئی  
سچا معبود نہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طاعت کا وعدہ اللہ تعالیٰ  
کے پاس ودیعت ہے۔ نگاہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ کی توفیق سے۔  
اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے ہمارے آقا محمد مصطفیٰ پر۔ آپ کی آل اور سب صحابہ پر۔ اور سب تعریفیں  
اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

بکہ اللہ ازاحت شبہات سے بھی بروج احسن فراخ پایا،

وہناک شبہۃ اخری ادھمت و  
اھوت لو نور دھاۃ لو تعرض  
یہاں ایک دوسرا شبہ ہے جو بہت کمزور اور  
بہت ہلکا ہے ہم اس کو اس لئے فارغ نہیں کرتے

ولو تعرف فلا تطيل الكلام بايرادها و كذا تو اُس کا تعرض کیا گیا ہے اور نہ ہی وہ  
لنطوہا علی غرہا البعداھا۔ مودت ہے۔ چنانچہ ہم اس کو فار ذکر کے کلام  
کو لیا نہیں کرتے۔ لہذا چاہتے کہ ہم اس کے مقررہ وقت تک اُس کو اُس کے فکس پر لپیٹ دیں۔ (ت)  
اب بقیہ سوال کا جواب لیجئے اور اس رسالہ میں جن ائمہ و علماء و کتب سے یہ مسئلہ ثابت کیا آخر  
میں اُن کے اسماء شمار کر دیجئے کہ جسے رسالہ دیکھنے میں کاہل آئے ان ناموں ہی کو دیکھ کر غلات سے  
ہاتھ اٹھائے لہذا تمین فعل کا وصل اور مناسب کہ تلك عشرة كاملة (یہ پورے دس ہوتے۔ ت)  
جلوہ دکھاتے۔

## فصل ہشتم

جب ابو طالب کا کفر اذلہ کا انتہار سے آشکار تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کا کیونکر اختیار  
اگر اخبار ہے تو اللہ عزوجل پر افتراء، کفار کو رضائے الہی سے کیا بہو، اور اگر دُعا ہے کما هو  
الظاهر (جیسا کہ ظاہر ہے۔ ت) تو دُعا بالجمال حضرت ذی الجلال سے معاذ اللہ مستتراد، ایسی  
دُعا سے تصور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی۔

حکمنا فی الصبیحین وقد بیتناہ	جیسا کہ صحیحین میں ہے، اور ہم نے اس کو اپنے
فی رسالتنا ذیل المدعاہ لاحسن	رسالہ "ذیل المدعاہ لاحسن الوعاہ"
الوعاہ" الثقب ذیلنا بہا رسالۃ	میں بیان کر دیا۔ اس رسالے کو ہم نے عاشر
"احسن الوعاہ لأداب الدعاہ" لغاتۃ	بنایا رسالہ "احسن الوعاہ لأداب الدعاہ"
المحققین سیدنا الوالد قدس	کا نبوت تصنیف ہے خاتمہ المحققین ہمارے سردار
سردار الحاجد۔	والد گرامی قدس سرہ کی۔ (ت)

علماء نے کافر کے لئے دُعاے مغفرت پر سخت اسٹم حکم صادر فرمایا اور اس کے حرام ہونے  
پر تو اجماع ہے، پھر دُعاے رضوان تو اُس سے بھی ارفع و اعلیٰ،  
خاتم السید قد یعفو عن عبدا۔ اس لئے کہ ناکب بعض دفعہ اپنے ظلام کو معاف

۱۔ صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة البقرة باب کان فیہی والقرین امنوا الا قدیمی کتب غازیہ ۱/۲۵  
صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی صحۃ الاسلام من حضرہ الموت الا ۲/۱۰۰

وهو عنه غير مراض كما ان العبد  
 مريض بما يعيب سيده وهو على امره  
 غير مراض وحسبنا الله ونعم الوكيل -

یعنی امام شہاب قرآنی، مکی نے تصریح فرمائی کہ کفار کے لئے دعائے مغفرت کو ناکر ہے کہ اللہ عز و جل نے جو بفرمایا اس کا جھوٹا کرنا چاہتا ہے اس لئے قیہ وغیرہ کتب فقہ میں قیہ لگا دی کہ ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت کرے بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں۔

صرح الشيخ شهاب الدين القرافي المالكي  
بأن الدعاء بالمغفرة للكافر كفر طلبه  
تكذيب الله تعالى فيما أخبر به  
ولهذا قال المصنف وغيره استكان  
مؤمنين له

پھر ایک ورق کے بعد فرمایا کہ تقدیم انہ کفر<sup>۱</sup> اور پر بیان ہو چکا ہے کہ یہ کفر ہے۔  
رد المحتار میں ہے :

اس کی دعا کفر ہے کیونکہ یہ عقلاً و شرعاً ناجائز ہے اور اس میں نصوص قطعیہ کی تکذیب ہے بخلاف مومنوں کے لئے دعا کے۔ جیسا کہ توبیان چکا ہے اور حق وہ ہے جو علیہ میں ہے۔ (مت)

الدعاء بدكفر لعدم جواز، عقلاً و  
لاشريعاً، لتكذيب النصوص القطعية  
بخلاف الدعاء للمؤمنين كما علمت  
فالحق ما في الحلية به  
وذكره من سب

حق یہ ہے کہ کافر کیلئے دعائے مغفرت حرام ہے۔

الحق حرمۃ الدعاء بالمعصیۃ للکافر ہے  
اسی طرح بحوالہ اربعی میں ہے۔

لے علیہ الرحمہ

•

۳۵ رد المحتار کتاب الصلوة فصل اذا اراد الشروع في الصلوة دارا بدار الترتيب العربي جزء ۱ / ۲۸  
۴۰ الدر المختار " " " " " مطبع مجتبائی دہلی

### اقول وما نعالیہ العلامة الثانی

من عند مرجوان عفو الکفر عقلاً فانما تبع فیہ الامام النفسی صاحب عمدة الکلام وشوذة قلیلة من اهل السنة والجمہور علی امتناعہ شرعاً وجسواً عقلاً کما فی شرح المقاصد والصامرة وغیرہما وبہ تقضی الدلائل قہواً بصحیح وعلیہ التعمیل فاذا ثبت الحق ما ذهب الیہ البحر وتبعہ فی التاویم الکلام فی ہذا المقام فیما علقناہ علی سادہ المختار۔

### اقول (میں کہتا ہوں) جس کا قصد

علامہ شامی نے کیا یعنی کفر کی معافی کا عقلاً عدم جواز تو اس میں انہوں نے عمدة الکلام کے مصنف امام نسفی اور اہلسنت کے گروہ قلیل کی پیروی کی ہے جبکہ جمہور کے نزدیک یہ شرعاً ممتنع اور عقلاً جائز ہے جیسا کہ شرح المقاصد اور مسامرہ وغیرہ میں ہے۔ اور دلائل اسی کے نوید ہیں لہذا یہی صحیح اور اسی پر بھروسہ ہے تو اب حق وہ ہے جس کی طرف صاحب البحر گئے ہیں اور دور میں اسی کی پیروی کی ہے اور کل کلام اس مقام پر رد و الحاق پر ہمارے حاشیہ میں ہے (ت)

ہاں ابوالبیہ والیس لعنہما اللہ کی مثل کہنا محض افراط اور غریب الصاف کرنا ہے ابوالبیہ کی عمر خدمت و کفالت و نصرت و حمایت حضرت رسالت علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام و النبیۃ میں کئی اور یہ طاعت درپردہ و علانیہ درپے ایذا و اضرار ہے کہاں وہ جس کا وظیفہ مدح و ستائش ہو اور کہاں وہ شقی جس کا ورد ذم و نکوہش ہو ایک اگرچہ خود محروم اور اسلام سے محروم مگر بتسخیر تقدیر نفع اسلام میں معروف اور دوسرا مردود و مسترد و معدوم و معاند ہمدتن کسر بیفیدہ اسلام میں مشغوف خطر ہمیں تفاوت رہ از کہا صحت تا یہ کہا

(ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ت)

آخر نہ دیکھا جو صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ ابو طالب پر تمام کفار سے کم عقاب ہے اور یہ اختیار اُن میں ہیں جن پر اللہ العذاب ہے، ابو طالب کے صرف پاؤں آگ میں ہیں اور یہ طاعت اُن میں کہ،  
لہم من فوقہم ظلل من الناس ومن  
تحتہم ظلل  
لہم من جہنم مہاد ومن فوقہم  
غواش  
ان کے نیچے آگ کا بھڑنا اور اوپر آگ کے  
لغات۔

سراپا آگ ہر طرف سے آگ، والعیاذ باللہ رب العالمین (اور اللہ رب العالمین کی پناہ۔ ت)  
سۃ القرآن الحکیم ۱۹/۳۹ سۃ القرآن الحکیم ۴/۳۱

بلکہ دونوں کا ثبوت کفر بھی ایک سائنس، ابو طالب کے باب میں اگرچہ قول حق و صواب وہی کفر و مذہب اور اُس کا خلاف شاذ و مردود و باطل و مطرود، پھر بھی اس حد کا نہیں کہ معاذ اللہ خلاف پر تکفیر کا احتمال جہاں ان اعداء اللہ کا کافرو ایدر جنہی ہوتا تو ضروریات دین سے ہے جس کا منکر خود جنہی کافر، تو فریقین کا نہ کفر یکساں نہ ثبوت یکساں، نہ عمل یکساں نہ سزایکساں، ہر جگہ فرقہ زمین و آسمان، پھر مماثلت کساں۔  
 نسأل اللہ سلوک صوی الصراط و تعصود ہم اللہ تعالیٰ سے سیدھے راستے پر چلنے کا سوال  
 باللہ من التفریط والافراط۔ کرتے ہیں، اور افراط و تفریط سے اس کی پناہ مانگتے ہیں۔ (ت)

## فصل نہم

ان ائمہ دین و علمائے معتدین کے ذکر اساتے طیبہ میں جنہوں نے کفرانی طالب کی تصریح و تصحیح فرمائی اور اُن کے ارشادات کی نقل اس رسالہ میں گزری، فمن الصحابة:

- |   |   |
|---|---|
| (۱) امیر المومنین صدیق اکبر                                     | (۲) امیر المومنین فاروق اعظم                              |
| (۳) امیر المومنین علی مرتضیٰ                                    | (۴) جبرائیل سیدنا عبد اللہ بن عباس                        |
| (۵) حافظ الصحابہ سیدنا ابو ہریرہ                                | (۶) صحابی ابن الصحابہ سیدنا مسیب بن حزن قریشی مخزومی      |
| (۷) سیدنا عباس بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسلم                  | (۸) سیدنا ابو سعید خدری                                   |
| (۹) سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری                               | (۱۰) سیدنا عبد اللہ بن عمر فاروق                          |
| (۱۱) سیدنا انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم | (۱۲) حضرت سیدتنا ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا |
- تعالیٰ علیہ وسلم  
 بعد چھ حضرات سے تو خود اُن کے اقوال گزرے اور اس و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تقریر اور باقی چار خود حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد و بیان فرماتے ہیں اور پر ظاہر کہ یہاں اپنے کہنے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد بتانا اور بھی ابلغ ہے۔

## ومن التابعین:

- (۱۳) آدم آل جبارین العابدین علی بن حسین بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و جرحم۔  
 (۱۴) امام عطاء بن ابی رباح استاذ سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔  
 (۱۵) امام محمد بن کعب قرظی کہ اجلہ ائمہ محدثین و مفسرین تابعین سے ہیں۔

(۱۶) سعید بن محمد ابو السفر تابعی ابن التابی ابن العسائی تبیرہ سیدنا جبر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۷) امام الامام سراج الامم سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ومن تبع تابعین :

(۱۸) عالم الدین امام دار الحجۃ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۹) محمد المذہب مریخ الدنیا فی الفقه والعلم سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۰) امام تفسیر مقال مجتبیٰ۔

(۲۱) سلطان اسلام خلیفہ المسلمین جن کے آنے کی سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

بشارت دی تھی کہ :

منا اسفاح ومنا المنصور ومنا المہدی۔

مرواۃ الخطیب وابن عساکر وغیرہما

بطریق سعید بن جبیر عنہ قال السیوطی

قال الذہبی اسنادہ صالح۔

اسناد صالح ہے۔ (ت)

بلکہ دو حدیثوں میں یہی الفاظ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آئے،

مرواۃ کذاک الخطیب من طریق الضعفاء

عن ابن عباس وابن عساکر فہم

حدیث عن ابی سعید الخدری رضی اللہ

تعالیٰ عنہم رفعاۃ الی النسب صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم۔

علیہ وسلم حکم کیا۔ (ت)

اعنی امام ابو جعفر منصور تبیرہ زادہ ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ومن اتباع التابع ومن یلہم :

(۲۲) امام الدنیا فی الحفظ والحديث ابو جبار اللہ محمد بن اسماعیل بخاری۔

(۲۳) امام اجل ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی۔

(۲۴) امام ہذاکمن احمد بن شعیب نسائی۔

(۲۵) امام ابو عبد اللہ بن زید ابن ماجہ قرطبی۔

یہ چاروں ائمہ اصحاب صحاح مشہورہ ہیں اور یہی طبقہ اخیرہ عبد اللہ بن المغز کا ہے۔

ومن بعدہم من المفسرین،

(۲۶) امام علی السنہ ابو محمد حسین بن مسعود قرطبی۔

(۲۷) امام ابو اسحق زجاج ابراہیم بن السری۔

(۲۸) جابر اللہ محمود بن عسکر خوارزمی زعفرانی۔

(۲۹) ابو الحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری صاحب البیضا ووسیط ووجیز۔

(۳۰) امام اجل محمد بن عسکر قرطبی رازی۔

(۳۱) قاضی القضاۃ شہاب الدین بن خلیل خول دمشقی مکمل البکیر۔

(۳۲) علامہ قطب الدین محمد بن مسعود بن محمود بن ابی الفتح میرانی شافعی صاحب تفریب۔

(۳۳) امام ناصر الدین ابوسعید عبد اللہ بن عمر بیضاوی۔

(۳۴) امام علامۃ الوجود مفتی عمامک رومیہ ابو النضر بن محمد عمادی۔

(۳۵) علامہ علامہ الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی صوفی صاحب تفسیر لباب شہیرہ خازن۔

(۳۶) امام جلال الدین محمد بن احمد علی۔

(۳۷) علامہ سلیمان بن علی بن محمد بن یحییٰ۔

ومن المحدثین والشارحین،

(۳۸) امام اجل احمد بن حسین بیہقی۔

(۳۹) حافظ الشام ابو القاسم علی بن حسین بن حبیب اللہ دمشقی شہیرہ بن عساکر۔

(۴۰) امام ابو الحسن علی بن خلف معروف بابن بطال مغربی شارح صحیح بخاری۔

(۴۱) امام ابو القاسم عبد الرحمن بن احمد سیلی۔

(۴۲) امام حافظ الحدیث علامۃ الفقہ ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی۔

(۴۳) امام ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی شارح صحیح مسلم۔

(۴۴) امام ابو السعادات جلالک بن محمد بن ابی الکرم معروف بابن اثیر جزیری صاحب نہایہ وجامع الاصول۔

(۴۵) امام جلیل عبد الدین احمد بن عبد اللہ الطبری۔

(۴۶) امام شرف الدین حسن بن محمد طبری شارح مشکوٰۃ۔

- (۴۷) امام شمس الدین محمد بن یوسف بن علی کرمانی شارح صحیح بخاری۔
- (۴۸) علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی صاحب المعاموس۔
- (۴۹) امام حافظ الشافعی ابو الفضل شهاب الدین احمد بن حجر عسقلانی۔
- (۵۰) امام جلیل بدر الدین ابو محمد محمد بن احمد عینی۔
- (۵۱) امام شهاب الدین ابو العباس احمد بن ادریس قرانی صاحب تنقیح الاصول۔
- (۵۲) امام خاتم الخفا جلال الملک والدین ابو الفضل عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی۔
- (۵۳) امام شهاب الدین ابو العباس احمد بن خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری۔
- (۵۴) علامہ عبد الرحمن بن علی شیبانی تلمیذ امام شمس الدین سخاوی۔
- (۵۵) علامہ قاضی حسین بن محمد بن حسین دیار بکری مکی۔
- (۵۶) مولانا الفاضل علی بن سلطان محمد قاری ہروی مکی۔
- (۵۷) علامہ زین العابدین عبد الرؤف محمد شمس الدین سخاوی۔
- (۵۸) امام شهاب الدین احمد بن عبد ربکی۔
- (۵۹) شیخ تقی الدین احمد بن علی مقرزی انجاری۔
- (۶۰) سید جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی صاحب روضة الاحیاء۔
- (۶۱) امام عارف باللہ سیدی علاء الملک والدین علی بن حسام الدین متقی مکی۔
- (۶۲) علامہ شهاب الدین احمد خفاجی شارح شفا۔
- (۶۳) علامہ علی بن احمد بن محمد بن ابراہیم عزیزی۔
- (۶۴) علامہ محمد حنفی عثمی الفضل القرنی۔
- (۶۵) علامہ طاہر فتنی صاحب مجمع بحار الانوار۔
- (۶۶) شیخ محقق مولانا عبد الحق بن سیف الدین بخاری۔
- (۶۷) علامہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی مصری۔
- (۶۸) فاضل محمد بن علی صبان مصری صاحب اسعاف الراغبین وغیرہم ممن مضی ویکم۔
- ومن الفقهاء والاصولیین :**
- (۶۹) امام اجل شیخ الاسلام والمسلمین علی بن ابی بکر بریل الدین فرقانی صاحب ہدایہ۔
- (۷۰) امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد حافظ الدین نسفی صاحب کنز۔



- (۷۱) امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن محمد بن النعمان۔  
 (۷۲) امام جلال الدین کرالی صاحب کفایہ۔  
 (۷۳) امام محقق محمد بن محمد بن محمد بن امیر الحاج حلبی۔  
 (۷۴) امام ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی مصری صاحب مواہب الرحمن۔  
 (۷۵) علامہ ابراہیم بن محمد حلبی شارح تفسیر۔  
 (۷۶) علامہ سعد الدین مسعود بن محمد ثقفی زائی۔  
 (۷۷) علامہ محقق زین بن نجیم مصری صاحب بحر۔  
 (۷۸) ملک العلماء بکر العلوم عابد العلوی محمد کفوی۔  
 (۷۹) علامہ سید احمد مصری طحاوی۔  
 (۸۰) علامہ سید محمد افندی ابن عابدین شامی وغیرہم ممن تقدروا رحمہم اللہ تعالیٰ عداوتنا  
 جمیعہا من تاخرہم ومن تقدروا امین (اس کے علاوہ دیگر علماء حج کا پہلے ذکر ہو چکا ہے  
 اللہ تعالیٰ ہمارے تمام علماء متاخرین و متقدمین پر رحم فرمائے، آمین۔ ت)

## فصل دوم

ان کتابوں کے نام جن کی نقول دربارۃ الطالب اس رسالہ میں مذکور ہوئیں،

## کتب تفسیر

- (۱) معالم التنزیل امام بغدادی (۲) مدارک التنزیل امام نسفی (۳) انوار التنزیل امام بیضاوی  
 (۴) ارشاد اسفل السلیم الی منازل الکتاب المکرم لفظی علامۃ السعادی (۵) بحث حقائق التنزیل ملا غفری  
 (۶) مفتاح الغیب علامہ الرازی (۷) مکملۃ المفاتیح شمس الخربی (۸) جلالین  
 (۹) فتوحات البیہ فی شیخ سلیمان (۱۰) حناجۃ القاضی و کفاۃ الراضی للعلامۃ الشہاب  
 (۱۱) معانی القرآن للزجاج (۱۲) فتوح الغیب للطیبی (۱۳) تقریب مختصر اکشاف السیرانی  
 (۱۴) بسیط الواحدی (۱۵) باب التاویل فی معانی التنزیل للعلامۃ الخازن۔  
 (۱۶) الاحکام لبیان ما فی القرآن من الابهام المستقلانی۔

## کتب حدیث

(۱۹) سنن ابی داؤد	(۱۸) صحیح مسلم	(۱۷) صحیح بخاری
(۲۲) سنن ابن ماجہ	(۲۱) مختصر نسائی	(۲۰) جامع ترمذی
(۲۵) مسند امام شافعی	(۲۴) مؤطا امام محمد	(۲۳) مؤطا امام مالک
(۲۸) مشکوٰۃ المصابیح	(۲۷) شرح معانی الآثار	(۲۶) مسند امام احمد
(۳۱) منہج العمال للامام الشافعی	(۳۰) جامع صغیر	(۲۹) تیسیر الوصول الی جامع الاصول
(۳۴) مصنف عبد الرزاق	(۳۳) منتخب کنز العمال لہ	(۳۲) کنز العمال لہ
(۳۷) مسند اسحق بن راہویہ	(۳۶) مسند ابو داؤد طیالسی	(۳۵) مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ
(۴۰) زیادات منہج ابی اسحق بن علی بن یونس بن بکر	(۳۹) کتاب یونس بن طارق ابو قرقہ	(۳۸) طبقات ابن سعد
(۴۳) مسند یزید	(۴۲) غنی ابن زود	(۴۱) صحیح ابن خویمہ
(۴۶) معجم اوسط لہ	(۴۵) معجم کبیر طبرانی	(۴۴) مسند ابی یعلیٰ
(۴۹) کتاب الجنۃ المردوی	(۴۸) کامل ابن عدی	(۴۷) فوائد تمام رازی
(۵۲) فوائد سمیہ	(۵۱) کتاب ابی بشر	(۵۰) کتاب مکہ لعمر بن شہب
(۵۵) حلیۃ الاولیاء لابی نعیم	(۵۴) مستدرک حاکم	(۵۳) مستخرج الطحطاوی
(۵۸) سنن سعید بن منصور	(۵۷) دلائل النبوة	(۵۶) سنن بیہقی
(۶۱) تفسیر ابن جریر	(۶۰) مسند جہ بن عمیر	(۵۹) مسند فریانی
(۶۴) تفسیر ابو الشیخ	(۶۳) تفسیر ابن ابی حاتم	(۶۲) تفسیر ابن المنذر
(۶۷) مناقب ابن اسحق علی مآثرنا وحررنا۔	(۶۶) تفسیر ابن مرددہ	

## شروح حدیث

(۶۸) عمدة القاری شرح صحیح بخاری للعلین	(۶۷) منہاج شرح مسلم للنووی
(۷۰) مرآۃ شرح مشکوٰۃ للقاری	(۶۹) ارشاد الساری شرح صحیح بخاری للقططانی
(۷۲) سراج المنیر شرح جامع صغیر معزز بن یزید	(۷۱) تیسیر شرح جامع صغیر للناووی
(۷۴) کوکب الدہار شرح صحیح بخاری للکوفانی	(۷۳) فتح الباری شرح صحیح بخاری للعسقلانی

(۷۵) منہم شرح صحیح مسلم للقرطبی

## کتاب فقہ

(۷۷) کافی شرح الوافی کلاہما للامام النسفی

(۷۶) دایہ

(۷۹) کفایہ شرح دایہ

(۷۸) فتح القدر للمحقق

(۸۱) خزینہ شرح فیہ للمحقق الحلبي

(۸۰) علیہ شرح غیہ للامام الحلبي

(۸۳) طحاوی علی مرقا الفلاح للشری بلالی

(۸۲) بحر الرائق شرح کنز الدقائق

(۸۵) بنایہ شرح دایہ للعینی

(۸۴) رد المحتار علی الدر المختار

(۸۶) برہان شرح مواہب الرحمن کلاہما للطرابیسی

## کتب سیر

(۸۸) شرح مواہب اللزرقانی

(۸۷) مواہب لدنیہ و منہج محمدیہ

(۹۰) شرح صراط المستقیم للشیخ

(۸۹) صراط المستقیم للجد

(۹۲) خمیس عذیاب بکری

(۹۱) مدارج النبوة لہ

(۹۴) روضة الاحیاء

(۹۳) اسعاف الراغبین للصبان

(۹۶) روحی سبیل

(۹۵) تاریخ ابن عساکر

(۹۷) امتاع الاسماع للقرطبی

## کتاب عقائد و اصول و علوم شتی

(۹۹) شرح المقامہ للعسکری الماتن

(۹۸) فہم اکبر للامام عسکری

(۱۰۱) مسائل المتخالف فی الذی علی علیہ کلم اللام البیرونی

(۱۰۰) اصابت فی تمیز الصحابہ للامام ابن حجر

(۱۰۳) شرح شفا علی القاری

(۱۰۲) افضل القری لقرام القری للامام ابن حجر

(۱۰۵) حنفی شرح المہزیہ

(۱۰۴) نسیم الریاض للحنفای

(۱۰۷) ذرات الرحموت لبحر العلوم

(۱۰۶) مجمع البحار للفتنی

(۱۰۹) نہایہ فی غریب الحدیث لابن شامہ

(۱۰۸) التقرير والتحریر فی الاصول للعلامة ابن امیر الحاج

(۱۱۰) شرح تنقیح الفصول فی الاصول کلاماً للقرافی (۱۱۱) ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ مما خطبہ علیہ

## تذیل

وہ کتابیں جن سے اس رسالہ میں مدد لی گئی:

- |                                  |                                     |
|----------------------------------|-------------------------------------|
| (۱۱۲) شرح عقائد نسفی             | (۱۱۳) شرح صفات مذہبی                |
| (۱۱۴) سیرت ابن ہشام              | (۱۱۵) اتقان فی علوم القرآن          |
| (۱۱۶) میزبان الاعتدال            | (۱۱۷) تقریب التہذیب                 |
| (۱۱۸) تقریب امام نووی            | (۱۱۹) تدریب امام سیوطی              |
| (۱۲۰) مسلم الثبوت                | (۱۲۱) در مختار                      |
| (۱۲۲) تاریخ الخلفاء              | (۱۲۳) تحفہ اشعار مشرق               |
| (۱۲۴) صحیح ابن حبان              | (۱۲۵) القاب شیرازی                  |
| (۱۲۶) استیعاب الرواسر            | (۱۲۷) معرق الصحابہ لابی نعیم        |
| (۱۲۸) مسند الفردوس ویلی          | (۱۲۹) خادم الامام بدر الدین الزرکشی |
| (۱۳۰) شعب الایمان للامام البیہقی |                                     |

ختم اللہ تعالیٰ لنا بالایمان والامان  
 آمین آمین الحمد للہ علی الاختتام  
 ونسأله حسن الختام۔

اللہ تعالیٰ ایمان اور امان کے ساتھ ہمارا خاتمہ  
 کرے، آمین۔ حسن اختتام رسالہ پر تمام تعریفیں  
 اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، اور ہم اللہ تعالیٰ سے  
 حسن خاتمہ کا سوال کرتے ہیں۔ (ت)

پچھلے سوال بدایوں سے آیا تھا جواب میں ایک موجد رسالہ ہندو دھرم کا لکھا اور اس کا نام  
 معتبر الطالب فی شیون ابی طالب رکھا، اب کہ وہ بارہ احمد آباد سے سوال آیا اور بعض علمائے  
 بمبئی نے بھی اس بارہ میں توجہ خاص کا اظہار فرمایا حسب حالت راہنہ و فرصت حاضرہ شرح و بسط  
 کافی کو کام میں لایا اور اسے اُس اجمال اول کی شرح بنایا نیز شرح مطالب و تسکین طالب میں  
 بحمد اللہ تعالیٰ حافل و کامل پایا۔ لہذا شروح الطالب فی مبحث ابی طالب اس کا نام رکھا  
 اور یہی اس کی تاریخ آغاز و انجام۔

والحمد للہ ولب الانعام وفضل سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو انعام کا

المصلوة واکمل السلام علی سیدنا  
محمد وعلیہ السلام وعلی آلہ  
وصحبہ الغرہ الکرام وعلینا بہم و  
لہم الی یوم القیمة آمین یا ذا الجلال  
والاکرام، واللہ سبحنہ وتعالی اعلم  
وعلمہ جبل مجدہ اقدس و  
احکم۔

ماکب ہے۔ اور افضل درود واکمل سلام جو  
ہمارے آقا محمد مصطفیٰ پر جو کُل جہان کے بادی  
ہیں، اور آپ کے روشن پیشانیوں والے اہل کرم  
آل و اصحاب پر اور ان کے صدقے میں ہم پر اور  
اُن کے لئے یوم قیامت تک ہماری دعا قبول فرما  
اسے بزرگی اور اکرام والے۔ اللہ سبحنہ وتعالی  
خوب جانتا ہے۔ اور اس کا علم اتم اور مستحکم  
ہے۔ (ت)

حجۃ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ  
بجملۃ المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری  
عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں

رسالہ  
شرح المطالب فی مبحث ابی طالب  
ختم ہوا

نوٹ

جلد ۲۹ عقائد و کلام و دینیات کے عنوان پر اختتام پذیر ہوئی،  
فتاویٰ رضویہ کی آخری جلد ۳۰ ان شاء اللہ تعالیٰ سیرت اور  
فضائل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عنوان پر مشتمل ہوگی۔

رسالہ

حَیَاةُ الْمَوْتِ

فُبیان

سمیع الموت

۱۳۰۵ھ

حیاتِ برزخی و سماوی موتی کا مدلل بیان

اعلیٰ حضرت اہلیم احمد رضا خان بریلوی مدظلہ

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

انڈین لویاری روڈ لاہور پاکستان